

ایضاح و ترمیم

خدم

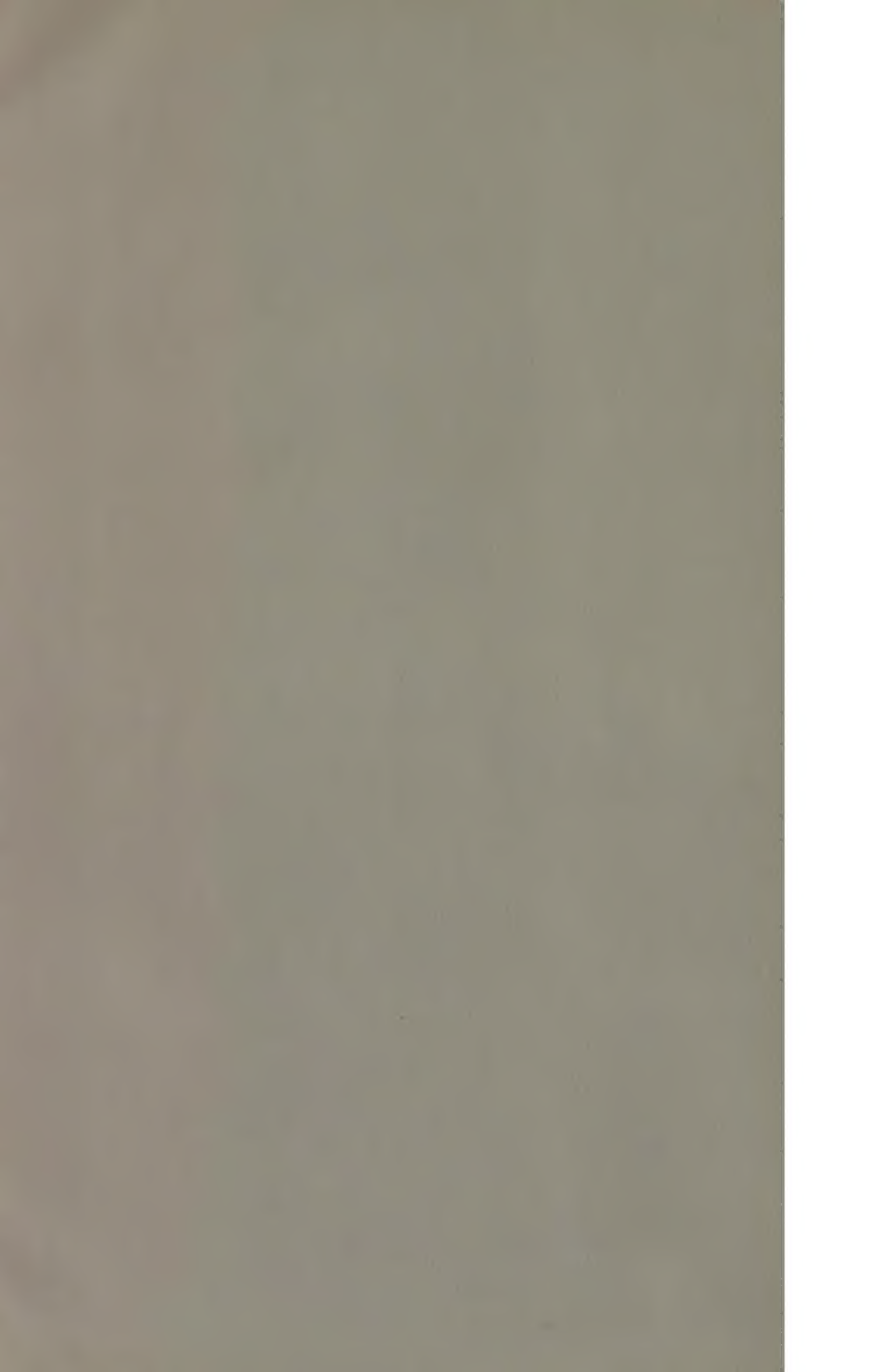
رشتات قلم

مشهد العظمیٰ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری

مجموعہ ترتیب
مولانا اکبر محمد حبیب اللہ مختار
امپریس، جامعہ علوم اسلامیہ
ہندوستانی ٹاؤن کراچی

مکتبہ بنوریہ

علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی ۷۴۰۰۰



بصائر و عبر

حصہ دوم

رِشحاتِ قلم

حضرت علامۃ العصر محدث کبیر شیخ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ

ترتیب و جمع

مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار

رئیس

مجلس الدعوة والتَّحْقِيقِ الدِّیْنِیِّ

نائب رئیس

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی ۵

ناشر

مکتبہ بنوریہ، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی ۵

باب دوم

حالات حاضرہ



Masood Faisal Jhandir Library

TECHNICAL SUPPORT BY



CHUGHTAI
PUBLIC LIBRARY

مکتبہ شالہ

فہرست

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۹	اور اس کا سبب	۱	باب دوم - حالات حاضرہ
۳۰	اسلام کیا رکھتا ہے؟	۷	پاکستان اور اسلام
۳۱	اسلامی مملکت کے صحیح خدو خال	۱۰	اسلام کا قانون
۳۲	مملکت پاکستان اور مسلمانوں کا فریضہ		اسلامی قوانین کی ترتیب و تدوین
۳۶	دینی اتحاد	۱۲	کے لئے تحقیقاتی جدوجہد
۳۷	مجمع البحوث الاسلامیہ	۱۴	اسلام اور پاکستان
	حکومت کے اوصاف اور سربراہ	۱۷	قانون کا بنیادی مقصد
۴۳	کے فرائض	۱۸	انسانیت کے امراض اور انکا علاج
۴۶	اسلامی میلہ انگلستان		اللہ تعالیٰ جل شانہ کا کامل و مکمل
۴۷	دستور پاکستان اور اس کی حقیقت	۱۹	آخری قانون
	مانع حل ادویہ کا ناجائز استعمال		کسی ملک کا دارالاسلام بننے کا
۴۹	حکومت کو گہری تشویش	۲۰	مدار کس چیز پر ہے؟
۵۰	کمیونزم اور اسلام	۲۱	اسلام کیا ہے؟
۵۱	ضروری تنبیہ		شرعیات اسلامیہ کا نفاذ اور
۵۱	ایمان و کفر، نفاق و الحاد، ارتداد و فسق	۲۳	پاکستان
۵۵	پاکستان کا موجودہ نظام تعلیم	۲۳	سیرت کافر نس اور اسلام
۵۵	مسجدوں میں دنیوی تعلیم کا حکم	۲۷	اسلامی مملکت کیسی ہونا چاہیے
۵۹	عبدید تہذیب و منہاج تعلیم کی برکات		مسلمانوں کی دوزخ کی صورت حال

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۹۵	اسلام اور صرف اسلام ہے	۵۹	مدرسہ عربیہ اسلامیہ کا شعبہ تحقیق و تصنیف
	داخلی و خارجی فتنوں اور پریشانیوں	۶۱	پہلی اسلامی سربراہ کانفرنس لاہور
۹۶	کا سبب اسلام سے بے وفائی ہے	۶۱	موجودہ کانفرنس کا بنیادی مسئلہ
	اسلام اور پاکستان، سوشلزم اور	۶۱	کانفرنس کا اصل مقصد کیا ہونا چاہیئے
۱۰۰	کمیونزم	۶۵	گندی سیاست
۱۰۱	نئی تعلیمی پالیسی	۶۶	مشاورتی کونسل اور شراب
	پاکستان اور داخلی و خارجی فتنے اور	۷۱	ہر کے راہبر کار سے ساختن
۱۰۳	ان سے بچاؤ کی تدابیر		ادقاف کے ناظم اعلیٰ کا حیرت انگیز
۱۰۴	سوشلزم صہیونی جال کا ایک پھندہ ہے	۷۵	اور منصفانہ خیر بیان
	اسلام کے نام پر حاصل کردہ	۷۶	چوں کفر از کعبہ بر خیزد
۱۰۶	مملکت پاکستان	۷۷	محکمہ ادقاف اور اس کی ذمہ داری
۱۰۶	اسلام کا نام لے کر اسلام سے دشمنی		جمیعت علمائے اسلام اور
۱۰۸	اسلام اور پردہ	۷۸	مولانا احتشام الحق تھانوی
۱۰۹	اسلامی مساوات کسے کہتے ہیں		نعمت خاندانی پاکستان اور اس نعمت
	مملکت پاکستان پر اللہ کا شکر کس	۸۶	کا شکر ادا کرنے کا طریقہ
۱۱۱	طرح بجالایا جائے۔		اسلام کو چھوڑ کر مادی اسباب اختیار
۱۱۳	دردناک صورتحال اور اس کا علاج	۸۷	کرنے کا خمیازہ
۱۱۶	پاکستان کے بحران کے باطنی اسباب		ملک و قوم کے لئے ایک خطرناک
۱۱۸	بھارت کا مشرقی پاکستان پر حملہ	۸۸	استلاء اور آزمائش
	پاکستان میں اسلامی شعائر کا احترام	۸۹	اسمبلیاں اور ان کا فائدہ
۱۱۹	اور اس کی وجہ	۹۱	حکومت اور ان کے بجٹ
۱۲۲	آئینی بحران اور اس کا دائمی حل	۹۲	احکام الہی سے سرکاری کا نتیجہ
۱۲۳	قوموں کا آئین اور دستور	۹۳	یہودی کی اسلام دشمنی
۱۲۵	سربراہ مملکت کی ذمہ داریاں		استحکام پاکستان اور قیام امن کا راستہ

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۵۵	جمعیت علمائے اسلام اور اس کا منشور	۱۲۶	آئین میں اصلاح طلب چند امور
	کتاب (آدمیت کی کہانی) اور جامعہ	۱۲۶	اسلامی آئین کے کتے ہیں
۱۵۷	اسلامیہ بہاولپور		پاکستان کے جدید اور قدیم دساتیر
	مسلمانوں کے تفرق، اختلاف و	۱۲۷	کافرق
۱۵۹	وانتشار کے ظاہری و باطنی اسباب		رحمت الہی اور رضا خداوندی
	مسلمانوں کے تفرق و انتشار کا باطنی	۱۲۸	حاصل کرنے کا طریقہ
۱۶۳	وظاہری علاج		موجودہ نام نہاد اسلامی آئین
	پاکستان میں فسادات، اُن کا سبب	۱۳۰	کی خامیاں
۱۶۶	اور علاج	۱۳۱	صحیح اسلامی آئین
۱۷۱	انحطاط و تنزل اور اس کے اسباب	۱۳۲	اسلامی آئین کے نفاذ کا تقاضا
۱۷۹	انتخابات	۱۳۴	فریضہ دعوت و تبلیغ اور مسلمان
۱۸۰	اسلامی قانون کا نفاذ	۱۳۵	مستربی سیاست اور اس کے مضرات
۱۸۱	اسلامی قانون		قانون الہی سے روگردانی اور اس
۱۸۲	صدر مملکت کے اختیارات و فرائض	۱۳۷	کی سزا
۱۸۵	ایک نہایت اہم تنبیہ	۱۳۹	پاکستان کی باطنی و ظاہری تعمیر
۱۸۸	انتخابات اور اس کا نتیجہ	۱۴۱	عالمی قوانین اور اسلام
۱۸۸	دردناک قومی المیہ	۱۴۳	عذاب و سزا کے سلسلہ میں قانون الہی
۱۹۰	جمہوری الیکشن اور اس کی حقیقت	۱۴۳	پاکستان کی تعمیر کیلئے موثر اقدامات
۱۹۰	وجود میں آنے والی اسمبلی کے فرائض	۱۴۵	پاکستان کی تعمیر کے لئے اہم نکات
۱۹۲	پاکستانی قوم کے بانیس سال		دین اسلام سے انحراف اور اس
۱۹۲	کامیابی و کامرانی کا راستہ	۱۴۸	کی سزا
۱۹۳	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے		مسلمانوں کی موجودہ پستی اور اس
	فرائض منصبی	۱۵۳	کا علاج
۱۹۵	حضرات صوفیاء اور اشاعت دین	۱۵۵	کفر اور امن عظام

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	ایک ناگہانی حادثہ اور اس کے اثرات	۱۹۶	اسلامی سیاست اور موجودہ سیاست
۲۲۵	غیر مسلموں سے مقاطعہ	۱۹۷	مسلمانوں کی نمائندگی
	(سوشل بائیکاٹ)	۱۹۸	موجودہ حکومت اور اسلامی آئین
۲۲۶	ایک غلط فہمی کا ازالہ	۱۹۹	راہ نجات
۲۲۷	قادیانیت کے خلاف اہل پاکستان کا شدید رد عمل	۲۰۰	علماء کرام اور الیکشن
۲۲۸	برطانیہ کی اسلام دشمنی		صوبائی تعصبات اور فتنہ رنگ
۲۲۸	ربوہ ایک نیا قادیان	۲۰۵	نسل کا اصل عمل
۲۲۹	تحریک ختم نبوت		مرزا ناصر احمد کا دورہ یورپ اور سعودی عرب ٹیلی ویژن پر اس کی نمائش
۲۳۰	حادثہ ربوہ اور اس کے نتائج	۲۰۶	مسلمان فردعی اختلافات ختم کر کے تبلیغ میں مشغول ہوں
۲۳۱	تحریک ختم نبوت کا طریقہ کار	۲۰۷	برطانوی عہد حکومت اور مسلمان حکومت برطانیہ اور فتنہ قادیانیت اور مرزائیت
۲۳۵	سپاہ و لشکر	۲۰۹	مرزا غلام احمد اور دعویٰ نبوت
۲۳۸	آثار و نتائج		انگریزی دربار اور مرزا غلام احمد اور اس کی امت
	پاکستان اور مسلمانوں کی بقا و اسلام سے وابستہ ہے	۲۱۰	تاج برطانیہ خود کا شہ پورا
۲۳۸	اقلیت قرار دیئے جانے کے بعد	۲۱۲	قادیانی انگریزوں کے ایجنٹ
۲۳۹	مرزا میوں کی حیثیت	۲۱۳	کفر و ارتداد سے توبہ کا طریقہ
	مرزا میوں سے متعلق مسلمانوں اور حکومت کے کرنے کا اصل کام	۲۱۴	مسئلہ ختم نبوت اور پاکستان
۲۳۹	برطانیہ اسلام کا سب سے بڑا دشمن	۲۱۵	عقیدہ ختم نبوت کو تسلیم کئے بغیر
۲۴۲	قادیانیت انگریز کا خود کا شہ پورا	۲۱۶	پاکستان قائم نہیں رہ سکتا
۲۴۲	قادیانیوں کی پاکستان کے خلاف سازشیں	۲۲۳	
۲۴۳		۲۲۴	

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۷۳	قادیانیوں کو غیر مسلم قیامت قرار دینے کے آئینے	۲۷۳	قادیانی - آئینی ترجمہ پر محمد احمد
۲۷۴	غزہ گردی اور اس کے اسباب	۲۷۴	غزہ گردی اور اس کے اسباب
۲۷۵	غزہ غیر مسلم مقتولانہ سے قادیانیوں کا انکار	۲۷۵	غزہ غیر مسلم مقتولانہ سے قادیانیوں کا انکار
۲۷۶	دینِ سداور رشتہ و عدالت	۲۷۶	دینِ سداور رشتہ و عدالت
۲۷۷	سندھ عدلیوں کے آئینہ میں	۲۷۷	سندھ عدلیوں کے آئینہ میں
۲۷۸	قادیانیت اور مسلم اسد ایک	۲۷۸	قادیانیت اور مسلم اسد ایک
۲۷۹	سفرِ سداور قادیان	۲۷۹	سفرِ سداور قادیان
۲۸۰	ن غزہ قادیانیوں کی اسد دشمنی	۲۸۰	ن غزہ قادیانیوں کی اسد دشمنی
۲۸۱	اسد اسد کی رشتہ و رشتہ و رشتہ	۲۸۱	اسد اسد کی رشتہ و رشتہ و رشتہ
۲۸۲	فتنہ نسائیت و فتنہ پروپیگنڈا	۲۸۲	فتنہ نسائیت و فتنہ پروپیگنڈا
۲۸۳	پروپیگنڈا و تحقیقات علی انہ پر ایک	۲۸۳	پروپیگنڈا و تحقیقات علی انہ پر ایک
۲۸۴	اسد و غیر مسلم اسد و غیر مسلم اسد	۲۸۴	اسد و غیر مسلم اسد و غیر مسلم اسد
۲۸۵	ذہنییت	۲۸۵	ذہنییت
۲۸۶	مفتی محمد صاحب کی وزیر قادیانیت	۲۸۶	مفتی محمد صاحب کی وزیر قادیانیت
۲۸۷	پاکستان کی وزارت	۲۸۷	پاکستان کی وزارت
۲۸۸	پاکستان و رشتہ و رشتہ و رشتہ	۲۸۸	پاکستان و رشتہ و رشتہ و رشتہ
۲۸۹	پاکستان کی سرحدیں اسد و غیر مسلم	۲۸۹	پاکستان کی سرحدیں اسد و غیر مسلم
۲۹۰	کے بارے میں	۲۹۰	کے بارے میں
۲۹۱	اسد و غیر مسلم اسد و غیر مسلم اسد	۲۹۱	اسد و غیر مسلم اسد و غیر مسلم اسد
۲۹۲	اسد و غیر مسلم اسد و غیر مسلم اسد	۲۹۲	اسد و غیر مسلم اسد و غیر مسلم اسد

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	عرب و اسرائیل جنگ اور شکست	۲۹۲	اس کی تجاویز
۲۳۰	کے اسباب	۲۹۳	دین کے خلاف محاذ جنگ
۲۳۲	مسلم قوم اور اس کے امراض	۲۹۵	رابطہ عدم اسد می کو کی کرنا چاہیے
۲۳۲	بیت المقدس پر اسرائیل کا قبضہ	۲۹۶	مؤتمرق برہ کے مشاہدات و اثرات
	اسرائیل کا بیت المقدس پر قبضہ	۲	ادارہ مجمع البحوث الاسلامیہ کی مختصر رویداد
۲۳۵	علامات قیامت کا پیش خیمہ	۳۰۰	کانفرنس کا محل انعقاد
۲۳۶	اتحاد عالم اسلام		مجمع البحوث اسلامیہ اور اس کی
۲۳۶	فتح و شکست کے حقیقی اسباب	۳۰۲	پہلی کانفرنس کے برے نتائج و اثرات
	عرب قومیت اور اشتراکیت		مجمع البحوث اسلامیہ قاہرہ کی
۲۳۹	کی نحوست	۳۰۴	دوسری کانفرنس
۲۴۲	عدم اسلام کے اتھی و کی ضرورت	۳۰۶	غیرت اسلام اور پاکستان
۲۴۴	مشرق وسطیٰ اور جمال عبدالناصر		ادارہ تحقیقات اسلامی اور اس
۲۵۲	مصر اسرائیل جنگ سے درس بہت	۳۰۹	کے سنہری کارنامے
۳۵۵	مسلم نور کے لئے دائرہ عمل	۳۱۱	منصب نبوت
	فدح و کامیابی اور عنترت و تنقی کا	۳۱۲	الحاد و زندہ
۳۵۹	راستہ		یاس دن امید کی تاریک گھنٹوں
۳۶۰	عمر ابس و شیخ محمد بن علی السنوسی	۳۱۴	میں ایک کرن
	عرب قوم و اس کے امراض اور	۳۱۶	مؤتمرق برہ کے مشاہدات و اثرات
۳۶۲	اس کا علاج	۳۱۶	علمائے ازہر کے بارے میں رائے
	مال و دولت کی فراوانی اور اس	۳۱۸	جدید ازہر کے خدوخال
۳۶۵	کا مہ شرہ پر اثر	۳۱۹	جمال عبدالناصر
۳۶۸	انقلاب لیبیا		مجمع البحوث اسلامیہ قاہرہ
۳۷۱	سوشلزم اور کمیونزم کا صحیح علاج	۳۲۲	کی پانچویں کانفرنس
۳۷۱	تھی اور اس کی ضرورت	۳۲۸	شیخ ازہر شیخ عبدالعزیز کی پختہ

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۳	قابل توجہ	۳۸۵	سر اسٹیج ہار جیت ورتن کا سر
	مسیحیوں کے لئے دوسرا سفر		لیویہ میں سدومی دعوت و تہنیت
۳۵	مہارت	۳۸۸	کی پٹی کا سفر
۳۶	۱۵۰ کی پاک وینہ جنگ		سہ ہزارہ کی فرس کے بڑے جناب حسن
۳۷	قابل عبرت تہنیت و تہنیت	۳۹۵	شائع کی تہنیت
۳۹	نعمت خدہ زندہ اور اس کے شہر		قاسم کی تہنیت کے بعد اور
۴۰	کسی قوم کی موت	۳۸۸	مسلم تہنیت کے کوشش
۴۱	مسلمانوں کی بنیادی قوت	۳۹۰	قرآن کی تہنیت ہے
۴۲	سرخانہ درخت اور		اس کی تہنیت کے اور
۴۳	مہارت و مہارت کی جنگ	۳۹	شائع تہنیت
۴۵	پاکستان اور	۳۹۳	پاکستان
۴۶	پاکستان کی بے غدیاں	۳۹۵	تہنیت کوئی مسلمان
۴۸	پاکستان کی سب سے بڑی غلطی	۳۹۷	عراق کی تہنیت کوئی مسلمان
۴۸	پاکستان کی سب سے بڑی غلطی	۳۹۹	مسلمانوں کی تہنیت اور
۴۹	پاکستان کی سب سے بڑی غلطی	۳۹۹	مسلمانوں کی تہنیت اور
۵۰	پاکستان کی سب سے بڑی غلطی	۳۹۹	مسلمانوں کی تہنیت اور
۵۱	پاکستان کی سب سے بڑی غلطی	۳۹۹	مسلمانوں کی تہنیت اور
۵۲	پاکستان کی سب سے بڑی غلطی	۳۹۹	مسلمانوں کی تہنیت اور
۵۳	پاکستان کی سب سے بڑی غلطی	۳۹۹	مسلمانوں کی تہنیت اور
۵۴	پاکستان کی سب سے بڑی غلطی	۳۹۹	مسلمانوں کی تہنیت اور
۵۵	پاکستان کی سب سے بڑی غلطی	۳۹۹	مسلمانوں کی تہنیت اور
۵۶	پاکستان کی سب سے بڑی غلطی	۳۹۹	مسلمانوں کی تہنیت اور
۵۷	پاکستان کی سب سے بڑی غلطی	۳۹۹	مسلمانوں کی تہنیت اور
۵۸	پاکستان کی سب سے بڑی غلطی	۳۹۹	مسلمانوں کی تہنیت اور
۵۹	پاکستان کی سب سے بڑی غلطی	۳۹۹	مسلمانوں کی تہنیت اور
۶۰	پاکستان کی سب سے بڑی غلطی	۳۹۹	مسلمانوں کی تہنیت اور

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	پاکستان کی صدی بیکہ چند فزوں	۳۳۲	پاکستان کی شکرہ کی سزا
۳۳۳	تب ویزہ	۳۳۳	سکونت وقت سے سہی
۳۳۴	گروہ بندی اشتراق و غمت کر		نہایت و ہر اید و ہر ایت اور
	مسکونوں کے دنیا کی عزت و	۳۳۵	قرم و مت
۳۳۶	آبرو و صل کرنے کا طریقہ		منشور جمہیت علماء اسلام اور
۳۳۷	دورہ برنہ	۳۳۷	ایسر لو نہیں
۳۳۸	پاکستان اور اس کے دشمن	۳۳۸	پاکستان و ملت و تقسیم
۳۳۹	روز فزوں خرمیں و ان کا ترک	۳۳۹	سام عرب اور اسرائیل
	امت سرمدیہ کی زبوں حالی اور		کرمیت پاکستان و سعودی عرب کو
۳۴۰	س کا صل عذج	۳۴۰	ج کے سکتے میں پندتج ویزہ شور
۳۴۱	صدج معاشرہ کا صل عذج		صوبہ سندھ میں سہہ و ڈوں کو دوبارہ
	پاکستان کے سمرانوں کا تحقیقی صلج	۳۴۱	تو درسنہ کا مسئلہ
۳۴۲	عزت الی شہ		سہہ کی ماری میں شہہ سہرست
۳۴۳	یک خوب اور ایک پیغم	۳۴۳	کے الی شہہ و دینیات
۳۴۴	خواب و پیغم		قرم کا تہہ و اشتاق مستحب کے
	مسکونوں کی زبوں حالی کے سبب	۳۴۴	سہہ نیک دل
۳۴۵	اور ان کا صل		سہہ سہرست اشہہ ذکر کے سہہ کا سہہ
۳۴۶	قانون ہی کا نفاذ	۳۴۶	نہیں ہو سکتی
۳۴۷	خانی لغزوں سے اجتناب		سہہ سہرست اشہہ سہرست کے سہہ
۳۴۸	در آہ شدہ لغزات کی ناکہ بندی	۳۴۸	سہہ سہہ سہہ سہہ سہہ سہہ
۳۴۹	اسد می معیشت کا نفاذ		سہہ سہہ سہہ سہہ سہہ سہہ
۳۵۰	اسد می عوت	۳۵۰	سہہ سہہ سہہ سہہ سہہ سہہ
۳۵۱	اسد می معاشرہ کی سدج تربیت	۳۵۱	سہہ سہہ سہہ سہہ سہہ سہہ
۳۵۲	عالم اسد اور مسکونوں کی حالت زر	۳۵۲	سہہ سہہ سہہ سہہ سہہ سہہ

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۵۰۳	حضرت حکیم رامت سے تعلق بنیت	۵۰۹	سے رجبہ
۵۰۵	تعمیمات اشرفیہ کا اثر	۵۱۰	دارالمصنفین سے تعلق
۵۰۵	بحیثیت شیخ عارف	۵۱۰	بامعشتانیہ سے تعلق
۵۰۸	حیات محمدی شاہ جہاں پوری	۵۱۱	پروفیسرانہ امتیاز
۵۱۲	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع نورانی مدظلہ		فلسفی اور متکلم علماء میں مورخ
۵۱۶	حضرت مولانا ابوبکر علی	۵۱۱	کا مقام
۵۱۷	جناب ابوبکر محمد مسعود مدظلہ	۵۱۲	مولانا کی نگاہ میں فلسفہ کا مقام
۵۱۸	حضرت مولانا محمد احمد علی نوکی	۵۱۳	بامعہ میں فلسفہ کے مددہ فرقی بنیت
۵۱۹	حضرت مولانا عبدالحق مدظلہ	۵۱۴	بھجرت رجبہ کا کما
۵۲۰	حکیم عبدسدا	۵۱۵	مولانا کا مقررہ جہان امتیاز
		۵۱۶	دماغ سے دل کی طرف

پاکستان اور اسلام

بینات کے صفحات پر غور سے اس امر کو واضح کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ اسلام
دین اسلام ہی اللہ تعالیٰ کی وہ آخری نعمت ہے جو اس عالم کو دی گئی ہے اور عصر حاضر کی تاریخ
پاکستان ہی ایک ایسا ملک ہے جو اسلام کے نام پر وجود میں آیا ہے۔
لیکن روشن حقائق کے باوجود :-

پاکستان ہی ایسا ملک ہے جہاں نہایت سرعت کے ساتھ اسلام کے نام پر غیر اسلامی معاشرہ پھیل رہا ہے۔
پاکستان ہی وہ بدعظیم ملک ہے جہاں شورش یا غیر شعوری طور پر اسلام کی شعائر اسلام کی خالص
اور اسلامی تہذیب کو دفنایا جا رہا ہے۔

پاکستان ہی وہ بدعظیم سرزمین ہے جہاں اسلام کے نام سے غیر اسلامی قانون بنائے اور جاری
کئے جا رہے ہیں۔

پاکستان ہی وہ خطہ ہے جہاں ملک و ملت کے خزانے کی بھاری زمیں اسلام کی تحریف پر بھائی
جا رہی ہیں۔

پاکستان ہی وہ مکتبہ ہے جہاں آزادی فکر و آزادی رائے کے بہانے سے تمام عیسائی مشنریوں
کو تمام زندہ و مردہ کھول کر اسلام پر اعتراضات کرنے اور طعن و تشنیع کا نشانہ بنانے کا موقع
دیا جا رہا ہے۔

پاکستان ہی وہ حکومت ہے جس کے جتنے حکمران بھی آئے ہر ایک کے عہد حکومت میں پاکستان
کے دینی معیار کو بندہ کرنے سے غفلت برتی گئی۔

توقع ہو گئی تھی کہ صدر محمد فیضہ مارشل لا یوب خان نے جس طرح پاکستان کی اقتصادی و سیاسی
پوزیشن کو مضبوط کر دیا ہے۔ شاید اس کے عہد میں دینی اقدار کو بھی استحکام نصیب ہو جائے اور ان
کی وہ سخت پابندی حیثیت نہ رہے جو سابق ادوار میں رہی ہے لیکن فوسس :۔

اسے بسا آرزو کہ خاک شدہ

تعب و تاسف کو تمام یہ سب کہ ایک طرح تو قرداد مقصد اور دستور ہیں یہ کیا جیت کہ
کتاب و سنت پر پاکستان کے قانون کا مدار ہو گا اور کتاب و سنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا

ہونے کا۔

لیکن دوسری طرف جو قانون بنائے۔ جانیں کتاب و سنت کے خلاف بنائے جائیں۔

اور صرف اتنا ہی نہیں کہ کتاب و سنت کے خلاف قانون بنائے جائیں بلکہ تمام انسانی پسند کرنے

کے ساتھ یہ بھی قانون بنادیا جائے کہ ان قوانین کو بڑی سے بڑی عدالت میں بھی چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔

بیسویں صدی کے قوانین ایسے بنائے گئے ہیں۔ جن میں عائلی قانون بھی شامل ہے۔ جن کی مخالفت کے لئے

قانون بنایا گیا ہے کہ ان کو کسی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔ سنا دینا اس لیے۔

اس لئے اس بیسویں صدی کے قانون کی ضرورت ہے۔ مگر وہ قانون صرف ان کو کیوں نہیں بنادیا جاتا۔ سابق قانون

کو کیوں نہیں منسوخ کر دیا جاتا پھر قانون مزاج بنائے۔

بہرحال اس پر آشوب صورت حال میں جس میں محترم ایس ایم حفیظ وزیر قانون کا حلیہ بیان ہو۔

ستمبر ۱۹۷۹ء کی پریس کانفرنس میں انہوں نے دیا ہے وہ ان مایوس کن گھنٹوں میں میری کیا حالت

ہے، موصوف فرماتے ہیں:-

سدام آئی ایک، ایسا مضبوط رشتہ ہے جو مشرق اور مغرب پاکستان کی ایک جہتی کو قائم

کر سکتا ہے پاکستان میں مسلم معاشرہ کی تشکیل کے لئے پروگرام مرتب کیا گیا ہے، انہوں

کو سدامی تعلیمات سے رشتہ منسوخ کر دیا جائے گا اور اس سلسلہ میں ایک جامع کتاب

اسلامی قوانین شائع کی جائے گی جس پر آئندہ قانونی عمل درآمد ہوگا۔

اس امید افزا اعلان سے کون مسکائے جو خوش ہوگا اور وزیر محترم کو خراج تحسین پیش کرے گا۔

لیکن بن باتوں سے یہ ضخیم کام انجام پائے گا بیت میں جو کچھ اس کی تفصیل آئی ہے، فوس کہ

اس کی بھینک تاریکی میں وہ میری کرن ایک تہ بہ خستوں میں چھپ جاتی ہے کہ آئندہ کے لئے کوئی

امید باقی ہی نہیں رہتی، فرمادے:-

یہ کام اذانہ خست است اسلامی کے پیرو کیا گیا ہے۔ در ماہنامہ فکر و نظر اردو

اسلامی اسٹڈیز، انگریزی، الدراسات الاسلامیہ، اسلامی، انصاف، انگریزی،

کے ذریعہ سے ادارہ کے محققین۔ پروپیگنڈوں، ریڈیو، سیرچ فیلڈ اور بیرونی۔

کی نگرانی میں ہو رہا ہے۔

یہ وہ دوسری شخصیات ہیں جس نے جو امید بندھی تھی اس کو خاک میں مل دیا اور بہرحال مجرمی رفتہ رفتہ
نے پریک کو ایک بین دیا جو ہر متبہ تشدد کے مقررہ روز نامہ تک پہنچ رہی ہیں شائع ہو چکا ہے اور اس میں یہ
کہنا پڑا کہ ڈاکٹر منصف رحمن کی نگرانی میں جب تک پھر تحقیقاتی کارروائی منصف پر ہوتے ہیں ان کو اچھے ہوئے
یہ توقع غلط ہے کہ ان کی نگرانی میں ورنہ کے قومی وقت کے ذریعہ کوئی ایسا کام ہو سکے گا یا کوئی معیاری
سرکاری کارنامہ دیا جائے گا اور ساتھ ہی یہ بھی صاف صاف کہہ دیا کہ اگر میں ایک منصف رہا ہوں
میں پرستی نہیں ہے ورنہ کی تک تفریق کا شکوہ ہے تاہم ایک سادہ سادہ شام کے عوامی اجتماع
بزرگ و خرد سے ایسے چند ممتاز علماء و ائمہ کی موجودیت یہ واقعہ کہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہر ہونے والے عرصہ کے لئے اس
ہر کو پانچ گیس کا پتہ لگانے کے لئے دعوت دینی جیسے مشن

۱۔ اکثر علماء نے فرمایا ہے کہ اگرچہ مذہب میں کچھ تبدیلیاں ہو سکتی ہیں مگر جو
 اصول و عقائد ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کے ذریعہ سے دیے ہیں ان میں کوئی تبدیلی
 نہیں ہونی چاہیے۔ یہ اصول و عقائد ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کے ذریعہ سے دیے
 ہیں ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہونی چاہیے۔ یہ اصول و عقائد ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کے
 ذریعہ سے دیے ہیں ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہونی چاہیے۔ یہ اصول و عقائد ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کے

میں کہہ رہا تھا کہ یہ سب باتیں سچ ہیں اور میں تو کبھی نہیں دیکھا تھا کہ
موت کے بعد بھی انسان کی روح زندہ رہے اور میں تو کبھی نہیں دیکھا تھا کہ
موت کے بعد بھی انسان کی روح زندہ رہے اور میں تو کبھی نہیں دیکھا تھا کہ

قیس بن زکریا بن بشار

تجب میں پسند ہے کہ کرتائق سے اور وہ تحقیقات اسلامی میں بعض یہ فرد گ ہیں
جہن سے کسی قدر صحیح کام کی امید ہو سکتی ہے تو یہ تو ان کو نہایت سرعت کے ساتھ ان کے دین و تقصیب
کی بنا پر خیرہ کر دیا گیا ہے یا ان کو غفلت میں بنا کر ان کو دیا گیا ہے ان سے اسلامی موضوعات پر
عام کر دیا جاتا ہے مگر ان کے صحیح کام میں تسبیح برید کر کے اپنے منشا کے سہنے میں ڈھنسا دیا
جاتا ہے۔

بہارِ بہارِ شہزاد کے روزنامہ جنگ میں مدیہ محرم نے ایک قیمتی شہزادہ اپنے لیے خرید لیا

کے ذریعہ اس موضوع پر کچھ حکومت کو متوقع فتنے سے بروقت متنبہ کیا ہے ہم شکر یہ کہ اس
قانون بنانے کے لئے اس کو نقل کرتے ہیں۔

اسلام کا قانون

مرکزی وزیر قانون نے ایس ایم ٹی نے بتایا ہے کہ اس کی تحقیق کا ادارہ اس وقت اسلام کا
قانون نامی ایک کتاب مرتب کر رہا ہے یہ کتاب تقریباً چار سال میں مکمل ہوگی اور وزیر
قانون کا کہنا ہے کہ اس سے عدالتوں کی رہنمائی کے لئے استعمال کیا جاسکے گا، سر طغیہ نے یہ بھی
بتایا ہے کہ اس کتاب میں اسلام کی قوانین پر جدید و قدیم علما کے افکار شامل ہوں گے اور
اس پر تعمیر کی تنقید کا خیر مقدم کیا جائے گا تاکہ بعد کے ایڈیشنوں کو بہتر بنایا جاسکے، فی ہر
پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا اور اس ملک میں اسلام کا قانون ہی چلنا
چاہیے، لیکن مغرب کی فسطائیت نے پاکستان کے تعلیم یافتہ طبقہ کو کچھ اس طرح گمراہ
کیا کہ اسلام کے نام پر حاصل کی جانے والی اس مملکت میں اسلام سے کثرتِ انحراف ہوتا
ہے، اسلام کو پوری قومی زندگی پر حاوی دیکھنے والے جتنے یقیناً وزیر قانون کے اس عین
کو خیر مقدم کریں گے لیکن اس کتاب کی تدوین میں اس بات کا خاص خیال رکھنا ہوگا کہ
قدیم کے ساتھ جدید علما کے افکار پیش کرنے کی کوشش میں قرآن وحدیث کے سبب
و معنی کو غلط رنگ میں پیش نہ کیا جائے، اس کتاب کی ترتیب کا خیال بہت نیک ہے
لیکن مسودہ کو قطعی صورت دینے سے قبل انتہائی احتیاط کے ساتھ اس کی جانچ ہونی
چاہیے، اس لئے کہ مختلف ادوار میں اسلام کو دانستہ یا نادانستہ مسخ کرنے کی کوششیں
تو قریب رہی ہیں، اب اسلام کی سرہندہ کی علامت وارڈین، ہماری ذرا سی لغزش سے
ایسا نیا فتنہ کھڑا ہو سکتا ہے، ہندو اسلام کو بڑے بڑے کارکنوں کے قیادت میں
ضرورت سے زیادہ متاثر بنا ہو گا، امید ہے اس کی تحقیق کا ادارہ صحیح اسلامی پیر
سے کام لے گا اور اس کتاب کی اشاعت سے قبل تمام اسلام پسند حلقوں کا تعاون
حاصل کرنے کی کوشش کی جائے تاکہ بعد میں تعمیر کی جتنی کجائی کے بجائے کوئی نیا فتنہ کھڑا
ہو جائے۔

۱۰ روزنامہ جنگ برقیہ ۱۹۷۷ء

گزشتہ چند سال کے تجزیوں کی روشنی میں مدیر دھونس نے جو نتیجہ نکالا ہے وہ بالکل صحیح
 ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب تک وزیر قانون یہ کام قابلِ اعتماد اور باقیق کے سپرد نہیں کریں گے ہرگز قابلِ
 طمینان اور ملک و ملت کے لئے قابلِ قبول نہ ہوگا، بلکہ بقول مدیر دھونس کا کہنا ہے کہ یہ نتیجہ
 کھڑا ہو جائے گا، بقول شاہ عروج

اب رہا کہ تو می رومی بہر کستان مست

واقعہ یہ ہے کہ اگر حکومت یا وزیر قانون کی نیت بخیر ہے اور مست و ملت کو کسی قسم کی ہراس پہنچانے
 کو نہ مقصود نہیں ہے اور واقعی دین اسلام کا صحیح قانون بنانا ہی مقصد ہے اور اب تک پاکستان میں
 جو کچھ ہوا ہے اس کی قدر کرنے کا عام ہو چکا ہے تو قصاص کی ضرورت ہے کہ یہ کال کا صحیح
 نتیجہ کیا جائے اور ملک سے ایسے صحیح رجحان کا کوئی کریہ کام سپرد کیا جائے جس سے ملک و
 دین کی شہرت کے ساتھ ساتھ جدید و قدیم رسوم سے وقفیت بھی ملے درجہ کی ہو یعنی شریعت کے
 نہ صرف قوانین و احکام جانتے ہوں بلکہ شریعت کے ہر کے مزاج و مذاہب کے درجہ کی
 تفہیموں کو اور پاکستانی مسلمانوں کے دینی مزاج و خواہشات کو جانتے ہوں۔

اگر حضرات کے کہنے پر دیکھتے ہیں کہ چند مہینے قبل کو بیایا کیا اور آگے درخاست
 جیسے عدالت اس کے مگر کیس کرنے کی کوشش میں مغلطی خیز طریقہ کار کی نہ صرف پاکستانی مسلمان بلکہ
 دنیا کا کوئی بھی مسلمان تحسین نہیں کر سکتا بلکہ یہ صورت کہ یہاں سر میں غیبت اور جہالت کی حالت
 کے خلاف اور اپنی بے دینی و بدعتی کا واضح ثبوت ہو کر اساتذہ کی اس کے ساتھ تمام شہریر اور
 اور مسلمانوں پر پیدا کرنے کے لئے اور ہوں مدیر جناب ایک نئے فتنہ کا وہ راہ گونہ ہو کہ اس
 درونک صورت حال سے بدتر یہ ہے کہ جس کے خلاف اس کے ساتھ تمام شہریر اور
 یا سو فیصد رائیٹہ کا قانون یا امریکہ یا سنڈا کا قانون نافذ کیا جائے گا لیکن اس کے ساتھ ساتھ
 یہ وہی پرانے قانون کو مسند کرنے کی کوشش کی تو یہاں تک کہ اس کے اندر مزید فتنہ اور
 غم و غم کا سلسلہ رہا ہوگا اور اس کے جو بدترین سیاسی نتائج ہیں اس کے اندر بھی غم و غم
 حکومت پر ہوئی جو دیدہ و نشتر کی غیبت کے ساتھ ہو جائے گا اور جو بدترین
 کا یہ تمام بد و بدعتی اس کے ساتھ ساتھ اور دعویٰ دین کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ

شناخت اور انتخاب مستشرقین عیسائی اور یہودی کیسے قابل غور ہو سکتے ہیں ورنہ کہنا قلمبند ہوا
 قریب ہے کہ تہذیب مستشرقین کو طریق کار کے لحاظ سے بدست ہیں جیسا کہ موجودہ ڈاکٹر صاحب نے
 بے سے تین سال پہلے اپنے ایک ڈن مورنہ ۱۹۴۹ء میں شائع شدہ نثر و لوگوں میں کہا تھا، کچھ عیسائی
 معلوم ہوتا ہے کہ کراچی میں رہ کر ان کو اس قدم کی عزت نہیں ہو سکتی ہے جس سے وہ کو سرد مہر
 و پند می کہتے ہیں، جو اس بکھرے قدم کے انتہائی فخرناک نتائج سے بروقت حکومت و وزیر
 قانون کو متنبہ کرتے ہیں، جدید طرز تحقیق کے نئے سے بدرجہا بہتر، برین میں وقت سبھی کی باتیں
 موجود ہیں جن کے تحقیقی شہکار ان مستشرقین کے علمی ارتقاء شائع ہو چکے ہیں۔

مزید شجاعت اور قریبیت کی معصومات میں انسانی کی غرض سے دارالہدایات، دارالرحیمیت
 کراچی، مقبرہ، میں رفیق فریم مولانا مفتی ولی حسن کا سی موضوع پر شائع شدہ مضمون پیش کرتا ہے۔

اسلامی قوانین کی ترتیب و تدوین کے لئے تحقیقاتی جدوجہد

محترم وزیر قانون نے، سرگست سلسلہ کو را و پنڈی کی ایک پریس کانفرنس میں ایک
 ہمہ تحقیقت کا اظہار فرمایا ہے کہ پاکستان میں سدری نثر کو مورمی حیثیت حاصل ہے،
 ملک کے دونوں صوبوں کے درمیان یکساہتی کے لئے سدری ایک مستقل قوت ہے جس
 سے نئی نسل کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرنا ضروری ہے، ہم محترم وزیر قانون
 کے اس خیال کی پُر زور تائید کرتے ہوئے ان سے گزارش کرتے ہیں کہ آپ کے یہ
 مفاد پاکستان کے اس کروڑ ہوازم کے دلوں کی توجہ سے "سدری نظریہ حیات پاکستان
 کی روح ہے اس ممکنہ کا قیام بھی سدری ہے کہ جس سے جو اس کی بقا بھی سدری ہے
 مفہم ہے اور اس کا میانی بھی سدری ہے، بین ملت ہو سکتی ہے۔ پاکستان کے دونوں صوبوں
 کے درمیان وسیع خلیج کو یہی نظریہ حیات پاٹ سکتا ہے کیونکہ دونوں صوبوں کے ارمیوں
 اگر کوئی چیز مشترک ہے تو وہ سدری و صرف سدری ہے جس سے سدری رشتہ جو جس قدر
 مضبوط کیا جائے گا اسی قدر پاکستان مضبوط ہوگا جس کے دونوں صوبوں ایک دوسرے
 سے قریب سے قریب تر جائیں گے جس طرح انھوں پاکستان کے وقت متحدہ در

۱۰ نوں نبویوں کے درمیان عید گ پند عنصر کا فتنہ اپنی موت پہ مروجہ تھا۔
 نئی نسل کو سدری تعلیمات سے روشناس کرانا ضروری ہے جو ان نئی نسل پر ہدایت
 کے ساتھ ہر پہلو سے جڑیں میں بندھ جائیں اور ان کے برکزیہ دینستہ نہ صرف
 نہ واقف بلکہ منہرب ہیں ان کے تعلیمی درجے میں سے میں جو کہ درجہ بہ درجہ
 اس سے آپ سے خبر نہیں ہیں۔

۱۱ ممبران تحقیق سدری کے بارے میں آپ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ ہمارے
 لئے محض تشریح ہے ہم اپنی معلومات بعد ادب پیش کر رہے ہیں، یہ سب کہ آپ ہمارے
 محرمات پر غصہ سے اس سے غور فرمائیے کہ ہمارے اس ملک میں دارالتحقیق
 سدری کی ضرورت اپنی جگہ مسلمہ کیونکہ آپ نے اپنی موجودہ حالت کی نشاندہی فرمائی ہے،
 واقعی ان پر کام کرنے کی ضرورت ہے سدری قانون کی ترتیب و تدوین، اسلام
 کا سماجی نظام، سدری قسود کی اصول، اسلام کا سیاسی نظام وغیرہ سب ہیں
 جسے افسوس غرض کرنا پڑتا ہے کہ موجودہ دارالتحقیق سدری جن پر ملک کا رکنوں
 روپیہ خرچ ہو رہا ہے اسے مقصد تائیس سے نہ صرف بہت دور بلکہ اس کی ضد ہے۔
 مگر ہم آپ سے دارالتحقیق سدری کے مقصد تائیس کو اس طرح بیان فرماتے ہیں۔
 ۱۔ رہنمائی دی مقصد غور و نامہ اس کو اپنی زندگی سدری تعلیمات سے متعلق گذر رہی ہے
 ۲۔ دینیات سے اس میں مقصد کو مسترکھ کر جب ہم درجہ کے بے تاس کے کام کا ہوتا ہے
 خدا سے جڑا ہوتا ہے میں تو ہم کو شدید مایوسی ہوتی ہے، اس کے قیام کو یک غصہ
 ہو گیا لیکن اس کی طرف سے بے شک سدری کوئی قبل ذکر خدمت سے نہیں اپنی
 ہیں تو یہاں تشریح ہے کہ ادارہ کی سائنس، اسلام کی دشمنیوں اور ریسرچ سے
 یہاں کے علوم و فنون میں بڑا ہوسکتا ہے، اس لئے سدری کے بنیادی خطوط
 بتورق و تاراج میں ہیں جن سے آپ ادارہ کے دشمنوں اور تحقیق پر و فیسروں
 ریڈروں، ریسرچ فیڈرز کے ذہنی رخ کو بخوبی اندازہ کاسکتے ہیں۔

۱. قرآنی احکام بدی نہیں بلکہ ان کی اصل غایت بدی ہیں۔
۲. حدیث رسول اللہ علیہ وسلم زمانہ مابعد کی پیداوار ہیں۔
۳. سنت ہر زمانہ کے رسم و رواج کا نام ہے۔
۴. شرعی سزائیں قابل تبدیلی ہیں۔
۵. قرآن ایک اخلاقی کتب ہے۔
۶. جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن میں بنا بنا یا قانون موجود ہے وہ جاہل اور کم فہم ہیں۔
۷. بینک کا سود حلال ہے۔
۸. زکوٰۃ مالی عبادت نہیں بلکہ ٹیکس ہے۔
۹. زکوٰۃ کی شرح میں اضافہ ہونا چاہیے۔
۱۰. بیئر شراب حلال ہے وغیرہ وغیرہ۔

ہم نے اس مختصر مرستہ میں صرف چند رشادات پر اکتفا کیا ہے، آپ اگر اس مسئلہ میں تحقیق کرنا چاہیں جس کی ذمہ داری ادارہ کا صدر ہونے کی بنا پر آپ پر بھی عائد ہوتی ہے تو بہتر ادارہ تحقیق اسلامی کے اب تک کے کام کا تفصیلی جائزہ لینے میں آپ کا معاون ہونا سکتے ہیں ان محققین بلکہ متبیین عصر کی تحقیقات کو صحیح اسلام کی روشنی میں آپ کو دیکھ سکتے ہیں کہ یہ ہنر کس کسٹن کے تحت اسلامی تحقیقات کر رہے ہیں۔

جاہل تک اسلامی قوانین کی ترتیب و تدوین کا تعلق ہے تو اس بارے میں غرض ہے کہ ادارہ تحقیق اسلامی ترتیب و تدوین کا منصب یہ سمجھتا ہے کہ کتب و سنت کے مخصوص و مقررہ احکام میں بھی ترمیم و اضافہ کیا جائے زمانہ اور حالت و کتاب و سنت کے ماتحت نہ کیا جائے بلکہ خود کتاب و سنت کو زمانہ اور حالت کے ماتحت کر دیا جائے یہ نظریہ ورنہ زلفِ اسلام کے لئے نہایت خطرناک اور مہلک ہے۔ اس طرح قوانینِ دینِ قیام بنائے جناب بن جائے گا اور اپنی بدیت لکھو بیٹھے کہ ترتیب و تدوین کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ کتاب و سنت اور فقہاء مجتہدین کی کوششوں و تحقیقات کی روشنی میں جب یہ ترتیب و تہذیب کے ساتھ یکساں مجموعہ قرار نہیں اسلام مرتب کیا جائے جس میں منصوص

کے مکتوبوں کا توں بقی رکھ کر فقہاء امت کی تحقیق کی پیروی کی جائے اور جدید مسائل اور
پیش آمدہ صورتوں کو قرآن و سنت اور فقہ کی روشنی میں حل کیا جائے۔

درہ تحقیق اسلامی سے اس ملک کے عوام کو بڑی توقعت تھیں کیونکہ اس مذہم کو
اس ملک میں بدست چھتا دیکھنا ان کی سب سے بڑی آرزو ہے۔ اور حبيب اس ادارہ
کی بنیاد رکھنے کی تو عوام کے دلوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی۔ اور لوگ کہنے لگے تھے کہ
حکومت نے یہ کمال صحیح قدم اٹھا دیا ہے لیکن دارہ کے کام کو دیکھ کر توقعات سراب سے
زیادہ ثابت نہیں ہوتیں اب ان کے دلوں میں ناقابل تردید شکوک و شبہات بکثرت ہیں
برداشت جراحاتیں ہیں جو دارہ کے نام نہاد علمائے متعین نے سدھ کے خلاف کام
کر کے ان کے قلوب میں ڈال دیں جن کے پس منظر کی صراحت بہت کچھ آپ کو بھی ہے۔
مصر میں ان جرحوں کا مہم چمپ پرینس کا فرانس نہیں جسے دارہ کا صحیح رخ موڑنا ہے
دارہ کا قبضہ شروع سے اب تک میکس یونیورسٹی، یہودی و نصرانی مستشرقین کی تحقیقات
ہیں، آپ اس کا رشتہ کعبۃ اللہ، قرآن کریم، حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور فقہاء
و محدثین و مفسرین سدھ کی طرف موڑ دیجئے، لوگوں کی جراحاتیں مندرجہ ہو جائیں
گی اور اس سدھ و ملک و ملت کو نئے رنگوں سے نباتات مل جائے گی جو وزیر زمین
پانی کی جاری ہیں اور اس ملک کے عوام آپ کو سدھ کے دیکھیں اور کامیاب وزیر
قانون کی حیثیت سے ہمیشہ یاد رکھیں گے۔

جراوی شنبہ ۲۰۰۷ء ۲۰ ستمبر ۱۴۲۸ھ

اسلام اور پاکستان

ہمارے ملک کے نامور قانون دان جناب تھریل رحمن صاحب مدظلہ کے زیرِ قیادت
مشیرِ قانون اور تحقیقات اسلامی پاکستان مجبوراً قانونِ عدمِ شریعت کے نام سے اسلامی قانون کو ترویج
کا کام کر رہے ہیں۔ اس کی پہلی بلکہ پہلا حق قانونِ زواج پر مشتمل تھی بینات میں تفصیل ہے۔ کیا یہ
چنگا ہے، دوسری جلدِ حقوقِ عورت پر مشتمل ہے۔ ہمیں کچھ دن ہوئے موصوفی مولوی صاحب
موصوفی اس مقدمہ میں اسلامی قانونِ عورت کے نام پر بددیہان اور ہندو مذہب پر ترقی
یافتہ مغربی ملک کے رائج "قانونِ عورت" کا جائزہ لیتے ہوئے خبریں اپنی "نیوز ٹائمز" کا نمبر
ان نقاط میں کرتے ہیں۔

"حقیقت یہ کہ نام نہاد ترقی یافتہ قوانین کے مقابلہ میں اسلامی قانونِ عورت
عزت و انصاف اور رسی، اخلاق و عفت کی مافولت، موت و مودت، مقصد
نیک کے حصول، نجاتِ خروسی، مسکوتِ عام و انسانی فطرت کے اصولوں پر قائم
ہے اور مجسمہ فخر کے ساتھ دنیا کے سامنے یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ یہ وہ سو سال پہلے جو قانون
اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا کیا ہے وہ مغربی دنیا کے جو وہ
قانونِ عورت سے انفس و رعبہ رعبہ بہتر ہے۔ اس دعوے کے ثبوت میں انتہائی گہرا
اور جانچنے کے ساتھ یہ کتاب حاضر ہے اور اس مغربی دنیا کا قانونِ عورتی قانون کے
ساتھ قلم نہیں رہ سکتا ورنہ ہی نکاح کے دیوانہ شایع، مذہبی شایع کے حقوق کو سکتے
ہیں، اس کا اعتراف خود اس لیے یزید زکات انگلیٹڈ مرتبہ، رٹائرڈ سائنس جیڈ ایم سی ایم پر
کیا گیا ہے۔"

دلیلِ مردانہ عدیل غور و فکر و مسلسل تحقیق و ریسرچ کے بعد ایک مسلمان ماہرِ قانون جس نتیجہ پر پہنچا
ہے اسے متعدد غیر مسلم صحافت پسندوں نے بھی تسلیم کیا ہے کہ چونکہ وہ اعترافِ حقیقت کے باوجود خود

نے حضرت امیر مومنانہ خوریؑ کی خدمت کی بنا پر ہمارے غیر مسلم نہیں کچھ پاس سے پہنچنے پر تیار نہ ہو سکتا تھا کہ
حضرت فدا دے حضرت مومنانہ خوریؑ صاحب مدظلہ کی قیادت میں شرارت کی روشنی میں ہر شخص کو

سرحدی قانون پر ایمان نہ لے سکتے تھے، نہ انہیں کوئی اہمیت نہیں دیتے نہ نہیں یہاں نسل کرنا چاہتے ہیں۔

انسان کے خود ساختہ قوانین خواہ وہ مشرق والوں کے ہوں یا مغرب والوں کے، امریکہ اور انگلینڈ کے ہوں، روس اور چین کے، دینی نوسی دوسکے ہوں یا آج کی ترقی یافتہ تہذیبوں کے، خدائے خالق و رب کے باز کردہ قوانین کے مقابلہ میں ان کی حیثیت وہی ہے جو خالق کے مقابلہ میں مخلوق کی ہو سکتی ہے۔ محمد سے ملحد تہذیبیں بھی، انسانی فطرت کو بہر حال تسلیم کرتی ہیں، در یہ کہ انسان اپنی فطرت کے تابع ہے نہ انسانی فطرت کے تمام تقاضوں، اس کی ضرورتوں، آسائشوں اور مضرتوں کا ٹھیک ٹھیک حامی بن جائے۔ انسان کو نہیں بلکہ خود خالق فطرت ہی کو ہو سکتا ہے وہاں اس کی صحیح نشوونما کر سکتا ہے اور اسی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ فطرت کی راہنمائی کے لئے قانون سازی کرے، یہ کام نہ خود فطرت انجام دے سکتی ہے نہ انسان جو اپنے صحیح یا غلط فطری تقاضوں کے سامنے سپہ انداز ہے۔

اہم ترین مقصد عدل و انصاف کو بروئے کار لانا اور انسانیت کو قانون کا بنیادی مقصد محمد و جور اور بہیمیت و درندگی کے چنگل سے نجات دینا ہوتا ہے،

کیونکہ خود قانون بکھری اور درندگی کی آماجگاہ بن جائے، قانون ساز اداروں پر ظلم پیشہ درندوں کا تسلط ہو جائے اور وہ اپنی پست اور گھٹیا خواہشات کے مطابق اندھا دھند قانون سازی کرنے لگیں تو یہ ہے کہ قانون حفاظتِ عدل کے بجائے ظلم و عدوت کا پشتیون اور پاسبان بن کر رہ جائے گا، اس خطرے سے بچنے کے لئے خدا ورت ہو گئی کہ عدل کا مفہوم متعین کیا جائے اور اسے ظلم و عدوان سے متنازع کیا جائے۔ عدل کیا ہے؟ اور ظلم کسے کہتے ہیں؟ یہ ایک ایسا نکتہ ہے جس کے بغیر قانون کا مدار فطرت و ہدیان کا پلندہ بن کر رہ جاتا ہے اور ہمیں یہ سن کر حیرت ہوتی ہے کہ دنیا کے اصلی ترین منکر اور ماہرینِ قانون عدل کا ایسا مفہوم متعین کرنے سے عاجز ہیں جو تمام انسانیت کے لئے یکساں قابلِ قبول ہو اور جو شخص یہ نہیں جان سکتا کہ عدل کیا ہے، آخر کس قانون سے اسے قانون سازی کا حق حاصل ہے؟ ایک حق تعالیٰ ہی کی ذات ایسی ہے جس کا حکم کائنات کے ذرہ ذرہ کو ٹیپ ہے اور جس کی رحمت ساری انسانیت بلکہ ساری کائنات کے لئے ہے، انسانوں کے کسی خاص گروہ سے اس کا انکار و وابستہ نہیں، وہی انسانیت کے لئے عدل کا ٹھیک ٹھیک مفہوم متعین کر سکتا ہے ورنہ

کا نزل کردہ قانون مدنی کہدے کا مستحق ہے قانون الہی کے سوا دنیا کے خواہ تراشیدہ قانون
نہ درل و نہ اسلاف کے تقاضوں کو چر کر سکتے ہیں نہ انسانیت کو خود و ستم کے تازی پختہ نبات
ورسکتے ہیں، حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

سَدَّ أَرْسَانَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمُ الْبُيُوتَ
وَأَنْزَلَ مِنْهُمْ لُحُوبًا ۚ لَأَسْفِلَ إِلَهُكُمْ
يَوْمَ يُنْفَخُ الْكَوْكَبُ ۚ لَئِنْ كُنْتُمْ إِلَّا
فِرْقَانًا فُتَنَّا ۖ فَمَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَ
رَبِّهِمْ إِلَّا الْمَنِيعُونَ ۚ

جرم اور سزا کے درمیان وہی رشتہ ہے جو مرض و دوا کے درمیان ہے، ایک بہ طبیعت
مرض کی نوعیت اس کے اسباب و عوارض اور اس کے آثار و نتائج کو سمجھتا ہے، مریض کی حالت
و نسبت کا بخور میں اتر کر تہ اس کے محل بود و باش اور تقاضائے سن و سال کو سوچ کر تجویز کرے
کے لئے نسخہ تجویز کرتا ہے، اگر بلکہ استعمال بیکار ہے، غذا و پرہیز کی بابت ہدایت دیتا ہے، لیکن
ایک عیال کو ان چیزوں سے سروکار ہے نہ اہلیت، اس نے کہیں سے سن لیا کہ فرد مرض کے لئے
فرد دوا مشید ہے، پس وہ دوا لٹائی اور لوگوں کو دینا شروع کر دی، اس کے بعد مریض کی قیمت
کو وہ بچنے یا مرنے سے

انسانیت کے امراض اور ان کا علاج

جراثیم انسانیت کے سب سے بڑے امراض ہیں اور قانون کے ذریعہ ان امراض کا علاج
کیا جاتا ہے، قانون کا سب سے مشکل مرحلہ جرم اور سزا کے درمیان توازن کا قائلہ کرنا ہے اور ایسی
تراز و دنیا کے کسی کارخانے میں تیار نہیں ہوتی جس سے جرم کے آثار و نتائج کا وزن کر کے اس کے
ہم وزن سز تجویز کی جائے، وجہ ہے کہ انسانی قانون کی تمام تر درازدستیوں کے باوجود مذہب
مکمل میں گمناف نے جرم کی رفتار سے تیز تر ہوتی جارہی ہے درجہ تک دنیا میں نبیانی میزان
کے مطابق جرم و سزا کا موازنہ نہیں کرتی اس وقت تک انسانیت پر جنگل کا قانون نافذ رہے گا اور
انسانیت قسم و عہد و ان کے پیچھے نہیں سمجھتی رہے گی۔

یہی میزان نہوت ہیں بتاتی ہے کہ زنا اپنے ندر تعفن و رگندگی کی کتنی مقدار رکھتا ہے اور
اس کا علاج کتنے پتروں یا کوزوں سے ہونا چاہیے اور کسی کے مال پر ناجائز و تہذیب ناکتہ بڑا مضر اثر

رہے اور اس کا علاج صرف ہاتھ کاٹنے سے ہو سکتا ہے جو شخص قلعے کا علاج کو نہیں سے اور موتیا
 بند کی تدبیر اپرو سے کرنا چاہتا ہے وہ جہل مرلین کا دوست نہیں رہتا ہے اور جو شخص قلعے کا علاج
 اتنے سال کی قید سے اور ڈکیتی کا علاج اتنے ماہ کی قید سے کرنا چاہتا ہے وہ قاتل ساز نہیں ہے۔
 انسانیت کا قتل ہے یہی وجہ ہے کہ آج مہذب ملک کے جیل خانے جرم کی تربیت کا وہین کر رہے
 کئے ہیں۔ مجرم سزا کاٹ کر واپس آتے ہیں تو مہذب جرم سے شفا یاب ہو کر نہیں ملتے بلکہ عادی
 مجرم بن کر آتے ہیں اللہ اعلم۔

التدقیق فی شأنہ کامل و مکمل آخری قانون

تدقیق برتر کا آخری قانون اپنی جامع اور کامل ترین صورت میں حضرت امام خمینیؑ نے تصویب فرمایا۔
 اصل تدقیق دیر نازل ہوا اس نے انسانیت کے لئے عدل و انصاف، موت و رحمت، برائی
 و غیرت، ہیئت و مروت، در سکون و اطمینان کو وہ فضا پیدا کی جس کی مثال چشم نکہ نے بھی نہ دیکھی تھی،
 ہر ملک ایسا خود کار بن گیا جس کی بدولت، قاتل تو جرم کی تداد دھتے دھتے صفا کے نقطہ کیس پہنچا ہی تھی
 اور جہنم پر یہ شہادت کی بنا پر کوئی جرم کسی سے صاف نہ ہو سکتا تھا اور یہی رسول اللہ
 پر رسول اللہ کے لئے کرپاک کو دیکھنے کا نفع لگاتے ہوئے یہ لست کے کچھ سے میں حاضر ہوا،
 در حقیقت یہ مدت نہایت سہل و آسائش میں کوئی فیصلہ نہ کر دیتی، اس کے نتیجے کی خوشی، یہی کی
 حریت اور محاسبہ آخرت کی تمکرات مسلسل بے چین کئے جاتے، نہ کسی کو کسی سے شکایت نہ کوئی
 طریق قی مسند نہ کوئی قہر، ان کی کوئی سیاسی، پیش کش کیا جاتی ترقی یافتہ، لیکن یہ تدقیق
 انسان اس کا تصور نہیں کر سکتا ہے، یہ جتنی اسد می شجاعت، جس نے دنیا کو عدل و انصاف سے ہمہ گیر
 انسانیت علی تدقیق و سلمہ کا ارشاد ہے۔

افلا جنتا بعد مساحت البیضاء میں تھوڑے پس منظر میں درویش شہادت دید

لیسہا و نبارہا سوانہ ہوں ہیں کے رت دن یہاں رہتا ہوں

پاکستان میں مسند کے لئے جس وجود میں آیا تھا کہ اسے درویش و ارمیہ کے دروازے پر
 دیکھا، یہی وہ مسند کا شہر و راستہ و مسدوقی کا ہو رہا تھا جو مسند کا دارالحدیث و دارالسلام
 کے کمرے میں نہ درویش سے میزدوس کر رہے مسلمانوں سے غلبہ کیا تھا کہ اس مسند کو دارالحدیث

سرم ہر کام پر جی جی زندگی کا ایک ایک شعبہ اس کے زیر نگیں ہو گا نہ اپنے سفر حیات کی ایک ایک ریز کو شریعت میں یکسر مستقیم پر نہیں گئے اور آج کی دیکھ بھلی دنیا کو بتائیں گے کہ تم جس متاع کشہ کی تلاش میں مارے مارے پھرتے ہو وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم کی یہی رائے ہے جس میں سکتی ہے۔

اگر ہمارے رہنما و قائد ارشاق و رزق سے کام نہ لیتے اور امت مسلمہ کے ساتھ ساتھ خدا و رسول کو بھی نہ دیکھتے اور پلوں سے نہ بہتے تو یہ ملک و ملت اسلامی اور اسلامی قوم ہو رہے اور پوری دنیا کے مشائی قوم ہو تا، پاکستان کی یہ قیادت ایک نئی دنیا کی معمار توتی در آج ہم اسلام کا نقشہ یقیناً کچھ اور موٹا کریم یا بیس سال سے جو کچھ ہو اور اس کی جو قیمت پوری قوم کو دے کرنا پڑی اور ہم اس کے نتیجہ میں ہیں خود غامض، فزق تری، فراق و انتشار اور ذلت و کینت کا شکار ہوئے اس کا تذکرہ رنج و ام اور نہ مت و نجات کا موجب ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کا مقصد بھی وقت پورا ہو سکتا ہے اور اسلامی مملکت کا خوب سہی وقت شمشادہ تعبیر ہو سکتا ہے جبکہ یہاں اسلامی آئین نافذ ہو اور اسلامی شریعت و رخنہ قانون کو زندگی کے تمام شعبوں میں جاری کیا جائے، مدیہ میں قرآن و سنت و فقہ اسلامی کے مطابق فیصلے کئے جائیں، حدود و شدہ کا جبر کیا جائے، اسلامی قانون کتاب و سنت و فقہ اسلامی میں مدون و متبوع و موید رہے، صدیوں اس پر عمل ہو تا رہا ہے وہ آج بھی نافذ کیا جا سکتا ہے۔

کسی ملک کے دارالاسلام بننے کا مدار کس چیز پر ہے

یہ حد سے مت کہ تناق ہے کہ کسی ختم زینت کے دارالاسلام بننے کا مدار اس بات پر نہیں کہ وہیں مسلمانوں کی تعداد کا کتنا سب کیا ہے بلکہ اس کا مدار قانون اسلام کے نافذ پر ہے جس ملک میں ہمہ امتد ر حلقہ کی جانب سے عوام کو اسلامی قانون کے فیوض و برکات سے مستفید ہونے کا مقصد لایا جائے جہاں کفر و جاہلیت کا نہیں و قانون مسدود ہو اور جہاں کے بے جا عوام مسلسل نتیجہ کے باوجود و تمدنی قانون کے بجائے قانونی قوانین کے مطابق اپنے مقدمات فیصلہ کرنے پر مجبور رہے ہوں۔ ہمارے ہاں ملک کے لیے یہ سب سے حقیقی معنی میں اسلامی مملکت و دارالاسلام

تہ ہے نہ جیاتی ہے : سعد کے گھر میں بھی کر سعد کو قتل نہ ہوا تو وہ سماؤں
 ہر تر ہو گیا ہے کیوں کیا دنیا کا کون نقصان ہے : سعد کا مزار میں لے کا یہ پاکستان اگر وہ قتل نہ ہوا
 سعد کا گھر ہے تو یہاں کے دس گیارہ کروڑ زندہ سعد : درمیں کے تمام مین سے اہل بے جا نہ ہو
 نہ زندہ سے میں گھر میں : سعد کو قتل نہ ہوا : سعد کے گھر کی سعد کو قتل نہ ہوا :

اسلام کیا ہے :

[illegible]

یہ ساری باتیں ہوتی ہیں۔ کیا میں نے غریب و مسکینوں کو دیکھا ہے۔
میں نے غریبوں کو دیکھا ہے۔ کیا میں نے غریبوں کو دیکھا ہے۔

نزاکت بتاتی ہے کہ اس موقع پر ادنیٰ غفلت اور معمولی لغزش بے حد تباہ کن اور سنگین نتائج کا حامل ہوگی اس لئے ضروری ہے کہ قوم کا ایک ایک فرد یہ سوچ سمجھ کر فیصلہ کرے کہ مجھے کل اس وقت تک حضور میں اس کی جواب دہی کرنا ہوگی اگر خدا تو سترہ وقت کی نزاکت کا صحیح احساس نہ کیا اور اس مقصد کو خاطر پاکستان بنانا تھا اس لئے منفر میں ڈال دیا گیا تو اس کا خمیازہ پوری قوم کو دنیا و آخرت میں بھگتنا ہوگا اس سلسلہ میں سب سے پہلی ذمہ داری، ریشہ، حکومت پر عائد ہوتی ہے، موجودہ حکومت کا یہ پیغام کہ رنامہ ہے کہ اس نے قوم کے تمام طبقات کے لئے اطمینان بخش پالیسی اختیار کی ہے اس سے اس کے بڑھ کر یہی پالیسی بھی اختیار کرنے کی چاہیئے جس سے اللہ اور رسول خوش ہو جائیں نہایت قدامت بھی کرنے چاہئیں جس سے سدھی نشا مہ کے قیام کے امکانات روشن ہوں اور حکومت کو رہنمائے خداوندی کا مندرجہ ذیل دوسری ذمہ داری طبقہ علماء پر عائد ہوتی ہے کہ تمام نزاعات کو بائبل کے حلقے رکھ کر کامل یکسوئی بنائیں اور امتیاز کے ساتھ قوم کا ذہن سدھ کے سایہ رحمت کے لئے تیار کریں تیسری ذمہ داری قوم کے قائدین و سیاست دانوں پر عائد ہوتی ہے کہ وہ فرد علی اور عداوتی لغویوں کو چھوڑ کر صرف اسلام کے کام کریں سب سے آخری اور پیچیدہ ذمہ داری مسلم عوام پر عائد ہوتی ہے کہ وہ صرف سدھ کے لئے اپنا حق نہ دے ستمار کریں یہ کہ ریشہ، ہدایت، نصرت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں، ضرورت ہوتی تو نشانہ کسی نصرت میں اس پر غصہ و عناد نہ ہو، اس لئے اللہ تعالیٰ ہماری حالت نہ رہے نہ فرما اور ہمیں ایسے اعمال کو متفرق نہ فرما جس سے قریشی ہو اور ہمیں ایسی حرکات سے بچاؤ جو دنیا و آخرت میں تیرے غضب کا موجب ہیں، وحشیانہ تدبیریں خیر خصلت، صلوٰۃ

سیرۃ محمد و آلہ و صحبہ کرامین۔

ذی قعدہ ۱۴۱۹ھ۔ پوری شاہ

شہریت اسلامیہ کا انفاذ اور پاکستان

اسلامی رحمت ہے اور ہر مسلمان جس کے دل میں ایمان کی روح بھی موجود ہو اس کی دل تمنا ہے
 ہونے اور رہنے والی چاہیے کہ وہ اسلام کی سرپرستی اور عدل و رحمت عکرائی کو ہر شعبہ زندگی میں باری و ساری دیکھے
 اسی کی فی ظہر میں پاکستان کا منہ بہ منہ کیا تھا مگر گذشتہ ربع صدی میں اسلام سے سرد مہری اور لڑائی
 کا جو منہ پرہہ ہوتا رہا اسے دیکھتے ہوئے یہ محسوس ہو رہا ہے کہ پاکستان کی سرزمین میں اسلامی شہریت
 کے نفاذ کے لئے شدید عجز و غرور کی ضرورت ہو گی۔ گریز کی ذہنی عدمی اور مغرب کے بے خدا تہذیب سے مروت
 ہمہ دلوں پر اس مذہب مستحکم ہے، اس کا اندازہ کوٹہ کے لئے صرف ایک چھوٹی سی مثال کافی ہے کہ تیس کتیس
 سال کا طویل عرصہ گزرنے کے بعد ہمارے ارباب، قائد و اسلام پر بس اتنا رحم آیا کہ یوم جمعہ کی سہ کاری
 تحصیل کا اعلان کیا اور وہ بھی فی سنو نہیں بلکہ اس شہر کے ساتھ کہ آئندہ جولائی سے، تو رستے بجائے
 جمعہ کی تعطیل ہو کرے گی، ہاں شہر قیام عظیم تر اسلامی شہر ہے اور جمعہ کا دن مسلمانوں کے نزدیک
 اس سے کہیں بڑھ کر مقدس و عظیم ہے جتنے کہ عیسائیوں کے نزدیک تو ہے، عیسائی مذہب میں ہفتہ وار
 چھٹی اور کوہنوتی ہے، اس کے برعکس ہمارے مذہب میں یہ شمار ہمیشہ سے قلم ہے کہ ہفتہ وار
 تعطیل بنائے اور اس کے جمعہ کو ہوتی ہے، مگر اسلامی قوانین کے مقابلے میں اس کی کیا حیثیت ہے؟ اور
 بیس کتیس سال بعد صرف یہ جمعہ کی تعطیل کا اعلان ہو سکا تو غور فرمائیے کہ اسلامی قوانین کے نفاذ
 کے لئے کتنی تدابیر درکار ہوں گی؟

سیرت کانفرنس اور اسلام | قیام پاکستان سے آج تک ہمارے ملک، رباب، قدر کے
 وعدوں کے باوجود اسلام اور اسلامی قانون سے محروم ہے اور اسلامیت کا بھرم رکھنے کے لئے
 ہر مصنوعی سہاروں سے کام لیا جا رہا ہے، چنانچہ قومی سیرت کانفرنس کی بنیاد رکھی گئی جس کی اسلام
 میں کوئی اہمیت نہیں، اسلام کے قرون اولیٰ قرون مشہود ہاں بالآخر میں اس کا کہیں پتہ تک نہیں ملتا،
 پس اسلامیت کی نمائش کے لئے ان مصنوعی چیزوں کو اپنا دہشتیت اس امر کی عدم مت ہے کہ قوم
 میں اصل روح تو باقی نہیں رہی اس لئے اس مصنوعی ڈھب سے دلوں کو معین کرنے کی کوشش کی جا
 رہی ہے۔

میں یہ دیکھتا ہوں کہ سیرت کانفرنسیں منعقد نہیں کرتے تھے، نہ نہیں ضرورت تھی کیونکہ اس دور میں

بہ مسلمان اپنی شکل و وضع، رفتار و گفتار، نشست و برخاست، عبادات و معاملات لغرض اپنی
 ایک ایک چیز سے سیرت نبوی کا عملی نمونہ پیش کرتا تھا، مسلمانوں کی زندگی کا ایک ایک شعبہ اپنی جگہ عمل
 سیرت کا نمونہ بن گیا تھا، سیرت نبوی کے کمال نہیں ملتا تھا، گفتار نہیں کر دیتا، وہ سب پر جیتے تھے اور اس
 پر مرتب تھے، اس کے برعکس جب سیرت نبوی کو زندگی کے ایک ایک شعبہ سے خارج کر دیا گیا، سیاست
 و معاملات تو کبھی شکل و وضع تک سیرت نبوی کے مطابق نہ رہی تو سیرت کی یہ دو منافی کے لئے سیرت کا نمونہ
 ہونے لگیں، یہ گویا نہایت حال اس امر کا انکشاف ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقصد
 و نیت سے متبر ہو گئی ہے اور ہر کسی شعبہ زندگی میں اس کی نمونہ بن چلا اس سیرت کو کشتہ کی یاد
 منانے کے لئے سیرت کا نمونہ یا مبدیہ کی محفایں کر کر لی، عیسائی قومیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی
 سیرت و کردار کو فراموش کر کے جس طرح ان کا یوم مہینہ مناتی تھیں مسلمانوں نے بھی اس کی نقل و
 شروع کر دی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت کی یہ دو کار منافی کا سلسلہ تھیں صدیوں
 میں جو عمل کے بادشاہ نے شروع کیا تھا، گرچہ وہ محض محفلِ مذہبی بلکہ شعرا و مساکین پر ہزاروں دینار
 خرچ کئے جاتے تھے انہیں کھانا کھلایا جاتا تھا اور کپڑے تقسیم کئے جاتے تھے، ہر حال خدا فراموش قوم
 کو اسوۂ رسول یا دور سے کئے لئے سیرت کا نمونہ نہیں منقذ کی جاتی ہیں لیکن جب مقصد ہی محض نش
 و رفتاری ہو تو اس پر کیا نتائج مرتب ہو سکتے ہیں، چنانچہ ان کا نمونہ سیرت سے ان محسوسات سے کتنے
 لوگوں کی اصلاح ہوئی، کتنی سیرتیں بنیں، کتنی صورتیں درست ہوئیں، کتنے لوگ نازی بن گئے،
 کتنے با خدا بن گئے، یہ فیصلہ آپ خود فرمادیں۔

پھر تمہارا لئے تمہارے کہ اس سے جان رکھی چیز کو اتنی اہمیت دی جاتی ہے کہ گویا، سدھ کا سب سے
 بڑا شعار قائم کیا جا رہا ہے، بڑی شد و مد سے اعدائے کیا جاتا ہے کہ بنیاد بھٹو صاحب اس کا افتتاح
 کریں گے اور اس پر قریب کر یہ نشانی ایک اس وقت کی جاتی ہے جب جناب بھٹو صاحب ایکشن
 کے لئے کمنڈ ڈالیں گے، گویا انتخاب میں کامیابی کے لئے پہلے کو اس میں کارناموں کا یقین دلانا
 ضروری ہے، اس کے لئے بطور مبدیہ سیرت کا نمونہ استعمال ہو کر اور، نتیجی مدد کہ میں یہاں
 اسٹیر کا کام دے گی، میں یہی اس سب سے جو سیاست میں کام لے گا، لا دین لہا لیس ستا۔

گزشتہ پانچ سالوں میں حسن اتفاق سے قادیانی امت کو نیز مسلم تعلیمت قرار دیا گیا مگر کب ؟

جبکہ نئے نئے آتے بڑھ گئے کہ مسلم نوجوانوں کو کھٹ دن میں علم و سائنس کا شاہ بنایا گیا اور اس کے رد عمل کے طور پر پوری قوم شعلہ جوار بن گئی اور پھر حبیب قادیانی کے سربراہ مرزا ناصر احمد نے قومی اسمبلی میں وہ بیان دیا جس سے تمام ارکان اسمبلی ملک صدر اور وزیر اعظم اور تمام مت مسلمہ کا فراور داؤہ اسدم سے خارج ہو جاتا ہے۔ بسبب باکر نکھیں کھیں کہ اب فیصلہ کی درجہ صورتیں ہیں یا تو نفرت کا شعلہ جوار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے والے کروڑوں افراد جو عقیدہ ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں، بتوں قادیانیوں کے نمودار ہوتے اور داؤہ اسدم سے خارج ہیں یا پھر مرزا کی جدید نبوت پر ایمان لانے والے کافر مرتد ہیں، ایک وقت دونوں کو مسلمان تسلیم نہیں کیا جاسکتا، فیصلہ واضح تھا کہ مکرمین ختم نبوت ہی کافر اور مرتد اسدم سے خارج ہیں، اس لئے تمام راکٹیں اسمبلی نے مستحق طور پر مست مرزا نے کو ذی مسلمہ کلیت قرار دے دیا بدشعبہ جو صاحب کے در حکومت میں یہ قابل تدر فیصلہ ہوا تھا، لیکن صدر انسوس کر رہائی برس کڈنے پر بھی اس کے لئے مناسب قانون سازی نہیں کی گئی، گویا بری نے دو دھوا کر سیکمیاں ڈال کر اس کی وجہ تعزیرت کہ عبث صاحب دل سے اس فیصلہ پر راضی ہی نہ تھے، اس لئے دفع الوقتی کے لئے زمین میں تو ترسیم کر دی کئی مرقا دیانیوں کی دل جوئی کے لئے قوانین سازی سے گریز کیا، شاید اس کو آئندہ انتخابات میں طمع دانہ کے لئے چھوڑا گیا تاکہ اس کو انتخابی انداز بنایا جاسکے اور اس کے ذریعہ شمار ہو سکے، آئندہ پانچ سالوں میں شاید یہ وعدہ بھی پورا کر دیا جائے کہ اس کے لئے مناسب قانون سازی ہو جائے لیکن کیا اس ملک میں کوئی ایسا وقت آئے گا کہ شراب پر پابندی ہو، زنا جرم قرار پائے گا اور اس پر شرعی حد جاری ہوگی، عائلی قوانین جو ایوانی دور کی بدترین یادگار ہیں کبھی منسوخ کئے جائیں گے یا جن کی روست دوسری شادی تو قابل تعزیر جرم ہے لیکن دشتہ رخصت اور شب و روز حر مکاری و ربہ کاری کرنا کوئی جرم نہیں۔

سدم کے ہزاروں مسائل ہیں اور بے شمار قوانین وضع ہو رہے ہیں۔ اب اگر ہر ایک ضابطہ کے تحت پانچ سال کا عرصہ درکار ہو تو صاحب کا کہنا کہ اسدمی قانون کے نفاذ کا ہر عمر نور میں انتہا کو پہنچا سکتا ہے، ہمارا ناقص خیال تو یہ ہے کہ اگر اب بسبب قلم رستہ اپنے وعدوں کی پاسداری کی ہیں وضع قوانین رکھی ہو اب تک یہی ہے تو یہ عرصہ بھی قلم رستہ کا ہی نہیں بلکہ شاید صورت حال میں مسابہ

اسلامی نمائندگی کی ضرورت ہے

عصر دراز کے بعد ایک تارہ تھی تہائی نے مسلمانوں کو بھی فرمایا کہ یہ غلطہ اس آخری دور میں
میت مسلمہ کی ایک مثالی نمونہ ہے وہ یہاں تھی کہ انہیں راز باری ہوں اور اس مہلت کے
باشندے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے بہرہ مند ہوں اور خدا پروردگار پر کمال سے سرفراز ہوں یہاں
سکون قلب نصیب ہوا جان و مال و آبرو و خزانہ و عزت کی زندگی ہو غم و غم و غم و غم
کہ دو ختم ہو یہ شخص اس مانت ابیہ کا تھی رات کر رہا تھا جو یہاں عیسیت و فوج ہو یا چل
ما کر ہو یا سکوم بہ جبر ہو یا زمیندار ہو یا دوسرے ہر شے پہا قریب منہ بھی ادا کرے اور
طہین کا سانس لے اور راحت کی زندگی گزارے اور یہاں تک کہ یہاں ہی زندگی ہو۔

بہشت بخشاں آزار نہ باشد

کے ابا کے کہنے سے نباش

تقیقت میں اس قدر روزگار کیا کہ دنیا کی زندگی بیکار ہو گئی۔ سب سے بڑی نعمت
جو اللہ تعالیٰ کی دولت سے عجیب ہوتی ہے وہ کوئی شے نہیں ہے جو دنیا کی زندگی سے
بزاروں نعمتیں حاصل ہوں۔ ہاں وہ دولت ہے کہ وہ دنیا کی زندگی سے کماؤں و وسائل و
اسباب میسر ہوں لیکن یہی سکون نہ ہو اور عزت و فخر سے قیامت آج کل کے لوگوں پر جو
ہیں اور تہہ تیغ و بہار ہے گار ہے۔

بیمار شکم و دل آموده و بکساره

چو دل بول بود کن بریده خار سپید

خیال یہی تھا کہ پاکستان کے وجود میں آئے ہیں کیا یا نقشہ ہوکا جس طرح روس نے چین
کے نقشہ پر پاکستان کا وجود دیکھا ہوا ہے اس طرح زمین کا ایک نقشہ ہو گا اور موت و موات کا
عالم ہو گا۔ صوبائی ور قیامی، وطنی اورسانی تفریق مسابست نہ رہے گی نہ چینی، نہ پھان
ز بوج، نہ مہاجر، نہ سنی باشندہ، نہ سر مرگیاں، نہ شیعہ خورشید کوئی بہرہ ہوگا نہ مشرقی کافر
نہ مغربی کافر، ایک سدھی روت تمام پاکستان میں جاری ہوگی یا سربراہ ملک

کے دل میں اپنی رحمت کی نعمت و مودت ہو گئی، ان کے سامنے تو مایا شناس کیساں ہوں
 کے، پر تقدیر و طعن و ربانیت و مسک سب حقوق انسانی برادر می کے حصول سے کیساں طور پر
 انہوں کے، قدرت و وحدیت میں جو کچھ ساری مخلوق کے حقوق و احوال بیان ہوئے ہیں اور
 جن کا ایک ہی خاصا حصہ میں حقیر مجتہد بیانات کے صفحات پر بار بار پیش کرنے کی سعادت حاصل
 کی گئی ہے، یہاں تھا کہ یہ نقشہ سامنے آئے گا بے تاب نکالیں اور ترتیب دیتے ہوئے دل سے کہ شاید
 سے تسکین دے حاصل کریں گے لیکن جو کچھ ہو، اور جو کچھ ہو، ثابت آپ کے سامنے ہے، عیاں ہے
 راجہ بیابان، نالہ و زاری، لہجہ و لہجہ، درحقیقت سب سے بڑی مصیبت صحت قیادت کا
 فتنہ ان کے ہاتھ میں پڑا ہے، تو یہ تو کئی کئی سیکنڈز میں وہ توقع ختم ہو گئی۔
 "ازماست کہ برماست" یہی نبوی میں جو ارشاد ہوا کہ:

"بادشاہ یا اسلمی ملک کا سربراہ حق تعالیٰ کا اس زمین میں سایہ ہے، یہ نہیں نہ افویں
 یہ سایہ اپنی اگر نصیب ہو تو پھر کس بات کا خضرہ؟ خدفت اللہ کا صحیح منظر یک سلامی ملک
 کا سربراہ ہی ہو سکتا ہے حق تعالیٰ شانہ کی۔ بوبیت کا پورا شہر سبل انسانی میں کسی ملک کا
 نصاب فرما رہا ہے، اس کی جان و مال اور دولت و آبرو کی حفاظت کا وہ ذمہ دار ہوتا
 ہے، ہر کوئی، بیاسوں کے لئے تمام انتظامات کرنا ہے، ضروریات زندگی کی کفالت کرتا ہے۔
 جنس کے تمام رعایا کے لئے ہر طرح صحیح معنوں میں مباح و مافوی ہوتا ہے، حق تعالیٰ سے صحیح تعلق ہوتا
 ہے، پاکیزہ اخلاق، پاکیزہ زندگی، باخدا زندگی کا مظہر ہوتا ہے، منسوم پر رحم کرتا ہے، ظالم
 سے منسوب کے لئے انتقام دیتا ہے، جس طرح ان کی جسمانی ضروریات اور امراض کے لئے استشفیات
 و ہسپتال قائم کرتا ہے، رعایا کی جان و مال کی حفاظت کے لئے پولیس کا نظام کیا جاتا ہے، ملک
 کے حدود کی دشمن سرداروں سے حفاظت کے لئے فوجیں ہوتی ہیں، سلسلہ معاش و وسائل رزق
 و نقل و حمل اور در آمد و برآمد کے لئے صحیح تدابیر ہوتی ہیں، مصلوم کے لئے نالہ و زاری
 کے لئے شرعی و کمر عدلیہ کا نظم ہوتا ہے، عینہ و عینہ، تھیک، اس طرح روحانی و خدائی کردار
 کی درستی کے لئے دل و جان سے لگ کر مؤثر تدابیر اختیار کی جاتی ہیں، لیکن وہ نالہ و زاری
 ہو کیا رہا ہے، کونسی برائی ہے جو روز افزوں ترقی پر نہ ہو، بلکہ مختلف تدبیروں سے مسلسل

ان برائیوں کو معاشق میں پھیلایا جا رہا ہے اور نئی نسل بڑی شرح ان کی شکار ہو رہی ہے،
افسوس کہ یہ ملک تباہی و بربادی کی کنارے پر پہنچ چکا ہے۔

مسلمانوں کی دُعا کی صورت حال اور اس کا سبب

درمسل جو موجودہ درناک صورت حال کا نقشہ ہے پورا ایسا افسوس ہو رہا ہے کہ معاشقہ
تباہ و برباد ہو چکا ہے کہ بابل سے، انتہا لیا جا رہا ہے کہ ان پر ایسے بے رحم حملے ہو رہے
ہیں کہ سامان و اشیاء ایک جہت سے ایک خطرہ بن گئے ہیں۔ انتشار و بے قراری،
جذباتی، بد امنی و خوف و غم، نہ کسی کی جان محفوظ، نہ کسی کی برو محفوظ، آج کارخانے کا مالک
ہے کل نان شبینہ کا نتیجہ ہے، کسی کو پتہ معلوم نہیں کہ کل کیا فائدہ پیش آئے ہیں اتنا
کی بھونٹا نہ ہو سکتا ہے، نہ رحمہ ہے نہ غارت، نہ خلاق نہ تخریبی، گرنے والے بڑے بڑے رہے
ہے یہانی، بدعاشکی اور بدعہد ہی کا دور دورہ ہے، نہ پولیس پتا فرض اور کرتی ہے نہ حاکم کو
اپنے زیر دستوں کی فکر ہے، نہ مزدور کو چین، نہ کارخانہ دار کو سکون، نہ زمیندار کو اطمینان، نہ
کاشتکار کو تباہی، نہ طرفدار ہی درمیں ہے، ہاں دولت کی بھوک ہے جو بھی ختم نہیں
ہوتی، ملک کی چپ و چڑخ نہ شاہی بھرنے کی غرض سے باہر جاتی ہے تاکہ زر مبادیہ حاصل
ہو جائے، لوگ بھوک سے مر رہے ہیں، اور یہاں کی پیداوار باہر بھیجی جا رہی ہے، غریب نان
و ختمہ کے لیے تڑپ رہے ہیں، اندرونی ملک اپنی پیدا کردہ چیزوں سے محروم ہے اور جو کچھ
زر مبادیہ حاصل ہوتا ہے وہ عیاشی و فحاشی کی نذر ہوتا ہے، یا پھر چند افسوس افراد کے پیٹ میں
پہنچ جاتا ہے، غریب پر ہی موز رہتا ہے، نہ ملک کو زر مبادیہ سے فائدہ پہنچتا ہے نہ ملک اپنی
پیداوار سے نفع مند ہوتا ہے، عمدہ شکر و پینی باہر جاتے اور اندرونی ملک گھٹنے
ترستا رہتا ہے، پٹیس برٹیس کا وہ عالم کہ کوئی ضرر نہیں، غریب و مزدور بھوکا ہے، اس کے پاس
نہ بدن دھتکے کا کپڑا ہے، نہ سر تھپنے کی جگہ، نہ پیٹ بھرنے کا کوئی ذریعہ ہے، نہ وہ علاج
کا چارہ کر سکتا ہے، جب یہ لوگ مضروریات زندگی کے لئے تڑپتے ہیں تو سوشلزم
کی دوا دیتے ہیں اور خلاق سے سس کے ساتھ سوشلزم کا بیونہ لکھنے کا نعرہ بھی لگا دیتے

ہیں اور اسلامی سوشلزم نے کی چیز دیکھا کرتے ہیں تاکہ ان نعروں سے مزدوروں وغیرہوں کو دھوکا دے سکیں۔ کبھی جاگیروں پر قبضہ کرنے کا ارادہ کرتے تو کبھی کارخانوں کو قومیا نے کی ترکیب کرتے ہیں، اسلام میں نہ سوشلزم کی کنجائش نہ کمیونزم کی کنجائش نہ کسی کی جانب اور وہاں پر قبضہ کرنے کی کنجائش۔ اسلام کا نارا نہ نفہ اسلام کی حکومت کے تمام شہریوں کی غم نہ وریات کا کفیل ہوتا ہے۔ ہر رہ نمکت کھی کو چوں میں پھر کر غریبوں کی خبر گیری کرتا ہے، نہ وہاں کوئی بھوکا رہتا ہے نہ کروڑوں کا ملک ہو ملتا ہے۔

اسلام کیا کھاتا ہے؟ اسلام ہمارے دل میں نہ تڑپتی پیدا کر کے ہمہ دلی پیدا کرتا ہے اسلام رب کے دل میں آخرت کی نعمتوں کی یاد تازہ کرتا ہے اور اسے صبر و قناعت پر آمادہ کرتا ہے اور قناعت کی دولت سے اسے مال کر دیتا ہے، غنیاء کو اتفاق کی ترغیب دے کر جنت کی نعمتوں کا مستحق بناتا ہے اسلام ہر پانچیر ہے ہر پانچ سعادت ہے، اسلام سکون قسب کا ہر چشمہ ہے، اسلام پاکیزگی کی سکھاتا ہے، اسلام نسان کو فرشتہ بناتا ہے، اسلام کو چھوڑ کر قیامت تک دنیا کا کوئی نفس بھی عالم کی اصلاح نہیں کر سکتا، اسلام کو چھوڑ کر جتنی ہی خسارہ اور بربادی بھی ہے، نہ معلوم ان عقل کے دعویہ روں کو کیا ہو گیا کہ اتنا بھی نہیں جانتے جو تمدن و تہذیب یورپ سے آیا ہے و جس کی رات دن نقالی کی جا رہی ہے، آخر اس کا کیا شہر ہو گا؟ اسلام کے آفتاب عالم تاب کو چھوڑ کر ان ظلمت کے دوسے کیا نور سے گا؟ اور کیونکر فلاح کا راستہ نہ آنے کا؟ آج یورپ و امریکہ کی دنیا ہر اس شہوات کی پیروی دنیا ہے، وہ سنانیت کے تصور سے بھی محروم ہیں، انسان صورتوں میں خالص درندے اور چار پائے ہیں، آج ان کی نقل اتار دینا کہ جاگت میں دھکیلتا ہے، انسانیت سے حیوانیت کی طرف لے جاتا ہے، ورستہ نعمت کی طرف لے جاتا ہے، سکون و حیوانیت سے لے چینی کی طرف لے جاتا ہے، سچ کچ ہر ہی ممکنہ خداداد کا ہر شہر ریڈیو اور ٹیلی وی پر مہر ہے یہ خیر ناک مستقبل کی پیش گوئی کر رہا ہے۔

لا تفعل اللہ وانما ذن منہ خدا کرے ایسا نہ ہو اور اللہ تلے پناہ میں رکھے، آج اس ملک میں جو ستانہ بازاروں، سڑکوں و رقبہ کچ گاہوں میں نظر آ رہا ہے یہاں نہیں دیکھ کر مسلمانوں کو رُوب مرنایا جائیے، یہ سب کچھ تاریک عاقبت کی نشاندہی کر رہا ہے، متعلقہ اس وقت

پر فرمائے۔ بجاہ نبیہ الکریم علیہ صلوات اللہ وسلامہ۔

درحقیقت یہ سب کچھ صالح قیادت کے فتنہ ن سے ہو رہا ہے۔ اگر صالح ہمدرد و ورک
کے لئے مناسب قیادت نصیب ہوتی تو آج یہ روز بد نہ دیکھنا پڑتا اور جس دردناک حسرت ناک
مقام پر پہنچنے لگے نہ پہنچتے۔ صحیح سادہ می تعلیمات و اسادہ می تربیت نہ ہونے سے کابلوں، سکولوں
اور یہ نورسیمیوں کا جو حال ہو رہا ہے آپ کے سامنے ہے، حیرت ہی حیرت ہے کارخانے کے
مزدوروں کو چھوڑیے، وہ غیر تعلیم یافتہ ہیں ان تعلیم یافتگان کی حالت مدحستہ کریں، یاد رکھو
وہ کوشش، بوشش سے سنبھال رہے ہیں سارے ملک میں یہ کوشش تو رہتی ہے مگر ہوس کی نہ توفی
حاصل نہ ہوگی، نہ بھوس قندار ختم ہوگی، نہ خداتوں میں شہادت کا، نہ جان محفوظ ہوگی، نہ
مال محفوظ ہوگا، نہ آبرو محفوظ ہوگی، نہ قلب کو سکون میسر ہوگا، نہ زندگی میں آرام نصیب ہوگا۔
یہ سب باتیں سارے ملک کی بدولت نصیب ہوتی ہیں لیکن یاد رکھو کہ زبان کا سہرا نہیں، نام کا
اسرا نہیں، بکری پر رو بہن میں صحیح سادہ می کی ضرورت ہے تاکہ نہ حق تعالیٰ کے حقوق میں تقصیر
ہو نہ بندوں کے حقوق میں تقصیر ہو۔

اولو ان اهل القریٰ امنوا و اتقوا
فلقد عذبہم بکات من السماء
و لا یفلحون کذلو فاعفنا ما
بین کافہ البسبوس، ۵۶۔ عون

اگر یہ بستیوں و شہروں نے امن و تقویٰ کا رویہ
نہ کیا کرتے تو ہم نے آسمان و زمین کی فتنوں کے
دروازے کھول دیئے لیکن قیامت یا انہوں نے قرآن کے
توں کے بدلے ان کو پکڑ لیا ہوتا۔

اسلامی مملکت کے صحیح مندرجہ حال

کسی سادہ می مملکت کے صحیح مندرجہ حال یہ ہیں کہ وہیں سادہ می تعلیمات و بہیات کی حدود
زانی ہو، سادہ می شمار کا پرتہ بند ہو، سادہ می قدر کا برباد ہو، اور ایک مسلمان سادہ می مملکت
کی دنیا عدم ہے کہ دینی قدروں کو خواہشات و سود کی سیر و ستور سے دور سادہ می
شمار و حساب کو موخر ہو، ان کی زبردست خونریزی کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے، سادہ می
عات و وقت کے نازک پہیڑ کو معمولی ٹیکس سے بھی پھانسنے سے، سادہ می تہذیب پر خرابی ہو۔

ورغیر سدھی تہذیبوں سے بغض و نفرت ۔

کل تک مسلمان یہ مقرر کر رہے تھے کہ ایرانی شہنشاہیت کا رشتہ ہزاروں سال کی پارہینہ
وکا فرانہ تہذیب سے جوڑا ہوا ہے اور آج اس پر مقرر کیجئے کہ خود اپنے ملک کا ایک حلقہ پانچ
ہزار سال کا فرانہ تہذیب سے رشتہ عقیدت والہ ہے اور اس بت پرستانہ تہذیب
کے حیاء کے لئے کروڑوں کی بھیک مانگی جا رہی ہے جسے تہذیب و تمدن کے تار یار نے پیوند
خاک کر دیا ہے ۔ خیر مر خطہ فرانیہ :

۱۔ لڑکانہ ، فوری ، صد روزہ انتظامی بھٹوکل مومن جو دار و میں سر روزہ میں ترقی
یہینار کا افتتاح کریں گے ۔ صدر کل صبح ۱۰ بجے مومن جو دار و میں پورٹ پر پہنچیں
گئے جہاں ان کا استقبال مرکزی دسویں قانون سرعہ لفیفہ پیرزادہ ، مرکزی و صوبائی
وزراء ، محکمہ افسران اور شہری کریں گے ان کے ہمراہ وزیر اعلیٰ سندھ
مستار بھٹو بھی ہوں گے ۔

معلوم ہوا ہے کہ مومن جو دار و میں کو سید و تھور کی تباہی سے بچانے کے لئے پاکستان
نے سات کروڑ ڈالر کی مدد طلب کی تھی لیکن یونیسکو نے صرف ایک کروڑ ڈالر دینے
پر رضامندی ظاہر کی ہے ۔

وہ یہ سب کچھ اس ملک میں ہو رہا ہے جس کا نصف اعلیٰ خود مختار قدمیہ بن چکا ہے جس
کا باقیہ زندہ دھڑکی فتنہ و فساد کے سیم اور تھور کی زد سے ہنوز نہیں جس کے زندہ بچا اور اس
ہی موتی ہواؤں کی وجہ سے شکست و ریخت کا نشان بنے ہوئے ہیں جہاں انتشار و خلش
کی طوفانی موجیں من و عنایت کی دیواروں سے ٹک رہی ہیں اور جہاں غریب عوام کو پینہ
بھرنے کو روٹی ، ستہ پوشی کے لئے کپڑا اور سر چھپانے کے لئے چھوٹا میسر نہیں ۔

بریں غمت و دانش بیاہ گریست

کیا پاکستان کے موجودہ حالات میں تباہ شدہ تہذیبوں کو زندہ کرنے کے لئے
شاہی دربار منفقہ کرنا اور اس کے لئے بھیک مانگ کر قومی دولت کا قریب غفلت

۲۔ روزنامہ جنگ ”کرچی ہم فوری“ ۔

ساری تہذیب و قدر کو زندہ و ورگو کرنا اور ہزاروں برس کی وہ تہذیبوں کو کھود کر قومی
 ہیرو بنانا کیا اس بات کی خدمت نہیں کہ یہ قوم ذہین و فکر کی ساری صلاحیتیں کھو کر خود
 "آثار قدیمہ بن چکی ہے؟"

مذہبی برہمن سنی التہذیب و سلم نے ہدایت فرمائی تھی کہ :

۱۱ "اتلذذوا بآداب اللہ فی ظہور" نہ ہمارے ہاتھ سونے کی بھوس میں دھنسل ہونا

انفسہم لایاں تکلونوا باکین برائے نوروت ہوئے، نکل ہو، مہار جوئے جا

ن یصیبکم ما اصابہم لبرنازل ہو نہیں جاتی پسیت تہا سے۔

پھر آنحضرت سنی التہذیب و سلم نے اس کا عملی نمونہ بھی پیش فرمایا، چنانچہ حبیب غزوہ تبوک

کو جب تہہ برے قوم مشرک کی بستیوں کے کھنڈرات سے گذرے تو سر مبارک ڈھانک لیا اور

تہا میت تیزی کے ساتھ وہاں سے نکل گئے، مگر سچا ہماری کمزوری و کج راہی کا تا شاد کہنے لگے تھی

تیاہ شد و لبرتیوں کو تا شاکا و علم "بنایا بار بار ہے وہاں کا نفر نہیں بدلتی جاتی ہیں، محضیں بانی

جوتی ہیں، تیش و شاکے کی داد دی جاتی ہے اور قوم اس پر فخر و مباہلت کا غنہ مند کر رہی ہے

ان سہ دراب النیر جمعین، ہم تو یہ سمجھتے تھے قاصد ہیں کہ نہ معدوم ہمارا یہ نصیب کس کس

دھن جا رہا ہے اور فسوس کہ ہمارے سیاہ دن بھی تک ختم نہیں ہوئے، یا بالفاظ دیگر ہم

نر تک من و ابدان کے دور سے نہیں گئے، اللہ تعالیٰ اس کا کھسکی مخالفت فرمائے، اور

کمر بول کو صحیح ساری خدمت کی توفیق عطا فرمائے، تسبیح اللہ تعالیٰ یا نہی، یا یومنون۔

مسند احمد ۳/۱۹۳ پر میں ۱۹۳

مملکت پاکستان اور مسلمانوں کا فریضہ

حاکمیت، دولت، دوست و دشمن اور حکومت و سیاست، اللہ تعالیٰ کی وہ عظیم نعمتیں ہیں، جو مسلمانوں کو عطا فرمائی ہیں کہ وہ ان کے ذریعہ اس سرزمین پر اللہ تعالیٰ کا قانون اور احکامات نافذ کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے تقابلاً میں، چنانچہ تقریباً ایک ہزار سال تک اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو ان نعمتوں سے محروم فرمایا لیکن جب مسلمان قوتیں دولت و حکومت کے نشہ میں مست ہو کر اس مقصد سے منحرف و مڑ کر دیں دریں کی پادشاش کے طور پر مملکت کی ہیئت سے محروم ہوئیں تو اللہ تعالیٰ کی وہ نعمتیں بھی ان سے چھین لی گئیں کہیں تو باکمیہ ان نعمتوں سے محروم ہوئیں اور کہیں حقیقتہً تو چھین لی گئیں برائے نام رہ گئیں۔

اسی قانونِ قدرت کے تحت متحدہ ہندوستان پر صدیوں کا قتل و قتل برقرار رہا اور ہندوؤں نے یہاں پر سب سے بے حیافت اور بدترین آغوشِ امت میں ان کے بڑے نتائج سامنے آئے اور برہمنوں کی ستمی رائے پر ان کے مسلمانوں کی عزت و عظمت، دولت و ثروت اور حکومت و سیاست سب ناک ہیں مڑ دی۔

غلامی کی ریزہ ریزہ ہو کر رہی مملکت کے بعد آج کل بھی تو عرصہ در زمانہ تو بارگاہِ حق میں یہ زاری و تہمتیں رہتے رہتے ہیں کہ کچھ عرصہ دولت و رفعت و ادوار حاصل کرنے کی تدبیریں بھی ہیں اور تو یہ سب بھی دیں گے اور یہ سب اس وقت ہمیشہ میں آج کل تو فطرت ہی نے سہارا دیا اور چھٹی ہوئی مملکت کا پچھلے دور و بار و طور و احوال میں فرمایا، اسی کا نام پاکستان ہے۔

نہ رتبہ پاکستان کی مملکت کا وہ مقصد حکومت ہی کا قیام ہے، نعمت حق کا خونِ ریف و نعل کا نام لینا، حق و صداقت کے لئے بیان کرنا، اس کے قانون و رحمت کا قانون مدنی، احکامات و قوانینِ مملکت و عدالت کو اس پاک سرزمین پر نافذ کرنا تاکہ اس زمین پاک پر ایک پاکیزہ مملکت قائم ہو سکے۔ اور اس پاکیزہ مملکت میں ایک خدا پرست صالح امت وجود میں آئے اور وہ اپنے باپ دادا کے رتبہ و سعادت کی بنا پر ہندوستان کے جیہ و نسب کی درستگی کی معنی میں مسلمان بن جائیں اور ان پر اعتبار سے ایک جباری حکومت، اخلاقی مملکت اور مانی قوت سے مسلمان بن جائیں۔ یہی زچہ اس قانون کو پاس کرے کہ مملکت کے ہر گوشہ و گوشہ میں ایک نیک و بار آور

بہ رحم قندار کے تہی شکنجہ میں کرادے جسے ملک کو اس دیوانہ استبداد کے خونخوار پہنچے سے نجات دے۔

ہی ہمارے آرزو ہے اور یہی مسلمان کی منہ ہونی چاہیے، اسی خواہش کے تحت بینات کے صنعت پر جو کچھ بھی جا مکا، لکھی کیا، کسی کسی وقت عجز بین سخت و درشت بھی ہو گیا ہے اور تنقید نے یہ بہ بھی اختیار کر لیا، لیکن اٹھائے جو کچھ تک کر کیا ہے اور جو کچھ نہ لکھی جیسے کا، وہ اس خدش پر مبنی اور اس قسم آرزو کی کہ وہ ہونی چاہیے ہے۔

یہ دیندہ تعبیر اور طرزاں شعل اختیار کرتے ہیں کہ قیامت کے وقت مسلمان کے لئے ہمارے یہ کئی فرائض قابل حتم نہیں ہو سکتے، واقعہ بہر حال یہ ہے کہ ہمارے ہاں بات چیت میں اور نہ سیاست کا مفہوم کے میدان میں کسی سیاسی بات سے تعلق نہ ہو سکتا ہے، نہ قومی اسمبلی میں کوئی کرسی حاصل کرنے کی خواہش سے کسی کرسی وزارت کی منہ ہوں یہ خواہش و رکوشش و کاوش ضرور ہے کہ قومی یا صوبائی اسمبلی کی کرسی پر بیٹے والے اور قلمدان وزارت و حکومت سنبھالنے والے افراد اس کرسی اور قلمدان کے واقعی اہلیت کسی نہ کسی طرح ضرور پیدا کریں اور جس طرح وہ دنیا میں عزت و عظمت سے ہمکنار ہونے لگتے ہیں اسی طرح ان کی سرخروئی سے بھی ضرور سرفراز ہوں یعنی اللہ تعالیٰ کے قانون عمل و معاد کو اس یک نہ زمین میں ضرور نافذ و مستور کریں تاکہ سد کی حکمت کا وقار حق و سونوں دونوں کی فہموں میں پیدا کر سکیں، اسی مقصد کے لئے ہم وقت فوقت ان کو توجہ دینا چاہتے ہیں۔

جو صاحبان طرح پاکستانی کا بھی انہی بنیاد پر ہے اور جو صاحبان کہ ہمارے ملک دنیا میں ایک مہذب اور باقت و رملک ہو، اور خیرو عدا کی کونائوں ریشہ دواہوں سے ہمیشہ محفوظ رہے، اسی ملک پاکستانی مسلمان کے دل میں ہے۔

یہ تہی بھی ضرور ہے اور ہونی چاہیے کہ سد کی حکمت میں سد کی قانون ضرور جاری ہو اور پاکیزہ سد می معاشدہ کی شکل ضرور ہو تاکہ حیات عظیمہ و پاکیزہ معیشت کی دینی اور دنیوی برکت یہ حکمت ہمارے ہاں ہو سکیں جب تک وہ یہ محسوس کرے کہ حیات کی رفتار ہمیشہ در وقت سے بائیں رہے اور مقصد فوٹ ہو رہے ہو۔ پوری قوم بڑی اور پر سیرت و صورت

کھتا دیکھو کہ خلاق و احوار اور دنیا با ست و رہا نامست و تفتیج رہتا رہتا ہے۔ ایک مذہب اور مذہب
 قوم کی عورت اختیار کرتی ہمارے سب سے قوی کو یہ مذہب اور اس پر چالاکانہ اور بھی ضرور ہے
 کار نہ اندازد وہ نہ خفا کہ پہن سے یہ آزمائشی طور پر دق ہوں لغت کہیں پھر نہ چین پاس ہے
 میں لے کر کسی بھی شخص کے مسلمان ہونے کے معنی ہی یہ ہیں کہ وہ خدا اور رسول سے
 مساجد لا رہتا ہے کہ وہ خدا اور اس کے رسول کی جہاں اساعت کرے گا۔ تاکہ ہم
 جہاں جہاں تھے اور ان پر تھے ہوگا اور اگر اس کے ہاتھ میں قدرت والی ہتھیار ہے تو
 ان تمام اہل کو ملک میں نافذ بھی کرے گا۔ میں تحقیق یہ کہ وہ وقت ہے جب مسلمانوں کے
 کی خدمت و رزمی کرے گا تو قوی نہایت ہے۔ وہ میں بہت شگفتگی کے جرم کی سزا میں جلد یا بد
 پڑ جائے پھر کیونکر ممکن ہے کہ یہ مسلمان ملک کے مسلمان شہریوں کو کہیں غیر اس قدر
 رفت و آمد کر کے خفا و کشتی تیار ہے۔

مسلمانوں کے لئے نہایت ہیں جس سے ان کا اور سب سے پہلے ملک و قوم کی ایک
 دینی اتحاد [فرد ہونے کی حیثیت سے اپنی مملکت میں برادری کے حق میں قول فوج ہیں
 طرح ممکن ہو نہیں سکتی کہ کسی طرح وہ نہ مگر سد میں خودت کی بنا پر ایک عالمی برادری
 مسلمانان عالم میں منسلک ہونے کی حیثیت سے مذہب اس کا بھی ہر سب سے کہ ہر ملک کے
 مسلمانوں کے حق میں قول فوج ہیں جس طرح ممکن ہو نہیں سکتا کہ وہی مسلمان کا فرض از کرے۔
 قرآن کریم کے وقت و شہادت اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح حدیث میں خالی
 مسلمانوں کے لئے خواہ اس کے باوجود ہیں بکثرت موجود ہیں۔

مسلمانوں کے لئے ایک ربطہ مسلمانوں کی ایک رشتہ اخوت اسلامی اور
 دینی اور سب سے پہلے ان کے لئے مسلمانوں کے لئے مسلمان ہیں نہ قومیت مسلمانوں کے
 رشتہ مسلمانوں کے لئے مسلمانوں کے لئے مسلمانوں کے لئے مسلمانوں کے لئے مسلمانوں کے لئے
 دین کے لئے مسلمانوں کے لئے مسلمانوں کے لئے مسلمانوں کے لئے مسلمانوں کے لئے مسلمانوں کے لئے
 مادی رشتہ مسلمانوں کے لئے مسلمانوں کے لئے مسلمانوں کے لئے مسلمانوں کے لئے مسلمانوں کے لئے

حکومتوں اور تمام ملک کے مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس روحانی رشتہ - اسلامی وحدت -
 کو برقرار رکھنے کے لئے درجنوں اور صنفوں میں مختلف ذرائع سے قومی تربت بنائیں ۔

مجمع البحوث الاسلامیہ

۱۔ اس روحانی رشتہ - اسلامی وحدت - درجہ درجہ اور اپنی مشیت کو باقی تہ و نہ نیابت کے
 ذریعہ مختلف صورت میں حل کرنے کی غرض سے پچھلے مہینے جناب شیخ ازہر قاہرہ کی دعوت
 پر برقی قسٹ - ملت - میں منعقد ہوئی تھی۔ مودت حسب ۲۰ ستمبر ۱۳۶۷ کو قاہرہ میں منعقد ہوئی۔ یہ دعوت شخص
 علمی و روحانی لشکر کے ہر جمع البحوث اسلام میہ کی میسر ہی سارے ذکاوت فرانس کی شرکت کے
 سے دی گئی تھی ۔

جامع ازہر کے تین اہم شعبے ہیں : ۱۔ پہلا شعبہ ادارہ ازہر ہے جس کے ماتحت موعہ
 ازہر اور حیات ازہر کے اسکول اور کالج ہیں اور مختلف قدیم و جدید علوم و
 فنون میں تخصص اپنی چکری دہی کا ایک وسیع نظام ہے۔ سی شعبہ کے ماتحت مدینہ البحوث
 اسلامیہ بیرون اسلامی ملک کے شعبہ کا شہر ہے جس میں سائنس و ٹیکنالوجی اسلام میہ کے پانچ ہزار
 سبب مختلف میں تحقیقی درجوں میں زیر تعلیم ہیں، گویا یہ بنی شعبہ کی تعلیمی اور قاسمی
 ہے۔

۲۔ دوسرے شعبہ اجلاس - لاعلمی نشنوت - اسلام میہ ہے جس کا سارا بجٹ ۲۵
 لاکھ پونے ہے۔ اس شعبہ کا ہر تمام مسلم اور غیر مسلم ملک کے لئے عصری تقاضوں کے من بق
 اسلامی فرائض پر تیار کرنا اور پہنچانا ہے۔ اس شعبہ کا قابل ذکر و رائق خزانہ نظیر کا نامہ
 مصنف مکتب ہے یہ ہر ریاضوں میں بھر ہو پور قرآن مجسم ہے جو مذکورہ ذیل علمی
 مشائخ کے ملک سے توفیق قرأت و تجوید نے پر صحت و ریکارڈ کیا گیا ہے۔ اس شعبہ
 مودت میں ۲۱ ترقی شعبہ ہائے شعبہ شعبہ ۱۰۰ شیخ محمد بن منشاوی ۱۰۰ شادی
 کے قابل جو روزانہ ہر وقت مختلف و مختلف درجہ یو سٹیشنوں سے مستقل طور پر پڑھا
 جاتا ہے۔ ان میں سے بھی ضرورت ہوتی ہے اس کے مکمل سہولت اور یکاڑ کیجی دئے
 جاتے ہیں۔ اس طرح روزانہ کراچی، زکوۃ وغیرہ اسلامی جمہور کے ریکارڈ بھی جہہ سے

بند و بستے ہیں جو حصہ اور مختلف ملک میں بھی سب ضرورت کیے جاتے ہیں۔

اس وقت اس شہر کے سربراہ اور گورنر اس وقت توفیق عوامینہ ہدایت پر توجہ فرما رہے ہیں۔
 و با حقوق و جوت ہیں ۳۰ تیسرا شعبہ بین الجھوت پر سد میڈیا و رو تحقیقات سد میڈیا
 اس شعبہ کا کام یہ ہے کہ غلط فہمیوں میں پیدا ہونے والی شہادتیں و رو شواہد مسائل کتاب
 و سنت اور فقہ سد میڈیا کی روشنی میں حل کیے جائیں اور سد میڈیا کی تعلیمات و احکام پر
 محمد بن خنساء ہودی اور عیسیٰ بن مسیح نے جو غلط فہمیاں کئے اور شکوک و شبہات پیدا
 کئے ہیں ان کے محکمہ و مسکت جو بات دینے جائیں نیز جدید نسل کی تربیت اور جدید معاشرہ کی
 تشکیلات کے لئے اس سد میڈیا کے جن پہلوؤں کو واضح کرنے کی ضرورت اور اس مادیت کے دور میں
 سد میڈیا کو جس اسلوب میں پیش کرنے کی حاجت ہے اس کے سابقہ پیش کیا جانے اور شہادت
 یہ بات کہ اس تاریک دور میں صرف سد میڈیا کی روشنی ہی انسان کو معاشی و اخلاقی طور پر
 و صحت منجھن ہے۔

اس ادارہ کے مستقل رکن جماعت ازہر کے جدید و قدیم علوم کے ماہر تہذیب و دینی و برکزیہ و
 علماء و مشائخ کے علاوہ اور دیگر اسد میڈیا ملک عربیہ کے چند سر فہرست علماء و مشائخ بھی
 شامل ہیں جن میں سے معروف و مستعارف حضرات کے سرکاری کنڈ شہادتہ واد کے بیانات
 میں ذکر کئے گئے ہیں۔

ان حضرات کے ذمہ مذکورہ بار مدت کے تحت جو پڑشہادتوں و مسائل پر توجہ
 مقدمات و مضامین تیار کرنا و جمع الجھوت پر سد میڈیا کے ساتھ ہائرسٹریکٹس میں پڑھنا ہوگا۔
 اس کا نفرنس میں مختلف سد میڈیا ملک کے ورکن میں سے جہاں مسلمان معتہ بہ
 مقدار میں آباد ہیں مستند و معروف علماء کو سالانہ زہر کے خرچ پر اس کا نفرنس میں شرکت
 و ترتیب شدہ مقدمات و مضامین پر تبادلیہ خیالات و توجہ و تنقید کرنے کی دعوت دی
 جاتی ہے تاکہ جماعت الجھوت کے رکن کے تیار کردہ مقدمات و مضامین و روپیہ و دوشو مسائل
 سے حل متعلقہ فیصلوں کے بعد عام سد میڈیا میں پیش کیے جائیں اور تادم علماء و مسلمان کے قابل
 قبول ہو۔

پہنچتا ہے اس دائرہ کی تیسری انفرنس بھی سابقہ دو انفرنسوں کی مکمل کارروائی میں ملتا ہے
ورنہ بین الاقوامی شہادہات پر تقریباً ۱۵ صفحات کی ضخیم کتاب کی شکل میں جمع کر کے تب
شرکاء انفرنس میں تقسیم کئے گئے۔

بہ حال انفرنس کے مندوبین کا کام یہ ہوتا ہے کہ طے شدہ عنوانات و مسائل پر جو مقامات
اور نکتہ رائے تیار کئے ہیں جن کی ٹائپ شدہ کاپیاں تمام مندوبین کو اجلاس سے
اتنے وقت پہلے تیار کر دی جاتی ہیں کہ وہ پڑھ کر بحث و تنقیح کے لئے تیار ہو سکیں۔ ہر مقالہ
نہایت مختصر و مفید ہوتا ہے۔ درمندوبین کی بحث و تنقیح یا جرح و تنقیہ کا یہ جواب دیتا ہے یا
تسلیہ کر کے اپنے مقالہ میں ترمیم کرتا ہے۔ یہاں بھی ہولہ کہ اگر کوئی مقالہ اسلامی روح تشریع
کے منافی پڑے یا ہے درمندوبین کے احتجاج پر اس کو مجمع بحث کی کارروائی سے باہر خارج کر
دیا جاتا ہے۔

انفرنس کی ناسل عامی و ردینی انفرنس ہر وقت سیاسی مسائل زیر بحث آتے
ہیں: سیاسی تجاویز پاس کی جاتی ہیں۔ البتہ مندوبین کے عزائم اور پاس جذبات
کے منافی کو موقع دیا جاتا ہے کہ اگر کوئی مندوب ردیل بیٹ اپنے مکی یا ملی مسائل پر کوئی تقریر
رہا چاہے یہ مقالہ پڑھنا چاہے تو اس کو موقع دیا جاتا ہے اور کلمۃ الوفود درمندوبین کے
بین کے عنوانات سے مقامی پریس کے لئے اس ٹائپ شدہ تقریر یا مضمون کو بطور خود اخبارات
کے شائع کر دیتے ہیں۔ مجمع بحث کی طرف سے بغیر وہ بین یا اس کا خدعہ لگ چھپتا ہے اور
کے درمندوبین میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔

بہ حال یہ موقع کوئی سیاسی سبب نہیں ہوتا جیسا کہ پاکستان کے پریس و سٹ
اور اخبارات کے قارئین نے ناواقفیت کی بنا پر سمجھا ہے۔ درختہ نہیں ہیں۔
اس کے برعکس سعودی حکومت کے تحت رابطہ اسلامیہ کے نام سے جو ذرا حق مضبوط
اس کی تربیت باہمی سیاسی سبب اس کی بھی ساریہ انفرنس ہر سال ہوتی ہے۔ درعیہ اسلامی سیاست
سے متعلق تجاویز اس انفرنس میں پاس ہو کر شائع ہوتی ہیں۔ شاید یہی شہادہ غلط نہیں کہ منشاء
ہو کر مجمع بحث، رابطہ اسلامیہ کو بھی رابطہ اسلامیہ کی تسمیہ کا سیاسی دائرہ سمجھ کر اس سے بھی

میں تمہاری حق و بیک ترقی نہ کر لی گئی ہو جیسی امرائے اسد میہ میں پاس ہوتی ہیں۔

بہر حال مجمع البحوث اسد میہ کی حیثیت مصر میں وہی ہے جو پاکستان میں مرکزی دارہ تحقیقات اسد میہ کی ہے فرق صرف اتنا ہے کہ مجمع البحوث کا پورا انعام حبیبہ و مستند علماء و مفت کے ہاتھ میں ہے اور تمام مفت کے علماء کے اتفاق رائے سے فیصلے کئے جاتے ہیں اور پاکستان کے ادارہ تحقیقات اسد میہ کے سپاہ و سفید کاہنک و مطلق لعنان سربراہ ڈاکٹر کبیر مکیال یونیورسٹی کا تعلیم و تربیت یافتہ، مستشرق و نشریات کا داعی آزاد خیال نیمہ و مہربان ہے کسی کے ہم خیال و ہم نوا اس ادارہ کے تمام محققین و رکنین وائے ہیں۔

اس فرق کے نتیجہ میں ہر دو دروں کی منفرد تحقیقات کے مندرجہ ذیل منہ ہر در شہر و شہر

ہیں :

۱۔ پاکستان کے دارہ تحقیقات اسد میہ کا فیصد ہے کہ زکاۃ اسد میہ حکومت کا ایک ٹیکس ہے اس میں کمی بیشی، تغیر و تبدل اور آئین کا کل اختیار حکومت وقت کو حاصل ہے۔

مصر کی مجمع البحوث اسد میہ کا فیصد ہے کہ زکاۃ ایک مالی عبادت ہے اس کی کمی بیشی میں کمی بیشی، زکاۃ میں تغیر و تبدل وغیرہ کا اختیار مفت کے کسی بھی فرد یا جماعت کو نہیں ملتا ہے۔

۲۔ پاکستانی دارہ تحقیقات اسد میہ کا فیصد ہے کہ شاہی فرمان آرڈینیمنس کے ذریعہ ملک میں جاری کردہ عائلی قوانین کے تحت اگر حلاق بصورت تحریر نہ ہو تو واقعہ نہ ہوگی ورنہ دوسری شادی زوجہ و بک کی رضا مندی اور عدالت کی اجازت کے بغیر قانوناً جائز نہ ہوگی۔

مصر کی مجمع البحوث اسد میہ کا فیصد ہے کہ شوہر کے زبانی صدق دیتے ہی نافذ ہو جائے گی اگرچہ بصورت تحریر صدق نہ بھی دی جائے، نیز دوسری شادی کے لئے نہ زوجہ و بک کی رضا مندی کی ضرورت ہے ورنہ عدالت کی اجازت کی حاجت، شرعی طریق پر گواہوں کی موجودگی اور عدالت کے یہاں و قبول کے بعد نکاح شانی درست ہے۔

۳۔ پاکستان کے دارہ تحقیقات اسد میہ کے نزدیک خدائی پیدا اور ورمعدنی و سائنس کے اندیشوں بنا پر فضیلت و اولیہ و تہذیبہ نسل جائز و درست ہے۔

سید کبیر احمد صاحب دکنی شریعت پڑھائی اور ضبط و قیاد میں۔ اقتصادی فوجی

بسم الله الرحمن الرحيم

[illegible]

وہی ہے جو کہ اس کے لئے ہے۔

سید کا کہنا ہے کہ یہ سب فی حقیقت تو سرکاری افسانہ ہے۔ ایسے نام مایا بالوں اور پے کٹھن

[illegible]

سید زبیر علی شاہ، سید شریف شاہ، سید محمد کاشی شریف شاہ اور سید احمد علی شریف شاہ

بسم الله الرحمن الرحيم

میں نے اپنے دل سے یہ بات کہہ کر اس کے دل سے اس کی بات کہی۔

THE UNIVERSITY OF CHICAGO

میں نے اپنے دل سے اس کا نام لیا اور اس کے لئے دعا کی

[illegible]

چند سالہ اندازہ شہر کے بارش پانی کے ذخیرے کے بارے میں ہے۔

[illegible]

وہ کہتا ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے کہ وہ ایک اور شخص کے ساتھ

... (faint handwritten text) ...

[illegible]

نہایت خوشنود کہتے ہیں۔ پھر اس کے بعد اس کے ساتھ ساتھ

۱۰۰ - در این کتاب که در مورد...

مَنْ هَذَا يَذُوبُ الْقَلْبَ عَنْ كَدِّ
اِنْ كَانَتْ فِي الْقَلْبِ اِسْرَاهُ وَاِيْمَانُ
اسی جیسی صورت حال پر دل غم کے مارے گئے ہیں
بشرطیکہ ان دلوں میں اسلام اور ایمان موجود ہو

مصری حکومت میں ہم نے جن چیز کا خطرہ سب سے زیادہ محسوس کیا وہ دو ہیں :
۱۔ مصری حکومت نے شتر کی نظام - سوشلزم - کو پوری طرح اپنالیا ہے بڑی بڑی باکس
ختم کر دی ہیں ، بڑی بڑی صنعتیں حکومت نے اپنی ملکیت میں لے لی ہیں اور اس اشتراکیت
کے حق میں اتنی شدت کے ساتھ پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ اس اشتراکیت نے عقیدہ کی صورت
منتہا کر لی ہے اس لئے شدید خطرہ ہے کہ یہ شتراکیت - سوشلزم - شیوعیت - کمیونزم -
کی بیڑھی نہ بن جائے ، چنانچہ متحدہ جمہوریہ مصر کے مخالفین نے تو ابھی سے اشتراکیت کو شیعت
کا درجہ دے کر مخالفانہ پروپیگنڈے کا بازار گرم کر رکھا ہے ۔

۲۔ دوسرا خطرہ یہ ہے کہ علماء و مشائخ آسودہ حالی اور ترف و تنعم درمیانہ زندگی کے اس
قدر عادی بن گئے ہیں کہ اگر ان کو حق بات کہنے میں اس ترف و تنعم درمیانہ زندگی ، اور خوشحالی
سے محروم ہو جانے کا ڈر ابھی اندیشہ ہو تو وہ حق بات کہنے کی جرأت نہیں کرتے اس لئے ان سے آگے
والے تباہ کن خطرہ کے سامنے سینہ سپر ہونے کی توقع کھٹی جا رہی ہے ۔

یہ مسئلہ ہی کی خصوصیت نہیں بلکہ مغربی تہذیب و معاشرت کا جو تباہ کن سیدب آرزو ہے تمام
ملک اسد میں خصوصاً عرب ملک تو اس کی خاص زد ہیں آئے ہوئے ہیں در سب سے زیادہ
اس سیدب کی طوفان خیز موجوں میں بہہ رہے ہیں ۔ جگہ ڈوب رہے ہیں ۔ دوسری طرف عرب
قومیت کا بہوت سب کے سر دں پر بڑی طرح سوار ہے اسلام کا نعرہ بھی بڑے نام رہ گیا ہے ۔
اس پر مستزاد یہ کہ وہ دولت کی فراوانی و طغیان کے جوڑ بہتہ اثرات ہوا کہ تے وہ بھرتی
طرح پھینا ہو رہے ہیں ۔

ان حالات کو دیکھ کر شاید یہ یوں ہوتی ہے جب تک کوئی لطیفہ غلیبیہ رہتا ہے
فوق العادہ طریق پر قابو نہ ہو کوئی اصل ح کی توقع نہیں ، بجز اس کے کہ دین اور اسلام کا
درد رکھنے والے مسلمان رب العالمین کی بارگاہ میں سرسجود اور دست پائی ہوں کہ :

رَبِّنا لَا تَجْعَلْ فِتْنَةً مَقْتُولِنا نَظْمِنا، وَنَجِّنا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ
 رَبِّنا لَا تَجْعَلْ فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا وَتَغْفِرْ لِّرَبِّنا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ، وَصَلَّى اللهُ
 عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَحَبِيبِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
 وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَتَعَالَى مَتَّعَهُمْ وَصَالِحِي عِبَادِهِ بِإِزَالَةِ الْوَسْوَاسِ الْخَبِيثِ.

شعین

ایک پاکیزہ شہر عین فرمایا تھا تاکہ تم اپنی وعدوں کو پورا کر دے سکیں۔ لیکن یہ کچھ ہوا اور کچھ ہو رہا ہے۔ آپ کے سامنے ہے۔ بجز حسد و فوس اور آہ و بکا اور کیا کر سکتے ہیں؟ اسے اللہ اپنی مخلوق پر رحم فرما، جسے اس میں بکڑے زنا م کو توبہ کی درست فرما سکتا ہے، تاکہ ان کے انوں کو عدل و انصاف کے تقاضوں کے منہ بن حکومت پورے کی جیسے بیت عطا فرماتا کہ صحیح معنوں میں یہ حکومت سایہ رحمت ہو، دین و دنیا کی برکات سے مالا مال ہو، رعیت و قوم مطمئن اور آسودہ حال ہو، نئی ہری و باغی ترقیات نصیب فرما۔ یہ اسم اور کاروں کی ریشہ دوانیوں سے اس حکومت کی حفاظت فرما، راسی و رعیت دونوں کو حق پہنچتے کر یہ نہ عدل نہ کا مظہر بنا، ایسا نظم مبارک عطا فرما جس کے ذریعہ آخرت و جنت کی نعمتوں کے ہر مستحق بنیں، اے اللہ آپ ہر چیز پر حق و حقیقت ہیں، اجماع جزئیہ توفیق دے، دینی سے سید لایہ

نہ تہ نسبین مصلحتہ دین الہ و صلبہ طبعین۔

اسلامی میلہ انگلستان

انگلستان میں اسلامی میلہ ہوا، اسلامی سکوں اور عرب حکومتوں نے دل کھول کر شہادت دینے اور مدد، اس کو اس کے ذریعہ سدھ اور مسلمان حکمرانوں سے انتقام لینے کا ایسا موقعہ مل جوتا ریخ میں کبھی نہ دیکھا ہوگا، تمام تقریروں و تقریروں میں ڈاکٹر عبد الحلیم محمد شینہ رازہ کی تقریر کے سوا کوئی چیز مسلمان کے لئے خوش کن نہیں تھی، منہ دہین کے لئے تمام منصفیت سے لیکن نماز کے لئے کوئی تنفیہ نہیں تھا نہ کسی نے اس کی ضرورت ہی محسوس کی، انما اللہ مبدیہ عالم اسدھ کے الفاظ ہی سدھ کی حق کرتے کے لئے کافی تھے، اور پھر وہاں جو کچھ ہوا اور مسلمانوں سے جو کچھ کرایا گیا وہ سدھ دشمنی کا بدترین مظہر تھا۔

گرب بات یہ ہے کہ میلہ عالم اسدھ کا افتتاح سکے برہنہ ہے کیا، نو یا عیسائیوں نے مسلمان حکومتوں کی دولت و ثروت کے ذریعہ سدھ کو بدنام کرنے کے لئے اس میں کو سستی کیا، چنانچہ وہاں سب کچھ تھا، دنیا بھر کی غریب جماعتیں گریہیں کرتی تھیں، سدھ یا سدھ سیرت کا نمونہ نہیں تھا، فوس بن کر مسلمان کہاں سے کہاں پہنچنے کے حق تھی عین و نہم و رین و خدا ص نصیب فرماتے۔ آمین

نہادی راقی شہر جون شاہ

دستور پاکستان اور اس کی حقیقت

مذہب کی آرزوؤں، توجہ، کوششوں اور شہیم جانی و مالی قربانیوں کے بعد دنیائے کونستہ پر دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت کے نام سے پاکستان وجود میں آیا اور حضرت الامام شافعی رحمہ اللہ مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ صلیہ کی بڑی توجہات سے قرآن و حدیث میں اسلام اور کتاب و سنت پر اس مملکت کے بنیادی اصول بنی ہوئے، ان کے بعد پاکستان کا دستور بنا اور کتاب و سنت پر اس کی بنیادوں کو دستور کیا گیا۔

الغرض اسلام، قرآن مجید، درست ثبوتیہ یعنی صحیحہ النصوۃ والتسبیحہ کے نام پر اس جدید مملکت کو بنائیں، قیادت ہو، اپنے عہد کے لئے اسلامی تعلیمات بورڈ کے نام پر پاکستان کے لئے اسلامی قانون کے لئے نفاذ کے لئے نفاذ کر دیا، اس کے دفعت کے بعد اسلامی مشاورتی کونسل اور ادارہ تحقیقات اسلامیہ نے جمہور پر اور حکومت کی کوشش کی گئی کہ بے عنتریب اسلامی قانون بت جائے گا۔

یہ افسوس کہ ان تمام توقعات کی حقیقت ہر باب سے زیادہ ثابت ہوئی اور نہ صرف یہ کہ اسلامی قانون کے نفاذ کی کوئی کوشش ہی نہیں کی گئی بلکہ مخالفانہ کوششیں اور قانون سازی جاری رہی اور عدلیہ کی مخالفت و معاہدہ کوششوں کو پورے طور پر ہوا دی گئی تاکہ نئی نسل کے دلوں سے حقیقی اسلامی قانون کا تصور ہی ختم ہو جائے اور اس کے بالمتقابل، اسلام کے خلاف تحریکوں کو بھڑکنے کی پوری آزادی مل گئی اور ہمیں اعتبار سے معاشرہ میں عہد ایک نیا صورت حال پیدا کر دی گئی، شہر اسلام و توحید، منکرت و فواحش کی ترویج میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی گئی اور سب سے زیادہ تباہ کن و زہریلے رستہ کہ یہ سب کچھ اسلام کے نام پر کیا جا رہا ہے، زبان سے اسلام کا نام لیا جا رہا ہے قرآن کا نام لیا جا رہا ہے دین کا نام لیا جا رہا ہے اور رسول علیہ الصلوٰۃ و التسبیحہ کی سیرت کے تذکرے بڑے شانہ و حرقت پر کئے جا رہے ہیں اور انتہائی قسوت و حرقت پر یہ ہمارا کیا جا رہا ہے کہ یہی اسلام ہی تعمیر و ترقی سبب فواحش و منکرت پر ترقی ہے، سد یہ نام لیا جا رہا ہے، روایتی کو دین بنایا جا رہا ہے، انتہا پر ایک نئی فلاح اور نہ نام آشنا قوم کے ہر و عنان و طور ہوئے ہیں وہ پورے طور پر اچھٹے چھ آ رہے ہیں۔

منع حمل اور یہ گناہ بائز استعین، حکومت کو کبھی تشویش

ہو رہی ہے۔ گت پاپا، حکومت مغربی پاکستان کو غیر شادی شدہ شہریوں میں منع حمل
ادویات کے روز فروش سٹول پر کبھی تشویش ہے، باوثوق ذریعے سے معلوم ہوا ہے کہ
صوبائی رہنما پتھان ادویات کے ناجائز استعمال کی روک تھام کے سوال پر سنجیدگی سے
غور کر رہے ہیں۔ یہاں سب سے کہ حکومت ان ادویات کی فروخت پر پابندیاں عائد کر دے گی
تاکہ روئے عام پر مندرجہ یوں کو منع حمل ادویات کی خریداری سے قبل اپنے رہنمائی
کے مددگار ایک حد تک نامہ پیش کرنا ہوگا کہ وہ واقعہ شادی شدہ ہیں یا مستحقہ نکاح
وہ اس بات کا سخت یقین ہے کہ حکومت نے خاندانی منصوبہ بندی کی نفاذ میں شہاد
برائے نامہ قیمت پر بارشوں میں ہر گھنٹہ کی قیمتیں لگائیں ان کو غیر شادی شدہ افراد خصوصاً خواتین
ناجائز مقاصد کے لئے استعمال کر رہے ہیں، خاندانی منصوبہ بندی چونکہ مرکزی مسئلہ ہے
اس لئے صوبائی حکومت کو اسے درجن سے کرسے گا کہ وہ خاندانی منصوبہ بندی کے نیک
ہم کو بدنامی اور برائی سے چانس کے تشویش قد مکر ہے۔

روزنامہ جنگ رچی بہ کت ۲۵

اس خدشہ کو ترک کر کے اور منفعت سے بہرہ پارائے منافع، کے منصوبہ کارز کی منتظر
ہوئے ہوئے۔

اس میں سیلاب کے پیش نظر کسی درجہ میں کوئی استعین نا، ہر گھنٹہ جی ایک یہ منفعت
سے زیادہ منافع پہنچانے اور منصوبہ ور میں کو کھیا بھانے کے لئے یہی غیر متعارف و جدید اس کے
تجربہ میں شہر کو تباہ کرنے کی صورت میں ہر گھنٹہ کیسے برداشت کیا جاسکتا ہے۔
مگر ایک مدنی سد میں مسکن کو حق میں رز قیمت درجہ بیت ہیں کیوں اور کس طرح شک و
شبہ یا تردد و متغیر ہو سکتا ہے؟ یہاں بری وسائل رزق میں کی تلاش و جستجو اور اہتمام و انتظام کو
رز قیمت کا درجہ کیوں سے دیا گیا؟

ہر غور کیجئے، کرکچر سے پہلے انتظام و خرم وسائل کا ٹیکہ و رزق نہایت ضروری ہے تاکہ ملک میں
روزانہ زندگی میں متغیر میں صحت پر حسب ورحم میں بہت کمزوریوں سے کوئی کمزوری حاصل ہو جائے

فرشتوں کی جیسی تھی اور تمہارے فرشتے سب فرشتہ ہیں کیا پاکستان اس سے بنا تھا کہ اسلامی

مستندات و فرشتوں کا اس طرح مذاق اڑایا جیسے ؟

ورقہ اور یہ ماہنامہ تو پاکستان کی بنیادوں کو بھی کھوکھلا کر رہے اور کیا ایٹم مارشل اسٹیشن کو اتنا موقع بھی نہ ملے کہ وہ دیکھیں ان کے حدود اختیارات میں کیا ہو رہا ہے ؟ ہر حال واقعات و حقائق درناک ہیں کہ اسلامی غنیمتوں کی یہی حالت رہی تو اسلام و پاکستان نہ ناکم بہمن دونوں کا جنازہ اس ملک سے غریب نسل جابہ کا ورثہ والی نسل میں خدا کا نام لینے والا بھی کوئی ڈھونڈے سے نہ ملے گا۔

ضروری تنبیہ

ایہ نکتہ نفاق والحاد، ارتداد و فسق جس طرح نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج اسلام کے بنیادی احکام و عبادات ہیں و ردین اسلام میں ان کے مخصوص معنی اور مصداق متعین ہیں، قرآن و حدیث کی نصوص و تفسیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے تعامل سے ان کی حقیقتیں اور عملی صورتیں واضح و مسلم ہو چکی ہیں اور چودہ سو سال میں امت محمدیہ اور اس کے علماء و محققین ان کو جس طرح سمجھتے اور عمل کرتے چلے آئے ہیں اس تواتر و تواتر عملی نے اس پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے اب ان عبادات و احکام اور ان نصوص کی تعبیرات کو ان کے متواتر شرعی معانی سے نکال کر کوئی نئی تعبیر اور نیا مصداق قرار دینا ایٹینا دین سے کھد ہوا تحریف ہے، ٹھیک اسی طرح کفر، نفاق، الحاد، ارتداد و فسق بھی اسلام کے بنیادی احکام ہیں، دین اسلام میں ان کے بھی مخصوص و متعین معنی اور مصداق ہیں، قرآن کریم و روایتِ نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تقاضا کیا ہے کہ ان کی تعبیر و تفسیر فرمادی ہے، ان الفاظ کو بھی ان شرعی معانی و مصداق سے نکلنا کھد ہوا دین سے انحراف ہو گا اور ان کو از سر نو نئے بحث و نظر بنانا و امت سے چوڑا سو سال میں ان کے جو معنی اور مفہوم سمجھے ورجہ نے ہیں تو بنو تاویمیں کر کے ان سے ہٹانا کھد ہوا تحریف و زندقہ ہو گا۔

یہ نکتہ کہ تحقق قلب کے معنی سے ہے اور خاص خاص چیزیں ہیں جن کو باور کرنا و رہنمائی ان سے ضروری ہے جو کوئی ان کو نہ مانتے قرآن کریم کی، تصدیق اور اسلام کی زبان میں اس کا نام انحراف ہے و ردہ شخص کا ہے جس طرح ترک نماز، ترک زکوٰۃ، ترک روزہ، و ترک حج کا نام فسق ہے، بشرطیکہ ان سے فرص ہوئے کو ماننا ہو، صرف ان پر عمل نہ کرتا ہو۔ اور اگر انہی تعبیرات صدقہ، زکوٰۃ، صوم،

حق کو اختیار کرنے کے بعد کوئی شخص اس کو معذرت و متواتر شرعی معنی سے لے کر غیر شرعی معنی میں سکتا ہے۔
 اسے بات ہیں اسکی تاویلیں کرے جو پودہ سو سال کے عرصہ میں کسی بھی عالم دین نے نہ کی ہوں تو اس
 کا نام قرأت کی تفسیر اور اسد کی نہ بات میں بھی دے ہے۔

قرآن کریم نے ان سفاکوں کو استعمال فرمایا ہے ورجب تک روئے
 زمین پر قرآن کریم کو چھو رہے گا، یہ سفاک بھی اپنی معافی میں باقی رہیں گے۔

اب یہ علماء و متکلمین کہ وہ امت کو بتائیں کہ ان کا ستم کیا کہاں کہاں ہے اور کہاں ہے۔
 غلط ہے یا اپنی یہ بتائیں کہ جس طرح ایک شخص یا فرقہ ایسا ستم تھانوں کو پرار کرنے کے بعد مومن کو اور
 مسلمان کو ہدایت سے کسی طرح ان یمن کے تھانوں کو پرار کرے وہ شخص یا فرقہ کافر اور ستمگستہ خوں
 ہے نیز علماء و متکلمین کہ ان حدود و انقیادات کو یعنی ایسا ستم تھانوں کو اور ان کے
 عقائد و اعمال و افعال کو متعین کرنا جس کے اعتبار سے ایک مسلمان اسد سے خارج ہو جاتا ہے
 تاکہ نہ کسی مومن کو کافر اور اسد سے خارج کہا جاسکے اور نہ کسی کافر کو مومن و مسلمان کہا جاسکے۔

ورنہ اگر کفر و ایمان کی حدود اس طرح مشخص و متعین نہ ہوئیں تو دین اسد باز کیجئے مثال بن کر رہ
 بننے کا اور جنت و جہنم بنانے۔

باد رکھنے اگر ایمان ایک متعین حیثیت ہے تو کفر بھی ایک متعین حیثیت ہے، رکھنے اور نہ رکھنے
 کرنا ہے۔ کسی کافر کو بھی کافر نہیں کہنا ہے تو پھر ایمان اسد کا بھی نام نہ ہو اور کسی بھی کافر کو کافر
 مومن کہو نہ مسلمان، رات کے بغیر دن کو دن نہیں کہہ سکتے، تاریکی سے بغیر روشنی کو روشنی نہیں کہہ سکتے، اچر
 کمر کے بغیر اسد کو اسد کہہ سکتے ہو یا اور پھر یہ کہنا اور فرق کرنا بھی سب سے سہل و آسان ہے۔

مسلمانوں کی حکومت سے دوسرے کافروں کی، دوسرے مسلمان حکومت سے دوسرے کفریہ حکومت سے،
 پھر حکومت سیکورائٹیز یعنی دینی حکومت ہوں غرض کفر اور کافر کا غلط ختم کرنے کے بعد تو دینی
 حکومت کا دعویٰ ہی ہے مگر ہوا پھر یہ لفظ اسکشن جیتنے کے لئے ایک دیکھو اور حسین فریق کا
 غرض یہ ہے کہ علماء پر کچھ بھی ہو رہتی، بنیائیں یہ فریقہ عائد ہے ورنہ کہہ دو کہ کافر پر کفر کا

نکھ اور فتویٰ لکھائیں اور اس میں پوری پوری دیانت و رسی و غیر تحقیق سے کام لیں اور بعد از تحقیق
 پر ایسی دوزخ قہر کو حکم اور فتویٰ لکھائیں اور جو بھی فریب فرقہ قرآن و حدیث کی خصوصیات سے

افواج قابضہ اور عوام اسے اس جہاد میں جوٹل و خوش کے ساتھ حصہ لیا تو بھارت کے لوگوں کو یہ کہنے کا موقعہ
 مل گیا کہ پاکستان اسلامی حکومت نہیں ہے اور یہ شرابی اسلامی جہاد نہیں ہے اور رستہ تو بچہ سندھوستان
 بھی اسی طرح دارالسلام ہے جس طرح پاکستان "اسلامی قانون" کے ذریعوں نافذ ہے نہ یہاں مسلمان تو ہیں ہی
 رہتے ہیں یہاں بھی "بھارت کو یہ کہنے کا موقعہ کیوں ملا؟ صرف اس لئے کہ نہ پاکستان میں اسلامی تہذیب
 نافذ ہے اور نہ اسلامی معاشرہ موجود ہے۔ یہ ہماری وہ کمزوریاں ہیں جن سے دشمن نے ایسے نازک
 موقعہ پر قائد اٹھایا، اگر اس ملک کے مذہبوت کا مدعی اور ختم نبوت کا منکر مرزا غلام احمد قادیانی
 کی امت از مرزائی فرقہ، بھی مسلمان ہے اور پورے اسلام کے چودہ سو سالہ اسلامی عبادات و عبادتوں
 کے نقشہ کو مٹا دینے والا اور جنت و دوزخ سے صریح انکار کرنے والا غلام احمد پرویز و اس کی
 جماعت بھی مسلمان ہے اور اگر قرآن کے منصوص احکام کو عصری تقاضوں کے سانچوں میں ڈھالنے
 و "سنتِ رسول کو ایک قابل تصدیق و رواجی قانون بنانے والا سود کی حرمت سے قرآن کو
 خالص بتا کر بدل کر دینا ہے نہ صرف مسلمان ہے بلکہ اسلامی تحقیقاتی ادارہ کا سربراہ ہے تو کچھ بد
 رہے کہ بعض قرآن کریم کو زرد رنگی کے سنہری حروف میں لکھتے ہیں کہ قرآن کی حفاظت قیامت تک نہیں
 ہو سکتی اور یہ دعویٰ انتہائی مضحکہ خیز ہے یا پھر عوام کو بے وقوف بنانے کا ہتھکنڈہ ہے۔

ابھی کل تک یہی علمین مسلمانوں کو غلط دیا کرتے تھے کہ قرآن مجید اس لئے نازل نہیں ہوا ہے کہ
 ریشمی روباؤں میں لپیٹ کر اس کو بوسے دینے جائیں پیشانی سے لگایا جائے اور سردوں پر رکھا جائے
 یہ تو مسلمانوں کے لئے ایک مثالی قانون ہے بل کر کے لئے نازل ہوا ہے، پھر آج اس حقیقت سے یہ
 سب اگستائی کیوں ہے کہ باہمی رضا مندی سے زنا کو حرام نہیں قرار دیا جاتا، بینکاری سود کو شیربادی کی
 طرح بدل قرار دے کر خود حکومت سود سے رہی اور دوسرے رہے ریس کر س جیسی مہذب قمار بازی
 کے شہ باب کی درآمد و برآمد اور خرید و فروخت کے ٹیکس دینے جا رہے ہیں ہنگام و حلق و وراثت کا
 قانون سب صریح قرآن و سنت کی تصریحات کے خلاف جاری ہے، حرام اور مہزافوں کا تو کہنا ہی کیا؟
 غرض قرآن و سنت کو بانٹنے والے قریحہ کرم کر قیانون سازی کا سلسلہ جاری ہے اور زرد رنگی کے سنہری
 حروف میں لکھ کر قرآن مجید کی حفاظت کا ہتھکنڈہ جاری ہے، نہایت عبرت آزمات لائق ہیں غرض مسلمانوں
 کو کیا ہو گیا کہ دینے والے خلیفہ کی توہین بھی سبب ہو گئی؟

پاکستان کا موجودہ نظام تعلیم

ہمارے مے کی بات ہے کہ تمام عربی اسلامی دنیا میں ابتدائی تعلیم کی بنیاد دین پر رکھی جا رہی ہے۔ دنیا کی ضروریات کو یقیناً تعلیم کا جز بنا دیا گیا ہے لیکن ڈھانچہ دینی بت چنا پختہ حکومت کے ابتدائی مرکبات پر مبنی اسکول، میں ہی مسلمان بچے بقدر ضرورت یعنی فرض عین دین سے وقف ہو جاتے ہیں لیکن ہماری بد نصیب مسکت ہے کہ آج تک اس کے تعلیمی نظام کا ڈھانچہ دینی نہیں بنا سکا۔ اگرچہ ابتدائی دینی مکتب میں یا اپنے گھروں میں واسدین کے زیر سایہ دین نہ سیکھ سکا تو موجودہ اسکولوں، کالجوں کے دائرے میں وہ مسلمان کبھی نہیں بن سکتا۔ فرائض دین سے وقف ہو سکتا ہے نہ عقائد اسلام سے یہ ہمارے اس تعلیمی نظام کا سب سے بڑا المیہ ہے جو ہر دن ملت کی اولین ترجیح کا محتاج ہے۔

مسجدوں میں دینیوی تعلیم کا حکم

روزنامہ مشرق مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۵۷ء میں حسب ذیل خبر شائع ہوئی ہے :-
کراچی ۱۰ اگست (مشرق رپورٹ) مغربی پاکستان میں مذہبی تعلیم کی اشاعت و ترویج کے سلسلے میں منظم وقت کے تحت کراچی کے سرکردہ علماء کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت تانیمہ وقتان کرچی زون نے کی، کانفرنس میں مدرسوں، اسکولوں، ورگہ لجنوں میں مذہبی تعلیم کو لازمی قرار دینے کے حوالے سے سفارشات کی گئی اور اس مسئلے پر خاص طور پر غور کیا گیا کہ شہر کے درگاہوں میں مذہبی تعلیم کی صحیح تدبیریں ہیں اور مساجد کی درگاہوں کو دکر سکتے ہیں، کانفرنس میں مولانا محمد یوسف بنوری، مولانا محمد حبیب، مولانا متین شطیب، قاری ذابرق سمی، مولانا عبید اللہ اور میاں غلام عزیز نے شرکت کی۔
اجلاس میں اس مسئلے پر مکمل اتفاق رائے پایا گیا کہ مسلم وقت کی انتظامیہ پر یہ

زمین پر وہ مذہبی تعلیم کی اشاعت و ترویج میں نمایاں کردار ادا کرتے اور اس سلسلہ میں مذہب کے دعوہ کار کو وسعت دینے کے سوا یہ سبیل غور و نظر نہیں ہوا جس کی رائے میں مذہبی تعلیم کو مدد رسوں، سکھوں اور کھنوں میں زمینی قرار دیا جانا چاہیے کہ اس میں اساتذہ، دوسرے مردم کی مدد مادی و ادنیٰ کے قائل ہو کر نہ رہ جائیں، اس میں ہر مشغول بذات خود شاہد ہے کہ اس کے گوشے گوشے کے تمام پہلوؤں پر محیط ہیں۔ بعد اس میں شریک ملایا کہ شریعت اس بات پر متفق تھی کہ اس میں اساتذہ کی تعلیم کے لئے حد و اساتذہ مفید شایستگی ہو سکتے ہیں جنہیں اس مشغول پر مکمل عبور حاصل ہو، حد و اساتذہ ان اساتذہ کا موجودہ سائنسی دور کے تقاضوں کو بھی ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔ شایستگی پائے ہوئے اوقات میں وہ پھر اس کے اساتذہ پیدا کرنے کے لئے مناسب وقت پر نکلتے اور اس تمام پروگرام میں مذہب کے مسئلہ معاشرہ میں اہمیت اور فائدہ کو مد نظر رکھتے۔

اس خبر کو پڑھ کر نہ صرف تعجب ہوا بلکہ انتہائی غم بھی ہوا کہ حکومت کے ذمہ داران میں صاحب کے ایک حضرت بھی ہو مگر اس کی سطح پر آکر خود واقعات کہتے ہیں ذرا بھی قائل نہیں کرتے، واقعہ صرف یہ ہے کہ نتیجہ گستاخ کو سنت ہو نا قاری ہی مذہب صاحب، محمد دار العلوم دیوبند کے بارے میں جناب صاحب اور ان کے بھائی جناب مسعود صاحب چیت ایڈمنسٹریٹو اوقات میں پاکستان کے صدرانہ دعوت دی اور راقم الحروف کو باصرار بنایا، باقاعدہ لینے کی ایک سرکاری کوٹھی میں یہ دعوت دی گئی تھی۔ چنانچہ راقم الحروف اور مہمان خصوصی حضرت مولانا قاری صاحب درقاری زاہر تھامی و دیگر بچے، دونوں بھائیوں نے جوں کا توڑ مقدمات کیا، مسعود صاحب بہانہ شخصوں کے ساتھ خود بھی بیٹھے و راقم الحروف کو بھی بٹھایا، نوڈلر فوٹو لینے جب یہ راقم الحروف نے فوٹو لینے سے منع کیا اس پر مسعود صاحب نے پوچھا کیا جانے سے؟ میں نے کہا جی ہاں، حرمیت فرمایا، پشاور میں دو صد علماء، جمع ہوئے بعض مشائخ کا نام بھی لیا، ان میں سے کسی نے فوٹو لینے کو جواز نہیں دیا، جس نے کروا کہا، اس پر میں نے جواب دیا، مجھ پر کسی کا علم حجت نہیں ہے میں ترمیم کرتا ہوں، منہ نہ مولانا صاحب نے بھی دریافت فرمایا، ممنوع ہے:

اس کے بعد ایک خاص فرقہ کے کروڑوں روپے کے اوقات پر مکمل اوقات کے قبضہ نہ کرنے کے
سلسلے میں گفتگو ہوئی اس پر موصوف نے اپنی مجبوری کا اظہار فرمایا۔

اسنے میں ہم نے اجازت چاہی اور روانہ ہوئے راستہ میں قاری طیب صاحب سے مسعود
صاحب نے پوچھا: اگر مساجد میں دینی تعلیم ہو تو کیا حرج ہے؟ قاری صاحب نے فرمایا: اس میں
کیا قصہ لگتا ہے۔ بس اتنی بات ہوئی اور ہم چلے آئے۔ بعد میں باقی ماندہ چند مدعوین تھے ان
کے درمیان کوئی تجویز پاس ہوئی یا نہیں ہوئی؟ اس کا ہمیں علم نہیں لیکن انتہائی ستم خیزی ہے کہ
اسے اس کی دعوت کو "کانفرنس" کہنا اور جس بات کا ذکر بھی مجلس میں نہ آیا ہو اس کو تجویز بتا دینا اتنی
تیرت ان غیر بات ہے، رہا یہ کہ جو کچھ کہا گیا ہے وہ دراصل ان کے دل کی آواز ہے اور وہ انتہائی
کوشش میں ہیں کہ کسی نہ کسی طرح مساجد پر قبضہ کر کے ان کو اسکول کے بچوں کی آماجگاہ بنا دیں۔
اسی قسم کی باتوں کو "مسئلہ حق ازیہ" بھی کہا جاتا ہے کہ ہمیں دینی تعلیم ہمیشہ مساجد میں
ہوتی رہی ہے اور آج بھی ہو رہی ہے بڑے بڑے شہروں میں آج بھی مساجد قرآن و حدیث کی
کونوں سے گونش رہی ہیں، لیکن آپ یہ چاہیں کہ مساجدوں میں بچوں کو کتابوں، پلیوں کے قفسے پر لٹانے
بجائے تو مسلمانوں سے اس کا وقوع نہ رکھیں۔ مسجد میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کا ہیں ہیں ان میں جو کام
عبادت و وسیعہ عبادت نہ ہو اس کی اجازت برکز نہیں دی جاسکتی۔ بعض فقہانے تعلیم القرآن
کو بھی اگر تنہا ہے کر ہو تو ممنوع قرار دے دیا ہے، جہاں اس وقت اس سے بحث نہیں کہ یہ
تجویز صحیح ہے یا غلط افسوس اس کا ہے کہ شاطرائہ طریقت پر عناصر نے کی دعوت کو کانفرنس میں تبدیل
کر دیا، نامہ، ہمارے ان خصوصی کے تو فرشتوں کو بھی خبر نہ ملتی تھی وہیں تبلیغ بخاری شریف کی ایک
حدیث تین ہے :-

انبیاء سابقین کی تعلیمات میں سے یہ بات مشہور ہے

انما ادرک امت من نوا النبوة

یعنی کہ شر و حیا کرنا ہو تو پہچان لو جو چاہت کر رہو۔

اندر از اندلسا من فعل ما شئت

مذہبات و مذہبات اور رباب مناصب کو اپنے شاہنشاہی کے وقتار کو برقرار رکھنے کی

توفیق مرحمت فرمائے، آمین۔

یہ تو بالکل ظاہر ہے کہ مسجدوں میں مذہبی تعلیم و تربیت سے کون انکار کر سکتا ہے لیکن
 دراصل سوال یہاں مذہبی تعلیم کا نہیں بلکہ سوال تو یہ ہے کہ مسجدوں کو اسکول بنا دیا جائے کیا آج
 کل جو سکولوں کی تعلیم ہے اور جو کتابیں اس میں پڑھائی جاتی ہیں کیا وہ سب مذہبی کتابیں ہیں؟
 اور مذہبی تعلیم ہے؟ کیا غیر مذہبی چیزوں کی اور تصویروں کو بنانے کے لئے ڈسٹنٹ کی تعلیم
 بہتوں کو مسجد سے نکال کر باہر میدان میں دی جائے گی؟ اصل مقصد اصل حیلے سے مساجد اللہ
 کی آزادی کو ختم کرنا اور مذہبی آزادی و تعلیم کا کل دبانا ہے، عنوان کتنا دل فریب ہے لیکن مقصد
 کتنا نفرت انگیز ہے، اللہ تعالیٰ صحیح نیت و صحیح علم اور صالح عمل کی توفیق نصیب فرمائے
 اے اللہ علی صفوۃ کائنات سیدنا سادات محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

جمادی الثانیہ ۱۳۹۰ھ

جدید تہذیب و مخلوط تعلیم کی برکات

گذشتہ دنوں کراچی میں ہر کس بے کایہ و واقعہ پیش آیا اس پر نہ صرف تمام جو اند و اخبارات بلکہ حکم ان بھی چیخ اٹھے کہ جدید نسل کی بے حیائی نے مسلمانوں کو شر و حیا کے مارے زندہ درگور کر دیا، بے شرمی و بے حیائی کو خود اپنے ہاتھوں پھیلانے کے بعد پھر یہ معلوم کیوں پہنچتے ہیں۔ یہ جدید تہذیب کی برکات اور جدید مخلوط تعلیم کے ثمرات ہیں تعجب و افسوس تو اس پر ہے کہ اس قسم کے شر مناک واقعات کے جو حقیقی عوامل و اسباب ہیں ان کو کیوں پیش نظر نہیں رکھتے مخلوط تعلیم کی ویاہڑ کوں اور لڑکیوں کا بے تکلف اختلاط، عام معاشرہ میں دینی ماحول کا فقدان، کالجوں اور اسکولوں میں دینی تربیت کا فقدان، زیب و زینت کر کے تفریح گاہوں میں ان کو لے جانا، سینما اور ٹی وی کے روح فرسا مناظر، کارات دن کا مشغلہ، قدم قدم پر عریاں مناظر، حیا سوز مظاہر اور پھر یہ شکوہ "خود کردہ راپہ علاج" جب یہ جدید نظام تعلیم کے تبرکات ہیں تو کیوں اس پر نظر نہیں کرتے کہ اس نظام کو بدلا جائے، اس بے حیائی کا قلعہ متع کیا جائے اس کے تمام اسباب کو چن چن کر ختم کیا جائے، ہمارے نزدیک ان تمام ضرور و فتن کی جڑیں سنہ نازک کو پردہ عفت و عصمت نکال کر اسکول، کالجوں میں بھیجنا، سینماؤں اور گلیوں میں لئے لئے پھرنے، انہیں گلیوں، بازاروں اور اسٹیجوں پر جلوہ نمائی کی دعوت دینا، اگر لڑکیوں کے لئے کسی درجہ میں اسکولوں کی تعلیم ضروری ہے تو صرف دینی و معاشرتی ابتدائی تعلیم تک پردے میں ہونا چاہیے۔ لباس و پردہ کی پابندی ضروری ہے، مخلوط تعلیم کو ممنوع قرار دیا جائے ورنہ جو شر مناک مظاہر پیش آئے آئندہ اس سے زیادہ کا شعلہ ہے۔ *لینہ لہد قومی فہم لا یعلمون*۔

محمد لنگہ مدرسہ عربیہ اسلامیہ میں ایک مدرسہ عربیہ اسلامیہ کا شعبہ تحقیق و تصنیف مستقل شعبہ تحقیق و تصنیف قائم ہوا۔

اس طرح یہ دیرینہ آرزو پوری ہو گئی کہ ایک ایسا ادارہ وجود میں آجائے جو نئی نسل

کی اس حد و تربیت اور انہیں عصر حاضر کے الحاد پر وراثت سے بچانے کے لئے ان کی معیار کی دینی کتابیں شائع کرے، شعبہ تحقیق و تصنیف کے سامنے دو اہم مقصد ہیں، ایک وقتی تقاضوں کے مطابق علمی موضوعات پر اور مسائل پر تحقیق کرنا اور ان تحقیقات کو کتابی شکل میں منظر عام پر لانا، دوسرے عمدہ اور بہترین کتابوں کو منتخب کر کے ان کے تراجم مختلف زبانوں میں شائع کرنا۔

ہمیں اپنی کوتاہ سامانی اور کمزوری کے ساتھ ساتھ اس راستے کی مشکلات کا پورا احساں ہے، تاہم اللہ تعالیٰ کی نصرت و اعانت کے بخیر و برکت پر اپنے حقیر وسائل کے مطابق کئی موضوعات پر کام شروع کر دیا گیا ہے، الحمد للہ چار خالص و متحقق اہل علم و اہل قلم اس خدمت کے لئے وقت ہیں، جن میں سے بعض حضرات اردو، عربی اور انگریزی تینوں زبانوں کے ماہر و ریب ہیں۔

عربی سے اردو ترجمے کے لئے سب سے پہلے شیخ محمد سعید سباعی مرحوم کی کتاب "سنة و مكانة في التشريع الاسلامي" کو منتخب کیا گیا جو اپنے موضوع پر سب سے بامع کتاب ہے، ترجمہ کی پہلی جلد طبع ہو چکی ہے اور دوسری زیر طبع ہے، اردو کتابوں میں مولانا محمد اسحاق صدیقی کی تصنیف "دینی نفسیات" اچھوتی کتاب ہے جو زیر طبع ہے اس کے بعد موضوعات کی دوسری تصنیف "ختم نبوت" عن عربی شائع کی جائے گی جس میں مسئلہ ختم نبوت کے عقلی و نفسیاتی پہلوؤں پر نئے انداز سے بحث کی گئی ہے۔

کتابوں کی نشر و اشاعت کے لئے مکتبہ رشیدیہ غلامی ساہی وال کو شعبہ تحقیق و تصنیف مدرسہ عربیہ اسلامیہ کی جانب سے وکیل عام بنایا گیا ہے، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے اس ذمہ داری کو بخوشی اٹھانا منظور کر لیا ہے، ہمیں حق تعالیٰ کے اتمام فیہ سے اُمید ہے کہ جس طرح مدرسہ کی مشکلات کے حل کرنے میں ہماری دستگیری فرماتے ہیں اسی طرح اس شعبہ کی ضروریات کی تکمیل میں ہماری امداد فرمائیں گے۔ وهو في التوفيق والمنعة وهو حسينا ونعم الوكيل۔

جون ۱۹۶۳ء، ربیعہ ثانی ۱۳۹۲ھ

پاکستانی اسلامی سربراہ کا نفرنس لاہور

گذشتہ دنوں لاہور میں اسلامی سربراہ کا نفرنس ہوئی جس میں پہلی مرتبہ ۳۰۰ کسکے سربراہانِ حکومت اور نمائندہ وفد ایک جگہ جمع ہوئے، بدلتہ یہ تاریخی واقعہ جسے شاید موجودہ حکومت کا زریں کارنامہ شمار کیا جائے گا، دراصل امتِ اسلامیہ کا سب سے بڑا المیہ آپس کی نفرت اور تشدد و افتراق ہے، مسلمانوں کا یہی کمزور پہلو ہے جس سے اعداء اسلام نے ہمیشہ فائدہ اٹھایا، آج بھی اگر یہ شقاق و نفاق ختم ہو جائے اور اتحاد و یکجہتی کی نعمت میسر آجائے تو عرصہ سنی دنیا کی سب سے بڑی طاقت کی حیثیت سے ابھر سکتا ہے، مسلمانوں کو حق تعالیٰ نے دنیا کے نقشہ پر کلیدی مقامات عطا کئے ہیں، خانہ بدوش صحراؤں، نوردوں پر دنیا کے خزانوں کے منہ کھول دیئے ہیں اور ان بے کار صحراؤں اور رگستانوں سے وہ زمینی ذخائر عطا کئے کہ آج کفر کی تمام قوتیں ان کی محتاج ہیں، کاش یہ مادی وسائل ترقی اسلام پر صرف ہوتے تو آج تمام اسلام کا نقشہ ہی پھر اور ہوتا۔

موجودہ کا نفرنس کا بنیادی مسئلہ

کافر نس کا بنیادی مسئلہ "قدس" اور مقبوضہ علاقوں کو اسرائیل جارحیت سے پاک کرانے کا عزم یا الجزم تھا جو بالکل قرار دادوں کا تعقیب ہے، الحمد للہ اتفاق رائے سے پاس ہوئی، لیکن کیا اچھا ہوتا کہ، اسلام کی مہ بلندی اور اعلیٰ کلمۃ اللہ کا عہد کیا جاتا، مسلمانوں میں عہد نبوی کے اسلام کو زندہ کرنے کی تدابیر پر غور کیا جاتا اور حقیقی منزل مقصود تک پہنچنے کا عزم راسخ ہو رہا ہو، یہ تو وہ کروڑوں روپے کا خرچہ، ہزاروں انسانوں کی شبانہ روز محنت و خدمت، مڑکوں کی آرائش، غنیمتوں کی زیباش، یہ سب کچھ اگر صحیح اسلام کی سر بلندی کے لئے ہوتا تو سودا سست تھا، ورنہ کیا حاصل؟

کافر نس کا اصل مقصد کیا ہونا چاہیے

کافر نس کے اصل مقصد کیا ہونے چاہئیں، ورنہ کون سے اہم نسلات عالم اسلام کے تقاضا مندوں کی اولین توجہ کے مستحق ہیں؟ اس سلسلہ میں چند مختلف تجاویز ایک نمونہ کی شکل

میں تمام سربراہانِ عالمِ اسلام کی خدمت میں بھیجی گئیں توقع ہے کہ ان تک پہنچی ہوں گی مناسب نہ ہو گا اگر اس کے عربی متن کا ترجمہ "بنیات" کے "بصائر و عبرت" میں پیش کر دیا جائے۔

"حسنت اقامتِ اسلام و رہنمایان ملتِ اسلامیہ! اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو، پاکستان کے علماء و یہاں کے دینی مراکز اور علمی ادارے آپ کو دل کی گہرائیوں سے خوش آمدید کہتے ہیں، اس موقع پر ہم آپ حضرات کی خدمت میں چند آرزوئیں پیش کرتے ہوئے توقع رکھتے ہیں کہ یہ آپ کی مساعی جمیلہ سے بار آور ہو سکیں گی۔ یہ ایک خیر خواہی ہے کہ جو امتِ اسلامیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ہر فرد پر فرض ہے۔

۱۔ امرِ نیل اور دیگر تمام معون حاکموں کا استیصال کرنے کے لئے عالمِ اسلام کی صفوں میں اتحاد و یک جہتی پیدا کرنا اور ہر ممکن طریقہ سے آپس کے اختلافات اور بخشوں کو رفع کرنا از بس ضروری ہے کیا بعید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس اقدام کو "خلفتِ اسلامیہ کے جہاد کا ذریعہ بنادے جو اسلام کے اہم ترین مقاصد میں سے ہے۔

۲۔ ہمارے جہاد کا مقصد اور ہماری تمام کوششوں کا محور محض اعدائے کلمۃ اللہ اور اسلام کی سرزندگی ہونا چاہیے جو رنگ و نسل، قوم و وطن اور زبان کے تمام نعروں سے بالا تر ہو۔

۳۔ تمام اسلامی ممالک میں ہر شعبہ زندگی میں اسلامی قوانین کا نفاذ ہو، اسلامی تشہیر تعلیم کا اجرا ہو اور احتساب کے محکمے قائم کئے جائیں جو عسکی و علمی طور پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیں، یہی ایک چیز ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہو سکتی ہیں۔

۴۔ عالمِ اسلام کو ان لوگوں کی ریشہ دوانیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے نہایت چوکس رہنے کی ضرورت ہے جو بنابرِ اسلام کا لیبل لگا کر آتے ہیں مگر ان کے مخصوص مذہبی عقائد اور غیر اسلامی نظریات اب کسی سے پوشیدہ نہیں رہے، یہ لوگ

”خدمتِ اسلام کے دلفریب عنوان سے سد میں ممالک میں لکھنے کی کوشش کرتے ہیں
مکران کا کام، سد میں ممالک میں اعداد و اسام کی سازشوں کی تکمیل ہوتا ہے۔
۵۔ نوجوان نسل کو اعلیٰ فنی تعلیم کے لئے باہر بھیجنے کے بجائے یہ منہ دیتی ہے کہ خود
اپنے ممالک میں اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم کے مراکز قائم کئے جائیں اور دنیا بھر کے
ماہرین کو گرانٹہ معاوضہ دے کر جمع کیا جائے تاکہ اس میں ماحول میں نوجوانوں کی
تعلیم و تربیت ہو۔

۶۔ سد میں ممالک میں سلم سازی کے کارخانے قائم کئے جائیں جن میں عصری ٹھانوں
کے مطابق جدید ترین اسلحہ تیار کیا جائے، اور اس مقصد کے لئے امریکی وسائل کے
مقابلے پر مبنی، جاپان اور چین سے فنی ماہرین طلب کئے جائیں۔
۷۔ خدمتِ اسلام کا یکمشتہ کرنیو سبوری بینک قائم کیا جائے جو شریعت و مضامین کے
سد میں نمودوں پر کام کرے اور اس کے ذریعہ پسماندہ سد میں ممالک کو پھر پورہ مدد
دی جائے۔

یہ چند بنیادی نکات ہیں، آپ حضرت کی دور رس نگاہوں اور مدبرانہ رہنمائی
سے پیش نظر ان کو وضع و تشریح کی ضرورت نہیں، آپ کے قیمتی اوقات کا لحاظ
رکھتے ہوئے ہم صرف اشارات پر گفت کر رہے ہیں، وہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں
حکمت کو متقدم رسالوں کے شیعہ ازم کو مجتمع فرمائے، قائدین اسلام کو قوت دے کہ
ان کی نصرت و حمایت فرمائے اور کافر و غیور دشمنان، سد میں کے شرعی محفوز رکھے،
تہ اقول یہ کہ سد میں کی قیمتی مقامات اور مسلمانوں کی نانی بل تسمیہ قوت کی حیثیت سے
تو دینی ضرور رکھے، آمین۔

محمد یوسف بنوری
میرپور
محمد یوسف بنوری
شمالی نام آباد کراچی ۴۳
محمد یوسف بنوری
محمد یوسف بنوری

یہ سات زبانی محمد دراصل اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا منشور، عالم اسلام کے لئے فیصلہ کن دعوت
عس و رست اسلام کے دل کی آواز ہے، اس کی تشریح و تفصیل کبھی موقعہ موات پر پھر عرض کی

جانی، لہذا ایک بات مزید اس سلسلہ میں کہنے کو جی چاہتا ہے وہ یہ کہ بلاشبہ وحی آسمانی کا علم ہے کہ کفار اور کائنات کے سامنے کے مقابلہ کے لئے پوری قوت خرچ کرنا اور جدید سے جدید سہولتیں پیدا کرنا نہایت ضروری و راستہ، سد میہ کا فرشتہ ہے لیکن یہ اس لئے کہ کامیابی و نصرت کا مدار ان مادی وسائل اور مادی طاقتوں پر نہیں بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ دشمنان اسلام پر مادی قوتوں کا رعب قائم رہے اور نہ حق تعالیٰ کا عائد، صاف ارشاد ہے کہ فتح و نصرت کا مدار نہ فوجی قوت و طاقت پر ہے نہ کثرت پر، اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید شامل حال ہو تو بے ساز و سامان فوج بھی فتح مند ہو سکتی ہے اور ہتھوڑوں کی جماعت بھی بڑی بھاری جماعت پر غالب آ سکتی ہے، اس لئے مہمانی مذکور ساز و سامان کی تیاری میں کوتاہی نہیں ہونی چاہیئے کیونکہ حق تعالیٰ کا حکم ہے، مگر توکل و اعتدال و وسائل و اباب پر نہیں بلکہ محض حق تعالیٰ کی قدرت اور اس کی غیبی مدد پر ہونا چاہیئے، بلاشبہ حج نبی اسد میں حکومتیں اسلحہ سازی پر پوری توجہ کریں تو بہت کچھ کر سکتی ہیں۔ لیکن نہ بڑے کہ دشمنان اسلام کی طاقتوں کا قہر بھی غار خش نہیں بیٹھیں گے، بیس پچاس سال میں کہیں سے کہیں تمام پہنچ جائیں گی، اس لئے مسئلہ نوں کر اس کے بغیر چارہ کار یہ کہ ان کا اصل اعتماد اس ذات تعالیٰ پر ہو جو تمام طاقتوں کا سرچشمہ ہے آسمان و زمین کی تمام طاقتیں اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں، انہی سے تعلق قائم کیا جائے، قرآن پاک میں صاف ارشاد ہے: کہ نصرت لائق تعالیٰ ہی نازل فرماتا ہے، فرشتوں کا اذن فرمان اس پر مہماری نسل کے لئے ہے، حال یہ کہ اس غائب سبب میں اسباب سے غفلت نہیں، اپنی مقدر کے مطابق ممکنہ وسائل و اسباب پیدا کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی جائے لیکن توکل و اعتماد صرف حق تعالیٰ کی ذات پر ہو، اسلام کے دور ازل کی فتوحات میں یہی راز منہر تھا، جنگ حنین میں شکست کے اسباب یہی تھے کہ گئے کہ تعدد کی کثرت پر اعتماد کیا گیا۔ سفر منہر ۳۹۰ء ۱۹۰۰ء

گندی سیاست

۱۔ جب کہ حضرت مولانا عبدالبہادی دین پوری کی دعوت و تحریک پر ایک مختصر اجتماع ہوا تھا جس کا ساسی مقصد جماعت تنظیم اہل سنت، مجلس ختم نبوت، جمعیت عمادِ سد، و حررِ سد کے درمیان کمی و تقاضا، ان جماعتوں کی مشق کہ مجلس علم و ہدایت کی تھی جس کا مقصد سماجی جماعتوں کا مشترکہ سہ کار کرنا تھا۔ یہ اجتماع میں نابھی دن ہوا جس کی شاہ کو ایوب خان کے قتل کا کتب غروب ہوا اور صدر کچی کے مسند قمر پر جونا انور ہوئے کا اعلان شد ہوا۔

۲۔ جتنے ہیں ایک بات یہ ہے مولانا غنی کے اسلامی معاشیات پر ایک اسلامی خاکہ تیار کیا گیا ہے۔ اس کا کام کے لئے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، مولانا مفتی محمود صاحب مولانا مفتی وں حسن صاحب، مولانا مفتی رشید احمد صاحب و راقم کھوف کے نام تجویز ہوئے، راقم کھوف کی دعوت پر مدرسہ عربیہ اسلامیہ کرچی میں یہ نشستیں پائے، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کی صحت کی بنا پر ان کے دو صاحبزادگان برادرانہ مولانا محمد رفیع صاحب و مولانا محمد مفتی صاحب کو ان کی بیباکت کے طور پر شرکت کی دعوت دی گئی، خاص علمی و دینی مذاکرے کا مشورہ ہوا اور بہت سی خاکہ دس دن تک تیار ہوئے، مولانا مفتی محمود صاحب سے جو سابق حسن تھے ان کا وہ مفتی

بھیبت میں میا زئی خصوصیت رکھتے ہیں اس موقع پر اس کا خوب خوب مشاہدہ ہوا۔

چند دن ہونے پر ایک پنڈٹ سرسے گڈر جو کسی کے سفسار کے خوب ہیں مولانا مفتی رشید احمد صاحب نے مرتب کیا ہے جس میں اس باوقار علمی مجلس کی روداد جس انداز سے مرتب کی گئی ہے اسے جس ناروا اور بے دھنک سوب دیا گیا، منشا میں مندرجہ کو جس پنج سے خدوت و قہر آگیا ہے اور جس طریقہ سے اس مجلس کو بعض دو مفتیوں کے سوب و جوب ورجہ ال و منانہ و کا مرقع بنا کر پیش کیا گیا ہے اسے دیکھ کر انتہائی سیرت ہوئی۔

۳۔ میں اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا کہ کوئی عالم دین و مدنی علم و نسو کی نہ ازت خدوت و قہر انتہائی اور واقعہ سازی کر سکتا ہے اور عقلاً باور نہیں کرتی کہ کوئی مفتی شیعہ متین میں قدر انفرادی پروری کر سکتا ہے نہ خود کسی کی طرف سے اس علمی مجلس کو سب سے زیادہ واقعات کی فریخی تصور تیار

کی درپیش اس سارے افسانے کو مفتی رشید احمد صاحب کی طرف منسوب کر ڈالا۔

اجیر مشترک اور راجہ خاص کا مسئلہ جس انداز میں مفتی محمود منسوب کیا گیا ہے وہ جہاں بالکل خلاف واقعہ ہے وہاں بابت غفل کے بھی خلاف ہے ایک بری و متہم کرنا انتہائی دردناک چیز ہے۔ اس پمفلٹ کے سلسلہ میں مختلف جہات سے تنسیقات کے بارے میں سب سے لئے بادل ناخواستہ تنسیقات اشارت ناگزیر ہوئے، اسی سلسلہ میں ایک تنسیقات جو بڑا نامور ادیب صاحب کے کردار پر اس قدر کڑی ہے کہ ان کو بھیجا، ممکن ہے دوبارہ وضاحت و صراحت کی ضرورت پڑے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ يَا خَلِّيقُ مَا تَقُولُ بِهِ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَفَاحِشِنَا وَابْجَسْنَا مِنْ أَلْبَانِ يَفْخَرُونَ بِثَنَاتِ مَرِئُونِ
ثَوَانِكَ بِمَعْنَى الْمَلِكِ تَعَالَى عَنِ اسْتِغْنَائِهِ بِشَيْءٍ وَخَشَاهُ اللَّهُ وَآلِهِ وَصَلَّيْهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

مشاورتی کونسل اور شراب

وزیر مہجرت و رشتہ دارانہ امور کا اشد زانی نوت مدیر روزنامہ کے قلم سے۔

مغربی پاکستان کے وزیر مہجرت و آب و کار کی شیخ مسعود صادق نے انکشاف کیا ہے کہ وہاں ہیں۔ تناسخ شراب کے سول پر اسدی مشاورتی کونسل میں اتفاق رائے نہیں پایا ہے۔ شیخ صاحب کا یہ بیان اپنی نوعیت کا انوکھا اور سب حد دلچسپ بیون سے اس سے کہ شراب بندی پر اسدی مشاورتی کونسل کے ارکان کے اختلاف رائے کا مطلب ہوا ہے اس سے اور کیا ہو سکتا ہے کہ اس اور سے کے بعض معزز اراکین شراب بندی کے

مخالف مفتی رشید احمد صاحب کی منسوب کردہ یہ نشانہ مکمل طور پر شکل میں بھی شائع ہوا ہے۔ نیز ان کی بہت حد پر سوچا کہ فوجی و تربیتی ہفت روزہ صحت سے سوا کہنے کی پیدائش کے دوسرے دن رشتہ دارانہ امور کی شہادت کا دن کے ساتھ سے شائع ہونے سے ہوا انہیں تا۔ راتوں اور صبح کے فرائض پر پابندی رہنمائی کا تقاضا ہے۔ ان کی قسم سے سوچنے والوں کا، ان کی حق کا بقدر حق و دیہات میں۔ ان کے زیر میں امت سے بڑے بڑے صحت سے سوا کہ کی تردید کا دن کو دیکھیں مگر سوچیں، ان کے بعد کوئی غلط بات نہ ہوگی کے نزدیک بھی نہ ہوگی۔ ان کے درپیش بہتیاؤں کی ضرورت ہے، ان کی بات ہے کہ کسی صاحب کو پھونے مند و رشتہ دارانہ صحت سے بھی اس پر تنقید کی توقع نہ ہوگی۔ ان کی طبیعت سے بعض حامی پرچوں کی بات کا شہادت سے بڑے بڑے صحت سے سوا کہ کی صحت سے ان کی اپنی سوانح پر شائع ہے، چنانچہ شہادت و حجت و غیرہ کی نقادانہ صحت سے ان کی شہادت سے بہت سی چیزیں اب سب کچھ آگے کی صحت سے سوا کہ کی جیتے ہیں۔

خوف ہیں، جب اتنے واضح مسئلہ پر اس کونسل کا یہ حال ہے تو آگے چل کر ہمساز
قانونی و آئینی مسائل پر کیا ہوگا۔ اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، گناہ و ثواب کا تصور
اسلام میں انسان کی معاشرتی اخلاقی اور معاشی زندگی سے تعلق رکھتا ہے، شراب
نصرت کے لئے مفید ہے ورنہ مالی اعتبار سے سود مند، شراب کی ممانعت کے لئے یہی
دو دلیل کافی ہیں، تعجب ہے اسلامی مشاورتی کونسل میں اس پر کیسے اتفاق رائے
نہ ہو سکا، شاید ایسے ہی مواقع کے لئے کہا گیا ہے کہ :-

پتہ گھرا از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمان

خبر ہیں قدر افسوسناک ہے مدیر جنگ کا تبصرہ اتنا ہی مسرت انگیز ہے، افسوس کہ یہ ہے
مشاورتی کونسل کا کارنامہ اناللہ ۔

دین اسلام کی وہ ضروریات جن کا علم و عقیدہ و عمل ہر کلمہ گو مسلمان پر فرض سے مثلاً پانچ
نمازیں، روزے، زکوٰۃ، حج بیت اللہ جس طرح یقینی و قطعی ہیں اور دین اسلام کے
بند و سبب ہیں، ہر مسلمان پر ان کا باندھنا بھی فرض اور عین کرنا بھی فرض ہے اسی طرح شراب، جوا
سود، زنا، چوری و غیہ و غیہ کی حرمت بھی یقینی و قطعی ہے، ہر مسلمان کو اس کی حرمت کا علم ہونا اور
اس کی حرمت پر عقیدہ رکھنا فرض ہے اور اس سے بچنا واجب ہے کون نہیں جانتا کہ بہت سے
حد و حرم کے مسائل اسلام کے تشریعی بنام میں تدریجی طور پر نافذ ہوئے ہیں قطعی حرمت سے
پستے کی شہادت ہوئے ہیں، اس کے بعد قطعی تحریم نازل ہوئی، بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ
جس شخص میں شراب نوشی کی قیادتیں خود بخود آئیں اور بھیش شروع ہو نہیں سکتی فائدہ
شمار کرتے تھے اور بعض معتدلات مسائل تھے جس کے درمیان شرع شروع ہوئے، چنانچہ سورۃ
حرقہ کی آیت میں رش و ہوا ہے :-

وہی شراب و ہوا کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ کہ
دیکھ کر انہوں نے بہت بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے
بہت نادم بھی ہیں اور ان دونوں کا گناہ و نادم بہت

وَلَا يَأْتِي عَنْ الْخَمْرِ وَلَا يُسَاقَتُ فِيهَا إِنَّمَا كَبِيرٌ
وَمَنْ فُجِرَ مَتَّاسٌ وَلَا يَأْتِي عَنْ الْخَمْرِ وَلَا يُسَاقَتُ فِيهَا

خیر سے سوائے کہ جو اب میں صاف طور پر بتا دیا کہ بے شک ان میں کچھ تنہائیں بھی ہیں لیکن بڑا گناہ ہے ورنہ
نفع سے بہت بڑا ہے۔

اس آیت کے نزول کے بعد ہی محدث طبعیتیں شراب نوشی کی عادت سے دستبردار ہو گئیں، کسی موقع پر نماز مغرب یا جماعت پوری تھی، امام سورۃ کافرون میں نشہ کی حالت میں کلاعیہ تلاوت کی جگہ اُعیاد ما تعبدون پڑھا گیا، نئی برہے کہ مقصد بالکل معکوس ہو گیا اور شرک سے انتہا برأت کی دعوت کی جگہ شرک کی دعوت بن گئی، فوراً آیت کریمہ نازل ہوئی :-

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ

۷۰

وَعَدَتِكُمْ حَتَّىٰ تَعْمَلُوا مَا تَقُولُونَ

اس حکم سے منہ نہ پستیدگی کا انتہا ہو گیا لیکن بھی تک حرمت کا صاف حدن نہیں ہوا۔

تاہم بہت سے حضرات نے شراب نوشی بالکل چھوڑ دی اور جو قبلہ رہتے انہوں نے بھی غنہ اور مغرب کی نمازوں کے بعد اس نے ترک کر دی کہ نمازوں کا وقت قریب ہوتا ہے، بہر حال یہ صاف و صریح اشارت اور قرآن سننے کے غنہ قریب حرمت کا حدن ہونے والا ہے، حضرت عمرؓ نے روق فی غنہ دونوں آیتوں کے نازل ہونے کے بعد بہت بیٹابی سے کہنے لگے :-

اللهم بین لنا فی الخمر بیاناً شافياً

اے اللہ شراب کے بارے میں فیصلہ کن حکم فرما دیجئے۔

مگر چونکہ عرب میں شراب کا رواج انتہا کو پہنچا ہوا تھا دفعہ ممانعت کرنا فی طبعین کی عادت کے لحاظ سے آسان نہ تھا اس لئے اللہ تعالیٰ شانہ نے ہدایت بن حکیمانہ انداز میں اول اشارت کر کے نفرت بھردی گویا زمین پوری طرح ہموار کر دی، دین اسلام کا یہ حکیمانہ تدبیر کی نظام انفسیاتی اعتبار سے کتنا عجیب ہے، بالآخر سورہ مائدہ میں جو قرآن کریم کی ترتیب نزول سے آخری سورت ہے قسطی ممانعت کا حکم اس عجیب و غریب و مؤثر انداز سے جس میں ام البنات کی حرمت و ممانعت کی حکمت و اس کی گندگی کا درجہ سب کچھ بیان کر دیا، چنانچہ ارشاد ہوا :-

اے یان و لو ابداً ہی ہے کہ شراب اور حوا

درمت اور پائے یہ سب گندے شیئہ فی کام ہیں

ان سے بالکل بچتے رہو تاکہ تم کو فلاح و نجات ہو،

شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ یہ شراب و حوا کے

ذریعہ بغض و عداوت ڈالے اور روکے تمہیں

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ الْمَيْسِرُ

وَالْأَنصَابُ وَالْأَرْبَامُ رَجْسٌ مِّنْ عَمَلِ

الشَّيْطَانِ ذَاتَ بَخٍ يُدْعِيٰ إِلَىٰ طُغْيَانٍ

وَمَا يَزِيدُ فِي غِيظِ الْبَشَرِ إِنَّ يَوْمَئِذٍ

يَعْلَمُ الْغَوَّاصُ مَا يَكْنُ فِي سُرُوفِهِمْ

وَالَّذِينَ كَفَرُوا مِنْكُمْ لَكُلِّكُمْ جُزْءٌ مِمَّا كَسَبْتُمْ
فَإِنَّكُمْ مُسْتَحِقُّونَ، وَارْطَبُوا لَكُمْ
مُضِيعُوا رَسُولًا وَارْطَبُوا لَكُمْ تَوَلَّيْتُمْ
فَبِمَا سَأَلَ رَسُولُنَا أَنْ يَبْلُغَ غَايَتَهُ .

اللہ کی یاد سے اور نماز سے کیا اب بھی تم باز
نہیں ڈوگے، اللہ و رسول کی اطاعت کرو اور
رمحلت سے ڈرے رہو اگر تم اب بھی عرض
کرو گے تو ہمارے رسول کے ذمہ صرف کھول
کر پہنچا دینا ہے۔

دیکھئے اس آیت کریمہ میں شراب کی حرمت کس موثر انداز سے بیان فرمائی ہے، کسی حرام اور
ممنوع چیز کی حرمت کا احاطہ اس انداز سے نہیں کیا گیا اور ساتھ ہی ساتھ ممانعت کی علت و
حکمت بھی دینی و دنیوی دونوں پہلو سے بیان فرمادی، کسی تشریح و تفسیر کے بغیر نہ صرف ترجمہ مجید کر
اس آیت کو بار بار پڑھتے اور سوچتے کہ کتنا بیش پیرائے بیان اختیار کیا گیا ہے، آیت کریمہ جن
نکات پر مشتمل ہے ذیل میں، جہاں اس کا ذکر کیا جاتا ہے:-

۱۔ تم و میر کی شجاعت و قیادت کو محسوس کرانے کے لئے انصاف و اذہم کے ساتھ ان کا ذکر
کیا گیا یعنی بت پرستی کی بنا پر جس طرح واضح ہے ٹھیک سی طرح شراب نوشی کی شجاعت
بھی کہی ہوئی ہے۔

۲۔ جس کندی چیز سے قابل نفرت ہے، ہر عقلمند کو نفرت کرنی چاہیئے۔

۳۔ شریعت فی عمل ہے اس میں تیر کا نام تک نہیں نہ ہی تیر کی توقع رکھنی چاہئے۔

۴۔ جب اتنی برائی اور قبیح چیز ہے تو اس سے اجتناب چاہیئے اس کے قریب بھی نہ جانا چاہیئے۔

۵۔ مہارن فوت و دارین و بہبودی برہمپوستہ اس سے بچنے پر موقوف ہے۔

۶۔ تم و میر کے ذریعے شیطان مومنین کے قلوب میں بغض و عداوت پیدا کرتا ہے جن قلوب

میں انتہائی محبت و مودت ہوئی چاہئے شیطان اس کے ذریعے اس کو ختم کرنا چاہتا ہے۔

۷۔ شراب نوشی اور ہوس کے سبب شہر تہائی کی یاد جو مسلمان کے لئے سب سے بڑی دولت

ہے اس سے محرومی ہوتی ہے۔

۸۔ نماز جیسی نعمت جو ایمان کی سب سے بڑی ضمانت ہے اور دین کی عمارت کا بنیادی ستون

ہے، اس سے شربی غافل ہوتا ہے۔

۹۔ اتنی محسوس و واضح برائیوں کے بعد کیا ایمان والے شراب نوشی سے باز نہیں آئیں گے؟

کیا کوئی عاقل ان خرابیوں کے بعد اس مصیبت کے ارتکاب کی جرأت کر سکتا ہے؟

۱۰۔ کلمہ متا قواعد بغت کی رو سے اس لئے پایا گیا کہ ان حقائق کے بد یہی ہونے کا دعویٰ

کیا جائے یعنی کسی عاقل کو شک و شبہ کی گنجائش ان میں نہیں، یہ حقائق اتنے یقینی ہیں

کہ ہر قسم کے شک و شبہ سے بالترہیں، پھر اس حکم کے آخر میں اللہ و رسول کی اجازت کا

حکم دیا گیا کہ حجت پوری کر دی جائے کہ ان احکام کا ماننا فرض ہے، پھر آخرت کے عذاب

سے ڈرایا گیا اتنی صاف صریح ہدایات و احکام پر بھی اگر عمل نہ کریں تو پیغمبر اسلام کا منہ

ذبحہ پورا ہو گیا۔

غور فرمائیے کہ حرمت کے اعلان کے لئے کتنا مؤثر و بلیغ طرز اختیار فرمایا گیا ہے، ان حقائق کے

بعد کتنا اجماع خیال ہے اور کتنا جاہلانہ تصور ہے کہ یہ کہا جائے کہ قرآن کریم نے نہ تو صریح حرام کا

لفظ استعمال کیا ہے اور نہ ہی ان محرمات کا یہاں ذکر ہے وہاں بیان کیا ہے، اثم، جس، جناب

انتہاء، من شیطان، سبب بغض و عداوت، نماز و ذکر اللہ سے غفلت کا باعث و غیرہ وغیرہ

تعمیرات سے کیا ایک لفظ حرم زیادہ مؤثر ہو سکتا ہے؟ کیا کسی چیز کی ممانعت کی ایک ہی تعبیر ہو

سکتی ہے، بل کو زنا کے بارے میں بھی کہا جائے گا کہ حرم کا لفظ کہاں ہے وہاں تو صرف

”لا تتربوا الزنا“ کا حکم ہے وغیرہ وغیرہ کیا اس قسم کے خرافات علمی دلائل کے سامنے کچھ قوت

رکھتے ہیں، بعض خرد باختہ و پٹہ منسوب و لوں سے میں نے خود سنا ہے کہ جس چیز میں حکومت کا

نہ سٹ ہو یا خارجی سیاست کا لٹ سنا ہو اس پر پابندی نہیں لگائی جاسکتی، انا للہ وانا الیہ راجعون،

کیا ایسی باتیں بھی تبصرہ و تنقید کی محتاج ہیں۔

منوس کہ ایسا دور آگیا ہے کہ حج دین اسلام کے مسلمات دین محمدی کے بہت اور ضروریات

و تقاضیات شریعت سد میہ کے ماسن و کمالات بھی مثل شبہات بن گئے، کیا ہماری اس سد می

ممکت کے ارباب حل و عقد اور مشاورتی کونسل کے راکین شعرا اسلام اور مسلمات دین میں اسی

طرح خنثیت کوستے رہیں گے؟ اس کا حاصل تو یہی ہو کہ مسلمات میں شکوک پیدا کر کے فیصلہ شدہ احکام

کو مجروح کر دیا جائے، کرنا کیا چاہتے تھے اور کیا کر رہے ہیں؟ کیا شراب جیسی چیز جس کی حرمت دین

سرم کی کیفیت میں داخل ہے جس کی خرابیوں و نقصانات پر مریمہ و لندن میں کتابیں و مقالات
 لکھے جا رہے ہیں جس کے ضرور نقصانات سے کافر بھی تنک لگے ہیں اس امر الجہانت و حلت
 پر نور کیا ہو رہا ہے؟ خدا! سرم پر رحم کیجئے آپ کو اگر پینا ہے تو پیتے رہیں لیکن حرام کو حرام تو
 نہ بنائے اور فسق سے نکل کر کھڑکے درہ میں تو نہ آئیے اور دین و دنیا کے دروں و بال سے بچئے۔

تھاوی . دن ۲۲۲

ہر کسے راہبر کا رستہ ساختہ

حسن بنی شومیرۃ رضی اللہ عنہ قال	حضرت بوسریہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ
بیرونا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی	حضرت مسات بنہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ
فیس یحیات القود بیاہ العربی	تشریف فرما تھے حدیث بیان فرماتے تھے کہ
فتل ہتی ساعۃ بمضی رسول اللہ	ایمان آئے، یہ ایک کریمت کہ ہر مومن کی ہر بات
صلی اللہ علیہ وسلم یحیث وقتہ	سین کرنے میں مشغول تھے جب اس وقت کو دیکھا
بن مسال من لہ عتہ قال	کہ قیامت کا سور کرنے والے کہاں ہے؟ معاملے
قد اناب رسول اللہ اقرہ فادا	صلی اللہ علیہ وسلم پر رسول اللہ میں حاضر ہوں۔
صیحت الایمانہ وانتہا ساعۃ	فرمایا: جب قیامت آئے گی صانع ہو جائے قیامت
مقد کہت احدا عتہ قال	ہاں نہیں کرو، معاملے سے اب ہفت کیا کہ قیامت
وہتہ یاضی عنہ املہ فانتقر	کیونکہ صانع ہو کر ہر ایک سے فرمادے گا قیامت
ساعۃ	نہاں سے پہلے ہوں قیامت کا آگے کر دو۔

دیکھئے کیا عجیب سوں و خوب سبب و کرتا و انج و صاف بیان ہے و کیسی روشن حدیث
 بیوت فرمائی ہے، دنیا کا تمام سہی حیرت چماتا ہے کہ جو شخص جس کام کے لئے موزوں ہو اس کے لئے
 اس کا تہذیب کیا جائے، حدیث سے کہ چیرا ہی و چو کہدار تک غور کر لیجئے یہی قانون فطرت
 کا رہنما ہے یہی مشق و موزوں زندگی کا تمام سبب و نبا کا مجموعہ نقشہ اس وقت تک قائم رہے

کہ جب تک اس فطری و طبعی اور عقلی قانون پر عمل کیا جاتا رہے گا، جب اس قانون کے تحت
 کیا جانے کا نظم و نسق میں خلل واقع ہوگا، حکم و طبیب کا کام انجینئر کے کسی نہ سہو نہیں کیا
 جی منطقی و فلسفی یا ریاضی کے استاذ کو فقہ و حدیث کا درس کسی نے حوالہ نہیں کیا، کسی ادیب یا
 شاعر کو ہیئت و منہ سے کا درس حوالہ نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح میہ ان جنٹ میں قیادت و
 کام کسی فلسفی مشرک کے کسی نے حوالہ نہیں کیا۔ پچہ برس کے راہبر کا رسے ساختہ "مثل مشہور ہے۔
 حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کبار میں بھی یہ صلاحیتوں کا تنوع و اختلاف واضح ہے
 ہم حضرت خالد بن ولیدؓ کا تھا ابوذر غفاریؓ سے نہیں لیا گیا یہ ہمارے ہیئت کبریٰ تو حضرت حضرت
 خاتم النبیینؐ سید المرسلینؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے تودہ صفات میں ہی پیدا فرما
 اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا نامہ کار شمع و کھلا یا تھا اور سارے کائنات علم و علیہ آپ کی ذات کر می
 میں جمع کر دینے کے لئے آپؐ کو خواہاں ہمہ دار نہ تو تھا داری

ان مقالے کی روشنی میں حسب ذیل خبر ملاحظہ فرمائیے :-

"اسلام کی تعبیر و تشریح کی ذمہ داری کسی مخصوص گروہ کو نہیں سونپی جاسکتی۔

وزیر قانون شیخ خورشید احمد کی تفسیر

پشاور ۱۲ اکتوبر (ایپ پ پ) مرکزی وزیر قانون شیخ خورشید احمد نے آج ہائی کورٹ اور
 دستکات بار ایسوسی ایشن کے مجرووں کو خطاب کرتے ہوئے ایک سوال کے جواب میں کہا :-
 "اسلام کی تعبیر و تشریح کا کام کسی ایک مخصوص گروہ کو نہیں سونپا جاسکتا، اس لئے یہ
 ذمہ داری قانون سازوں کے سپرد کی گئی ہے جو منتخب نمائندوں کی حیثیت سے عوام
 کے مفید کے نگہبان و محافظ ہیں۔"

تعبیر کی کیا بات ہے؟ اب بھی اگر قیامت کے قرب کا آپ کو یقین نہیں آئے تو کب آئے گا،
 وزیر قانون کے بارے میں سنی سنی باتوں کی بنا پر ہمیں عقیدہ تھا کہ اس دور میں وجود
 نظام میں ان کا وجود پھر بھی غنیمت ہے لیکن شوریٰ نوروعدہ بردار پچہ ماہ شیعہ : قرآن مجید
 و احادیث پر یہ جو دین اسلام کے دو بنیادی ستون ہیں ان کے متعلق اور بھی مسائل کے متنبہ
 سسٹم تو کیا صحابہ میں بھی پچہ خاص خاص شخصیتیں متعین تھیں، ان میں سے کسی سے بھی

یہ تعلق باز رہتے، صدیق اکبر جیسی شخصیت قرآن کریم میں اپنی رائے سے کوئی بات بیان کرنے
سے گھبرایا کرتے تھے اور فرماتے تھے:

اِنِّیْ سَیِّدُ تَطْطَنَیْ وَ اِیْ اَرْضِ تَطْطَنَیْ
اِذَا قُتِلَ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ بِرَایِ .

کس آسمان سے زبردست اور کس زمین پر
رہ سکوں گا جب اللہ کی کتاب میں اپنی رائے کو نہیں
دینے لگوں گا۔

قرآن کریم و حدیث نبویہ و فقہ اسلامی میں جن کی زندگیاں گزری ہیں اگر وہ ان کا حق دیکر
سکے یہ بھی غنیمت سمجھیں اگر یہ مخصوص کرونا بھی اس غنیمت کا حصہ ہے تو پھر کیا
رہے کہ سہ کارِ فطرت تمام خواہش۔

خزیمہ کوئی حکومت قانون بناتی ہے یا قانون کی تعبیر و تشریح میں دن اختلاف ہوتا ہے
تو یہ بن قانون ہی کی خدمات حاصل کرتی ہے؛ تو اگر انسانی دماغوں کے ساختہ پر دھتہ قوانین کی
تعبیر و تشریح کئے جائیں ان کی ضرورت ہے تو احکام احکامین کے قوانین کے لئے ضرورت
تو نہیں سہمی تھے کہوں کر استغناء ہو سکتا ہے؟

میں اس سلسلہ میں لائق احترام و تکریم قانون موصوف کو چند قطعی و یقینی امور کی طرف متوجہ
کرنے اور اس کے بعد چند اہم سوالات کرنا چاہتا ہوں، امید ہے کہ موصوف ان امور پر توجہ فرمائیں کہ
ان سوالات کے جوابات ایک بیان کی صورت میں دیں گے۔

۱۔ یہ تو سو سال سے امت کا اس پر اتفاق و اجماع ہے کہ اسلام امت کا مل و کم ہے اور ایسا
درخشندہ روشن مذہب ہے کہ وہ کسی کی تعبیر و تشریح کا محتاج نہیں، اسلام کی تعبیر و تشریح کا کام
اس کو کسی کے پیرو کرنے کا سوا صرف اپنی لوگوں کی زبان پر آملیہ جو اسلام کو اپنی اغراض و
توہینات کے ڈھانچہ میں ڈھانچا جاتے ہیں ورنہ امت مسلمہ تو تیرہ سو سال سے بغیر کسی کی تعبیر و
تشریح کے علی وجہ البشیرت اسلام کو جانتی پہچانتی اور اس کے احکام پر عمل کر رہی ہے۔

۲۔ ایسے جزوی حوادث و مسائل جو زمانے کے ساتھ بدلتے و رونا و فود میں آتے رہتے ہیں
ان کے متعلق سہم کا قسطنطنیہ اور اساسی اصول شارح علیہ العمل و الاسد کے سوا کسی اور کو

عن علی قال قلت لیس رسول اللہ !

ان نذر بنی اسرائیل فیہ امور

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ

ہر سو سال بعد ہر سو سال یہاں مسئلہ پیش آئے گا کہ

ولا تثنى فماتاً مافی یوقل

شاور و فیہ الفتیحا العبدین

و تمضوا لہ ان تاتوا

و اذ غیری فی الاوست

و رب ما تفتن من سرین

نفس صبیح

و نشیون نفس کتاب دست، موزون ہونہ مرگم

ہونہ ہی رنفت، ہوا لجنہ مشرکہ درجہ بن آہن

پاکم سبتہ ہیں ہم کو کرین رسول مدنی مدہستہ

سے ٹریا: ایسے مسائل میں مہفتہ و ربوت

مذہب سے شواہ کیا کرو اور کسی بھی شمس رائے

ستہ ن کوٹہ نہ کیا کرو۔

سوں و زین ختم وزیرتی و ن ستہ ہیں دریافت کرتا ہوں کہ :-

سایم کی، عمومی، تعبیر و تشریح کے متعلق مذکورہ ہر فیصلہ کرے کہ مجھ سے کو یا کسی در کو کس

سے بنایا ہے؟

۵۔ کیا یہ فتیب مانتے ہیں بیہوش کے تاکہ اس میں معیار پر پر سے ترستے ہیں یا نہیں؟

نفس تہ سب و تہ سب بیت فرمایا ہے۔

آخر میں دیکھتا ہوں کہ تہ تمام اس کتاب پر رقم لگے، اور ربوب اقتدار کو دیکھتا ہوں کہ

یہ تہ کی رش نیہ م و م

اوقات کے نام اعلیٰ کا تہیت انجیہ اور شکر خیر میان

پچھ دنوں اخبارات میں اوقات کے نام اعلیٰ کے ایک دو بیانات نشر کئے گئے ہیں
 سے تہیت تو نہیں ہونی میں کے روزگرت سے ہی پہلے بیانات یا مکتوبات میں نام اعلیٰ سے اس
 سے زیادہ کوئی توقع ہو ہی نہیں سکتی ہو شخص روزین کو جانتا ہوں وہ جی منہ لگتا ہو، ہوش
 سنبھلنے کے بعد سے ہی ہوشوش میں کے وقت قصبہ ہر مہر ہو چکے ہیں سب کے شرت
 سامنے آکر رہیں گے لیکن فوسل و مہر میں کاتے کہ جب ایک خاص وینی منصب پر ایک
 ایسے شخص کو زمرہ دار بنایا جائے تو یہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق قیامت ہی
 کی مہمت ہو سکتی ہے۔ کسی بھی باوقار مہمت میں کوئی منصب جس ایسے نام اعلیٰ شخص کو سپرد کرنا ہو
 کسی میں اس کے موزوں نہ ہو۔ فوسل کی بات سب پر ہر شکل کی مہمت میں جبکہ قوم کو
 نہیں جس کو ان کا سانس لینا نصیب ہو سب سے شکرانہ بیانات دینے کی جرأت رکھتا ہوں
 کہ بڑے بہت ہیں۔ غریب و غنیمت ناگہان کی مہمت و رہبان کی دہائی سے ہر مہمت و
 شکرانہ کہ منصب مہم میں ایک میں و رفق منصب سب سب رسوں و بی مہمت میں ہوتے ہیں
 تو یہ فہم نہیں حیثیت سے فی ہر مہمت و رہبان کی فہم ہر مہمت و رہبان سے مہمت میں ان
 سے اشہر و قصبہ شہرت ہر مہمت میں کہ سب کو کیا جانتا ہے مہمت کے فوسل میں
 مہم میں مہم کی مہمت و رہبان مہمت و رہبان مہمت کے فوسل مہمت و رہبان مہمت کے
 نے تہیت کرنا، یہ مہمت ہے کہ مہمت کے مہمت کے مہمت کے مہمت کے مہمت کے مہمت کے
 شکرانہ مہمت کے فوسل مہمت کے فوسل مہمت کے فوسل مہمت کے فوسل مہمت کے
 رہبان مہمت کے فوسل مہمت کے فوسل مہمت کے فوسل مہمت کے فوسل مہمت کے
 ہوتی ہے یہ کہان کی دہائی سے ہر مہمت کے فوسل مہمت کے فوسل مہمت کے فوسل مہمت کے
 کہی ہیں و رہبان مہمت کے فوسل مہمت کے فوسل مہمت کے فوسل مہمت کے فوسل مہمت کے
 فوسل مہمت کے فوسل مہمت کے فوسل مہمت کے فوسل مہمت کے فوسل مہمت کے
 فوسل مہمت کے فوسل مہمت کے فوسل مہمت کے فوسل مہمت کے فوسل مہمت کے
 فوسل مہمت کے فوسل مہمت کے فوسل مہمت کے فوسل مہمت کے فوسل مہمت کے

بہوں اکثر از کعبہ بر شیر و

پامرد بہاول پور میں ایک فساد کا واقعہ پیش آیا ہے، ۱۲ مارچ سنہ ۱۳۸۵ کے ہیں
ایک غیر شائع ہوئی ہے۔

در زعفرانی پاکستان جامعہ اسلامیہ میں تشریف لے گئے اور بہت جلد واپس لے گئے۔

دیکھ کر حیرت سے پوچھا کہ آپ لوگوں کی وارٹھیاں کیوں نہیں؟

رہیں، لیکن مرنے فوراً کہا کہ اسلام وارٹھی میں نہیں ہے۔

بہائی افسوس کا مقام ہے کہ گورنر صاحب تو وارٹھی کا احترام کریں اور غلام دین

سے رشتہ داری سے توقع رکھیں کہ ان کی صورت و سیرت، سودی تعلیمات کا اثر نہ ہو

فی سائن جامعہ کے ڈیرن صاحب، اس حیرت کے ساتھ دین کا مستحضر اڑائیں، کاش یہ

کہنے کہ اسلام صرف وارٹھی میں نہیں تو معاملہ آسان ہوتا کہ ہمہ مقصر ہیں دین کے مخالفین

کون پور سے کر سکتا ہے؟ بہر حال ان فتنوں کے دور میں یہ بات زیادہ عجیب نہیں کہ

علم و عقل کا تقابلی نہ ہو معلوم تو انبیاء کے حاصل کریں اور شکل و صورت و سن یا لہجہ

کی ہر بہر حال یہ واقعہ اپنے پہلو میں عبرت کے بہت سے پہلو لئے ہوئے ہے، گویا

اب یہ دور آگیا کہ عوام یا غیر علماء، تو انبیاء و صالحین امت کے اس اشعار کو مدت

ہوئی نمودار ترک کر ہی چکے تھے، الا ماشاء اللہ مگر اب جانشین مرند نبوت بھی ان کے

پیچھے جا رہے ہیں، ان شاء اللہ۔

”لبسوزت عقل ز حیرت کہ این چہ یار العجیب است“

و جہنہم عن الزیغ و الدلہ

مترجم: پیر شاہ

محکمہ اوقاف اور اس کی ذمہ داریاں

اس محکمہ اوقاف کی طرف سے، جو میں ۲۲ اگست ۱۹۶۶ء سے ۲۴ اگست ۱۹۶۶ء تک یک سہ ماہیہ
مجلس مذکورہ منعقد کیا گیا تھا۔ رقم اوقاف کو بھی دعوت دی گئی تھی، تاہم اس وقت اس کے موضوع
پر ایک متعارف کی فرمائش بھی کی گئی تھی۔ دعوت نامے سے یہ معلوم ہوا تھا کہ بین الاقوامی سطح پر مجلس منعقد
ہوئی اور ملک سرحد اور ملک ۱۰ بیس سے بھی مندوبین شرکت کریں گے، اس کشش کی وجہ سے
باجوہر مدیر اسٹریٹجی کے دعوت قبول کر دی تھی اور فرمائش کی تعمیل بھی کر لی، مگر اس وقت پر۔ جو پہنچ کر
معلوم ہوا کہ مجلس صرف مقامی ہے اور زیادہ تر اوقاف کے محکمہ سے منسلک مگر مسابہد و خیرات ہی
مدعوین و مندوبین ہیں، مجلس مذکورہ علمی حیثیت سے بہت کمزور تھی، دو تین مقاموں کے مدعو
اور کسی قدر میں علمی روح جاریہ کر رہی تھی، شہر و نسل کے اعتبار سے بھی کوئی قابل ذکر مجلس نہ تھی،
جس سے اوقاف کی تنظیم کا تعلق ہے اور اوقاف کو ناصبوں کی دست و پیر سے پہچانے کا
مسئلہ بہ ادارہ اوقاف کی ہیئت سے اٹار نہیں کیا جاسکتا لیکن سب سے زیادہ قابل توجہ
مسائل اوقاف کے مصارف کا مسئلہ ہے، اوقاف مت ساریہ کی امانت ہیں، واقفین نے
جن مقاصد کے لئے وقف کیا ہے شرعاً ان کی پابندی ضروری ہے، واقف کی منشا کے خلاف
کسی بھی اور مصارف میں خرچ کرنا خیانت ہے۔

محکمہ اوقاف کے قبضہ میں حسب ذیل نوعیت کے وقاف ہیں :-

الف۔ وقاف خیریت جس میں واقفین نے صرف خیر میں خرچ کرنے کی وصیت کی ہو۔
ب۔ مسابہد و مدارس کے اوقاف جو واقفین نے صرف کسی مسجد یا مدرسہ کے لئے وقف
کئے ہوں۔

ج۔ مزارات کی آمدنی یعنی مزارات پر پڑھائی جانے والی نذر و نیاز۔

پہلی مد میں اس کی گنجائش ہے کہ برکار خیر میں صرف کیا جائے، دوسری مد میں شرعاً کوئی
گنجائش نہیں کہ کسی بھی اور کام میں خرچ کیا جائے، تیسری مد کی بنیاد ہی سہ سے مشتبہ ہے اس
میں ممال و حرام تمام قسمیں جمع ہوئی ہیں زیادہ سے زیادہ ذمہ داری سے بچنے کے لئے مناسب
یہ ہے کہ فقراء پر تقسیم کیا جائے۔

ہاشم ارباب اقتدار اس امانت کو صحیح شرعی طریقے پر خرچ کرنے کا سرفہرست کرتے تو کتنا چہا
ہوتا۔ مسابک کے اوقات میں فقہاء نے بہت تشدید کی ہے یہاں تک کہ کسی ایک مسجد کی آمدنی دوسری
مسجد پر خرچ کرنا بھی جائز نہیں سمجھا، اگرچہ خاص خاص حالات میں گنجائش نکالی جاسکتی ہے جس تک
میں آج تک اسلامی قانون نہیں بن سکا اور کتاب و سنت کے خلاف عالمی قوانین تک بنائے گئے
اگر اس میں اوقات کا نظم غیر شرعی ہو تو کیا تعجب:

۱۹۶۵ء میں وقاف کی آمدنی ۲۰۰،۲۰۰ ہے اور خرچ ۲۱۰،۲۵۰ گویا اس سال کی بہت
(۲۰۰،۲۰۰) ۲۴۹ ہے۔

یہ سال نہ رقم اتنی بڑی رقم ہے کہ اس کے ذریعہ بہت سی علمی و دینی خدمات انجام دی جاسکتی
ہیں، بہر حال اہم ضرورت یہ ہے کہ تینوں مدت کے کھاتے الگ الگ ہوں، اور ہر ایک
مد کی آمدنی کے معماروں شرعی قانون کے مطابق تجویز کئے جائیں اور انہی میں وہ آمدنی خرچ کی
جائے اگر موجودی جائے تو بہت آسانی سے یہ نظم قائم ہو سکتا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ہماری اس
کندارش پر غور کیا جائے گا اور اس طرح دنیا و آخرت دونوں کی مسئولیت سے عہدہ برآو
ہونے کی کوشش کی جائے گی۔

جمعیتہ علماء اسلام اور مولانا احتشام الحق تھانوی

۲۲ اگست ۱۹۶۹ء کو کراچی میں سہرت مورانا خضر احمد صاحب عثمانی در حضرت مورانا مفتی محمد شفیع
صاحب کی رہنمائی میں کل مرکزی جمعیتہ علماء اسلام کی جدید تشکیل وجود میں آئی، مشرقی پاکستان کی
چند مشہور شخصیتیں بھی مندوبین میں شامل تھیں ۲۲ اگست ۱۹۶۹ء کو مکہ میں اتفاقاً مدرسین
العربیہ کا اجلاس تھا اور سندھ کے تقریباً تیس چالیس مدارس دینیہ نے اتفاق سے اس ق
کا ارد کیا تھا اس سے میرا سکھر جانا ضروری تھا، جمعیتہ علماء کے بدکس میں شریک نہ ہو سکا۔
۲۴ کی شام کو میرے نام حضرت مورانا ابراہیم علی صاحب کاتارستان پہنچا جس کی صحت بذریعہ
ٹیلیفون نیچے لے ہو رہی کہ وہ بد سے عیدہ کراچی پہنچے اور مورانا عبدالحق صاحب دارالعلوم حقایق
کوڑہ کو بھی دعوت دے اور ہو سکے تو مورانا شمس الحق عثمانی کو بھی دعوت دے اور دونوں جانتوں

تہ یہ دعا و شریعت سے غافل وہ میں بھی اوقات سے ناخوش ہیں۔

میں مصالحت کی کوشش کرو۔ پسند اور عنایت کو بھی دعوت دی گئی تھی اور مولانا مفتی محمد صاحب
 اور مولانا خدام غوث بزرگ دکن کو بھی مدعو کیا گیا تھا، ٹیلیفون پر سب حضرات سے رابطہ قائم کیا گیا
 اور ملے پایا کہ ۳۰ اگست ۱۹۴۷ء کو پہنچ کر مقابلات و مصالحت کی کوشش کی جائے گی اور سب
 حضرات کی خدمت میں کنگریشن کی کئی کراہیں غریبوں کو فی فریق پریس یا اخبارات میں دوسرے
 ذیلیات کے تحت بیان کر دے چنانچہ سب مرد و خاتون اور بقیہ حضرات بھی ۳۰ اگست کو
 کراچی پہنچ گئے، تو اس وقت کو پہنچ کر سب نے یہاں اس مہینہ میں پندرہ حضرات مولانا خدام الحق
 مفتی کے یہاں ٹیکہ لگائے تھے، پھر حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کے یہاں دوسرے علوم
 اور انجمن میں اجتماعات جاری رہے آخری اجتماع یکم مئی کو جمع مولانا خدام الحق صاحب کے
 یہاں کی گیا جس میں حسب ذیل حضرات شریک رہے :

۱۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب ۲۰، حضرت مولانا خدام الحق صاحب ۳، مولانا غلام
 بخش صاحب ۱۰، مولانا مفتی محمد صاحب ۱۵، حضرت مولانا ابراہیم علی صاحب ۱۰، مشرقی پاکستان،
 مولانا سید علی خاں فیروز ۱۰، وزیر اعلیٰ ہند ۱۰، مولانا سید علی خاں فیروز کے بعد یہ بات چیت ہوئی
 کہ ابراہیم سید دونوں دینی کے درمیان کوئی اصولی اختلاف نہیں ہے، سوشلزم یا کمیونزم کے سید ب
 ضرورت کے لئے مشترکہ جدوجہد ضروری ہے اور اس کی مثالیت میں فریقین کے مصلحتات
 مسحق کوئی اختلاف نہیں، نیز یہ کہ سرکار دارالذہاب میں بھی قسما اسلامی روح کے منافی ہے، اس
 پر بنی اتفاق رہے تھی، مولانا آخری نقطہ وہ معاہدہ تھا جو جمعیت علماء اسلام نے لیبر یونین سے
 بائبل جمعیت علماء اسلام کا اصرار یہ تھا کہ سوشلزم، اور دائرہ بھی لیبر یونین ہے، جب ہی سوشلزم
 تک پہنچے گا تو یہ سب سے پہلے اس مسئلہ پر کہ ہم تدبیر ہے اس معاہدہ
 کے ذریعہ یہ سب سے پہلے رک دیا جائے اور لیبر یونین کو سوشلزم کے بجائے ناسل سوشلزم
 کے لئے بننے کے لئے، کہ کھڑ کر دیا جائے، اور کھڑ کر دے اور کھڑ کر دے اور کھڑ کر دے اور کھڑ کر دے
 میں سے لیبر یونین بنا سکتا ہے، اور اس کی اپنی پرانی تنظیم ہے لیکن اس میں انفرادی کا بھی مسئلہ ہے
 ہے، اور یہ زمین یہ ملک کی ترقی کے لئے نہیں ہے، ۲۰ مئی کو دینی میں شوری کے اجلاس میں
 یہ مسئلہ پیش آیا، ہر گناہ کے لئے توفیق کے پیش ہے، دوسرے فریق کا خیال تھا کہ سوشلزم

یہ تو سچ ہے کہ سیر زمین کی معدنیات کی ضرورت ہے اور سیاسی اعتبار سے بھی یہ صحیح ہے کہ
 "بیتا کار کا جو اختیار کیا گیا ہے غرضتاً ان کو اپنی ضمانت میں آنے کی دھم دینا چاہیے
 نہ کہ وہ تابع ہو کر آئیں۔ موجودہ صورت حال میں خطرہ ہے کہ علماء ان میں مدغم ہو کر اپنے مستقل
 وجود کو ختم کر دیں۔ ہر حال یہ اختلاف رائے باقی رہا اور اس مسئلہ میں اتفاق نہ ہو سکا۔
 یہ سب نزدیک فریقین کا اتفاق ہے۔ ضروری تھا کہ اس میں شک نہیں کہ اس
 نا بری و غیر اصولی اختلاف رائے کو خود غرض حضرات ہوا کے کے اصولی اختلاف بنائے اور
 فتنہ انجیل سے قیاس و نتائج پیدا کرنے کی کوشش کریں گے، میری رائے میں علماء کا اتحاد و
 اتفاق ایسے زمین کے محاب سے زیادہ قیمتی تھا، میرے نزدیک تو اگر کوئی ایک فریق اپنے
 محاذ کو چھوڑ کر دوسرے فریق کو ذمہ داری پر دکر دیتا تو افراق سے بدرجہا بہتر تھا۔ لیکن یہ
 آرزو پوری نہ ہو سکی تاہم جہاں تک ایک دوسرے کے بہت قریب آئے اور باہمی مباحثہ و کشمکش
 سے بہت سی غلط فہمیاں دور ہو گئیں اور حسب ذیل بیان مرتبہ کہ فریقین کے دستخط ہو
 گئے، بیان کا مسودہ یہ ہے :-

پندرہ روز سے بعض اخباری بیانات اور اسد م دشمن عناصر کی ریشہ دوانیوں سے جمعیت علماء اسد م
 کے رہنماؤں کے مابین جو اختلافات اور کشیدگی پیدا ہوئی ہے اس کو دور کرنے اور باہم ایک
 دوسرے سے قریب کرنے کے لئے مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، مولانا محمد یوسف صاحب،
 مولانا الطہری صاحب، مولانا عبدالحق صاحب حقانی اور مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی پر
 مشتمل ایک کمیٹی مقرر ہوئی اور مولانا غوث ہزاروی صاحب کی منسوری سے قیام کی گئی
 ہے۔ یہ کمیٹی مناسبت و مصلحت کے مذاکرے جاری رکھے گی، سر دست اس کمیٹی کے رہنما و رشتہ
 نامہ و صاحب و مولانا غوث ہزاروی صاحب نے باہمی اتفاقاً اعلان کیا
 ہے کہ مناسبت کی گفتگو جاری ہے۔ فریقین میں سے ہر ایک اپنے اپنے نام کو جاری رکھتے ہوئے
 کسی دوسرے پر تفریب و تباہی یا اخباری بیانات میں نہ کریں اور ہر فریق دوسرے کا احترام
 باقی رکھے۔

۱۔ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، مولانا محمد یوسف صاحب، مولانا محمد یوسف صاحب، احتشام الحق

سنہار کے مفہوم و معنی پر جو عبارتیں نقل کی گئی ہیں ان میں سے صفحہ ۸۱ کی عبارت کہ
 "میں نے جن کے منبع صاحب سے ہے، اور میرے افکار و خیالات کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔
 منہ ۳۳ مرد بہارت علی گڑھ کے اخبار جہاں کے نژاد لوگ اقباس سے ہیں ان کا خیال اور عبارت
 اور جو کے ترتیب دینے والے صاحب کے ہیں اور مفہوم تقریباً میرا ہے" اس کا خیال اور عبارت سے ہم
 کا اثر یہ ہوتا ہے کہ جس نے ترکیب پاکستان سے اختلاف رکھنے والوں کو پاکستان دشمن قرار دیا ہے ان
 میں حضرت مدنی بیٹے کا ہر دست بھی شامل تھے اور دوسرا تاثر یہ ہوتا ہے کہ میں اس مبینہ اختلاف کو
 نہ بنا کر جمیعت علماء ہند کی پاکستان کی مخالفت کرنا چاہتا ہوں حالانکہ یہ دونوں تاثرات دونوں
 کے لیے اسل اور بے سند رہا ہیں بلکہ میری اپنی افکار و تصانیف کے بھی خلاف ہیں اور اس عظمت و حرمت
 کے بھی معافی ہیں جو ترکیب پاکستان کے مسئلہ میں اختلاف کے باوجود ان اکابر ہند کے لئے برسر
 اس میں ہمیشہ سے ہے۔

اخبار جہاں کے نژاد جو کی صورت یہ ہونی کہ جون بروز جمعرات ۲۷ دسمبر ۱۹۴۷ء میں کراچی
 میں صدر کا نائب سے یہ قہر بنی کا ایک جلسہ تھا اور یہ تاریخ ایک ہفتہ پہلے سے یہی ڈر رہی تھی اور
 تھی، جون بروز بدھ صبح ایک روز پہلے اخبار جہاں کے دفتر سے فون آیا کہ اس کے نامہ سے کل
 صبح، نژاد جو بیٹے کے لئے آنا چاہتے ہیں، میں نے ڈر رہی کہ پھر دوسرا دیکھ کر بتا دیا کہ اس نے بیٹے
 اس صبح کالج کے جلسہ میں جانا ہے اگر آپ آنا چاہیں تو آتے ہیں آج نہیں سیکھیں، اخبار جہاں کے نامہ
 ساز نے فریج کے بعد میرے پاس پہنچے، نژاد جو دیت ہوئے پندرہ بیس منٹ ہی گزرے تھے کہ
 صدر صبح کالج کے جلسہ جئے لینے کے لئے آئے، میں نے اخبار جہاں کے نامہ ساز سے مندرست کی کہ
 وہ دوسرے وقت آپ انسپکٹ رہیں نژاد جو کا باقی مسئلہ میں میں کراؤں گا مگر وہ نہیں مانے
 کہنے سے کہ آپ میرے بندہ سے بات کے جوابات میں یا نہیں میں مختصر دوسرے دیکھتا ہوں نہیں پتہ
 نہ تھا میں پمیل کر پکڑوں گا، چنانچہ ان سرپرست میں سے ایک سوں یہ بھی تھا کہ جمیعت علماء ہند
 مدنی پاکستان کے موجودہ عہدے دار کی ترکیب پاکستان کی مخالفت میں شامل تھے، میں نے جواب دیا
 نہیں بلکہ ان حضرات کو ترکیب پاکستان سے اختلاف تھا اور اسی اختلاف کا باہر مور تاثر تھا کہ
 مدنی نے جمیعت علماء ہند کی تشکیل فرمائی تھی، دوسرا سوال یہ تھا، کیا مور تاثر جمیعت مدنی سے

ساتھی رہنا، کی یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ میدان میں کمر نہریہ پاکستان کی حفاظت کریں؟ میں نے جواب دیا، یہ شک یہ رشتہ کی ذمہ داری ہے اور مولانا محمد عثمانی جو مولانا شبیر احمد عثمانی کے قریبی درمہدہ ساتھی ہیں انہیں اس میں پہل کرنی چاہیے، یہ وہ محل جوابات ہیں جن کا پھیلاؤ ضروری ترتیب دینے والے صاحب نے اپنے الفاظ اور اپنی عبارت میں کیا، نا سبباً قبضہ، کانگریسی سب لہاء پاکستان دشمن وغیرہ جیسے الفاظ بانیس سال کے عہد میں کبھی کسی نے میری زبان سے نہ سنے ہوں گے ورنہ میں یہی تلخ کوئی کامادی ہوں۔

تحریک پاکستان سے خدوت کی وضاحت پانڈ کے مسئلہ میں انگریزوں سے رہائی کے بعد۔ ہور کے سببالیہ کی تقریر میں کہ چکا ہوں جس کی صدارت استاد لعل محمد خٹک مولانا رسول خاں صاحب نے کی تھی اور اس میں مولانا ابراہیم علی مودودی صاحب بھی شریک تھے، اسی طرح کی وضاحت دو سال پہلے ڈیرہ غازی خات کی ایک تقریر میں بھی کر چکا ہوں جس کی بنا پر حضرت مدنی کے بعض متوسلین نے یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ میں اپنے خیانت ضبط تحریر میں لے کر شائع کرادوں، کانگریسی علماء اور قبضہ ناسباً نہ تو جی رہے ہیں بلکہ مفہم میرا ہے یعنی یہ کہ یہ حضرات تحریک پاکستان سے خدوت رکھتے تھے پھر پاکستان بننے کے بعد ان حضرات نے جمعیت علماء اسلام کی تنظیم کو اپنا لیا ہے۔

جمعیت علماء اسلام کے بعد اس متعدد مقامات میں اس امر کا عدان کیا گیا تھا کہ اب پاکستان بن جانے کے بعد اسلامی خطوط پر اس کی تعمیر کا مسئلہ ہے، ہذا کانگریسی اور غیر کانگریسی کا امتیاز ختم کر دینا چاہیے، حضرت مولانا احمد علی صاحب مہروری نے مجھے جمعیت علماء اسلام کا ناظم علی مقرر فرمایا تھا مگر میں نے پسند و جود نہ رکھی کا فیصلہ کر لیا تھا اس سے بار بار اصرار کے باوجود میں نے مولانا احمد علی صاحب مہروری سے معذرت نہ کر کے مدنی مانگ لی تھی، اگر کانگریسی اور غیر کانگریسی کی تفریق میرے گوشہ خیال میں ہوتی تو دستور کی نکات ترتیب دینے کے مسئلہ میں ہر کتب فکر کے علماء کے اجتماع میں مولانا احمد علی صاحب مہروری اور مولانا محمد علی صاحب بیاضی مولانا محمد یوسف صاحب مہروری اور مولانا مودودی صاحب کو کیوں شریک کرتا، وہ اجتماع میری اور صرف میری رائے سے ہوا تھا جس کا مقصد یہ ہے کہ تعمیر پاکستان کے مسئلہ میں کانگریسی اور غیر کانگریسی کا امتیاز کبھی میرے وہم و گمان میں کبھی نہیں رہا۔

سابق صدر یوب خان نے اپنی خانہ ساز کتاب میں پاکستان کی فتح و لغت کے سلسلہ میں جن
 ۵ مہرری علماء کا ذکر کیا ہے وہ مذکورہ صاحب کا ذکر کیا ہے وہ بھی میری نظر میں خلاف واقعہ اور
 بے بنیاد ہے جس کا اظہار میں نے برطانوی تقریروں میں کیا ہے کیونکہ انگریزی علماء کا اختلاف ہے
 ناموں سے پر مبنی تھا وہ مسلمانوں کے مستقبل کے اعتبار سے مناسب نہ اور ان کے نقطہ نظر سے یہ نکتہ متعلق
 تھا اور مولانا مودودی صاحب نے تحریک پاکستان کی قیادت پر عدم اعتماد کا اظہار کیا تھا وہ بھی کچھ
 زیادہ غلط فہمی نہ تھا اور اگر پاکستان قرن و سنت کی حکومت قائم کرنے میں کامیاب نہ ہو تو تحریک
 پاکستان سے اختلاف کے اسباب اور وجوہ غلط نہیں قرار دیئے جاسکتے، اگر اسلامی حکومت کے
 نصب یمن میں پاکستان کامیاب ہو جائے تو تحریک پاکستان سے متعلق تمام اختلافات کو بے بنیاد
 بن جائیگا اور توہمات کا درجہ دیا جاسکتا ہے۔ پھر غاصبانہ کا لازم میری طرف سے اس وقت تک ہوتا
 جب تک میں جمعیت علماء اسلام کا رعبہ دار ہوتا۔ مولانا احمد علی صاحب لاہوری نے وصال سے کچھ
 روز قبل مدت کی حالت میں ٹی وی کے لئے جاتے ہوئے عزیز خاں پر تشریف لے کر فرمایا تھا
 کہ میری انتہائی خواہش ہے کہ آپ جمعیت علماء اسلام کو سنبھالیں، میں نے اس وقت نہایت
 افسوس سے اسے منسلک کیا تھا جی بڑا ہے۔

میر مولانا شام غوث ہزاروی و مفتی محمد صاحب دونوں حضرات نے مولانا صاحب رحمہ اللہ
 صاحب درخواست کی استناد بیان کرتے ہوئے مجھے جمعیت علماء اسلام کے لئے فرمایا، میں نے مذمت
 پیش کر دی تو ایسی سورت میں میری طرف سے قبضہ غاصبانہ کا الزام دینا کہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔
 مجھے نہ کانگریسی علماء سے اختلاف تھا اور نہ جمعیت علماء اسلام کی موجودہ قیادت سے بلکہ مسلسل
 اختلاف اس حاکم اور اسلام کے فقہ سے ہے جو کمیونزم و سوشلزم کے نام سے ہمارے ملک
 میں پھرا رہا ہے اور جمعیت علماء اسلام کے پیٹن فرم سے یا اس کے اعتبار ترجمان اسلام
 سے اسلامی سوشلزم کا پڑنا غریب فکر مہربک اصلدار اختیار کر کے اس فتنہ کی حمایت کی جا رہی
 ہے۔ جہاں جہاں اسلام پسند جمہور نے اس نرک کار کو کھایا ہے آج وہیں نہ وہ اسلام پسند
 موجد ہیں اور نہ وہاں صدائے نام ہونے والے کوئی باقی ہے، ینکو و کی سامراج کے لئے ہونے
 والے اور نہ ان کے لئے فساد و مباحثی الفاف اور عدل عمرانی کے قیام کے لئے، اسلام کو لفظ

اختیار کرنا کافی دور فی سب، کہ اس پر فریب احمدی سے کھلی طور پر اجتناب نہ کیا گیا تو اندیشہ
 ہے کہ وہ دین طہقہ احمدی کی آڑ سے کرناؤز سے تنک کا دینی نام سے متحرک ہو کر، ہماری
 نظر میں برسرِ پاکستان جی کی موت و زلیست کا مسئلہ نہیں ہے کہ اس میں ہمیں احمدی کی ابتداء
 اور عدم ابتداء کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ سوشلزم اور اسلامی سوشلزم کی مخالفت ہمارا ایمان سے
 اور جس طرح سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف جہاد کرنا فرض ہے اس سے سوشلزم اور اسلامی سوشلزم
 کے خلاف جہاد کرنا بھی وقت کا سب سے بڑا فریضہ ہے، اس فتنہ کی سرپرستی خواہ کوئی فرد
 کرے یا کوئی جماعت اور گروہ، ایوانہ می برہنوی شہدہ سنی مقلد اور اہل مذہب سب کو مل کر
 اس دینی فتنہ کی مخالفت در اس کے خلاف جہاد کرنا کریمہ اور سزا دہی ہے، والسلام
 رموزنا، احتشام الحق تھانوی

رجب مہجہ ۱۴۳۵ھ، ۱۹ ستمبر ۱۹۱۴ء

نعمت خداوندی پاکستان اور اس نعمت کا شکر ادا کرنے کا طریقہ

اس حقیقت کا تمہارا بار بار کیا گیا کہ نعمت خدا اور پاکستان حق تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت ہے، جو شدید مدد پر اب تک بے حد عطا ہوئی ہے، تو دن الہی ہے کہ اگر نعمت کا شکر ادا کیا جائے تو نعمت میں روز افزوں ترقی ہوتی ہے۔ درنا شکری پر زوال ہی کا نہیں بلکہ انتقام کا بھی منظر ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ یہ جو فرمایا تو کسی نعمت کے استعمال اور اس کا شکر ادا کرنے میں نا اہل ثابت ہو سکتا ہے تو صرف یہ کردہ نعمت سب کر لی جاتی ہے بعد اس کے کہ حق تعالیٰ نعمت پر اسے ذلیل و رسوا بھی کیا جاتا ہے۔

وینن کفر تہم ان مذابی شکر۔۔۔

اس نعمت میں جو کچھ ہے تمہا کہ یہاں ایک خدا ترس، درمناست حکومت قائم ہوتی ہو ایک دولت کی بے لوث خدمات انجام دیتی تو دن الہی کے سایہ رحمت میں رہا اس ایک صالح مددگار، تشکر، پناہ جو انور کے ساتھ اس کے مثال معاشرہ کا نمونہ پیش کرتا رہا، اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شہادت گزار کیا جاتا ہے جو اس کائنات کے لئے حق تعالیٰ کی آخری نعمت، انتہائی رحمت، نبوت و نوح کا آخری پیغام اور سعادت دارینہ کا دامنہ راستہ ہے، ہماری عدالت بدست سے منور ہوتی ہے قانون الہی کے سایہ رحمت میں پورے قوم چین کی زندگی بسر کرتی، فوج ہو یا پولیس، وافر ہو یا رکات کا زمانہ ہو، شمارت ہر وقت اسلامی قانون کے دار حکم بہت قلب کو سکون اور دماغ کو راحت دیتے ہیں، معون زندگن، معون مدد شدہ اور غلطی و تہ کی گرم بازاری یکساں تہ خستہ ہو جاتی اور حق تعالیٰ کے رشتہ دار۔

اولون اس لفری کمنو اولتہ

اور کرستیوں اسے ایمان دتے درستیوں

منہ حیدمہ بکات من لسمہ

غیا کرتے تو ہمیں یہ نعمت ان زمین کی برکتوں

بکات

کے درون کے کھنڈے دیتے۔

کے سابق برکات، تمہاریات کا تہرہ ہو تا اور سرحد اس حد کے رواج پر درنشار سے ملتے آتے۔
 کریم شکر نعمت کے راستہ کو پیوڑ کر خدا فراموش تو مومن کے راستے پر چسپے، قرار دار متاخذ
 در پچر شکر کے، دستور میں فیصلہ ہوا تھا کہ ملک کا حق نون کتاب رحمت کے مطابق ہو گا، کہا آج ملک

اسی وجہ کے لئے کہ تو بقیہ ہوں یہاں حکومتوں پر حکومتیں ہیں کئی حکمران آئے و گئے مگر سب
میں قدر ہنساک یہ حق کہ ہر حکمران اپنے دارالقدر میں سے پہونچ کر تیار ہوا اور اس کے نتائج ہمارے
سے ملتے رہتے رہے۔

یہ تحریکات تھیں کہ تدارک ملک بہت کم لگائی ہیں جو ان کے بڑے ماضی و زمانہ کے تشبیہ میں کہ ترقی ہوتی
نہا اور متوسط طبقہ کے لئے لوگ ماحول بہتر بنائے گئے تھے جو پیروں کے گھیرے ہوئے تھے لیکن ہرگز
افرار نہ ہو رہی اور روزگار میں یہ مریا کسی حد تک بدستور تھا اور انہیں اس بات میں راضی نہ تھے

اسلام کو چھوڑ کر مادی اسباب اختیار کرنے کا تمیاز

دین کو چھوڑ کر ہر سبب مادی ترقی کے لئے ہو رہا تھا اور اس کا کیا کیا ہو گیا اور اس کے
فوائد و منافع بڑے بڑے تھے اور اس پر کیا کرشمے ہوا اس کی دولت کی اندیشہ بہت کم تھی
یہ غلط فہمیوں، متغیر ہوتے ہوئے دولت کی بدولت انسانانہ تشبیہ اور ترقی کے بڑے بڑے دلائل
مستحق تھے مصلوبیت کی تھی مگر شریعت میں رعیت و مسلمان کہ معاش تھا اور بد اگر ایسا اس کے راجہ
تس سبب تھی کہ اس میں ہونا چاہئے تھا مگر مجاہد ہوا شامی اور عیسوی سبب فتنہ کی ورد گیتے ہی
ایک جگہ کے لئے اس کے لئے کہ ترقی و ترقی کے لئے اس سے اس کا کیا کیا ہو گیا اور اس کے
کی اور اپنی پستی کے لئے نہ تھے بلکہ اس کے لئے تھے کہ اس سے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
کی ترقی تھی مگر اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

مگر تو یہ گیتے ہیں اور اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
بڑے بڑے بڑے بڑے بڑے بڑے بڑے بڑے بڑے بڑے بڑے بڑے بڑے بڑے بڑے بڑے بڑے بڑے بڑے
تقریباً ایک سو سال سے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
تقریباً ایک سو سال سے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

رہے جہاں ہر میاشی و فحاشی اور ہر بد اخلاقی و بے حیائی و خوب نہیں بچا رہا ہے مگر مسلمانوں کے لئے
اپنے اسلامی عقیدے کا اظہار بھی جرم ہے، مزید تعجب و افسوس اس پر ہے کہ پاکستان کے دشمن تو پاکستان
کے خیر خواہ سمجھے جائیں اور محنت کے منتظم و نسر مکی بال ڈورن کے ہاتھ میں دیتے ہیں بھی کوئی
مقتلہ نہ سمجھا جائے، ظاہری و باطنی غداروں کے لئے مندر قتلہ بھی بچائی جائے مگر ملک کے دن
مخلص مسلمان جو کھڑے ہو کر کھڑے ہوئے ہیں مگر غداروں و سازش کے مفہوم سے بھی نا آشنا ہیں
ن کی مخلصانہ آواز کو ہر ممکن طریق سے دبائے کوشش کی جائے، ایسا نہایت ہی عداوت قیامت
کے ذیل میں فرمایا گیا ہے: **وَرَدِیْتُمْ لَیْسَ لَیْسَ دِیْنُکُمْ دِیْنُکُمْ** ایمان کو ایسا اور امانت و کریمانی
سمجھ جائے گا)

لہذا تعالیٰ مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات پر چسپنے کی توفیق نصیب فرمائے اور مکر و دھوکے کو اس
مسلمی ملک کو ظاہری و باطنی فتنوں سے ہر طرح محفوظ کرنے کی نعت عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ
پاکستان کو صحیح طور پر اسلم باسکی بنا کر تمام عالم اسلام کی قیادت کا اسے عظیم دار بنائے۔

اسمبلیاں اور ان کا فائدہ

سیاسی جوڑ توڑ کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ دستور ساز اسمبلی کی مدد نہیں یا سی بیڈروں کے دھانڈے
کو منع کرنے میں ہیں، ہر جماعت کو قتلہ کا فکر، حق ہے کہ اس وقت کسی پارٹی کی ہر ویرانی فتنہ مروت
جو سما کا ایک عہدہ بھی منتخب ہو گیا ہے، یہ حقیقت و نعت ہے کہ ان اسمبلیوں میں حق کی آواز کی
کہ میانی کوئی توقع نہیں، نال قانون جیسے خدائے قرآن تو نون کی ترمیم نہیں کرائی ہو سکی جبکہ
خدائے قرآن ثابت کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی گئی لیکن باوجود اس کے ایک جماعت کا یہ نظریہ
ہے کہ مؤثر تو رجعت کے لئے اسمبلی کے میدان سے دور کوئی مروت مقدم نہیں کرے، دینی، سیاسی یا
مذہبی مسئلہ کی کوئی توقع تو نہیں، صرف مؤثر انداز سے آواز اٹھانے کی تاہم میرے، صوبہ جاتی پارلیمنٹ
تو اس کی نباش ہو سکتی ہے بشرطیکہ اتفاق رائے یا اکثریت اس کی حمایت کرے لیکن جو اکثریت اس
پر ہے اس سے اگر کچھ میدان ہو جس سے حق و نعت ہو گئی، تاہم حق اور بہت سے ظاہری و باطنی فتنے
رہے ہیں، اگر پارلیمنٹ میں پارلیمنٹ ہی ضروری ہو تو وزیرت یا وزیرت میں سے وزیرت کو

چنانچہ ہم نے ان کے ارشاد و کثرت ممکن نہ ہو تو حزب مخالف کی حیثیت سے رہتے، اس
 شہرے کی تشریح کی جا سکتی ہے۔ اس وقت شاید یہ کافی ہوگا، دماغیہ از المبدع
 اندے با تو لفتہ دل دل و ترسید

کہ تزداد شوق ورنہ سخن بیار است شعبان ۱۳۶۰ کتب و نشر

ان کی ہمت افزائی کرنے کے لئے مصارف کو منتخب کرنے میں ذرا بھی ہچکچاہٹ نہیں محسوس کی جاتی البتہ مصارف کے اس وسیع احاطے میں مسامحہ کے ذریعہ، احکام شریعت کی تنقیہ، معروف کی ترویج اور منکرات کو مٹانے، اسلامی قوانین جاری کر کے پبلک میں اخلاق حسنہ کو رواج دینے اور بدعتوں سے بچانے، کتاب و سنت کی تباہ اور صی پر کم کی پیروی کو ملک و قوم کا مزہ بنانے کے لئے کسی مدد کو جگہ نہیں تھی۔

احکام الہی سے سرکاری کا نتیجہ | حقیقتاً سے غرض اور اسلام کا نام لے کر حکام حاکمیت سرکاری کا نتیجہ اللہ تعالیٰ کے مذہب کی سورت میں نہ برہنہ ہوتا ہے جو کبھی شکست کی شکل میں آتا ہے آج کل سبب اور زلزلہ کی شکل میں اور کبھی وکسن مصیبت و نکتہ کے روپ میں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

وَمَنْ يَرْغَبِ اللَّهَ وَفَرِيَّةَ كَانَتْ
آمَنَةً مَّطْمَئِنَّةً يَتِيهِمَا رِزْقُهُمَا
وَمَنْ يَرْغَبِ الْفَنَ كُلَّ مَكَانٍ فَكُفِّرَتْ
بِأَنفِهِمُ اللَّهُ فَذَاقُوا لَذَّةَ النَّارِ
الْمَخُوفِ وَالْجُوعِ بِمَا كَانُوا
يَكْسِبُونَ (الغاشیہ)

اور اللہ تعالیٰ ایک سبق کی صحت عجیبہ بیان کرتے ہیں کہ امن و اطمینان میں ہے، ان کے کھانے پینے کی چیزیں بڑی فراغت کے ساتھ ان کے پاس پہنچا رہی ہیں۔ انہیں نہیں انہوں نے خدا کی نعمتوں کی ناقدری کی اس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کی حرکات کی وجہ سے ایک ٹھیک قحط و رستوں کا مزہ چکایا۔

ذلت خیز شکست اور کموں مسلمانوں کی جہان و بروی بھینٹ لے کر آ رہی ایک ہو گیا۔ جو باقی رہ گیا وہ بھی بہت کمزور اور مستحکم ہے۔

غربت ترکیہ کے دشمنوں کے زمانہ میں یورپ والوں نے ترکی کو یورپ کے مرد تیار کا لقب دیا تھا، یہ سچ تھا یا غلط اس سے بحث نہیں مگر پاکستان کی سیاسی و معاشی زبوں حالی کو دیکھتے ہوئے اسے ایشیا کا مرد بیمار کہیں تو بے جا نہیں۔ درستیوں کے دنوں سے اس کا وقار اور دشمنوں کے دنوں سے رعب و خست ہو چکا ہے، دوست و دشمنوں کی حیرانہ نظریں اس پر جمی ہوئی ہیں، فرار و فرار، سیم و ختم و غیرہ کے پریشان کن مسائل سامنے ہیں اور انہیں جس قدر سمجھا جاتا ہے، ان قدر اچھے جاتے ہیں، ہر ممکن فائدہ پرورش پانے والوں کا طلبہ اپنی تجویزیاں بھر رہے ہیں،

مکہ کی کثرتِ فداکوت اور معاشی بہ حالی کا شکار ہے۔ منساب کے اس حال سے رٹائی کی کتنی ہی تدبیریں کی جائیں رٹائی ناممکن ہے کیونکہ ان کا اصل سبب اللہ تعالیٰ کا غضب ہے جو ہماری نافرمانی اور سرکشی کی وجہ سے سک کی طرف متوجہ ہوا ہے۔ بابِ توبہ بھی مکہ ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ شانہ کی رحمت ہے پائیاں کو اب بھی اپنی طرف متوجہ کیا جا سکتا ہے۔

ارْقُ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى
أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَتِي
لَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا
آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ فرمت ہیں، اس میں سے
بند و جہنور نہ اپنے نفس کے ساتھ زیادتی کی ہے رحمت کے
معنیست ہوئے مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یوں نہ ہو،
بے شک نہ تعالیٰ سب گناہ موقوف فرماتے ہیں۔

اربابِ اقتدارِ حقیقی کا ادرک کر لیں اور کتاب و سنت اور سوہنچائیہ کی روشنی میں صحیح
راہِ منزل متعین کر کے مکی و قومی قافلے کو لے پیس تو فوج و کامرانی پاکستان کے قدم چومے گی، ہر شے
رہ چور چور ہو کر دور ہو جائے گا اور ہر ملک دنیا میں ممتاز حیثیت حاصل کر لے گا، بالکل بدیہی
حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کو کسی تدبیر سے نہیں ٹالایا جا سکتا، انابت الی اللہ دراطاعت
احکامِ اہمیت ماننے کی وجہ تدبیر ہے، کیا یہ بابِ اقتدارِ حاکمات سے عبرت و نصیحت حاصل کریں
کے ہاکیان میں کوئی اس آواز کا سننے والا اور اس سچی بات پر کان دھرنے والا ہے؟ اَلَيْسَ
مَنْكُمْ رَحِيذٌ شَقِيذٌ؟

مہجود کی اسلام دشمنی | اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَتَجِدَنَّ أَشَدَّ آبَاتٍ مِنْ عَدُوِّكَ لِلَّذِينَ
مُؤَايَسُوا لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا، سَعُرْنَ
وہ یہود اور مشرکین کو سب
سے بڑا دشمن پاؤ گے

قرآن مجید کی اس خبر کا مشاہدہ ہوتا رہتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ یہود کے دل میں اسلام
اور مسلمانوں کی عداوت و رین سے عناد و حسد کی جو آگ بھڑک رہی وہ کسی طرح سرد نہیں ہوتی، اس
کا تازہ نمونہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کو قفقہ کی صورت میں پیش کرنے کی ناپاک کوشش
جاری ہے، اس کا مقصد و حیرت یہ ہے کہ خاتمِ بدینِ عنایتِ رسالتِ دلوں سے کہہ کر دی جائے،
اس سے پیشتر فخرِ اسلام کے نام سے ایک فتنہ بنا کر یہ لوگ صحابہ کرام کی توبہ بین کر چکے ہیں، اس

فہم کہ تصور بھی درحقیقت یہودی دماغ ہی کی اختراع تھا اور یہ بھی اسی سازش و رعب و مفسد ذہن کی یہ دہشتہ، افضل الخدوق سیدہ بنی مین صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام کے عادت زندگی کو ابو حسیب ہذیلہ بنانا لکھو اور یکمتر سوں کا صحابہ کرام و صحابیات کا پاٹ ادا کرنا اور ان مقدس ہستیوں کی سوانح زندگی کو پردہ سیسہ پر پیش کر کے اس ذریعہ تفریح بنانا یقیناً بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں سخت کٹاخی درحجابہ کریم کی شان میں بے ادبی ہے۔ یہ ایسی واضح حقیقت ہے کہ جس کے لئے کسی استدلال کی حاجت نہیں۔ فریب یہ دیا جا رہا ہے کہ اس سے سیرۃ طیبہ کا عام تعارف ہوتا ہے جو تبلیغ و دعوت اسلام کے مراد و مقصد ہے۔ حیرت ہے کہ یہود کے اس جہاں میں بعض عربی لوگ بھی پھنس گئے اور اسلام کے یہ نادان دوست اس فہم کی تیاری کی ہمت فزانی کر رہے ہیں۔ شاعت دین اور تعلیم و تعارف سیرۃ سید مرسلین کا ذریعہ کہنا خالص فریب ہے۔ بے شک دونوں باتیں مقصود و محمود ہیں مگر ان کا طریقہ وہی ہو سکتا ہے جو ان مقدس اور عظیم شان مقدسہ کے ساتھ مناسبت رکھتا ہو اور ان کے شایان شان کہا جاسکے۔ یہ ذلیل اور پست طریقہ ان پاکیزہ مقاصد عالیہ کے ساتھ ادنیٰ مناسبت بھی نہیں رکھتا، یہ یقیناً بارگاہ رسالت و در شان سر بہاں سنت ہے ادبی اور گستاخی ہے۔ سہولت فہم کے لئے قومی جہنڈے کی مثال کافی ہے، کیا کوئی ملک سے کوئی کر سکتا ہے کہ اس کا قومی جہنڈہ تعارف کے مقصد سے کسی مزید اور کوڑے خانے پر نصب کر دیا جائے؟ وجہ ظاہر ہے کہ یہ جگہ اس کے شایان شان نہیں۔ اس لئے جہنڈے کی توہین ہے۔ اسی طرح فلمی پردہ مقاصد مذکورہ کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں رکھتا اور ان کے شایان شان نہیں۔ اس فہم کی خبر نے مسلمانان عالم کے دل جوڑ کر دیئے ہیں۔ دنیا کی مجید مسلمات حکومتوں اور مسلمانوں پر واجب ہے کہ اس کی تیاری رکوسنے کی پوری کوشش کریں۔ ہم اس کے متعلق اپنی حکومت سے کہنے کا حق زیادہ رکھتے ہیں، بنا بریں اس سے منہ ہر کرتے ہیں کہ وہ اپنے امکنہ ذرائع و وسائیل سے اسے کروانے کی پوری کوشش کرے، پاکستان کے عوام مسلمین بھی یہ عزم کریں کہ اگر یہ فہم خدا خواستہ تیار ہو جائے تو کسی قیمت پر بھی پاکستان میں اس کی نمائش کو گوارا نہ کریں گے اور اس سینما کو دنیا میں باقی نہ چھوڑیں گے جو اس کی نمائش کی جرأت کرے۔

یہودی رعب و مفسد ذہن

استو کہ پاکستان اور قیام امن کا راستہ اسلام اور صرف اسلام ہے

پچھلے دنوں پاکستان کے نئے صدر محمد یونس جنرل یحییٰ خان نے پشاور کورنٹس ہاؤس میں اخباری نمائندوں سے فرمایا تھا کہ پاکستان اسلام کی بنیاد پر قائم کیا گیا ہے اس لئے ملک کے استحکام اور اسلام کے وقار کے سوا ہر کوئی بھجوتہ نہیں ہو سکتا۔ شاید اس انداز اور اس صراحت سے پہلی مرتبہ پاکستان کی کسی ذمہ دار شخصیت نے اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے جس کا عدان بہرہ بردار اسلام روز و رات کرتے آئے ہیں۔ ہم جہاں اس عدان کا خیر مقدم کرتے ہیں وہیں اس امر کا اظہار کرنے پر بھی مجبور ہیں کہ قہر ہی سے مخصوص قائم ملت لیقوت علیٰ غیاں مہموم کے بعد تدریجاً حکومت کا رقبہ جس طرف ہوا وہاں سے رعب قہر کے بارے میں یا شندکان پاکستان کے دعوں میں شکوک و شبہات پیدا ہوتے گئے ورحالتہذا قوت نے لوگوں کو یہ سمجھنے پر مجبور کر دیا کہ "ہاں روک تو میری بہتر ہے"۔

ناشر: انتشار نے ان حقیقت کو پایہ ثبوت تک پہنچا دیا ہے کہ ملک میں امن کے قیام اور
پاکستان کے ساتھ ہمہ گیر سہم و رقوم سبب، مشرقی و مغربی پاکستان کے درمیان
رشتہ ترقی دہی صورت سبب اور اسی جہاں مقیمین کے ذریعہ دونوں میں رابطہ قائم رہ سکتا ہے۔
جو اسے ترقی دہی رہتا ہے۔ رتبہ ہیں اور جن شیعہ ہیں و مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے خواب نذر آ رہے
ہیں ان کے انہ دلتے ہوئے مسدود و محنت و زور بٹھکے اور کوئی مؤثر وقت نہیں
ہو سکتا ہے۔ اس طرح مؤثر و کم و زور و مغربی ستمار جیسے باہلی فتنوں کو کچلنے کے لئے بھی ایک
جی ذریعہ ہے اور وہ ہے سہم۔

لیکن یہ دانش رتبہ کدوٹ سدھ کا نام لینا ہی کافی نہیں بلکہ سدھ کا قیون وراسدھ کا
بمذہب مذہب تک جاری نہ ہوگا اس وقت تک یہ شوب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ گذشتہ
دنوں تک جس ذہنی کیفیت سے دوپارہ پڑ رہا تھا اب اس کی کما حقہ توفیق ہو چکی ہے اور پاکستان
کی تمام حالتوں کو مکمل سمجھنے کے جو مواقع مل رہے ہیں ان سب کا وہ سدھ سدھ جی سدھ می تو انہیں
کی توفیق و سدھ کے مستعمل ناموں کا انشا ہے۔ جب تک دین سدھ کے سایہ رحمت میں ہی کہ
شاید سدھ کا قیام نہ ہوگا۔ اور جب تک شہر ہی نہیں ہوگا کہ رحمت و رحمت کے مشاہد

مذہب کی تکمیل و تشکیکیت باری نہ ہوں گی اس وقت تک نہ پاکستان میں امن قائم ہوگا ورنہ پاکستان
 و استقامت حاصل ہوگا۔ سدھی قومین کے نفاذ کے بغیر پاکستان کے استحکام کا سدھی محسن مراد
 ہے۔ نیز اسلام زندہ و باد کے کھوکھے نعروں و پاکستان زندہ و باد کی آوازیں۔ سدھی نفس کے
 بغیر سدھ البسحر ہیں۔

قیم پاکستان کو بائیس سال ہوتے ہیں اس وقت کے بچے آج بچوں کے باپ ہیں۔ اس
 وقت کے نوجوان آج سنیہ ریش ہیں اور اس وقت کے دیڑھے تاج مسافر آخرت ہیں لیکن اسے کیا
 کہیں کہ بحیثیت قوم کے گویا ہم ابھی شیر خوار بچے ہیں، ہمیں جب سے اب تک صرف اسلام، سدھ
 کی لوریوں سے بہنا سہنا کافی سمجھا گیا اس ربع صدی کی طویل مدت میں ہم نے اپنے مسئلہ اپنے
 مفاد اور ذاتی اغراض کے لئے پاکستان کی بنیاد سدھ پر ہے۔ پاکستان محسن اسلام کی خاطر مراد
 وجود میں آیا، پاکستان کا سبب کیا؟ لا الہ الا اللہ، جیسے فقے اور تعریف اتنی شدت و کثرت
 و راستے انداز و گمراہی سے دہرائے اور بڑی فیاضی سے مسلسل دہرائے چلتے کہ ہمارے ہونٹوں پر
 پیڑیاں جم گئیں، ہماری زبانیں خشک ہو گئیں مرقوت و اوقات دار و وسائل کی فراوانی اور برکت
 کی آزادی کے باوجود ہمیں کبھی یہ احساس نہیں ہوا کہ ہمارے ت و دعوؤں کے کچھ عملی نتائج بھی ہیں
 جن کے لئے ان کے حضور میں جواب دہ ہونا ہوگا اور یہ کہ اس وسیع دنیا میں پھیلے ہوئے انسانیت
 کی آنکھیں ہمارے قول و عمل کا بڑی باریک بینی سے مطالعہ کر رہی ہیں۔ یہ عامی عداوت ہمارے
 کھڑکے نعروں پر نہیں بکھ جہاں سے ملے کو ناپ تول کر رہے ہمارے غم و غناق و رچھ جھوٹ کا
 فیصلہ کرے گی۔

داخلی و خارجی فتنوں اور پریشانیوں کا سبب اسلام سے بے وفائی ہے
 ہمارا جتنا وقت سدھ کی نالی ٹول رٹ لگانے پر ضائع ہو چکا ہے۔ اگر اس سے کم عرصہ میں
 پاکستان میں اسلام کے نظام تعلیم و تربیت، نظام بدل و سیاست، نظام تمدن و معاشرت بنام
 معیشت و اقتصاد اور نظام عبادات و اخلاق کو پانے اور یہاں دینی کے ساتھ سے زندگی کے
 تمام شعبوں میں جاری و ساری کرنے کی کوشش کر لی جاتی تو آج کا نقشہ ہی کچھ اور ہوتا۔ آج اسلام
 اپنی ساری برکات کے ساتھ ہمارے سروں پر سایہ نہیں ہوتا، دینی برکات تین سے راست و حرم

مختلف قسم کے نئے رقی آلات کے ذریعہ ہزار ہا آدمی کٹے کٹے ہیں۔ ہمدردی قومیت
کے نئے مختلف کو ہمارے کرنا چاہتے ہیں کہ ہمیں سوشلزم کے انجمن دست چاہتے ہیں کہ ہمیں سانی
ورسہ ہائی تراریت سے ملے۔ حساب کو چاہنا ہمارے بہت کہیں غرضی طور پر بہت کے نسخہ نسخہ پر
روزانہ چاہنا ہمارے کہیں اسباب دے ڈھٹے کو ہڑے ہڑے دماغ کا علاج بتا دیا۔ ہمارے کہیں
مستحق نفس سے پیش و زیادہ انوار تک زندہ ہیں کہنا چاہنا ہمارے احساس یہ ہے کہ
میں ملک کے جسم سے اتر سوس کی روح نکل گئی وہ لافعل اسلئے ڈھٹے۔ تو اس ماشہ بے ہمت کو پوچھ
تے زندہ کر دینا کہ یہ کہ کسی انسان کے پس کی بات نہیں ہوئی۔ ہمیں سوچنا چاہیے کہ آج جو مرنے
و مرنے سامنے آج کر سوں کے حوال سے کہ ہر پر مند۔ رجبہ میں وہ کہیں اسی روز ہر کی تاک
میں تو نہیں ہیں :

۱۔ اس آج میں وہ نواں فیصلہ کر لیا چاہیے، اگر ہمیں ایک رہنمیت ہمارے ہاتھ اور
بہت سے لاکھ دینے سے رہا نہ رہنا ہے ملک کو داخلی سازشوں اور سفارتی دشمنوں سے
پہچان نہ ہو گئی ہے ہم نے یہ نہیں بوسے اندر سے اور مانت وری سے سدھم بقول کر
درست رہنا کے تمام شبہوں کا افاقہ کرنے کا لئے اس سے علیحدہ کرنا ہوگا اور نہ لڑنا
بہتیں، منافق و رزقی اور بہت سے ماری کارنگ و منف ہیں۔ ہا تو ہمیں اس سے بھی زیادہ
خبر ت پیش آسکتے ہیں۔

۲۔ ہر مرنے والے کو یہ کہہ دیا کہ ہمارے ہاتھ میں ہے آئینہ ناسل سے علیحدہ کرنے کے لئے دست کے
موقع پر انہوں نے ہمارے ہاتھ میں تاح مراد ہر ہر میں کہ قتل کر دینا مناسب
۱۵۵

مستحق نہیں ہر مرنے والے کو یہ کہہ دیا کہ ہمارے ہاتھ میں ہے آئینہ ناسل سے علیحدہ کرنے کے لئے دست کے
موقع پر انہوں نے ہمارے ہاتھ میں تاح مراد ہر ہر میں کہ قتل کر دینا مناسب
۱۵۵

ہریت و سرخائی کے لئے تھکا پھیندے۔ آگے بڑھو گے کی اپنی زندگی میں
وصاف قیصر کی ایک منزل تھی جن کی انہوں نے تھینا کی۔ ان کے ورد و اسلوب کی بات
دنیا نے غلامی کا وہ توفیق تیار کیا تھا جس نے معاشرے کی مادی اور روحانی ترقی رک
رکھی تھی۔ یہ غیرت کے فرائض ہیں اور اپنی مثال کے ذریعہ دنیا کی زندگی کی ورورہ
رستہ بتا رہی ہیں۔ پرچہ کرشماتِ برصغیر میں ان کی زندگی کی رستہ ہے۔ انہوں نے
دنیا و خدائی راہ کی مادی و روحانی زندگی کے ایک مثالی نظریہ پرستہ مانا ہے۔
مسلمانان کے سب سے بڑے اور بڑے ہیں ان کی تعلیمات اور اسوۂ حسنہ پر عمل کیا کہ کامیاب
و کامران رہتے ہیں۔ اب ان انہوں نے حضور کے جہات میں سے راستہ ہے۔ انہوں
کیا نہیں تھا ہی و ہر مادی کا سامنا کرنا پڑا۔ میری زندگی کے سب سے بڑے مسائل میں تعلیمات
کی بنیاد پر ہی آئی۔ ان کے سب سے بڑے مسائل کی ایک نیا وطن نسیم ہو۔ یہ انیاس پاکستان
ہا۔ یہ عظیم نسب حسین تیار۔ اس کے روشن ہیں، مسلمان اپنی غلامی و جہاد کی
زندگی اسلمی زندگی و مقام و رہنمائی کی خدمت میں اپنے لئے متعین کئے ہوئے ہیں۔
کے سابق لڑائی سے۔ وہ کئی کئی چورس جہاد کے دوران میں سرست
سے بشارت ہے۔ پاکستان کا قیام ان فریادوں اور اقدار کی نشانی تھی۔ اس لئے
اس ملک میں ہمارے لئے اسوۂ حسنہ کی پیروی اور اپنے اندر لائق اور روحانی ورثہ
کے مطابق زندگی گزارنے کے سوا کوئی رستہ نہیں ہے۔

حق تعالیٰ کے ہیں، اس پر عمل کی بھی توفیق دیں۔ اے اللہ! قیامت فجاء و رتاضدن ہفتہ
و اقففت عن حق و وحیہ و صلی اللہ علیہ وسلم علی خلیفہ خلیفہ سیدنا محمد اسلمی
اللہ علی سبک و اسلمی سبک و اسلمی سبک۔

یہ تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں

اسلام اور پاکستان، سوشلزم اور کمیونزم

جب سے دولت نہاد دوجہ میں آئی ہے دین اسلام کا درد رکھنے والا طبقہ ہمیشہ رڑھ سے رہا ہے کہ پاکستان کا مقصد پورا نہیں ہو رہا ہے، اسلام کا قانون رائج ہوا نہ اسلامی تعلیمات کا عمل نہ جاری ہوا یہ دونوں بنیادی مقاصد تھے لیکن روز بروز پاکستان اپنے ان مقاصد سے دور ہوتا گیا اور ترقی پر سب سے کم توجہ دی گئی، اسلام کا قانون تو اسلامی اخلاق کا خوراکہ نہیں ہو رہا؛ آخر نتیجہ یہ ہوا کہ تمام اسلامی خدق ایک ایک کر کے ختم ہوتے رہے اور کافرانہ تہذیب اور یورپ کی خدوش زندگی و ترقی ہوتی رہی اور صرف اتنا ہی نہیں کہ اسلام کا قانون جاری اور اسلامی قیمت کا نام لیا گیا لیکن اس کے برعکس اسلام کے اساسی مقاصد کی وہ بیخ کنی کی گئی جس کی نتیجہ نہیں، اسلامی احکامات کے استعمال کے لئے اس کے قائلوں کو توجہ دینی کی پوری آزادی دینی کئی، اسلام کے نام سے دینی تشریفات کو پھیلایا گیا اور بدعت بدیدہ کے لئے ذلت کریم کو بے درجہ کیا گیا، عیسائی شریعوں کو زادی دی گئی اور کروڑوں روپیہ سودی ہندو و بھائیوں پر خرچ ہو رہا ہے۔

آخری بات کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک کے اندر دروزوں کی بددیہی کے نام سے سوشلزم کو درون ہوا، کمیونسٹوں کو سوسائٹس کے نام سے کام لینے کا موقع ملا، انہوں نے اسلامی حقائق کا مذاق اڑایا اور ترقی پر دین سے برکشتہ کرنے اور اس کے وسائل سے باقی بنانے پر اپنی قوتیں صرف کر دیں اس مقصد سے اس درجہ میں ہارے ہوئے ہیں کہ اس ملک میں بری طرح انتشار ہوا اور پھیلا گیا، دوسری طرف شہوت، سود، قمار و حرم کے رستے سے سرمایہ داروں کو کتنا زبردست کے وہ مواقع ملے کہ انہوں نے زندگی و دنیوی سعادت پر سب سے زیادہ توجہ دینی تفساد و رطبت کی تباہی کے نتیجہ میں یہ وقت بھی آیا کہ پاکستان کے تمام جوان و بزرگ و کمزور و غنی تھے، یہ سب کچھ اس غیر اسلامی نظام کا لازمی نتیجہ تھا جو شرارت سے بے شک یہاں مسدود رہا، یہ موجودہ مارشل حکومت رقی تو نہ معلوم اس توڑ پھوٹ اور قتل و غارت میں اس ملک کا کیا شہر ہو گا؟ یہ حال یہ نہاد افراد و خدوش کن نہاد حق اور ہمارے غلط طرز زندگی کا وہاں تھا کہ ان کا دیکھنا منہ مصیبت فہم کسبت نیکہ و بعض غن کثیریہ، جو کچھ نہیں مصیبت پہنچتی ہے وہ صرف تمہاری شامت اٹل کا

اس مایوسی کے دور میں نہیں آئے بعد یہ حکومت رحمت شاہت ہوئی، اور نہ کرسے یہ سب تک
سب رحمت بن کر ہی رہے، ٹھیک اسی طرح حکومت کی نیند میں و نسل کے ایک رکن کو جان سے نکل
تھیں پالیسی میں اس کی تعلیمات کو ہمیت دینے کی خوشخبری سنائی سی پاکستان کی بامیس سار زندگی میں
نہی جو ایک ذمہ دار اور ریٹ سب کے سب بات ال دوزی و زانی رہی کے ساتھ تعلیم
عامہ میں کیا جو بہت بڑے چارے آئیں کامیابی سے، مگر یہ کہاں تک سب بات یہ سب کہ جی رہے
وزیر اعلیٰ قوم پرستہ کرنے کی کوشش، کوشش نہیں کی تھی بعد اسے استبداد کا ناظرین
نے تمام وزراء اعلیٰ کی بی بی میں مداخلت کر کے اور حکومت کے امور و معاملات
نے کیا بامیس جسے اس تعلیمی بارے پر اسے بہت بڑا اور ذات و بہت یہ تھی کے ساتھ اس کے
دور میں نتائج کو سمجھنے کی کوشش کی۔ دو ترمیم کے بعد واکر بھی مسترد کی جی، مگر جیت کی جیسے
نہ، خوشنک بعد کچھ ترمیم و ترمیم پیش کی تھی مگر، تعلیمات کے اسی شمار سے ہیں ان کا خدا ناظرین
کی ثابت کرنے کا دور میں ہٹ، مقویں کے سلسلہ میں کرنی یونیورسٹی و بہ دنی کے چاند ہرین
تعلیم کی تھی و یہ بھی اسی شمار سے مداخلت کے ذریعہ۔

بیٹے میں اہل سنت و جماعت کی بات سن کر فہم کر سکوں، کالجوں اور یونیورسٹی کے تمام تعلیم کو
 اسلامی بنائے، اور مسجد کی اسلامی خدایک کے مطابق تربیت کرنے کو بہرحال سے غیر مقدم کیا جائے گا
 اور یہ دیرینہ آرزو پوری ہو جائے گی کہ جدید تعلیم یافتہ حضرات اسلامی تعلیم و تربیت سے بہرہ ور ہوں
 کہ بعد پاکستان کی قیادت کی تاریخ و زمانہ میں ظاہر تعلیم کے تبدیل ہو جائیں گے اور اس طرح یہ ممکن پیدا
 ہو جائے گا کہ ایک نئی شان اسلامی حکومت کے خوب کی جامع تعلیم سامنے آسکے گی جس سے یہ نتیجہ
 حاصل ہوگا کہ ہمیں ہرگز قیام دینی سے کچھ بے خبری نہ رہے اور اس سے قوم کو بہت فائدہ و نفع ہوگا
 و حضوں و غیرہ وغیرہ جو اسلامی دینی علوم میں ان کی تعلیم و ضرورت بہ دستور اپنی جگہ قائم رہے یہ
 علوم نبیاء و کرم علیہم السلام کی وراثت میں ان کا اپنا ایک فاصلہ مانا جاتا ہے جس کے بغیر حاصل نہ رہا
 اور ہر جہہ و رکن کی تعلیم و تربیت کا ایک خاص اثر ہے جو بلند ہر ماہوں و ریلوئیوں کے ماحول میں

نہیں چل سکتا نہ یہاں ٹھوس ماہرین پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس کی ضرورت سے انکار نہیں کہ جدید علوم ریاضی، سائنس، جغرافیہ اور اسلامی تاریخ کی شدید ضرورت ہے، مناسب ہے کہ دینی درسگاہوں کے نصاب میں اس کا جوڑ لگایا جائے، قدیم بظلمتوں سے ہنس کر نیا جگہ جدید فلسفہ پڑھایا جائے، در قدیم علم کلام کے ساتھ جدید علم کلام بھی پڑھایا جائے تاکہ قدیم علوم کی نادیت میں ترقی ہو، نیز اس سے انکار نہیں کہ ابتدائی اسکولوں میں جس طرح قرآن کریم کی تعلیم داسد میات کے مبادی کی تعلیم ضروری ہے اسی طرح دینی درسگاہوں میں حساب و جغرافیہ وغیرہ کا داخل کرنا بھی ضروری ہے، بے شک انسانی ضرورت بہت زندگی کے لئے مبادی کا ہونا ہے ضروری ہے مگر اسی طرح دین اسلام کے تقاضے کے لئے علوم جدید کا تقاضا بھی ہوتا ہے، یہ ضروری ہے، نیز تفسیر و تحریر کی جو کمی ہے اس کی حرت بھی متوجہ کرنا ہے حدیث رکھتا ہے بد خوف و مہلکہ بہ انگلیہار ناگزیر ہے کہ مسلمانوں کی بنیاد کا راستہ ایک ہی ہے اور وہ دین و علوم نبوت کی حفاظت ہے۔ صحیح انا دیت پیدا کرنے کے لئے جدید اسلام کی ضرورت ہے جن سے عام دینی مدارس سے بہرہ ہیں۔

دعوتِ مسیحی علیٰ پر قوت نہ تھی ضروری ہے کہ نظم تعلیم میں دین و دنیا کی تفریق کو ختم کیا جائے اور ابتداء سے لے کر دس بارہ سال تعلیم تک امتداد دین ہر تعلیم یافتہ کو آج کے دور میں وجہ البیرو قہتیا اور پکا مسلمان بن جائے آگے چل کر خصوصی مہارت پیدا کرنے کے لئے خصوصی شعبے ہونے چاہئیں، بہر حال جو غفلت اور بے توجہی آج تک برقی لئے ہے وہ اگر کہ جلد یہ صورت حال ختم ہو جائے حکومت کو ان دینی مدارس کا ممنون ہونا چاہیے کہ اس سر زمین میں پورے نیشنل کی دینی مدارس کا ہوں کہ فینس اور فینس علماء کی مساعی میلہ ہی کا نتیجہ ہے کہ اس ملک کے اندر قرآن و تفسیر حدیث فقہ و اصول وغیرہ اسلامی علوم کی حفاظت ہو رہی ہے اگر یہ علماء مدارس قائم نہ کرتے تو آج اس ملک میں اسلام کا نام و نشان تک مٹ گیا ہوتا، ولا فخر لہذا لنت۔ اگر آج یہ علماء اسلام نہ ہوتے تو سوتلزم و رکبوز و دربار کلام کے سیدھے کوئی رد کرتے و نہ ہوتا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے دیندار مغیرا رباب ثروت نے دینی قوموں کو محفوظ کرنے کی کوشش کی، اہل علم اور اہل خیر کے اس مبارک ربط و امتزاج نے وہ عظیم الشان کوشش دیا جو کوئی دینی عظیم المرتبت مکتب ہی کر سکتی تھی اور اس طرح اس فرض کفائی کے بوجھ سے عربیہ حکومت سبکدوش ہو گئی۔

اسلام کے نام پر حاصل کردہ مملکت پاکستان

کہا جاتا ہے کہ دنیا کے نقشے میں پاکستان یہ ملک ہے جو اسلام اور صرف اسلام کے نام پر وجود میں آیا۔ یعنی قیام پاکستان کے لئے جو سیاسی سطح پر جدوجہد ہوئی وہ صرف اسلام کے نام پر ہوئی۔ مقتدرہ ہندوستان میں جو تحریک چلائی گئی تمام مسلمانوں کو متحد کیا گیا اور سیاسی تنظیم جس کی اجازت ہوئی وہ صرف اسلام کے نام پر ہوئی، عوام یہ بھی سمجھے، خواص یہ بھی سمجھے، علماء یہ بھی سمجھے، جاہل یہ بھی سمجھے، سبھی رت پریشہ، حضرات یہ بھی سمجھے اور مزدور کا یہ بھی سمجھے، غرض قوم کے تمام افراد سے یہی کہا گیا اور اسی اجازت اتحاد کی کوششیں ہوئیں اور عوام کو یہی یاد رکھایا گیا کہ پاکستان کے معنی ہیں لا الہ الا اللہ۔ چنانچہ خواص، خواص، پادری، پٹنہ، تائیدیت یا برطانیہ کے رباب اقتدار کچھ اور سمجھے ہوں تو ہو سکتا ہے کہ اس کا یقین ہوتا جا رہا ہے کہ ان کی نیت کچھ اور نیتی و رعبہ کے حالات سے کچھ اس کی تائید ہوئی ہے، رشتہ یہی وجہ ہے کہ اتنے بلند بانگ دعوؤں کے باوجود آج تک پاکستان میں نہ متعلق کا خوب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا جن کا عوام کو یقین دلایا گیا تھا، کاش عوام کو اپنی حالت پر چھوڑتے تو سدا سنا رسوا نہ ہوتا، تاہم طبقہ نے کارخانے و انڈسٹریاں پیدا کر مالی و اقتصادی ملک کی حالت مضبوط کی اور علماء امت و صالحین نے دینی دار سے دینی مراکز، مساجد وغیرہ دینی نظام کی حفاظت کی پاکستان ایک باوقار مملکت کی حیثیت سے دنیا کی سطح پر ابھرا، لیکن افسوس کہ عرصہ وراثت کے آئینہ ساری سے محروم رہا، وہی بری غیہ کا متعین نظام جاری رہا اور اب بھی ہے، کچھ عرصہ سے برائے نام آئینہ ساری وجود میں بھی آیا تو اس کے مطابق قانون سازی کا نظام اب تک شرمندہ عمل نہ ہو سکا بلکہ اسلام کی پہنچ گئی کے لئے تہہ بزمیں اختیار کی گئیں جن کے دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

”ماخانہ رمیہ گان نظمیمہ پیغام خوش ز دیار نیست“

اسلام کا نام لے کر اسلام سے دشمنی

عقل حیرن ہے کہ اس بد نصیب ملک کا کیا انجام ہوگا، قدرت کی طرف سے ایک شدید مزال لائی اور نسبت پاکستان ختم کر دیا گیا بقیہ نصف کا اللہ تعالیٰ حافظ و ناصر ہو سکیں اب تک نہ صرف یہ کہ ہوش نہیں آ رہا ہے بلکہ غفلت و بے حسی انتہا تک پہنچ گئی، اسلام کے نام سے تو اسلام کے ساتھ بدترین

عداوت کا جو معاملہ ہو رہا ہے اس کے تصور سے بھی روٹنے لکھتے ہو جاتے ہیں، ایک طرف اگر پنجاب
 آپسی تین تین دوست کی رہنمائی میں تقسیم نہ کی باتیں سنائی دے رہی ہیں تو دوسری طرف ہوشیار
 کے لئے زور سے لگانے بار ہے ہیں کہ کافروں کے پردے پھٹنے آئے، تعجب ہے کہ پنجاب
 آپسی تقسیم زکوٰۃ رائج کر کے زکوٰۃ وصول کرنے کی قرار داد منظور کر رہی ہے لویا باقی سارا سودی نظام تو
 رائج ہو کیا زکوٰۃ کے نظام کو درست کرنے کی تدبیر سوچی جا رہی ہے، کون نہیں جانتا کہ نذر سدوم کی
 بنیاد و رہنمائی رکھتا ہے، اس کے لئے کوئی تدبیر نہ سوچی جائے، سودی نظام کی مخالفت کی
 کوئی تدبیر نہ سوچی جائے، روزہ کی حفاظت کی کوئی تدبیر نہ کی جائے اور ملک میں ہر مصلحت المبارک
 میں تمام بدوئل کھلے رہیں کوئی احتساب نہیں، شراب و زنا کے لٹسن جاری کئے جاتے ہیں، عیانی
 و فحاشی کو بہ صورت میں ہوا دی جا رہی ہے اس صورت حال میں صرف زکوٰۃ کے نظام سے کیا منت
 سودی نظام قائم ہو جائے گا؟ ہمیں تو اندیشہ ہے کہ صالح طبقہ کے لوگ اپنے اسوہ کی زکوٰۃ سے محاشے
 کے نادار قرار کی جو خدمت کرنا چاہتے ہیں اس کا دروازہ بھی بند ہو جائے گا، زکوٰۃ کے مالی نظام
 پر قبضہ کر کے جو حضرات اپنے صدقات و زکوٰۃ سے اقرب ارفقاہ و نادارانہات کی ہمدردی کرتے
 ہیں وہ کچھ دینی ادارے بند رہیں، اس کو بھی گویا ختم کیا جا رہا ہے، ہر طرف سے بار بار یہ کوشش
 کی جاتی ہے کہ ہونا، ہونی، نہ ہونا، اس قوم پر رقم کروادو، اگر قسم ہے اس کی صیغہ دینی تدبیر نہیں ہو سکتی
 تو اس کو اپنی حالت پر چھوڑ دو، رب بنیہ کے لئے ایک ہی دینی راستہ فقہاء اور صحابہ کرام
 کی خدمت کرنے کے لئے تھا وہ بھی بند کرنا چاہتے ہو، سینکڑوں مسائل ملک میں موجود ہیں، شراب
 پر پابندی کھانے کے لئے کوئی قرار داد پیش نہ ہو سکی، زنا کے کھلے لٹسن دینے کے لئے کوئی تدبیر
 نہ بن سکی، نافرمانی کبھی ہو رہی ہے عیانی کے روح فرامان کو موجود ہیں ان کے لئے کوئی بل
 پارلیمنٹ میں نہ آ سکے، ملک میں جو روز افزوں فحاشی و بے حیائی ہو رہی ہے اس کے لئے کوئی قرار داد
 منظور نہ ہو سکی، سینما ورنی وی پر جو کچھ دردناک رویے فرما رہے ہیں چھالی جیڑے ہیں ان کے لئے
 کوئی تدبیر نہیں کی جا رہی ہے، ملک میں رشوت ستانی کے قورمہ کو بنا ہی وجہ است سے ہر سال تیار
 دیا جاتا ہے اس کے لئے کوئی موثر غور و فکر نہ ہو سکا خدا نے اموش قوم کو باخدا بنانے کے لئے نہ بنی
 موثر قدم اٹھانے کی توفیق تو نصیب نہیں ہوئی اگر وہ لیا تو ایسا ایک زکوٰۃ کا مسئلہ ہے

اسلامی قانون بنانے کے لئے جج تک کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ حق معاف کے منصب کو دست نیت
والے تیرہ کے قانون پر جج تک کوئی قدم نہیں نیت ہو رہا ہے جس کے لئے کوئی بل یہ قرار داد پیش نہ کی
ان کے لئے عدالت کی جگہ سے کیا جائے؟ اس کے لئے کیا کیا گیا؟ پاکستان اسلام کے لئے بنایا گیا تھا۔
تعمیلیاتی اور دست کر مشاوری کوئی کونسل تک اسلام کا کام بچاؤ دینے کے لئے کیا گیا؟ مسلمانوں کا ایک کلمہ معیہ
اسلام کا متفقہ ٹھکانہ کیا تھا اس کو جس ڈسٹریٹ ہائے کی دستش باسی بے یار و مددگار بنائے گئے تھے
ریورٹ سے اسلام پر کیے گئے چارویں؟ کیا اسلام کو کا نام رو بہا ہے کہ یہ ت کا اثر اس یا یہ ت
کا اثر اس لئے اپنے اسلام کا تہمت دیا جائے؟ اور یہ تحقیقات تمام کے قوم کا کھوں رو بہا ہے
خرچ کر کے اتحاد و زحمہ لقیات کا بیج ڈار جائے؟ اور اسلامی عقیقہ کو مستح کر کے رو دیا جائے؟ کیا
یہ اسلام کی خدمت ہوگی؟ بالفرض قیام پاکستان کے مدلل اسلام میں وہ کون سی بے حیافی ارکان
ساکنہ ہے جس کی پرورش نہ کی گئی ہو؟ اسلام کے چہرہ کو مستح کر کے کیا کچھ نہیں کیا جا رہا ہے؟ یہ
زکاۃ کا مسئلہ رہ گیا کہ اس کو حل کیا جائے؟

لقد قلنا تم فرماتے اور صحیح سمجھو علی فرماتے اور اسلام کی حفاظت کی غیبتی تدبیر فرماتے آمین۔

اسلام اور پردہ

یہ ت کا ٹکرس کے آخری استقبال میں ہمارے وزیر اعظم نے جو تقریر فرمائی اس سے یہ ت
ٹکرس سے وابستہ مقصد بے نقاب ہو گیا اور اسلامی پردے کے خلاف جو کچھ فرمایا اس پر بجز
افسوس و تیرت کیا ہو سکتا ہے؟ جی یہ نہیں چاہتا تھا کہ ہمارے ملک کے سب سے بڑے صاحب قدر
عالم اسلامی کے منہ زہین کے سامنے ایسے رسوا ہوتے، عقل کا آقا صنا یہ ت کہ جس موضوع کی پوری
ہیرت نہ ہو اس کو چھیڑا ہی نہ جائے اسلام پر پردے کی واضح بہریت حق تعالیٰ کے اخفی پنڈ میں
موجود ہیں۔ سورہ نور میں جس طرح حکام دئے گئے ہیں انہیں وہ شخص جو قرآن کریم کا منہ نہ کر چکا
نہ ہوگی با قیامت سورہ احزاب میں تو امہات مومنین زواج جمعہ ت کو جن کی طرف اشارہ کرنے
سے یہ ت ہی سبب ہو جائے ان کو منع کر کے عدالت کا کیا؟ صدر فقہاء نے یہ ت
سے مومن تہمت پر مسمیہ رہا کی کہ وہ ہیں محمد کر میٹر ہو یا ہر نیکو کہ با قیامت وہی ہی
جو یہ ت سب پرانی کہ مٹا رہا ہے مست کرو۔ حجب مہات مومنین ہمیں پاک مومن و ملت مومنین

خاص فطرت رکھتی ہے وہ چیز اپنے فطری تقاضے کو پورا کرے گی، کیا اسلامی مساوات کے یہ معنی ہیں کہ عورت سب ایک بن گاڑی میں بیٹ جائیں، اور مرد و زن کا فرق نہ رہے؟ اسلامی مساوات کے معنی یہ ہیں کہ اسلام سے متبرک ہونے کے بعد نبیؐ کی تعلیمی و تربیتی کوششوں کے تحت جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے سب میں اسلامی اخوت کی وجہ سے مساوات ہے، حق تعالیٰ کے یہاں سب برابر ہیں، سب عزت و احترام میں ہیں، اگر تعادلات مرتب ہے تو عزت و تقویٰ و تقدس کی زندگی کی وجہ سے ہے جس کا اسلام قرآن کریم کی سورۃ حجرت میں کیا کیا ہے اور جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری حجۃ الوداع کے موقع پر عین فرمایا تھا، یہ ہے اسلامی مساوات، یہاں اسلام میں قومیت، نسل، رنگ و راہیں اور کاکوں سول نہیں، سب بھائی بھائی ہیں، فطرت نے جو فطری خواص ہر صنف میں رکھے ہیں ان کو مٹا کر مساوات کا نعرہ لگانا فطرت کے خلاف ہے جو حقوق و احکام اللہ کے ہیں ان کے نہیں توڑ دیں گے، میں بھائی بھائی کے نہیں جو مرد کے ہیں عورت کے نہیں جو عورت کے ہیں مرد کے نہیں، تعجب ہے کہ اتنی موٹی سی بات بھی نہیں سمجھی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر ﷺ کو فرماتے اور عناد و عناد سے بچائے اور اللہ تعالیٰ اسلام کو باز نہ پڑنے والا بنائے اور جس منصب کا جو اہل بنے اللہ تعالیٰ اس کو اس پر نازل کرے اور تاملوں کی حکومت و اقتدار سے اس دست کو نجات عطا فرمائے، آمین

ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ بمطابق ۱۹۷۵ء

مملکتِ پاکستان پر اللہ کا شکر کس طرح بجالایا جائے

قدیم ترین آسمانی قانون ہے کہ نعمت کے شکر ادا کرنے سے جہاں حق نعمت وا ہوتا ہے وہاں نعمت میں ترقی بھی ہوتی ہے، قرآن حکیم کا ارشاد ہے: **رَبَّنَا شُكْرُكَ لَنَا زِيْدٌ مَّكَدٌ** اگر شکرِ نعمت ادا کر دے تو اور زیادہ دیں گے۔ ملکِ خدادادِ پاکستان پر شبہِ عطیہ لہی تھا، اس شکرِ نعمت کا طریقہ یہی تھا کہ صالح حکومت ہوتی، صالح قیادت کی سرپرستی میں قانون عدل کا پرچم لہاتا، شراب نوشی، فحاشی، بے غیرتی، ڈاکہ، چوری، قتل و قتال پر نثری سزائیں نافذ ہوتیں، ہر طرح جان و مال و آبرو کی حفاظت ہوتی، خدا ترسی کی زندگی ہوتی، مسجدیں آباد ہوتیں، ایک بہترین معاشرہ وجود میں آتا، حق تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتیں، آسمان کے فرشتے دعا میں کرتے، زمینِ مظلوم تعزینیں کرتی، ہر شخص اپنی جگہ مطمئن و قانع ہوتا، پولیس رعایا کی جان و مال کی حفاظت میں کوتاہی نہ کرتی، فوجِ مملکت کے حدود کی حفاظت کو اپنا فخر سمجھتی، سرکاری اداروں میں خدمت انجام دینے والے اصحاب پورا پورا فرائض منصبی دہرتے، نہ حرمِ خوری ہوتی، نہ رشوت ستانی ہوتی، نہ خیانت ہوتی، الغرض یک پاکیزہ اور صالح ترین معاشرہ جنم لیتا اور یہ دنیا بھی باشندوں کے لئے جنت بنتی، بہشت آجگا کہ آزار سے نباشد۔

کسے را با کسے کارست نباشد

خدا بھی راضی و خوق خدا بھی راضی، روح بھی خوش، پیٹ بھی پُر سکون۔

یہ ایک سرسری جائزہ ہے کہ نقشہ پاکستان کا کیسے ہونا چاہیئے تھا، پھر بھی اگر یہ محسوس ہوتا کہ اتنی بڑی نعمت کا حق شکر ادا نہیں ہوا تو تقصیر کا احساس ہوتا اور اس تقصیر کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے، بقول شیخ سعدی :-

بندہ جہاں بہ کہ ز تقصیر خویش

ورنہ سزاور خداوندیش

لیکن جو کچھ ہو اور جو کچھ ہو رہا ہے اس کا نقشہ سامنے ہے۔ عیاںِ راجہ بیاں

”خوشی معنی درد کہ در گفتن نمی آید“

پاکستان کی حفاظت کے لئے لطیفہ غیبیہ اور قوم کی ناشکری

شہنہ سہتریں یک بڑے در حیرت، بیکز لطیفہ غیبیہ کا ظہور ہو کہ پاکستان کی نہ ہی ترقی و قوت

کو، اسلحہ دیکھنے کے لئے آنکھیں خیرہ ہونے لگیں، بین القومی قانون جنگ سے بے نیاز ہو کر
ہندوستان کی ہندو حکومت نے پاکستان پر جہاد بن چکا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے کیسی حناقت
فرمائی اور دشمن اسلحہ اپنے ناپاک ارادے میں کیسے ناکام ہوا اور حق تعالیٰ نے کیسے غیبی حصار کے
ذریعہ ملک کو بچایا؟ دنیا پر پاکستان کا رعب بیٹھ گیا، ایک ہی رات میں قوم باغداد بن گئی، دلی کھال بن
گئی، اللہ تعالیٰ نے نجات عطا فرمائی، غیب کے فرشتوں نے حفاظت کی، اس غنیمت نعمت کا شکر ادا
کرنے کی ضرورت تھی اور ایک غیبی تنبیہ تھی کہ سنبھل جاؤ، لیکن ہوا کیا کہ سرکاری احکامات جاری ہو گئے
کہ اس فتح غنیمت کو جہاد نہ کہا جائے، بجائے صدقات و نماز سے شکر ادا کرنے کے قصص و سنو و دکن
مجلس قادیان میں دور ہٹی شوک روح فریب مناظر کھیلنے لگے، اس طرح شاربہ، کیا کیا، اللہ
بجائے عت و عبادت کے موصیت نسق و غور اور سب حیاتی کامنہ کیا گیا۔ سر عزیز نقوی نے مذہبی
دور رس و امر کیے جیسے شدید، بعد ازاں قتل کو پاکستان کے فتنہ و متفق کرتے ہندوستان سے
حملہ کر دیا اور آدھے سے زیادہ ملک کو جہ سے کاٹ دیا اور دنیا کے نقشے پر جو سب سے بڑی سدری مکت
تھی وہ چھوٹی حکومت میں تبدیل ہو گئی، کاش اس تنبیہ سے عبرت حاصل کرتے لیکن ہوا کیا؟ وہ جو آپ
دیکھ رہے ہیں، اس پانچ سالہ حکومت میں کیا ہوا، اور اس سے پہلے پچیس سالہ دور حکومت میں کیا
ہوا؟ سب آپ کے سامنے ہے۔

اب کچھ ایسا محسوس ہونے لگتا ہے کہ شاید حق تعالیٰ اس قوم سے ناراض ہے اور اس کے غضب
کا آثار نمایاں ہونے لگے ہیں اور شدید خطرہ ہو گیا کہ اس کا حشر بھی ان پر باد شدہ سکوں جیسے نہ ہو
جائے، اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے، آمین۔ انتخابات کی ہنگامہ آرائی شروع ہوئی، خدا کرے کہ وہ ہنگامہ
ختم ہوا لیکن اس ہنگامہ آرائی نے ایک ایسی خطرناک ہنگامہ آرائی کا بیج ڈال دیا کہ نہ معلوم اس کی عاقبت
کیا ہوگی اور اس ہنگامہ کی خبر کیا ہوگی؟

اندر اسلام پاکستان پر نظر جمائے ہوئے ہیں وہ یہاں کٹھ پتلی حکومت کے خواہشمند ہیں اگر بالفرض
کوئی صالح رہی قیادت ابھرتی نظر آتی ہے تو انہیں اس کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے اور انکفر متہ و فتنہ
اتمام کفر ایک ملت ہے، کے مصداق، پس کے اختلافات کو ختم کر کے اس کے خدو سب مدار سدا
متفق ہو جاتے ہیں اور جو بھی غیر دینی قیادت ہو اس کو بیک کہتے ہیں۔

دردناک صورت حال اور اس کا علاج

ہر حال موجود صورت حال ایک نئی دردناک بات درشدید شہوت سے کہ میں بد من در
 بے تپائی اور وہ شہوت ہو کر خون ریزی شروع نہ ہو جائے ورنہ دردناک دور شروع نہ ہو جائے۔
 جس کے تصور سے بھی رونے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ دوسری طرف اصلاح انتہائی مایوس کن ہے۔
 اس لئے کہ گذشتہ تیس سال بھر بات نے اصلاح کی صورت سے مایوس بنا دیا ہے۔ موجودہ صورت کا
 علاج ہماری نگاہ میں حسب ذیل ہے:

الف: قوم منت سید مہمہ پاکستان کے باشندے جو توبہ و نابت منامیں، انفرادی و جمعی
 نور پڑ پڑ توبہ و توبہ کر کے صدقہ و جہ پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ
 "اے اللہ نہ کہ ہر دہرہ بد کرتی درجہ اب کناہوں در تعبیرات سے توبہ کرتے ہیں
 ہمیں معاف فرما اور اس منصب کو زندگی سے نجات دے تا کہ فراموشی نہ ہو جائے
 نصیب فرما اور اس ملک و قوم پر رحم فرما کہ اس کی قیادت ہمیں نصیب فرما اور جو بزرگوں
 کو ہم نے کالیوں میں درن کی قیادت سے در تیرت اولیاء و صالحین و اقیامت
 کی توحید و توحید ہے ہمیں معاف فرما و راجی بھی جن کی پاکیزہ روحوں کو ایہ ادیتے ہیں
 بے اللہ تیں معاف فرما اور اے اللہ پورے تیس سال پاکستان کے بیت کے، اس
 درن ہم نے جو بد اعمالیوں کی ہیں اور تیرے منصب کو دعوت دینے والی جو زندگی
 اختیار کی ہے ہمیں معاف فرما اور اصلاح و تقویٰ کی زندگی عن فرما اور ہمیں اپنی رحمت کا
 ہستی بنا۔"

ان غرض ایک بات توبہ کہ اس طرح انفرادی و جمعی توبہ کر کے ساتھ زندگی پر ندامت کے
 ساتھ آئندہ صالح زندگی کا ہم کیا جائے۔

ب: قوم منت سید مہمہ پاکستان کے خواص و عوام دعوت و اصلاح کی طرف توجہ کریں و رامت
 کی اصلاح کی بھی دعوت ہے پھر اختیار کریں اور آج کل تبلیغی جماعت کے طرز پر غموم کے ساتھ اس کی اصلاح
 کی تدبیروں میں مل جائیں و ردیفی منصوبہ کرنے کی منت کریں اور ہر شخص اپنی صلاحیت و رحمت
 کے مطابق منت و توجہ کرے۔

اور محسوس بھی ہوا کہ جب تک اس معاشرے کی اصلاح نہ ہو انتخابات کا صحیح نتیجہ ہوگا نہ پارلیمانی
 نظام سے نہ بد ہوگا نہ کثرت و اقلیت کی بحثوں سے نتیجہ برآمد ہوگا نہ پارٹیوں کی حکومت سے فائدہ
 پہنچے گا، اگر قوم کی اصلاح ہو جائے تو پھر ان میں جو تائید و حکومت کی ضرورت ہوگی وہی درحقیقت قوم کے
 امراض کا صحیح علاج کرے گی پھر جو کام انتہائی بد و جہد سے نہ ہو سکے گا وہ اس روش میں ہوگا، بلکہ
 اس کام کے لئے کچھ عرصہ درکار ہوگا اور وقت گئے گا لیکن یہ منصب بھی نہیں کر بقیہ سیاسی تدابیر کی
 ترک کر دیں اور غیر صالح قیادت کو آزاد اور برہمنی سب چھوڑ دیں گرا لیا ہوگا تو حکومت کی پوری طاقت
 و مشینری سے اتحاد و دہریت کی قوتیں اتنی بھراؤں گی کہ اس سیداب کو بند لگانا آسان نہ ہوگا جس پر
 مقصد ہے کہ اصلاح کے دونوں طریقوں سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ جس طرح فی ہری سب سے
 بروئے کار نہ ہوتی ہیں اس سے زیادہ معاشرے کی عدالت ضرورے دعوت و تبلیغ کی بھی ضرورت ہوگی اور
 جو صالح افراد پارلیمنٹ میں پہنچیں ان کا فرائض صرف پارلیمانی تقاضوں کو پورا نہ کرنا ہوگا بلکہ اس کے سوا دوسرے
 فریضے کی طرف بھی پوری توجہ دینی ہوگی، بہر حال اصلاح کی تکمیل تک اس عبوری دور میں دونوں طریقے بہت
 صلاح سے کام لینا ہوگا۔

اس وقت جو سب سے بڑی فزگداشت ہوئی وہ یہ کہ صرف سیاسی تدبیروں کو واحد معیار
 کیا جائے ایسا ہی ہو، اگر امتداد طریقہ کا یہ ہوتا کہ ہری و باطنی دونوں طریقے بروئے کار لائے جاتے
 تو یہ روز بہ روز نہ دیکھنا پڑتا اور آج ہم قابل رشک مقام پر پہنچتے، اسی طرح ارباب دنیا اور اصحاب
 کفر و فسادات و ربا کے انڈسٹریز کو صرف اپنی دنیا پر توجہ نہ ہوتے اور اسی نعمت کو پاکستان کی قیمت
 نہ سمجھتے بلکہ اپنی درد و سروں کی اصلاح و دعوت کی طرف توجہ کرتے تو آج جو خطرات ان کو پیش آئے
 و آ رہے ہیں اور وہ نعمت بھی قیمتی کئی یا تین گنا والی ہے یہ بُرائی م ان کو نہ دیکھنا پڑتا، ہم تو بد درجہ
 کو اپنی اپنی وقت باقی ہے کہ شاید اب مٹن کا وقت کیا ہے کہ کیا یہ قوم اپنی مونا زشتی کے ساتھ
 رہنا چاہتی ہے یا یونس علیہ السلام کی قوم کے بعد جس کے بعد اخلاص سے توبہ
 کرنے سے نجات پا سکتی ہے تو ماہو کی کام م نہیں بد شہر بڑی نعمت ہوئی اور پھر ہی سہ سکتی ہے یہی
 من حیث التوم توبہ و نجات سے رحمت الہی کے دروازے کھل سکتے ہیں چند فرد کی آہ و بکا سے
 نجات کی توقع سراپ سے زیادہ کرنی حقیقت نہیں رخصت کیا نہ پیش نبوی میں یہ تسکینات ہو رہی ہیں کہ یہی

کو طاعتیں جب زیادہ ہو جائیں تو سنا لکھیں گے ہوتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہو سکتا ہے اور
وہ تباہ ہو سکتی ہے اور خود قرآن کریم میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وَلَا تَتَّبِعُوا الْفِتْنَةَ أَنْ تَصِيَّبَ الَّذِينَ
اور تم نہ مت پیروی کرو کہ جو فتنہ نازل ہو جائے

فَمِنْكُمْ مُطَاعَةٌ وَأَعْلَمُوا
اور تم میں سے جو مطاع ہو جائے

أَنَّ اللَّهَ شَهِيدٌ بِمَا تَعْمَلُونَ
اور اللہ تعالیٰ شہید ہے تمہاری ہر بات سے

تو ان لوگوں پر کسٹن و سبکدستی و ترک و مخالفت فرمائے اور امت کو صالح قیادت انبیاء و مرسلین

اور امت کو صالح قیادت کی طرف مروت و ایمان دے۔ اے نبی! اللہ تعالیٰ شہید ہے ہر بات سے

سیدنا محمد رحمة العالمین و علیٰ صحابہ و ائمتہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر

بیت شریف شریف . پیر علی شریف

پاکستان کے بحران کے باطنی اسباب

ہذا بسا من ربکم و ہدی و رحمۃ لقوم یؤمنون (سورہ بقرہ ۱۲۹)

کچھ عرصہ سے ہماری یہ مدعی نکست شدید ترین بحران سے دوچار ہے یہ بحران سیاسی بھی ہے اور اقتصادی بھی اور فوجی بھی، حق تعالیٰ کے کویتی نظام کے کچھ اسباب بھی ہو سکتے ہیں یہ اسباب نہ بری بھی ہوتے ہیں، اور باطنی بھی، ہمیں اس وقت نظر بری اسباب کے بارے میں کچھ کہنا نہیں، ان صفحات میں بار بار ان کی طرف اشارات و تنبیہات کر چکے ہیں اور وہ اتنے دقیق اور گہرے بھی نہیں ہیں کہ عوام کے ذہن سے باہر نہ ہوں، اس وقت تو باطنی اسباب یا اس قدرست کے بارے میں کچھ غرض کرنا مقصود ہے۔ گزشتہ ستمبر ۱۹۷۹ء میں لٹیف غیبیہ کا جس طرح ظہور ہوا اور نہایت اہم اور غیبی برکات نے جس طرح اس ملک کو ماحول اور دشمنانِ عدم کی تدبیروں سے محفوظ فرمایا اور مغربی پاکستان پر ہندوستان کی یہ غارتگری اس طرح روکا اور ناکام بنایا، مسلمانوں میں حق تعالیٰ کی طرف رجوش اور نہایت کی روح پیدا ہوئی، دشمن کا رعب دلوں سے نکل گیا۔ پوری قوم چند محلوں میں اپنے ناپسندیدہ اندھنی دکردار سے تائب ہو گئی، اخلاقی حالت میں تو عظیم الشان القصد اکلیا جہرام تقریباً ختم ہو گئے، و جہرام پیشہ افراد و طبقات تائب ہوئے، مسجدیں نمازیوں سے آباد اور تلاوت قرآن سے دہن ہو گئیں، گھروں میں اللہ تعالیٰ کی یاد اور ختمات قرآن کے بیوت نہر آتے گئے، شک و الجہدوں کے دلوں میں بھی رقت پیدا ہو گئی۔ یہ فسانہ نہیں واقعات ہیں۔ کل کی بات ہے سب بابت ہیں، مغربی پاکستان کی سامیت کو اللہ تعالیٰ نے بدستور مٹوٹا و برقرار رکھا، دشمنانِ اسلام کے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے منصوبے خاک میں مل گئے۔

حق تعالیٰ کے اس عظیم عہد کا قوم کو شکر ادا کرنا تھا لیکن جو کچھ ہوا، آپ کے سامنے

ہے، غیاں راجہ بیات۔

پہنچا، اس کے چند ہی روز بعد اس شہر سے معاشرے کی حالت بگڑنی شروع ہوئی اور اس حیرت، نیز اندازت تمام فواجش و منکرات نے ترقی کو کہ قتل گشت بدتمیز ہے،

میں ناشکری اور ان معاصی و گناہوں کے ناکزیر تہ رقی ثرات رہنا ہونے کا ہم مک ن کی
اپنیٹ میں کیا جس طرح زہر کھانے سے موت آتی ہے اور جہاں گویا کھانے سے دست آتے ہیں
نشیب اسی طرح بر معصیت اور گناہ کی ایک تاثیر ہوتی ہے اس کا فتنہ بر ہونا ناکزیر ہے۔

ہر سبک میں جو جہک تیریں اس وقت روز بروز انجمن بھی اور پیدا ہو رہی ہیں
 ایک کے تو م و خواہش سب ہی شد یہ معاشی، اقتصادی و سیاسی اغراض اب ہیں متبدل ہیں،
 محکوم و محکوموں ناقابل برداشت شدہ کٹ پڑی ہیں، قلوب میں سکوت و اطمینان کھلی طور
 پر منتقل ہو چکا ہے، دشمنوں کا رعب و راہ فوج سے زیادہ بڑھ گیا ہے ان کی چیرہ دستیوں
 سے زبردستی چشم پوشی کر رہے ہیں، مشرقی پاکستان کی عید کی کے خدشات طنزناک صورت میں
 پیدا ہوئے ہیں اور اوارہ پاکستان کی سماجیت محذوشت ہو رہی ہے، ان سب خرابیوں
 اور مصائب کے پچھلے باطنی سبب ہیں، ہمارے معاشرے میں جو خرابیاں ناسور کی شکل اختیار
 کر چکی ہیں وہ یہ ہیں: سودیت، رشوت، شرب نوشی، زنا، قتل، سبب، مہربانی، نیکی
 اور چوری سب سے پردہ دار یا فاسد، ان مفاسد اور جرم کی اتنی کثرت ہو گئی ہے کہ قتل
 حیات ہے، سونے پر معاشرے کے منہ جی کر رہا ہے، ان معصیت کو نہ چھوڑنے پر حق تعالیٰ
 کو نہ اتنے سے نہ کہ سدا ہمیشہ فرمایا ہے

ذلت سے تعلق اف نہ ایک ب
 میں سے در مشہد
 رقتہ بقیہ سوز نہیں چھوڑو گے تو سہ در میں گے
 رسولؐ کا عدت چمک ان سحر عیاذ باللہ

رسوئی کے لئے بارگاہ نبوت سے فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو رسوئی لینے
و ر دینے والے پر شرب کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو جو شراب پینے
یا پلانے یا جوڑنے اور تھیں کے لئے خریدے اور جو فروخت کرے اور جو تیار کرے وغیرہ
وغیرہ اور اتنی روپیہیں آئی ہیں کہ کھانے کے لئے بھی روئے کھائے جو باتیں ہیں
حدیث شریف میں صاف اور صریح الفاظ میں آیا ہے ۔

نہ فیہ سود خوار سی در زمانہ سی پر دنیا میں ہی مدت سے مہذب نامہ لکھتا ہے۔
 یہ مسئلہ شمار کنندہ درجہ میں کہ روز بروز دن و رات ہر گئی ان کی کثرت

ہوتی جا رہی ہے حکومت ہے کہ شراب اور زنا کے سسٹم دے رہی ہے، حرام بیچ کی ٹرٹ
 پیداوار بھی روز افزوں ترقی پر ہے، ماہ رمضان المبارک میں ہوٹل کھلے رہتے ہیں علیحدہ
 قانون خداوندی سے بخادت اس ملک میں ہوتی رہی ہے، مختصر یہ کہ کون سی معصیت ہے جو
 ہمارے معاشرے میں نہیں ہو رہی۔ یہ تمام گناہ ہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی لعنت اور غضب و
 دھوت و سب سے ہیں اور رستہ الہی سے محروم کر رہے ہیں، دوسری طرف عبادت نماز
 روزہ، تقویٰ و شہادت کی زندگی، دینداری وغیرہ جو حق تعالیٰ کی رحمت کے نزول کا ذریعہ
 ہیں وہ تیزی کے ساتھ روز افزوں منزل پر ہیں، ختم نبوت جو اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے
 اس کے زمانے والوں کو اقتدار سونپا جا رہا ہے جن کا براہ امت کے صدقے اسلام کی یہ
 نعمت آج تک محفوظ رہی ہے ان کو بر ملا برا کہا جا رہا ہے اور ان کے دلوں کے پتھروں
 میں ہی قتل آ رہا ہے ان تمام خرابیوں کا ہی۔ زمی نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت روز
 بروز دور ہوتی جا رہی ہے لعنتیں برس رہی ہیں، تقویٰ سے سکون و اطمینان مستور ہو
 رہا ہے، دماغوں میں صحیح شعور و درک کا مادہ ختم ہو رہا ہے۔

یہاں تک میں تقریباً آخر شعبان میں کچھ چکا تھا دوبارہ ۱۰ رمضان المبارک کے بعد
 حرمین شریفین سے واپسی پر چند حرف پر وقلم کر رہا ہوں۔

بھارت کا شہر قی پاکستان پر حملہ | آخر وہ شدید خطرہ جو لگتی تھا اس کا نہ ہو رہا تھا اور
 دشمن سدم و دشمن پاکستان طاقت رہبارت، نے
 زلی دشمنان سدم طاقتوں کے یہاں پر مشرقی پاکستان پر دوبارہ باقاعدہ حملہ کر دیا۔ شبہ
 ہمارے عمل تو اسی رہا ہے کہ ان کی مزادی جائے کیونکہ جو نعمت پاکستان کی صورت میں
 اللہ تعالیٰ سے ہمیں دی گئی تھی اسے اس کا شکر نہیں ادا کیا، نہ صرف یہ بلکہ اللہ کی عظمت شان
 نعمت خداوندی اور نصرت غیبی کے شکر کا جو تقاضا تھا اس سے بھی ہم نے بھرا نہ غنیمت
 اختیار کی خطرہ تو ہے کہ ہمیں یہ سی جرم کی مزانہ ہو سکتا ہے حق تعالیٰ کی رحمت بہ غایت دور
 ہے انتہا ہے اگر وہ ہمارے گناہوں پر ہمارا مؤاخذہ فرماتا تو ہم بدلتوں پہلے ختم ہو جاتے ہوتے
 اور ہمیں سے کوئی متنفس بھی زندہ نہ ہوتا لیکن اس کی بے پایاں رحمت ہے کہ ہم اب تک

زندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے مالا مال ہیں، مید ہے کہ یہی رحمت الہی ہے بھی پاکستانی مسلمانوں کی دستگیری فرمائے گی اور جس طرح شہداء میں غیبی نصرت کے خورق و معجزات پیش آنے لگے اسی طرح اب بھی پیش آئیں گے۔ دعا ہے کہ رب کریم اپنے مژواں کرم سے دوبارہ ہمیں معاف فرمادے۔

بد شہ عمارت انتہائی نفوذ و رجاء اور امید و بیم کی صورت اختیار کر رہے ہیں، ہماری حالت تو گرچہ پاؤشس و نہاکی متقاضی ہے لیکن حدیث قدسی میں ارشاد ہے: "میرے منتخب سے پہلے اور غالب سے بعد" اس لئے امید ہے کہ پروردگار عالم اپنے فضل و کرم سے میدان و رجاء کو اپنا ہونٹوں و بیم پر غالب رکھیں گے اور اس میں تو شک ہی نہیں کہ تو بہ کا دروازہ بھی بند نہیں ہوا ہے اب ضرورت ہے کہ ہم اپنے کناہوں سے بصدق دل توبہ کریں اور اپنی تقصیرات و ناشکری کی معافی مانگیں اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو سنت ہے یعنی ایسے نماز کے مواقع پر نماز میں قنوت نازلہ پڑھنا اس کو صدق دل سے اختیار کریں۔ نیت کی نماز میں دوسری رکعت کے رکوع کے بعد سجدہ بجا کر اسد م و مسلمانوں کی نصرت کی دعائیں مانگی جائیں، امام باقر عجلہ السلام باواز بند و غایہ کلمات کہے اور مقتدی پوری توجہ و خشوع و خضوع کے ساتھ آمین کہتے رہیں، کراچی کے بعض مخلصین نے عوام کی رہنمائی کے لئے قنوت نازلہ اور اس کے پڑھنے کے طریقہ کتابچہ کی شکل میں طبع کر کے شائع کر دیئے ہیں اور نماز حق کی کیا تنصیص ہے اپنی قوم و عاؤں میں اسد م و مسلمانان عالم کی فتح و نصرت خصوصاً پاکستانی مسلمانوں کی کامیابی، ورد دشمنان اسد م کی تباہی کی دعائیں کرنی چاہئیں۔

پاکستان میں اسلامی شعائر کا احترام اور اس کی وجہ

القریب سے تو عام اسد م کا بازہ لیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ الحمد للہ پاکستان میں اب بھی اسلامی شعائر کی تنصیص و احترام بقیہ سکوست بہت زیادہ موجود ہے پاکستانی قوم کے ذریعہ آج بہت کچھ دینی چہل پہل برقرار ہے۔ پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد یہ تمام مسجدیں دینی ادارے، مدرسے، مکتب و مدارس میں حکومت کے شرستہ ز و دینی خدمات جس قدر بنام پارہی ہیں یہ سب پاکستان کے عام رہبان خیر کی دینی تمییت و روششوں

نتیجہ ہے۔ دوست زمین کے کسی ملک کے مسلمان بھی اس معاملہ میں پاکستانی رہا نہیں کر سکتے۔

برطانوی اقتدار کے دور میں ہمارے اکابر و امدن نے سب یہ دیکھا کہ حکومت اور طاقت اب نیز سدھی ہاتھوں میں جا رہی ہے اور آئندہ حکومتوں سے کسی غیر ور دینی محبت کی توقع نہیں آتی اب تو عام مسلمانوں کی مذہبی ور خدائی رہنمائی کی غرض سے دینی خدمت سے جو بھی ہوں آزاد دینی معاہدہ و مدرس اور دارالافتاء یا مساجد و خانقاہوں کے ذریعہ انجاء دینی ہوں کی اور خود مسلمانوں خصوصاً عوام کو ان کی شناخت کرنی ہوگی جس عاقبت اندیشی کا نتیجہ ہے کہ دینی شعائر کا قیام حکمرانوں کے ہاتھوں سے منتقل ہو کر عام مسلمانوں کے ہاتھ آ گیا اور تمام دینی فن کا در و مدار آزادار باب خیر اور آزادار باب علم و فکر کی مساعی و توجہات پر ہو گیا، چنانچہ کمزور کا فرہنگے جب بھی دین اس ملک میں اسی طرح باقی رہا اور خدا کے فضل سے یہی سنت مستقل طور پر قائم ہو گئی لیکن دوسرے سدھی ممالک میں عمارت اس سے مختلف رہے حتیٰ کہ مساجد کی تعمیر جماعت و معاہدہ کی تائیس ورتام دینی فن کی کفالت حکومت کے ذمہ ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان ملکوں میں یہاں سدھی حکومت کا دینی مزج بڑا کیا تو دینی فن بھی اس سے متاثر ہونے لگا و بیش یق تمام سدھی ممالک کا حال ہے، اللہ کے فضل سے پاکستان میں جو کچھ دینی رونق ہے وہ پاکستانی مسلمانوں کی جدوجہد کی مرہون منت ہے اور اس کا افسوس ہے کہ حکومت اسلامی کہنے کے باوجود اس میں کوئی حصہ نہیں لیتی اور شاید حقوں کے یکوینی نظام کی مصدمت و حکمت یہی ہو۔

برطانوی اقتدار ور حکومت سے یہاں روح فساد و فتنہ مسلمانوں کو متحدہ ہندوستان میں پہنچیں وہاں ایک غشیہ فائدہ بھی مسلمانوں کو پہنچا کہ انہوں نے دینی خدمتوں کی خود کفالت کرنا ور ان کو حکومت کے اثر سے آزاد رکھنا سیکر لیا، بد شہ آج بھی پاکستان تمام اسلام کی دینی قیادت کی اہلیت رکھتا ہے اور دینی قدار تمام عامہ سے زیادہ اس خصلہ پاک میں نمایاں ہیں، تمام عام اسلام خصوصاً غازی ممالک میں حکومت کے اثر سے یورپ کی نشانی کی جو وہ پیشین غایت احمد اللہ پاکستان بدرجہات سے جہتر عاست میں ہے، خدا خواستہ پاکستان مسلمان بھی اگر اپنی

نصوصیات کھو بیچیں تو بس اللہ تعالیٰ ہی اسلام کی شناخت فرمائیگا، ضرورت ہے کہ اس
عام دینی روح اور عمومی دینی مزاج کو بہر صورت و بہر حالت باقی رکھا جائے۔ اس وسیلہ سے
ہوئی پاکستان کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی کچھ امید ہو سکتی ہے۔ ربنا لا تؤخذنا ان نسیت او
انفصنا ربنا و لا تجعل عیننا حسرا کما جعلتہ غی الذین من قبلنا ربنا و انت
ما لا حظ لہ بہ و اعف عنک و اغفر لمن و ارحمنا انت مولا نا لا تصرونا

عنی اللہ و اللہ فرین و آیتین
شوال مکرم ۱۳۹۶ھ دسمبر ۱۹۷۵ھ

آئینی بحران اور اس کا دامنِ شتم و حل

اللہ تبارک و تعالیٰ کے آئین کے مسئلہ پر جو بحران ایک عرصہ سے چل رہا تھا اور جس نے بڑھتے بڑھتے سنگین صورت حال اختیار کر لی تھی بالآخر حسن تدبیر سے اس پر قابو پایا گیا، پاکستان کے فق پر جو سیاہ گھٹائیں پھانی ہوئی تھیں وہ چھٹ گئیں، قوم جس خطرناک موڑ پر آکھڑی ہوئی تھی وہ منہ ہٹل گیا اور حزب اقتدار و حزب اختلاف نے متفقہ طور پر آئین منظور کر لیا، کمزوریوں کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت شامل حال ہوئی، ناامیدی کے دھند ٹکست امید کی کرن پھوٹ نکلی، اور ماحول میں خوشگوار فضا پیدا ہو گئی، فالجہ اللہ حمد اکثر۔

یہ بحران دوسرے بہت سے مسائل کی طرح حزب اقتدار اور حزب اختلاف کی سرکشی کی پی او آر تھا، حزب اقتدار کو اپنی اکثریت پر ناز اور اپنی طاقت پر اعتماد تھا وہ دستوری مسائل میں اپنی رائے پر لبند اور اپنے مجوزہ دستور کو بہر صورت منولنے پر اصرار کرتی اور حزب اختلاف کی طرف سے دستور کے خلاف عوامی تحریک چلانے کا اعلان کیا جا رہا تھا، ان کا خیال تھا کہ مجوزہ دستور چونکہ عوام کی نمائندگی نہیں کرتا اس لئے عوام کی طاقت ان کے ساتھ ہوگی، خدا نخواستہ شقاق و لفاق اور فساد باہمی کی یہ کیفیت باقی رہتی تو صورت کا ہو بھینا نک اور مکروہ نقشہ مرتب ہوتا، اس کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا نام کہہ کر شکر ہے کہ فریقین کو بروقت صحیح سمجھ آ گئی، جہاں نہیں نے موقع کی نزاکت کو اچھی طرح محسوس کر لیا، غلط فہمیاں دور ہوئیں اور بڑی حد تک خیر سگالی کی فضا پیدا ہو گئی، حزب اختلاف کی کچھ ترمیمات قبول کر لی گئیں اور بعض ترمیمات کے بارے میں انہوں نے تسامح سے کام لیا کہ چلے جتنا کام ہوا ہو گیا بقیہ کی تکمیل پھر ہوتی رہے گی، ان مایوس کن حالات میں جو کچھ ہوا وہی منہ غنیمت ہے، بہر حال ابلیس لعین کی امیدیں خاک میں مل گئیں اور قوم متصادم اور ٹکراؤ سے بال بال بچ گئی ورنہ خاک و بدھن خطہ تھا کہ قوم کی کشتی زمین کے ساحل سے ٹکرا کر ایک بار پھر ٹوٹ جاتے گی، اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ

”سیدہ بود بیسے وے بنیر گذشت“

ایسی بھراں وراس کا دانشمند اصل ہمارے قومی راہنماؤں کے لئے ایک سبق آموز
واقعہ کی حیثیت رکھتا ہے کہ تمام متنازع فیہ مسائل کو اسی بنی پر سلجایا جاسکتا ہے۔ ضد
تعلب اور کبر و غور سے مسائل جھڑپتے ہیں، کشاکش پیدا ہوتی ہے اور انتشار پھیلتا ہے
اور کشادہ ذہنی رواداری اور تواضع سے فہم و تفہیم کا راستہ کھلتا ہے اور مسائل کے
سلیکٹ میں مدد ملتی ہے۔ ہمارے یہاں یہ بڑی بڑی شخصیات تھیں کہ جو شخص اپنی رائے
سے موافقت کرتا تو اس کی ہر خواہش سب سے ویرانہ ٹوٹا اور جو شخص خدو
کا مرتکب ہو اس کے لئے بدتر مندرجہ کلفت سے انتخاب کرنا ضروری ہے تب ہر
فریق اپنے آپ میں غش گل بجے جب مخالفت کی آواز کو ہر جائز و ناجائز طریق سے دبانے کی
کوشش کی جائے اور جب متانت و سنجیدگی، عدل و انصاف و رباہمی، عزت و احترام
کے بجائے شور و شغب، نمد و آمدی و رد و نہد کی تھیل و تھیق کو کامیابی کا راستہ فرض کر لیا
جائے تو معمولی سے مولیٰ مسئلہ بھی عقدہ و غل ہو کر رہ جاتا ہے اور اس کے رکس جب شخص
تواضع اور فروتنی کا پیکر ہو۔ جب جہد و سبقت کے غم میں شخص کو دوسروں کی مدد و نصرت
کا بھرپور احساس ہو اور جب آپس میں اتحاد و اعتماد و یش و قربانی کی فضا قائم ہو تو
دینا کا کوئی مسئلہ سے مشکل مسئلہ ایسا نہیں جسے حل نہ کیا جاسکے۔

خطا و نسیان بشریت کا خاصہ ہے اور انبیاء و پیغمبر اس کے ہوا کوئی شخص یہ معصوم
محض ہے اور نہ مصاح مصحف، کوئی شخص کمزوریوں سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتا، اس لئے کہ تعلیم یہ
ہے کہ دوسروں کی خوبیوں کا اعتراف کرو اور اپنی کمزوریوں پر نظر ڈالو، اس سے باہمی
رواداری اور حق شناسی کے جذبات ابھر رہے گئے اور باہمی محبت و اعتماد کی فضا پیدا
ہو گئی، برخلاف اس کے کبر و غور سے نفرت و بیزاری پیدا ہو گئی و رعہ و ست و بدعتی
کا ماتور جھمکے گا۔

شیدان یہ سمجھتا ہے کہ اگر تم نے دوسرے کی بات مان لی تو تمہاری سبکی ہو جائے گی،
ناک کٹ جائے گی اور دنیا تمہیں بنصر حقارت دیکھے گی، اس کے برعکس نبوت کی تعلیم یہ ہے
کہ: **من تواضع لله رفع الله ذلہ ومن تنبر و ضعه الله** جو اللہ کی خاطر جھک جائے

اللہ تعالیٰ سے اونچا کر دیتے ہیں اور جو تکبر کرے اللہ تعالیٰ اسے نیچا کر دیتے ہیں، کہرت
 یک تو معادست اچھتے ہیں، دوسرے خود متکبر لوگوں کی نظر میں ذلیل ہو جاتا ہے اور فرد تنی
 سے نہ صرف معاملات سمجھتے ہیں بلکہ ایسے شخص کو عزت و وقار اور قدر و منزلت کی نظر
 سے دیکھا جاتا ہے۔

فرض آئینی مصالحت سے جو خیر سگالی کی فضا پیدا ہوئی ہے اس کو مزید بڑھانے
 کی ضرورت ہے باہمی توڑکار سے تنہی بڑھتی ہے کشیدگی میں اضافہ ہوتا ہے، قلوب میں
 نفرت و ہزاری کے کانٹے چبھتے ہیں، فضا مکر اور خنائق مشتبہ ہو جاتے ہیں، باہمی
 دنیا میں ہوا اُکسر جاتی ہے، وزن کھٹ جاتا ہے اور زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔

قوموں کا آئین اور دستور

دستور ساز اسمبلی کے آخری اجلاس میں صدر مملکت کی تقریر کا یہ جملہ قابل قدر ہے کہ
 ”آئین کوئی متہمس صحیفہ نہیں کہ اس میں مناسب ترمیم نہ کی جاسکے، اس سے واضح ہوتا ہے
 کہ آئین میں بعض چیزیں اصلاح طلب ہو سکتی ہیں، اس ضمن میں ہماری کنسرٹ یہ ہے کہ
 یہ اصلاح کا کام جتنی جلدی ہو جائے اچھا ہے، اس کو محض اس انتظار پر ملتوی نہیں رکھنا
 چاہیے کہ جب لوگوں کی طرف سے اس کا مطالبہ ہوگا اور اس کے لئے باقاعدہ تحریک پے
 گی یا جب حکومت کو کسی قانون کے نفاذ میں دقت پیش آئے گی تو آئینی سقم کی اصلاح کر
 لی جائے گی، سب جانتے ہیں کہ دستور کسی قوم کا وہ بنیادی قانون ہے جو اس کے قومی وجود
 کے لئے نشت و ن کی حیثیت رکھتا ہے، اگر اس میں ذرہ بھی کمی رہ جائے تو تاثر یا می رو دویدر
 کج وال قصہ ہوتا ہے۔ دستور ملت کے قومی سفر کا سنگ میل ہے جو اسے نشان منزلت
 آگاہ کرتا ہے، سابقہ دسائیر کی غلطیوں نے قوم کو آج تک وادی تیر کا م فریب لے رکھا
 جو پچیس سال گھومی پھری، سفر کے تکان سے اس کے قومی منہمکل و رعناء شل ہو گئے،
 مگر اسے منزل تک رسائی نصیب نہ ہوئی، اگر اس متفقہ دستور میں خدا نخواستہ کوئی
 نادر النسہ غلطی بھی باقی رہی تو اندیشہ سے نجات مشکل ہے کہ قوم آج نہیں تو کل پھر اپنی

منزل سے بھٹکنے لگے۔ آئین آئے دن نہیں بنا کرتے نہ عقد و جہد کے جہیز کا کسی چیز متفق ہونا آسان ہے۔

سربراہ مملکت کی ذمہ داریاں

آئین کی متفقہ منظوری کے بعد صدر مملکت کی شخصیت باہر کی دنیا میں بڑی قدر اور ہو گئی ہے اور ان کا وزن کئی گنا بڑھ گیا ہے۔ بے شک تعارف و مہارت کی کمی پارتی کے لئے بڑی حثیت سے نہیں ہو گا بلکہ پوری قوم کی نمائندگی کا تاق ان کے سر پر ہو گا اور وہ بیرونی حریفوں سے پورے اعتماد کے ساتھ منت سکیں گے، لیکن اگر ایک طرف ان کے وقار میں صاف ہوا ہے تو دوسری طرف پوری قوم کی غنیمت مسئولیت بھی ان پر پڑی ہے۔ کل ذمے قیامت میں اللہ جل کی عدالت میں سب ان کی پیشی ہو گی تو پوری قوم کا بار مانت ان کے کندھوں پر ہو گا اور انہیں پوری قوم کے عمل اور کارناموں کے بارے میں جواب دہی کرنا ہو گی، اگر سب سے صحیح آئین نافذ ہو اور اس کی روشنی میں خدائے کبالت کا پسندیدہ قانون رائج ہو اور عدالتوں میں اسلامی عدل کے مطابق فیصلے ہوئے تو ان سب کا اجر و ثواب ان کے ناموں کی زینت ہو گا اور اگر ان کے مرتب کردہ آئین میں سب بھی غلطی ہوئی اور اس کے مطابق ایسے قوانین وضع کئے گئے جن پر مناسبت خداوندی کی مہر ثبت نہیں تھی اور عدالتوں میں غیر اسلامی قانون کے مطابق فیصلے ہوئے تو اس کا بار گناہ بھی سربراہ مملکت کی گردن پر ہو گا، رعایا کے حقوق اللہ تعالیٰ کی جانب سے حکومت پر عائد کئے گئے ہیں گرنے کے دہکے میں کسی میزوزیر یا مانت فہم کو تاحی کی تو اس کی باز پرس صرف کسی سے نہیں بلکہ صدر مملکت سے بھی ہو گی، ارشاد نبوی ہے: «لَا تَكْمُرُوا عَمَّا كُمُرُ صُنُوفٍ عَنْ رِعَايَتِهِ» ہن کھول کر سن لو باقر میں سے ہر شخص (اپنے اپنے دائرے میں) نگہبان ہے اور ہر شخص اپنی رعایت کے بارے میں مسئول ہو گا۔ صدر مملکت کی اس اہم ٹرنازک حیثیت کے پیش نظر ان کا اولین فرض یہ ہے کہ وہ آئینی حدود و احاطے کو فراموش نہ کریں بلکہ جہاں ممکن ہو جہد و جہد چوٹی کے مابین و ساتھ اور مابین قانون و عدالت مشورہ لے کر

آئین کو ہر خامی سے ممکن حد تک پاک کر میں اور پھر اس کے مطابق صحیح قوانین وضع کر میں تاکہ یہ امت رب العالمین کی رحمت اور جود و کرم کے نفعات طہرہ سے بیش زبیش مستفیع ہو، ایسا نہ ہو آئین کچھ کہے، در قانون اسد م کچھ در ایسا نہ کہ ہمارے دین اور ہمارے آئین کے مابین جھڑپ نہ ہونی کی وجہ سے اسد م در کتاب و مسلمان در گور کا مضمون صادق آئے اور قرآن کریم ایسی پاکیزہ کتاب کہے ہوتے ہوئے اور اس پر دوائے رحمت کے باوجود ہمارے اعمال ایسے ہوں کہ

ع۔ جنہیں دیکھ کے شرما میں یہود

تمام رائج الوقت قوانین جو آئین اسد م کے خلاف ہیں، بیک جنبہ قدم نہیں موقوف کر دیا جانا چاہیئے اور جدید قوانین اسد م کے مطابق نافذ اور رائج کئے جائیں چاہئیں، یہی یک صورت ہے جس کے ذریعہ ہم رحمت الہی کے مستحق ہو سکتے ہیں، قہر خداوندی سے بچ سکتے ہیں اور یک در بہت جو ہمیں غصا کی گئی ہے اسے دشمنی کے ساتھ قائم و دائم رکھ سکتے ہیں۔

آئین میں اصلاح طلب چند امور

اسد م نقطہ نظر سے آئین میں کن اصلاحات کی ضرورت ہے؟ اس کے بارے میں تو اپنی ناقص رائے کا انہماک ہم اسی وقت کریں گے جب در آئین ہمارے سامنے آئے، جہہ تجارت کے ذریعہ جتنا کچھ سامنے آ رہا ہے اس کے پیش نظر اپنی مرضی اور بے بضاعتی کا پورا پورا حلف کرتے ہوئے یہاں چند امور کی غلط و ناجائز ضروری مصلحت بتاتا ہوں۔

اسلامی آئین کسے کہتے ہیں؟

آئین کے داعین کی جانب سے بڑی شدت و انداز کے ساتھ یہ فرمایا گیا ہے کہ آئین اسلام کی جمہوری اور دینی ہے، یہ مگر کسی تشریعت کا محتاج نہیں کہ وہی آئین اسد م آئین کہہ جانے کا مستحق ہوگا جس میں اعلان کیا گیا ہو کہ ہر

۱۔ حکومت کا کوئی قدامت اسد م کے خلاف نہیں ہوگا۔

- ۲۔ محکمات کے تمام مسلم شہریوں پر اسلامی ذرائع کی پابندی قانوناً لازمی ہوگی۔
- ۳۔ بر شہری اسلام کے عدل و انصاف سے مستفید ہوگا اور اسلامی معاشیات کا نفاذ ہوگا۔
- ۴۔ ممنوعات شرعیہ پر اسلامی تعزیرات جاری ہوں گی۔
- ۵۔ ملک و تمام عدالتیں صرف اسلامی قانون کی پابند ہوں گی اور اس آئین کے نفاذ کے دن سے تمام رائج و عوامی قوانین منسوخ تصور کئے جائیں گے۔
- ۶۔ خدا اور رسول کے ساتھ جو کچھ بغیر کسی مستح و تحریف کے نافذ کئے جائیں گے اور ان پر کسی بھارتی کورسے زنی کا حق حاصل نہیں ہوگا۔
- ۷۔ مجلس قانون ساز کا کوئی فیصلہ اگر اسلامی اصول کے منافی ہو تو عدالت عالیہ میں اسے چیلنج کرنے کا ہر مسلمان کو حق ہوگا۔
- ۸۔ اسلامی شعائر کا تحفظ کیا جائے گا اور ان کی بے حرمتی مستوجب سزا ہوگی۔
- ۹۔ منافی اسلام سرگرمیاں ممنوع ہوں گی۔
- ۱۰۔ مسلمانوں کو مذہب اور مذہب کی کسی کو بازت نہیں ہوگی اور
- ۱۱۔ ائمہ و کواحد اسلام کے خلاف بغاوت تصور کیا جائے گا اور اس کی وہی سزا ہوگی جو بغاوت کی ہو سکتی ہے۔

پاکستان کے جدید اور قدیم دساتیر کا مندرجہ

اس میں شک نہیں کہ اسلامی نقطہ نظر سے بنیادستور سابقہ دساتیر سے فی الجملہ بہتر ہے، اس کا دیباچہ اسلام کے حق میں خاصا پرشوش ہے۔ دیباچہ دستور میں اللہ کی حاکمیت کا عند بھی خوب ہے۔ اگرچہ وزیر قانون کی وضاحت کے مطابق اسے کسی قسم کا آئینی تحفظ حاصل نہیں ہے اس کی کوئی آئینی حیثیت ہے، دستور میں یہ بھی تسلیم کیا گیا ہے، اگرچہ بڑی رد و کہ اور گریز پائی کے بعد ہے (کہ ملک کا سرکاری مذہب اسلام ہوگا، صدارتی عہدہ کے لئے اسلام کی شرط بھی رکھی گئی ہے، حزب اختلاف کی درخواست پر شوشیزم کا غلط حذف کر دیا گیا ہے ورنہ سخت بھی وہی گئی ہے کہ کوئی قانون کتاب و سنت کے منافی نہیں بنایا جائے گا اگرچہ اس کو برسوں

پر متفق کر دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ مشاورتی کونسل کی ایوانی بدست کا راجحہ بھی چپاں کر دیا گیا ہے) ہم ان تمام امور کے لئے واضحین دستور کے شکر گذار ہیں مگر یہ ساری چیزیں تو کم و بیش سابقہ و سابقہ میں بھی موجود تھیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا نئے آئین میں یہ بات بھی گئی ہے کہ ہر معاملہ میں اسلام کو بالادستی حاصل ہوگی؟ کیا کسی اسلامی عقیدہ سے اس میں شائبہ یا اسد کے کسی اصول اور قانون کو آئینی تحفظ دیا گیا ہے؟ کیا اسلامی عدالت پر مسائل قانون کے مطابق فیصلہ کرنے کی پابندی عائد کی گئی ہے؟ کیا اسلامی تعزیرات کے نفاذ کا سونپا کیا گیا ہے؟ کیا مسلمانوں پر اسلامی ذرائع کی پابندی کو لازم کیا گیا ہے؟ کیا نسو اور نسو کے لئے کچھ کیا گیا ہے؟ کیا اسد میں کش سرگرمیوں پر قہر عین لگائی گئی ہے؟ کیا یہ عدالت کیا گیا ہے کہ اسلامی مسکت خدا و رسول کے احکام کو جوں کا توں نافذ کرنے کی پابندی ہے؟ کیا یہ ضمانت دی گئی ہے کہ گر پارلیمنٹ یا کوئی ماتحت ادارہ اسلام کے مفاد کوئی فیصلہ کرے تو اسے چیلن کیا جاسکتا ہے؟

اگر ان تمام سوالات کا جواب نفی میں ہے تو خود اپنے ضمیر سے دریافت فرمائیے کہ یہ دستور کہاں تک اسلامی دستور کہہ دینے کا مستحق ہے؟ اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس کی کیا قیمت ہوگی؟ اگر اسلام کے کسی اصول کو آئینی تحفظ حاصل نہیں اور صرف دستور کے درجہ میں عوام کی نمائندگی کے لئے اسلام کا نام لیا گیا ہے تو کیا یہ ایسی چیز ہے جس پر مسرت و شادمانی کے شادیٹ بھلے جائیں؟ کیا اسے اسلام سے وفاداری کہا جائے گا؟ اور کیا ہمارے طرز عمل حق تعالیٰ سے کی رضا و رحمت کا موجب ہوگا؟

رحمت الہی اور رضا و خداوندی حاصل کرنے کا طریقہ

بالکل ظاہر ہے کہ جب تک نفاق کو ترک کر کے اسلامی قانون کو پنانے کا عہد نہیں کیا جاتا گا جب تک زندگی اسلامی ڈھانچے میں نہیں ڈھائی جاتی اور جب تک قول و فعل کا تضاد قائم نہیں کیا جائے گا جو آج تک ہماری زندگی کا مستقل وجہ و سبب ہے تب تک حق تعالیٰ کی رحمت کی کیا امید ہو سکتی ہے؟ قول و فعل اور عقیدہ و عمل کا تضاد حق تعالیٰ کے نزدیک نہایت مکروہ

نات منور مکر اندوختن
ہیں تو یہ لوگ اللہ کی زبان پر حرات مند ہوتے
مکر یہ زبان سے نہ نکلتا
و خوب سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کی زبان پر حرات کون
نہایتیں ہوتی ہیں جو اس کے جہنم کی حرات سے زیادہ

ورنہ نفرت رسالتی مسیٰ علیہ وسلم کا رشاد ہے

نات منور مکر اندوختن
ہر شبہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بہت دور دیتے ہیں تاکہ
ذات اللہ سے نہ ملے
حب سے پریشان ہیں تو چہرے پر حرات چھوڑتے ہیں یہ وقت
نات منور مکر اندوختن
ہوئے آپ نے یہ بہت تروت فرمائی کہ آپ نے
حب کی دروگیر مکی بنی سخت ہوئی، اس حب کی
بسی و ہوس پر دروگیر کی کرنا بہت ہی بدمعاشی ہے
ہوں بد شبہ اس کی چڑھائی دردناک و رنج

کس کو کب تک دیکھیں وہی جائے؟ و راست کب در کس طرح پھر جائے؟ یہ حق ہے
کے کوئی مصالح ہیں جن کو وہی جاننا ہے، غور جائے من غضب اللہ و غضب رسولہ

ہو چڑھ نام نہاد اسلام کی آمد کی خامیاں

بعض اہل حق تاریخ سے بحث یعنی چاہیے، گرنے دستور کے ساتھ ہیں سو شرم
جیسے اسلامی سوشلزم سے ملے کیا جاتا ہے، درپار کیا جاتا ہے، گرنے بڑی دور کے شیخ
ہائے قوانین کی تمداری قمر حقیقت، گرنے بڑی آمد کی آمد یا دگر مائی قون بدستور
تافیر مکتبہ اسلامی تہذیب کے کوئی انداز نہیں کیا جاتا، گرنے مکتبہ کے فیصلوں کو اسلامی
سے متعلق ہیں چھین نہیں کیا جاسکتا و یہ بدستور سعدی ہو گا، وہ وفاق جمہوری ہر تہذیب
سعدی نہیں ہو سکتا، جس دستور کے تحت برکت کے فو جس و مندرست و کفر و اتحادی تہذیب
ہو، عبد عبدین کھلی پوت ہو، سدست ذات و رتہ کی جہاز ہو، شوق نہ ہو
سے کیا جاسکتا ہو، اسباب سے اس کی تاویز نہیں کرتے کی بنائش ہو، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

عید و سطر سے بغاوت کوئی ہرم نہ ہو، کیا برائمت پر سب و شتم کی مخالفت نہ ہو۔ جد بد نبوت پر
 ایمان رانے و اموں کی عزت افزائی کی جیسے اسے سدھی دستور کا نام دے کر لٹے لٹے کو
 خوش کیا جاسکتا ہے، جو دستور مند تقاضے کے نازل کردہ پائیز و دین، اس کے مقابلہ و اس
 کے حکام کے تقصد کی ضمانت نہیں دیتا کیا یہ توقع رکھی جائے کہ لٹے لٹے اس دستور و
 اس ملک کی جس میں یہ دستور نافذ ہے ضمانت فرمایاں گے؟

صحیح اسلامی آئین

ان معروضات کا غور و فکر یہ ہے کہ آئین میں جو سدھی دفعات رکھی گئی ہیں وہ خوب
 ہیں قابل ستائش ہیں۔ اس کے باوجود سدھی لفظ "انفرت" آئین ششم تکمیل و محتاج سدج
 ہے کہ معروضات بندوں تک محدود نہ ہوتا تو معاملہ چند دنوں میں ختم ہوتا، انہیں بد و پیکٹ سے
 کی طاقت، جمع کاری کی ماحری و پارسی کی کثرت کی دلیل سے مخلص کیا جاسکتا ہے مگر سدج
 کا معاملہ اس سے مختلف ہے وہ سدج بے تعلیق کاناز کردہ دین ہے و لٹے لٹے کے
 یہاں نام و نمود و رزق و مال کی کوئی قیمت نہیں ملے گی پیکٹ سے فریب دیا جاسکتا ہے،
 نہ اس کے سامنے یہ دیں ہیں سکتی ہے کہ بد قوم کے نام سے ہے، ہماری کثرت تھی اور قوم نے
 پہلی بار بغیر اسے دینی کے صوبے ہیں لیوان میں بھیجا تھا اور ہمیں اپنی مرضی کا آئین تیار
 کرنے کا اختیار دیا تھا۔ ہم نے قوم کو ایسا آئین دیا جو ان کی منکوں کی کامی کرتا تھا، اس دلیل
 سے قوم کے ذہن کو چیل کی جاسکتی ہے مگر اس سے لٹے لٹے کو خوش نہیں کیا جاسکتا، نہ اس کی
 رضا و رحمت کا فیصلہ ہمارے حق میں ہو سکتا ہے اس لئے کہ آئین کو سدھی بنانا ہے تو اس
 میں ایسی معذرات و جس ضروری ہیں جن سے خدا کے بندوں پر خدا کی کھرائی عذر نافذ ہو،
 ہم یہ سوچ کر مطمئن ہیں کہ یہ آئین غور و فکر کے نامندوں کا تیار کردہ ہے، اس لئے کوئی شخص اس
 کو اپنی جگہ سے نہیں بدسکتا، مگر یہ بھیواں جاتے ہیں کہ سابقہ دستور بھی تو خداوندی کا شائبہ،
 جو غور و فکر، سکندر مرزا، دیوبند و ریشی خان کی شکل میں نمودار ہو، اور جب تو اپنی نازل
 ہوتا ہے تو وہ نہ غور و فکر کو پوچھتا ہے نہ اس کے نامندوں کو وہ نہ ملک کی پروردگار ہے نہ اس

کے پیروں میں نہ کی، ہمیں دستور کی پابندی کے سلسلہ میں صرف عوامی طاقت پر تکیہ نہیں کرنا
بلکہ یہ کہ قہر خداوندی سے حفاظت کی بھی کچھ فکر کرنی چاہیے۔

اسلامی آئین کے نفاذ کا اعلاص

اسلامی آئین کے نفاذ کے بعد سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ خدا سے اور دیانت داری کے
ساتھ اس کے تقاضوں کو پورا کیا جائے اور خدا خوفی کے ساتھ اس پر عمل درآمد شروع کیا جائے
اور اس کے لئے عوام و خواص کی اسلامی اصولوں کے مطابق خدائی تربیت کی جائے، میں چاہتا ہوں
بہر حال یہ کہ پانچوں درجہ پر کھڑا ہوں کہ قرآن مجید میں بناؤ یا تو نہیں وضع کرو جب تک مسلمانوں
کو اپنی سرپرستی میں نہ بنائے کی کوشش نہ کرو سب کچھ کر دیتے۔ آج لوگوں نے حکومت،
محافظت، تہذیبیت، دستور اور پارلیمنٹ جیسے چیزوں کو نسخہ کیمیا سمجھ رکھا ہے۔ حالانکہ ان میں
تہ یک چیز بھی ایسی نہیں جو مسلمانوں کو رستہ و سکون، امن و امان و رستہ و سکون کی دوست
نہ کر سکے جس سے ملت کی رکاوٹیں تازہ خون پیدا ہو، ان کے خدق میں بندگی ان کے نفس
میں شائستگی، ان کے قوال میں متانت اور ان کے افعال میں عزت کے اوصاف نمودار ہوں۔
اور جو پوری قوم کو "انشاء اللہ" کی طرف مائل بنائے، کافروں پر سخت در پیکر میں رہے
کا خیال بنائے۔ یہ نسخہ کیمیا نہ ملتا ہے نہ حکومت، نہ کونسل، نہ ممبر ہی، نہ دستور، نہ رستہ،
نہ عزت، نہ بگاڑ، نہ خوف، نہ مکی دولت و تہذیب اور افراد ملت کا تزکیہ ہے۔

فرایض و عورت و تبلیغ اور مسلمان

افسوس ہے کہ قرون مشرق و وسطیٰ کے بعد امت و عورت و تبلیغ میں بہت فترت
رہی ہے اور جب قراں بنیادی چیز کو چھوڑ کر دوسری چیزوں کی کو تصور بنایا، بد شہس، بد
سرمے نے سینہ و سن اور جہد و قتال کے بہت سے کارنامے انجام دیئے اور اس کے نتیجے
میں بہت سے لوگ جہاد کاوشوں میں مدد تو ملے لیکن عدم کے بتائے ہوئے ہم اصول خدائی
و عورت و تبلیغ کے رستہ سے اس کو چھوڑنے کی کوششیں بہت کر رہے ہیں ورنہ دنیا کا ہر شے ہی

کچھ ورہوتا۔ اسل کا وہ نور جو دعوت و تبلیغ کے راستے سے دلوں میں اترتا ہے وہ بڑا قوی پائیدار اور بابرکت ہوتا ہے۔

غزوہ خیبر کے موقع پر حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ کریم اللہ وجہہ کو سرزمین پر چمکاتا دیکھا کرتے ہوئے جو ہر بیت فریانی سے صحیح بخاری شریف کے لحاظ میں سنیا۔

انفذ علی رسات حق تنزل

بسطتہ شہادۃ من

الاسلام و انفسہ

یجب عیب من حق اللہ

وہو اللہ ان یسہی

یت اللہ حبار و خلیف

ک من حمم النعم

اتینان سے جاؤ یہاں تک کہ ان کے قریب جا کر

فروش ہو جاؤ پھر انہیں سلام کی طرف بد و اور

لشکری جانب سے اسلام لانے کا جوتق

ان پر عائد ہوتا ہے اس سے انہیں

آگاہ کرو دیس خدا کی قسم اگر تیری وجہ سے

یک آدمی کے لئے بھی اللہ تعالیٰ ہدایت کا فیصلہ

فرما دیں یہ تیرے لئے مددگار اور نکلنے سے بہتر ہے۔

سہ تو دراصل نام ہے اس دین کا جس کی بنیاد ہی دعوت و تبلیغ پر قائم ہے جس کا سب

سے بڑا سرمایہ شفقت و رحمت اور محبت و مودت ہے اور جس کا پیغام امن و سلامتی ہے۔

مختاریت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے چودہ سال صرف دعوت و تبلیغ، اصلاح و تزکیہ اور قلوب

میں ایمان باندھنا اور ایمان باز خرقہ کو رخیہ کرنے کے لئے مختص تھے جب دعوت و تبلیغ کا کام اپنی

کمزوری حد کو پہنچ گیا، اسل کی صداقت اور اس کی خدائی قوت بر خالص و سادہ کے ساتھ روز روشن

کی طرح کھنکھائی اور باطل پھر بھی اپنی ضد سے باز نہ آیا اور جب مدح کی ہمدردانہ

پوششیں نہ کام ہو گئیں اور مسلمانوں کو اہل عناد کی وسیع کاریوں سے انتہائی مجبور کن حالت

کا سامنا کرنا پڑا تو جہاد بالیغ کی اجازت دی گئی و حکم ہوا کہ اب باطل کا کاناٹھا صاف کر دیا

جائے و رفتہ پردازوں کے وجود سے خدا کی زمین کو پاک کر دیا جائے، چنانچہ اس دن گردیا گیا نہ

ب لڑنے کی نگوں کو اجازت دی گئی جن سے کافروں

کی طرف سے زنی کی جاتی ہے اس وجہ سے کہ ان پر بہت ظلم

کیا گیا، یہ بد شہرہ لائی ان کو غالب کر دینا پر پوری

قدرت رکھتا ہے۔

بہ حال کہنا یہ ہے کہ جب تک اصلاح نفوس اور تزکیہ قلوب کی قرآنی دعوت کے اصول
پر جم کر کام نہ کیا جائے تب تک اصلاح کی توقع بے سود ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ کا وہ فتوہ
جو عہدِ طور پر امامِ مکہ کی طرف منسوب ہے آج بھی اپنی جگہ عین حقیقت ہے، فرمایا :
سن یصلح کف هذه الأمة
آخری دور میں بھی اس امت کی اصلاح صرف
اسی پہنچ پر ہو سکے گی جس پہنچ پر پہلے دور میں
اس کی اصلاح ہوئی۔

قرآنی اصول کے مطابق اسلامی دعوت کو جب تک عام نہیں کیا جاتا جب تک اس کا کو
کام سمجھ کر یہ امت اس دعوت کے لئے نہیں اٹھ کھڑی ہوتی اور جب تک اس دعوت کی
آواز کھر کھر نہیں پہنچتی تب تک اصلاح ممکن نظر نہیں آتی، امت کی حیات نو اور نشاۃ ثانیہ
کا پس یہی ایک طریقہ ہے اس کے علاوہ جتنے طریقے اپنائے جائیں گے ان سے اگر کسی قدر
فائدہ ہوگا بھی تو محسوس عارضی، وقتی، ناپائیدار اور غیر مستقل ہوگا۔

مغربی سیاست اور اس کے مضمر اثرات

مغربی سیاست نے جن بدعات کو جنم دیا ہے ان سے عدوت و نفرت، کینہ و بغض و
تفریق و انتشار کے کائناتوں مل سکتے ہیں مگر الفت و محبت، سلامتی و امن و اتحاد و اعتماد
کے پھول دستیاب نہیں ہو سکتے، دورِ جدید کا سب سے بڑا بُت عوامی طاقت ہے جس
کی پرستش کے لئے انتخابات، سبلی اور جمہوریت کے بندہ و بال صنفِ کدے تعمیر کئے جاتے ہیں۔
یہ تجار یوں کی مختلف پارٹیاں اس معبود کی رضا جوئی کے لئے مختلف منتیں مانتی ہیں، یہیں نیاز
ختم کرتی ہیں اور ہر ممکن طریقے سے اسے خوش کرنا چاہتی ہیں، ان میں باہمی رقابت چلتی ہے
مسابقت کی دوڑ ہوتی ہے، ایک دوسرے کے خدو پر و پیکنڈہ کیا جاتا ہے، ایک ایک کا
نسب نامہ تلاش کیا جاتا ہے، ہر کردہ و ناکردہ گناہ ایک ایک کے نامہ عمل میں ڈال جاتا ہے۔
گفتی و ناگفتی کا بازی گرم ہو جاتا ہے مشور چپتے ہیں اشتہارات نکلتے ہیں، جسد و جوس، شور

وٹوٹا، طعن و تشنیع یہ ہیں وہ وظائف جو رمضان کے لیے پڑتے جاتے ہیں، مقصد صرف یہ کہ رمضان کے معبود کی سند۔ ووٹ کسی طرح نہیں حاصل ہو جائے تاکہ جسے عالم بالہ، حکومت و کونسل میں پہنچ کر مان مانی کریں۔

دنیا کی تمام قومیں جن میں یہودی، عیسائی اور لامذہب سب شامل ہیں، وہ تو خیر اس طرح ہر پڑ پڑتے ہیں کہ اوس تو ان کا منہ ہٹے، مقصود اور لغو عروج حکومت و مملکت سے کہ نہیں جاتا، پھر وہ دین و مذہب سے بائیں ہیں یا اگر برائے نام مذہب ہے بھی تو نہ اپنے رسوم و قیود تک محدود ہے، وہ تو یہ بھولتے ہیں کہ حکمرانی کے اصول وضع کریں، قانون سازی کے اور سے تشکیل کریں اور قوم کے لیے صحیح غلط قانون و دستور تیار کریں لیکن امت مسلمہ کو ان کی انتہائی کیا ضرورت تھی؟ ان کے پاس خدا کا نازل کردہ آئین حیات ملتا ہے اور یہ موجود تھا، ہر شعبہ زندگی کے راہنما اصول سے لے کر جزئی قواعد و ضوابط تک موجود ہیں، ہر مصلحت کے لیے نسخہ شفا موجود تھا، آخر ان کو کیا مصیبت پڑی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے اصول و امت و حق و ان حد تک بھولے چند افراد کے وضع کردہ ضوابط کو ذریعہ نجات سمجھ گئے۔ حقیقت یہ کہ امت کے قانون و امت و ان کو چھوڑ کر حقوق کے سامنے پڑ گئے تھے قانون میں امن و عافیت دیکھنا نہ کہاں کا فلسفہ ہے؟ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت سے کٹ کر یہودیوں اور عیسائیوں کے ہاتھ کاڑا اور فلسفہ حیات میں پناہ لینا کیا عقل و دانش کی بات ہے؟

چھوڑو یا انسانی دستوروں کو اور انسانوں کے خود ساختہ قانون کو، کیا قرآن کریم جیسی وحی ربانی تو اس سے پاس نہیں؟ کیا خداوند نبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سنت کا ریاکار اور متبع نہیں بننے والے کہ ہر پڑتے ہیں؟ کیا سدرمی قانون اپنی پوری جامعیت اور جمہوریت کے ساتھ انسانی معاشرہ کی شکل میں تمہارے دھڑکتے نہیں؟ صیب کیا ہے مگر مسلمانوں کا زاویہ نظر صحیح نہیں رہا، نہ مسلمان کیوں اس تباہ کن زندگی میں سے پاؤں نکالتے ہوئے؟ اگر نہیں پہنچتے تھے کی خبر ہوتی تو کیوں کشتوں کدانی لے کر انسانیت کش لٹاؤں سے بھیک مانگنے کو جاتے۔ آج جتنی جدوجہد اسمبلی کی ٹائمہ کی کے لئے کی جاتی ہے، حکومت سازی کے لئے جتنے

پاڑیلے جیتے ہیں اور نمانشی ڈراموں پر جتنی شیر قشیر رٹی جاتی ہیں اگر آج مسلمانوں کا
 عشرِ عشر بھی دعوت و تبلیغ پر تخریج کرتے تو اس شہیق و افتراق سے محض غور ہے اور رقت ہی
 کے شوق ہوتے، صانعِ معاشدہ و موجدِ تہا، پاکیزہ سیر میں جاوہر گرہ ہوتیں، سکون و نینان
 کی زندگی نصیب ہوتی، آخرت سے پہلے یثقی زندگی کے پاکیزہ نشاتِ مشام بہانہ کو معشر کرتے
 اللہ تعالیٰ صحت توفیق علیٰ نصیب فرمائے، آمین۔ وصحی اللہ علیٰ صبرِ خفہ صلوٰۃ ربیہ
 خاتم النبیین سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحابہ و اتباعہ اجمعین ۔

بیت شانی ۳۹۳۔ جون ۱۳۳۷ھ

قانون الہی سے روگردانی اور اس کی سزا

سنن ابن ماجہ و مستدرک حاکم میں حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے ایک حدیث مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ جَعَلَ الْيَهُومَ حَقًّا وَآخِرَ
 حَقِّهِ كَفَاةً لِلَّهِ هَكَذَا
 دُنْيَا، وَمَنْ تَشَعَّبَتْ بِهِ نَفْسُهُ
 فِي حَوَائِجِ دُنْيَا لَمْ يُبَالِ اللَّهُ
 فِي أَقْوَافِهِ يَتَبَصَّرُ، أَوْ كَمَا قَالَ
 جِسْمِ نَفْسِ تَمَامِ نَفْسِ كَوَاقِبِ تَمَامِ نَفْسِ تَمَامِ نَفْسِ
 آخرت بنا لیسحق تعالیٰ شامہ دنیا کے اذکار سے
 سے نبات علی فرمائے گا اور جو دنیا کی فکروں
 میں پریشان خاطر ہو کر رہ گیا تو وہ دنیا کی کس
 وادی میں پاک ہوا؟ حق تعالیٰ اس کی کوئی پرواہ
 نہیں کرے گا۔

مفسد شاہد کہ ایسے شخص کے لئے حق تعالیٰ کی سزا ہے جب نہیں رست کی تو اس کی
 تباہی و بربادی میں کیا شک ہے۔ آج کل ہمارا پاکستان جس دور سے گزر رہا ہے اور جو کچھ
 پیش آیا اور طلب ہے جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہو رہا ہے وہ اس حدیث نبوی کی عملی تفسیر ہے
 مسلمان ایک معاہدہ قوم کا نام ہے جس نے اللہ و رسول سے یہ معاہدہ کر لیا ہے کہ جو تک
 دنیا عبوری دور ہے اور منزل مقصود آخرت ہے اس لئے عبوری دور میں جو کمالات
 خداوندی ہوں گے وہ بسر و چشم ان کی اطاعت کرے گا اور اس کی تنبیہ و نافذ کرنے
 میں حق مقصد و رکو فی تفسیر نہیں کرے گا۔

عصرہ دراز کی آہ و بکا کے بعد ہمیں دنیا کا لاکھوں مربع میل خستہ زمین اس شرط پر
 ملے اس پر حق تعالیٰ کی حاکمیت کا ظہور اور اس کی کائنات خداوندی کا اجراء ہو گا لیکن جو کچھ
 ہوا وہ سب کے سامنے ہے "عیال راتہ بیان" آخر اس کا ہونا کتنا نتیجہ بھی سامنے آیا
 بد شہرہ نے فیکہ ریاں بنائیں، منہ سڑیاں چھڑائیں، سڑتیں بنائیں، سر ہٹا کر تڑپ بنائیں
 درآمد و برآمد میں حیرت انگیز ترقی کی، ہر ملکوں میں سفارتیں قائم کیں، منصوبہ بنائے

کاشن پڑھتے صرف دنیا کی ہوتی تو آخرت نہ ہو جاتی، سب سے بڑی نصیحت تو یہ ہے
 کہ ہمارے یہاں زندگی کا ہر لمحہ تیار ہوا ہے یہ اثر ہے کہ ہمارے یہاں موت و حیات
 ہے، ایک حدیث بخود میں دعا کہ یہ نکاحات کتنی پیسے ہیں۔

و لا تجعل مصیبتک فی دینک
 و لا تجعل المصیبتک فی دینک
 و لا تجعل المصیبتک فی دینک
 و لا تجعل المصیبتک فی دینک
 و لا تجعل المصیبتک فی دینک

انفوس ہے کہ نہ مرض کی حالت میں کوشش نہ کرے بلکہ اس سے بڑھ کر
 اگر انفوس اس کا ہے کہ نہ مرض کا سماں ہی نہیں بلکہ مرض کو صحت و تندرستی
 کی لیا گیا ہے، نہ اس سے عبت نہ مستقبل کی فکر نہ اس کا خیال نہ اب صرف ہو تو کیونکر
 ہو اور کرے تو کون کرے عقل و فکر سے ہمارے کر یہ سوچنے کی بھی نہ تہمت نہیں کہ جاتی
 کہ پاکستان کی تخریب سے کیا کیا عوامل تھے اور دوبارہ تعمیر جدید سے کیا عوامل ہو سکتے
 ہیں، سب ذہن بود اس حد تک پہنچ جائے تو نجات کی کیا توقع۔

پاکستان کی پالیسی و نظام پر مبنی تجویز

کہ شہر شہر میں پاکستان کی پالیسی تیار ہو پاکستان کی روح ہے اس کا بیان ہم کر چکے
 ہیں اور یہی پالیسی جو پاکستان کا جسد و روح ہے اس کا ذکر بھی چکا ہے، قومی روح اور
 قومی جسد ہر لوگ اس صحت و قدرت و توانائی حاصل ہوگی، مہینہ بہ مہینہ کمزور روح سے کیا
 ترقی و نجات کی امید، آخر موجود صورت حال سے کوئی سبق نہ لینا کیا عنوان نہیں ہے؟
 تزکیہ روح جسے انتہائی غفلت کے ساتھ اتھو بیت جسد سے بھی غفلت شعاری انتہائی ناقابل
 برداشت صورت حال ہے، سیاسی مزاحج کی حالت کے لئے جس سبب و سبب کی ضرورت ہے،
 و غیرہ قومی اتنی دیکھ لیں جو غیرت و وقار کی نشانی کی ضرورت ہے، وہ غیرت و وقار
 ہے کہ جس سے ہماری و فرائض و سرچھ بوجھ کی ضرورت ہے، وہ انتہائی ہے کہ

ایک عدل اور شام کو دوسرا حکم جس کے معنی یہ ہیں کہ صرف دینی مزاج کا اقتدار ہی نہیں بلکہ سیاسی مزاج بھی منبوج ہو کر رہ گیا ہے، کیا کسی باوقار ملک میں پولیس نے بھی ہڑتال کی ہے؟ حبیب ذہنی پر آگندگی و انتشار اتنا شدید ہو جائے کہ پولیس واسطے بھی ہڑتال کرنے لگیں تو ملک کا خدا ہی حافظ ہے۔ نہ معلوم اس بد نصیب قوم اور اس بد نصیب ملک کا کیا حشر ہوگا، حبیب خود علاج مرض میں مبتلا ہو گیا ہے، علاج کس سے کروائیں۔ کسی تصنیف غیبیہ کا اس ملک میں ظہور ہو تب ہی نجات کی امید ہو سکتی ہے۔

مزید افسوس اس کا ہے کہ اہل علم کے مزاج پر بھی سیاست کا اتنا غلبہ ہو گیا ہے کہ ہر بات کو دینی نقطہ نظر کے بجائے سیاسی انداز سے سوچا جاتا ہے پارٹی کے مفاد کی حیثیت سے غور کیا جاتا ہے جب ارباب دین کے گھر سے دین رخصت ہوا اور ارباب علم کے گھر سے دین بہت کرے اور دین و علم کی جگہ سیاست ہو اور سیاست بھی دینی سیاست نہ ہو تو پھر اللہ تعالیٰ ہی عاقبت بخیر کرے، اہل حق میں بھی شیر کا پہلو بہت کم ہوتا جا رہا ہے، مخلصین کے اخلاص کے ساتھ غیر شعوری طور پر اتنی آمیزش ہو جاتی ہے کہ اخلاص کا پتہ چھوٹا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ یہ حقیقت اب واضح ہوتی جا رہی ہے کہ سیاسی راستوں سے اس قوم و ملت کی اصلاح نہیں ہو سکتی ویسے بھی سنیت خلیفہ راشد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا وہ جیسا مشہور ہے جو کثر حضرات نے امامت کی طرف منسوب کر دیا ہے بن یسوع آخوند کا لفظ لا مہ لا مہ اصح اولہا کہ امت کے آخری دور کی اصلاح بھی اسی پیہ سے ہوگی جس سے پہلے دین کی اصلاح ہوئی تھی، وہ دین اور مخلص دین ہے کیا اچھا ہوتا کہ رہنمایان قوم تمام کے تمام اپنی پوری طاقت و محنت و غمت الی الخیر اور دعوت الی اللہ پر خرچ کرتے اور یہ عہد پوری توجہ اسی پر ہوتی تو توقع ہو سکتی تھی کہ اس کے مبارک ثمرات امت کے سامنے آتے و منجہد ار میں چھنی ہوئی کشتی ساحل مراد تک پہنچ جاتی اور پھر یہ اصلاح شدہ تہذیب یافتہ قوم یہاں بھی جاتی راستہ صاف ہو جاتا چاہے وہ آہلی بول میں ہو یا دفتر کی کرسی پر، منصب صدارت پر عبودہ فوز ہو یا پولیس کے تھانے میں، الغرض با خدا قوم تیار کرنے پر بڑی محنت کی ضرورت ہے بد شہ پر حد کھینچنا ہے لیکن مایوسی کی کوئی وجہ نہیں بہت و محنت کی ضرورت

ہے "صبر اگرچہ تلخ، ست و لے ثمرہ شیریں دارد"۔

مصلحت دیدن آنست کہ یارانِ ہمدکار بگذرانند و غمِ طرہ یار سے گیرند

ابھی یہ موضوع تشنہ ہے اس پر بہت کچھ لکھنے کی ضرورت ہے و باللہ التوفیق۔

یہ معلوم ہو کر افسوس ہوا کہ حکومت کی ایک ذمہ دار شخصیت عالمی قوانین اور اسلام نے یہ اعلان کر دیا کہ عالمی قوانین میں کوئی ترمیم نہ ہوگی اور

اسی طرح نافذ رکھا جائے گا، تعجب و حیرت ہے کہ ایک طرف تو یہ دعویٰ بیابانگِ دلیل کیا جاتا

ہے کہ کتاب و سنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا اور یہ کہ کتاب و سنت

کے مطابق آئین تیار ہوگا اور دوسری طرف عالمی قوانین کو بدستور رکھنے کی "خوشخبری" سنائی

جاتی ہے، یہ تضاد قابلِ حیرت بھی ہے اور قابلِ افسوس بھی ہے، عالمی قانون و در سوائے عالم

قانون ہے جو قرآن کریم کی نصوص قطعیہ، سرکچ احادیث نبویہ، مذاہب اربعہ اہل سنت اور

مذہب اہل شیعہ سب کے منافع ہے، یہ دور ایوانی کا ملعون قانون تھا، جمعیت علماء

اسلام کے قائد مولانا غنی محمود نے قومی اسمبلی میں اس کی مؤثر و مدلل تردید فرمائی اور سترہ ترمیمیں

پیش کیں اور عدلنے امت نے اس کے خلاف آواز اٹھائی و مستقل رسالے تصنیف کئے اور

کوئی شک کسی کو باقی نہ رہا کہ وہ تقریباً سراسر اسلام کے خلاف ہے اور عقل کے بھی خلاف ہے

اس خلاف عقل اور خلاف حق رسول نے عالم قانون کے پاس سے اس میں یہ اعلان کرنا کتنا حیرت

انگیز ہے اور اس قسم کے عدانات کے ہوتے ہوئے اس اعلان کی کیا وقعت رہ جاتی ہے کہ

کتاب و سنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا، آخر دنیا یہ باور کرنے پر مجبور ہو

گی کہ اس قسم کے جتنے عدانات ہیں سراسر دھوکہ اور خداع ہے اس کی کوئی صحیح حقیقت

نہیں کو یا صرف لغووں سے قوم کو بہدنے کی کوشش ہو رہی ہے اور یہ پہلے سے پاکستانی

لے صرف اسلامی قانون کے نفاذ کی بات نہیں بلکہ ہر شعبہ میں یہی ریت چل چکی ہے کہ رہنمایانِ قوم

نئے پٹے خواب اور لغت لٹا کر یہ اور نیمہ بد ہوش قوم ان لغووں کی تبلیغ کے لئے دیوانوں کی طرح

بڑھ چلائے اور کسی کے منہ سے سچی بات گرنے ہی جاتے تو اسے گالیوں سے نوازا جائے، مشرقی

بڑو کٹ چڑ ہے اور مغربی ہندو ہون کی زد میں ہے، قوم کو اس نشہ کی ایسی چاٹ، ہتھکڑی لگے ہوئے

سنتہ پہلی آر جی سب کے کٹمن عوام کو خوش کر سنے کے لئے کچھ نعرے لگانے جائیں، سکندر مرزا کے
 تعلیمی بورڈ "دور ایو بی کے" اور تحقیقات اسلامیہ بکد قرار داد مقاصد کا بنیادی عین یہ
 سب ایک جہت کے چٹے جٹے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے اور صحت حکومت کی نعمت
 نصیب فرمائے آمین۔ یاد بے الفاضلین و یا ارحم الراحمین۔
 سفر المشرق ۱۳۹۳ھ ۱۰ اپریل ۱۹۷۳ء

دہلیہ جیسے شہر آئے اپنی سبک کر پڑائے نہیں چھٹی، رہنماؤں کو احساس ہی نہیں کہ اس شہر کا بنام
 کیا ہو گا؟ اور عمل کو جوڑ کر کیوں بازاروں میں نعرے لگانے والی قوم آخر کتنے دن بٹے گی اور اس کے
 ساتھ وہ شہر پارٹی منادوں کا ہمارے قومی نمانداؤں پر سوار ہے ان کا نظریہ یہ ہے کہ ملک جیسے
 تو جیسے ٹر پارٹی مناد پر آپنا نہ آئے حکومت بنے تو ہماری بنے، اور چلے تو ہماری چلے، قوم کروں
 آئے تو آئے ٹر پارٹی کی موچہ پٹنی نہ ہو سکتا یا سہے مدیر،

عذاب و سزا کے سلسلہ میں قانون الہی

حق تعالیٰ کا قانون یہ ہے کہ کسی قوم پر جبکہ محض غافل ہو اپنا گناہ کوئی مذہب تازہ نہیں فرمایا جاتا بلکہ اسے معمولی تنبیہ اور سزا کی بجائے بار بار آگاہ کیا جاتا ہے تا کہ وہ بھی جب وہ شراب نفست سے بیدار نہیں ہوتی تو مذہب الہی اپنی اپنی جگہ میں نازل ہو جاتا ہے اور پھر کوئی تہمید کارگر نہیں ہوتی، پاکستان پر جس عذاب الہی اور غضب الہی نے زندگی کا تلوار ہوا وہ بھی اپنا کام نہیں کر رہا صدی کی طویل مدت میں بار بار خبردار کرنے کے بعد ہوا اور جو کچھ ہوا وہ ہمارے اعمال اور غفلت شکاری کا لازمی نتیجہ تھا۔

”مَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ“
اور تم کو جو کچھ مصیبت پہنچتی ہے تو وہ تمہارے ہی ہاتھوں سے آتی ہے اور کثیر بخشید (شوری ۳۰)

لیکن سب سے بڑا عذاب یہ ہے کہ مذہب تازہ ہو اور عذاب کا استعمال نہ ہو تو جب دونوں کی مسادات اس طرح ہوں کہ سب سے پہلی بجائے تو اس کے نتائج یہ ہوں گے کہ ہوتے ہیں، پاکستان پر اتنا بڑا تاریخی حادثہ کہ مذہب تازہ ہوا جس کی کوئی مثال اس دور میں نہیں ملتی اور ابھی تک یہ ملک موت و حیات کی کشمکش میں ہے لیکن انسانیت کے دل پر جو توڑ چھان گئی وہیں کی وہیں بے لپٹ اٹھل پر نہ امت، نہ تو بے لپٹ استغفار، نہ صلاح خلاق و کردار کی فکر، جہاد پسندی و غرضی کے وہی منہ پر سے سب سے بڑا تاریخی حادثہ یہی ہے کہ وہی منہ، خرق و اعمال کی وہی گراؤٹ، انتشار و خفسار کے وہی ہڈ کاٹے بد عملی و بد کرداروں کے وہی روح فرسا منہ پر۔ مسیحا ویران و شہیدانہ گدے آباد۔
”لَا تَسْتَوِ الْأَنْبِيَاءُ الرَّحْمَنُونَ“

پاکستان کی تعمیر کے لئے مؤثر اقدامات

موجودہ حکومت نے بار بار عدالت کیا ہے کہ وہ پاکستان کی تعمیر کرے گا۔

مک جتنے آنے دعویٰ ان کا بھی ملک کے استحکام و تعمیر ہی کا تھا مگر ان کے عمل سے وہ پیکر
 رونما ہوا جو آج دنیا کے سامنے ہے، اس لئے ضروری ہے کہ آئندہ ہر قدم نہایت
 دانشمندی، خلوص اور حزم و احتیاط کے ساتھ اٹھایا جائے، آئندہ تعمیر پر دیکر ملک
 دو شعبے پر رکھتے ہیں اور دونوں میں موثر اقدامات کی ضرورت ہے، خارجی تعمیر
 باطنی تعمیر، مثلاً ظاہری تعمیر کے لئے یہ کہ :-

۱۔ ملک کے تمام صوبوں کے عوام کو اختیار دیں لیا جائے، ان میں باہمی تعاون کی جاتی
 اور ایشیاء و ہمدردی کی فضا پیدا کی جائے اور ان کے جمہوری حقوق بحال کئے جائیں مگر اس
 سلسلہ میں گزشتہ حکومتوں کی طرح طفل تسلیوں سے گریز کیا جائے۔

۲۔ مارشل لا کو دفن کر کے ایک جمہوری آئین کے تحت قومی اسمبلی کا جس طرح چلنا چاہئے
 اور قومی اہمیت کے مسائل میں قومی اسمبلی کو فیصلہ کرنے کا موقع دیا جائے۔

۳۔ صوبوں میں جو آئندہ حکومتیں تشکیل دی جائیں انہیں مناسب حدود کے اندر
 وسیع اختیارات دیئے جائیں مگر ساتھ ہی سرپرستوں پر کڑی نظر رکھی جائے۔

۴۔ بھارت اور اس کی ہمنوا سازشی طاقتیں مشرقی پاکستان کو بڑپ کرنے کے لئے بھی
 سیر نہیں ہوتی ہیں بلکہ اب ان کی پروپیگنڈہ مشینری اور نشری ادارے، مغربی پاکستان میں
 صوبائی عنصرت و منافرت پھیلانے میں مصروف ہیں اور بدقسمتی سے انہیں اس کے

لئے مناسب فضا میسر آگئی ہے اس لئے یہ مسئلہ سب سے اہم اور فوری توجہ کا مستحق ہے کہ
 اعداد و شمار کی اندرونی اور بیرونی ریشہ دوانیوں کا دفاع کس طرح کیا جائے؟ یہ کام نہ
 مارشل لا کے ذمہ سے ہو سکتا ہے، نہ خالی تقریروں، وعدوں و وعیدوں سے ہو سکتا ہے۔

اس کے لئے ضروری ہے کہ ملک کے ہر فرد کو امن و اطمینان میسر ہو، اندرونی طور پر کسی کو
 کسی سے شکایت نہ ہو اور پاکستان کا ہر شعبہ ہی محسوس کر سکے کہ اس ملک میں اس کے حقوق
 محفوظ ہیں، اگرچہ جب تک ملک اندرونی طور پر مستحکم نہیں ہوگا اور یہاں کا ایک ایک فرد

پورے خلوص و راہنمائی کے ساتھ حکومت کی پشت پر نہیں ہوگا، اس وقت تک کہ
 اس ملک کو اپنی زبوں حرکتوں کا موقع ملتا رہے گا۔

۱۔ پاکستان اس وقت کی اعتبار سے تین تہ کمزور ہے اس کا اظہار صدر مملکت کی زبان سے
 کئی بار ہو چکا ہے۔ حق یہ ہے کہ اس صورت میں یہ منصوبہ ملک اور اس کے غریب شہری، نہ
 سرکاری شعبے میں شاہ فرحی کے متحمل ہیں۔ نہ بڑے لوگوں کی عیش کو برواشت کر سکتے ہیں
 اس کے سہ باب کے لئے اور پھر سب سے پہلے اصل ح ناگزیر ہے مثلاً :-
 بڑے افسروں کی تنخواہوں میں تخفیف، اور زیادہ سے زیادہ تنخواہ کا منصفانہ معیار
 قائم کرنا ہوگا۔

۲۔ سرکاری وغیرہ سرکاری شعبوں میں تمام غیر ضروری اخراجات بند کرنے ہوں گے۔
 شاہینہ دھوتوں، سفینا فٹوں اور پارٹیوں کا سلسلہ ختم کرنا ہوگا۔
 پوری قوم کو کثایت شعری اور پس اندازی کا شوگر بنانا اور اس کے لئے بڑے
 دعوں کو قابلِ تعلیم نمونہ پیش کرنا ہوگا۔
 تمام غیر ضروری شہر کی در آمد بند کر کے صرف بنیادی ضرورت کی چیزیں منگوانی
 ہوں گی۔

۳۔ نذرانہ کسب فیروزہ اور یعنی صنعتوں پر جو روپیہ صرف ہو رہا ہے، مثلاً
 قلم سازی وغیرہ اس کی مفید صنعت میں لگانا ہوگا۔
 انجمن ملی معیشت کے ساتھ اس کے لئے صرف و عنایتیں کافی نہیں بلکہ کھٹوس
 قدامت کی ضرورت ہے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ وہ مشلوج قوم جس کا نصف ہندو
 ہو گیا ہو اور باقی نصف صنعت و انجمن ل کا شکار ہو جس کا خزانہ خالی ہو اور جو موت و
 زلیست کی آخری جنگ رٹ رہی ہو اس کے بڑوں کا سامنے ہیں منانا، سفینا فٹیں اڑانا
 اور دیش دیش دینا کتنا عجیب گناہ ہے ؟

پاکستان کی باطنی تعمیر کے لئے اہم نکات

۱۔ ملک میں بدلتا نہ سوئی سیت کا نصف دیکھا جائے اور موجودہ روینی قوانین کے
 بجائے کتاب و سنت کا قانون رائج کیا جائے۔

۲۔ سود، جوا، شراب اور قمار گاہات سے معاش کے کو پاک کیا جائے اور نہ ہر ملک
 ترک کر کے واپس پر شریعی عزیر رات ماند کی جائیں اور ملک میں غیر سودی معاش
 معیشت جاری کیا جائے۔

۳۔ خدائی اصلاح کے لئے عیانی و بے جانی مخلوط تعلیم، مرد و زن کے لئے مہایاں ہنگام
 و رفاہی و عیاشی کے ذریعہ کا قیام کیا جائے جو تقاضا کی بات تک سامنے آئے ہیں
 کے مطابق حالیہ شہر و ملک کی شکست کا سب سے بڑا سبب ہمارے سابق آمر و راس
 کے درویشوں کی عیاشی و فحاشی اور شہر بے فوٹو و بے کھارہی تھی۔

۴۔ پوری قوم سے صورت و سیرت کی اصلاح اور نماز و روزہ وغیرہ دینی شعائر کی پابندی
 کو کافی بنائے اور ایک خدائے ترس معاش و وجود میں۔ شکست مناسبت ہو کر
 جائیں اور اس کے لئے ملک میں ایک مستقل نکتہ امور شہر غیبہ قائم کیا جائے۔

۵۔ قوم کی اصلاح کے لئے علماء و کرام کی موجودہ کوششوں کو کافی نہ سمجھا جائے بلکہ دعوت و
 اصلاح کے موثر نتائج کے ذریعہ اس ذوقی ہونی قوم کو پہلے کی برکتیں تہذیب کی جائے
 سچ کھل کر کوئی تہذیب کی جی باقی ہے تو صرف فی ہر قوم اصلاح کی، باطنی اصلاح کی
 صرف کسی کی توجہ نہیں بلکہ کئی ہری، اصلاح نفس کو چاہیے و جسم بہت اور باطنی اصلاح مؤثر
 و روح، جسم و کائنات ہی قومی و جسمین ہو جب تک اس میں روح نہ ہو تو وہ بے روح
 تعالیٰ کی رحمت کا نزول اور برکات کا ظہور ہی اصلاح روح پر موقوف ہے۔

۶۔ ہر حال جو سائنہ پیش آچکا ہے اس سے عبرت حاصل کرنا و مستقبل کی تعمیر میں ہوشیاری
 کی غصیوں سے سبق حاصل کرنا وقت کا شدید تقاضا ہے، اگر ہم اس لیت و لعل میں رہنے
 و کوئی مؤثر قدم نہ اٹھایا تو وقت ہمیں زیادہ اہمیت نہیں دے گا، ایسا محسوس ہوتا ہے
 کہ حق تعالیٰ کی طرف سے سختی تنبیہ ہو گئی کہ قوم بہ بھی خوب غفلت سے بیدار نہ ہوئی
 تو حق تعالیٰ کا قانون مہکافی سے بڑھ کر حرکت میں آئے گا اور اس کا انجام بے پایت در و تاک
 و رتیت ناک ہے جی ہو گا، معاذ اللہ

یہ شیر خدا، سید، برحق، امیر، و رواس و کئی صحیح اسلامی صورت کو برداشت

کر سکتے ہیں نہ صلاح معاشہ کی تمہیں ان کو بھاتی ہے، نبیوں نے سدھی مکوں کو تہا پانچ
ورکھ دور کر رکھا ہے کہ کوئی اس کی ملک ان کے اثر سے کے بغیر حرکت نہیں کر سکتا، مگر صلاح
قیادت کی دانشمند ہی یہ ہے کہ ان تک نہ موقوف ہوں ست گھر کر اس تو نے ہوئے سفید ملک کو
مصلح پر چھپایا یا مہارے اور ان تقوٰی منہد تشاد کو چو اش راہ بنایا جائے۔

سدھی ملک میں پاکستان ہی ایک ایسا ملک تھا جس میں بھارت کے پیر جان بھی تھے جس سے
سدھی مکوں کا ورق ورق فرقی ورتے تھے سدھی ملک دور سدھی کی نشاد شانیہ کی توقعات
والبستہ کی بنا سکتی تھیں بلکہ زمین رقبہ می سازش سے ایفوں کی خد رلیوں اور حکمرانوں کی حمایت
کے ذریعہ اس پر میں مزید سکائی تھی ست پور سے ملے سدھی کی کروٹ گئی، موجودہ صورت
حال اتنی نازک ہے کہ، رفوری تور پر اصدات کی کوشش کی گئی تو سامر تہا قیادت سے
یک اور دشمن تھی، وجود سے ملنے کی کوشش کی گئی، اس نے ایک لمحہ منافع کئے
بغیر جلد سے جہد ہی بری و باطنی تعمیر لوہی قوت، دانائی و رعبہ و ہمت سے شروع کر
دینی نہ ورکھا ہے۔

تہا لدائی ہم می غرضیں معاف فرمائیں ورم مقدمہ پر جہادی فرمائیں اور اس
ملک کی حریت فرمائیں۔

وہو لہا تقوٰی علیٰ نعلین خلقہ صفوة البریۃ محمد و علی

آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین۔

نور و مہر شمس و چاند

دین اسلام سے انحرافات اور اس کی سزا

« رِبِّ الدِّينِ عِنْدَ اللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ »

اسلام خدا تعالیٰ کا آخری آسمانی دین رحمت ہے جو پوری انسانیت کی دنیوی و دُروی فلاح و کامیابی کے لئے نازل کیا گیا جو شخص اسلام اور اسلامی تعلیمات کو اپنائے گا وہ دنیا و آخرت میں سرخ رو ہوگا اور جو شخص اس سے انحراف کرے کسی اور طرف دیکھے گا وہ دنیا میں ذلیل و خوار اور آخرت میں خائب و خاسر ہوگا، اسی انحراف کے نتیجہ میں ۲۰ سال سے ہمارے ملک کائنات کا تختہ مشق بنا ہوا ہے مگر صدمہ حیات کہ تباہ کن آفتوں، سید بوں، زلزلوں اور تھکنوں سے بھی نہ ہوتا ہے۔ باب اختیار کوئی عبرت ہوتی ہے نہ عام لوگوں کو ہوش آتا ہے، مقتدر طبقہ کی کچھ عادت ہو گئی ہے کہ اٹھتے بیٹھتے وہ سوشلزم و غیرہ کے غلو اور ادنیٰ لغوے لگاتے رہتے ہیں اور ملک میں اسلام کش تحریکیں پس رہی ہیں مگر انہیں کوئی پروہ نہیں، اگر کوئی شخص یہ کہے کہ معاذ اللہ اسلامی عقائد و عبادات نامکمل ہیں اور ان کی تکمیل کے لئے یہودیت، عیسائیت یا ہندو مذہب کی پیروی نہ کاری کی ضرورت ہے تو کیا وہ مسلمان ہوگا؟ اسی طرح جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اسلام کے ہوتے ہوئے سوشلزم یا کسی اور نظریہ حیات کی ضرورت ہے یا اسلام کے معاشی نظام میں سوشلسٹ نظریات کو سمونے کی حاجت ہے یا اسلام کو زمانہ کے مطابق ڈھلنے کی حیا ہے وہ درحقیقت اسلام کی صداقت اور اس کے دین خداوندی ہونے کی نفی کرتا ہے اس سے بڑھ کر افسوس کی بات یہ ہے کہ جو حضرات کل بڑی شد و مدت سوشلزم کو کفر قرار دیتے تھے وہ آج سکوت مصلحت آمیز کی چادر تانے آرم سے سو رہے ہیں، اگر پاکستان کو تباہی و بربادی، اذیت و سوزی اور خدا تعالیٰ کے قہر و غضب سے بچانا ہے تو خدا کے لئے ان لوگوں کو باز رکھو جو خدا تعالیٰ کے دین کی منی لشت کر کے قبرِ الہی کو دعوت دے رہے ہیں یہاں ہم عبرت و موعظت کے لئے ایک معروف عالم دین کا وہ خط درج کر رہے ہیں جو بینات درجیب ۸۹ء میں پانچ سال قبل شائع ہوا تھا۔

۲۳ جولائی ۱۹۶۹ء

محترم گرامی قمر بنیاب محمد حسین صاحب

اللہ مددکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مشرقی پاکستان کے پندرہ روزہ دورے سے واپسی پر آپ کا ملفوف مراسلہ اور اشتہار دونوں میری نظر سے گزرے، اسی قسم کے کچھ اور خطوط بھی اس سے پہلے مجھے موصول ہوئے تھے جن میں معاندانہ اور مفسدانہ انداز اختیار کیا گیا تھا اس سے میں نے ان کو قابلِ حساب نہیں سمجھا اور خاموشی اختیار کی، لیکن آپ کی تحریر سے، خاص اور اہم کا نرہ لڑکے میں نے مناسب سمجھا کہ آپ کو صورت حال سے مطلع کروں۔

اشتہار کے صفحہ ۳ و صفحہ ۴ پر جو عبارتیں نقل کی گئی ہیں ان میں سے صفحہ ۴ کی عبارت کا تعلق مفتی محمد شفیع صاحب سے ہے اور میرے افکار و خیالات کا اس سے کوئی تعلق نہیں بلکہ صفحہ ۳ پر جو عبارت نقل کی گئی ہے وہ اخبار جہاں کے انٹرویو کا اقتباس ہے جس میں الفاظ و عبارت انٹرویو کے ترتیب دینے والے صاحب کے ہیں و مفہوم تقریباً میرا ہے، الفاظ اور عبارت سے یہ تاثر یہ ہوتا ہے کہ میں نے تحریک پاکستان سے اختلاف رکھنے والوں کو پاکستان دشمن قرار دیا، جبکہ ان میں حضرت مدنی جیسے کابر امت بھی شامل تھے و دوسرا تاثر یہ ہوتا ہے کہ میں اس مبینہ اختلاف کو مٹا کر جمعیت مسلمہ مغربی پاکستان کی مخالفت کرنا چاہتا ہوں۔ مگر یہ دونوں تاثرات زحمت دہاکر بے اصل و بے سرو پا ہیں بلکہ میری اپنی افتادِ طبع کے بھی خلاف ہیں اور اس قسمت و احترام کے بھی منافی ہیں جو تحریک پاکستان کے مسلمہ میں اختلاف کے باوجود ان اکابر امت کے لئے میرے دل میں ہمیشہ سے ہے۔

اخبار جہاں کے انٹرویو کی صورت یہ ہوئی کہ ۲ جون بروز جمعرات صبح دس بجے اسلام آباد کے کراچی میں صدر کی جانب سے سیرۃ نبویؐ کا ایک جلسہ تھا اور یہ تاریخ ایک ہفتہ پہلے میری ڈائری میں درج تھی، جون بروز بدھ صرف ایک روز پہلے اخبار جہاں کے دفاتر فون آیا کہ اس کے نامندے محل صبح انٹرویو لینے کے لئے آنا چاہتے ہیں، میں نے ڈائری کا پروگرام دیکھ کر بتایا کہ دس بجے اسلام آباد کے جلسہ میں جانا ہے اگر آپ آنا چاہیں تو ۹ بجے صبح آجائیں لیکن اخبار جہاں کے نامندے سٹریٹ فون کے لئے میرے پاس پہنچے، انٹرویو دیتے ہوئے پندرہ بیس منٹ ہی

گذرے تھے کہ اسد میہ کالج کے طلبہ مجھے لینے کے لئے آئے، میں نے اخبار بھروسے کے نمائندے سے
 معذرت کی کہ کسی دوسرے وقت آپ تشریف لائیں انٹرویو کا باقی حصہ میں مکمل کرادوں گا مگر وہ
 نہیں مانے اور کہنے لگے کہ آپ میرے چند سوالات کے جوابات ہاں یا نہیں میں مختصر دے دیجئے
 ہیں انہیں اپنے الفاظ میں پھیل کر رکھ لوں گا، چنانچہ ان سوالات میں سے ایک سوال یہ بھی
 تھا کہ جمعیت علماء اسد مغربی پاکستان کے موجودہ عہدے دار کیا پاکستان کی تحریک میں شامل
 تھے، میں نے جواب دیا: نہیں، بلکہ ان حضرات کو تحریک پاکستان سے اختلاف تھا اور اسی اختلاف
 کی بنا پر مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی نے جمعیت علماء اسد کی تشکیل فرمائی تھی، دوسرے سوال یہ
 تھا: کیا مولانا شبیر احمد عثمانی کے ساتھی رفقاء کی یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ میدان میں آکر تحریک
 پاکستان کی حفاظت کریں میں نے جواب دیا: شک یہ رفقاء اور مولانا ظفر احمد عثمانی جو مولانا
 شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے قریبی اور ہم عصر ساتھی ہیں انہیں اس میں پہل کرنی چاہیے، یہ وہ
 مجس جوابات ہیں جن کا پھیل و انٹرویو ترتیب دینے والے صاحب نے اپنے الفاظ اور اپنی عبارت
 میں کیا، غصہ نہ قبضہ، کانگریسی علماء پاکستان دشمن و غیرہ جیسے الفاظ بائیس سال کے عرصہ میں
 کبھی کسی نے میری زبان سے نہ سنے ہوں گے اور نہ میں ایسی سیخ گوئی کا عادی ہوں۔

تحریک پاکستان سے اختلاف کی وضاحت چاند کے مسئلہ میں نظر بندی کے بعد نہ ہو سکتی
 استقلالیہ کی تقریر میں کرچکا ہوں جس کی صورت، استاذ العلماء حضرت مولانا رسول خاں صاحب
 نے کی تھی اور اس میں مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب بھی شریک تھے، اسی طرح کی وضاحت
 دو سال پہلے ڈیرہ غازی خان کی ایک تقریر میں بھی کرچکا ہوں جس کی بنا پر حضرت مدنی کے بعض تلامذہ
 نے یہ خیال لی، ہر کیا تھا کہ میں اپنے خیالات صبر تحریر میں کر شائع کرادوں گا مگر سب علماء و قلم
 غصہ نہ الفاظ بھی میرے نہیں ہیں بلکہ مفہوم میرا ہے یعنی یہ کہ یہ حضرات تحریک پاکستان سے متنفر
 رہتے تھے پھر پاکستان بننے کے بعد ان حضرات نے جمعیت علماء اسد کی تشکیل کو اپنا لیا ہے۔

جمعیت علماء اسد کے اجلاس منعقدہ مکان میں اس امر کا اعلان کیا گیا تھا کہ اب پاکستان
 بیت جانے کے بعد اسد میہ محفوظ پر اس کی تعمیر کا مسئلہ ہے لہذا کانگریسی اور غیر کانگریسی کا مشترک
 ختمہ کر دینا چاہیے، حضرت مولانا محمد علی صاحب روبرو نے مجھے جمعیت علماء اسد کا نام لے کر

مقرر فرمایا تھا مگر میں نے بچہ وجود کنارہ کشی کا فیصلہ کر لیا تھا اس لئے بار بار تضرار کے باوجود
میں نے مولانا احمد علی صاحب رہپورتی سے معذرت نہ کر کے کافی تکلیف لی تھی، اگر کانگریسی دور
غیر کانگریسی کی تفریق میرے گوشہ خیال میں ہوتی تو دستوری نکات ترتیب دینے کے سلسلہ میں ہر
کتیب فکر کے علم کے ساتھ میں مولانا احمد علی صاحب رہپورتی اور مولانا محمد علی صاحب جالندھری
مولانا محمد یونس صاحب رپورتی اور مولانا مودودی صاحب کو کیوں شریک کرتا، وہ اجتماع میری
سے سے ہوا تھا جس کا مقصد یہ تھا کہ پاکستان کے مسئلہ میں کانگریسی اور غیر کانگریسی کا متوازن
کچھ بھی درست و غلط وہاں تک نہیں رہا۔

سابق صدر ایب خان نے اپنی خانہ ساز کتاب میں پاکستان کی مخالفت کے سلسلہ میں جن
کانگریسی علماء کا ورمولانا مودودی صاحب کا تذکرہ کیا ہے وہ اپنی میری نظر میں خلاف واقعہ
اور بے بنیاد ہے جس کا انہماک میں نے بار بار اپنی تقریروں میں کیا ہے کیونکہ کانگریسی علماء کا موقف
تجربہ فرمولے پر مبنی تھا وہ مسلمانوں کے مستقبل کے اعتبار سے خدشہ اور ان کے نقطہ نظر سے ایک
حقیقی سے متعلق تھا ورمولانا مودودی صاحب نے تحریک پاکستان کی جس قیادت پر عدم اعتماد کا اظہار
کیا تھا وہ بھی کم از کم زیادہ غیر واقعی تھا اور اگر پاکستان قرآن و سنت کی حکومت قرار دینے میں کامیاب
نہ ہو تو تحریک پاکستان سے اختلاف کے سبب دروجود عدم نہیں قرار دیے جاسکتے، اگر
سرمی حکومت کے شعبہ تعلیم میں پاکستان کا مہاب ہو جاتا ہے تو تحریک پاکستان سے متعلق تمام
اختلافات کو بے بنیاد و غیر صحیح قرار دیا جاتا ہے اور جو درجہ دیا جاسکتا ہے پھر غاصبانہ ہر ممبر کی طرف
سے اس وقت تک ہوتا ہے جب تک جمعیت علماء سرمد کا دعویہ رہتا ہے مولانا احمد علی صاحب رپورتی
نے وصال سے پہلے روز قبل عدالت کی حالت میں غور کے لئے جاتے ہوئے غریب خانے پر تشریف
آکر فرمایا تھا کہ میری نگرانی تو ہمیشہ آپ جمعیت علماء سرمد کو سنبھالیں میں نے اس وقت
خیریت و سب سے اطمینان کیا تھا جی بہتر ہے۔

پھر مولانا غلام غوث ہزاروی اور مفتی محمود صاحب دونوں حضرات نے مولانا عبد اللہ درخوشتی
صاحب کا سنی رہ بیان کرتے ہوئے مجھے جمعیت علماء سرمد کے فرمایا میں نے معذرت پیش کر
دی تو ایسی صورت میں میری طرف سے قبضہ نہ صاحب کو بڑے دیش کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

مجھے نہ کانگریسی نہ ہست سے خدشہ ہے اور نہ جمعیت علمائے اسلام کی موجودہ قیادت سے جبرئیل
 اختلاف اس عالمگیر اور اسلام کش فتنہ سے ہے جو کمیونزم اور سوشلزم کے نام سے ہمارے ملک میں
 سر ہٹا رہا ہے۔ کے پلیٹ فارم سے یا اس کے اخبار سے اسلامی سوشلزم
 کی پرفریب ٹرمینک مسند ح اختیار کر کے اس فتنہ کی حمایت کی جا رہی ہے جہاں جہاں اسلام
 پسند نہیں ہے اس طرح کا دھوکا کھایا ہے آج وہاں نہ وہ اسلام پسند موجود ہیں اور نہ وہاں
 اللہ کا نام لینے والا کوئی باقی ہے۔ : : : : : کی سامراج کے لئے جوٹے سرمایہ دارانہ ملک کی
 مخالفت اور معاشی انصاف اور عدل عمرانی کے قیام کے لئے اسلام کا لفظ اختیار کرنا کافی دینی
 ہے، اگر اس پرفریب اصطلاح سے کھلی طور پر اجتناب نہ کیا گیا تو اندیشہ ہے کہ محمد و بے دین تبتہ
 اسلام کی آڑ لے کر ماؤزے تنک کا لادینی نظام قائم کر لے گا، ہماری نظر میں یہ مسئلہ صرف پاکستان
 ہی کی موت و زیست کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ اس ملک میں اسلام کی بقا اور عدم بقا کا مسئلہ بھی
 ہے اس لئے سوشلزم اور اسلام سوشلزم کی مٹی بذات ہمارا ایسا ہے، اور جس طرح سرمایہ دارانہ
 نظام کے خلاف جہاد کرنا فرض ہے اسی طرح سوشلزم اور سرمایہ سوشلزم کے خلاف جہاد کرنا
 بھی وقت کا سب سے بڑا فریضہ ہے اس فتنہ کی سرپرستی خواہ کوئی فرد کرے یا کوئی جماعت
 اور گروہ، دیوبند کی برٹوی شیعہ سنی اور اہل حدیث سب کو مل کر اس دینی فتنہ کی ممانعت
 اور اس کے خلاف جہاد کرنا ناگزیر اور ضروری ہے۔ : : : : :
 شعبان ۱۳۸۵ھ بمطابق ۱۹۶۵ء

مسلمانوں کی موجودہ پستی اور اس کا علاج

زیر پرکاش فرسیت دنیا ہر کے مسلمانوں کو یہ توقع تھی کہ عالم اسلام کے معززہ براہِ رخن تھیں
 فلسطین اور مسجد اقصیٰ کو اسرائیل کے پیچھے استبداد سے واکزار کرانے کے لئے ہم ترین فیصلے کریں
 سے، تھاتے ایک نئی تاریخ جبر سے کی اور عالمی سیاست کے دھماکے بہاں بنائیں گے، لیکن
 فلسطین کے یہ توقع یہ رہی نہ ہو سکی اور مضمون بہ عرصے امریکی جابریت کے پیچھے استبداد میں
 برستے سکتے تھے رد سہ عدالت سے ٹٹ ایک بے رحم مدنی ملک مغربیہ شہ آلی بدک سے
 نہایت کہ یہ نہ کریں، اقوام متحدہ کے دروزوں بد شک و بنا چھوڑ دیں، اپنے متحدہ
 وسائل بنی کریں اور اللہ کی ذات کے پیرو سے پڑا مدنی جہاز کا سدن کریں، سعودی سفیر
 در سنے پکست بناب میں عبداللہ مطلق کی فرہشیں پڑیں، انہما موصوف سنے ایک مرقعات ہیں
 کیا تہ راقم لہوت نے شہ کا انفرس کے نام جو پیغام بیجا تھا اس میں عامہ اسدم کے سربراہوں
 لاندست میں یہ کڈش کی گئی تھی کہ آئی کا مرٹن کیا سبہ اس کا سدن کیا ہونا چاہیے، پیغام

بہ مضمون یہ تھا:

اہوت و تیغ کی ناکامی کے بعد نہت جہاز ہی اسدست است کا و، صدر ستنہ،
 انہ جہاز کے مقصد تہ سیاسی و مادی اغوش سے بہت کرٹھنل سدن، مکتہ ستنہ،
 سدن کی موجودہ ذست و کبست کا سبب بڑا سبب مدنی جہاز کا ترک کرنا ہے
 فلسطین کا منصب، بیت مکتہ میں کا ستنہ، مسجد اقصیٰ کی آشدنی اور عامہ مدنی
 شاکر کو مڈر سنے کے نایک بیبیونی، مڈر سنے کے سنے لیساور دناک، دشت
 بنے مسنون کے سنے خبرت سے سنا بنایا جینے روز جیسی مڈر قوم کا یہ سببی
 مڈر رہا رہی شامت سنا کی بدلی ہوئی شامت در س صورت سنا کے بنی کی
 سبب اور سبب

مسعودی کا، سدن دشمن مکتہ پر مڈر مڈر مڈر ستنہ ستنہ ستنہ، کے س
 کی ترقی کست ورن کے سدن و سدن ستنہ ستنہ ستنہ ستنہ ستنہ ستنہ
 سدن ستنہ ستنہ ستنہ ستنہ ستنہ ستنہ ستنہ ستنہ ستنہ ستنہ

(۲) مسلمانوں میں راحت پسندی، عیش پرستی اور یہید تمدن کی وجہ سے دنیا کی محبت اور موت سے نفرت جاگزیں ہو گئی ہے۔ اسی کو حدیث نبویؐ میں "وہن" (دور ہمتی) سے تعبیر کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ اس کی وجہ سے کثرت تعداد کے باوجود مسلمان خس و خاشاک کی طرح ہوں گے جسے سیلاب کا معمولی سیلاب بہلے جاتا ہے مسلمانوں کو بھی عدد و تعدد اور سامان کی کثرت سے کامیابی نہیں ہوتی۔ ان کی کامیابی کا ایک بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ اصول سے اور وہ یہ ہے:

ان يَنْصُرُكُمْ اِنَّكُمْ فَوْقَ خَالِبٍ
لَكُمْ وَ اِنْ يَخْذَلْكُمْ فَخَنَّ
ذَ الَّذِي يَنْصُرُكُمْ مِنْ بَعْدِهِ
وَ عَلَى اللَّهِ نَيْتُهُمْ كُلِّ
اٰمُوْنُوْنَ

اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب
نہیں آسکتا اور اگر وہ تمہاری مدد سے
برہنہ ہو جائے تو اس کے بعد کون سا بت جو تمہاری
مدد کو آئے اور اہل ایمان کو لازم ہے کہ وہ
صرف اللہ کی ذات پر بھروسہ کریں۔

ہماری تمام مشکلات کا سبب مل یہ ہے کہ ہم راجحت میں اور تن آسانی اور شدت، و
افراق کی فتنہ خیز کریں، عالم اسلام کی مجلس متحدہ متحرک کریں، اسلام دشمن قوتوں سے کٹ
رہے تق تعاضد کی ذات پر اعتماد کریں اور کفر کے مقابلہ میں بنیاد پر محسوس بن کر
عندہ کلمہ اللہ کے لئے سر سے کفن باندھ کر میدان جہاد میں کود جائیں، تق تعاضد کا
نہا ہے:

اگر تم اللہ کی مدد کے لئے ظہرے تو اللہ مقرب
و ریتہ اللہ ما لہ

دکھنے لہے کا و تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔

مقام شکر ہے کہ عرب نے جہاد کا فتویٰ دیا ہے اور سعودی عرب کے فرمانروا شاہ
فیصل بن عبد العزیز ورن کے تمام مرا و وزراء اعیان و اکابر اور مشیر اہل قلم نے عدت
جہاد کر دیا ہے، ان کی تمام تقریریں سعودی عرب کے اخبارات و رسائل میں شائع ہو چکی ہیں
لیکن ضرورت مزید ہے کہ عدت سے آگے بڑھ کر کوئی عملی قدم اٹھایا جائے اور اس وقت
لوہیوای بنجاست سے پاک کرایا جائے۔

کفر اور امنِ عالم

احمد آباد اور جنوبی ہند کے بعض دوسرے شہروں میں مسلمانوں کی جان و مال اور عزت و
 حریت کو جس درجہ کی بربریت اور فسادات سے تباہ و برباد کیا گیا ہے اور جس کا سلسلہ ابھی تک
 جاری ہے وہ بھارتی حکومت کے مکروہ چہرے پر کھٹک کا ٹیکہ ہے۔ نہ کہ نہ ہی ان کے پجاریوں نے
 قتل و غارت اور شرافت و انسانیت کے سارے تقاضوں کو پس پشت ڈال رکھا ہے، بلکہ
 اس سے مسلسل یہی ہوتا چلا آیا ہے کہ بہت مسلمانوں کو فسادات کا نام دے کر بے دریغ قتل کیا جاتا
 ہے اور چر بھارتی حکومت نہ صرف یہ کہ ان مفسدوں کے خدش کوئی اقدام نہیں کرتی بلکہ یہ سارا
 قصہ یہ کہہ کر پیٹ دیا جاتا ہے کہ یہ فسادات پاکستان کی سازش سے ہونے لگے۔ پاکستان اگر
 ایسا ہی سازشی ہے تو سوال یہ ہے کہ وہ اپنے ملک کی غیر مسلم اقلیتوں کی عزت و ناموس کی حفاظت
 کیوں کرتا ہے؟ دراصل یہ بھارتی مسلمانوں کو صرف ان کے مسلمان ہونے کی سزا دی جا رہی ہے
 اور تیس خوب معلوم ہے کہ کفر ہمیشہ تک نظرِ سنگ و رخام رہا ہے، نہ کہ نہ ہی انہ کے پرستاروں
 نے اجارت میں جو خونی درامدیں یورپ و امریکہ کے مہذب و رنہ وں نے اپنے نام و غیرہ میں
 جو کچھ کیا اور سرسبز کے نیویوں نے سر قند و بخارا و درود سے سوشلسٹ ملک میں جو کارنامے
 انجام دئے یہ کفر کی اپنی فسادات ہیں سے واضح ہوتا ہے کہ کفر کے پاس امن عام و انسانی
 سہمتی کے لئے کچھ نہیں صرف سڈم ہی وہ مذہبیت جو عالم کے لئے پیغامِ رحمت اور انسانیت
 کے لئے مشرودہ امن و سہمتی ہے، پھر پھر پاکستان میں تمام غیر مسلم اقلیتوں کا نہ صرف جان و مال
 بلکہ عزت و حریت کی مادی ترقی و آسودہ حالی قابلِ دید ہے اور تقریباً ہی حال تمام ملک اسد میں
 کی غیر مسلم اقلیتوں کا ہے وہ کفر تھا اور یہ اسلام ہے۔ ہمیں تناوتِ رد از کجاست تا کجما

جمعیت علماء اسلام اور اس کا منشور

جمعیت علماء اسلام کی مرکزی مجلس عمومی نے اپنا ابدس منقذہ ۲۹ ستمبر ۱۹۹۹ء بمقام
 سرگودھا میں اتفاق رائے سے جمعیت کا جو منشور منظور کیا ہے اس کا خلاصہ اخبارات میں
 وریچ راتین ہفت روزہ ترجمان، سیدہ، ۱۸ ستمبر ۱۹۹۹ء میں شائع ہو چکا ہے ابدس میں

پاکستان کے دونوں حصوں سے ممتاز شخصیتیں شامل ہوئیں جن میں اکثریت علماء و کرام کی تھی۔
 مشترکہ وفیات و عنوانات میں بڑی حد تک ہمہ جہت و مہم نواز رہنے کی دشمنی ہی ہے۔
 حکومت کی توہین پر ہر وفیات میں یہ عنوانات ملحوظ رہیں گے جو کہ اس کے لئے
 تعین پر ہیں تاہم کے ۲۹ حالات میں قریب قریب وہ تمام تجاویز آتی ہیں جو انی تعین پر ہیں کے
 سلسلہ میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب و سر قمر الدین کے زیر قلم کرچکے ہیں۔
 جائز و ایسی کے متفقہ طور پر پیش کی گئیں۔ معاش و اقتصاد اور تجارت سے متعلقہ وفیات میں جناب
 پسند کی سے نام کیا ہے۔ صنعتی و کارخانوں کے سلسلہ میں موجود وفیات کے پیش نظر یہ
 مشعلت کی رعایت کی گئی ہے۔ زراعت پائیس پر یہ وفیات ہیں، مندرجہ ذیل میں سائنس کے شعبہ
 قول کو کیا گیا ہے۔ درنازیہ ساریت میں امام جوینیہ اور مہر محمد کے قول کی روشنی میں یہاں کے
 مہمان بارہ ٹھیکہ کے احوں کو تسلیم کیا گیا ہے اور حق رہاں بقہ یہ کیفیت کے تقریر سے تراز
 کیا گیا ہے آخر میں اس بات کی تصریح کر دی گئی ہے کہ مشورہ کی وفیات میں قرآن و سنت کی
 خصوص اور ملک و ملت کے مفاد کے تحت ترمیم و تبدیلی و رکنی ترقی کی تجاویز پر غور کیا جاسکتا ہے۔
 مشورہ کا سب سے اہم جز وہ پائیس کا ہے۔ میں جنہیں مشورہ میں حضرت مولانا غلام قیصر
 کے زیر ہدایت کے جید علماء کی فہم و تدبیر نے ہر اتفاق منظور کیا ہے۔ یہ مشورہ پائیس کے قیام
 پاکستان کی سنت اسلامیہ کے حدود و تقاضا کا سنگ بنیاد ہے اس مہم سنگ بنیاد کے قیام
 کے نام سے ہر ممتاز ترین علمی و ادبی و تحقیقی شخصیتیں شامل تھیں جناب مولانا مولوی
 صاحب نور بھی اس میں شامل تھے جو تاج جہانیت عالم کے سلسلہ سے یہاں ہی مقدمہ پیش کرنے کے لئے
 نہایت سے نکل کر تھے۔ پائیس کے لئے کو وہی نام چاہتے ہیں۔ کائنات کی عظمت و
 میں بعد قیود کے ہیں کہ نتیجہ یہ ہو گا کہ حکومت کی جو دنیاویک و فدر کی ہر ایک سب سے
 کو کھڑے پھیلنا جائے۔ ورنہ حکومت کو ہمیشہ کے لئے انتشار و فساد کی نذر کر دیا جائے۔
 یہاں کہنا یہ ہے کہ مشورہ کی بات موجودہ بڑی حد تک جامع ہیں جس کے ورثہ میں بھی در
 اس کا سب سے شوقیہ نامہ۔ درناویہ چھویرے کے موجودہ مشورہ کو س کرنے ورمی نہ ہوگی
 ضرورتی بھی کو یہ سمجھنے کے لئے قدم قدم پر قرآن و سنت کی خصوص اور صدیوں سے

مسجد کو رد و نمانہ اور ایک آنہ اجرت پر مرغیوں کے ٹپکے لگانے کی تربیت کا حدن بردہ دینی
جذبہ سے فرمایا کرتے ہیں وہ اس کتاب کے مندرجات سے کیوں جاہل رہے؟ جامعہ کے پرنسپل
مورنا نور الحق المزدوی۔ زہری اور جامعہ کی انتظامیہ اور تعلیمی کمیٹی نے اس انجمن کتاب سے جتنی
دستور کوئی کو کس حوصلہ سے برداشت کر لیا؟ یہ سارا تقضیہ کسی گہری ورنہ پاک سازش کا پتہ دیتا
ہے۔

ہم اس باب اقتدار سے گذارش کرتے ہیں کہ اس کتاب کو فوراً جامعہ کے منصاب سے خارج
ورمک میں اس کا داخلہ ممنوع قرار دیا جائے، نیز جن افراد کی حق بھگت نے اس کتاب کے ذریعہ
اسلامیان پاکستان کی دینی غیرت کو لنگھار ہے ان کا محاسبہ کیا جائے ورنہ عین عہد تک سزا نہیں
دی جائے، جو ملک اللہ و رسول کے نام پر کلمہ طیبہ کے نعروں سے حاصل کیا گیا تھا ورنہ جس کے سے
قرآن مجید جڑھ میں لے لے کر اسد مہکا واسطہ دیا گیا اور جس کے لئے مسلمانوں نے جان و مال نہیں
دیا و ناموس تک کو قربان کر ڈیا اور احمد آباد وغیرہ میں بھی تک یہ قربانی دی جا رہی ہے کتنی شرم کی
بات ہے کہ آج اسی پاک ملک میں اللہ و رسول کے نام کی تحقیر کلمہ طیبہ کی بے حرمتی، قرآن مجید کی سوغاتی و
اسد مہکی پھالی کے لئے سازشوں کے جال پھیلے جا رہے ہیں اور اس سے نہ صرف دُوب و سُن کے
بات یہ ہے کہ محکمہ اوقاف کے زیر سایہ اللہ و رسول کے نام پر چنے والی دینی درسگاہاں میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کر کے سد مہ اور پاکستان کا مذاق اس طرح زایا ہوتا ہے کیا یہی پاکستان
نے کیا؟ نیورسٹی ہا رہیں، سد مہی نسیم تعلیم ہے؟ کیا محکمہ اوقاف کی یہی حسن کارکردگی ہے؟ کیا یہی
جامعہ اسد مہیہ جہاں پور کی لہن تر نیاں ہیں؟

اِنَّ الَّذِیْنَ لَیْسَ لَهُمْ ذُوْنَ اَللّٰہِ وَرَسُوْلٌ لَّنْفِہِمُ اَسَہٌ فِیْ اَسَہٍ وَّ اَلْاٰخِرَةُ وَاٰخِرَةُ

لِہِمُ عَذَابٌ مُّہِیْمٌ، سورۃ حزاب رنوع،

رحمان لہبرک رحمتہ علیہ، زمزم پبلشرز

مسلمانوں کے تفریق، اختلاف و انتشار کے ظاہری و باطنی اسباب

آج کل پاکستان میں بڑی دور سے گزر رہا ہے وہ انتہائی دردناک ہے اور شاید پاکستان کی ۲۴ سالہ زندگی میں اتنا دردناک دور کبھی نہیں آیا ہوگا۔ ستمبر ۱۹۷۳ء میں بدشہد ایک ایسا نازک اور دردناک دور آیا تھا جس میں پاکستان کے وجود کے لئے خطرہ پیدا ہو گیا تھا اور مکار دشمن نے اس شدت سے حملہ کیا کہ پاکستان صفر وجود ہی سے مٹ جائے۔ لیکن حق تعالیٰ نے محنت فتنل و کرم سے اس کے نتائج سے بچایا۔ تم سک اور پوری قوم میں ایک غیبی اطمینان کا منہور ہوا۔ تم اس میں یہانی روح کی جرد زری اور اس کے نتیجے میں تصور سے باہر برکات، درجہ و درجہ کی ہونی اور قوم سک تباہی و بربادی سے بچ گئے۔ اس وقت ضرورت تھی کہ اس نئی روح کی منافقت کی بجائے و رقی تعالیٰ تالیف شراذ اکیا جاتا۔ اگر یہ ہوتا تو حق تعالیٰ کا وعدہ: مَن شَکَرْتُہُ زَیَّدْتُہُ اَرْقَمُ شُکْرُہُ کے تو مزید انعامات دیں گے، پورا از جاتا، ملک قوی سے قوی تر ہو جاتا، قوم کو رحمت سکوان کی زندگی بھر آتی اور عدالت سکوان کے ہونے پرست ہو جاتے، لیکن انہوں نے بعد انہوں سے کہ ایسا نہیں کیا یا بعد اس کے برعکس اس نئی روح کو فنا کرنے اور اس نئے خون کو پاکستان کے بدن سے صدمہ از جہ خارج کرنے کی کوشش کی گئی۔ یہی اس ملک کو تباہی و بربادی کے راستے پر لے گیا۔ تفصیل میں جاننے کی ضرورت نہیں، یہ بھی کھل کی تاریخ ہے جو دنیا کے سامنے ہے، ہم نے خود اپنے ہاتھوں وہ مصائب پیدا کئے ہیں جن کے نتائج بہ جا رہے سامنے آ رہے ہیں۔ شہیدانِ وطن کے کہیں حق تعالیٰ کے اور مریدانِ ولایت کفرتہ ان عذاب الی لشہیدتہ اور لمریدانِ شکران کردہ کے تو یہ اعذاب بہت سخت ہے، کاٹا ہو رہا ہو جائے۔

مسلمانوں کو انبیاء سے کبھی اتنا نقصان نہیں ہوا جتنا ایٹم سے پہنچا۔ اسلامی ملکوں میں غیار کی ریشہ دوانیاں ہمیشہ سے ہوتی رہی ہیں اور اب بھی ہو رہی ہیں مگر ان کے نتائج کبھی اتنے دردناک نہیں تھے جیسے قدر کے پٹوں کی خداریں، خیانتوں اور حماقتوں سے ملک و ملت کو ہتکتا رہا ہے کہ کڑھے میں کرنا پڑا، خدمتِ عباسیہ کی تباہی سے مدح جہنِ معلیہ کے زوال تک مسلمانوں کی یہی تاریخ ہے۔

بے نیافر موشی کی، پتہ پتہ خدا فراموش قوم کے یہ فدا و نالہ جی ایک ایک کر کے سنے رہتے ہیں،
 ہماری ناقص رائے میں موجودہ حالت کے دو سبب ہیں، ایک تاریخی اور ایک باطنی،
 ن دونوں کی طرف ہم نے اشارہ کر دیا۔

باطنی نشانہ تو یہ ہے کہ پاکستان کے معن میں مقصد وجود کو نعرانہ نہ کر دیا گیا، اور یہ تقاضے کی نفی نہ تھی
 کہ شہر کی نئی، عرصہ دراز سے مسلمانوں کی آزدی کی کوششیں جاری تھیں، مگر وہ اور اس کے بعد
 سے مختلف سیاسی تدبیریں کی گئیں، مسئلہ اس قدر ہے کہ ایذا قرہ بنی کے، اتنی بڑی فطرت نہیں تھی، نہ تو
 وہ قرہ بنی ہمارا ناخوستہ دینی ہی بڑی رکھوں ہائیں نشانہ ہوئیں، عورتیں، بچے، مرد، بچے، شہید
 ہوئے، ہزاروں مسکین بن گئے، وطن چھوڑا، مال و سبب اور جان و ثانی، قربانی کرنی پڑی، گویا
 وہاں انتشار سا جو آل فرعون کا قرآن نے میاں کیا۔

اور کہ ترکو من جنت و حیلین
 وہ وقت کہ یہ نعمت کا نہ
 وہ وقت کہ یہ نعمت کا نہ
 وہ خوش رہا کرتے تھے نہ سہ۔

گزشتہ صدی کے پاکستان کی شکل میں اس کا بعد دیا، مسکنت ہی، دوست و شریعت
 ہی، مسکنت ہی، دوست نہاد اور پاکستان کا وقت، رہنما پیدا، اور اسے سر زمین ہی فوجی
 ہر نہانے دوکانوں، اندسریوں میں، غرض جو کچھ کیا تھی اس سے بڑھ کر دیا، گزشتہ صدی
 ہر شہر بھی تو رکھنا تھا، آئینہ ہی و نہایت کی زندگی اختیار کرنی تھی، کتاب و سنت کا انداز ہی
 قوانین نافذ کرنا تھا، ساری اثر و منوال اس کے رشتہ کو مڑا کرتے تھے، ابھی سے تو مٹی و مٹی
 اور قومی تنظیمیں تھیں جو بھائیوں، جیسے ایک باندہ اقوام کے آثار و نشان قائم کرنے کے اور دنیا
 سے زیادہ زمین کی ترقی کو نظر کرنی تھی لیکن یہ سب کچھ نہ ہو، نہ کیا۔

وہ وقت تھا کہ بعد کے قوم کے ساتھ فرکار حکومت کی حالت پر، سر پر فوجی ہو، اور
 قوم کے ساتھ اور درامند و سوں نے انفرادی اتحاد سے ہزاروں مسکین بنا دیے، مسکینوں
 کے ساتھ ہوئے، بہت سے اور مسکنے مسکن ہیں کی دینی تعلیم پر غور کیا، سبب
 جو کہ مسکن کا یہ نقشہ باقی رہا، اور بعد ازاں یہ مسکن بنا دیا، اور نہ مسکن مسکن

میں آتا لیکن جیسا کہ عرض کیا گیا یہ دینی خدمت جو تھوڑی سی بہت ہوئی انفرادی شغل میں ہوئی مگر قوم اور حکومتی سطح پر آج تک کوئی قابل قدر کام نہ ہو سکا، ۲۳-۲۴ سال سے اسلمی دستور اور اسلمی قانون کے لفظی نعروں سے فضا گونج رہی ہے۔ مگر عجیب بات ہے کہ آج تک نہ اسلمی قانون کا لفظ منت کش معنی ہوا، نہ اسلمی دستور کا خواب شرمندہ تعبیر ہو سکا، سنہ اللہ کے مطابق جب کسی قوم سے انتہائی جرم سرزد ہوتا ہے تو اس قوم پر باند زہ جرم اسی نوعیت کا اجتماعی وبال آتا ہے، یہ سب اس باطنی سبب اس شدید قسم کے سیاسی، لسانی، وطن اور اقتصادی بحران کا جس نے پوری قوم کو موت و حیات کی کش مکش میں ڈال دیا ہے اور اس کا کافی بڑی سبب دراصل صالح، قوی، مخلص اور بیہودہ معز قیادت کا فقدان ہے۔

اولاً: ملک ہمیشہ سے اغیار اور دشمنان اسلم کی رہیشہ دوائیوں کی آماجگاہ رہا، ان مائتہ اللہ ہر قیادت نے اپنے دینی و قومی اور مقامی و جغرافیائی تقاضوں سے زیادہ انہی کے شماروں پر غلط رائے کو نشان سعادت مندی سمجھا، مفسد و مضر عناصر کو من مانی کر کے ان کی کھنچ دی گئی، ان کی اصلاح کرنے اور انہیں راہ راست پر لانے کی صحیح تدبیر نہیں کی گئی، صوبائی نامہ کو توڑ کر پہلے وحدانی نظام راون یونٹ، بنایا گیا، اس کے پس منظر میں بھی نہ اسلمی رشتہ، اتحاد کو مضبوط کرنا تھا، نہ اسلمی نظام کے اجراء کے لئے اچھی فضا پیدا کرنا، سیاسی اثر و مقاصد کا فرمایا تھے تاہم اس کی سورت اور اس کا ڈھانچہ شاید اسلم سے قریب تر تھا، ملت کو ٹکڑے کر پھری صوبائی نظام دوبارہ مسلط کر دیا گیا اور پٹان، پنجابی، سندھی، بھوجی، بنگالی، مشرقی اور مغربی کی لغت پھر سے مسلط کر دی گئی اور اسلمی وحدت پارہ پارہ ہو کر رہ گئی۔

ثانیاً: شریک عناصر جو پہلے ہی سے بے قابو تھے، ان پر گرفت ڈھیلی کر دی گئی اس سے منسہہ پر داز و رفتہ انگریز عناصر کو بے کناہ شہریوں کی جان و مال اور عزت و تیر و سے کیست کا موقع مل گیا اور مسنوس نعروں کی آڑ میں اپنی ذاتی اغراض کی تکمیل نے قیادت کی کمزوری اور اتفاق کو واضح کر دیا۔

ثالثاً: سرحدی اور دولت کی معیانی نے غریب عوام کے لئے مشکلات کا پہاڑ کھڑا کر دیا، ہمارے قائدین نے اس رستہ جوئے ناسور کا بد وقت مدد کرنے کی ضرورت محسوس نہ کی،

نہ انہیں ہمانہ اور منہوم طبہوں کے مسائل حل کرنے کی طرف توجہ دینی، عوام میں اس سے بیانی
 کینیت پیدا ہوئی اور کچھ ذہن عناصر کے ہذا باقی نعروں نے بھی پرتیل کا کام دیا، نہ واسطہ
 کی دستاویز ایسی لے میں سنائی گئیں کہ قوم ان کو نصر و مسیحا سمجھ بیٹھی، آخر ان حالت نے مجرب
 و رخصت کی شکل اختیار کر لی۔ ع "شامت اعلیٰ ماصورت نادر گرفت"

"زنا است کہ بر ما است" خود کردہ راجہ علی ج "فرمان خداوندی ہے :-

و ما بعد بکرم مصیبتہ
 فبما کسبت ایدیکم
 و یعفو عن کثیرہ
 جو کچھ تمہیں پہنچ رہا ہے یہ خود تمہارے پتے
 دہنوں کے کر توت میں اور بہت کچھ تو
 اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔

مسلمانوں کے تفرق و انتشار کا باطنی و ظاہری علاج

منش کی تھیک تشنیں کے بعد صحیح علاج ہو تو مریض کے جانبر ہونے کی امید کی جا سکتی ہے،
 باطنی منش کا علاج تو یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی طرف رجوع کیا جائے، سابقہ زندگی سے توبہ کی جائے
 انابت الی اللہ کا راستہ اختیار کیا جائے اور عہد کر لیا جائے کہ امن و سکون ہوتے ہی پہلی فرصت میں
 اسلام کا دین و تقویٰ نافذ کر دیا جائے گا اور صالح معاشرے کے قیام و تشیل میں کوئی کسر نہیں اٹھا
 رکھی جائے گی، حق تعالیٰ کو ناراض کر کے قوم کی رنماندی حاصل کرنے کی کوشش نہ کی جائے اور رُکڑا
 کر حق تعالیٰ سے اپنے اعمال کی معافی مانگی جائے، خصوصیت کے ساتھ سورہ بقرہ کی آخری آیت میں
 جو دعا سکھائی گئی ہے وہ دینا لا تو اخذنا سے آخر آیت تک، اسے ہر وقت اور ہر نماز کے
 بعد پڑھنا جائے اور آخر میں آمین اور درود شریف پڑھیں۔

نہ بری حد تک یہ ہے کہ نہایت تدبیر و خدش کے ساتھ معاملہ کو سلجھانے کی کوشش کی جائے
 ورنہ قوتیں جو ابھرنے لگی ہیں ان کی اصلاح کے لئے مناسب تدبیریں لازم و اختیار اور ہوشمندی
 و دمانی کے ساتھ اختیار کی جائیں جو نہ سب سے نہ کباب کا مصداق ہوں۔

یہ مختصر اور تاہم اشارے ہیں جو سپرد قلم کئے گئے ہیں :

پاکستان میں فسادات، ان کا سبب اور علاج

گزشتہ چند ماہ میں جو ہنگامہ آرائی رہی ملک و ملت کے سکون کا شیرازہ جس درون گاہ ہے سے منتشر ہوا وہ پاکستان کی تاریخ کے خونچکان صفحات ہیں، مسلمان کی جان و مال و آبرو و عزت و فخر سے غارت گری پاکستان میں جو روح فساد و فتنہ پیش آنے ماضی قریب میں اس کی نشانی ہے نہ ہوگی۔ یہ سب کچھ ہوا اس ملک میں جو اسلام کے نام سے وجود میں آیا ہے۔ اور اس ملک میں جس کی غالب اکثریت مسلمانوں کی ہے اور جو کچھ کیا مسلمانوں نے اور جو کچھ ہوا مسلمانوں کے ساتھ ان عبرت ناک واقعات نے ثابت کر دیا کہ اس ملک میں مشکلات کے لئے جو حل تجویز کیا گئے وہ صحیح نہ تھے، وہ تریاق نہ تھیں جو نسخہ تجویز کیا گیا وہ صحیح نہ تھے اور جو کچھ دشمن جو اس غلط نسخے کی تاثیر تھی جو اس ملک کے لئے اور اس قوم کے لئے غلط تجویز کیا گیا، اس کے بُرے اثرات سے نہ راعی پہچانہ رعیت، امیر و فقیر یکساں طور پر متاثر ہوئے۔

و ما اصابکم من مصيبة فبما
کسبت ایدیکم و یعقوب عن
اور جو بھی مصیبت تم پر آتی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں
کے کئے کاموں کی وجہ سے آتی ہے اور بہت کچھ قاتل
کشیوں ۱

آخر کب تک یہ غلط تجربات کئے جائیں گے اور کب تک ہم اعداء اسلام کے آلہ کار بنے
رہیں گے اگر اس نفست کی نیند سے آنکھیں نہیں کھولی گئیں تو خاکہ بدھن تاریخیت ہمارا نام
مٹ جائے گا۔

یہ تسرت ناک انجام سب کے سامنے ہے ارباب حکومت ہوں یا اہل ملک ارباب تجارت
ہوں یا اصحاب زرعت و کارخانہ دار ہوں یا مزدور، سب کے یہ تالش
دیکھ لیا، صد ارقی نف م بھی آزمایا گیا اور نام نہاد جمہوری نف م بھی، برن نفی تریہ حکومت کا بہ
بھی کیا گیا اور امریکی طرز حکومت کا بھی، اب تمام ملک و ملت کے لئے سد م اور سد می
کا ایک ہی صراط مستقیم باقی رہ گیا ہے :-

۱۱ ان هذا صراطی مستقیم فاتبعوه
و لا تتبعوا السبل فتفرق بکم
اور بیشک یہ میرا سیدھی راستہ ہے تم اس کی پیروی کرو
اور دوسرے راستوں کی پیروی مت کرو ورنہ تم

بدشہ اس وقت تک عالمِ اسلامی شدید ابتداء میں گرفتار رہا۔ نبی کریمؐ کی ایک مخصوص امدادِ عدم کی ریشہ دوانیوں کے مراکز بنے ہوئے ہیں، کہیں عربی قومیت کا بھوت سوار ہے کہیں مال و دولت کی فروغی سے قوم اپنی قیمت کھو رہی ہے، کہیں عیش پروری و تن آسانی نے قوم کو تباہی کے رٹھے تک پہنچا دیا ہے، ہر ہی اسباب کچھ بھی ہوں لیکن یقینی سبب حق تعالیٰ کے قانون سے ویرانی ہے، غرض اسد می آئین کا تسلط ہے، خدا فراموش قوموں کی تہذیب و تمدن کی نقالی ہے، ہزاروں میں، ہونٹوں میں سیرگاہوں میں، تفریح گاہوں میں، کھیلوں میں جگہ گھروں تک میں دینی حریم کے روح فرسا مناظر ہیں، رقص و سرود کی مٹھلیں ہیں، قہوے خانے شراب خانوں میں تبدیل ہو گئے ہیں، کون سی وہ لذت ہے جسے یورپ کی تہذیب نے جہنم دیا ہو اور عرب ملکوں میں موجود نہ ہو، کہیں کہ مذہب کا نام ہے تو وہیں مذہب کے نام پر وہ جہالت و قساوت و دشمنیت ہے کہ قتل و غارت ہے، مذہبی حکومتوں کے بعض مشاہیر اہل علم نے آج بھی یہ فتویٰ سنایا ہے کہ جو شخص نہایت کثرت کا قائل ہو یا زمین کو متحرک مانے وہ کافر ہے مرتد ہے اور واجب قتل ہے، اگر مذہب کا نام ہے تو اس جہل کے ساتھ ہے جو تنہا داغ داغ شدہ پنہاں کیا ہے، درون ملک یہ سب کچھ ان ملکوں پر رکت پر دے پڑ گئے۔

تمام عالمِ اسلام میں یہی آخری مملکت پاکستان کی تھی جہاں کے عوام میں دینی پختگی تھی، دینی خدمات کا جذبہ تھا، مسجدیں مدرستہ دینی ادارے جمعیتیں سب کی رونق مسلمان قوم کی توجہ سے قائم تھی اور اربابِ دولت و حکومت سب نیاز ہو کر خدمات دین کی خدمت انجام دیتے رہتے تھے دشمنانِ دین نے اپنی ریشہ دوانیوں سے یہاں بھی ڈنڈا میٹ لگاتے شروع کر دیئے، اب یہ قوم بھی بڑی طرح کی سازشوں کی شکار ہو رہی ہے، سرمایہ دار سود خوروں کی شہمہ ملی نے کیونز کم و سوشلزم کے راستے ہموار کر دیئے، بے تمل مسلمانوں کے حوزہ تمل نے اسلام کو بدنام کر دیا، خود سوشلزم باب دین کی حرکتوں نے علماء دین کی وقعت ختم کر دی، ایک عجیب سید بے مسموم نہیں کہاں جا کر رکے گا، شہداء شہد قادیانیوں نے اٹھائے۔

یہ ہے اس وقت بدعتِ ناک، حوالہ کا ایک بلکا سا خاکہ، رات پر نور کرنے سے جو

بات سمجھ میں آتی ہے، رہنمائیِ امت و قوم کے سامنے غرض کرنے کی جسارت کرتا ہوں۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اندوہ معاشرے کی طرف ایک بہرہ کی صورت میں نمایا جانے
 صحت معاشرے سے یہ امت مسلمہ یہ ہے کہ اگر قوم کا نہ ہو تو قوم کی اکثریت کا دعوت و تبلیغ کے ذریعہ
 دینی مزاج بنایا جائے، اعتقاد ہی اعلیٰ، خدائی ہر پہلو سے مسلمان بنانے کی کوشش ہو، تاکہ مسلمانوں کو
 و تبلیغی و فود کی منظم طور پر حرکت ہو، جہد جگہ مرکز بنائے جائیں، شہروں میں، بستیوں میں، دیہاتوں
 میں و دیہاتوں میں تبلیغی و فود دعاۃ ای اللہ پڑھیں، سب کو نہری بنانے کی کوشش کی جائے۔
 و ردوں میں یہاں کی دینی چٹکاری سدھائی جائے آج ملک میں معرور "تبلیغی جماعت" کے
 تانے جو حضرت مولانا امجد علی کسب رحمہ اللہ کے طریقہ پر گھروں سے نکل کر تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں،
 یہ تمام جماعتیں اپنی پوری قوت کو اور تمام و فود و قافلہ کو صرف پاکستان کے دونوں بازوؤں
 کے لئے وقف کر دیں اور تمام کر کام کریں، یعنی کچھ عرصے کے لئے منتشر جماعتیں یورپ و امریکہ
 کے ملک میں پھیل رہی ہیں یہ پوری قوت کے ساتھ اور اس سے زیادہ بہتر تنظیم کے ساتھ ان
 ملک میں کام کریں و تمام مسلمان زیادہ سے زیادہ اس کام میں حصہ لیں، خاصہ تاج و زر امت
 پیشہ دکاندار، مزدور، پیشہ نفس ہر طبقے کے لوگ زیادہ سے زیادہ شرکت کریں اور وقت دیں۔
 ایک عالمگیر طریقہ پر اور ایک مہم کے طور پر پاکستان کے گوشے گوشے میں پہنچ جائیں، بڑی بڑی
 بستیوں اور شہروں میں مستقل ڈیرے لگائے جائیں و روزانہ مقررہ اوقات میں کشت کرنے لگیں
 اور تمام وہی ہو جو تبلیغی جماعت کا ہے کہ دفتر سیکریٹری و خازن کچھ نہ ہوں پشہ جریب
 خرچہ کریں یا پھر ان پر ایسے خرچہ کرنے والے ہوں کہ لا نقد شہرہ ماتفق یعمینہ کہ
 باتیں نہ سمجھ کر بھی خبر نہ ہو کہ دائیں بائیں کیا خرچہ کیا کے مصداق ہوں بہت قیاس کرنے ہیں
 تشاء اللہ حیات انیز آئندہ ہر ہوں گے۔

دیکھئے، شہر قریب میں ستمبر ۱۹۷۷ء میں جب ہندوستان کے ساتھ جہاد کی ذہنی و فکری
 محو العنوں انداز سے قوم کا مزاج دینی بن گیا تھا، وہ عورتیں بوڑھے بچے عورتوں میں سب سے
 امتہ اعلیٰ کی "فوج متوجہ ہوئے تھے، پھر کتنے حیرت انگیز طریقے سے حق تعالیٰ کی رحمت و قدرت کے
 معجزانہ کرشمے دیکھنے میں آئے کیا کوئی یاد کر سکتا تھا کہ یہی وہ مہم افروزش قوم تھی کہ اب یہ

فاز لوں سے بھی گئی تھیں کچھ دن میں ذکر و تلاوت قرآن کی آوزیں اونچی تھیں۔ اس وقت فوسس کر
 اس صورت حال کو باقی رکھنے کی کوشش نہیں کی گئی، نہ صرف یہ بلکہ بہت ہی کم انداز سے اس
 صورت حال کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی اور اس کے مبارک نقوش کو مٹانے کی پوری سعی کی گئی۔
 بہر حال مایوسی بے بھی نہیں سائنہ فیصلہ ہی سے زیادہ تو کامزاج حق ہی دینی ہے اور زمین
 بھی منک ہے اور زمین خیز ہاں تبلیغی اور دھوکے آمیز چالوں کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ
 پوری قوت کے ساتھ اس خدمت کو انجام دیا جائے تو بہت کچھ امید ہو سکتی ہے کہ کوشش
 و کوشش کے مبارک آثار خود بخود جتنے شروع ہو جائیں گے اور باہر کی جوں کی توہین و تمسخر
 کے نام سے جو حرکتیں اٹھائی ہیں وہ خود بخود اپنی موت مر جائیں گی بلکہ بنیاد پرستی کے ہر
 وفد میں صالح و فاضل علماء موجود ہوں اور حکمت و موعظت کے اصول پر تربیت کریں، اگر
 کوئی ایسا پورا وقت نہ ملے تو باری باری یک لعلہ ویرسہ علماء و صحابہ کی اس مہم کے
 لئے تنفیذ کی جائے اور سب وقت رکائیں یہ کام ان علماء کی رہنمائی میں زیادہ جہالت پر
 بنام پذیر ہو گا جو تبلیغی قافلوں کی رہبروں کی رہنمائی کرتے رہتے ہیں، بہر حال تنفیذ کے ساتھ
 اصلاح معاشہ کے پوری جہاد کی انتہائی ضرورت ہے۔

۶۔ دوسری تدبیر یہ ہے کہ ملک میں جو کام کرنے والی جماعتیں و جمعیتیں ہیں جمعیت علماء
 اسلام ہو یا جمعیت علماء پاکستان، تنفیذ ہل سنت ہو یا تحفظ ختم نبوت، احرار اسلام ہو یا
 ہل نہ میٹ وغیرہ وغیرہ یہ تمام جماعتیں تمام اختلافات کو بائیں ساق رکھ کر اپنے آپ کے
 دین کی حفاظت کے لئے متحد ہو جائیں اور تمام امت کو صرف اسلام کے جہاد سے متعلق کریں
 و راستہ طریقوں سے جہاد کا آغاز کریں کہ بہر صورت اس ملک میں اسلامی دستور کے تحت
 کتاب و سنت کے مطابق آئندہ قانون بنایا جائے گا جس میں موجودہ سیاسی جماعتیں مسلم لیگ
 کوئٹہ مسلم لیگ یا کنونشن لیگ کراچی اسلام کے نیچے جتنا ہو سکیں تو ان کو ہی موثر دیا جائے
 جتنے سیاسی تشکیلات ہیں ان میں جہاد کے لئے پروگرام بنائے کریں لیکن مکی قانون کے اسلامی
 ہونے پر متفق ہوں، مؤخر الذکر جماعتوں کے لئے بھی جو مستقبل میں ضرورت رہتی ہیں ان سے
 بچنے اور دنیاوی نجات کے لئے بھی ایسا ہی ایک راستہ رہا ہے اور نہ تو اس سے گریز دینی

حقائق کا سیلاب ہوتی ہیں تو ظاہر ہے کہ ان جماعتوں کے لئے بھی سوائے اس کے کہ دین و دنیا دونوں کی تباہی ہو اور کوئی صورتِ نجات نہیں، اگر دین سے سداوت نہیں ہے یا عدوت انتہا کو نہیں پہنچی ہے تو دنیا کی خیر منانے کے لئے بھی دین ہی کی ضرورت ہوگی اور دین ہی کے دامن میں پناہ ملے گی، دین ہی ایک ایسا مرکزی نقطہ ہے جس پر اسلامی دینی، تمام جماعتیں متحد ہو سکتی ہیں، گذشتہ ہنگاموں میں سیاسی اور فکری اضطراب انگیزی کے جو دردناک مناظر ملتے آئے ہیں ان سے عیرت نہیں ہوگی؟ اگر نجاتِ آخرت منسوب ہے تو اس کا راستہ بھی اسلام کا نہ اور کیا ہے اور اگر دنیا کی نجات مقصود ہے اور سکونِ قلب کی خواہش ہے تو اسلام ہی کے ذریعہ یہ نعمت بھی حاصل ہوگی، نہ اکا شکر ہے کہ دین پورٹریٹ کے سجادہ نشین حضرت مولانا عبد ہادی صاحب روشنیوں سے مسافروں کی تین جہتیں جمعیتہ علیہ السلام مجلس تحفظِ ختمِ نبوت، تنظیمِ اہل سنت متحد ہو گئی ہیں اور چنہ ہی روز قبل ۱۲ مارچ ۱۹۶۹ء کو مارشل لا نافذ ہونے سے چند گھنٹے قبل لبنان میں راقم الحروف کی موجودگی میں تینوں جماعتوں میں سے ایک ایک نمند و پُر مشعل ایک بیتِ اسلامی مجلس کے نام سے وجود میں آچکی ہے اور توقع ہے کہ مجلس احرارِ اسلام بھی اس میں شمولیت کرے گی، اس مجلس کے لائحہ عمل میں یہ چیز واضح کر دی گئی ہے کہ تمام اسلامی جماعتوں و صرف اسلام کے نام پر متحد بنانے کی جدوجہد کی جائے اور سب اس کے آئینی طریقوں سے مناسب مقصود تک پہنچنے کی کوشش کریں، مولانا مفتی محمود صاحب اور مولانا محمد علی جالندھری صاحب اس مجلس کے متاثر کن ہیں، مولانا محمد علی صاحب کو اس مجلس کا کنوینر بنایا گیا ہے اگر کسی جماعت اس ذریعہ، خدس و انصاف ہے تو اس جماعت کے ساتھ اتفاق و اتحاد کا رابطہ قائم کر کے اس دینی مہم کو مضبوط کرے گی، نہ اکا شکر ہے کہ موجودہ مارشل لا کے عہد میں اس قسم کے پرسکون وقت کے لئے یہ خاموش فضا نہایت سازگار ہے، اس طرح خدمتِ انجام دینے کی حکومت وقت کی بھی اعانت ہوگی، آخر میں ہمیں موجودہ حکومت سے بھی یہ توقع ہے کہ کشتہ کے قانون میں سے کم از کم عائلی قوانین کو جو اسلامی قانون اور کتاب و سنت کے سراسر خلاف ہے منسوخ کر کے مسلمانوں کو مطمئن کر دے، اگر ایسا ہوا تو مارشل لا کے دور کا یہ مبارک ترین کارنامہ ہوگا، دعا ہے کہ حق تعالیٰ مسلمانوں کو صحیح سمجھ و عارفانہ اپنی رہمت کا مل سے صحیح توفیق عطا فرمائے

اور امت اسلام کے اس سفینہ کو جو منجہ دار میں پھنس گیا ہے ساحل مقصود سے بکٹا رہا ہے۔
 وحسب اللہ علی خیر خلقہ رحمۃ للعالمین والہ وصحبہ أجمعین۔
 سفرِ ہند

انحطاط و تنزل اور اس کے اسباب

مستندہ ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت اور اقتدار اعلیٰ سے محروم ہوئے تھے اور اپنی
 نا اہلیوں اور بد اعمالیوں کی پاداش میں وہی برطانوی استعماری ریشہ دوانیوں کا شکار ہوئے تھے
 ورنہ ملکی حکومت کی نعمت انہیں تھپنی گئی ہوتی۔

حق تعالیٰ کی صفات کمال میں سے ایک وصف یہ ہے کہ وہ قاضی القضاہ ہے، یعنی عدل
 پر قائم ہے، اس کے عدل کا تقاضا ہے کہ وہ جو نعمت کسی کو عطا کرتا ہے اسے خود اور بڑا وجہ اس
 سے واپس نہیں لیتا وہ کریم بھی ہے اور جواد بھی، اس کے جود و کرم کا تقاضا بھی یہی ہے کہ وہ
 دینی ہوئی نعمت واپس نہیں لیتا، لہٰذا یہ کہ اس نعمت کی واپسی اور زوال کے اسباب وہ اعلیٰ خود
 اس کی طرف سے وجود میں آجائیں، حق تعالیٰ شکور اور قدر شناس بھی ہے، چنانچہ شکر
 نعمت ہے یعنی اس نعمت کے بر محل استعمال۔ پر مزید نعمتیں عطا فرماتا ہے، صبر بھی ہے
 اسی لئے ناشکریوں کی سزا میں جلدی نہیں کرتا اور بڑی حد تک ان ناشکریوں کو برداشت
 کرتا ہے۔

مستندہ ہندوستان کے آخری دور میں مسلمان اُمراء اور سلاطین کی ناسپاسی اور نااہلی
 کی نالافتہ داستانیں اسبابِ بصیرت پر خفی نہیں ہیں، چنانچہ اگر کسی وقت شامت اعمال
 نے نادر کی صورت اختیار کر لی تو آخر وہ وقت بھی آگیا کہ وہ نعمت ہماری ناسپاسی و نااہلی کی
 بدولت باکس ہی ہمارے ہاتھوں سے چین کی گئی۔ ایسٹ انڈیا کمپنی نے ہندی سازشوں اور وسیعہ
 کاریوں سے ہر نوعی استعمار کے لئے راستہ جوڑ کر دیا اور مسلمان نہ صرف حکومت و ستمت اور
 اقتدار اعلیٰ کمرہ آزدی سے بھی محروم ہو گئے بلکہ اگر اس وقت شامت اعمال نے نادر کی صورت
 اختیار کی ہوتی تو اس وقت شامت اعمال نے کافر کی صورت اختیار کر لی ہوتی جس کا رشا ہے۔
 ذلک بان اللہ لم یث مغیر۔ یہ سب کچھ کہ بہت کم آدمی شانت سے ہمیدہ ہے

نعمۃ اللہ علی قوم حق بخیر و
کہ وہ کسی قوم کو دی ہوئی نعمت کو بدلتا و پسند

مناہ نفسمہ
تا، تاکہ وہ خود اپنی حالت کو بدل دے۔

ورس وقت والیا محسوس ہوتا ہے کہ پورے عالم اسلام کو ہی خدا فراموشی و رناسپاسی کی
سنت ترین منازل رہی ہے، ذرا اس بچاں سال کی روداد پر غور کیجئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دنیا
کی سب سے مدمدی حکومتوں کی چونیں مل گئی ہیں دیکھئے! پہلی جنگ عظیم کے بعد خدافت عثمانیہ کا زوال
شروع ہوا جس حکومت اور جس قوم نے صدیوں اسلام کی خدمت کی تھی اور تمام یورپ اس کی
صورت و شوکت سے بڑھ بڑھتا رہتا تھا، مسلسل ناسپاسیوں، و نافرمانیوں کی پاداش میں اس
کے اسیت تہتہ بندھے ہوئے ایک حکومت سے تقریباً بائیس حکومتیں بن گئیں ورس طرح مدمدی
خودفستہ کار پارہ پارہ کرسے حکومت بہرہ طوائف الملوکی کا دروزہ کھول دیا گیا۔

اس کے تقریباً عرصہ بعد ہی اسی ناسپاسی و نافرمانی کے نتیجہ میں وسط ایشیائی قدیم ترین
رسی حکومت ممکنہ بنا اور قدروسی حکومت کی دست درازلیوں و رکیوانشوں کی خون آشام
سے موت کے گھاٹ اتار دی گئی ورس مدمدی مناعی کے عظیم شات شاہکار عاں شات مسجدیں،
خزانقاہیں، مدرسے و مکاتیب اور تمام دینی معابد، شریخانوں، قحبہ خانوں، قصص کاہوں، کتبوں
سیناؤں اور قلعہ وں میں تبدیل کر دیئے گئے، سہ خ فوجوں کے صورتوں کے استعمال بناوشتہ
سے ورنہ کرسکے ت پر مل چید دینے گئے، شاہ بخارا جناب عالی "بجاک کرتقاستان میں پناہ
کریم ہو گیا لیکن بخاروں رکمنوں ملادو صلا دیں سے پتہ تو دردناک اور لرزہ خیز مناعہ کا شکار ہو
اور برقی شات قتل کر دیئے گئے ورس کچھ وطن عزیز کو خیر باد کہہ کر بیگ بینی و دولوش ہجرت کر گئے، آج
کوئی سر ایشیائی سرزمین شریفین ن مہاجرین کے خاندانوں سے آباد ہے۔

خرمن، اس کی شہرت، حال کے نتیجہ میں وہ عظم و غنیان کی سرزمین اور خ من اس مدمدی خستہ
جس سے مہم بخاری و ترمذی و بن ماجہ جیسے زاروں محدثین، عارفین، فقہاء و عہدہ سرمدیہ
کے وہ مہرجین کی نشیہ پر سے عجم سرمد میں نہیں آتی، پیدا ہوئے، آج وہیں خدا دشمن ملعون
کمپوزنٹل انداز سے پڑھتے ہیں، ورس اس طرح یہ خ من مدمدی ملک - جہاں کسی غیر مسلم کا نہ تک
نہ تھا - مدمدی قوم وراسدہ کی نعمت سے کسے محروم ہو گیا، اس بچاں سال دور نقاب ورس

زنا کاری اور شراب نوشی کے اڈے ختم کر دیئے جائیں گے۔ بے حیائی و عریانی اور فحاشی و منکرات کی نجاست سے اس پاک سرزمین کو پاک و صاف رکھا جائے گا۔ چوروں کے ہاتھ کاٹے جائیں گے، زنا کاروں کو سنگسار کیا جائے گا یا کوڑے لگائے جائیں گے، ڈاکوؤں کو سر ہر سولی پر لٹکایا جائے گا، قصاص و دیت کا عادلانہ نظام قائم کر کے جان و مال کی حفاظت کی جائے گی، فقر و انداس کا مک سے خاتمہ کر دیا جائے گا، کوئی متنفس خوراک و لباس سے محروم نہ رہے گا، کوئی غریب بیرونہ گار نہ رہے گا، سرمایہ دارانہ معاشی نظام، سود اور سودی کاروبار و زمینکاری سسٹم جس کے ذریعہ ملک کی دولت چند افراد یا خاندانوں میں سمٹ آتی ہے اور غریب غریب سے غریب تر اور امیر امیر سے امیر تر ہوتا چلا جاتا ہے اور ملک معاشی بحران کا شکار ہو جاتا ہے اور غیر متوازن معاشرہ کو جنم دیتا ہے، یکسر ختم کر کے اس کی جگہ اسلام کا وہ عادلانہ معاشی نظام جاری کیا جائے گا جس کے ذریعہ دوست کی گردش برابر جاری رہتی ہے، طبقاتی امتیازات کے ساتھ ساتھ ملک کا ہر طبقہ رفاہیت و خوشحالی سے زیادہ سے زیادہ بہرہ یاب ہوتا رہے۔ اور کیونکہ سوشلزم و سوشلزم کے سید ب کو روکنے کے لئے سوشلزم کی کام دیتا ہے۔

فوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ پاکستان کی بائیس سالہ سرگزشت ثابت کر دیا کہ یہ تمام دعویٰ جھوٹے تھے تمام غریب سیاسی ڈھونگ تھے، اسلام کی شیعانی سادہ لوح قوم کو یہ سب بڑا دکھا کر چند خود غرض افراد اور جماعتوں نے عوام کو پنا آ لہ کار بنایا تھا، نہ اسلام کو سر بند کیے کی نیت تھی نہ اسلامی قوانین نافذ کیے کا ارادہ تھا، نہ مٹھی بھر دیولت مندوں و رن کے سر پرست حکمرانوں نے بے خوف و خطر اور بے شرکت غیبت معاشی لوٹ کھسوٹ اور استحصال کی غرض سے یہ ملک جانیں کیا تھا اسی لئے اس بائیس سال کے عرصہ میں اس کے سوا اور کچھ نہیں ہوا، اور تو وہ ملک سے لڑی خد و خال بھی مٹنے لگے، علامہ کتاب و سنت کے خلاف قوانین بنائے، اور نافذ کئے گئے، سود اور شراب جیسی گند کی چیزوں کو حلال اور جائز ثابت کرنے کی کوششیں کیں، اس وقت جو سرخ سید ب آ رہے ہیں سوشلزم کے جو منخوس غریب ملک رہے ہیں درحقیقت یہ رد و طلب سے غیر اسلامی نظام معیشت و معاشرت، اور کافرانہ زندگی اختیار کیے، سب سے تباہی و عدوؤں اور پُر فریب غروں کی، خنود و صائد محمد، سکندر مرزا اور یوب خان کے دور حکومت میں

تو کون سی چیز ہے اسدم کی جو باقی رکھی گئی ہو۔ قوم ان غیر سدھی حکومتوں کے دور میں سرتاسر اُس خدا فراموش زندگی اور جدل و سرِ مکر کی پروا کئے بغیر ہوساں زراں دوزی کی لعنت میں گرفتار ہو چکی ہے جس کا چند سال پیشتر تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ یہ بھی ایک صورت حال ہے کہ اسدم میں اسلامی قوانین نافذ نہ کرنے کی ہمدانے باز کشت ہے شرعی محکمہ عدلیہ قائم نہ کرنے کی۔ آخر جب ملک کو معاشی بحران کے شعبوں نے اپنی پیٹ ہیں لے لیا تو موجودہ مارشل لا و حکومت قائم ہوئی اور ملک کو فوری تباہی کے خطرے سے بچایا۔ اس فوجی حکومت کے ترقی کار سے پھر کچھ توقعات قائم ہوئی ہیں، اس مارشل لا حکومت نے بالغ راستے دہی کے اصول پر زادانہ انتہا بت کرانے کا اعذار بھی کیا ہے۔ انتخابات بھی کر رہی ہے۔ سی سٹے اب پھر اسدم، اسدم کے نعرے لگائے جا رہے ہیں، مردہ سیاسی پارٹیاں دوبارہ زندہ ہو رہی ہیں، مردہ اور زندہ تمام سیاسی لیڈر۔ جن کے سیاہ کارناموں سے ملک کا بچہ بچہ و قنف ہے۔ پھر عوام کو اسدمی قوانین نافذ کرنے کے وعدوں کا سبز باغ دکھا رہے ہیں حتیٰ کہ بعض بعض خاص کیپولٹ اور سرسٹ پارٹیاں بھی سوشلزم پر اسدم کا لیس لگا کر اسدمی سوشلزم کے نعرے لگا رہی ہیں، ہر پارٹی اور اس کا لیڈر اسدم اور پاکستان کا وفادار و وفاداری ہونے کا مضحکہ خیز دعویٰ کر رہا ہے حالانکہ اس کی سوشل زندگی برعکس اس دعوے کی تردید کر رہی ہے نہ اس کی صورت اسدم کے معیار کے مطابق اسدمی ہے نہ میرت نہ اس کے خدق و اطوار اسدم کے معیار پر اسدمی ہیں نہ کردار اسدمی۔ ایسے وقت میں تو علماء کی تمام جماعتوں و جمعیتوں کا فرض منصبی تھا کہ ان سیاسی ہنگاموں سے الگ کھلبلا کر حقیقی معنی میں سدھی حکومت قائم کرنے کی ٹھوس تدبیروں میں مصروف و متہک ہو جائیں لیکن، فنوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وہ بھی سیاسی خارزار میں پھنس کر فتراق و انتشار کا شکار ہو چکی ہیں۔

اس تمام غوغا آرائی و طوفان بے تمیزی میں صرف ایک ہی چیز انتہائی خوشی کی ہے اور وہ یہ کہ احمد ملہ محبوبی حور پر پاکستانی قوم اور پاکستانی عوام کی اکثریت واقعی مسکراتی ہے اور اسدم کے نام پر سب کچھ قربان کر دینے کے لئے یہ قرار ہے سی لئے ہر پارٹی و ہر جماعت۔ صرف اسدم کے ووٹ حاصل کرنے کی غرض سے۔ سنو ہی خواہی یہ دعویٰ کرنے پر مجبور ہے کہ ہمیں

تجربہ کا موقع دیکھتے ہم اپنی فرصت میں اسلامی قوانین نافذ کر دیں گے اور گوبہاری جہاں
برسرِ اقتدار آگئی تو اسدم اور مسلمان دونوں کا بھلا ہوگا۔ نہ سب جانتے اور برہم کہتے ہیں۔
۵۔ یہ بازو میسے آزمائے ہوئے ہیں۔

بہ حال تصویر کا یہ رخ انتہائی اُمید افزا ہے کہ بائیس سالہ دورِ عیش و عشرت اور ہمہ گیر فسق و
فجور میں بھی اسدم ختم نہیں ہوا ہے اور مسلمانوں کے دلوں سے اسدم کی محبت نہیں مٹ گئی ہے۔
اسدمی قوانین ملک میں نافذ کرنے کے لئے زمین تیار ہے صرف تعمیراتی کی دیر ہے۔

لیکن تصویر کا دوسرا رخ انتہائی یاس انگیز ہے کہ غیر سوشلسٹ سیاسی اور دینی جماعتوں میں
بھی شدید اختلاف و انتشار ہے نہ صرف یہ بلکہ اختلاف رائے دلوں کے مختلف ورشتہ دار
فتراق تک پہنچ چکا ہے اور فتوے بازی تک کی فوج آگئی ہے، افسوس کہ سب عمل فتووں
سے بر عمل فساد کی قدر و قیمت کو سمجھ کر دیا، کون نہیں جانتا کہ وہ کمیونزم و سوشلزم جس کو مارکس و
لنین یا ماؤزے تنگ جیسے خدا دشمن اعداء اسلام نے اختراع کیا ہے جس کی بنیاد ہی حق تعالیٰ
کی رُبوبیت اور اس کے وجود کے انکار پر رکھی گئی ہے وہ کفرِ صریح ہے اور کون نہیں جانتا کہ
قوم کے بعض لیڈر جو بر ملا عوام کو ہر قسم کی تباہ کاریوں، قتل و غارت، آتش زنی، گھیراؤ،
لوٹ کھسوٹ پر اکسارتے ہیں وہ باہر کے اشاروں پر ناچ رہے ہیں وہ اس درجہ کے خود غرض
اور اقتدار پرست ہیں، ان کی شخصی و عائلی زندگی اس کار و شون ثبوت ہے۔

بہر حال اس جنگامہ آرائی کے پیش نظر شدہ یہ خطر ہے کہ ہمیں اس اختلاف و انتشار کی کوئی
میں اسدمی قوانین نافذ نہ کرنے کا بہانہ بنایا جائے۔

بغاہریہ آخری موقع ہے کہ رائے عامہ کے متفقہ مطالبہ کے تحت، اسدمی قانون کو مملکت کا
قانون بنایا جاسکتا ہے لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ اہل حق کی تمام جماعتیں مدق و اس سے
اس مقصد پر متفق اور شانہ بشانہ متحد ہو کر اپنی تمام تر قوتوں و توانائیوں کو اسی مرکزی نقطہ پر
حرف کریں اور اس جہادِ عظیم کی راہ میں اپنے تمام شخصی اور جاہلی اغراض و مقاصد کو قربان کریں،
مارشل نہ حکومت کے حکمرانوں و کارپردازوں کے سینوں میں بھی اگر ایمان و اخلاص ہو
اور واقعی وہ ملک میں اسدمی قانون نافذ کرنے کی تڑپ رکھتے ہوں تو جس طرح خود نے

جہزات کے ساتھ باغی راستے دہی کے اصول پر انتخابات کرانے کا عدن کیا ہے اسی طرح وہ
 پاکستان میں سدھی قوانین کے نفاذ کا عدن بھی کر سکتے ہیں اور جس طرح ہوسکتا ہے اس وقت
 تو اگر سابقہ صوبہ علی طور پر بحال کر دینے میں ہی طرح ملک تمام عدالتوں میں فوری طور پر
 سدھی قوانین کے مطابق فیصلے کرنے کے حکامات بھی جاری کر سکتے ہیں اس لئے کہ باغی راستے
 کے اصول پر انتخابات کرنے کے بعد بہ نسبت بدتر بہا زیادہ یقینی قوم کا متفقہ منہ بہ ملک میں
 سدھی قوانین نافذ کرنے کا منہ ہے پاکستان کا کوئی ایک فرد باجماعت ہی اس منہ بہت
 اختلاف نہیں کر سکتا، ون یونٹ توڑنے نہ توڑنے کے بارے میں تو بخیر بہت اختلاف راستے
 تھے بھی، سدھی قانون ملک میں نافذ کرنے کے بارے میں تو بہت نام بھی اختلاف نہیں ہے،
 اختلاف قانون سازی کے پانچ بنیادی اصول بھی خود مارشل، حکومت نے تجویز کئے ہیں، فوجداری
 و ریرنی عدالتوں میں سدھی قوانین کے مطابق مقدمات کے فیصلے کرنے کا بنیادی اصول
 بھی مارشل، حکومت ہے کر سکتی ہے، یقیناً اس لئے ایک متفقہ منہ بھی اس کے خلاف احتجاج نہیں کر گیا،
 سدھی قانون بنا بنایا موجود ہے اول تو ردوانگریزی دونوں زبانوں میں فقہ و رقعات
 متعلق فقہی کتابوں کے ترجمہ ہو چکے ہیں، زیادہ سے زیادہ جدید قانونی ساچوں میں ڈھلنے
 ورنے سے ملک کو ترقی دینے کا سول پیدا ہوگا، اس کا کس سے بیشک وقت درکار ہے
 اس کا کوئی اپنی جگہ جاری رکھا جائے فوری طور پر اس مقصد کے لئے تمام فوجداری و ریرنی
 عدالتوں میں مذہبی مشیر کے نام سے ایک ایک فقہی عالم کا تقرر کر دیا جائے، عدالتیں بہ معاملہ میں شرعی
 حکم اس عدالت سے معروض کر سکیں گے کرنے شروع کر دیں، بہ ترتیب فدریک شخصی قوانین پر مشتمل مذہبی
 مقابہ و مدون موجود ہیں وہ باسانی ان پر نافذ کئے جاسکتے ہیں، بہ نہ شیعہ کشی کا سول
 پیدا ہوگا، اس ملک میں شخصی شافعی کا سول پیدا ہوگا، اس لئے کہ ملک غالب اکثریت شخصی مسلک
 کی ہے، بہ فوری حکومت کے ابتدائی دور میں عدالتوں میں یہ طریق کار کافی حیدر
 ملک جاری رہے۔

چند روز کی بات ہے کہ ایک باوقار، سنجیدہ و مخلصانہ اجتماع میں چینیہ جسٹس مسٹر
 محمود برہمن صاحب کی خدمت میں رقم تحریکات نے سدھی قانون کے فوری طور پر نفاذ کی ضرورت

پیش کی تھی، موصوف سبق دے سوا، اس کے خد ف کچھ نہ فرما سکے۔
 بہر حال کہ نیت صحیح ہو تو اسدی قوانین کے نفاذ کی فوری ضرورتیں بھی کچھ مشکل نہیں۔ مثلاً
 حکومت متنے کہ انتخابات ہوں و قانون ساز اسمبلی ۲۰ دن میں قانون کا مسودہ تیار کرے، اس
 صورت کا تجربہ کر کے دیکھئے اور دنیا کو دکھا دے، باقی نہ کرنے کے سوجھانے میں۔ حق احوال
 خد میں منظم صحیح و ایمانی جہالت عیا فرمائیں و عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین۔

بیتہ حق نشہ، منی نشہ

خدا خد کر کے پاکستان کی تاریخ میں وہ دن بھی آگیا کہ اس ملک کی صدارت کے لئے انتخاب ہوا اور جمہوریہ اسلامیہ پاکستان کسی درجہ میں تو اس کے با مسمیٰ جمہوریہ ہوا، اگرچہ یہ انتخاب جمہوریت کو محدود کر کے صرف بنیادی جمہوریت کے ارکان کے دائرہ میں محدود کر دیا گیا ہے اور اس بنیادی جمہوریت کے نظام کو پاکستان میں آزمانے کے بعد ختم کر دیا گیا ہے اور اس کو حتمی اور آزاد جمہوریت کے منافی قرار دیا جا چکا ہے، گویا یہ عین جمہوریت کے نزدیک نہیں ہے ایک فرسودہ اور برے نام نظام جمہوریت ہے، کسی نے جدید نظام جمہوریت کے پرستار اس ملک میں سے پیدا نہیں کیے ہیں اور خیر باد کہہ چکے ہیں۔

اسب کس قوم کا ستارہ قبل ازروب ہو جاتا ہے در خدا کی نیتوں ہونی ناممکن رحمت سے
اب ہمیں موشی سے تو کتا ریخت عام شاہد ہے کہ اس قوم کا ہمیشہ ایسا ہی تھا ہوا ہے مسلمان ایک
معاہدہ قوم ہے یہ قوم خدا و رسول سے اسد کے نام پر معاہدہ کر چکی ہے معاہدہ قوم کی بد عہدی
کبھی بدوشت نہیں کی جاتی، فوراً سزا ملتی ہے اس کے برعکس کفار خیم معاہدہ قوم ہے وہ اپنے سے

ہی ہوتی ہیں کہ کوڑھیں دینے کی غرض سے دنیا کی کسانوں سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے کہ
 وہ آخرت کی نعمتوں سے کُل طور پر محروم ہیں۔

اسلامی قانون کا نفاذ بہ صورت پہلا مرحلہ۔ عدالت کا مسئلہ۔ طے ہو گیا ہے دو سہرا مرتبہ
 ملک میں اسلام اور قانونِ اسلامی کے اٹنا و نفاذ کا ہے، اسلام کی زبان ہیں در شریعت سر میر
 کی تصدیق میں صرف اسی ملک کو اسلامی کہا جاتا ہے جس میں اسلامی قانون رائج ہو، مگر شریعت
 عدلیہ قائم ہوں، کتاب و سنت اور فقہِ اسلامی کے مطابق احکامات نافذ ہوتے ہوں، غرض قانون
 الہی کا سایہ رحمت باشندگانِ ملک کے سروں پر سایہ فگن ہو اور رحمتِ خداوندی کا آفتاب
 عالمِ اب اس ملک میں منور ہوں ہو اس لئے کہ رب العالمین کی صفت کمال ہی اور مآبِ شہ
 ہے اس کی اس صفتِ قسط و عدل کا ظہر اس کے قانونِ عدل و انصاف کے نفاذ کی صورت
 میں ہی ہو سکتا ہے تاکہ آخرت کے عدل و انصاف کا ایک ہلکا سا نمونہ دنیا میں بھی عیاں ہو
 موعظت کے لئے قائم رہے اور حقیقی دارالجزا سے پہلے ہی نظامِ عالم کے تحفظ کے لئے
 دنیا میں بھی عدل الہی کی مظہرِ داد کا ہیں قائم ہوں اور مجرموں کو ان کے کچھ کر دار تک پہنچایا
 جائے اور یہ عالم مادی صحیح معنی میں مظہرِ صفاتِ اہیہ بن جائے۔

عدوہ ازیں کس ملک و مملکت کے صحیح حسن و جمال اور اس کے حسن کے حقیقی خد و خال کا مظہر
 بھی یہی نظامِ عدل و داد ہو اگر تائب اس لئے کہ انسانی جان و مال اور انسانی آبرو ہی نہ
 کا سب سے زیادہ قیمتی سرمایہ ہے، کسی قانون کے کمال و خوبی کا آئینہ وہ عدلی نظام ہی ہے جو
 سب سے جس میں اس سرمایہ کے زیادہ سے زیادہ تحفظ کی ضمانت ہو، بیشہ عدالتی نظام کا کمال
 اجراء اور اہل ملک کا اس کے ثمرات سے ماحقہ بہرہ یاب ہونا ہی اس کی سب سے زیادہ
 قابلِ قدر نعمت ہے جس ملک میں انسانوں کی جان و مال و آبرو محفوظ نہ ہوں وہ ملک جو لوگوں
 و درندوں کا ملک تو ہو سکتا ہے انسانوں کا ملک ہو گز نہیں ہو سکتا۔

پیغمبرِ اسلام ﷺ شارعِ عظمیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس آخری و تاریخی منصب کے چند نکات
 حیات جو آپ نے نبوت کے تیہ سو سال میں جانبِ امت تکمیل دین اسلام کا عدل ہو جانے کے

بعد حجۃ بود ع کے موقع پر عید الفصحی کے دن وادی منی میں کم و بیش ایک لاکھ مسافروں کے مجمع
میں دیا تھا۔ حسب ذیل ہیں۔

فَبِإِنْ دِمَاءِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ
وَأَسْرَاضِكُمْ حُرْمَةً عَلَيَكُمْ
كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا
فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بِلَادِكُمْ هَذِهِ

بے شک تمہاری جان و مال اور آبرو تم پر ایسی ہی حرام ہیں
جیسے تمہارے اس شہر سرزمین حرم میں تمہارے اس
ماہ (حرم) میں تمہارے اس آفتاب کے دن کی
حرمت اسلام ہے۔

یعنی جس طرح تمہارے زمینوں میں اس شہر مکہ کا اس مہینہ (حرم) کا اور اس دن عید
عید الفصحی کا احترام مسلمہ ہے ٹھیک اسی طرح اللہ کے دین اسلام میں مسافروں کی جان و مال
و آبرو کا احترام اور قدر و قیمت مسلمہ ہے اور جس طرح ان تینوں چیزوں کے احترام کی حفاظت
کو تم اپنا فرض سمجھتے ہو بالکل اسی طرح مسلمان کے ان تین قیمتی سرمایوں کی حفاظت کو ہمیشہ اپنا
فریضہ سمجھو جیسے وہ اللہ کی امانتیں ہیں ایسے ہی یہ بھی اللہ کی امانتیں ہیں اور جیسے ان تینوں
پہلوؤں کی حرمتوں کا توڑنا اللہ کی امانت میں خیانت ہے ایسے ہی مسافروں کے ان تینوں پہلوؤں
پر دست درازی اللہ کے دین میں خیانت ہے۔

مسلمانوں کی جان و مال و آبرو کے تحفظ کی اس ضمانت دینے کے بعد ارشاد فرمایا۔
وَلَا تَلْبِسْ شَاهِدَ الْغَائِبِ
سُنْ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ كَانَ فِي حَاضِرٍ
سُنْ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ كَانَ فِي غَائِبٍ
سُنْ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ كَانَ فِي غَائِبٍ
سُنْ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ كَانَ فِي غَائِبٍ

یہ سب وہ آخری پیغام جو پیغمبر مسلم علیہ السلام نے رشتہ و بیابان کے لئے اُترتے
مکہ پر کو دیا ہے اور یہ سب وہ مسلمان کے جان و مال و آبرو کے تحفظ کی ضمانت جو اسلام و اس
کا قانون و تیا ہے، کات کھول کر سن نہیں۔ مسلمان حکمران دربار یا سپاہی یا
پاکستان کسی نہ کسی درجہ میں جمہوریہ قوانین کیساتھ اب رہا اسلام ہے۔

یہ سب وہ آخری پیغام جو پیغمبر مسلم علیہ السلام نے رشتہ و بیابان کے لئے اُترتے
مکہ پر کو دیا ہے اور یہ سب وہ مسلمان کے جان و مال و آبرو کے تحفظ کی ضمانت جو اسلام و اس
کا قانون و تیا ہے، کات کھول کر سن نہیں۔ مسلمان حکمران دربار یا سپاہی یا
پاکستان کسی نہ کسی درجہ میں جمہوریہ قوانین کیساتھ اب رہا اسلام ہے۔

بننا تو اس کے لئے ضرورت ہے کہ غیر مسلم کمزوروں اور غیہ مکی فرما نرواؤں نے جو ہماری بہ نفسی سے
 ہیں نیز اسلامی قانون کا تحفہ دیا تھا وہ فی الفور عین تو بلقاء تو کہہ کر واپس کر دیا جائے اور وہ
 قدیم ترین مقدمہ جس تحفہ جو نہ صرف مسلمانوں بلکہ ساری کائنات کے لئے رحمۃ اللہ تعالیٰ سے عیب و نعم
 کے ذریعہ زمین و رحیمہ اور حیدر و قدیر رب العالمین نے امت محمدیہ کو عطا فرمایا ہے یعنی اسلامی قانون
 مملکت اس کو جلد زجہ اپنا کر پورے ملک میں نافذ کر دیا جائے۔

یہ وہ سترتا سر رحمت و سعادت قانون فطری ہے جس کا اس روئے زمین پر سا لہا سال بہتر بہ
 بھی ہو چکا ہے اور چشم ملک اس قانون پر عمل کرنے والوں کے سروں پر دنیاوی عظمت و عہد کا
 تاج و دنیا کی دوسری قوموں کے مقابلہ میں سر بلندی و سر خروئی کا سہرا دیکھ چکی ہے تاریخ کے
 صفحات پر اس کا ریکارڈ مثبت ہے۔

ثبت است بر جریدہ عالم دوام

اسی قانون کی برکت و سعادت سے ایک ہزار سال تک مسلمان دنیا پر حکومت کر چکے ہیں۔
 وہ ملک ملک جس کی شان ہے :-

و تعصی الملائک من لشاء و تنزع	تو جس کو چاہتا ہے ملک و سنت عن کرتا ہے و تہ
الملك من لشاء و تعص من لشاء	سے چاہتا ہے ملک و سنت چھین بیتا ہے جس کو تو
و تذلل من لشاء بیدل الخیر	چاہتا ہے عزت و غلبہ و اقتدار دیتا ہے اور جس کو چاہتا
انک علی کل شء قدير	ذلت دیتا ہے۔ و غلبہ و اقتدار سے محروم کر دیتا ہے
	یہ ہے جس کی ہمت میں تمام خیر و خوبی اسباب شک و
	ہر چیز پر پوری طاقت و درستی ہے۔

اس کی رضا و خوشنودی کا حصول بھی اسی قانون خداوندی کے حیا پر موقوف ہے آخرت
 کی لازوال نعمتیں بھی اسی سے وابستہ ہیں، دنیا کی قوموں پر غلبہ و اقتدار بھی اسی کا رہین منت ہے
 اور حکومت خداوندی کا جھنڈا امتداد عالم میں لہا کر خلیفۃ اللہ فی الارض کے استحقاق کا عمل ثبوت
 دینے کا واحد وسیلہ بھی یہی ہے۔ یاد رکھئے۔

وَمِنْ نَحْمِ بِكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ

اور جو اللہ کے نازل کردہ قانون پر نفیس نہ کریں وہی

فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ

لوگ کافر ہیں۔

وَمِنْ نَحْمِ بِكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ

اور جو اللہ کے نازل کردہ قانون پر نفیس نہ کریں

فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ

وہی لوگ ظالم ہیں۔

وَمِنْ نَحْمِ بِكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ

اور جو اللہ کے نازل کردہ قانون پر نفیس نہ

فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ

کریں وہی لوگ فاسق ہیں۔

تہ ہیں جو اللہ کے قانون کو نہ ماننا، اس پر عمل نہ کرنا۔ اس کو نافذ نہ کرنا، وہی اپنی قرآن کی زبان میں اس کا نام کفر ہے، جس سے فسق ہے، اس کفر و فسق سے نجات حاصل کرنے کا واسطہ فراجہ یہی ہے کہ قانون اپنی بد تاخیر اور بغیر کسی سیلہ بہانے کے حیدر از حیدر نافذ کر دیا جائے ورنہ اس میں ذرا پریشانی نہیں کہ رب العالمین کے قانون کو پس پشت ڈال دینا اور انسانی دھاتوں کے ساختہ پر نافذ ہونے کو اپنانا اور سینہ سے لگانا، اس سے بڑھ کر اور کیا ظلم ہو گا، احکم، الحاکمین کی مخلوق پر بھی یہ ظلم ہے اور مائت اکس کے ملک پر بھی یہ ظلم ہے انسان و رب العالمین کے مقابلہ پر قانون بنانے پر، استغفر اللہ، العیاذ باللہ یہ درکھیٹے دران الحکمہ بالہ اللہ، نہیں سب تکم مکر اللہ کا۔

عہد محکم کا اب دوبارہ برسرِ اقتدار آنے کے بعد اولین فرسٹ یہ ہے کہ جس طرح وہ دنیا کے قہدار علی کی عزت سے سرفراز ہوئے ہیں اسی طرح رب العالمین کے قانون کو نافذ اور جاری کر کے آخرت کی سرفرازی کی نعمت و سعادت سے بھی بہرہ ور بنیں اور مائت اکس کی عزت کی بولی نعمت حکومت و سلطنت کا شکریہ داکریں اور اس سلسلہ میں جو تعلیم اور کونسلیں وہ رکھتے ہیں ان کی تلافی کریں اور آئندہ ان کا اعادہ نہ ہونے دیں اور جو حالات "واقعات" کا انتخاب کے دوران پیش آئے ہیں، ان سے بچنے معنی میں عہدت حاصل کریں اور اس قہدار علی کو زمین طور پر استعمال کریں، اللہ رب العالمین کی مخلوق پر رحم کر کے حقیقی اسلامی قانون، مسنون نہیں، نافذ کر دیں، تاکہ دنیا، آخرت دونوں کی سرفرازی ان کو حاصل ہو سکے ورنہ ہمارے لیے، اللہ جل جلالہ کی شان و تہذیب اللطیف صمد، بھی ہے، اس موقع کو غنیمت سمجھیں

یکشن کے دوران صدر محترم نے جو وعدے کئے ہیں دنیا منتظر ہے کہ ان کی عملی تصدیق جلد ز جلد
بہنی آنکھوں سے دیکھ لے

انتہائی مسرت و طمیننت کا مقام ہے کہ صدر محترم کی آخری تقریر بہت کچھ امید افزا ہے اور
بہا طور پر توقع ہے کہ صدر محترم اپنی پوری قوت و ہمت کے ساتھ ان وعدوں کا بخار و رہ
سداقت کا عملی ثبوت دیں گے۔

صدر مملکت کے اختیارات و فرائض اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلامی قانون کے تحت
صدر مملکت یا جماعت شوریٰ و ممبران اسمبلی کا منصب قانون سازی نہیں ہے بلکہ اسلامی قانون کو
نافذ اور جاری کرنا ہے، نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا یہاں جو اسلامی قانون کتاب و سنت
میں موجود ہے اس میں نہ کسی مشاورت و استصواب رائے کی ضرورت ہے نہ کسی تصحیح و ترمیم
کی گنجائش ہے، صدر مملکت اور ممبران قانون سازی کا دائرہ عمل محدود ہے صرف ان اختیارات
اور تفویض کی حدود کے اندر جہاں اسلام نے کوئی خاص رہنمائی ضروری نہیں سمجھی ورنہ اس کے
تفصیلات پر چھوڑ دیا ہے لیکن جن امور و معاملات کے متعلق صاف اور صریح احکام موجود ہیں
ان کی پابندی حکم و مرسوم دونوں پر اسی طرح ضروری ہے جس طرح عبادات کی پابندی ضروری ہے،
مشاورتی کونسل کا فرض صرف اتنا ہے کہ صدر مملکت یا اراکین اسمبلی جن دینی احکامات سے ناواقف
ہوں اور اراکین مشاورتی کونسل سے دریافت کریں وہ انتہائی دیانت داری کے ساتھ کتاب
سنت کی روشنی میں ان احکام کو بتلا دیں نہ ان کو زیر بحث لانے کا سوال ہے نہ ان پر رائے
کا، اس لئے ضروری ہے کہ مشاورتی کونسل کے اراکین اس فرض کو انجام دینے کے بل ہوں لیکن
کتاب و سنت کے مستند عالم اور قانون سازی و فقہ اسلامی کے ماہر ہوں۔

۵۔ اب شرعی احکام کے اجرا کو اسمبلی کے فیصلے یا منابہ پر موقوف رکھنا اور بہت حد تک
کو رکھ دہنہوں میں ایجا نامشرعی حکام کے نفاذ سے انحراف اور رد کردانی کے مترادف ہے
خصوصاً سبب کہ موجودہ دستور کے تحت پورے اختیارات یا فیصد اختیارات نہ صدر مملکت
کو حاصل ہیں ایسی صورت میں اس قسم کے دینی اور اساسی امور کو اسمبلیوں کے سپرد کرنا

ورن کی منشوری یا مخالفہ پر موقوف رکھنا عذرِ لنگ نہیں تو اور کیا ہے۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلے رسوائے عالم حائل قوانین کو ایک آرڈی منس و صدر رقی حکم کے ذریعہ اسی طرح ختم کریں جس طرح آرڈی منس کے ذریعہ اسے نافذ کیا جاتا تھا یا حکم ان کے جو ترمیمات و ترامیم کر چکے ہیں ان کو فوراً قبول کر لیں اور اس کے علاوہ بقیہ اسلامی قوانین کے اجراء کا بھی عدت فرمادیں اور صرف اعدان پر اکتفا نہ کریں بلکہ تدریجی طور پر 'الاشد فالاشد' کے اصول پر تدریجی قانون نافذ کرتے رہیں تاکہ کہتے کہ مدت میں مکمل اسلامی قانون ملک میں نافذ ہو جائے، یہ یہ بھی ضروری ہے کہ فقہ حنفی "کو جو اس ملک کے عام باشندوں کا مذہب ہے اس میں" قرار دیں اور اس پر عمل کرنے کے لئے محکمہ عدلیہ میں دو دو تین تین فقہ اسلامی مسمونہ فقہ حنفی کے مستند ماہرین کا تقرر فرمائیں۔

ایک تہا بیت اجم تنبیہ آخر میں ایک نہایت ضروری اور اجم تنبیہ گوشہ رکھنا میں پناہ فرما رہا ہوں و روایت کہ منشور پر یہ لکھا جاتا ہے کہ اصول اسلام کے مطابق ملی قوانین بنائے جائیں گے۔ چنانچہ چنانچہ ایک دینامہ میں مذکور قانون جناب خورشید شاہ صاحب کے ہیں جن میں فقہ شافعی جو سب سے زیادہ سنی فقہ ہے کی تفسیرات ہیں و تہا بیت جو مذکور اسلامی تفسیراتی ادارہ کے ذریعہ اس سب دلائل سے ثابت کیا کہ قرآن کے بہت سے ہونے کے معنی یہ ہیں کہ قرآن کی اصل و غیات ہمیں میں اصول قرآن میں ترمیم و تفسیر کی جا سکتی ہے۔ جس کی واضح اور قطعی ترمیم و غیات میں آجکل سب۔

اس حکم کی پرفریب تعبیر میں ایک خطِ ناک تمہیں (دھوکہ) مندر ہے جس کی طرف غور و فکر کے ذہن منتقل نہیں ہو سکتے۔ غور و فکر تو اس قصہ کے بیان سن کر خوش اور مطمئن ہو جاتے ہیں کہ پہلے اسلام کے اصول کی پابندی تو حکومت نے تسلیم کر لی مگر بعد میں یہ کہیں یہ درکھتے کہ اسلام سننے جو اصول بتاتے ہیں اس و احکامات کو قائم کرنا، ہر مومن کو مقرر دین و غیرہ وغیرہ ان اصول پر خود قانون بھی بنائے ہیں اور ان قوانین کا بنائے وال کوئی انسانی دماغ نہیں ہے بلکہ عظیمہ و قدیر رب العالمین نے خود وحی رسالت کے ذریعہ کتاب و سنت میں وہ قوانین متعین فرما دیئے ہیں، مثلاً مجرم پر

چہرہ تو اس کے جرم کی سزا خود مقرر فرمادی ہے کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے، اگر غیر شادی شدہ
مرد و عورت زنا کریں تو جمعہ عید میں ان کے سوا دوسرے انگٹے جہاں میں اور اگر شادی شدہ مرد و
عورت اس جرم کا ارتکاب کریں تو انہیں سنگسار کیا جائے اب اگر کوئی شخص یہ فیصلہ بریہ
کرے کہ ان مجرموں کو سزا تو دے لیکن یہ سزا نہ دے جو اسلام نے بتوڑی کی ہے اور قرآن میں اس
کی تصریح موجود ہے جگہ کوئی اور خود ساختہ سزا دے تو یہ صریح اسلامی قوانین کی خلاف ورزی
ہوگی اور دین ہمہ جگہ بے اٹھنا نازل اللہ کے تحت داخل ہوگا، اگرچہ کہنے کو سنس سزا تو
دے دی جو ان سنس کے بقول، اصول، سدھ کا تقاضا تھا، یاد رکھئے سدھ تو درحقیقت
حکام بتوڑ کر ہے، اصول ان احکامات کے جتنے ہیں بالفاظ دیگر مقدم اور اصل حکام
ہیں اور اصول ان حکام سے ماخوذ و مستنبط ہیں نہ یہ کہ اصول مقدم اور اصل ہیں اور حکام
ان پر مرتب، یہی خداوندی قانون سازی اور انسانی قانون سازی میں فرق ہے، یہ دوسری بات
ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم ازل میں ان کے حرکات و عمل ہوتے ہیں، درحقیقت جن کو ہم "اصول"
کہتے ہو وہ تو دراصل وہ متعین و غایات اور مصالح و حکم ہیں جو ان حکام پر مرتب ہوتے ہیں
اسلامی احکام کی اساس اور اصول صرف خدا پرستی ہے اور بس جیسا کہ آیت کریمہ "وہا
خلقت الجن والانس لا یعبدون" سے واضح ہے بدعتی یا سوائے ہم سے تشریع ہی
رند اندھی قانون سازی، کی صورت کو برعکس سمجھ لیا گیا درنہ انسانی قانون سازی پر تیا
کر لیا گیا۔

سی لئے انسان نہ ان احکام کو بدلنے کا مجاز ہے اور نہ ان غایات و مصالح و مصالح
و حکم کو متبادل حکام کے ذریعہ حاصل کرنے کا اُست اختیار ہے کہ اس قسم کا تصدیق خدا پرستی کے
متنافی ہے اسی لئے اس کو غرض حق اور غلط کہا گیا ہے۔

غرض جس عظیم واقعہ پر رب العالمین نے حوالہ دیا ہے اسی نے موضوع و حتم، یہی تشریح
فرمادینے ہیں جس طرح ان اصول کا اتباع ضروری ہے ٹھیک اسی طرح ان موضوع و احکام کی
متابعت بھی ضروری ہے، خدا پرستی "حکم" پرست اصول پر نہیں، ہم کو احکام کا مکلف

پنایا گیا ہے اصول کا نہیں قیامت کے دن سوال ان احکام پر عمل کرنے یا نہ کرنے کا ہوگا
عبادت و اطاعت کا مظہر بھی تعمیل احکام ہی ہے۔

یاد رکھئے اگر اس تبیس کا سد باب نہ کیا گیا اور اس پر فریب تعبیر کو اپنایا گیا تو اسلام کی
پوری عمارت منہدم ہو جائے گی، نہ عبادات مخفونہ رہیں گی نہ معاملات اور یہ حمد خدا کے جیسے
ہوئے اور رسول اللہ کے لئے ہوئے، دین کو مسخ کر کے رکھ دیں گے نفوذ باللہ منہدم،
یہی وہ لحاظ ہے جو یاوش بخیر جناب پر ویز پیدائش میں منہ و منہ ہیں اور یہی فریب کاری اس
قماش کے اور بہت سے لوگ کر رہے ہیں اور یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے اب سے بہت پہلے بالنی
و بعدہ سے قوم کی تبیس و تحریف کرتے رہے ہیں اور اسی راستہ سے مستشرقین یورپ اسلام اور
اس کی تعلیمات پر حملہ آور ہوئے ہیں اور بدقسمتی سے اسی رو میں ہمارے مستشرقین بھی بہت چلے
جا رہے ہیں۔

اس پر فریب تعبیر و تحریف کا دائرہ خدا نخواستہ گرو وسیع ہو گیا اور مسلمان اس فریب میں
آگئے تو نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج و حرمت سود و قروض و زنا اور حدود و قصاص وغیرہ
وغیرہ تمام بنی حدود اللہ اور شعا نردین ختم ہو جائیں گے اور اسلام دنیا سے اسی طرح اٹھ جائے
گا جیسے مسلمان ابراہیمی کنار و مشرقین عرب کی دستبرد سے۔ در دین موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام یہود و
نصارى کی تبیس و تحریف سے مسخ ہو گیا تھا۔

اس لئے میں گھر گھر کر تنبیہ کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ مسلمان ہوشیار رہیں اس دلکش و
خوشنما تعبیر میں پوری تبیس و انحطاط نہ ہو اور اس طرح کے بیان دینے والے (دلفتہ یا نادلفتہ)
اسلام کی نیچ کنی کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو صحیح فہم و فہم اور دانا دشمن اور نادان دوست دونوں سے پائیں
آمین ثم آمین۔

وصلی اللہ علی خیر خلق سیدنا محمد و آلہ و صحابہ و بارک و سلم۔

فریدی ضلع، رمضان ۱۴۰۶ھ

انتخابات اور اس کا نتیجہ

اس وقت پاکستان کے گوشے گوشے سے انتخابات، انتخابات کی صدا اٹھ رہی ہے۔ دور ہی ہیں اور ایک شور و غوغا برپا ہے، بیانات پریس کانفرنس، مقارنات، مناظرات، جلسے، جلسوں، بدگمانیاں، تلخیاں، اڑات، تہمات۔ گویا ہنگامہ محشر برپا ہے، علماء، رؤسا اور عوام و خواص سب میدانِ انتخاب میں کود پڑے ہیں، ہر سیاسی و غیر سیاسی پارٹی۔ کیا دین دار کیا بیادین۔ اس ٹکر میں ہے کہ زیادہ سے زیادہ نشستوں پر قابض ہو۔ اس کے لئے چٹائی و ٹھوس دوسرے ہیں، تدابیر سوچی جا رہی ہیں، جوڑوڑ ہو رہا ہے، وزن بڑھانے کے لئے تکیہ دے معاہدے کئے جا رہے ہیں، ان اتحادی معاہدوں میں یہ بھی ہو رہا ہے کہ دو جماعتوں میں دونوں فرق ہو، دونوں ایک دوسرے کے سامنے سے بھاگتے ہیں مگر انتخاب کی موج بہا ہے کہ کھڑ کی مانٹش پر مجبور کر رہی ہے، رخصت ہر جمیعاً و قلو و جسم ششٹی، ہٹا ہٹا جیتے ہیں مگر دل پھٹے ہوئے ہیں، مخالفوں پر چوڑی ہو رہی ہیں اور ان کے لئے تحقیق و مذمت کے گھنٹیاں گھنٹیاں سناں ہو رہے ہیں، دھڑ دھڑ جھانک رہی ہے کہ مگر دعوے ہمارے ساتھ ہیں، ملک بھر کے ووٹ بھرا ورثہ ہے، ہمارے سوا سب ملک کے دشمن و رخنہ ساز کو رہے ہیں، فتنہ جمع ہو رہے ہیں، تھیلیاں پیش کی جا رہی ہیں اور دروان خانہ خداجا ہے کیا کیا ہو رہا ہے۔

ملک کی سیاست کو جس رخ پر ڈال دیا گیا ہے اور فرائضی اور شور و آشوب کی ہونا خوشگوار فضا پیدا ہو گئی ہے، اس کے نتیجہ میں اس معرکہ بہادر کے بعد پیش آنے والے غصرت کا تقاضا ہے کہ چند باتیں صاف صاف عرض کر دی جائیں تاکہ ملک کا ہر درد مند فرد غور و فکر کے بعد صحیح فیصلہ کر سکے۔

دردناک قومی المیہ

انتخابات کو اتنی ہمیت دی جا رہی ہے کہ گویا دنیا و آخرت کی نجات و سی و تندرستی

سی بہ موقوفہ بنے۔ تمام مشکلات کا حل صرف قانون ساز پارلیمنٹ ہے۔ پاکستان کا مقصد وحید ہی تھا
وہ سدھ کی ساری روحیں ہیں۔ میں صرف فی سبب ہر پارٹی کا دعویٰ ہے کہ ہم ہر مسئلہ آگے
آج سے کون فائدہ کریں گے۔ اور سوئی مشکلات کو حل کر دیں گے۔

میں کہتا ہوں کہ وہاں ہے۔ دیکھتے ہیں کہ مغربی جرنلس کے قبضہ کی کتابت سب سے زیادہ تقابلی کتابت
کتاب پر کر سکتے ہیں۔ مگر اس کتابت سے تو انکار نہیں کیا جاسکتا کہ انتخاب صحیح بھی ہو سکتا
ہے۔ رشید بھی۔ چھٹی قیادت بھی۔ پھر کراد پر کر سکتی ہے۔ درجہ کی بھی ہے۔ وقت اور فضا میں
تعمد ہی ہو سکتا ہے۔ اور خود غرضوں کو حل کر کے۔ بظور منصفانہ درستی سے
مات کا جائزہ لیتے۔ مدعیان دین و سب سے زیادہ ہیں۔ کثرت میں کثرت کی سبب
کے کثرت کا رشتہ سب کو محدود ہیں۔ ان کی سب سے زیادہ تھی۔ کسی سے پوشیدہ نہیں۔
ماضی قریب میں ان کے قول و فعل کے سناد کی سبب ہی جن تک ختم نہیں ہوں۔ درج
میں ان کے الفاظ و تقریرات۔ ان کی موت۔ ان کی زندگی کے سب سے زیادہ رازوں کا سبب
موقوفہ۔ ان کے سب سے زیادہ۔ ان سب سے زیادہ۔ ان سب سے زیادہ۔ ان سب سے زیادہ۔
پیشہ غرض میں نہیں ہے۔ کیا پتہ نہیں کہ ان سب سے زیادہ۔ ان سب سے زیادہ۔
سب سے زیادہ۔ ان سب سے زیادہ۔ ان سب سے زیادہ۔ ان سب سے زیادہ۔
تعمد ہی ہے۔ ان سب سے زیادہ۔ ان سب سے زیادہ۔ ان سب سے زیادہ۔
ہر ایک فرما رہے ہیں۔ فیہ مدخل

جو قریب ماضی سے بہت دور ہیں۔ ان کو شہر مذہبیوں کی نہیں بلکہ شہر ناک انجمن
کی توقع رکھنی چاہیے۔ اور جس قوم کے مذہب کی انھوں نے سب سے زیادہ دیکھنے کے بارے میں بہت سے
کے سب سے زیادہ۔ ان سب سے زیادہ۔ ان سب سے زیادہ۔ ان سب سے زیادہ۔
پر آمادہ ہو رہے ہیں۔ ان کی سب سے زیادہ۔ ان سب سے زیادہ۔ ان سب سے زیادہ۔
کو فہم کرنا چاہیے۔

جمہوری اسیکشن اور اس کی حقیقت

اب ذرا اسیکشن کی کامیابی و ناکامی کے نقشہ پر بھی ایک نظر ڈالئے۔ اس وقت ملک میں پارٹی در پارٹی کا رجحان غالب ہے۔ تقسیم و تقسیم کے عمل نے درجنوں کے حساب سے سیاسی جماعتوں کو جنم دیا ہے اور ہر جماعت اس خوش فہمی میں مبتلا ہے۔ یا محض مناسبت کے لئے قوم کو خدمت تیار دیا جاتا ہے۔ کہ بچاؤ میں فیصد ووٹ ہمیں ملیں گے اور شاید بعض جلسرات سے بھی زیادہ منہبط میں مبتلا ہوں اور ۹۰-۹۵ فیصد کے خواب دیکھ رہے ہوں، لیکن یہ تمام قیاس آریاں سطحی ہیں، عین وقت پر معلوم ہو گا کہ یہ خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا، جو سنا افسانہ تھا، کتنی یہ ہر گاہ کہ عہد و پیمان کسی طرف تھا اور ووٹ کسی اور طرف ڈھک گیا، کہیں جن کی رہنمائی اس کی مجلس کا قسطہ ہو گا، کہیں دستِ غیب کا عمل جاری ہو گا، کہیں ترغیب و ترہیب کے حربے آزمائے جائیں گے کہیں وعدہ و وعید کی کہ فرمائی ہو گی، کہیں اثر و رسوخ سے کام لیا جائے گا، گزشتہ دور میں یہ سب کچھ ہوتا رہا ہے اور آئندہ کیا کچھ نہیں ہو گا؟ انتخابی جنگ میں اس تخفیف اسلحہ کا استعمال بند ہونا چاہیئے مگر ابھی تک اس کی روک تھام کا خیال نیک خواہشات سے آگے نہیں بڑھ سکا۔ ان حالات میں یہ سمجھنا کہ کوئی پارٹی بھاری اکثریت سے کامیاب ہو جائے گی خود فریبی کے سوا اور کیا ہے؟

وجود میں آنے والی اسمبلی کے فرائض

اب دیکھئے کہ اسیکشن کے نتائج کیا ہوں گے؟ سب کو معلوم ہے کہ صدارتی حکم کے مطابق آئندہ وجود میں آنے والی اسمبلی کو ۲۰ دن میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کا اسلامی دستور بنانا ہو گا۔ خدا خواستہ اس مدت میں وہ کسی متنفسہ دستور کا فیصلہ نہ کر سکے تو آئین ساز اور را خود بخود معطل سمجھا جائے گا اور صدر محترم اپنی صوابدید کا دستور نافذ کریں گے۔

دعوتِ سیاسی جماعتوں کی ذہنی سطح کا اندازہ اس کے دیکھنے کے نقشہ سے لگایا جاسکتا ہے، انہیں انتخابی مرکز میزوں کے وجہ سے۔ یا خانہ بھر جماعت کے بیجا پندار کی بنا پر۔ اس پر غور و فکر

کینے کی بہت سی نہیں ملی کہ نہ یہ موملہ سیاسی جنگ کے لئے اس سے نہ گروہی عنصیت یا ذاتی
خوش فہمیوں کے لئے موزوں ہے، قوم کی کشتی منجھڑا رہی ہے، سب کو مل جل کر اسے پار
لگانے کی فکر کرنی چاہیے تھی، باوقار قومیں بے آئین اور بے دستور الیکشن نہیں لڑا کرتیں۔
اگر ہم اسے سیاسی لیڈر فی الواقع محضمانہ سوچہ بوجھ سے کام لیتے تو الیکشن سے پہلے آئینی
دفعات پر اتفاق ضروری تھا مگر یہاں آئین تو کیا کسی آئینی بنیاد پر بھی اتفاق رائے ضروری نہیں
سمجھا گیا، باہمی نفرت و ہرزائی کے بل پر سیاسی معرکہ شروع کر دیا گیا جس کا نتیجہ ہر سب سے کہ اول
تو کسی پارٹی میں تناؤ و زن نہیں کہ اپنے مائندوں کی بھارتی کثرت آئین ساز اسمبلی میں بھیج دے،
باغرض ایسا ہو چکی جائے تو اس بات کا کیا، طمینان ہے کہ پارٹی کے معزز ممبر اسمبلی میں پہنچ کر پارٹی
کے وفاق دار رہیں گے، کسی جوڑ توڑ، رسد کشتی و مفاد پرستی کا شکار نہیں ہوں گے، وہ جلتے
ہی بس دستور کی دفعات مرتب کرنا شروع کر دیں گے اور سب ایک زبان ہو کر برق رفتار
کے ساتھ آئینی مسودہ ۱۲۰ دن میں بنا ڈالیں گے؟ اگر ایسا ہو جائے اور خدا کرے، ہو جائے،
تو یہ شبہ یہ پاکستانی فوس کی بہت بڑی کرامت ہوگی مگر باہر کی تخی کے پیش نظر میں کرامت
کے امکانات بہت کم ہیں اور اگر بالفرض کثرت ایک آئینی مسودہ پر متفق ہو جائے تو کیا
ضروری ہے کہ وہ تسمیم بھی کر لیا جائے گا اور کوئی غیر متفق، قبیحت میں کوئی سقم نہ ل کر
اسے سبوتاژ کرنے کی کوشش نہیں کرے گی۔

نہ صرف یہ کہ موجودہ سیکشن تین حیات میں ہو رہا ہے اور جس انداز سے سیاسی زور زبانی
ہو رہی ہے اسے دیکھ کر تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس کا رستہ یک ایسے جڑن پر جا کر ختم ہوتا ہے
کہ اس کے بعد جو خدا پیدا ہوگا، اس کے سوا سے بھی روٹنے کھڑے ہو جاتے ہیں، کہاں کا آئین؟
کہاں کا دستور؟ کہاں کا اصول؟ اور کہاں کا دین؟ ان سوکس سے کہ بیرونی سازشوں اور خفیہ
ہاتھوں سے جن ہونک خیرت کا سامنا ہے ان کی طرف ہکا بکا، اشارہ بھی کیا جائے تو موجودہ
میں اسے منہ دوسب کی بڑ، تیار کرنا دیا جاتا ہے، حسب اللہ و نعم اللہ کیل۔

یہ سیاسی گروہ ہاں بھی جس کی خاطر ہزاروں پاپڑ بیٹھے ہوئے ہیں، ان کو تو سب کے دلوں

میں عداوت و نفرت و رکاوٹ و ہزار کی کڑی جو کر نہیں کر سکتے دوسرے کا دشمن بننا چاہیے۔
 قوم اکا کروڑوں۔ وہ بیچارے واپس کا دبا گیا ہے۔ اب جتنی حد جتنوں کو صانع کر دیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ مسلمان
 کی عزت و حرمت کو بھی مہیا بنا دیا گیا ہے۔ اس کا نتیجہ ہو رہا ہے۔ مثلاً کوک بکدہ نفرت و نفرت سے کہ
 اس کے نتیجے میں سبب کا جائزہ نہ لے سکتے ہیں۔ ان تمام سبب پر تفصیل سے گفتگو کرنا
 تو مسلسل ہے۔ لہٰذا بعض بنیادی امور کی نشاندہی ضروری ہے۔

پاکستانی قوم کے بائیس سال

بائیس سال سے اوپر سے پہنچ چکے قوم کی دین و اخلاق اور معاشی صورت کو بہتر کرنے
 کے لئے کثرت ذرائع تو فراہم کئے گئے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ قوم کی اصلاح و تربیت کے لئے کوئی ملک
 غیر ملکی نہیں چھوڑی گئی، نہ قوم کے مختلف عناصر میں باہمی تعاون و اخوت و مواصلات و رشتہ
 و قربانی کا بند بڑھایا گیا، نہ یون بائند و مباح سبب آخرت کی بنیاد پر ایک دوسرے کے
 حقوق و اوصاف کا دوا پہل کیا گیا۔ ساری شعائر سے رشتہ توڑ دیا گیا، اپنی اعمال و زندگی سے
 خارج ہو گئے، نہ ہر سبب کہ اس کے بعد کسی خیر کی توقع کیونکر ہو سکتی ہے؟ شور و شر و رفتہ و
 ہنگامہ آرائی سے جڑ کر رہی و خدائی بنیادوں پر جس قوم کی تعمیر اور نہایت نہ ہوا اس سے
 مشکل منہا ہر سبب سے ہو سکتے ہیں مگر وہ ملک و ملت کا کوئی عینہ کا نامہ انچا نہیں دے سکتی، ہر شہ
 سبب دین یا بدین بھاتی ہیں اور خود غرضن فرد اس کام کی طرف نہیں توجہ نہیں کر سکتے۔ ان کا مفاد
 اس میں ہے کہ قوم کا اخلاقی مزاج بگاڑ دیا جائے اور دینی و معاشرتی تباہ کر دیا جائے۔ گھرین دونوں
 کے دونوں میں متحدوں کا ذرا بھی خوت سبب ان کی طرف سے جو کشمکشیں انتہا بات کئے گئے

جو رہی ہیں گزشتہ سے آدھی محنت بھی دعوت و صداقت پر نہ ان کی جانے تو قوم کا نقشہ ہی بد
 جسے کہا۔ درحقیقت میں صدق و تقویٰ کی صفات پیدا ہو جائے تو نہ انتہا بات پر کروڑوں
 روپے کے خرچ کی ضرورت نہ ہوں ہیں عداوت و نفرت کے زنجیر ہونے کی ضرورت نہ سبب خیر
 افراد کے ہر سبب کا نتیجہ نہ کسی سازش کے کہہ کر بننے کا نتیجہ نہ بنیادیں اور مضبوط ہو تو
 اس پر جو غرضت بنائی جائے گی وہ مضبوط ہوگی، ورنہ تعمیر و ترقی پر ہوائی قلعے تعمیر کر کے خوش

ہوں گے اور نتیجہ کوہ کندن و کاہ بر آوردن ہوگا۔

مصیحت دید من آنست کہ یاران ہمہ کار
بگزاردند و ضم طسره یارے گیرند

کامیابی و کامرانی کا راستہ

یہاں سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ و جہنہ کا مشہور ارشاد جسے محب علی نے لکھا
ناظرین میں نقل کیا ہے، یاد آتا ہے۔

من یصلح آخر هذه الأمة
الماصلح بد أولها۔

اس مت کے آخری حصے کی اصلاح بھی بس اسی چیز
سے ہو سکتی ہے جس سے اس کے پہلے حصہ کی اصلاح ہوئی۔

ترجمہ محمدی سے یہاں سب کچھ آزمایا جا چکا ہے، اسی لیے اس جدید تفسیر کو بھی آزمایا جائے۔
یعنی فک را ستف بترکائید و روح نو و رواندازید

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض منصفین

ترجمہ حکیم نے چار مقامات پر حضرت خاتم الانبیاء جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
فرائض منصب بیان فرمائے ہیں :-

۱۔ نبوت پر شہدہ کرنا۔

۲۔ تزیینہ کرنا، یعنی کفر و شرک، بدشالی و بدخلقی اور مورجہ ہلکت سے نیکو کرنا۔

۳۔ کتاب اللہ کے حکم کو تعلیم دینا اور اس کے منافع میں شریک کرنا۔

۴۔ حکمت و دانائی۔ اس کے عمل و غایات اور شریعت کے اصول و مقاصد کی تعلیم دینا۔

ترجمہ سے مراد عقائد و شریعت اور اعمال و خلاق کی پاکیزگی ہے، قرآن کریم نے تین مقامات

پر تزیینہ کا تقاضا سے مقدم ذکر فرمایا جس سے ایک بات تزیینہ معلوم ہوتی ہے کہ تزیینہ و شہادت

تزیینہ تعلیم سے پہلے ہونا چاہیئے، تعلیم اسی وقت مفید اور بار آور ہو سکتی ہے جبکہ قلوب میں

اس کے قبول کر سکنے کی ہیئت اور جذب کرنے کی صلاحیت موجود ہو، ورنہ تین کو پہلے کاشت کے

قابل بنایا جائے پھر تحفہ ریزی کی جائے، ورنہ وہی کیفیت ہوگی جو عارف شیرازی نے فرمائی ہے۔

یاراں کہ در لطفِ طبعش خدوت نیست

در باغِ لاله روید و در شوره بونم

یہ تزکیہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے فینانِ صحبت اور مکارمِ خرقہ سے حاصل ہوتا تھا۔ دراب بھی بقدر استعداد اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں سے ربط و تعلق اور ان کی صحبت اور محبت سے حاصل ہو سکتا ہے۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ تعلیم کتاب و حکمت سے بھی اصل مقصود تزکیہ ہے۔ یہ نہ ہو تو ساری تعلیم بیکار ہے، اعمال و اخلاق کے بغیر نہ علوم و معارف کی حق تعالیٰ کے رہن کوئی قدر نہیں، آدمی ساری دنیا کی کتابیں جھاڑے، لیکن اگر انسانی اخلاق اور ایمانی اعمال نہیں تو پڑاؤ کا جانور تو ہو سکتا ہے، مگر انسان کہہ نہ سکتا مستحق نہیں۔

تزکیہ کے بغیر ایمان میں رسوخ کی کیفیت اور یقین و یقینان کی قوت پیدا ہوگی، نہ خرقہ درست ہو سکیں گے نہ اخلاص کی دولت ملے گی، نہ اعمال پر مداومت شایع ہوگی، نہ ذکر کا فرعون "رمکار نفس" بدک ہوگا، نہ مظلوم سے لڑائی بند ہوگی۔

چھ نفس یا جہم کم تر از نفسِ عدون نیست

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں: تعلمنا الاسلام ثم تعلمنا التقویٰ۔ کہ ہم نے پہلے ایمان سیکھا پھر قرآن سیکھا، یہ ایمان کا سیکھنا، یہی تزکیہ کہلاتا ہے کہ قلب غیر شہد بتوں سے پاک ہو، اعمال ریاضت سے پاک ہوں اور نفس کیمنے خلاق سے پاک ہو، میں شہد مورحیاء بلیت سے پاک ہو، مانی حرم و مکروہ ذرائع سے پاک ہو، وغیرہ ذلک۔

یہی تزکیہ تھا جس کی وجہ سے حضراتِ صحابہ کرام رضون اللہ علیہم اجمعین کو اللہ تعالیٰ بہت سی بشارتوں سے نوازا اور انہیں آسمانی وحی کی شہادت و سند ملی۔ سورہ فتح میں ان کے پیروی اوصاف ذکر کرتے ہوئے ایک وصف باہمی رحمت و شفقت ذکر کیا گیا ہے، مرحمتاء بینہم۔ یہ وصف کامل تزکیہ کے بعد ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ ورنہ نہ سمجھنے کی خرابی ہے نہ صحت پر مانی پیدا ہوتی ہے، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کا یہ وصف بیان فرمایا۔

اَبْرَهُمْ قَلْبًا کہ ان کے دل بہت پاک صاف تھے۔ دوسرا وصف بیان فرمایا: . وَاَعْمَقَهُمْ
عِلْمًا کہ علم بڑا گہرا تھا، تیسرا وصف بیان فرمایا: . وَاَقْلَبَهُمْ تَكْلُفًا کہ زندگی سہولت اور
تسہل سے پاک تھی۔

حضرات صوفیاء اور اشاعتِ دین

حضرات صوفیاء کرام رحمہم اللہ جن کے ذریعہ دین کی تبلیغ و اشاعت سلاطین کی تہوار اور
عہد کے قلم سے بھی زیادہ ہوتی ہے ان کا حاصل موضوع یہی ہے کہ نفوس کی تربیت اور خلق کا تزکیہ
کیا جائے ان کے یہاں بھی تربیت کا ایک طریقہ یہ ہے کہ پہلے جذب ہو پھر سوک، اسی کا نام
”محبوبِ ساکت رکت میں، بظاہر یہ طریقہ اقرب الی القرآن ہوگا۔
ابنہ قرآن کریم میں صرف ایک جگہ یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حضرت
برہمہ دیاسم کی دو نقل فرمائی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان چار مناصب میں سے تزکیہ
کو کتاب و حکمت کی تعلیم کے بعد سب سے آخر میں رکھا ہے، اس سے ایک تو اس طرف اشارہ
معلوم ہوتا ہے کہ حیدر کا دل و انزوی مقصد تزکیہ ہے، دوسرے اس طرف اشارہ ہے کہ تزکیہ بعد
ضرورت تو تعلیم سے پہلے ہونا چاہیے مگر کامل تزکیہ کی ذلت تعلیم کے بعد ہی آسکتی ہے یعنی علم
کے بعد عمل ہوگا اور علم ہی ذریعہ بننے کا عمل کا، گویا اس آیت میں تربیت کا دوسرا طریقہ بیان فرمایا
ہے جو حضرات صوفیہ رحمہم اللہ کے یہاں ساکت محبوب کہلاتا ہے، لوگوں کی استعدادیں مختلف
ہوتی ہیں کسی کو تعلیم کے بعد بھی تزکیہ کی ضرورت رہتی ہے اور کسی کو تزکیہ کے بعد تعلیم کی حاجت
ہوتی ہے نہ تزکیہ کے مراتب ختم ہوتے ہیں، نہ تعلیم کی انتہا ہے۔

خود مدبر حضرت رسول مد صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب صرف تعلیم و سمجھانا ہی نہیں تھا بلکہ اس
کی تعلیم کرنا و رقوم کو ایک باعمل اُمت بنانا بھی تھا، جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیئے
ہوئے نقشہ کے مطابق تعلیم و تربیت پر محنت نہیں ہوتی اور افراد کی اصلاح کے ذریعہ ایک پاکیزہ
و رساخ معاشرہ وجود میں نہیں آتا، سیاسی مہنت صحیح طریق پر بار آور نہیں ہوگی ورتمام
قوتیں شروفاؤں کی نذر ہو جائیں گی۔

اعمال وجہ یہ تھی کہ اس منصب کے بن دو گوں نے اس سے گریز کیا اور نا بل وک وپہ آگئے وریہی
نا بن زول سلطنت کا باعث بنی۔

مسلمانوں کی نمائندگی

ہم چاہتے ہیں کہ میں زمانہ قحط زریباں میں جس میں سازشوں کی تو فتنہ ہے مگر آدمی
بہت کم ہیں۔ نہ اسلام کا معیار کی حد ہے۔ نہ معیار کی نمائندگی مل سکتے ہیں۔ یہی کہ زکوہ
تین تو ہو کہ جو لوگ سدر کی خدمت اور میں نے ان کی نمائندگی کا دعویٰ کر لیں۔ ان میں صیغہ و صودہ
کی پابندی، دینی شعائر کا احترام، سدر کے مناجات حیات پر کامل فہم اور ساری حقوق و
عمان پائے جائیں وہ قول کے پتے و رہت کے پکے ہوں، نہیں غریب مسکینوں کے مسائل کی
سمجھ بوجھ اور دینی سکیم کا شعور ہو، ملت کے تمام افراد کے پاس ہمہ در ہوں، وہ سدر و شجر و پتوں
کے پائے کا کمون نہ بنیں، نہ شستہ بائیس سالہ بزرگ شاہد سب سے غیر تربیت یافتہ اور غیر صلاح شدہ
نمائندوں نے تمبیہیں ہیں کہ ان کے کہنے ہیں، ہر پھر میں تم کے لوگوں کو آگے لے کر کہتے ہیں کہ
کے سو در کیا ہے کہ اس میں کشن و رتن کے بہرہ و ہر دین آگے والی دستور یہ ہے جو ترقی
و بہت کی جا رہی ہیں ان کا تجربہ بھی وہی ہوگا جو بہت ہو چکا ہے، یہ دستور سازی کا سار وقت
اکڑ پکڑ رہیں کہ وہ دین کے اور دن بعد ہا جائے گا کہ سدر می دستور پر قوم کے نمائندے
متمنق نہیں ہو سکتے، بلکہ اندھ دھند۔

ہن دوں کا بار بار تجربہ ہو چکا ہے۔ دوبارہ ان ہی کا تجربہ کئے جیسے جانا اور جن کی سہ
کا نقشہ شمال کے سلسلہ میں پر عین ذکر لینا، اس کا نتیجہ سوائے ندامت کے اور کیا ہوگا،
حافظ شیرازی فرماتے ہیں:

ہر چہ کا زمودہ زود سے ہو و سود

من جہاں الیہ حالت بد اندہ

دین کے ہر چہ اس کے آزمایا، مگر سب سے پہلے کہ قطع نہ کیا ہو شخص تجربہ شدہ ہو نہ مانا

بہت سے ندامت کے ہو چکے ہیں نہیں ہوتا،

موجودہ حکومت اور اسلامی آئین

موجودہ حکومت نے اپنی صوابدید کے مطابق یا راستے عام کا احترام کرتے ہوئے جو بہت سے اہم اقدامات کئے ہیں اور ان کے بارے میں جو فیصلے مخالف آواز کے باوجود پوری قوت سے نافذ کئے ہیں، ان کے تذکرہ کی ضرورت نہیں، سوال یہ ہے کہ کیا اسلامی آئین کا مسئلہ اتنا اہم ہو سکتا ہے کہ اسے آئندہ اسمبلی پر ٹان دیا گیا، اسمبلی جن حالت و کوائف میں وجود میں آئے گی وہ کسی سے ڈنکے چپے نہیں اور اس سے جو ناقابل اصلاح بحران پیدا ہو جائے گا قوی امکان ہے وہ بھی مخفی نہیں۔

اس کا احساس ہر عامی کو بھی ہے، کیا اس کا نتیجہ یہ نہیں ہو گا کہ قوم ہمیشہ کے لئے دستور رہے اور اسلامی آئین کی راہ میں ایک ایسی خندق حائل کر دی جائے جسے صدیوں تک پارٹا نہیں نہ ہو۔ قوم مسلمان ہے، مسلمانوں کا ہے اسے اسلام ہی کے نام پر حاصل کیا گیا ہے یہاں بغیر کسی بحث و تیس کے اسلامی آئین نافذ ہونا چاہیے، جو خود گوگو کی حالت میں ہوں گے جو مستفاد ذہن سے رتبیل میں جائیں گے اور جن کی ناکامی کی سزا پوری قوم کو خدا جانے کب تک متی رہے گی۔

مارشل ر حکومت کی بے نفسی و بے غرضی اس صورت میں زیادہ نمایاں ہو سکتی ہے کہ وہ سربراہ صل و متحدہ، وزیر اور ماہرین قانون کے مشورے سے ایک مسودہ آئین تیار کر کے اسے منظور کر لیتی، اس کے مطابق انتخابات ہوتے اور آئین ساز اسمبلی کو حق دیا جاتا کہ وہ اسے منظور کرے یا اس میں مناسب ترمیم کرے، یا کم زکم اتنا ہی کر لیا جاتا کہ ایک آئینی مسودہ اسمبلی میں پیش کر دیا جاتا اور اس کے ساتھ یہ تصریح کر دی جاتی کہ دستور کی فرد فرد دفات جن کا تعلق اسلامی قانون کے نفاذ سے ہے زیر بحث نہیں آئیں گی اور ان کے علاوہ انتظامی نوعیت کی دفات میں یون کو ترمیم کا حق ہوگا، تب بھی مکان تھا کہ اسمبلی ۲۰ دن میں اس بھاری جو جسے ہندو برآمد ہو سکتی، مذہب یہ پہا بھر رہے کہ اسمبلی کو کسی مسودہ کے بغیر ہی آئین سازی کی زحمت دی جائے اور اس کے لئے چار ماہ کی مدت بھی مقرر کر دی جائے۔

جہاں تک اسلامی قانون کے نفاذ کا تعلق ہے وہ اُمتِ مسلمہ کی مشترکہ میراث ہے۔ اس پر اسٹے زنی، بحث و تمحیص اور دو ٹونگ یا اختلاف رائے کا کوئی اعتبار نہیں، اسمبلی کا ذرا ٹمل نہ توئی امور خارجہ پالیسی، شعبوں کی تقسیم اور ہر شعبے کے اختیارات جیسے مسائل تک محدود رہنا چاہیے تھا، خواہ صد یہ کہ اسلام میں شریعت کے مسلمہ اصول و قواعد اور احکام و مسائل پر رائے زنی کا حق کسی حکمران کسی ادارے اور کسی گروہ کو نہیں دیا گیا۔

راہِ نجات

اوپر جو کچھ عرض کیا گیا ہے اس سے مستقبل کے مجیدانگ خضر کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، نجات کا مختصر راستہ بس یہ ہے کہ:

۱۔ سیاسی جماعتوں اور ان کے قائدین کو مشرقی و مغربی، سرخ و سفید اور دائیں بائیں کی تنظیموں کو مزید نہیں ترہانہ چاہیے، گروہی مفادات سے ہٹ کر ملت کے مفاد کی بنیاد پر سوچنا چاہیے۔ انہیں یہ بات اچھی طرح سمجھنی چاہیے کہ اصولی طور پر الیکشن محسن کر سکی اقتدار کے لئے نہیں بلکہ دستور بنانے کے لئے ہے اور اگر باہمی منافقت نہیں ہوئی ورنہ ان کو خوشگوار نہیں بنایا گیا تو نہ دستور بنے گا نہ اسمبلی رہے گی نہ آپ بٹریں گے نہ آپ کی سیاسی جماعت رہے گی۔ اس نازک وقت میں ایک دوسرے پر مزاحمت کھوپنا، نفرت انگیزی کی مہم چھپنا اور ایک دوسرے کو نپا دکھانے کی رو درِ رو اکوشتیں کرنا، سیاسی نابالغی کی علامت اور خودکشی کا پیش خیمہ ہے، اگر سیاسی جماعتوں کے قائدین میں ذرا بھی اندیش و ایمان اور فہم و بصیرت ہے تو ان کو باہمی منافقت، نفرت اور نفرتی و نفرتی کے خطوط پر سوچنا ہوگا، ضمہ و عدوان کا ماحول بنانے کے بجائے برادرِ تقویٰ اور خصوص و نیک دلی کی فضا پیدا کرنی ہوگی۔ بہرحال یہ الیکشن فیصلہ کرے گا کہ ہمارے سیاسی قائدین ہوش و رتد بہ کے ساتھ ملک کا تمام بھی چھہ سکتے ہیں یا صرف لڑنا جانتے ہیں۔

۲۔ اُمت کے مختلف اعتدال میں جو بزرگی پیدا ہو رہی ہے یا جان بوجھ کر پیدا کی جا رہی ہے یہ بھی پوری قوم کے لئے پیامِ موت ہو سکتی ہے، آجروا حیرکار، فائدہ دار اور کار حیرکسان اور زمیندار، غریب اور امیر، اساتذہ و طلبہ مختلف حقیقت نہیں بلکہ حسبِ رشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اُمت مسلمہ کے اعتناء اور ایک دوسرے کے دست و بازو ہیں جو شخص بھی ان میں منافرت پیدا
کرنے پر متوجہ رہے۔ وہ پوری قوم کو مفلوج کرنے کے درپے ہے۔ اور مکہ کو تباہی کے غار میں دیکھنا
چاہیے۔ شدید ضرورت ہے کہ ملت ایک ایک فرد میں حق خلق کے بجائے حق شہادت و رقی
دہی کا ایسا جذبہ پیدا کیا جائے کہ کسی کو کسی سے شکایت کا موقع نہ رہے، ایک فرد کا اور
پوری قوم کو تباہ کر رکھ دے۔ مشکلات کو ہمہ ردی سے حل کیا جائے۔ نفاق و ریاکاری کے
ذرائع مشکلات ہیں مزید اضافہ نہ ہونے دیا جائے۔

اس ملک کے بارہ گز عوام کو اچھے طرح سمجھنا کہ دستور سازی کا سر جو قلمداریت
سے دراصل ان کے نہ ہونے پر قائم دیا ہے اگر قوم کی آئینی بحران کا شکار ہوئی تو اس کی نجات
سے کوئی فرد بھی بری ذمہ نہیں ہوگا جو نمائندہ آپ کے ووٹ سے منتخب ہوں گے۔ ان
اچھی یا بُری کارکن آپ کے سر ہوں گے۔ اس ملک کے ایک ایک فرد کا یہ فرض ہے کہ وہ
کسی حق سے جادو غرض مناد پرست بہ دین اور منافقت پیشہ لوگوں کو کامیاب ہونے کا موقع
نہ دیں بلکہ صرف ان ہی افراد کو منتخب کریں جن کے دین و دنیا میں پراعتماد ہو جو ہر روز
نیز مستزلال ایمان رکھتے ہوں۔ اہل ایمان اور یہ دین نہ ہوں۔ اپنی شعار کا احترام کرتے ہوں۔
اس شہرعیہ کے پابند ہوں۔ ملک و ملت کے خیر خواہ ہوں۔ غریب عوام کا واقعی درد رکھتے ہوں
ان کی زندگی اور بہت دُرور پر ختم ہونے کے داغ نہ ہوں۔ خواہ ان کا تعلق کسی پارٹی سے ہو۔
حاجی ابراہیم اور امین ہم نے حضرات عظام کو قیامتنا اللہ و یا احمد علی دیندارانِ ملت
میں بہت کچھ کھلیا ہے۔ مگر یہ بات یہ ہو چکی کہ ہر فرقے نے اپنے مسلک کی باتیں کیں ہیں۔ اور ہر
مذہب میں۔ انہوں نے عارف و رومی۔

ہر کے زلفین خود کش یا رمن

وزیرانِ من بہت سر رمن

میں نے اب مزید کچھ کچھ نہیں چاہتا۔ تاہم ملک و ملت کے لئے جس کا تعلق ہے کہ
دونوں طرف سے ہر دوہا ہے ایک دوسرے کے درمیان ایک ہر پھر غرض کیا جائے کہ
حسین من فصیح و انصاف غرض کیا جائے کہ ان میں سے کسی ایک کو رکنیت۔ ہر قسم سے قلم

میں سے جزا و جود پر غلام کر کے تم سے موت کرو اور جو تم سے بُرائی سے پیش آئے تم اس سے
جہاد کرو، ارشادِ نبوت ہے، اور حضراتِ عظامِ کرام اس سے اس خلاقِ نبوت کے نمونے کی توقع
رکھیں جو سکتی ہے۔

مطالعہ نظریات کا ختم نہ ہوئے بغیر اور دھوکہ نہ ہے
لہجوں دشمنِ پیرانِ دوست بشکستی
ہیں کہ از کہ بر یہ می و با کہ پیوستی

اسی دھوکے میں آکر ایک فریقِ جہاد جماعتوں کے ساتھ تو معاہدہ کرتا ہے کہ نہ ان کے
خلاف مباحثاتی ہوگی نہ قسم کو جنبش آئے گی مگر دوسرے فریق کو سوشلسٹ کہا جاتا ہے، اور یہ
دوسرے فریق ایسے لوگوں کے ساتھ جن کی اسلام سے وابستگی کا حال سب کو معلوم ہے، انتہائی وعدہ
کرتا ہے۔ دوران کے ہر قول و فعل کی توثیق ضروری سمجھی جاتی ہے، مگر پہلے فریق کو امریکی سامراج
اور سرمایہ داروں کا ایکٹیوٹ قرار دیتا ہے، انہماک گویا جن بزرگوں کی وارنٹیں قال اللہ و قال رسول
میں سینہ بھر ہیں۔ آج بھی ہم اللہ کی خدمت میں مشغول ہیں وہ تو کیا ایک خدا بخیر ستہ یک طرف
سے سوشلسٹ اور دوسری طرف سے امریکی سامراج کے ایکٹیوٹ بن گئے۔ ورہن کے بیجاں وفاقا کا نیا نیا
نشان ہو رہا ہے وہ پختہ مسلمان یا اسلام پسند ہیں۔

صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: یقصرُ اباہ و یبدی فی صد بقہ۔

مگر مسلمانوں میں معاہدوں پر یا بزرگوں کے افعال پر تنقید کرنا نہیں، ہم خود اس حق میں
ہیں کہ اس نازک وقت میں زیادہ سے زیادہ اُمت کو اسلام کے ایک پیٹ فارم پر جمع کیا جائے
تو امریکی مناسبت کہ وہ نہ کر وریہ نہ کو کھینچ کر لائیں اور اُمت کو وحدہ بنادیں۔ وہ یہ جو کچھ کہا گیا ہے
اس کا منشا یہ ہے کہ اگر

۱۔ جب دور دور جا کر صلح ہو سکتی ہے تو معاہدہ کر سکتے ہیں تو غایتِ فیہیوں کے غبار

۲۔ میں نزدیک۔ حل سے سننے کو کیوں کبرِ شان سمجھا جائے؟

۳۔ جس سے انتہائی معاہدہ کر دیا جائے کیونکہ اس کے ہر قول و عمل کی توثیق کی جائے؟

۴۔ اگر ایک موقف دوسرے کی سمجھ میں نہیں آتا تو اس کے لئے ضرورتِ افہام و تفہیم کی

سب سے زیادہ تنابذ باللقاب کی ؟

۱۔ اصول یہ ہونا چاہیے کہ صحیح بات کو حریفین کے گرد نہ کرو، اور غلط بات حریف کے ذمے نہ لگے تو تاویہیں نہ کرو۔

بہر حال یہ ایک معنی بات تھی جو بال بال خواستہ زبان قلم پر آئی، نمل بات جو شہرت و عظمت حاصل کرنے کی ہے وہ یہ ہے کہ ن کو اور ان کے ساتھ تمام مفصل مسئلوں کو ن کا آگے کا منصوبہ بن چکا ہے اور اس کی تفصیلات ملے ہو چکی ہیں، نصف منصوبہ الیکشن سے پہلے کا ہے اور نصف اس کے بعد کا، بائیس سال سے باطل قوتیں دھیرے دھیرے پناہ راستہ بنا رہی تھیں مگر نہیں کیا کر سائے آئے کی ہمت نہیں تھی، انہیں ن بوریہ نشین درویشوں اور دین و ملت کے پاسبانوں کی قوت ایمانی کا احساس تھا، اچانک تاریخ نے ایک نیا ورق الٹا، اور یہ الیکشن سائے آیا جس کا جس کو پہلے پیش کیا جا چکا ہے اس کو تو قوتوں نے محسوس کیا کہ یہی موقع ہے کہ راستہ کے ساتھ ساتھ دو پہلو بنائے، اور عداوت کو ن ہی کی تلوار سے کاٹ دیا جائے، پہنا پنہ پر دو پیکند کے ذریعہ جس کی نیت کی بنیاد ڈالی گئی، اجنبات میں جموٹی ہوئی خیریں چھپائی گئیں، لگائی بجائی کے لئے دونوں طرف مفسدوں کا ایک تور متحرک کیا گیا، ایک کو سفید سراج کے خلاف کس کر کام نہ کیا، دوسری طرف سُرُخ آندہ کی گھنٹی بجائی گئی، کوئی آئے نہ آئے مگر دونوں طرف سے عداوت کو کھپا دو پہلو بنائے کے دونوں طرفی مسلم سکے ٹڑبے ہیں مگر جب معرکہ کارزار ختم ہوگا تو پتہ چلے گا کہ اس نیت دو سروں کے حصہ میں آیا اور مسلم سکے لوٹ سپاہیوں کے ہتھ میں گئے نہ کہ دشمنوں کے ہتھ میں ہو سکیں۔ یہ کم زور کم ن کی ٹیمیں ہمیشہ باقی رہتے۔

خود غرض مفسدوں نے دونوں طرف کا تمام سطح اسی خاندان کی جھگی میں ختم کر دیا، بد باطنی حصہ نہ ہوئے ہیں کہ دونوں طرف کے بزرگوں نے ایک دوسرے پر تنقید و روشی و کفر تک کے فتوے کا کر لپٹے ہاتھ خود کاٹ لئے، فتوؤں کی دو طرفہ تیسرہ انداز میں سے ن کے بازو شکن و حربہ چھپتی ہو گئے، وہ جوئی تور پر آندہ کبھی باطل کے سے خسر نہیں بنیں گے، نہ ان کا فتوئی کبھی ان سے ہٹا و نہ کرے گا۔

دوسرے مسلم کش شدہ زمین حیران ہیں، پریشان ہیں کہ یہ سب کیا آفت

آئی۔ اور اب صورتِ حال یہ ہے :-

لَا يَصْلِحُ النَّاسُ فَوْضَنِي لَا سِرَّةَ لِيهِمْ

وَلَا سِرَّةَ إِذَا جَهَلَ لِسُهُ سَادُوا

ترجمہ :- فوضیت و انتشار و پرگندگی سے ہوتے ہوئے آپ کہ قوم کے رئیس

باقی نہ رہیں، صلح کی کوئی توقع نہیں جس طرح کہ جب ہوں کی قیادت میں

کوئی خیر نہیں۔ اس کا وجود نہ ہے بدتر ہے،

یہ تمام منسوبیہ کا پہلا حصہ جو بڑی چمک ساقی سے نافذ کیا گیا، کہ کسی کو احساس تک نہ ہونے
دیا گیا۔ اور دوسرے حصہ کا خاکہ تیار ہے۔ مگر سیکشن کمیشن خود ان کا مفاد مانع ہے، اس کا نتیجہ ہے
کہ بدست کچھ پہلے کسی کو جرات نہ تھی، کہ وہ دعائے کرم پر فقرت چست کرتے، اخباروں کے مزاحیہ کالم
تروں بڑوں پر لگے جیتے تھے، لیکن کسی عداوت پر لگنا سو رہا تھا، اب نہ صرف عداوت پر
لگنا یا تمکک متعلق کے جا رہے ہیں بلکہ تیسرے اور چوتھے درجہ کے عثمانی جنہیں شاید صبح اٹھ کر
مزدھرن لگی غصیب نہ ہوتا ہو، مگر قتل کے لیے یہ قبول ہندوں پر حملہ زنی کرتے
ہیں، جن کے آئینوں سے بہت تباہی ہوئی ہے، اب ہوتی ہے، جن کی دعا میں
مکش پرست سے تباہی کی رحمت کو پہنچاتی ہیں، اور جن کے وجود کی برکت سے عذاب
نما ہے، انما تضرعون و تتردقون بشفاعتکم۔

ہاں یہ لڑتے ہیں، یہاں ہے کہ تباہی نہ ہو، وہ سوشلسٹ ہیں، نہ یہ کسی کے ایجنٹ، نہ انسانی
مذہبوں سے معلوم و متوجہ کوئی بھی نہیں، نہ ہم، نہ وہ، نہ یہ، نہ کوئی دوسرا تیسرا، رچو کچھ حسن کیا
لیا ہے پائل مشائس ہی نہیں، سوچے سمجھے منسوبیہ کی نشاندہی ہے، کاش کسی بڑی سے بڑی
ذات کا واسطہ دے کر غلط کیا جا سکتا، اسے شہادت علی اکرام، غلط فہمیوں اور بدگمانیوں کے
حکم کو توڑ دے، وہ بندہ، تم ایک دوسرے کے دشمن نہیں، یہ خنیہ سازشی بدخلوں کا کھیل ہے،
بزدل دشمن نہ رست کی تاریکی میں تم پر شب خون مارا ہے، اور تاریکی کے نہایت خطرناک موسم پر
نتیجہ مینے کے لئے تمہیں ڈاڑیاں ہیں، تو ایک دوسرے سے کہ مل جاؤ، کہاں سببِ خوف

صوبائی تعصبات اور فتنہ رنگ و نسل کا اصل علاج

خداوند کریم کے سویل انتشار بکے مادیوں کے بعد پہلی مرتبہ جمہوری مذاہن میں انتخاب ہو، انتخاب کے نتائج اگرچہ زیادہ میدانِ انفرادی نہیں ہیں، مگر بعض وجوہ سے افسوس ناک ہیں تاہم آئندہ کے لئے ایک گونہ طرح پڑ گئی اور توقع ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی وقت اس ملک کا بیڑہ صاحبِ مراد پر گم جلے گا، تمام رہنمایان قوم نے بیگانگِ دین و عنایت کئے ہیں کہ بعد اس ملک میں اسلامی دستور اور اسلامی قانون نافذ کریں گے اور اس ملک میں کتاب و سنت کا قانون بنے گا، سب یہ نئے شہیدِ امتحان کا وقت ہے کہ یہ دعویٰ میں کہاں تک صحیح بنتا اور ان میں کتنی صداقت ملتی، ہم بار بار یہ صاف عرض کر چکے ہیں کہ اس ملک کا مزاج اسلامی ہے اور صحیح اسلام کے سوا اور کوئی نسخہ کامیاب نہیں ہو سکتا، جب قوم اسلامی قانون کی خواہاں ہو اور رہنمایان قوم نے اسی کا اعلان کیا ہو اور مشرقی و مغربی پاکستان میں تو دکان بھی ایک ہی رشتہ ہو، در ایک ہی رشتہ توحید اور رہنمایان قوم اس ملک پر رحم کریں ورجہ سے بعد اسلامی دستور تیار کرنے کے بعد اسلامی قانون کو نافذ کریں، اگر اسلامی قانون نافذ ہو گیا تو یہ تمام تنگ نظریاں، صوبائی تعصبات، لسانی تعصبات اور رنگ و نسل کے یہ فتنے سب کے سب ختم ہو جائیں گے، ان فتنوں کی سرکوبی کے لئے ایک ہی نسخہ شفا ہے وروہ قرآن و مذہم ہے، پھر اسلام کی برکات نہ صرف اس ملک تک محدود ہیں بلکہ تمام عالمِ اسلامی، ہندوستان، پاکستان، کشمیر، ایک عظیم ترین اسلامی رابطہ نہ منسلک ہو جائے گا اور خدا کے مہم کے تمام منصوبے خاک میں مل جائیں گے، مغربی سرمایہ داروں کی بیہوشی یا چھین سوشلزم کے درمیان فتنہ عتدٰی صرف اسلام ہی ہے، صرف پیٹ کا مسئلہ حل کرنے سے فوری انتشار ہی ختم نہ ہوگا، ذہنی انتشار و اضطراب کا علاج روحانی اقدار ہیں۔

حبیب اللہ روح کا علاج نہ ہو جائے اور قوم کی ذاتی قدر پر تربیت نہ ہو جائے اور اس مخلوق کا خالق سے رشتہ مضبوط نہ ہو جائے اس وقت تک سکون و آسائش ممکن نہیں، بہ حال اگر رہنمایان قوم کے نعروں میں ذرا بھی صداقت ہے تو انسانی قوانین کے ایجاب و میں اسلامی قانون سے جو قدر مشترک ہے ہرگز گریز نہ کریں، بعد سے بعد اسلامی دستور و اسلامی قانون تیار کرے خداوند تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے سامنے سچا رو ہو جائیں۔

مرزا نصر احمد کا دورہ یورپ اور سعودی عرب میں ٹیلیوژن پر اس کی نمائش

پچھلے دنوں مرزا غلام احمد آنجنابی کا پوتا مرزا نصر احمد، سر ظفر اللہ کی معیت میں یورپ کے دورے پر گیا۔ خبر آئی ہے کہ اس کے دورے کے مناظر سعودی عرب میں ٹیلیوژن پر دکھائے گئے، ہمیں مرزا نصر کے دورہ یورپ سے تعجب نہیں کیونکہ جس حکومت نے اس ناپاک پودے کی کاشت سرزمین پنجاب میں کی تھی اسے اس کی ہر قسم کی نگہداشت بھی بہ حال کرنی ہوگی۔ اب اگر اس دورے کے ذریعہ وہاں کے کسی مسلمان کو گمراہ اور مرتد کیا جاسکتا ہے تو انگریز کا اس سے دل چسپی لینا بھی ایک منطقی بات ہے۔ آخر کون کاشت کار اپنے خود کاشتہ پودے سے پھل اٹھانے کا متمنی نہیں ہوتا۔

لیکن جو بات ہمارے لئے ناقابل فہم ہے وہ یہ ہے کہ سعودی عرب میں مرزا نصر کے مناظر دکھانے کی کیا تک ہوتی، گزشتہ جی پر سر ظفر اللہ قادیانی اپنے چند رفقاء سمیت شاہ فیصل کا ہمان بن بیٹھا تھا اور اب یہ قصبہ پیش آیا، سرزمین مقدس! اور مرزا غلام احمد جیسے وصال، مسلمہ پنجاب اور بدکردار آدمی کے متبعین کی پذیرائی؟

۱۔ چو کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمان؟

دنیا بھر کے ستر کروڑ مسلمانوں کے لئے ڈوب مرنے کی بات ہے کہ ان کا قبلہ یوں یہودیوں کے قبضے میں ہے اور اللہ کا پہلا گھر قادیانی مرتدین کی یلغار کی زد میں ہے۔ رب کعبہ! تو لیے نیاز ہے! ہمیں یہ روز بد بھی دیکھنا تھا کہ کعبہ کے پاسبانوں کے سامنے کعبے کی حرمت یوں لٹے گی؟ کون کہہ سکتا تھا کہ "بیت المقدس پر موشتہ وایان اور حریم مقدس پر ظفر اللہ قادیانی مرتد یوں دندناتے پھریں گے، اور پھر بھی عرب کے سادہ لوح ٹیلیوژن پر مرزا نصر کے دورے کی فلمیں دکھیں گے؟ کاش عالمِ اسلام کے ستر کروڑ مسلمانوں کی غیرت نہ مرجاتی یہ خود مرہتے تاکہ قیامت کے دن رب کعبہ کے سامنے روسیہ نہ ہوتے، کاش کوئی ہمارا پیغام اب بجا نہیں کو چہ چاؤں کہ وہ قادیانیوں کی پذیرائی کر کے عالمِ اسلام کے زخمی دلوں پر نمک پاشی نہ کریں۔

مسلمان فروعی اختلافات ختم کر کے تبلیغ میں مشغول ہوں

مرزا ناصر نے دورہ یورپ سے واپسی پر کراچی کی ایک پریس کانفرنس میں یہ وعظ فرمایا ہے کہ "مسلمانوں کے تمام فرقے اپنے 'فروعی اختلافات' کو بھول کر سات سال کے لئے تبلیغ اسلام میں مشغول ہو جائیں"۔ عہد چہ دلاور است دزدے کہ بگف چراغ دارد۔

مرزا ناصر یہ وعظ فرماتے وقت شاید بھول گئے کہ ان کا دادا مرزا غلام احمد تمام مسلمانوں کو ذریعۃ البغایا و خنازیر الفلأ (کنجہ یوں کی اولاد، حرام زادے اور جہل کے سور) سے نوز تا تھا، ان کا باوا مرزا محمود بر شخص بڑے سے بڑا مرتبہ پاسکتا ہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔ کے متغی تقسیم کیا کرتا تھا، مرزائی امت عیسیٰ علیہ السلام کو شرابی کے نسب سے طعنب کرتی تھی اور قائد اعظم سمیت تمام مسلمانوں کو کافر تصور کرتے ہوئے ان کا جنازہ جائز نہیں سمجھتی تھی۔ وہ خبیث ذہن، کیا یہ سب فروعی اختلاف تھے؟ مرزائی جو بالفاق امت مرتد، کافر اور خارج از اسلام ہیں آپ جانتے ہیں کہ ان کو "فروعی اختلافات" کے وعظ کی جرأت کیوں ہوئی؟ اس لئے کہ حکومت پاکستان میں ان مرتدوں کو مسلمانوں کی فہرست مردم شماری میں شامل رکھا گیا اگرچہ مرزائی امت ہمارے ان حکمرانوں کو آج تک کافر ہی سمجھتی رہی جس طرح ظفر اللہ قادریانی نے قائد اعظم کو سمجھا، ان کے ساتھ ہر طرح کی بد رات بد رات اہنت برقی گئی، سول اور فوج کے اوپنے اوپنے مناصب پر ان کو مسلمانوں کے بجائے مسلماً لیا گیا، انہیں ایک الگ اقلیتی فرقہ قرار دینے سے ہمیشہ کئی کڑائی گئی، اور نہیں مسلمانوں کو مرتد کرنے کی کھلی چھی دی گئی، پھر آج مرزا ناصر یہ وعظ نہ کرتے تو کیا کرتے۔ اے باد صبا ایں ہمہ آوردہ تست

تو ہم مرزا ناصر کا وعظ اپنی جگہ قیمتی ہے ہم تمام مسلمانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے تمام فروعی اختلافات سات سال کے لئے نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے بھول کر تبلیغ اسلام اور ستر مرزائیت میں مشغول ہو جائیں، کیا مرزا ناصر کے اس اعلان کے بعد بھی مسلمانوں کو عقل

نہیں آئے گی ؟ کیا اب بھی ہماری حکومت ان مرتدین کے عزائم اور سرگرمیوں کا نوٹس نہیں
 لے گی ؟ اللہ تعالیٰ اسلام اور مسلمانوں پر رحم فرمائے ، آمین ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ صفوة البریة محمد وآلہ وصحبہ اجمعین ۔

شعبان ۱۳۵۶ھ

برطانوی عہد حکومت اور مسلمان

امت اسلامیہ کا یہ آخری دور بہت ہی پُر فتن ہے، قدم قدم پر فتنے ہی فتنے ہیں۔ برطانوی عہد حکومت میں سب سے زیادہ انتظام مسلمانوں سے لیا گیا، ہر ملک میں نہایت نہانے فتنے کھڑے کئے گئے، متحدہ ہندوستان میں انگریزوں کے قدم جمے تو چونکہ پیر زمین اہل علم میں خشکی، دینی بحیرت کے لئے گمان تھی اس لئے یہاں کے مسلمانوں کو سب سے زیادہ انتظام کا نشانہ بنایا گیا اور دین اسلام سے مسلمانوں کا رشتہ منقطع کرنے کے لئے سب سے زیادہ فتنوں کی تفریح کی گئی مثلاً

۱۔ (الف) عہد وصال کو چن چن کر ٹھکانے لگانے کی کوشش کی گئی، مسلمانوں کے مذہبی اوقاف غصب کر لئے گئے، ان کے معاہدہ و مدارس اجاڑ دیئے گئے دینی راہنماؤں کو عوام کی نفرتیں ذلیل کرنے کے لئے طرح طرح کے القاب وضع کئے گئے، ملک میں مسیحی مشنریوں کا جوں پھیرا کیا اور لوگوں کو عیسائی بنانے کے لئے ترتیب و ترتیب کے تمام ذرائع اختیار کئے گئے۔

(ب) اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں مغرب کا طحانہ لٹا دیا گیا تعلیم پر مبنی کیا گیا اور اس کے ذریعہ اسلامی عقائد پر کھاری ضرب لگانے کی کوشش کی گئی، شیخ کے دل و دماغ کوئی نقص لاندہ بہتیت میں ڈھالنے کے سچے تیار کئے اور دین سے نفرت و بیزاری و سردی کی برسات میں تشکیک و تذبذب ہی تعلیم کا سب سے اونچا معیار سمجھا گیا۔ (ج) پورے اسلامی معاشرہ پر مغربی تہذیب کی دغا بازی ہوئی اور وہ تمام گند کی بو تہذیب مغرب کا خاصہ ہے۔ خدماں ہندو کمانیشن قرار پائی، گویا عظیم جہیز ذہن و قلب کو بہرہ و تربیت کے تہذیبی تھقہ نے یہاں کے مسلمانوں کی صورت و سیرت وضع و قلع، خدق و محاشات تہذیب و ثقافت کے تمام زاویے ہی بدل ڈالے اور تہذیب جہیز کے متوالوں کے لئے جو دو شمار کی گئی عزت و افتخار کا نشان بن گئی، نالغہ و نالیہ راہنمون۔

۲۔ (د) سڑک کے بے شمار فتنے کئے گئے گتہ گتہ کی تفصیل کے لئے کیب و فوجا بیٹے مارن ہاؤسوں میں سب سے بڑا فتنہ و درست اسلامیہ کے خلاف سب سے بڑی سازش جو

برطانوی حکومت نے کہ وہ فتنہ قادیانیت اور مرزائیت ہے جو مرزا غلام احمد انجمنی کے ذریعہ ظہور میں آیا۔

حکومت برطانیہ اور فتنہ قادیانیت و مرزائیت

انگریزوں نے واضح طور پر محسوس کیا کہ ہزاروں کوششوں کے باوجود وہ اس بات میں کامیاب نہیں ہو سکے کہ امت اسلامیہ کا رشتہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن نبوت سے بالکل ہی کاٹ ڈالیں، انہیں اس بات کا بھی خوب تجربہ ہوا کہ مسلمان خواہ ایمانی و خدائی غور کے آخری نقطہ تک پہنچ چکے ہوں لیکن جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت، رسول سامنے آتا ہے تو امت سبھیہ کے دل میں ایمان کی چھپی چھپائی چنگاری بھی ایک نونگ آتش فشاں کی صورت اختیار کر لیتی ہے اور وہ کسی نہ کسی غازی علمہ الہ بن شہید کو سامنے کر دیتی ہے، اس لئے انہیں ایک ایسے دین و مذہب کی ضرورت تھی جو دین کے نام پر شہیدانی کا سرقع ہو، جس کے ظاہر میں دین کا مقتدر نام ہو و باطن میں سراسر کفر پوشیدہ ہو۔ انہیں ایک ایسی تحریک درکار تھی جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانہ سے ہٹا کر مسلمانوں کو ایک ایسی نئی نبوت سے وابستہ کر دے جس کی تمام وفاداریاں انگریزی طاغوت کے لئے وقف ہوں، انہیں سرزمین ہند میں ایک ایسا خاردار خودکاشٹہ پودا نصب کرنے کی ضرورت تھی جس کے کانٹوں میں البحر کرامت اسلامیہ کا دامن اتحاد تار تار ہو جائے اور جس کے سائے تلے انگریزی طاغوت کو ستر نام نصیب ہو، انہیں معلوم تھا کہ نہایت ہی موعود کا دعویٰ اسلامی تاریخ کا کوئی انوکھا واقعہ نہیں ہے، اس سے پہلے بہت سے شائع آزمائشوں میں مجہدیت چمکا کر جل و فرب کا بیڑا پار کر چکی ہیں۔ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ مسلمانوں میں برصغیر میں ایک مجہد پیرا ہوتا ہے اور دعویٰ احمدیہ کا یہ نام نہیں جابجا نہ اعتقاد نہ جانے کس شیعہ ان نے پھیل دیا تھا کہ جو دھوئیں صدی ہی پس آخری صدی ہے اس کے بعد کوئی صدی نہیں قیامت سے پہلے جن چیزوں کے وقوع کی خبر احادیث میں دی گئی ہے یعنی منہر مہدی، خروج دجال، نزول عیسیٰ یا خروج ماجوج اور دجال صحت وغیرہ، وہ سب ہی صدی تک ہوں گی یہ دوسرے

۱۔ مرزا آجی نے اس جہاد خیالی سے مرزا آجی کی پوری کوششوں کی، چنانچہ راجپوتانہ میں

نہ صرف ہندوستان بلکہ پورے عالم کے مسلمانوں کے سیاسی حالات نہایت اہمیت اور
 لوگوں کی حالت کے ساتھ بائیں اور سپرانڈاز میں نظر آتے تھے، ان پر ذہنی جس اور
 یاس و قنوطیت کے بادل منڈا رہتے تھے اور فوری طور پر ان حالت کے مقابلہ کے لئے قریب
 از غیب کے منتظر تھے، اسلام اور مسلمانوں کے اذلی دشمنوں نے سوچا کہ ان حالت میں یہودیت
 بہودیت و مسیحی نبوت کا جعلی سکھ چنایا جائے تو بڑی آسانی سے چل سکتا ہے، پانچواں اس مقصد
 کے لئے صوبہ پنجاب میں قادیان ضلع گورداسپور کے مزارعہ مسیح کو منتخب کیا گیا، اس مہم کے لئے
 پنجاب اور قادیان کا حسن انتخاب بھی بڑا معنی خیز تھا، پنجاب اپنے فخر میں مزاج کی وجہ سے
 انگریز سرکار کا سب سے زیادہ وفادار و محب تھا، اس فوجی کمپ سب سے زیادہ جوں سے پیسر
 آتی تھی اور قادیان میں مزارعہ صاحب کا خاندان انگریزی حکمرانی کے آثار ہی سے انگریز کا عیب
 سے بڑا پشتیبان و ستا ج برصغیر کی اطاعت نہ کر رہی، وناشی رہی اور کچھ خورق نہائی ہوئے تھے،
 اس لئے سیاسی نبوت کے لئے اس پیشانی و فادار خاندان کے ایک فرد کا انتخاب نہایت
 موزوں تھا، یوں بھی پنجاب کی زرغیر سرزمین میں بیرون مہیروں کا فخر نہیں تھا، یہاں
 پر قریب ہر شعبہ ہائے کم و زیادہ کی ایک نئی تہذیب کا پیرا آجانا ایک بڑی بات تھی۔

درجہ ہائے شہرہ سے آگے انبیاء کی کشتی کے کشتی کے اس بات پر بہرہ رک رہی کہ وہ مسیحی موعود
 جبرائیل صمدی کے سر پر پیامبر کا ورثہ کہ پنجاب میں ہو گا، اور انبیاء و نبیوں کے لئے ہیں،
 انبیاء و نبیوں کے ہوتے ہوئے وہی کے سر پر آئے گا اور وہ پورے عالم کو ہوا،
 نبیاء کذشتہ اور حدیث دیگر پر مزاجی کی یہ جست و خیزیں کذب و بیانیوں
 میں سے ایک سے زیادہ فائدہ مند تھیں کسی نے کشتی اور کشتی میں بیٹھے ہیں تاکہ مسیحی
 نبیاء و نبیوں کے ہوتے ہوئے انبیاء و نبیوں کے ہوتے ہوئے انبیاء و نبیوں کے ہوتے ہوئے
 انبیاء و نبیوں کے ہوتے ہوئے انبیاء و نبیوں کے ہوتے ہوئے انبیاء و نبیوں کے ہوتے ہوئے
 انبیاء و نبیوں کے ہوتے ہوئے انبیاء و نبیوں کے ہوتے ہوئے انبیاء و نبیوں کے ہوتے ہوئے
 انبیاء و نبیوں کے ہوتے ہوئے انبیاء و نبیوں کے ہوتے ہوئے انبیاء و نبیوں کے ہوتے ہوئے

مرزا غلام احمد اور دعوی نبوت

مرزا صاحب نے مسیحائی کے مراتب ٹکڑے کرنے بڑی مہم کا قسم کھائی تھا۔ رفتاری رفتار سے پلٹ پلٹ کر وہ لٹرائی سے نکل کر وہ ایک منظرِ سدوم کی حیثیت سے قوم کے سامنے آئے اور تمام ادیان باطلہ کے مقابلہ میں سدوم کی حقانیت ثابت کرنے کے لئے براہین احمدیہ کی پچاس جلدیں لکھنے کا اہتمام دیا اور قوم سے چندہ کی پیل کی سبب وکیلِ سدوم کی حیثیت سے ان کی روشناس ہوئی تو اپنے عادی میں علی الترتیب محدث، مبہم من اللہ، امام الزماں، مجدد مہدی موعود، مثیل مسیح، مسیح موعود، نسطری نبی کے درمیانی مدارج کرتے ہوئے شریعتِ نبوت کی بامِ بلند پر پہنچ گئے اور بہانہِ دلی وحی، نبوت اور معجزات کا احسن کر دیا اور محمد رسول اللہ کا مصداقِ قرآن بیٹے، قرآن کریم کی جو آیات حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں تھیں ان کو اپنی ذات پر منطبق کیا، اپنے دور کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے انفسِ تہذیب و ولعزم انبیاء کریم کی توہین کی، انبیاءِ علیہ السلام سے انصافیت کا دعویٰ کیا، اپنی وحی کو قرآن جیسی قسمی وحی بتلایا اور جو لوگ ان کی اس خانہ ساز نبوت پر ایمان نہیں لائے انہیں کافرو جہنمی قرار دیا بعد انہیں ولد الحرم ذریۃ البغایا، کھجور پوں کی اولاد، خنزیر و کتوں کے نام سے یاد کیا، نئی شریعت کے ذریعہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے تین جز، کو چھ منسوخ کر ڈیا، برتانوی حکومت کو ظلمِ مذہبی کی لاش کا خطاب دیا ہوا اس کی حالت کو قریض اور سدوم کے دو حصوں میں سے ایک حصہ قرار دیا، کافروں سے جہاد کا حکم منسوخ کر دیا، در آخری زوروں کے مقابلہ میں جہاد کے حرام ہونے کا فتویٰ صادر ہوا، دین کے قسمی متاخر کا مذاق اڑایا، حدیث متواترہ کی تکذیب کی، قرآن کریم کی یہ شریعتوں میں کسی تشریف ہوئی، کسی بے گرامہ کوئی درکِ خفا بہت نوز، مسلمانوں سے شادی بیاہ کرتا، ان کے جنازے میں شریک ہونا اور ان کے شیعہ غار پر چھ منسوخ اور حرام قرار پایا، انفسِ امیر کے سر پر تین

مرزا صاحب کو سب سے خوب چندہ ملے مگر انہوں نے مسلمانوں کا چندہ لکھا بلی کر پچاس جلدوں کے بہت سے صفحہ پہنچ جہدین تحریر کیا میں در یہ نکتہ ارشاد فرمایا کہ در وہ میں صرف ایک نکتہ کا مضمون صرف ایک بندہ پانچ سے پچاس کا وعدہ پورا ہو گیا اور میرے

دوست کے کہ ان میں سے ہر بات مستقل کفر کی بات تھی ورنہ ان میں کسی طرح بھی تاویل کی گنجائش نہیں تھی۔ اس لئے علامت امت نے متفقہ طور پر مرزا صاحب ورنہ کی امت کے کافر و متدبر ہونے کا فتویٰ دیا اور ان کی کتابوں سے ایک سو کے قریب حصے کفریت جمع کئے۔ اگر پھر بھی طرح استقامت کر کے تمام کفریات و ہذیان کو جمع کیا جائے تو ایک ہزار کفریات سے کم نہ ہوں گے، خدا کا تہذیب بہت کہ نسل و بردن کے پردے میں اسلام کی تمام مسودحات کو مٹا کیا گیا۔ مرزا صاحب کی امید کے لئے امر مؤمنین کی مصلوح ستموں ہوئی، ان کے ہاتھ بے کفر و رتداد قبول کرنے و ان کو صحابی کہا گیا ورنہ کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے افضل بتایا گیا، قادیان کو حرم اور مرزا کی قبر کو کنبہ بیضاء قرار دے کر مکہ و مدینہ کے بجائے یہاں کے حج و زیارت کی دعوت دی گئی و اسے مکہ و مدینہ کے حج و زیارت سے افضل بتایا گیا۔ آٹھ آٹھ تو اس چرخ گردن تنویر اور شخصی زندگی کی سی کہ ان صفات پر اس کا ذکر کرنا بھی باعث شرم ہے۔

انگریزی دور بار اور مرزا غلام احمد اور اس کی امت

انگریزی دور میں مرزا غلام احمد ورنہ کی امت کا مشن صحت و چیزیں تھیں۔ امت مسلمہ میں ظہری و انتشار کے ذریعے ہونا درسمانوں کو انگریزوں کی و قادیان کی متین کرنا، ان کی دعوت یہ تھی کہ برطانوی حکومت خلیفہ مسیحی بادشاہ بنے اس کی حمایت و حفاظت برلمان کا ارسل ہے اور اس کے خدو جہاد حرم ہے، تو یا اس دور میں قادیانی ثبوت پر ایمان لانے کے معنی انگریزوں کی و قادیانی پر ایمان لانے کے تھے، بنو و مرزا صاحب کے لفظوں میں باعتبار اہل حق و عدل کے کو غفلت کہ قریب ہے و قادیانی ورجان شاربہ بنیاد قہر ہے جس کے صوفیوں میں کوئی سوال کو غفلت کے لئے حسد ناک نہیں، ویکہ ورنہ یقین رکت ہوں کہ جیسے جیسے یہ سب مرزا جیسے دیتے دیتے مسند جہاد کے معتقد کم ہوتے جاتے ہیں کہ کیونکر جیسے مسند اور مسجد کی مال لینا ہی مسند جہاد کا شمار کرنا ہے۔

ایک طرف انگریز و مسلمانوں میں انتشار پھیلنے نہیں دین سے برگشتہ کرنے اور

انگریز کا وفادار بنانے کے لئے اس خانہ ساز نبوت کی ضرورت تھی تو دوسری طرف مرزا صاحب
اور ان کی امت کو بھی اس امر کا بجا طور پر احساس تھا کہ جعلی نبوت کا یہ سکہ انگریز کی مذہبی ترقی
ہی میں چل سکتا ہے اور اسی کے سایہ عاطفت میں جھوٹی نبوت کا یہ شجرہ ہمیشہ پرورش پاسکتا
ہے کوئی گنہگار گنہگار بھی اس کفر و ارتداد کو برداشت نہیں کر سکتی۔ اس لئے
فیصلہ کیا گیا کہ قادیانیت اور انگریز بہادر کے مفادات باہم متصادم ہیں، قادیانیت کی ترقی انگریز
حکومت کے سوداگرمندی کی ضد من ہے اور انگریز ہی ستعمار کی توسیع قادیانیت کے پھیلنے کا دشمن
کی کنشیل ہے۔

تاج برطانیہ کا خود کا شتہ پورا

مرزا صاحب و ان کی امت نے جس طرح خود کو تاج برطانیہ کا خود کا شتہ پورا کیا
مکہ برطانیہ اور دیگر اعلیٰ ادنیٰ حکام کے حضور میں جس طرح نیاز مندانه خطوط لکھے، ان کے مراجعہ
خمسروانہ کے حصول کی خاطر مطلق اور خوشامد کا جو پست اور گھٹیا انداز اختیار کیا اور گورنمنٹ برطانیہ
کے حق میں مسلمانوں کی رائے کو ہموار کرنے کے لئے فتویٰ حرمت جہاد کی پچاس پچاس الہامیوں
کے جو حوالے دیئے وہ آج بھی ان کی مصبوعہ کتابوں میں محفوظ ہیں یہاں ان کے نقل کرنا کی
ضرورت نہیں ہے نہ ضرورت ہے۔

قادیانی انگریزوں کے ایجنٹ

الغرض قادیانی جہاں جاتے اور جس ملک میں ہوتے وہ انگریز کے ایجنٹ کی حیثیت سے
انہی خلیفہ قادیان کا ایک عداوت جو ان کے خیار الفضل ہیں۔ انہوں نے کو شاخ ہونے کے
سبب مشن کی صحیح شناسائی کرتا ہے، اس کا ایک جملہ درج ذیل ہے۔

”سلسلہ احمدیہ کا گورنمنٹ برطانیہ سے جو تعلق ہے وہ باقی تمام جہاتوں سے زیادہ ہے۔ ہمارے
صورت ہی میں مہتمم کے ہیں کہ گورنمنٹ اور ہمارے فرائض ایک ہوتے ہیں، گورنمنٹ برطانیہ کی ترقی کے
ساتھ ہمیں بھی اگلے قدم بڑھانے کا وقت ہے اور اس کو خدا نخواستہ کوئی نقصان پہنچے تو ہم
سے بھی محفوظ نہیں رہ سکتے۔“

کام کرتے کیونکہ دونوں کے مفادات "مقدمے" و "ان مفادات" کا تحفظ جمعی ممکن تھا جو
 کہ ان کا ایک قومی تشخص ہو، اس لئے وہ انگریزی دور میں بھی مسلمانوں سے الگ اپنے قومی
 تشخص پر زور دیتے تھے، چنانچہ تقسیم ملک کے وقت باؤنڈری کمیشن کے سامنے انہوں نے یہ
 موقف اختیار کیا کہ چونکہ وہ مسلمانوں سے ایک قوم ہیں اس لئے انہیں ایک ملک حاصل
 دیا جائے لیکن ان کے اس موقف کا کافی مدد ہندوستان کو ملے، کیونکہ ملک کی تقسیم مسلمانوں اور غیر
 مسلم کی بنیاد پر ہو رہی تھی اور حیدر مرزا ایوں نے خود اپنے کو "غیر مسلم" ظاہر کر دیا تو جس خطے
 کا وہ متعلقہ رہے وہ ہندوستان کا حق قرار پایا اور یوں مسلمانوں کے جو علاقے پاکستان
 کے حصہ میں آئے تھے ہندوستان کا استحقاق ان پر ثابت ہو گیا۔

قیام پاکستان کے بعد وہ اپنے روحانی مرکز کو چھوڑ پاکستان چلے آئے اور یہاں آکر انہوں
 نے کیا کیا۔

پاکستان میں ایک تاریخی مرکز قائم کیا جائے، چنانچہ ایک مستقل علاقہ پنجاب میں
 کوٹلیوں کے مول لیا گیا اور وہاں "ربوہ" کے نام سے خاص مرزا کی شہر آباد کیا گیا، وہاں سے
 ریوے من چلی گئی، دفین ترقی ہو گئے، کالج اور اسکول کھولے گئے، اخبارات جاری ہوئے
 "افریقا" کے نام سے ایک سپیشل فوج تیار کی گئی، "ربوہ" پاکستان میں ایک مستقل ریاست
 کی حیثیت رکھتا ہے جہاں عمل حکومت فیض قادیان کی ہے، پاکستان کے برخلاف میں مرزا کی
 آباد ہو سکتے ہیں لیکن کیا جس کے اس قادیانی ریاست میں کوئی مسلمان رہ سکے؟ حکومت پاکستان
 نے تمام اسلامی و غیر اسلامی اوقات پر قبضہ کیا، لیکن ان کے کروڑوں کے اوقات کو نہیں چھوڑا۔

اب، خلیفہ ربوہ کی ہدایت کے مطابق سول سروس فوج اور بیرونی سفارت خانوں میں
 زیادہ سے زیادہ مرزائیوں کو بھرتے رکھیں گی آسامیوں پر انہیں مسلط کرنے کی اسکیم تیار
 کی گئی، بدلتی سے پاکستان کا سب سے پہلا وزیر خارجہ حضرت امجد قادیانی ہوا، اس نے اپنے
 نذر و سوخ سے مروت و بیرون ملک قادیانیت کی جڑیں خوب مضبوط کیں یہاں تک کہ
 پاکستان کے ہر دور میں اس فتنہ کی تیاری ہوتی رہی، آج اعداد و شمار ہی بتا سکتے ہیں کہ قادیانیوں

نے کتنی آسمان کے نذر و سوخ کے نزدیک ملک کی تقسیم کی تھی اور خدا کا منشا یہ تھا کہ بہت جلد دونوں حصوں

کو ایک کر دیں نہ جہاں مشرق پاکستان کا ستون بن کے نبیال میں خدا کی منشا کی پہلی قمری ستون (مدیر)

کی کل تعداد کتنی ہے اور وہ تمام محکموں میں کتنے بڑے حصے پر قابض ہیں۔

(ج) مذہبی طور پر اگرچہ مرزا نیوں نے اپنا انگ تشخص باقی رکھنا نہ وری سمجھا مگر مسلمانوں کو کافر کہنے کی پالیسی میں لچک پیدا کر لی اور مسلمانوں میں میز عدالت میں مرزا نمودن اعدن کر دیا کہ ہم غیر احمدی مسلمانوں کو کافر نہیں کہتے مگر یہ سب دجل اور نفاق تھا، دراصل ہوا کا مخالف رٹن دیکھ کر مرزا نیوں نے محسوس کر لیا تھا کہ ب مسلمانوں کو کافر کہنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ انہیں ایک غیر مسلمہ قیمت قرار دے دیا جائے گا اور مسلمانوں میں شامل رہ کر جن بھیدی ساسیوں پر وہ فائز ہیں اس ستمنا کے دروازے بند ہو جائیں گے۔ یہ مرزا نیوں کا ایسا دجل تھا جس نے گزشتہ دور کے سارے حکمرانوں کو تاریکی میں رکھا۔

(د) اندرون ملک مسلمانوں کو مرتد بنانے کی کوششیں تیز کر دی گئیں اور پتی سیدی طاقت پیدا کرنے کے لئے کم از کم بدوچستان کے سوبہ کو احمدی بنانے کی خوفناک تحریک کی تھی۔

الفصل ۳۱۔ اگست ۱۹۴۷ء ضیفہ ربوہ کا خلیفہ

(۱) نگریزوں کی ایجنٹی کا کام تنہا بیت ہی منظم اور خفیہ طریقے سے جاری رکھی اور مغربی ممالک کے عہدہ اسلامی اور عربی ممالک میں سازشیں پھیلانے کے لئے وہاں مشن کھولے۔ چنانچہ اسرائیل کے ساتھ پاکستان سمیت اسلامی ممالک کے تعلقات نہیں ہیں مگر قادیانیوں کے ات سے باقاعدہ روابط ہیں اور انگریزوں کو ان پر یہاں تک اعتماد ہے کہ ایک حکمران نے اس کا اٹھارہ لاکھ گروفلز قادیانی کو ہندا دیا جاسے تو ہماری بیرونی مدد بند ہو جائے گی، غالباً یہی وجہ ہے کہ قادیانیوں کو قیام پاکستان سے لے کر اب تک کھیدی عہدوں پر تملوق حاصل رہا ہے، یوں نہ تو نے تمام سابق سیاست دانوں کو ملک کا غد رکھا مگر بتوں ان کے غدروں کے دور میں ہو قادیانی جن بڑے عہدوں پر فائز تھے ایوب صاحب نے انہیں ان سے ملک نہیں کیا بلکہ انہیں مزید ترقی دی اور مزید قادیانی بھرتی کئے، موجودہ دور میں یارب خان کو جلی کٹی سنائی جاتی ہیں لیکن قادیانی یوپی دور سے بھی اب بلند عہدوں پر فائز ہیں۔

غرض کہ دور میں سن فتنہ کی آبیاری ہوتی رہی۔ نہیں تبیغ اسلام کے نام پر نیکیوں میں مشن کھولنے کے لئے زرمبادلہ کی خفیہ رقمیں دی گئیں، یہی وہ اند و نیش و غیرہ اسلامی ملک

میں مسلمانوں کے نام سے قادیانی ڈاکٹر، انجینئر اور دیگر ماہرین بھیجے گئے اور اب تو پانی سر سے گزر گیا ہے اور تمام سابقہ ریکارڈ لوٹ گئے ہیں اور جب عربی، اسلامی حکومتوں اور دہان کے علماء و مشائخ کو اس مکروہ صورتِ حال کا علم ہوا تو وہ چیخ مچے، انہیں اس مہیب خطرے کا احساس ہوا تو انہوں نے علماء ہندوپاک کی موافقت کی اور اس فرقہ کافرہ کی تکفیر کی۔ اس کے عقاید و نظریات اور عزائم و مقاصد پر رسالے لکھے اور مسلمانین و مقالات شائع کئے اور پہلی مرتبہ بین الاقوامی سطح پر ان حقائق سے پردہ اٹھا اور عالمی اسلامی تنظیموں نے تمام مسلم ممالک سے اپیل کی کہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے کیونکہ وہ عالم اسلام میں سرایت کے یجنٹ ہیں، یہ سب کچھ اخبارات و رسائل میں چھپ چکا ہے تو اب مرزائیوں کے حوصلے اتنے بڑھ گئے ہیں کہ ان کے موجودہ خلیفہ مرزا انصاری نے "الفصل" میں پاکستان کی موجودہ حکومت کو بھی دھکی دے ڈالی، یہ ملک کی بد نصیبی ہے کہ پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر ۱۴۰ مرزائی پہلی مرتبہ مرکزی اسمبلی کے لئے مسلمانوں کے ووٹوں سے منتخب ہوئے، انا للہ۔ انسان دردناک حقائق کو کہاں تک شمار کر لے، بہر حال عالم اسلام میں بیداری کچھ لہر پیدا ہوئی تو مت مرزائیہ کو بھی اپنی فکر ہوئی اور مرزا غلام احمد آنجنہانی کے دعویٰ نبوت میں تاویل کرنے لگے، مرزائیوں کے طرزِ عمل سے کچھ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اب وہ ظاہری سطح پر بہت سب سے ہیں اور مرزا آنجنہانی کو مجاہدِ دہانے کی طرف آرہے ہیں جس طرح لاہوری پارٹی ان کو مجاہدِ دہانے سے پہلے بھی اسلام آباد میں جہاں ان کو بتدوین پیش آیا تو تفتیش کر کے مرزا آنجنہانی کی نبوت سے انکار کرنا شروع کر دیا، ان کی اس تبدیلیِ رخ کا مقصد صرف یہ ہے کہ بین الاقوامی سطح پر ان کے خلاف جو بین الاقوامی آرائی شروع ہو گئی ہے وہ ذرا دبا جائے اور طوفان کا یہ رینا نسل جائے، اس لئے اس صورتِ حال کے پیش نظر چند گزارشات پیش کرنا ضروری ہے۔

کفر و ارتداد سے توبہ کا طریقہ

۱۔ اگر کوئی کافر یا مرتد اپنے کفر و ارتداد سے تائب ہو کر مسلمان ہونا چاہتا ہے تو سرے کی وسیع اور علیحدہ رسمت کے دروازے سے گئے بند نہیں ہیں وہ صاف و صریح توبہ کر کے

اسلام میں داخل ہو سکتا ہے اور اسد می برادری کا معزز فرد بن سکتا ہے۔ چشمہ مارو شن دل
ماشاؤ مگر اسے اپنے تمام سابقہ کفریہ عقائد سے اجمالاً و تفصیلاً توبہ کرنا ہوگی اور اپنے سابقہ
عقائد سے برائت کا اعلان کرنا ہوگا۔

۱۳۔ جس شخص کا کفر و ارتداد ثابت ہو جائے اور اس کے کفریہ عقائد میں تاویل کی
کوئی گنجائش نہ ہو اس کو امام، مقتدا، مصلح اور مجدد ماننا بھی کفر ہے کیونکہ ایسے شخص کو امام اور
مجدد ماننے کے معنی یہ ہیں کہ یہ شخص اس مرتد کے عقائد و نظریات اور اس کے تمام دعویوں
کو تسلیم کرتا ہے ایک مسلمان کو مسلمان کہنا درجہ پنہا جس طرح ضروری ہے ٹھیک اسی طرح ایک
وجہال کا فرو مرتد کو کافر کہنا بھی ضروری اور فرض ہے۔ چنانچہ مرزائیوں کی بدوری جو امت کا
عقیدہ بیستہ کہ مرزا غلام احمد آنجنہانی مجدد ملت نبی نہیں تھے مگر غلام امت نے اسی غلام
بنیاد پر بھی ان کو کافر ہی سمجھا بلکہ انہیں قادیانی مرزائیوں سے بھی زیادہ خطرناک سمجھا گیا۔

(۳) مرزائیوں کو گرد و قہقہہ اپنی گمراہی کا احساس ہو گیا ہے اور وہ تہہ دل سے مسلمان بن
چاہتے ہیں اور پاکستان کے سچے بھی خواہ بن کر اسد می برادری میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو
مرزائی مت کو (خواہ قادیانی، ربوئی ہوں یا لبوئی) صاف صاف اپنے عقائد کفریہ سے توبہ
کا اعلان کر دینا چاہیے اور اس امر کا اقرار و اعتراف کرنا چاہیے کہ مرزا غلام احمد آنجنہانی
اپنے تمام دعاوی میں واقعہ جھوٹا تھا، مفتوی تھا، کذاب تھا، دائرۃ اسلام سے خارج
تھا، اگر وہ ایسا ہی ہر اٹھ سے کام لے کر اپنے لائق اور تاویلات سے توبہ کرنے پر آمادہ نہ
تو ماشاء اللہ کیا کہنا وہ ہمارے بھائی ہوں گے اور اخوتِ اسلامیہ کی غانگیر برادری
میں شامل ہو جائیں گے۔

پنے سالہا سال کے عقائد کو غصہ کہنا اور باپ دادا کے مذہب کو خیر باد کہنا بڑے
دل گڑبے کا کام ہے، آدمی جس میں طبیعتِ خفت محسوس کرتا ہے مگر حق بات کا ماننا اگرچہ
مشکل اور بے حد مشکل ہے لیکن اس سے آدمی کی عزت و وقار کو ٹھیس نہیں پڑتی بلکہ اس میں
صافہ ہی ہوتا ہے، اہم مرزائیوں کو سمیان دیتے ہیں کہ مرزا آنجنہانی کی سیاسی بددست
چیکر رہنے کے بجائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن نبوت سے وابستہ ہو جائیں

تو ان کے کسی سابقہ قول و فعل پر کوئی مسلمان نہیں غار نہیں دے گا بلکہ تمام مسلمان انہیں سر
آنکھوں پر جھٹانے کے لئے تیار ہوں گے نیز اگر وہ دینِ مرزائیت سے تائب ہونا چاہتے ہیں
تو انہیں مرزا غلام احمد آجہانی کی تمام کتابوں سے دست کش ہو جانا چاہیے اور غلام احمد کی
”احمدی“ نسبت ترک کر دینی چاہیے اور اندرون و بیرون ملک مرزائیت کے تمام اڑوں کو ختم
کر دینا چاہیے۔

مرزائی امت تقریباً سو سال سے تاویل و تاویل کے گرداب میں پھنس ہوئی ہے، عبداللہ
آجہانی کی موت اور احمدی جگمگے آسمانی نوح کی پیشگوئی ہو یا مرزا آجہانی کے عجیب و غریب
دعوے ہوں، مرزائیت کی تو کوئی کل بھی سیدھی نہیں، مرزائی امت کے صنادید سو سال تاویل
کے میٹھوں سے اس کی تراش تراش میں مسرود ہیں مگر جسے خدا نے پڑھا پیدا کیا ہو اسے کون
سیدھی کر سکتا ہے؟ ”وَن يَصْعَقُ الْاَعْرَابُ اَفَلَا يَفْقَهُوْنَ“ ہر قیما مرزائی دوست سو سال تک
مرزا آجہانی کے ہدیائات کی الٹی سیدھی تاویل میں کرتے کرتے تھک ہو چکے ہوں گے، خود ان کا
غیر بھی نہیں درست کرتا ہو گا کہ وہ صریح غلط بیانیوں کو خواہ مخواہ تاویل کے رندوں سے تراش
تراش کر پتہ ثابت کرنے کی عبت کوشش کیوں کر رہے ہیں، کاش وہ جس جاں میں پھنسے ہوئے
ہیں یہاں تک دے کر اسے توڑ ڈالتے درجیس بیس درگوگو کی جو کیفیت ان پر سو سال سے
تاریت امت ان کی گھوڑی ہو جاتی۔

اب یہ سوال اُٹھتا ہے کہ مرزا آجہانی صاحبان دینِ مرزائیت سے تائب ہونا چاہیں تو اسرار کی آغوش
نکلتے با بھی کشادہ ہے اور مسلمان نہیں کھٹکتے تیار ہیں لیکن گرا نہیں اپنے
غیر پر اصرار ہے اور وہ مرزا آجہانی کو بہ سطور میں موعود اور مہدی معبود یا مسلح اور مجہد
ست میں اور صرف ہوا کا رخ دیکھ کر ازراہ قیاس اپنے نظریات کو تاویل کے لئے خدا میں
پیش کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں تو انہیں یہ غلط فہمی ذہن سے سال دینی چاہیے کہ وہ
دیں و تہذیب کے رستے مسلمانوں کی صفوں میں ایک بار پھر جس آئین کے، من جذب محبوب
حسرت بداندہ۔

کتے، خنہ، یر، کاز، جہنمی اور وند الخرم کے وہ سیکڑوں خیالات مسلمانوں کو یہ تک نہیں

خوب یاد ہیں اور ہمیشہ یاد رہیں گے جن سے مرزائے آجہانی نے مسلمانوں کو نوز اتنی مسلمانوں کو مرزائیوں کے ضیفہ و درمہ کے وہ بیسیوں اعدائے بھی خوب یاد ہیں جن میں بڑے غرور اور رخصی سے کہا جاتا تھا :-

”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا ہو وہ کافر اور دائرہ سد م سے خارج ہیں۔“

”حضرت مسیح موعود نے تو فرمایا ہے کہ ان کا ریعنی مسلمانوں کا، اسلام اور ہے ہمارا اور ان کا خدا ہے درہم و درہم ہمارا حج اور ہے اور ان کا اور، اسی طرح ہر بیت میں ان سے اختلاف ہے۔“ (مرزا ممد کی تفسیر)

یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفاتِ مسیح یا اور چہند مسئل میں ہے، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ذات، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، غرض آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ان سے ہمیں اختلاف ہے۔“

کیا ان واضح عدائت کے بعد بھی اس کا امکان ہے کہ مرزا آجہانی کے واضح کفریات کی تصدیق کرنے کے باوجود مرزائیوں کو مسلمانوں کی صفوں میں گھسنے کی اجازت دی جائے گی ؟۔
مرزائی امت نے مسلمانوں کو آخر ایسا بے حس کیوں سمجھ لیا ہے کہ وہ مرزائیوں کی حد سے تاریخ کو یکسر بھول جائیں گے، مرزائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت پر حملہ کریں۔
مرزا آجہانی کو نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ لکھڑا کریں بلکہ آپ سے بھی درجہ امت دیں، انبیاءِ کرام کی توہین و تذلیل کریں، مسلمانوں کو جینٹل کے سوا اور ذریعہ البغایا جیسی قسمیں گالیاں دیں مگر مسلمان ان تمام چیزوں کے باوجود انہیں امتِ اسلام کی صف میں نہ دینا
الغرض مرزائیوں کے لئے صرف دو ہی راستے ہیں یا تو اپنے عقائد کفریہ سے ہاتھ بھاڑ کر مسلمان ہو جائیں یا پھر مسلمانوں کی صفوں میں گھسنے کا سودا اپنے ذہن سے لے لیں
نہیں خوب یاد رکھنا چاہیے کہ وہ مرزا آجہانی کی نبوت کو ہر رطل و ہر ذرے پر دوں میں

پیشیں یا مجدد مہدی کے رنگ میں پیش کریں لیکن امت اسلام کا معرہ اسے کبھی معفہ نہیں کر سکتا۔
 عذوہ ازہیٰ مرزائی صاحبان کو اپنے "مسیح موعود" کی وصیت یاد رکھنی چاہیے کہ :-
 "تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑے گا۔
 (حاشیہ تحفہ گورنر ویس)

"خدا تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ ایک جماعت تیار کرے، پھر جان بوجھ کر ان لوگوں میں
 گھسنا، جن سے وہ الگ کرنا چاہتا ہے مثلاً اپنی کی مخالفت ہے :-

(الحکمہ، فروری ۱۹۳۲ء)

مجھ بھی مرزائی صاحبان سے یہی درخواست کرتے ہیں کہ نہیں مسلمانوں کو "بکلی ترک کرنا
 پڑے گا"۔ در مسلمانوں میں گھس کر انہیں مثلاً اپنی کی مخالفت کی اجازت نہیں دی جائے گی۔
 یہ کہ وہ اپنے دین مرزائیت سے تائب ہو کر نئے سرے سے اسلام میں داخل ہو جائیں۔
 (۱۹۳۲ء) ہمہ اپنی حکومت سے بھی گزارش کرنا چاہتے ہیں کہ ۲۶ سال تک پاکستان میں مرزائیت
 نوازی کی سرکاری ہمد جاری رہی، نہیں مسلمانوں کے حقوق دیئے گئے اور ان کو مصنوعی طور پر مسلمان
 بنانے کی کوشش کی گئی لیکن اس کا نتیجہ کیا ہوا ابھی کہ انہیں اندرون و بیرون ملک سازشوں کا
 موقع مل رہا مگر اب یہ صورت حال تبدیل ہو جانی چاہیے، مستقبل میں موقف کی نزکت کا حاصل
 کریں۔ سلامی ممالک جو پاکستان کے تحفظ کا ذریعہ ہیں اور جن سے صحیح ہمدردی کی توقع کی جاسکتی
 ہے صرف رہاب کفر کی خوشنودی کے پیش نظر ان کی ہمدردی اور دوستی و تعاون سے چشمہ پوشی نہ
 کریں، آخرت کے غضب، ہی سے قبل دنیا کے عذاب اور ذلت سے بچنے کی تدبیر کریں اور بحالت
 موجودہ سیاسی و اقتصادی مشیر اور ہوائی اور بری و بحری قیادت کی جو صورت حال ہے اس
 کو فوراً ختم کریں اور سابق حکمرانوں کی غلط پالیسیوں کے نتیجے میں جو تباہی نازل ہو چکی ہے اس
 سے کچھ تو غیرت حاصل کریں، سلامی و عربی ممالک جن کے ساتھ ہمارے انوثہ سلامی کے مضبوط
 رشتے ہیں اور جو ہمارے وقت میں پاکستان کے بہترین دوست ثابت ہوئے ہیں، انہیں
 سے کہ نہیں بھی ہمارے اس داخلی کمزوری اور ارتداد نوازی کا علم ہو چکا ہے اور ان ممالک
 میں تو ویانی سلامی گندہ بڑ بڑ بچ نہیں ہو رہی ہیں، اس کے اثرات ہمارے حق میں کیا ہوں

گے؟ یہ دانشمندی کے ساتھ سوچنے کی بات ہے یہاں ہم یہ شکایت بھی برباب اقدار کے
 نوٹس میں لانا چاہتے ہیں کہ ایک طرف تو یہ حالت کہ جب مسلمانوں کی جانب سے قادیانیوں کا
 ذرا بھی تعاقب کیا جائے تو فوراً اس امر کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے فرقہ واریت کا جن بوتل سے
 باہر نکل آتا ہے اور انہوں نے اپنے تعاقبوں کو پورا کرنے کے لئے بڑی تیزی سے حرکت میں آ جاتا ہے
 زبانیں بند اور جسدہ جو کس اور اجتماع پر پابندی۔

اور دوسری طرف مرزائی ہیں کہ کئی بندوں فلی گلی اور گھر گھر حضرت مسیح موعودؑ کا پرچہ
 کر رہے ہیں اور یہاں تک برأت کہ مسلمانوں کی مسجدوں اور دینی داروں میں جا کر بڑے مسیحا
 انداز سے مرزائے آنجنابی کی رسالت و نبوت کی تشریح کرتے ہیں، ہم صاف صاف کہہ دینا
 چاہتے ہیں کہ یہ صورت حال مسلمانوں کے لئے ناقابل برداشت ہے، مرزا آنجنابی کے نفوذ
 و ہدایات کے تیروں سے مسلمانوں کے سینے چھلنی ہو چکے ہیں، وہ اس تک پاک میں محمد رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے غداروں کی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہیں، دانشمندی کا لٹھناریہ
 کہ قادیانیوں کو ایک غیر مسلمہ اقلیت قرار دیا جائے، انہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 تاج ختم نبوت پر ٹھہر ڈال کر اشتعال دلانے سے رکنا چاہئے اور ان کی تحریک و سرگرمیوں پر
 پابندی عائد کی جائے اور اگر اسرار ہو کہ مرزائی بھی امت اسلام کا ایک حصہ ہیں تو انہیں
 یہ کہنے میں ہلکا نہیں کہ واقعہ یہ امت کا ایک ایسا کٹا سٹرا حصہ ہے جسے امت سے
 کر دینا ہی اس کا صحیح علاج ہے ورنہ اس ناسور کا زہر ملت اسلام کے پورے وجود میں
 سرایت کر جائے گا اور اس کا نتیجہ موت و رتبا ہی کے سوا کچھ نہیں ہوگا، اس مسئلہ کو حل
 کل بھی یہی تھا اور آج بھی یہی ہے ایک معمولی اقلیت کی خوشنودی کے لئے ایک بڑی اکثریت
 کو ناراض کرنا تو ان کی سیاست ہے؟ حق تعالیٰ سے بھی ہم نصیب فرمائے۔

وصلی اللہ علی خیر خلقہ سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ و ائمتہ اجمعین۔
 رجب شعبان ۱۴۳۳ھ بمطابق ستمبر ۲۰۱۱ء

مسالہ ختم نبوت اور پاکستان

پاکستان کی بنیاد اللہ العالیٰ محمد رسول اللہ پر رکھی گئی تھی اور خدا تعالیٰ نے اس قوم سے وعدہ کیا تھا کہ اس میں اسلام کا عادلانہ نظام قائم کیا جائے گا، یہاں کی حکومت عدل پر قائم ہوگی اور اس میں انسانوں کی انفرادی و جماعتی زندگی اسلام کی جتنی بھی تصویر ہوگی، یہ ملک عالم اسلام کے لیے ایک مثالی نمونہ ہوگا۔ اور اسلامی فلاحی مملکت قائم کر کے پوری دنیا پر واضح کیا جائے گا کہ اگر رحمت و سکون کی زندگی مستحب ہے تو خدا تعالیٰ کے آخری پیغام کو اپناؤ جو حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے آئے وغیرہ وغیرہ، مرتبہ ہو اور وہ سب کے سامنے ہے، عیاں راجحہ بیان :

بدلتی سے آزادی کے بعد پے درپے ایسے حکمران آئے جنہوں نے ملت اسلامیہ کے اجتماعی ضمیمہ بننے کی بجائے زحمت دارانہ بن گئے، اسلامی ملک اور نئی قوم کے تقاضے کیا ہیں؟ ملت اسلامیہ کی تشبیل کن عیار سے ہوتی ہے؟ اس کے تفسیقی خدا و خالق کیا ہوتے ہیں؟ جس قوم نے خدا و رسول کے نام پر نہیں اسلامی ملک کی مستحقہ رہنمائی کی وہ ان سے کیا کیا توقعات رکھتی ہے؟ ان سورت پر غور نہوں نے کبھی کیا ہی نہیں یا شاید وہ اس کی صدا حیت ہی نہیں رکھتے تھے، ان کے سامنے دورِ غلامی کا پامال راستہ تھا جس پر وہ رول دوسرے اسی آئین و قانون، وہی حکمرانی کے اصول اور پیمانے، وہی جبر و استبداد اور مصلحت احمانی اور ہی، فرشتہ کی نازک مزاجی جو لوگ انگریز دشمنی کی بنا پر دورِ غلامی میں "خطرناک" سمجھے گئے، وہ اپنے خدشہ و تہیت، قومی فدا، اور حب الوطنی کے باوجود ان نئے حکمرانوں کی لغت میں بھی "خطرناک" و مستحب ہی رہے ورنہ پرسی، آئی، ڈی کا پہرہ پرستور رہا اور جن لوگوں کی تہریزی اور نشوونما گمران نے اپنے انصاف و عدل کے لیے وہ اسلام کی مکت میں بھی برسرِ اقتدار معزز اور معتمد علیہ رہے۔

رن حکمرانوں میں معمولی سی بات دینی حس یا کم از کم صحیح سیاسی بصیرت ہی موجود ہوتی تو دورِ غلامی کے نوکر شاہی ذہن کو یہاں کرنے تک کے لئے نئے تقاضوں کو سمجھتے، ملت مسلم کی نفسیات کا مفاد کرتے اور مسائل کے وہ متفقہ اجتماعی و ملی مسائل جنہیں شاید ملت یوں کے باوجود اندری کی حکومت پر ہی ترجیح نہیں دیتا تھا بغیر کسی تامل کے خود سے بڑھ کر انہیں حل کرتے، کہ جنہوں نے اس فہم و تدبیر و مسلمانوں سے تدریجی و بھی خواہی کا ملک پر کیا ہوتا تو یہ جتنی کی انتہا ختم ہو جاتی، ملت کا شیرازہ مستحکم ہو جاتا اور دنیا

کی نیک نامی کے ساتھ آخرت کی سعادت بھی ان کے حصہ میں آتی۔

مگر یہاں ہوا یہ کہ جب بھی مسلمانوں نے اپنے جذبات کا اظہار کیا تو دفع الوقتی سے کام لیا گیا اور شدت سے مصالہ ہو کر اپنے استحقاق سے تحکرا دیا گیا، معاملے کا بولونظر آیا تو کولہ بار دوست حبیبانہ باغ کی یاد تازہ کر ڈالی اور اپنی ہی قوم کو اقمہ ار کی طاقت سے کچل ڈرایا، نتیجہ یہ کہ حکمران خود تو بے حد ذلت و رسوائی کیفر کردار کو پہنچے ہی مکران کی غصہ اندیشی اور کم ظرفی نے ملک کو تباہ کر ڈالا اس طرح نہ صرف یہ کہ پاکستان کا مقصد وجود نہ ہو رہا ہو سکا بلکہ ہم الٹی سمت سفر کرتے کہیں سے کہیں جانے لگے، چنانچہ ایک مدت سے ہم شک و تذبذب، افراتفری و بد امنی در بے یقینی و بے یقینی کے لقمہ و دق میانوں میں بھٹک رہے ہیں، سچ ہمارے سامنے مسائل کا جنگل ہے مگر ہم میں سے ہر شخص جس کے منہ میں زبان اور ہاتھ میں قلم ہے وہ اپنے سوا ہر شخص کو وطن دشمن، اور غدار کا خطاب دے کر یہ فرض کر لیتا ہے کہ مسائل کا یہ جنگل اس خطاب غدار کی چنگاری سے خود بخود جھسم ہو جائے گا۔ ملک دو نیم ہو چکا ہے اور بقیۃ السلف پر بیرونی سازشوں کے کرکس منڈا رہے ہیں مگر ہم زعماء باہم دست و گریبات ہیں، سوچنا چاہیے کہ ان حالات میں اس ملک کا مستقبل کیا ہوگا؟

إِنَّا لِلّٰہِ وَإِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔

عقیدہ و ختم نبوت کو تسلیم کئے بغیر پاکستان قائم نہیں رہ سکتا

کسی عمارت کی بنیادیں کھود کر نہیں بنی جگہ سے بنادینا درپیر یہ توقع رکھنا کہ عمارت ہو کر توں قائم رہے گی ایک مجنونانہ حرکت ہے، ملت سدرمید کا شیرازہ حضرت ختمی آب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ عوی سے قائم ہے ورنہ یہی وجود پاکستان کا شب بنیاد ہے جو شخص اس سے خوف کرتا ہے وہ منہدم کرتا ہے وہ اس دم۔ ملت سدرمید اور پاکستان تینوں سے غدار کی مرکب ہے، ایک ایسے شخص سے جو ملک و ملت کی جڑوں پر تیشہ چد رہا ہو، کسی مفید تعمیری خدمت کی توقع رکھنا خود فریبی نہیں تو ور کیا ہے جو شخص ملتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وفادار نہ ہو وہ ملک و ملت کا ورنہ کوئی ٹکڑا ہو سکتا ہے، تاریخ شاہد ہے کہ ملت سدرمید کا جتنا علیٰ صمد کبھی برداشت نہیں کر سکا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے کسی شخص کو قلم رسول اللہ و زمرۃ السالین کی حیثیت سے کھڑا کیا جائے اور اس کے لئے وہ تمام حقوق و مناصب و درجاب و ثواب تجویز کئے جائیں جو مسلمانوں کے مرکزِ پیش

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مختص ہیں، بایں ہمہ یہ اصرار بھی کیا جلتے کہ وہ مسلمان ہے ملک و ملت کا
دن دار ہے اور مسلمانوں کو اس پر اعتماد کرنا چاہیئے۔

ایک ناگہانی حادثہ اور اس کے اثرات

۲۹ مئی کا یہ لمحہ قوم کے لئے ایک ناگہانی حادثہ تھا، جس نے قوم کو حیل خواب غفلت سے اچانک جگادیا۔
ہندوستان کے سوتے ابل پڑے اور سماں بھر میں اس کا شدید دھل رونا ہوا، قومی جذبات کو نظم و ضبط کا پابند
رکنے اور انہیں اجتماعیت کے دائرے میں لانے کے لئے ایک ایسی مجلس ملی کی تشکیل ناگزیر ہوئی جو
ملک بھر کی دینی و سیاسی جماعتوں کی نمائندہ ہو، یہ بات بڑی خوش آئند اور لائق تحسین ہے کہ موجودہ عوامی
حکومت نے بھی قوم کے ملی جذبات کا احترام کرتے ہوئے ان کے مطالبہ پر ہمہ ردانہ طور کا وعدہ کیا ہے
اور اس کے لئے قومی اسمبلی کی ایک خصوصی کمیٹی تجویز کر دی گئی، توقع ہے کہ ان سطور کی اشاعت تک
کمیٹی کے غور و فکر کا کوئی واضح نتیجہ سامنے آچکا ہوگا، کمیٹی کی کارروائی کے پیش نظر ملک میں قومیانی
مسئلہ کے بارے میں اظہار خیال پر پابندی عائد ہے، اس لئے ہم بھی اس مسئلہ کے اعتقادی و مذہبی
سماجی و معاشری اور سیاسی و اقتصادی پہلوؤں سے قرض نہیں کرتے، البتہ تمام اہل وطن سے
پہل کرتے ہیں کہ یہ بہت نازک وقت ہے، پوری قوم کے امتحان کا موقع ہے، تمام مسلمانوں کا فرض ہے
کہ نظم و ضبط کو برقرار رکھیں اور ملک میں امن و امان کا مسئلہ ہرگز پیچیدہ نہ ہونے دیں، بلکہ جائز حدود
کے اندر رہتے ہوئے اپنی آواز متعلقہ افراد تک مسلسل پہنچاتے رہیں، تاکہ مسئلہ کے اطمینان بخش حل کی
محورت مل سکے۔

ملک و ملت کے بدخواہ اس موقع پر نہ صرف خفیہ ریشہ دوانیوں میں مصروف ہیں بلکہ سرگوشش
تس ہیں کہ اشتعال انگیزی کے ذریعے حالات مخدوش کر دیئے جائیں، مختلف ذرائع سے مستعد
مہیجر مسلمانوں کے گھروں میں پہنچایا جا رہا ہے، کدشتہ و نول لاکھوں روپے کے بڑے بڑے اشتہار
تسببات اخبارات میں مسلسل کئی دن تک شائع ہوتے رہے جن کا مقصد اشتعال دینے کا ہے، کچھ
نہیں تھا، میں معصوم ہے کہ یہ کس دماغ کی اختراعات تھیں، ان کے لئے سرمایہ کس نے مہیا کیا، ورنہ انہیں
بے فربہ نہ مہمل طور پر استعمار کیا گیا، ہم اس کے ارکان سے بھی متعارف ہیں، بہر حال ہماری اپیل یہی

رکنا کہنا تھا۔ ہر تہ ہو کر انہوں نے صدقہ کے نوٹوں پر قبضہ کر لیا اور رائے کو قتل کر ڈالا تھا۔ پکڑے گئے، آخرت میں اللہ عظیم نے قساوس میں ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا کر انہیں پتھر کی رعبہ پٹن ڈالوایا وہ بیس کی شکایت کرتے تو پاؤں تھک نہ رہا تھا، بالآخر اسی طرح تڑپ تڑپ کر اپنے انجم کو پہنچے۔ سوں ہو کا کہ ان کے معصوم بچوں کا کیا قصور ہے مگر اس کا خود سوال۔ سہ سہائی سہ عیدہ دھم دھم پٹے میں، چنانچہ عرس کیا گیا کہ فردوس کی بستی پر رات کی تاریکی میں حمد کہا جائے تو ان کے بچے بھی اس کی زد میں آتے ہیں فرمایا، **عصم من آباءہم**، وہ بھی تو کا فردوس کے ہیں بچے ہیں یعنی جو حکم کا فردوس کہتے ہیں کا فردوس کے بچوں کا۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

بعض لوگوں کی جانب سے یہ غلط فہمی پھیل گئی ہے کہ مجلس علم میں چونکہ دینی امور میں شریعت کی ایک جگہ یہ سیاست بازی ہے۔ حالانکہ ایک بھر کی جہالتوں کا کسی ایمانی مسئلہ پر متفق ہو جانا نہ ان یہ فیصلہ ہے کہ یہاں سے کیا تعلق ہے بدشعبہ یہ عام امت مسلمہ کا مشن ہے ہر ماہ ہے جس میں حزب اقتدار و حزب خمد کی تفریق ہی غلط ہے خواہ وہ غلطی پر عمل اعدا کر چکے ہیں وہ سرین ختم نبوت کو دائرہ سد سے خارج سمجھتے ہیں، اس لئے یہ ذمہ داروں کو سب سے بڑھ کر ہر مسئلہ پر جاننا ہوتا ہے کہ وہ مسلم کے ایک قلمی اور بنیادی مسئلہ میں مسئلہ غلطی کو ٹھنکے نہیں دیتے، اس مسئلہ کے تحت کو سیاسی زمرے میں کرنا غلط ہے، اسوئٹا کیسٹ، نسائی ہے۔

قادیانیت کے خلاف اہل پاکستان کا شدید ردِ عمل

کسے کیا معلوم تھا کہ ربوے کا واقعہ ایک عظیم انقلاب کا ذریعہ بن جائے گا اور انتہائی ناگہان
اور مایوسیوں کے بعد پاکستان کی سرزمین ایک عظیم نعمت سے مالا مال ہوگی اور جو کام سائیش برٹس
میں نہ ہو سکا وہ تین ماہ کے قلیل عرصہ میں انجام پذیر ہوگا۔

برطانیہ کی اسلام دشمنی

برطانیہ کی اسلام دشمنی ضربِ امثل ہے محتاجِ بیان نہیں، دوسری جنگِ عظیم میں برطانیہ کو تین
شکستوں پر شکستیں ہونے لگیں اور اسے شدید خطرہ لاحق ہو گیا کہ انگلستان کے بچنے کے لئے کر
پوری طاقت جمع نہ کی گئی تو صفرِ عالم سے مٹ جائے گا، ان حالات کی وجہ سے وہ متحدہ ہندوستان کو
برآمدہ ہو گیا جبکہ مسلمانوں کی عظیم الشان اکثریت تقسیم ملک کا مطالبہ کر رہی تھی، انگریز کو بدھنیت سے
بسترِ لپیٹا پڑا تو جاتے جاتے پاکستان کو لنگڑا ہوا بنا دینے کے لئے ایک سازش کر گیا، صوبہ بنگال
اکثریت کا صوبہ تھا اور پنجاب میں بھی مسلم اکثریت تھی، تقسیم ہند کے طے شدہ اصول کے مطابق
صوبے پورے کے پورے پاکستان کے حصے میں آتے تھے، لیکن انگریز نے ان دونوں کی تقسیم کی سازش
نکالی۔ چنانچہ دونوں صوبوں کی تقسیم ضلعی اکثریت کی حیثیت سے وجود میں لائی گئی یہ برطانیہ کی
مسلمانوں کے ساتھ پہلی غداری تھی، ہندو کو خوش کیا اور مسلمانوں پر ظلم کیا، اس موقع پر چاہیے تھا کہ
مسلمانوں کی اکثریت کی طاقت اس جدید منطق کو ٹھکرا دیتی لیکن افسوس کہ ایسا نہ ہو سکا اور ہمارے
غفلت یا تغافل سے دشمن نے فائدہ اٹھایا، پھر بنگال اور پنجاب دونوں کو تقسیم کرنے کے بجائے مناسب
صورت یہ تھی کہ مشرقی بنگال کے بدلے پاکستان کو مشرقی پنجاب دے دیا جاتا تاکہ روزِ روز کے جیسے
نہ ہوتے اور پاکستان کے دونوں حصوں میں ایک ہزار میل کا غیر فطری فاصلہ حاصل نہ ہوتا جس کی وجہ
سے ہمیں سنہ میں روزِ بد دیکھنا پڑا، لیکن افسوس یہ بھی نہ ہو سکا اور یہ انگریز کی دوسری غداری
و مکاری تھی، پھر جو کمیشن تقسیمِ پنجاب کے لئے مقرر ہوا اس میں بھی برطانوی کمیشن نے غداری کی کہ
مشرقی پنجاب کے وہ حصے جو پاکستان میں آنے والے تھے اور جو پاکستان کے شرک کی حیثیت رکھتے
تھے وہ ہندوستان کے نقشے میں اس لئے چنانچہ قادیان پٹان کوٹ وغیرہ کے خطے پاکستان کا تھے
تھے مگر برطانیہ اور ان کے کمیشنوں کی سازش سے بھارت میں چلے گئے جس کی وجہ سے ہمیں مسئلہ پیدا

ہوا اور آج تک عقدہ لے نکل بنا ہوا ہے۔ یہ مسلمانوں کے ساتھ برطانیہ کی تیسری غداری اور سازش تھی، پھر برطانیہ نے سرخضر اللہ خاں قادیانی کو پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ مقرر کرانے پر اصرار کیا، اس نے سات سال کے عرصہ وزارت میں پاکستان کے اندر اور باہر قادیانیوں کی جڑوں کو خوب مضبوط کیا، اس کے دور وزارت میں پاکستان کے بیرونی سفارت خانوں میں چین جن کر قادیانی بھیجے گئے اور وہ قادیانی مشن کے طور پر کام کرتے رہے، اور یہ چوتھا خنجر تھا جو انگریز نے مسلمانوں کے سینے میں ایسا گھونپا کہ اس کا نالنا مشکل ہو گیا۔

”ربوہ“ ایک تباہ قادیان

پاکستان میں ایک نیا قادیان ”لبانے کے لئے“ ایک عظیمہ شعلہ ربوہ کے نام سے پاکستان میں راسل کیا گیا اور اس کے لئے اس وقت کے انگریز گورنر پنجاب نے خاص کارنامہ یہ انجام دیا کہ پاکستان کے قلب میں یک وسیع خلیہ قادیانی ریاست کے لئے مخصوص کر دیا اور ربوہ کے قادیانیوں کو ایسی آزادی دی گئی کہ عہد پاکستان کی حکومت وہاں نہیں تھی گویا پنجاب میں اس کو ایک آزاد ریاست کی حیثیت حاصل تھی جسے ریاست در ریاست کہنا صحیح ہوگا، تبلیغ اسلام کے نام پر دو لاکھ سالہ مذہب دہ قادیانی وصول کرتے رہتے جس کے ذریعہ شرقی افریقی ممالک میں وسیع پیمانے پر مرزائیوں نے اپنے مبلغ بھیجے اور رتہ در رتہ کابو چھیدیا، یہاں تک کہ اسرائیل کی یہودی حکومت سے حکومت پاکستان کا کوئی تعلق اور رابطہ نہیں تھا مگر مرزائیوں نے ان کے مرکز تل ابیب اور حیفہ میں مرکز غم کے اور مس حج برطانیہ کا خود کاشٹہ پودا انصاف پاکستان میں بکھڑا دیا، اسلامی اور غیر اسلامی ممالک میں بھی ایک تن اور درخت بن گیا، ستم ہائے ستم یہ کہ سکندر مرزا اور ایوب کی غفشتوں یا نہ اسی کی وجہ سے پاکستان کے کلیدی مناصب پر مرزائی چلا گئے، اس طرح مسمیٰ بھمر مرزائی پاکستان پر حکومت کرنے کے خواب دیکھنے لگے، حکومت نے محکمہ اوقاف کے ذریعہ مسلمانوں کے تمام اوقاف کو ایک ٹکے ماتحت قبضہ میں لے لئے، لیکن قادیانی مرزائیوں کے اوقاف کو ماتحت نہیں کیا یا جس کے ذریعہ نہ صرف ان کی مالی حیثیت اور قوی ہو گئی بلکہ ان میں منور مختار ریاست کا تصور شدت سے ابھرا، حدود اس کے بین قومی سطح پر دشمنان سرسبز و ہر ذیہ وغیرہ کی جانب سے ان کی جو غشی اعانت ہوتی رہی وہ سرخضر اللہ کے تین سالہ زندگی میں قوم متحدہ کی ناسنگی کے

دورانِ بار کی دنیا میں مرزا ایت کی جڑوں کو جو مضبوط کیا وہ اس پر مستزاد ہے جس سے مرزا نے اس کو اپنی بین الاقوامی پوزیشن کے مضبوط ہونے کا کھنڈ ہونے کا، الغرض ان مقدمہ وحوال کے تحت یہ فتنہ روز بروز قوی تر ہوتا گیا جس کی تفصیلات حیرت ناک بھی ہیں اور دردناک بھی۔

تحریک ختم نبوت اس میں تحریک ختم نبوت چلی، لیکن افسوس اور صد افسوس کہ خواجہ ناظم الدین جیسے دیندار اور حاجی غازی کے زمانے میں مسلمانوں کی یہ مقدس تحریک سیاست کی بجائے چڑھ گئی، سینکڑوں ہزار مسلمانوں کی خور و زری ہوئی، ان کی لاشوں کو نذر آتش کیا گیا اور بے رحمی کے لہروں کے سپرد کر دیا گیا، مسلمانوں پر وہ منہ مڑھلے گئے جو بحیثیت سنی کے زمانے میں نہیں ہوتے تھے اور اس طرح مسلمان شہرؤں کے ذریعہ مسلمانوں کا خون بہایا گیا اور تحریک کو کچل کر رکھ دیا۔ لیکن یہ شہداء ختم نبوت کی روحیں تڑپتی ہوئی بارگاہِ الہی میں پہنچیں اور انہوں نے رحمت الہی کے دروازے کشمکش کے آخر ربوہ کا حادثہ پیش آیا اور انجام وہی ہو جس کی ضرورت تھی اور کر روزِ اول سے یہ صورت اختیار کی جاتی کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ان کا قتلہ پاک کر دیا جائے تو یہ نوجوان صورت حال پیدا نہ ہوتی۔

حادثہ ربوہ اور اس کے نتائج ۲۹ مئی ۱۹۵۴ء کو ربوہ کا حادثہ پیش آیا اور مسلمانوں کے خلاف صورت اختیار کی، مسلمانوں کے جذبات بھرے گئے اور حکومت نے بروقت صحیح قدم نہیں اٹھایا، چنانچہ شہزاد کو پٹنہ میں عبد کرم، اور مختلف فرقوں کا نمائندہ اجتماع ہوا، اس کو بھی ناکام بنانے کے لئے تین مندوبین مولانا مفتی زین العابدین، مولانا محمد عبدالرحیم شرف اور مولانا تاج محمد کو، یہ موبی کے کشن بہ روک کر تین سے اتار لیا گیا، ۳۰ جون کے اجتماع کو ناکافی سمجھ کر وہ جون کو راقم الحروف کی قیادت میں ہوئے اجتماع رکھا گیا اور تمام اسلامی فرقوں اور ہاتھوں کو شرکت کی دعوت دی گئی، چنانچہ مسلمانوں کے تمام فرقے اور جماعتیں دیوبندی، بریلوی، اہل سنت، شیعہ، اہلحدیث، مسلم لیگ، جمعیت علماء اسلام، جمعیت علماء پاکستان، جماعت اسلامی وغیرہ شریک ہوئیں، پیش ہی غلوں کا نمائندہ اجتماع ہوا، راقم الحروف نے تقریری تقریریں کیں کا اندازہ یہ تھا کہ ہمارے اجتماع میں وقت صرف ایک دینی عقیدہ کی مخالفت کے لئے ہے یہ اجتماع ختم نبوت کے مسئلہ پر ہے اس کو دہرہ آخر تک نفس دینی رشتہ کا سیاسی آمیزشوں سے، اس کا دامن پاک بننا چاہیے جو سیاسی فتنے میں ہیں

شامل ہیں ان کا مصلح نظر دین ہی ہو گا اور حزب قدار و حزب اختلاف کی کش مکش سے باز تر ہو گا۔
تحریک ختم نبوت کا طریق کار اختتام نبوت کی تحریک کا طریق کار نہایت پر سن ہو گا
 ورنہ تشدد سے کوئی نہ وکار نہ ہو گا، نہ کوئی مرمت ہوئی یا تسلیم پیش آئی تو دین کے لئے اس
 کو برداشت کرنا ہو گا اور صبر کرنا ہو گا، منسوم بن کر رہنا ہو گا اور ہمارے مد مقابل صرف مرزائی
 مت ہو گی حکومت نہ ہو گی، یہ حکومت وہ ہدف بنا رہی ہیں چاہتے ہیں کہ حکومت نے ان کی مناسبت یا
 ان کی حمایت میں کوئی غلط قدم اٹھایا تو اس وقت مجلس عمل کوئی مناسب فیصلہ کرے گی، ابھی قبل وقت
 بخیر بنا درست نہیں، اس کے بعد مورخا مفتی محمود صاحب نے تائیدی تقریر فرمائی، پھر جناب خواجہ
 نصر مد ظہار و دیگر مختلف نامندوں نے تقریریں کیں، تحریک کو نظم و ضبط کے تحت رکھنے کے
 لئے ایک مجلس عمل وجود میں آئی اور رقم الحروف کو پیش طور پر اس کا صدر منتخب کیا گیا، میری رز و اور
 ہمیشہ یہ گئی کہ تمدن جتنا بڑا ہوگا اس سے سبکدوش کر دیا جائے گا، اسیس کا انفرس کی گئی،
 ورنہ تاریخ کو ملک میں مکمل ہر حال کا عدل کر دیا گیا اسی کے ساتھ ست مرزائیہ سے سوشل بائیکاٹ
 و منسوخ کیا جائے، اس دوران وزیر غلام بقسمد کرات ناہور میں قیام پذیر ہوئے، مجلس نے یہ فیصلہ
 کر لیا کہ وزیر غلام کی جانب سے مناسبت ورنہ نہ کرے کی دعوت دی گئی تو وہ انفرادی ہو یا اجتماعی
 سے قبول کرنا چاہتے کہ شاید فیہم و تفہیم سے کوئی راستہ نکل آئے۔

اب چونکہ وزیر غلام صاحب نے مناسبت کے لئے بدایا و راجہ میں مجلس عمل کے دیگر
 فرد کو یہ جہد دیکرے فرما دیا، رقم الحروف نے بہت صفائی اور سادگی کے ساتھ وضع اور
 غیر مبالغہ خاندان ہو چکا ہے اس کا حاصل یہ تھا کہ قادیانی مسئلہ بدستہ پاکستان کے روز و ایل سے موجود
 ہے، پہلی شامی میں وقت ہوئی تب انظر القادین کو وزیر خارجہ مقرر کیا گیا، شہید ملت خان بیگم
 فرس و حیدر کو اس سرکار نے بھی ہا حساس مورا اور ہوں نے قادیانیوں کو قلیب فر دینے کا عزم
 کر لیا تھا لیکن نسو کے وہ شہید کرنا کے درمیان سے کہ نہ لایہ عزیمت ہی ان کی شہادت کا سبب
 ہو، اس وقت جو ہر ت مرنہ ہو، کو موت کے درمیان وقت میں کا ترنگ نہ کیا اور وہ جو مسلم
 قبیلہ قرار نہیں دے کے تھے تو مسلمان سے جو بہت حیرت سے ورنہ ان کی جاسوس کی حالت
 حکومت کے لئے نسل نسل نہایت ورنہ کے لئے اس ملک میں ان کی حیثیت دس

کی ہوگی اور ان کی جان و مال کی حفاظت شرعی قانون کی رو سے مسلمانوں پر ضروری ہوگی، اس طرح ملک میں امن قائم ہو جائے گا، میں مانتا ہوں کہ آپ پر خارجی غیر اسلامی حکومتوں کا دباؤ ہوگا لیکن اس کے بالمقابل ان اسلامی ممالک کا تقاضا بھی ہے کہ ان کو جلد غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے جن ممالک سے ہمارے اسلامی تعلقات بھی ہیں اور ہر قسم کے مفادات بھی وابستہ ہیں، خارجی دنیا میں غیر اسلامی حکومتوں کے بجائے اسلامی مملکتوں کو مطمئن اور خوش کرنا زیادہ ضروری ہے، نیز ایک مملکت کی اقلیت کو خوش کرنے کے لئے اتنی بڑی اشریت کو غیر مطمئن کرنا دانشمندی نہیں، اگر آپ حق تعالیٰ پر توکل و اعتماد کر کے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے مسلمانوں کے حق میں فیصلہ فرمائیں تو دنیا کی کوئی طاقت آپ کا بال ہیکا نہیں کر سکتی اور اس راستہ میں موت بھی سعادت ہے، نہ امام محمد، سکندر مرزا اور ایوب خان کا جو حشر ہوا وہ سب کے سامنے ہے اور شہید ملت شہید ملت ہو گئے۔

گنٹو بہت مول تھی۔ میں ٹھیک ۳۲ منٹ تک بولتا رہا، درمیان میں ایک آدھ سوال وزیراعظم صاحب نے کیا جس کا جواب شافی فوراً دے دیا گیا اور ان کو خاموش ہونا پڑا، بقیہ حضرات نے بھی فرد فرد ملاقات کی اور اپنے تاثرات پیش کئے، ۳۱ جون کو وزیراعظم صاحب نے اردو میں لمبی تقریر کی جو ریڈیو پر نشر ہوئی، جس میں حادثہ ربوہ پر ایک حرف بھی نہیں فرمایا البتہ ختم نبوت پر اپنا ایمان ظاہر فرمایا کہ میں مسلمان ہوں میرا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں لیکن یہ مسئلہ بہت پرانا ہے تنا جلد کیسے حل ہو سکتا ہے؟ ۱۴ جون ۱۹۷۹ء کو درہ خیبر سے کراچی تک اور پورے کوئٹہ تک ایسی مکمل ہڑتال ہوئی جس کی نظیر پاکستان کی تاریخ میں نہیں ملے گی۔

۱۶ جون کو راقم الحروف نے فیصل آباد میں اجتماع رکھا تھا جس میں وزیراعظم صاحب کی تقریر پر تبصرہ ہوا اور تنقید کی گئی کہ وزیراعظم نے اپنی تقریر میں مسلمانوں کے مطالبہ سے کچھ زیادہ بے دردی کا ثبوت نہیں دیا ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ نیشنل اسمبلی میں صرف ایک قرارداد پیش کرنے کے خواہشمند ہیں، اور پھر اس قرارداد کو سپریم کورٹ یا مشورتنی کونسل کے حوالے کر کے مرد خانے میں ڈالنا چاہتے ہیں، قرارداد خواہ صوبائی اسمبلی کی ہو یا قومی اسمبلی کی، آئینی طور پر اس کی کوئی حیثیت نہیں، اس کی حیثیت صرف ایک مشورے اور سفارش کی ہے جبکہ مسلمانوں کے حق مطالبہ کے پیش نظر ضرورت میں اس کی بے رحمی سے جبراً آئین اور دستور میں واضح طور پر ختم نبوت پر ایمان لانا مسلمان کے لئے ضروری قرار دیا جائے۔

قومی اسمبلی کو ایک خصوصی کمیٹی کی حیثیت دے کر اس کے سامنے دو قراردادیں پیش کی گئیں کہ اسمبلی ہمیشہ قومی کمیٹی کے ان پر غور و فکر کرے۔۔

(۱) کہ آئین میں مسلمان کی تعریف کی جانے (پھر اس کے نتیجہ کے طور پر یہ فیصلہ کرنا سپریم کورٹ یا مشاورتی کونسل کا کام ہو گا کہ مرزائی غیر مسلم ہیں یا نہیں)

(۲) کہ مرزائیوں کو دستوری حیثیت سے غیر مسلم اقلیت قرار دے کر غیر مسلم اقلیت کی فہرست میں نہ رکھا، درج کیا جائے یہی قرارداد حزب اقتدار کی جانب سے جناب وزیر قانون نے پیش کی اور دوسری حزب اختلاف کے ارکان نے یہ بھی طے کر دیا گیا کہ کمیٹی کے لئے چالیس اشخاص کا کورم ہو گا، ان میں سے ۲۰ ممبر حزب اقتدار کے اور حزب اختلاف کے ۱۰ ممبروں کے لڑنا ہوں گے، گویا اصولی طور پر طے ہو گیا کہ جب تک حزب اختلاف کے دس ارکان کمیٹی کے فیصلہ کی تصدیق نہیں کریں گے وہ فیصلہ کالعدم ہو گا، بہر حال ایک رکن بنی اور خوشی کی بات ہے کہ سفارشات کے تمام مراحل اتفاق رائے سے طے ہوتے چلے گئے۔ اس دوران حکومت نے مرزائیوں کو صفائی پیش کرنے کا موقع دینا ضروری سمجھا، چنانچہ مرزا نامہ نے ۹۲ صفحے پر سنائی نامہ پیش کیا، اور مرزائیوں کی لہ بوری پارٹی کے صدر صدر الدین نے تحریری بیان پیش کیا، کیا وہ دن تک مرزا ناصر پر جرح ہوئی رہی اور تین دن صدر الدین پر جرح ہوئی، جرح کے دوران تمام راکین اسمبلی کے سامنے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ مرزا غلام احمد مدنی نبوت دجال ہے اور نبی اور مجید تو کیا ایک شریف آدمی کہانے کا بھی مستحق نہیں، دوسری قرارداد جو حزب اختلاف کی جانب سے پیش کی گئی تھی اس کی تشریح و توضیح کے لئے دو حصے کی ایک کتاب جو یہ حزب پر مرتب کی گئی تھی، ان ارکان کی جانب سے پیش کی گئی اور ایوان میں سنائی گئی جس سے تمام ممبران اسمبلی کو مرزائیوں کی مذہبی حیثیت و مدت کے سبب سے آگاہی ہوئی اور ان کی آنکھیں کھل گئیں۔

بہر حال مسلمانوں کی کوششیں نیشنل اسمبلی کی سطح پر اور بہرمانوں کی تمام سطح پر پورے حسیہ و حسرت سے جاری رہیں، آخر جناب وزیر اعظم بھٹو صاحب نے ستمبر ۱۹۷۹ء کو آخری فیصلہ کے اعلان کی تاریخ مقرر کر دی، جس سے تحریک مایوس کن تھی اور توقع نہ تھی کہ مدت لمبا، سترام کیا جائے گا اس لئے کہ تین ماہ کے عرصہ میں تحریک کو کچلنے کی کوئی کسر باقی نہیں رہی تھی لیکن رد و ناسخ عذاب علیٰ صوفاء، حق تعالیٰ ہر تہیز پر قادر ہے، قبول بھی حق تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں اور نہ بائیں بھی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں، خوف ورجاء کے بہت سے مراحل

اُسے رستے، بانے، خراج و وزیر اعظم محبوب صاحب نے چھ اور سات کی درمیانی رات کو رات کے بارہ بجے کے بعد مسجد خوں کا مرنے لیتے تسلیم کر لیا۔ اگلے دن، بکریہ کو، ڈھائی بجے رہبر کھٹی کا اجلاس ہوا، ساڑھے چار بجے نیشنل اسمبلی کا اجلاس ہوا اور ساڑھے سات بجے ایوانِ اعلیٰ کا اجلاس ہوا، تمام حاضرین کے اتفاق سے مسئلہ توروں کا مسئلہ منظور ہو گیا اور آخری اعلان آخری بجے کی خبروں میں ہو گیا اور اس طرح الحمد للہ مسئلہ فیروختو بیٹے ہو گیا، جیسا کہ پاکستان بنانے مسلمانوں کو کبھی اتنی مسرت اور خوشی نہیں ہوئی تھی کہ اس خبر سے مونی کہ اس سرزمین پاک میں آئندہ نسلی سنیہ دھرم کی ختم نبوت کو آئینی تحفظ دے کر پاکستان کے مسلمانوں کے تاریخی سہم میں ایک ذرینہ بیکار اضافہ کیا، اب ان گذشتہ باتوں کو دہرنے کی ضرورت نہ تھی مگر یہ چند اہم اشارے دو وجوہات ضروری سمجھے گئے اول یہ کہ مسلمان یہ جاننے کے لیے بیتاب تھے کہ ان کی ملی تحریک کن مراحل سے گزری اور کس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و احسان سے اسے کامیابی سے جکڑ کر کیا، دوم یہ کہ بعض طبقوں کی جانب سے یہ تاثر دیا گیا کہ مسلمان مزاہیوں کو غیر مسلم تعلیمت قرار دینے کا منہ بہرے کے اندر سے ختم کر رہے ہیں، حالانکہ تحریک کا اول سے آخر تک دیکھتے تو قدر قدم مسلمانوں کی مظلومیت کے نقوش ثبت ہیں مظلوم کو فریاد کرنے کی بھی جرات نہ دینا کہوں کہ ناش

سپاس و شکر

اس موقع پر ہم سب کو، اللہ پاک کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ بفضلِ اسی نے اپنے فضل و احسان سے اپنے حبیبِ پاک صل اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی رات رکھ لی اور اس تحریک و کامیابی میں فرمایا، اسی نے اس کے فرقہ واریت، سببِ مہیہ کے، مسلمانوں کے تمام طبقوں کو متحد اور مجتمع فرمایا اور اسی نے رکھیں اسمبلی کے ولایک میں صل اللہ علیہ وسلم، الحمد للہ وحدہ، لا شریک لہ، لا شریک وحدہ، نبذ وعدہ، ونصر عبدہ العزیز مہدئہ اعلیٰ اللہ علیہ وسلم، وھوہ الغلب وحدہ، اللہ تعالیٰ کے بہت سے نیک بندوں نے اس موقع پر دعا مانگیں، اللہ تعالیٰ سے التجا مانگیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا میں قبول فرمایا جو پادشاہِ مصلحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے گویا ہوا ہو، وہم و گمان سے بالاتر اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا۔

نہیں اس کے نزدیک حیثیت سے میں یہ فرض سمجھتا ہوں کہ جناب وزیر اعظم صاحب ورنے کے

رفتہ کو مبارک باد اور بدیہ تشکر پیش کروں، اگر موصوف نے آخری مرحلہ میں تدبیرت کا مظاہر کیا ہو، اور
 گذشتہ حکمرانوں کی طرح نشتر اقتدار میں مسلمانوں کے حق مطالبہ کو خدا خواستہ ٹھکرا دیا ہو، تو شاید ہم سب
 غنیمتِ الٰہی کی لپیٹ میں آئے ہوتے۔ اور پاکستان میں پھر کشمیر کی یہ تازہ ہوجاتی تھی، یہ سب
 کائن پر احسان ہے کہ یہ مسئلہ ان کے دورِ اقتدار میں حل ہوا، اگرچہ مسلمانوں کو ابتدا سے گزرنا پڑا لیکن
 باری تعالیٰ نے مشکل فرمایا، جناب وزیر اعظم صاحب کے دل میں صحیح بات ڈال دی، پھر وہ اس
 جہزتِ مندانہ اقدام پر تمام عالمِ اسلام کی جانب سے مبارکباد کے مستحق ہیں۔

میزیں قومی اسمبلی کے صدر اور معزز مسلمان، لیکن کو تمام مسلمانوں کی جانب سے مبارکباد پیش
 کرتا ہوں کہ انہوں نے مرزائیت کے تمام مارد و مہیبہ کو بڑی دہشت ورجانہ نشانی سے پڑھ کر اور چرک
 بعید سے صحت سے فیصلہ صادر کیا۔

ملتِ اسلام میں جس بے مثال شہر کا منہ ہرہ کیا اور تمام مسلمانوں نے جس عزم و استقامت کے
 ساتھ تحفظِ ناموس رسالتِ راقی کا جہادِ سعیدہ و اسدیم، کی خاطر ہر قسم کی گروہ بندیوں سے باز رہ کر
 کرائی روبرو قربانی کا فونڈ پیش کیا اس کی تحسین کے لئے لفظ کا دامن تنگ ہے جن جن لوگوں نے
 کے ساتھ اس میں حصہ لیا وہ اپنا اجر اللہ تعالیٰ کے یہاں پاؤں گے اور رسولِ مصلیٰ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
 شفاعت کے مستحق ہوں گے، حق ہے اس موقع پر ملتِ اسلام کہ ایک ایک فرد مبارک باد کا مستحق ہے۔
 اس حادثہ پر وہ کاغذی عزیزِ غیب پر غم و غم سے ہوا اور انہوں نے ایک طرف تحریک کے لئے توجہ
 پیش کرنے کا عزم کیا اور دوسری طرف اپنے جوش و خروش کو محبوں کی ہدایت کے مطابق بے باک
 کرنے سے حق الوسع پر ہیز کیا اور نہ نوجوان جہادِ صبر و تحمل کی تمکین کو مشعلِ حق سے سننے کا عادی ہوتا ہے
 اس لئے ہمارے عزیزِ صبر و دو گونہ مبارکباد کے مستحق ہیں اور کبھی کبھی خیال ہوتا ہے کہ اگر نوجوانوں
 کی ہمت و راہ کے دھڑکنے سے رنج پر بہت ہیں ورنہ کی ایسی تربیت ہو کہ وہ اس پاکستان کی پاک
 سرزمین میں ہر قسم کی گروہ بندیوں، ورنہ ذاتی من و دلت سے باہر ہو کر صرف مصلحتی کے دین کی
 محنت کرنے والے بن جائیں تو اس ملک کا نقشہ ہی بدل جائے، و ماذلت علی اللہ بعزیز۔

اس موقع پر حزب اختلاف کی جماعتوں کے کردار کی دو دنیاویہ سعادتیں ہوں گی، سیاسی جماعتوں
 کا مزین ہی کر ایسا ہوتا ہے کہ وہ کسی مناسب موقع سے سیاسی فیصلہ نہ لے سکتے ہیں چوتھیں ہر تہری

تحریک بحمد اللہ تعالیٰ دینی تھی، صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اور آپ کی ختم نبوت کی
آئین مناسبت اس کا مشن تھا اس لئے جو جماعتیں بھی مجلس میں شامل ہوئیں انہوں نے پوری شدت
کے ساتھ اس مقدمہ میں تحریک کو سیاسی اداستوں سے پاک رکھنے کا عزم کیا اور ملکی طور پر اس کا پورا پورا
منہ ہر ہ بھی کیا، اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔

قومی پریس پر سخت پابندیاں عائد تھیں، تحریک کی خبروں کی اشاعت چھپن کر ہوتی تھی، اس
کے باوجود قومی پریس نے مسلمانوں کی ملی تحریک سے حق ادا رکھا، ہمدردی اور تعاون کا یہ کام نہ ہر کہہ سکتے
تھے ساتھ نواسے وقت کے ہر بڑے بصیرت افروز ادارے اور مقامی شائع کنندگان نے یہ سہ
دیکھ کر دینی جرائد کے ساتھ نواسے وقت کا اس مقدمہ میں بہت ہی بڑا حصہ لیا، اللہ تعالیٰ
اس کے ذمہ داران کو بہت ہی جزائے خیر دے اور دنیا و آخرت میں اس کا بہترین اجر
دے دے۔

ناپاس ہوئی اگرچہ اس موقع پر عام سرگرمی کی ناپائیدار اور بدوقت شخصیتوں کا ذکر نہ کریں جنہوں
نے اس نازل موقع پر پاکستان کے مسلمانوں سے ہمدردی فرمائی اور روباہ میں وعدہ کو اپنے قلمی مشرور
سے تنفیہ کیا، میں ان کی خدمت میں پاکستان کے تمام مسلمانوں کی طرف سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔
اس صورت و شامانی کے موقع پر ہمیں اپنے بزرگوں کی یاد آتی ہے جنہوں نے اپنی ساری
زندگی کے لئے اپنے چینی میں گزار دی، حضرت استاد اہل علم، اندر مولانا محمد انور شاہ کشمیری، حضرت
مولانا پیر مراد علی شاہ کولڑوی، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی، حضرت مولانا محمد امجد علی، حضرت مولانا
شاہ غلام احمد درانی، مولانا سید علی، استاد شاہ بنوری، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا تاج علی، مولانا
احمد شاہ علی، مولانا علی حسین اختر، اور دیگر بہت سے کاہلے اپنے وقت میں مزاں فتنہ کے تھیلے
لے کر اپنے ہم وطنوں میں حق تعالیٰ ان کو بہترین درجات عطا فرمائے کہ ان کی جوتیوں کے لٹیل
حق مسلمانوں کو کامیابی نصیب ہوئی، یہاں خصوصیت سے حیدرآباد قبل مرحوم کا تذکرہ نہ دے رہی ہے کہ سب
سے دل نہیں لے کر دیا، ان کی اقلیت قرار دینے کا یہ خیال ہے۔

مسلمہ کی تحریک میں یا تحریک کے موجودہ مرحلے میں جن حضرات نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
ختم نبوت پر اپنی جان و مال کی قربانیاں پیش فرمائی ہیں ان کی روح طیبہ پر بھی نصیبت کے

پھول پنچا در کرتے ہیں، ان کی قربانیاں رنگ لہیں اور جس مقصد کے لئے انہوں نے اپنی جان کا ہدیہ
پیش کیا تھا یا خیر اللہ تعالیٰ نے وہ مقصد عطا کر دیا، اللہ تعالیٰ ان سب کو بندہ درجے عطا فرمائے اور
ان کی لغزشوں سے درگزر فرمائے۔

آثار و نتائج

قوموں کی زندگی میں اس قسم کے تاریخ ساز واقعات ہمیشہ نہیں آتے اس لئے جی چاہتا تھا کہ
پاکستان کی تاریخ کے اس زریں واقعہ کے آثار و نتائج پر کچھ تفصیل سے کھا جائے مگر فیس میں اس کی نہ
فرصت تھی نہ گینٹیشن، مختصر یہ کہ اس میں سقوطِ مشرقی پاکستان سے پاکستان کے مسلمانوں کو جو بڑا
پہنچا تھا، اس سے نہ صرف مسلمانوں کا وقار و مجرب ہو بلکہ خود اسلام کے بارے میں بھی رجحان مثبت کا
سنگ بنیاد تھا، طاعونِ حقارتوں نے طرح طرح کے پروپیگنڈے شروع کر دیے تھے، الحمد للہ قومی آئین کے
ایک فیصد سے اس کی بڑی حد تک تلافی ہو گئی، عامِ اسلام میں پاکستان کا وقار بلند ہو جس کا اندازہ
ان تہمتی تاروں سے ہو رہا ہے جو وزیرِ اعظم اور دیگر علمائے مذہب کو موصول ہو رہے ہیں جبکہ کفر و کج
کو بھی یہ احساس ہو گیا کہ اسلام ایک زندہ طاقت ہے اور مسلمانوں میں ابھی ہمت و ارادہ موجود ہے اور
وہ اپنے دین کی سر بلندی کے لئے جرات مندانہ اقدام کرنے کی سکت رکھتے ہیں، اسلام کے صرف ایک
مسئلہ اور بنیادی مسئلہ کو اپنانے کی یہ برکت ہے اگر ہمارے حکمران کمالِ اخلاص کے ساتھ خدا تعالیٰ کو خوش
کرنے کے لئے پورے کا پورا دین انفرادی اور حکومتی دونوں سطحوں پر اپنالیں تو آخرت میں تو بڑا جزا
میں کا انشاء اللہ دنیا کی سرخروئی بھی مسلمانوں کو نصیب ہو سکتی ہے۔

پاکستان اور مسلمانوں کی بقا و اسلام سے وابستہ ہے

ہمارے ملک میں کچھ حصے سے لادینی کیونٹ زنگ کو بننے کے لئے اسلامی سوشلزم کی باتیں ہو رہی
ہیں، عوام کو روٹی، کپڑا اور مکان کے نعروں سے فریب دیا جا رہا ہے اور ذرائعِ ابدی سے ایسے سفارشی
شائع و نشر کئے جا رہے ہیں قومی، سمیٹی کا نالیہ تاریخی فیصلہ اس امر کی عدم مت ہے کہ جو شخص یہاں کے غور
کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے کھیل کھیلتا ہے وہ چند دنوں کے لئے فریب دے سکتا ہے لیکن باآخرت
مسئلہ کی کھانی ہوگی، پاکستان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کلمہ شریف کے نام پر اور اسلام کی عزت
پر نہایت جو لوگ یہاں کے مسلمانوں کے دل سے اسلام کی وقعت نہایت چمکتی ہے یہ محمد رسول اللہ صلی

علیہ وسلم کے پاک طریقوں سے مسلمانوں کو جلاتے ہیں وہ دراصل پاکستان کے نقشہ کو مٹانے کے درپے ہیں
غرض ایک باریہ حقیقت پھر بھر کر سامنے آگئی کہ پاکستان اور پاکستان کے مسلمانوں کی بقا اسلام و وصیت
اسلام سے وابستہ ہے۔

اقلیت قرار دینے کے بعد مرزائیوں کی حیثیت

مرزائیوں کی حیثیت قبل ازیں کناری مہاراجین کی تھی اور قومی اسمبلی کے فیصلہ کے بعد ان کی حیثیت
پاکستان کے غیر مسلم شہریوں کی ہے جن کو ذمی کہا جاتا ہے بشرطیکہ وہ بھی پاکستان میں بحیثیت غیر مسلم کے
رہنا قبول کر لیں اس لئے کہ مقدمہ دوم دو طریقہ معاہدہ ہے اور کسی ذمی کے جان و مال پر طعنه ڈالنا اتنا
سشیمن جرم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن بارگاہ الہی میں ایسے شخص کے غرق ناش
کریں گے اس بنا پر تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ ان کی جان و مال کی حفاظت کریں مجلس عمل نے مرزائیوں
سے سوشل بائیکاٹ کا فیصلہ کیا تھا جو مسلمانوں کے دائرہ اختیار کی چیز تھی لیکن جن مرزائیوں نے قومی
اسمبلی کا فیصلہ تسلیم کر کے اپنے غیر مسلم شہری ہونے کا اقرار کر لیا جواب ان سے سوشل بائیکاٹ نہیں
ہوگا اور مرزائی اس فیصلہ کو قبول نہ کر رہے ہوں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ مسلمانوں سے ترک
مداہرت پر آمادہ نہیں۔

مرزائیوں کو آئینی حیثیت سے غیر مسلم تسلیم کرنے کے بعد کچھ انتظامی اقدامات ہیں جو حکومت
پاکستان سے متعلق ہیں ہم توقع رکھتے ہیں کہ حکومت اس باب میں تغافل سے کام نہیں لے گی، اس سلسلہ
میں زیادہ اہم یہ امر ہے کہ خفیہ ریشہ دوانیوں پر کڑی نظر رکھی جائے اور کسی نئی سازش برپا کرنے کے
امدادیات کو نظر انداز نہ کیا جائے۔

مرزائیوں سے متعلق مسلمانوں اور حکومت کے کرنے کا اصل کام

حکومت اور تمام مسلمانوں دونوں سے متعلق جو چیز ہے وہ یہ ہے کہ مرزائیوں کو غیر مسلم قیامت
قرار دے کر ہمارے مشن پورا نہیں ہو جاتا بلکہ یہ تو اس کا نقطہ آغاز ہے اصل کام جو ہمارے کرنے کا
ہے وہ یہ ہے کہ جو لوگ کسی دینی غرض یا کسی غلط فہمی کی بنا پر اس مذہبیت سے وابستہ ہوئے انہیں
آئینی سطح پر علیحدہ دیکھ دیا جائے ان کے لئے ان کے لئے محنت کی جائے ان کے کچھ شبہات ہوں
تو ان کو مٹا کر ان کی کچھ بے دریاہیوں کو ان کو رفع کیا جائے، مرزائیوں نے عام طور پر

مسلمانوں ہی کو شکار کیا ہے نہ وہ اس بات کی ہے کہ ان کو پوری ہمدردی اور خیر خواہی کے ساتھ جہنم سے نکلنے کی فکر کی جائے، پاکستان کے اندر اور باہر جس قدر لوگ مرتد ہوئے ہیں انہیں بھرتے اسلام کی دعوت دی جائے، غرض مرزا بیوں کو خارج از اسلام قرار دینا اصل مقصد نہیں تھا، یہ "دعا" اسلام کو نا اصل مقصد ہے، اس سلسلہ میں نشاد اللہ ایک وسیع رد ہے جو صاحبین میں کے لئے قربانیاں دینے کو تیار ہوں گے ان کے لئے انشاء اللہ بڑی ہی بشارتیں ہیں، رقم الحروف کے ایک نہایت نفیس دوست جناب شیخ محمود حافظہ فی سہ جوان دنوں دمشق میں تھے ایک گریہ مرزا پر فرمایا ہے اس کا ایک فقرہ یہاں نقل کرتا ہوں:

قَبْلِ أَنْ يُشْرَكَ فِي رَيْتِكُمْ فِي مَنَامِ
مِينَةً شَعْبًا مَعَهُ رُؤْيَا حَيْبَةً
جِدَّ أَهْلَكُمْ بِهِ، وَخُتْمُ صَرْفِ
كَمْ، وَأَيْتَكُمْ مَعَ جَمَاعَةٍ عَلَيْهِمْ
سَيِّدُ الصُّلُوحِ وَالْمَقْوِي مَتَّقِ مَلِكِي فِي
الْحَسَنِ، وَكَلِمَةُ يَوْمٍ فِي جَمْعِ صِفَاتِ
الْفَرَاقِ لَذِكْرِكُمْ مَوْجِدَ بَخْصِكُمْ
وَقَسْمِكُمْ الْبَحْرِ بِمَدَدِ لَوْحِ زَمَانِي
وَقَصْدِكُمْ طَبْعًا مَدَى عَرَانِ
وَلَشَدِيدِ بَيْنَ نَفْسٍ لَتَعْمِيمِ لَفْظَةٍ
هَكَذَا أَسْمَعْتُ مِنْكُمْ وَأَنْتُمْ
تَشِيرُونَ إِلَى فِي عَنَافَةِ مَنْ الْفَرَجِ
وَالرُّوْرُ وَالْأَبْتِيقِ، وَعِنْدَمَا
تَيَقَّنْتَ صِدْقَ شَجَرِ قَمْتِ
مَتَّقِ لَذِكْرِكُمْ مَوْجِدَ قَمْتِ
وَأَيْقَنْتَ بَأَنَّهُ تَبَى كَسْرُ نَمْرُكُم

میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں کہ میں نے مشہور
شعرہ کی رات کو آپ کے دست میں بہت عمدہ و خوب
خوب دیکھی ہے جس کی آپ کو مبارک باد دینا چاہتا
ہوں، اس کو یہاں مختصر نقل کرتا ہوں، میں آپ
کو ایسے شیوخ کی جماعت کے ہمراہ دیکھتا ہوں جو
سن رسیدہ ہیں درجن بر صراح و تقویٰ و عبادت
مندی ہیں یہ سب صفات میں ترقی کر رہے
صفحت جمع کرنے میں مصروف ہیں جو آپ نے
پیش قدم سے سہجی زعمانی رکھ کر پیش کیا
خود تحریر کیا ہے اور آپ کا قصہ یہ ہے کہ ان
کا منہ دھکے و اس کے لوگوں میں شائع کیا جائے۔
آپ نے اپنے اس قصہ کا شمار بہت مسرت و
مشغولی و سرور کی حالت میں ہی کرتے ہوئے
کرتے ہوئے فرمایا، جس کو زخمی کرنے کے لئے
فرستے ہیں نیز یہی وجہ ہے کہ آپ کے
لوگوں کو حق تعالیٰ نے کامیابی کا عطا کیا ہے

بِغُفْرَةٍ وَنَجَاحٍ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي
 ہے، اللہ تعالیٰ کا یہ حد شکر ہے جس کی نعمت سے
 تمام خوبیاں تکمیل پذیر ہوتی ہیں۔

انٹیلی بختصہ
 خواب مختصر الفاظ میں ختم ہوا۔

اہل فہم جانتے ہیں کہ یہ حد ہے قرآن کریم کی آیات کو جس طرح نسخ کیا اور ان میں تاویل و تحریف
 کر کے ان کے مفہومات کو بگاڑا ہے قرآن کو سنہری حروف میں لکھ کر تمام عالم میں شائع کرنے کی تعبیر
 اس کے سو کیا کیبتے کہ اس حد سے کہی تحریفات دینے کے جس جس خطے تک پھیلی ہوئی ہیں ان کے اثرات
 و اثرات متعلقہ جانتے ہیں قرآن کریم کی سنہری تعبیرات کی طرف لوگوں کو دعوت دی جائے، کیا بعید
 ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا کمزور، ناتواں اور پست ہمت بندوں سے بھی اس سلسلہ میں کچھ خدمت
 لے لیں۔ وہ مذمت غیبتہ بعزیز۔ باریکے وہ کون خوش قسمت لوگ ہیں جو قرآن کے ان
 سنہری نعمات کو جمع کرنے کے لئے یہ ان میں آتے ہیں۔

کوئے توفیق و سعادت درمیاں انگمند و اند

کس بمیدان درخت آید، سوارں را چہ شد

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَصَّاهُ سَلَامَةً عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ حَقَّقَهُ الْبَرِيَّةَ
 سید منعم و کلام و صاحبہ و تبت غہ اجمعین۔

مذہب مبارک دشمن سرمنشہ۔ کتب و رسائل

برطانیہ اسلام کا سب سے بڑا دشمن

حضرت شیخ الہند مولانا مودودی رحمہ اللہ نے دیوبند میں فرمایا تھا کہ اسلام کے خلاف دنیا میں کہیں بھی کوئی سازش کی گئی ہو اس میں برصغیر کا ہر شخص ضرور ملے گا۔ واقعہ یہ ہے کہ برصغیر پر غالباً سب سے بڑا دشمن اسلام کو جتنا نقصان حکومت برصغیر نے پہنچایا اتنا شدید نقصان شاید تمام طاغوتوں کی مجموعی قوت سے بھی نہیں پہنچایا، یعنی قریب میں اسلام کا سب سے بڑا دشمن "سب سے بڑا حریف" اور سب سے بڑا انجمن انگریزوں کا ہے، اسلامی تہذیب و معاشرت، اسلامی قلب و قلب اور اسلام کی روح و معنویت کو اس سفید دشمن نے جیسا مسخ کیا اس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی۔ یہی دشمن ہے جس نے خلافت عثمانیہ کے غلط حکم و وسیع اسلامی تمدن کو سر کے عالم اسلام کو چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں تقسیم کر ڈالا جس نے اسلامی ملک کے درمیان شقاق و اتفاق کے کاغذ بونے جس نے اسلام کے مقامات مقدسہ کی حرمت کو پاؤں سے چاٹ دیا، اسلامی شعور کو مغربیت کی کٹھن چھپی سے ڈبکا کیا، جس نے مسلمانوں کی اسلامی وطنی غیبت کو کچل ڈالا جس نے نسلیت کو بیہمیت و درندگی اور مکاری و عیاری کا درس دیا جس نے خواتین اسلام کے بہت سے دے ہاتھ ہاتھ چھین لیا جس نے سب سے نازک کو بازار قس کا بکاؤ مال بنا ڈالا۔

اس لیے ہی طاغوت ہے جس نے لاکھوں مسلمانوں کو شہید کیا، جس نے ہزاروں ولیدائے کو تختہ دار بنا کر لپیٹا جس نے معصوم بچوں کے خاک و خون میں ترپٹے کا شہر رکھا، جس نے پردہ نشین اسلام کو درندگی و بیہمیت کا نشانہ بنایا، جس کی سازش نے عالم اسلام کے جگر میں اسرائیل کا صہیونی خنجر کھدایا جس نے عرب فلسطینیوں کو خانہ بدوشی کی سرزدی، اند کی زمین میں کون سی جگہ ہے جہاں انگریز کے جوہر دستہ اور سازشوں کے نقش ثبت نہیں، عالم اسلام کے چپے چپے پر اس کے دندان حرص و تیز کے زخم موجود ہیں۔

جانشین ہوں گے تو اس سے دوبرہنہ مقصد حاصل ہوگا، ایک طرف انگریزی و برطانوی حکومت کے حق میں جس قدر فی دلائل کا قادیانی تصور قیام رہے گا اور دوسری طرف قادیانی ہوتے انگریزی دشمن کی حیثیت سے کام کرے گی برصغیر کو جہاد کے خطرہ سے نجات ملے گی، اور اسلام کی جگہ قادیانیت کو پہنچے گا موقوف ہوگا۔

قادیانیت انگریز کا خود کا شہر پودا

اس مقصد کے لئے فریقوں کے درمیان میں جس طرح عیسائیوں کے لئے سکول ہسپتال و گرہ قادیانیت کے قادیانیت ہی طرح قادیانیوں کے ہسپتال سکول ورنے گرہ بنائے گئے، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ قادیانیوں

کو عیسائیت اور مرزیت کی بقی کے دو پاٹوں کے درمیان پس ڈال گیا اور حیاتِ بے کرم پاکستان کے
 بعد قادیانیوں نے ان ملک کے سارے لوح و لوح کو یہ تشریف لایا کہ پاکستان میں مرزائیوں کی حکومت قائم
 ہے۔ یہ وہ دہشت گرد ہے اور پاکستان کا میر مومنین خلیفہ ربوبی۔ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اس نے عرب
 سے بھرتے بھرتے مسلمانوں کو کتنی کتنی شکار کیا کیا ہو گا؟ اس نے شدید ضرورت ہے کہ ان شیائیلیوں
 تہ ہیر کا توڑ کیا جائے و ختم نبوت کے جتنے سے جتنے تہذیبی، علمی، اللہ علیہ وسلم کے دین کی حقیقت
 نشر و اشاعت کی جانے یہ مسئلہ تمام اسلامی ملک کی توجہ کا و بین مسیحی ہے، خصوصاً پاکستان کی حکومت پر
 اس کی سب سے بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اس کے لئے بہت کم حد حیاتوں کے شخص پر غور اور بہت
 توجہ دین کی ضرورت ہے جو پہلے اسلام کو سر بلند کرنے کے لئے اپنی تمام صلاحیتیں سدا لگائے کہ راستہ
 میں وقف کر سکیں۔

قادیانیوں کی پاکستان کے خلاف سازشیں

یہ دیکھ کر بے حد صدمہ ہوا کہ قادیانی کروہ جو کمریہ کی طاقت و فراہ برداری و خوشامد و تہذیب
 کہ توڑ رہا ہے، اس نے کتبہ کے بعد پاکستان کے خلاف زبردستی شروع کر دیا ہے، بیرونی ملک ہیں
 قادیانیوں پر حکومت پاکستان کے من مانی فرشتی داستانیں تراش تراش کر پوری دنیا میں پاکستان کے خلاف
 پروپیگنڈا کر رہا ہے، قادیانی فساد سازوں کی ان حرکات کا نوٹس لینا ورنہ کے کروہ پر وہ پیگنڈا کا
 جواب دینا حکومت کا فرض تھا اور پاکستانی مسلمانوں کو اس کا توڑ کرنا چاہیے تھا مگر فسوس ہے
 ہے کہ اس وقت توجہ نہیں کی گئی اور اس فیصلہ کے محضرت کی کا حقہ تشہیر و اشاعت سے غفلت روا رکھی
 گئی، اس لئے مجبوراً یہ خدمت بھی محض تہذیب و ختم نبوت کو انجام دینا پڑی، الحمد للہ اسلامی ملک کے خلاف
 زبانی ملک میں بھی محض تہذیب و ختم نبوت کی شاخیں نہ لگی جا رہی ہیں اور محض کے مسلمان اپنے اندر
 وسائل کی حد تک قادیانیوں کے کردہ کن شرارت کو زائل کرنے میں مصروف ہیں ہیں، بہرحال پاکستان کی
 حکومت اور ہیک کے لئے قادیانی مسئلہ کا یہ پہلو بھی فیصل سورت سے توجہ طلب ہے۔

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے تقاضے

مکہ مکرمہ کے شیعہ رئیس کے تقاضے بھی شیعہ ہیں اور مسلمان کی تکمیل و تعمیل کے لئے مناسب

میں دغلا جی اور تھوڑے دنوں کے بعد اس کے سلسلہ میں عقیدہ ختم نبوت پر کمال یہاں کے انہماک کے لئے حلف نامہ ضروری قرار دینے چاہئے ہیں لیکن ضابطہ تعزیرات میں یہ تبدیلی کا مسودہ قانون منظور کرنے میں ہوتا نہیں ہو رہی ہے اس کی وجہ سے جہاں تو دینی حسب سابق اپنا آپ کو مسلمان بن کر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں وہاں انہوں نے طنز و تشویش کے انداز میں اصل مسلمانوں کو کھنسن آئینی قانونی مسلمات قرار دینے کا بھی اشتعال فرمایا ہے۔ اس کے لئے انہوں نے اخباروں اور ترجمان جریدوں میں تو اس حرکت کو معمول بنایا ہے۔

ضابطہ تعزیرات میں آئینی ترمیم کے مطابق تبدیلی کرنے میں تاخیر سے یہ عجیب صورت بھی پیدا ہو گئی ہے کہ جو کچھ آئین میں غیر مسلم قرار پانے والے ہیں وہ نہ صرف اسلام کے مبلغ ہونے کے دعویدار بنے ہیں بلکہ ان اسلامی مصدحات کو بھی سیدہ دریغ سے قبول کرتے ہیں۔ وہ عقیدہ و ایمان و تاریخ و روایت کے اعتبار سے صرف اسلام کا حصہ و مسلمانوں کا ورثہ و سرمد ہیں تو دینیوں کی طرف سے یہ گمراہ کن و اشتعال آلودہ مسدودات کی طرح ختم ہو سکتے ہیں۔ ضابطہ تعزیرات میں بھی تبدیلی کرنے میں مزید تاخیر نہ کی جائے تاکہ آئین میں تاہم ترمیم کے عمل میں تاخیر نہ ہو سکے۔

آئین میں تبدیلی کے مرکز میں جس ختم نبوت سے وزیر مذمت پتہ ایک دنہ کی مرقعات کا جو پروگرام بنایا ہے اس نے ضرورت کو پورا کرنے کی مثبت کوشش ثابت ہو گا اور اس میں پاکستان کرم ۱۹۷۹ء میں بنیادی عقیدہ اور مشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدہ و انہماک کے ساتھ ساتھ تبدیلی کی ضرورت حاصل ہوئی تھی وہاں ہی غفلت یا غلط فہمی سے آئینی ترمیم کی طرح ضابطہ تعزیرات میں تبدیلی پر بھی یقیناً بڑے برہم ہوں گے لیکن جب وہ اس مسدود سے باہر قرار دینے چاہتے ہیں تو پھر انہیں کوئی حق نہیں رہتا کہ وہ اپنے غیر مسلم مخالفین کو بدگمانی و نفرت کے نشانات پیش کر سکیں۔

و مسلمان بن کر یہ مسدودات مستحق کرنے پر آمادہ ہو رہے ہیں۔

پیشکش: روزنامہ نوائے وقت، لاہور، ۱۹ جولائی ۱۹۷۹ء

غنڈہ گردی اور اس کا سدباب

وطن عزیز میں غلہ و سقم و رنج و ہن کے سلسلے دن بدن گہرے ہوتے جا رہے ہیں اور ملک کا مستقبل لمحہ بہ لمحہ تاریک سے تاریک تر ہوتا جا رہا ہے، یہاں آنے والے دن کوئی نیا شکوفہ کھلتا ہے اور نیا شگون رونما ہوتا ہے۔ اس مآبہ آباد کی مرکزی مساجد سے دو علماء کے اغواء کی دردناک کہانی سنیں۔ مفتہ اخبارات میں نظریہ گدڑی جن میں ایک مولانا عبداللہ صاحب خطیب لال مسجد بھی شامل ہیں۔ اور اس سے چند دن پہلے جامعہ رشیدیہ ساہی وال اور بعض دوسرے دینی مدارس و مساجد پر بم چھاپا گیا اور اخبارات کے مطابق جامعہ رشیدیہ کی جامع مسجد کو شراب سے مٹوا دیا گیا۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْمَعْرُوفِ

ہمیں معلوم ہے کہ یہ کس بت فتنہ گر کی عشوہ طرازیں ہیں؟ یہ کس کی مشق نازی کی کرشمہ سازی ہے؟ کس کے اشارہ چشم و ابرو سے قتل عشاق کا سامان کیا جا رہا ہے؟ لیکن سوا یہ ہے کہ یہ فسطائی حربے، یہ سبائی مہمکنڈے، یہ غنڈہ گردی رباب اقتدار کی بدنامی کا موجب ہے یا اس نیک نامی سے حکومت مضبوط ہوتی ہے؟ اگر یہ سب کچھ حکومت کے غلہ و ریا کے بغیر ہو رہا ہے تو اس دہشت گردی اور بربریت کے نسلِ ادست حکومت کیوں قاصر ہے؟ کیا ان مہیب واقعات پر حکومت کی پڑا سرخاموشی اس کی رضا مندی کی دلیل نہیں؟ خدا را ان فسطائی حمر لہو سے شکر احمد کی مٹی پلیہ کر کے خدا تعالیٰ کی غیرت کو چیلنج نہ کریں، ختم ویر بریت کا السداد کر کے ہتھ بندہ ہو رہے ہیں۔

لفظ غیر مسلم کھوانے سے قادیانیوں کا انکار

مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین کی حیثیت آئین میں متعین کر دی گئی ہے اور مرزائی فرقہ کو غیر مسلم اقلیتوں کی فہرست میں شامل کیا جا چکا ہے لیکن مرزائی فرقہ کے آگے گن روزنامہ الفضل راجوہ نے اعلان کیا ہے کہ ہم شناختی کارڈ و دوسرے کاغذات میں غیر مسلم لکھنا برداشت نہیں کریں گے۔ مرزائیوں کا یہ اعلان آئین کی سرکھنڈ و ریزی ہے اور اس کا نوٹس لینا آئین کے محافضوں کا فرض ہے تاہم یہ امر حقیقت ہے کہ مرزائیوں کو غیر مسلم قیادت

کی حیثیت سے جو آئینی تحفظ دیا گیا ہے اگر وہ اس حقیقتی بندہ خود کو طے کرنے کی جرات کرے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ انہوں نے یہ آئینی معاہدہ خود منسوخ کر دیا اس کے بعد ان کی حیثیت شرعی حربی کافروں کی ہوگی اور مسلمان اسی بات پر شرعاً و اخلاقاً مجبور ہوں گے کہ مرزائیوں سے کہ از کم سوشل بائیکاٹ کریں۔

دین اسلام اور رنگ و نسل و عقافت

نہ ہمارے باب اقتدار کو کیا ہو گیا کہ عبرت انگیز حقائق و واقعات سے عبرت نہیں ہوتی؟ غنیمت کی انتہا ہو گئی کہ آنکھیں نہیں کھلتیں۔ سدھی اتحاد اور اسدھی اخوت کی مانگیر نعمت کی قدر دانی نہیں اور علی اسانی اور مقامی تہذیب و ثقافت کے محدود ترین دائرہ میں سوچتے ہیں اور اس کے احیاء کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ مراکش سے برائڈ و نیشیا تک وحدت اسلامی کی اس سب مروارید کو چھوڑ کر سندھی، پنجابی اور بلوچی تہذیبوں کے احیاء کی کوشش فرماتے ہیں، جس کے ذریعے نہ صرف وحدت اسلامی کو پارہ پارہ کرتے ہیں بلکہ پاکستانی جہل متین کے اتحاد کو بھی پارہ پارہ کر کے مشرقی پاکستان کی دردناک وحسرت ناک اور شرمناک صورت حال کو دعوت دے رہے ہیں۔ ہاں اللہ جان لیوے رجعون۔

اسلام نے پہلے قدم پر رنگ و نسل اور وطن کے تمام باتوں کو توڑ کر بے نظیر روحانی رشتہ میں سب روئے زمین کے مسلمانوں کو پرو دیا تھا، پاکستان بنانے کی سب سے بڑی دلیل یہی تھی کہ دنیا اسلام کی سب سے بڑی حکومت وجود میں آئے گی اور اس کے ذریعے تمام عالم اسلام کے اتحاد کا روح پرور منظر وجود میں آئے گا۔

اسلام ہی وہ عالم گیر مذہب ہے جس نے جاہلیت قدیمہ و جاہلیت جدیدہ کی لہنتوں کو ختم کیا تھا اور مشرق و مغرب کے مسلمانوں میں روحانی جہل متین کا وہ رشتہ قائم کیا جس کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں ملتی، یہ وہ طاقت تھی کہ دشمنان اسلام سے لرزہ برانداز مانتے اور اس رشتہ کی برکت سے ایک ہزار برس تک اسلام کا علم لہرتا رہا، دشمنان اسلام نے صدیوں محنتیں کئے اور کروڑوں روپیہ خرچ کر کے اس کو تباہ کرنے کی ریشہ دوانیاں کیں، یہاں تک کہ

خود ملت عثمانیہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے دم لیا اور عرب دنیا کو ترک کی بھرتی ست ڈر اگر اتحاد سدھی
کو بارہ بارہ کیا۔ پھر اب اتحاد کے خوف سے ان کے سینوں پر ملعون یہودی حکومت قلم کرا دی۔
تاکہ دوبارہ قیامت تک متحد نہ ہو سکیں۔ وراثت جو کچھ نقشہ آپ کے سامنے ہے یہ صدیوں کی سوچ
سمجھی ہوئی اسکیم تھی جس کا ناہور ہو گیا۔

اعدائے اسلام کی امید کے خلاف مسلمانوں کی ایک بہت بڑی قوت پاکستان کی صورت
میں دنیا کے نقشے پر نمودار ہو گئی تو سرنظر شہ مرزا قادیانی کو اس کا وزیر خارجہ بنو کر پاکستان
اور عالم عرب کو بارہ بارہ کرنے کا بیج ڈال دیا گیا، سب سے پہلے افغان حکومت کو راضی کر کے
دشمن بنادیا گیا اور پھر ایسے مہرے آگے آتے رہے کہ ابھی تو قیامت سب کی سب نہ ہو گئیں۔
نہ اسلامی قانون و آئین جاری کرایا نہ اسلامی اخوت کا پرچار کیا، نہ اسلامی اتحاد کی قدر کی۔

اعدائے اسلام کو بنگلہ دیش بنانے کا موقع مل گیا، روس امریکہ اور ہندوستان تینوں نے
مل کر وحدت، سدھی پر چبہ دو کر کے پاکستان کو دو ٹکڑے کرایا، اب وہ اس پر صبر و قناعت نہیں
کرنا چاہتے بلکہ ان کی خواہش ہے کہ سندھ و دیش بھی قائم ہو، جو چستان بھی الگ کیا جائے اور
سرحد کو بھی کاٹ دیا جائے۔ پنجاب میں مرزا نیوں کے بل بوتے پر دوبارہ نئی حکومت عینی قائم کی جائے
جس کے ذریعہ عرب دنیا کو ڈانٹا میٹ گایا جاسکے۔

سندھ و صدیوں کے آئینہ میں

ان نازک ترین حالات میں "سندھ و صدیوں کے آئینہ میں" سینینا راقم نے کیا جاتا ہے اور اگر
یہ صحیح ہے کہ سرکین فونڈیشن کی امانت سے قلم کیا گیا تھا تو آغاز ہی سے اس کے بنیادی پتہ چل
جاتا ہے اس مبارک سینہ رکھا ختام صدیوں ہو کہ قلم مبارک کی شام کو آرش کو س کر چکی ہیں سندھی
موسیقی و قصص کا پروگرام پیش کیا جاتا ہے جس میں وزیروں کی بیگمات نے بھی حصہ لیا اور کیا کیا
نغمہ سرائی اور ہوجاؤ کی دست پر قصص کے فصیح و قلیح منظر کے ذریعہ بین و قریبی سینہ کے
نغمہ گان سالہ کے مدنی سامان سفر کیا پیش کیا گیا، انامہ ورنہ بہ رجوع۔ یہ ہمارا پاکستان
ستہ دور یہ ہمارا اتحاد سدھی کا منظر ہے، مناسب ہے کہ ایک چارے ترکہ نامہ نے پتہ کہنا ہے کہ
پاکستان کو بنا کرتے تھے مگر آج دیکھ لیا اس تقاضے میں جو توانہ سنجیدہ درممانت کی غلطی۔

وہ جناب اس کے بروہی کی تھی جس نے اسد می تہذیب و عربی زبان پر زور دیا، کاش طوطی
خوش الحان کی یہ آواز لٹکارنے میں توفیق ملتا۔

خدا را اس رہت ہے پاکستان پر رحم کرو، دشمنانِ سرِ مکہ کی ریشہ دوانیوں سے بچو، ان
ولیشوں بدلیشوں سے بچنا مانگو، جہت سے جہد اسد می آئین و قانون کو نافذ کرو اور حق تعالیٰ کے
مغضب کو مزید دعوت مت دو، فیہ ذلک۔ نہ معصوم بچوں پر کیا پوسے پڑ گئے، دماغوں کو
کیسا کھورانی م سوتلھا یا کیا کہ بدوش نہیں آنا، اس اللہ ہم پر رحم فرما وراپت مغضب سے بچنا،
واعف عننا و اعف عننا و ارحمت انت مولانا ف نصبرنا علی لقومنا الکفرین، آمین۔
ریشہ داری، مس

قادیانیت اور عالم اسلام (ایک سفرنامہ کا اقتباس)

جس سے پہلے رابطہ عالم اسلامی کے جنرل سیکرٹری شیخ محمد صالح قزاز صاحب سے حضرت مولانا رحمہ اللہ کی ملاقات ہوئی، مولانا نے ان کو اپنے سفر کے تاثرات سنائے جس پر انہوں نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کیا اور دعائیں دیں، حضرت مولانا نے ان کو بھی یہ تجویز پیش کی کہ رابطہ کی طرف سے کتاب "موقف الامة الإسلامية من القاديانية" کی طباعت کا انتظام ہو اور اسے بلا واسطہ میں تقسیم کیا جائے جسے انہوں نے بخوشی قبول کیا اور کتاب کو متعلقہ کمیٹی کے سامنے پیش کرنے کا حکم دیا۔

مؤکم چچ میں ہر سال رابطہ کی طرف سے بین الاقوامی مجلس مذاکرہ منعقد ہوتی ہے جس میں اجداس بریختے، شیخ محمد صالح قزاز صاحب نے حضرت مولانا کو اس میں شرکت کی دعوت پیش کی اور اسرار کیا کہ کم از کم اس کے اختتامی اجلاس میں آپ ضرور شرکت فرمائیں جسے آپ نے قبول فرمایا، اس بین الاقوامی مجلس مذاکرہ میں جن موضوعات پر مقالے پیش کئے گئے وہ یہ ہیں:-

۱۔ قادیانیت ۲۔ غیر مسلم ممالک میں مسلم اقلیتیں ۳۔ اسلام میں عورت کا مقام

مجلس کا آخری اجلاس ۵ ذوالحجہ ۱۴۱۵ھ بمطابق ۱۹۹۵ء کو عشاء کے بعد رابطہ کے ہال میں شروع ہوا، حضرت مولانا نے بھی اس میں شرکت فرمائی، رابطہ کے حضرات نے آپ کا استقبال کیا اور شیخ محمد صالح قزاز اپنی جگہ چھوڑ کر آئے اور مولانا کو خاص بہانوں کی جگہ بٹایا، اس اجلاس میں مسلم و غیر مسلم ممالک کے سینکڑوں علماء نے شرکت کی۔

اس اجلاس میں مندرجہ بالا موضوعات سے متعلق مجلس مذاکرہ کی خصوصی کمیٹی نے اپنی سفارشات پیش کرنا نہیں، قادیانیت کے متعلق جو سفارشات پیش کی تھیں وہ یہ ہیں:-

بین الاقوامی مجلس مذاکرہ کی طرف سے قادیانیت سے متعلق مقررہ کمیٹی نے بڑے غور و خوض سے قادیانی جماعت کے اخراجات و مقاصد کا مطالعہ کیا، اس نتیجہ پر پہنچی کہ یہ جماعت بنیاداً اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کی جڑیں کاٹ کر مسلمانوں میں اپنے خبیث نظریات پھیلاتی ہے اور اسلام اور

اس سفرنامہ محترم جناب مولانا ڈاکٹر عبدہ رزاق صاحب زید علیہ رحم نے تحریر فرمایا۔

مسلمانوں کے عقائد کے خلاف مندرجہ ذیل امور کی تکمیل ہے۔

الف۔ اس جماعت کے لیڈر مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعوے کیا۔

ب۔ اپنے کھٹیا اغراض کے لئے قرآن کریم کی آیات کی تحریف کی۔

ج۔ اپنے آقا ستار اور صہیونیوں کو خوش کرنے کے لئے جہاد کے فحش ہونے کا اعلان کیا۔

یہ کمیٹی نے ان عقائد کی سیاسی و اجتماعی خطرات کا بھی مدعا کیا جن کا اس جماعت کی

وجہ سے مسلمانوں کو شہرہ لگتی ہے اور بعض مفندہ کی زبانی یہ سن کر افسوس ہو کہ یہ جماعت افریقہ

یشیا یورپ اور امریکہ کے بعض ممالک میں اپنا کام کر رہی ہے اس لئے یہ کمیٹی مندرجہ ذیل قرارداد

پیش کرتی ہے۔

۱۔ بین الاقوامی مجلس مذکرہ ان اسلامی حکومت کو مبارک باد پیش کرتی ہے جنہوں نے

قادیانیت کے بارے میں اپنا واضح موقف اختیار کرتے ہوئے اسے غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور یہ

مجلس تمام اسلامی حکومتوں اور دینی تنظیمات سے پرزور مطالبہ کرتی ہے کہ وہ بھی یہ اعلان کریں

کہ قادیانیت غیر مسلم جماعت ہے اور اسلام کی دائمی تعلیمات کے خلاف ہے۔

۲۔ حسن اتفاق سے اس وقت نائیجیریا کے سربراہانِ حکومت و دیگر مقدمہ میں موجود ہیں اور جیسا کہ

معلوم ہے کہ نائیجیریا میں قادیانی سرگرمیاں بہت تیز ہو رہی ہیں اور اب یہ جماعت وہاں کی پورا

زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ شائع کرنا چاہتی ہے اس لئے کمیٹی یہ سفارش کرتی ہے کہ علما و فاضل کا

ایک وفد تشکیل دیا جائے جو نائیجیریا کے صدر محترم سے ملاقات کرے اور ان کے سامنے اس غیر مسلم

اور باطنی جماعت کے بارے میں امت مسلمہ کے موقف کی وضاحت کرے اور ان سے اپیل کرے

کہ وہ ان کے اس خطرناک منصوبے کو پورا ہونے سے روکیں۔

۳۔ مسلمانوں کو مختلف وسائل کے ذریعہ قادیانی لٹریچر پڑھنے سے روکا جائے اور اس لٹریچر

کو مسلمانوں میں پھیلنے کا سدباب کیا جائے خصوصاً قرآن کریم کے تحریف شدہ ترجمے۔

۴۔ کمیٹی یہ سفارش کرتی ہے کہ اس غیر مسلم گمراہ کن جماعت کی سرگرمیوں پر کڑی نگرانی رکھی جائے

اور رابطہ عالم اسلامی اس سلسلہ میں ایک خاص شعبہ قائم کرے جس کا کام اس جماعت کی سرگرمیوں

اور اس کی نقل و حرکت پر نگرانی رکھنا اور اس کی مقابلیت کے لئے مناسب اقدام اٹھانا ہو۔

۵۔ جن بلاد میں یہ فتنہ پھیل چکا ہے وہاں کثرت سے ایسے فتنہ خیز مبلغین کو بھیجا جائے جو قادیانی مذہب اس کے مقاصد اور اس کے طریقہ کار سے خوب واقف ہوں۔

۶۔ جن ممالک میں قادیانی سرگرمیاں موجود ہیں وہاں مدارس، ہسپتال اور یتیم خانے قائم کئے جائیں تاکہ مسلمان بچے ان کے مدارس اور ہسپتالوں میں جانے پر مجبور نہ ہوں۔

۷۔ یہ کمیٹی رابطہ عالم اسلامی سے یہ بھی مطالبہ کرتی ہے کہ اسلامی ممالک میں ایسی کتابیں بکثرت شائع کرے جو اس فرقہ کے خطرات سے آگاہ کرتی ہوں تاکہ مسلمانان کے فاسد عقائد اور ناپاک اغراض پر مطلع ہو سکیں۔

۸۔ اسلامی حکومتوں سے یہ بھی اپیل کرتی ہے کہ وہ اپنے ہاں شائع ہونے والی کتابوں کی نگرانی کے لئے ایسے تحفہات کا تقرر کرے جو صحیح اسلامی فکر کے مالک ہوں۔

۹۔ جو لوگ فتنہ جہالت یا دھوکے میں قادیانیت کے جال میں پھنس چکے ہیں ان کو نہایت نرم و رحمت مٹلی سے اسام کی دعوت دی جائے اور اس سلسلہ میں مناسب تدابیر اور وسائل کو کام میں لایا جائے و باللہ التوفیق۔

حریم شریفین میں مقامی علمی اور دینی شخصیات کے علاوہ دوسرے ممالک سے آئی ہوئی شخصیات سے بھی ملاقاتیں ہوں گی اور ان سے اس موضوع پر تبادلہ خیالات ہوا اور ان کو مذکورہ کتاب پیش کی گئی۔ ان ممالک میں جاپان، انڈونیشیا، ملائیشیا، فلپائن، ہندوستان، شام، عراق، اردن، لیبیا، ٹائیو، سیرالیون، ایل سلواڈور، ایری کوئٹا، سینگال، جنوبی افریقہ، ورتو کی تارل ذکر ہیں۔ وحسب اللہ علی سیدنا محمد خاتم النبیین وآلہ و أصحابہ وسلم

ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ، منیٰ

طاغوتی قوتوں کی اسلام دشمنی

اس پر آشوب دور میں علمی و فنی فتنوں کا سیدب ہر طرف سے امڈ رہا ہے کوئی گوشہ ایسا نہیں رہا جہاں سے کسی نہ کسی فتنہ کا پتہ نہ آتا ہو اور جس طرح، سدھی حکومتوں کے خلاف تمام طاغوتی طاقتیں متحد ہو کر تیار رہ چکی ہیں کہ ان سدھی دولتوں کو صفحہ ہستی سے حذف غلطی کے طرح مٹا دیں اسی طرح یہ حکومتیں کراہ کن افکار کے ذریعہ اس کی جہ و جہد میں مصروف ہیں کہ کسی طرح دین اسلام کے کسی بھی فرد و خال کو صحیح باقی نہ رہنے دیا جائے، بڑی بڑی نامور حکومتیں و کچی سلطنتیں اس تہذیب میں مشغول ہیں کہ کسی طرح اسلام دشمنی شائع کر دیں، سدھی خصوصیات مٹ جائیں، بڑی بڑی خلیفہ قیامیں اس کا مہم کے لئے نکالی جا رہی ہیں، در ایسے مشہور مہمدین جو مستشرقین کی تربیت میں اپنے استادوں سے بھی گئے سبقت لے جا چکے ہیں ان کو منتخب کر کے ان کے ذریعہ کام کیا جا رہا ہے۔ ان مہموں کی بنیادی قوتوں کو اصل دشمنی دین اسلام سے ہے اگر وہ اسلام دشمن حکومتوں کو ختم نہ کر سکیں تو پھر اس کو نیست کیجئے ہیں کہ ان مہموں سے صحیح اسلام کی روح نکال دیں ماس مہم کو کامیاب بنانے کے لئے دو مہمیں ذوں پر بڑی تیزی کے ساتھ کام کیا جا رہا ہے،

ایک یہ کہ نئی نسل جو دینی اقتدار دینی عقائد اور دینی مسائل سے نا آشنا ہے اس کے سامنے اسلام کی ایسی تعبیر کی جائے کہ اگر کسی کفر صریح پر اسلام پسند لگا دیا جائے تو وہ اس کو اسلام سمجھنے کے دوسری طرف ملحق اور ارباب دین میں مختلف ذرائع سے اتنا شہید اختلاف و انتشار پیدا کر دیا جائے کہ ان کی قوت مضبوط ہو کر رہ جائے مگر ہر جہت کہ جب مہمدین کو ٹوکنے والے کسی اور دھندے میں مشغول ہوں گے تو اسلام کو ذبح کرتے کا اس سے بہتر اور کوئی موقع نہیں آئے گا۔

اعدائے اسلام کی ریشہ دوانیوں کا سبب

در حقیقت اعدائے اسلام کی ریشہ دوانیوں کا سبب تو ہم سدھی ممالک میں پاکستان ہونا، ٹیڈ، مصر، یوگیا، مراکش و الجزائر، مسلمانوں کی غنیمت اور اسلام سے تعلق کی کمی ہے کسی جگہ نہ دین اسلام کی

علمی روح باقی رہی نہ تھیں قابلِ سالم و باقی رہا۔ پھر برٹ نام اسلام کا جو بھی حشر ہونے یا نہ مستعد نہیں، پھر ان سب پر مستزاد یہ فتنہ ہے کہ اسلام کے نادان دوست نہ معلوم نارالستہ یا دانستہ کسی خود غرضی کی بنا پر خدمتِ اسلام کے نام پر اسلام کی جڑیں اکھڑ رہی ہیں۔ فی غریبہ الاسلامہ۔

فتنۃ انکارِ حدیث (فتنۃ بیروینیت)

کے معلوم نہیں کہ فتنۃ انکارِ ختم نبوت کے بعد اس سرزمین میں سب سے بڑا فتنہ انکارِ حدیث کا پیدا ہوا جو عام طور سے فتنۃ بیروینیت کے نام سے معروف ہے اور جس نے اسلام کے بنیادی اصول تمام مسائل کو مجروح کرنے کی کوشش کی، عقائد، عبادات، اخلاق، اعمال، شعائر، سدائی مہارت، اسدئی اقتصادی نظام وغیرہ کسی چیز کو بھی نہیں چھوڑا جس کو مجروح نہ کیا ہو اور اپنے زعمِ باطل میں اسے ختم نہ کیا ہو، آخر مجبور ہو کر عداوتی نے اپنی مسئولیت کے پیش نظر ان کفریت سے نقاب کشائی اور حق کو واضح کیا۔

سکنہ مرزا آنجنہانی کے عہد حکومت میں شد میں جو کلہو کیم لاہور میں ہوا تھا اور تمام سدائی حکموں کے ارباب علم موجود تھے جب پر ویز کے متانت سامنے آئے تو مہتری شامی منادی وغیرہ تمام بنی علم نے ان کے خدمت متفقہ آواز اٹھائی کہ یہ صریح کفر ہے اور اسلام کے نام پر یہ صریح کفر قابلِ برداشت نہیں، اس موقع پر غلام احمد پر ویز کی جو رسوائی ہوئی وہ اپنی نظیر آپ تھی جس کی وجہ سے سکنہ مرزا کا سارا کھیل ناکام رہا اور اس طرح پاکستان کے رکھوں روپے غارت ہوئے، اس ناکامی کے بعد امریکن فاؤنڈیشن میٹھی نے فوراً ہی دوسرا کلہو کیم کراچی میں منعقد کر لیا لیکن اس کو جی ناکامی کا مزد دینا پڑا، لیکن افسوس اور صد افسوس کہ آج دوبارہ بعض ارباب قلم جن پر حسنِ فتن بھی رہتا ہے نہ معلوم کیوں خاموش فرمائی کر رہے ہیں کہ پر ویز سے اختداف فروعی ہے اور علماء کو تکفیر کا فتویٰ دایس سے لینا چاہیئے، اور کسی جدید تالیف میں پسند باتیں اپنے مزاج کی دیکھ کر اس کی تعریف میں رتبہ اسات ہو گئے انا اللہ۔ پر ویز صاحب کی یہ نئی کتاب جس سے متاثر ہو کر ہمارے بعض ارباب قلم علماء کو فتویٰ دے دیتے کا مشورہ دے رہے ہیں ابھی تک ہماری نفر سے نہیں گذری۔ اس نے نہیں کہا جو سکتا کہ اس میں اسلام کے بارے میں کیا کچھ لکھا گیا ہو گا تاہم فرض کر لیجئے کہ یہ کتاب صحیح حقائق سے پر نہیں ہو اور کوئی بات اس میں کفر کی نہ بھی ہو لیکن جب تک تمام سابق ریکارڈ کی جو کفریات سے مارا جا رہا ہے۔

مسٹر پرویز ترویہ نے ذکر کیا تو ایک کتاب میں چند اچھی باتیں لکھ دینے کو کیسے جوع الی حق سمجھ لیا جائے؟
 کیا ربیب کفر و دشمنانِ اسلام تمام باتیں کفر کی کرتے ہیں؟ نہیں بلکہ بسا اوقات اچھے اچھے حقائق بھی
 ہی برکت سے ہیں۔ کائنات و کونیات ربانیہ کے سرور و رموز حقیقیہ پر کرتے ہیں اور اس کائنات کے
 حقائق یا حقیقیہ سے پردے اٹھا کر عام نام کو ان سے روشناس کرتے ہیں لیکن یہ حقائق اپنی جگہ ۱۰ اور
 ۱۱ کا کفر و کفریہ کا رنگ اپنی جگہ، کیا نہ ورنہ ہی نہ کہ جھوٹا آدمی ہر بات جھوٹی ہی کیا کرے؟ ہرگز
 نہیں؟ تو پھر چند باتوں کے پسند آئیں تو سابق کی تمام غلط باتیں کیسے صحیح ہو جائیں گی؟

پرویز کی تحقیقات محمدات پر ایک نظر

۱۔ یہاں مسٹر پرویز کے بحرِ حاد کے چند فقرے پیش کرتے ہوئے اہل عقل و انصاف سے اپیل
 کرتے ہیں کہ براہِ کرم بن پرویز کی تحقیقات پر دوبارہ نظر ڈالیں اور پھر خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ کیا یہ فروعی
 مسائل ہیں یا اسلام کے بنیادی اصولی مسائل ہیں؟ جن کی ہڈیوں پر مسٹر پرویز نے قیثہ چن کر شجر
 اسلام کو کاٹنے کی کوشش کی ہے، تو یہ بات بغیر عقل و خیر نہیں دے سکتے۔ شخصیات کے لئے مدرسہ
 ۱۔ یہ اسلام کی شانِ کردہ کتاب سما۔ مست کا مستفاد فتویٰ پرویز کا فریبہ کا مراد لکھا جائے۔
 ۲۔ "قرآن کریم میں جہاں لفظ رسول کا ذکر آیا ہے اس سے مراد مرکزِ نبوت، حکومت ہے۔"
 ۳۔ "رسول کو قصد یہ حق نہیں کہ لوگوں سے اپنی اطاعت کرائے۔"

۴۔ "رسول کی حالت نہیں کیونکہ وہ زندہ نہیں۔"
 ۵۔ "ختمِ نبوت سے مراد یہ ہے کہ اب دنیا میں انقرب شخصیتوں کے ہاتھوں نہیں بلکہ تصورات کے ذریعہ
 رونما ہوا کرے گا، اب سلسلہ نبوت ختم ہو گیا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ اب انسانوں کو اپنے
 معادیت کے فیصلے آپ کرتے ہوں گے۔"

۶۔ اب یہ سوال کہ اگر اسلام میں ذاتی ملکیت نہیں تو پھر قرآن میں وراثت وغیرہ کے احکام
 کس لئے دیئے گئے؟ اس کا وجہ یہ ہے کہ قرأتِ انسانی معاشرت کو عبوری دور سے بھی ساتھ
 کے ساتھ رہنمائی دیتا چلا جاتا ہے ورنہ قرصہ لین دین صدقہ خیرات سے مستحق احکام عبوری دور
 سے مستحق ہیں۔

۷۔ صحیح قرآنی خطوط پر قائم شدہ مرکزِ ملت اور اس کی عیسائی شوری کا حق ہے کہ وہ قرآنی اصول

کی روشنی میں صرف ان جزئیات کو مرتب کرتے ہیں کہ قرآن نے کوئی تصریح نہیں کی، پھر یہ جزئیات ہر زمانہ میں ضرورت پر تبدیلی کی جاسکتی ہیں یہی اپنے زمانہ کے لئے شریعت ہیں۔
 ۷۔ ”جن اصول کا میں نے اپنے مضمون ذکر کیا ہے وہ قانون اور عبادت دونوں پر منطبق ہوگا، نماز کی کسی جزئی شکل میں جس کا تعین قرآن نے نہیں کیا اپنے زمانہ کے کسی تقاضے کے تحت کچھ رد و بدل ناگزیر سمجھے تو وہ ایسا کرنے کی اصولاً مجاز ہوگی الخ۔“

۸۔ مسلمانوں کو قرآن سے دور رکھنے کے لئے بوسا زشش کی گئی اس کی پہلی کڑی یہ عقیدہ پیدا کرتا تھا کہ رسول کو اس وحی کے عداوہ ہو قرآن تک محفوظ ہے ایک در وحی بھی دی گئی تھی، یہ وحی روایات میں ملتی ہے، دیکھتے دیکھتے روایات کا ایک باریع ہو گیا اور اسے اتباع سنت رسول اللہ قرار دے کر امت کو اس میں الجھا دیا، یعنی یہ جھوٹ مسلمانوں کا مذہب بن گیا وحی غیر متلو اس کا نام رکھ کر اسے قرآن کے ساتھ قرآن کی مثل ٹھیرا دیا گیا، ان احادیث متذہبہ کے جو حدیث کی صحیح ترین کتابوں میں محفوظ ہیں درجوں کی غلطی اور کوتاہ مذہبی سے ہمارے دین کا جز بن رہی ہیں، سد مسد عیب کیجئے اور ہاتھ ملایئے جنت مل گئی۔ دو مسلمان جب مصافحہ کرتے ہیں تو ان دونوں کے جہا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ انہیں بخش دیتا ہے اب مسجد میں پہننے اور وضو کیجئے جنت حاضر ہے الخ۔

۹۔ ”اور آج جو اسلام دنیا میں مروج ہے وہ زمانہ قبل از قرآن کا مذہب ہو تو ہو قرآنی دین سے اس کا کوئی واسطہ نہیں الخ۔“

۱۰۔ ”خدا عبارت ہے ان صفات عالیہ سے جنہیں اپنے اندر منعکس کرنا چاہتا ہے اس لئے تو ان صفات کی طاعت درحقیقت انسان کی اپنی فطرت عالیہ کے لوازم کی طاعت ہے۔“

۱۱۔ ”قرآن ماضی کی حرف نگاہ رکھنے کے سبب ہمیشہ مستقبل کو سامنے رکھنے کی تاکید کرتا ہے۔“
 نام ایمان بآخرت ہے۔“

۱۲۔ ”بہر حال مرنے کے بعد کی جنت اور جہنم مقامات نہیں انسانی ذات کی کیفیات ہیں۔“

۱۳۔ ”مذہب سے مراد وہ نفسیاتی محرکات ہیں جو انسانی قلوب میں ثبات مرتب کرتے ہیں، مذہب کے آدمی کے سامنے جھکنے سے مراد یہ ہے کہ یہ قوتیں جنہیں انسان مستحق مکتاسبہ انہیں انسان کے سامنے جھکا ہوا رہنا چاہیئے الخ۔“

۱۔ تو کوئی خاص فرد نہیں تھا بلکہ انسانیت کا تمثیل نمائندہ تھا، قصہ آدم کسی خاص فرد کا قصہ نہیں بلکہ خود آدمی کی داستان ہے جسے قرآن نے تمثیلی انداز میں بیان کیا ہے۔

۵۔ رسول کریم کو قرآن کے سوا کوئی معجزہ نہیں دیا گیا۔

۶۔ واقعہ سرگرمیہ خواب کا نہیں تو یہ تصور کی شب سحر کا بیان ہے، تاریخ مسجد اقصیٰ سے مراد مدینہ کی مسجد نبوی ہوئی جسے آپ نے وہاں جا کر تعمیر فرمایا۔

۷۔ مجوسی سورت نے یہ سب کچھ اس خاموشی سے کیا کہ کوئی بھی نہ سکا، انہوں نے تقدیر کے منہ کو اتنی ہمت دی کہ اسے مسلمانوں میں بڑی ریات بنا دیا۔

۸۔ اب ہماری سداۃ دینی ہے جو مذہب میں پوجا پاٹ یا ایشوریتھی کہلاتی ہے، روزے وہی میں جنہیں مذہب میں برت کہتے ہیں، زکوٰۃ وہی ہے جسے مذہب دت خیرات کر کے پکارتا ہے، ہمارا حق مذہب کی یہ قرابہ، آپ نے دیکھا کہ کس طرح دین و دنیا کی زندگی ایک سہل مذہب بن کر رہ گیا۔
ن مور کو نہ فدیت سے کچھ تمق ہے نہ تسل و ہمیت سے کچھ وسوسہ ہے۔

۹۔ قرآن کریم نے ناز پڑھنے کے نہیں کہا بلکہ قیام صلاۃ یعنی نماز کے نفاذ کے قیام کا حکم دیا ہے، عجم میں یو سیوں کے ہر پرستش کی رسم کو ناز کہا جاتا تھا، لہذا صلاۃ کی جگہ ناز نے لے لی۔
۲۰۔ زکوٰۃ مسکینوں کے عداوہ و رنج نہیں جو اسلمی حکومت مسلمانوں پر عائد کرے اس ٹیکس کی کوئی شریعت متعین نہیں کی تھی۔

۲۱۔ "چچ عام سدھی کی بین ملی کاغز نس کا نام ہے اس کاغز نس میں شرکت کرنے والوں کے خورد و نوش کے لئے جانور ذبح کرنے کا ذکر قرآن میں ہے۔"

۲۲۔ یہ عقیدہ کہ بتائے قرآن کے لغو و دہرائے سے خواب ہوتا ہے کیسے غیہ قرآنی عقیدہ ہے، یہ عقیدہ درحقیقت عہد سحر کی یادگار ہے۔

یہ چند کفریات مشتے نمونہ تر خورد و رسے کے طور پر ذکر کئے گئے، ان کے حوالہ جات اور پوری تفصیل ورنہ کے جوابات اور جوابات کی تصدیق پر علماء و امت کے دستخطوں کے لئے مکمل و منفصل کتابی صورت میں فتویٰ صادر فرمائیں، خدا را مسرور پر ویز کی ان تصریحات کو سامنے رکھ کر بتائیے کہ اللہ و رسول ﷺ علیہ السلام جنت، دوزخ، یوم آخرت، ختم نبوت، روزہ، زکوٰۃ، حج، امتدادت

قرآن، قرآنی اور تفسیر سے انکار، شریعتِ اسلامیہ کے منسوخ ہونے کا دعویٰ، احکامِ قرآنی منسوخ ہونے
 دور کے لئے تھے، اب ان کا حکم باقی نہیں، ورثت، خیرات و صدقہ وغیرہ تمام احکامِ قرآنی تھے،
 اب مرکزِ ملت کو اختیار ہے کہ جو فیصلہ صادر کرے حق ہے نالغ۔ آخر اسلام کی کون سی چیز باقی رہ گئی،
 جس پر مسٹر پرویز نے ہاتھ صاف نہ کیا ہو، حدیث بھی سازش ہے، حدیث کا، نہایت معنی چیز ہے
 اور اب جو اسلام مسلمانوں کے پاس ہے وہ سب انسانہ اہمیت ہے، وغیرہ ذلت من الہفوات و ذلک کاذب۔
 بتائیے کیا یہ مسائل فروعی مسائل ہیں؟ اور اگر یہ فروعی مسائل ہیں تو اصولی مسائل کیا ہوں گے؟
 کیا تکفیر بھی فروعی مسائل کے انظار سے ہوتی ہے؟ قرآنِ حدیث، تمام عبادات، تمام حلال و حرام،
 بیک جنبشِ قدم ختم کر دیتے گئے پھر بھی سب، چاہے اور اسلام، بخیریت؟ اسلام کی قرہی تاریخ میں مرزا کے
 سوا آج تک اتنا بڑا لمحہ پیدا نہیں ہوا جس نے بیک وقت تمام شریعت کی اس طرح تخریب کی ہو گویا
 مرزا غلام، تہذیبِ دینی کی روح پروردھری غلام احمد پر ویز میں آگئی ہے، ڈاکٹر فضل الرحمن سابق ڈائریٹر
 مجلسِ تحقیقاتِ اسلامیہ سب ایک طرح کے دینِ اسلام کو مسخ کرنے والے ہیں انھوں نے اسلام، اتن
 نایب الہ یار بن گیا ہے کہ جو بے رحم زندیق و مہ آئے اسلام کو ذبح کرے، جس طرح چاہے سس کی
 شہ رگ پر کندہ چھری چھٹے، کوئی چھڑاٹے ولا نہیں؟ ان پر حدہ کو توکنے والے تھے ہیں؟ انہیں
 وانا، لیہ راجعون۔ تصور بھی اس کا نہیں ہو سکتا تھا کہ پاکستان کی سر زمین پر ایسے بے گناہ و مہمل
 آزادی کے ساتھ اسلام کی گردن پر چھری چھٹیں گے کہ کوئی آہ بھی نہ کر سکے گا، ایک طرف یہ دردناک
 صورتِ حال ہے دوسری طرف سماوی ثقافت اور محبتِ رسول کے نام پر خرافات و بے حیائی بے دینی
 کے وہ روح فرسا متافکران و الحفیدہ، ایک طرف سرسراٹھارہ و زندہ لیتیت کے منظر دوسری طرف
 دین کی محبت کے نام پر بے دینی و بے حیائی کے مناظر، فی غزبتہ اسلام و یا خبیثہ بسینہ، متہ تھلے قوم
 قرمانے اور اس محبتِ پاکستان کی سر زمین کو صحیح اسلام کا نمونہ بنادے اور ایسی مشن کو مستحقِ فخر
 فرمائے جو تمام عالم اسلام کی دینی و سیاسی قیادت کر سکے۔

اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف یہودی زہر آلود ذہنیت

ایک عرصہ سے پاکستان میں مذاہن کے ایک یہودی صنعت کار ایک کتاب درآمد کی جا رہی ہے،
 جمعیتِ المشائخ لاہور کے تمام نمونہ ہیں جس نے اس یہودی سرکاری کتاب کے چند حوالے ذکر کر کے غمت

اسد میر کو متنبہ کیے، کتاب کیا ہے یہودی ذہنیت کی ردیل و ذلیل ذہنیت کا ایک مرقع ہے۔ آج تک اس قدر غرق سے ساقط معیار پر اسد میر اور پیغمبر اسد میر کے خدشہ زہر آلود ذہنیت کا منفہ پرہ کن سے بھی نہیں کیا، افسوس کہ یہی رسوائی نام کتاب کا دخل پاکستان میں کیسے ہوا۔ جو نہایت آزادی سے یہاں فروخت ہو رہی ہے، نہ معلوم کہ اس بار پتہ کی تکیف وہ غفلت میں مبتلا ہیں، یہ حال ہمیشہ فتنہ انگ کے فرہم کردہ اقتباسات مع ترجمہ اور ابتداء فی دلت یہاں دیا جاتا ہے، پڑھتے اور اخبار کے فہم و فہم اور مسلمانوں کی باتیں اور غفلت شعاری کی داد دیکھتے۔

نام کتاب ہیول ان دی نوٹس Jewels in the Desert

تصنیف: یہودی امین ایڈورڈ زلندن

کتاب مذکور جس کی چھپائی سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کئی سال سے پاکستان میں برسرِ بازار فروخت ہو رہی ہے اور جس میں جناب نبی کریم علیہ السلام و اسلم و صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے قابلِ قدر اسد میر کے متعلق انتہائی غلط فہمیں، کندی و ربازاری زبان، استعمال کی گئی ہے، اسد میر کے دشمنوں نے اس کو مبنی و مبنی و اسد میر کے متعلق جو کچھ آج تک لکھا ہے وہ کسی مسلمان سے پرشیدہ نہیں لیکن جو مواد اس کتاب میں ہے اس سے قبل اس قدر دیدہ دلیری کی ذلیل بہ نیت اور حیا سوختہ نشانہ درندہ سے نے نہیں کیا۔ اس کتاب سے فقط مسلمانانِ پاکستان ہی کے نہیں مسلمانانِ عالم کے دل بھی مجروح ہوئے ہیں، افسوس کی بات یہ ہے کہ جہاں حکومت کے کارندے صاحبِ ان اقدار کے خدشہ ایک فقرہ برداشت نہیں کرتے اور یہی تحریر جو کسی میڈر کے متعلق کبھی کبھی ہواست ن کی دور رس زکا ہیں فوراً جانتی ہیں اور تحریر میں جو مضبوطی باقی ہے، لیکن ایسی کتاب جس میں پیغمبر اسد میر کے متعلق یا وہ کوئی کوئی ہو بڑے آراستہ سے منہ پر کر کے اس مکتبہ اسد میر میں داخل ہوتی ہے اور برسرِ م فروخت ہوتی ہے لیکن اس کی آمد پر نہ تو سنسہ پڑو کے کانوں پر جوں رشتی ہے، ورنہ ہی ایوانوں میں کوئی سیہ جڑی یا اضطراب پیدا ہوتا ہے۔

ہم حکومت وقت سے پر زور ہیں کرتے ہیں کہ وہ جلد زحیدہ اس کتاب کو ضبط کرے اور

ندار ایک میسجور ڈیٹا نے جوئی میں طور پر ایسے لڑکچہ پر زندہ رکھے۔

بہر حال شوقِ رسول سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ کتاب کی ضمیمہ لکھی کے لئے پراسن احتجاج کریں اور

حکومت پر زور دیں کہ اس کتاب کو ضبط کرے، اور برطانوی حکومت کے نمائندوں کو یہ ثابت کر دیں کہ مسلمان ابھی زندہ ہے اور اپنے پیغمبر اسد مہکے خد ف کسی قسم کی توہین برداشت نہیں کر سکتا۔

SOME OF THE EXTRACTS TAKEN FROM THE BOOK
WRITTEN BY A JEW ALLEN EDWARDS, PRINTED
BY TANDEM BOOK LTD. LONDON. THE TITLE
OF THE BOOK IS 'JEWEL IN THE LOTUS!'

1. The golden crescent of El Islam denoted
Vulva. Elmehrab in the mosques and
sacred black stone of El Kaaba in Mecca
are symbols of female Genitalia. Page 55.
2. The Arabs in all seriousness pledged 'I
swear upon the Cullions of Lord Mohammad
' Page 73.....
3. The Minarets sleek and white is most
architectural phallic in origin. The Star
of Islam is representative of sexual
conjunction. Page 81.....
4. One of the ninety nine names of God
'Elfatteh' the opener proclaims his divine
command over the Vulva of Maidenhood.
Page 93.....
5. In Elhijaz province of Saudi Arabia women
and boys flock outside Mecca and Medina

clamouring to sell their lilies to pilgrims were thereafter allowed to revel in the debauchery as their reward. Page 126.....

6. Pilgrimage to Mecca is not completely perfected saved by copulation with the camel. Page 240.....

7. Ghost Harlotry, thus excused by the Prophet, soon made its appearance. The custom of lending wives and daughters to ghosts proved lucrative to the lazy 'Deyyose' who did nothing but, to entertain wealthy ghosts. Page 128.....

8. This tail never end. like the end of the world. This road never ends and a horse as the pizzle of war. This also means is like Omar, born without arms and suckled on the blood. Page 216.....

9. Tipoo Sahib, the demented tiger of Mysore took pains to capture the children of Europeans, then, when he felt the urge, he ordered them into his private chamber..... In emulation of Turks, Tipoo Sahib sought and tried every method of gratification

known to man. Women had long ago sated the tiger, and was tired of men and boys as well. Taking a large goose he said 'You must one day try this: it is wonderfully singular. He (Tigoo) was also went to display his ability with sows and goats.

Page: 222/223.

ترجمہ

- ۱۔ اسدام کا سہوہرہ ل عورت کی جائے مخصوصہ کی مانند اور مسجد میں محراب، کعبہ شریف میں حجر اسود بھی عورت کے خاص مقامات کی اشکال ہیں، صفحہ نمبر ۵
- ۲۔ عرب نہایت سنجیدگی سے قسم کھاتے کہ مجھے رسول پاک صلیعم دتوبہ لغوذ باللہ کے فوطوں کی قسم، صفحہ ۴
- ۳۔ مساجد کے سفید اور پتے مینار سے مردانہ عنقوتنا سل سے مشابہت رکھتے ہیں اور اسد کا ستارہ حبشی اختلاف کی شکل ظاہر کرتا ہے۔ صفحہ ۸
- ۴۔ اللہ تعالیٰ کے مثالوں سے نام جو کہ مسلمانوں نے بنائے ہیں ان میں سے ایک الفتوح ہے جس کا مطلب ہے دو شیرازوں کے خاص مقامات کھولنے والا، صفحہ ۱۳
- ۵۔ سعودی عرب کے صوبہ الجباز کی لڑکیاں اور بڑے مکہ و مدینہ کے باہر زائرین کے لئے جسم فروشی کے لئے کھڑے ہو جاتے یہ اڑاں زائرین کو بطور انوم ان سے نفرت اندوز ہونے کی اجازت دی جاتی ہے صفحہ ۱۶
- ۶۔ مکہ میں حج تب تک مکمل تصور نہیں کیا جاتا جب تک زائرین ونٹ کے ساتھ بغسل نہ کرتے۔ صفحہ ۲۰
- ۷۔ مہانوں کو لڑکیاں پیش کرتے کی رسم جیسا کہ پیغمبر صلیعم دتوبہ لغوذ باللہ نے، اجازت دی تھی بعد ہی مہانوں کو لڑکیاں اور بیویاں پیش کرنے کی رسم کابل و ردلیل میزبانی کے لئے نہایت شغ بخش کاروبار بن گیا جو اپنے دولت مند مہانوں کو خوش رکھتا تھا۔ صفحہ ۱۷

۱۔ یہ کہانی انعام بہمن، حضرت عمر کی نثریوں سے بھی لمبی ہے اور نہ ختم ہونے والی ہے، یہ سزا
 تھی مٹی جتنی کہ عمر کا عضو، یہ کہ جسٹی حضرت عمر کی طرح ہے کہ بغیر مسعد کے پیدا ہوا اور خون
 پر پا ہوا۔ صفحہ ۱۵۰

۲۔ تیپو صاحب میسور کا ذہن شیر بڑی جدوجہد کر کے یورپی بچوں کو گرفتار کرتا، درجب بھی خوش
 ہوتی تو انہیں اپنے شب سو با کے کمرے میں بلواتا، ترکوں کی طرح ٹیپو صاحب نے اپنی جنسی شہوت
 کی تسکین کے لئے ہر ممکن طریقہ اختیار کیا، عورتوں سے بہت مدت سے دل بھر چکا تھا، مردوں
 و بچوں سے بھی تھک چکا تھا، ایک دن اس نے ایک بڑا بطنی پڑ کر کہا کہ ایک دن میں اس کو
 بھی سستی کروں گا، وہ ٹیپو، سوریوں، درمیریوں کے ساتھ بھی بد فعل کرتا تھا۔ صفحہ
 ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ جمادی، حرمی، ۱۲۹۵ھ، جولائی ۱۸۷۸ء

مفتی محمود صاحب کی وزارت علیا

الحمد للہ کہ پاکستان کی تاریک گھاؤں کے اندر بھی کبھی سورج کی شاہیں نظر آ جاتی ہیں اور مایوسیوں کے تہ برتہ بادلوں میں بھی کچھ امید کی کرنیں چھوٹ پڑتی ہیں۔
خدا کا شکر کہ اس جدید مایوس کن دور میں ایک دفعہ پھر امید پیدا ہو گئی کہ شاید یہ ملک اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مستحق ہو سکے، صوبہ سرحد میں وزارت علیا کے منصب پر ایک عالم اور صحیح عالم، جلوہ افروز ہوا ہے اور خوشی ہے کہ عصرِ حاضر کے دینی و سیاسی تقاضوں سے بھی موصوف کو حظِ وافز ملا ہے، سیاسی مجالس میں اپنے حریفوں سے بار بار اپنا لوہا منوچے ہیں، سب سے بڑا خلا اس ملک میں یہی رہا ہے کہ جو سیاست دان ہیں اور نظامِ مملکت کا شعور رکھتے ہیں وہ دین سے بے بہرہ اور بے خبر ہیں اور جو مسندِ علم و دین پر متمکن ہیں وہ عصرِ حاضر کے سیاسی تقاضوں سے بے خبر اور ناماہل ہیں، اس دم کے قرونِ اولیٰ اور قرونِ اخیرہ میں یہی بنیادی فرق رہا ہے۔

منصبِ وزارت پر فائز ہوتے ہی ام المہجرات (شراب) کی کلی طور پر ممنوعیت کا اعلان کیا گیا ہے اور تمام قوانین کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کا عزم فرمایا گیا ہے، توقع ہو گئی کہ انشاء اللہ عزیز یہ صوبہ اسلامی شاز کی حفاظت میں گوٹے سبقت لے جائے گا اور پنجاب و سندھ و بلوچستان کے لئے بھی باعثِ عبرت بنے گا، اگرچہ طاغوتی طاقتیں بہت اس ہو رہی ہیں، کوئی یہ احمقانہ اعلان کرتا ہے کہ شراب پر بندش انسانی بنیادی حقوق کے خلاف ہے، ان احمقوں کو اب تک انسانی بنیادی حقوق کی ہوا بھی نہیں گئی، کوئی یہ کہ فرانہ صد ابلند کرتا ہے کہ شراب کو بند کر کے غیر مہذب دنیا کی طرف لوٹایا جاتا ہے، انانہ نہ صرف کفر کا کلمہ ہے، کوئی مسیحی یہ اعلان کرتا ہے کہ مسیحیوں کے لئے تو شراب حلال ہے، ان پر پابندی کیسے برداشت ہوگی؟ الغرض شیاطین نے قرار ہو گئے ہیں طرح طرح کی بکواس پر اتر گئے ہیں کوئی دہرہ سیاسی ہتھکنڈوں کے ذریعہ موصوف کو ناکام بنانے کی تدبیروں میں لگ جوا ہے، اگر حق تعالیٰ کا فیصلہ اس امت پر رحمت نازل فرمائے اور غنیمت سے پہچانے کہ ہو

چکا ہے تو یہ تمام سازشیں ناکام ہوں گی ورنہ ورہوں گی اور اگر اس پر نصیب ملک کے
 حق میں تباہی مقدر بن چکی ہے، حکم بدین تو تمام سازشیں ناکام رہ جائیں گی۔
 بہر حال وہ ہے کہ حق لقمے حکومت سرحد کو اپنی مبارک متاع میں کامیابی عننا
 فرمائے اور کتاب و سنت پر مبنی صحیح قانون برروئے کار آئے اور پاکستان صحیح معنی میں
 مذہبی حکومت بنے۔ سب سے بڑا قصہ یہ ہے کہ ملک میں تاپک سیاست کا عنصر زیادہ باقی طرح
 پھیل گیا ہے۔ برٹیک وراچی سے اپنی تحریک کو نصف سیاسی مصالح کے پیش نظر ناکام
 بننے کی پوری کوشش کی جاتی ہے، بہرحال جو کام آج تک مرکز میں نہ ہو سکا وہ پاکستان
 کے ایک گوشے میں ہی ہو جائے تو بس غنیمت ہے ممکن ہے کہ مرکز کے لئے اور بقیہ صوبوں
 کے لئے ہر ایک سبق آموز درس ہو جائے اس وقت ہر اس شخص کے لئے جو دولت مسلم
 پہنچتا ہوا انتہائی مسرت اور شکر کندہ رہی کا مقصد ہے کہ نہ صرف حکومت غنی پر فائز
 ہوئے گا ایک ایسی شخصیت کو مین نب، اللہ موقر و مستحب ہے کی طویل زندگی کا پورا قصہ درس
 و تدریس میں گذرے اور ایک دینی علمی درس گاہ کے شیخ احمد ریش اور صدر مدرس بھی
 ہیں، صاحب بصیرت و با ذوق نتیجہ ہیں، تحقیق عالم ہیں صاحب قلم ہیں، مجالس سامع ہیں
 انہار مافی السمیر پر مدہ قدرت رکھتے ہیں، یہی وہ ایچکے سے بڑی واقف ہیں، دینی
 سیاست کے ماہر ہیں منصب کے بندے نہیں ہیں، جہاد و منصب اور وجہ ہمت کے تصور
 سے بے نیاز ترین بنیاد قیادت خیرہ کی سدھی تاریخ میں، اس کی نظیر نہ ملے کہ اس منصب پر
 ایسا شخص برسر اقامت آیا ہو، مدد لے جو کچھ کہہ رہے ہوں انتہائی احتیاط اور بصیرت کے ساتھ
 کہہ رہے ہوں اور تجربہ سے کہہ رہے ہوں، ضرورت ہے، اس بات کی بنا کہ ایسے زموں کا کار
 مشیر اور چہرہ رفتہ، وراخوان و انصار ہوں فی حق ان کے گرد جمع ہو جائیں جو ان کے
 خیر و خیرات کی تمہیل میں ہے دل سے پوری جدوجہد کریں تاکہ اسلامی قانون کے ثروت
 و برکت سے تو ملک بھر کا نڈر و رسم فرزند ہو، احقاء اس قدر کہ کوئی نہ دے کہ یہ
 اسلامی قانون ایک پارینہ دستاویز ہے اس دور میں نہیں چل سکتا، زیادہ افسوس اس
 بات کا ہے کہ ناکامی نہ ہو تو یہ کی جاتی ہے مگر بدنامی اس امر کے نام پر شہر و دیہات میں۔

الغرض پاکستان سے لے کر لندن و امریکہ تک تمام دشمن دشمن اور پاکستان دشمن
 قوتیں حیران ہیں کہ یہ کیا ہو گیا؟ اللہ تعالیٰ سے التجا ہے کہ اپنے فضل و کرم سے ہماری
 یہ کوشش کو مشہور فرمائے اور اُمت مسلمہ کو صحیح فکر و عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

بلوچستان کی | فسوس ہے کہ بلوچستان میں اس معیار پر وزارت نہ بن سکی جس کی
وزارت | حضرات منصب وزارت پر جلوہ افروز ہوئے ہیں جن میں اگرچہ دین

و علم دین جلوہ گر نہ رہے لیکن اس کے ساتھ جس عقل و تدبیر اور سیاسی شعور و جرات
 کی نہ درت ہے وہ مفقود ہے کسی زمانہ میں کہا گیا ہے کہ "یک من علم اود من عقل باید نہ"
 اس وقت تو یہ کہنا بے محل نہ ہو گا کہ "یک من علم راصد من عقل باید" اس وقت اگر نہ
 دین نہ جو منصب وزارت پر فائز ہوئے ہیں، حکومت کے صحیح تقاضوں کو پورا نہ کیا تو
 بد قسمتی سے یہ سمجھا جائے گا کہ اسلامی قوانین اس دور میں نہیں چل سکتے اس لئے اور بھی
 انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے کہ ایسی صورت پیش نہ آئے ورنہ اسلام اور تمام مسلمانوں کی
 رسوائی ہو گی خدا اگر نہ کہ ہمارے حکمرانوں کی نیتیں بھی درست ہو جائیں اگر مرکز میں کسی وجہ
 سے وہ اسلامی آئین صحیح معنی میں نہ بنا سکیں تو انہیں صوبوں کو آئینی آزادی ضرور دے
 دینی چاہیے تاکہ وہ جس طرح چاہیں اسلامی آئین کا نافذ کر لیں اور ان کے راستے میں کوئی
 نہ کھڑی کریں اور باہر کے اشاروں کے تحت مشکلات نہ پیدا کریں، مرکز اور صوبوں
 کے درمیان ربط و ربط سے اس ملک کے استحکام اور سالمیت کی حق نفلت ہو سکتی ہے۔
 حق تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس ملک کی غیبی تائید کے اسباب ہمیں فرمائے اور اسلامی قانون
 و اسلامی آئین اور اسلامی دستور کی برکات سے اس ملک کو سرفراز فرمائے۔

جہاد فی سبیل اللہ، جہاد فی سبیل اللہ

پاکستان اور حقوق نسواں کمیٹی

عصر حاضر کی تاریخ میں حکومت خدا واد پاکستان پہلا ملک ہے جو اسلام کے نام سے حاصل کیا گیا ہے اور جسے دراز کی رسوائیوں کے بعد وہ وقت بھی گیا کہ اس کے دستور میں یہ تسلیم کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے ملکیت اللہ تعالیٰ کی ہوگی۔

اب پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام ہوگا۔

تیسری قانونی قرآن و سنت کے مطابق بنائے جائیں گے۔

لیکن یہ معلوم کہ دستور کے مطابق قوانین سازی بنانے کا موقع کب آئے گا امرزنی امت کو خارج از اسلام تسلیم کر لیا گیا اور پارلیمنٹ میں یہ متفقہ فیصلہ ہوا جس کی نظیر مشکل سے ملے گی، اور دستور میں مرزائیوں کو غیر مسلم قیستوں کی فہرست میں درج کیا گیا لیکن پھر زور وعدوں کے باوجود اس کے لئے قانون سازی کا خواب شرمندہ تعبیر اب تک نہ ہو سکا۔ غرض ہو کہ اس کے لئے سب کمیٹی بھی بنائی گئی لیکن نہ ہی تکس اس کا کوئی بدس بھی نہیں ہو، سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے دیوبند کے طرز عمل سے ایسا فحش ہو رہا ہے کہ جس طرح قوم کو اپنی خوشنودوں سے فریب دے کر ظہن کر سیتے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ شاید اسی طرح آسمانی شفاء قدرت بھی ان کے زبانی قوم کو ظہن ہو رہا ہوگا، نہیں یہ معلوم نہیں کہ اس کے غلبے کے نتیجے میں کیا ہو رہا ہے۔ مشرقی پاکستان کے عیسائیوں میں جو رسوائی ہوئی فوجی و راجہ کی طاقت کی جس طرح تباہی آئی اور دنیا کی دو بڑی طاقتیں ہیں ان کے شدید عداوت کے باوجود پاکستان کی تباہی بدتر جس طرح متعلق ہو گئیں۔ کیا یہ سچ ہے کہ ہمیں ایسے ہی ایسے فحش کہ کوئی غیبت نہیں ہوئی جو قوم حق اٹھائے کے منتخب کو دعوت دینے کی زندگی اختیار کر لیتے، اس قوم کا تشریف اس طرح دردناک ہو رہا ہے، اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

اس سال جنوری میں حکومت نے حقوق نسواں کمیٹی کی تشکیل کی، اس کی جو رپورٹ سامنے آئی ہے اس پر تجزیہ دینی کے کیا ہو سکتا ہے؟ مافی کشن کے دو رسوائے عالم قرآن و سنت کے خلاف سے اس کے خلاف تھے اور جن کی تردید پر بل شہر مقامات رسوائے اور کتابت کے لئے ان قوانین کو حقوق نسواں کمیٹی کی رپورٹ کا جواب دیا گیا جس پر متعدد وجوہات میں واویل چھپا دیا۔ بینات کے گذشتہ شماروں میں بھی اس پر تنقید کی گئی، اب تک معلوم نہ ہو سکا کہ اس کا

کیا جتہ ہو، کوئی صاف بات بھی تک نہیں آئی، لیکن اُنہی شدہ خوشی کی بات جہارات میں آگئی کہ
 جو چستان میں شرعی قوانین کا نفاذ کر دیا گیا اور قیدیوں کا تقریر میں لایا جا رہا ہے، اللہ تعالیٰ کہ
 یہ خوشخبری مکمل تک پہنچ جائے اور ایسا نہ ہو کہ بعض وقتی مصالح کے پیش نظر یہ احکامات کبھی یا
 ورنہ تسمہ پر راہوں کے بعد کوئی نہ رٹا ک پیش کیا جائے تو ان بہ انصیب مسلمان ایسا ہو گا کہ پاکستان
 کی سر زمین میں ساری قوانین کا نفاذ نہ چاہتا ہو، ملک کے ستون اور ملک میں امن و امان کے قیام
 کے لئے ساری قوانین کے بغیر ور کوئی چارہ کار نہیں، اگر جو چستان و لوگ کو یہ نعمت دی گئی تو بقایہ
 پاکستان کو کیوں اس نعمت سے محروم رکھا جاتا ہے، گروہوں کوئی مصیبت درود پر دہستہ تو وہ
 مصیبت بیرون پر دہ درود پر دہ یہاں بھی نشہ شدہ تعالت نہ ہو رہیں آگئی، ملک پر جو نفاذ
 اب تک مستحکم رہا ہے اور جو نظام مستحکم کیا جا رہا ہے تجربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ ناگوار ہے،
 دوسری قطعہ اب ہے، وہ غلوں میں یہ جھینٹ ہے، امن و امان محفوظ ہے کسی کی جان و مال و
 آبرو محفوظ نہیں، عیاشیوں، ور بہ معاشوں کو آزادی مل گئی ہے، شراب نوشی و رقص بازی ست
 خدا کی مخلوق تک آپکی ہے، غریبی و بے حیائی نے پاکستان کو مسموم کر دیا ہے، روز و راتوں کو
 نے نئے نئے جرائم کو جنم دیا ہے، خدا کی مخلوق پر رحم کرو اور دنیا جانوں پر رحم کرو، شراب نوشی و
 قمار اور بے حیائی کے نئے نئے جرائم کرنا کرندہ قتل کے منسوب کو دعوت نہ دو، ہمارے ہمارے ہمارے
 بار بار کہہ چکے ہیں کہ جب تک زبان پر سب کا دعویٰ ہے اور من حیث قوم آپس میں کھانا
 جاتے ہیں، شراب نوشی و بے حیائی پر راس نہیں آئی، بات خرقہ مہ کا جام تب ہی دہرائی
 کے سوا اور کچھ نہیں، اثرات شکوے پر کیوں بدست ہوتے ہیں، تازہ بتا رہے ہیں کہ اللہ
 آپ کے سامنے ہے جس معاشرہ سے یورپ بھی جینا اٹھتا ہے خرقہ مہ کو اس معاشرے میں
 کیوں رھکے جا رہے ہیں، کیا پاکستان میں نئے بنایا گیا تھا کہ دوں کا سکون نہ ہو، ہون و ہون
 برو غیر محفوظ ہو، ہر وقت فساد ہی فساد ہو، غلہ گر دھڑی روت پر پہنچ جائے، زر مبادلہ نارت کی
 کی حرص میں قوم اپنی ملکی پیسہ و زر کی نعمتوں سے محروم ہو، روح فرسائی عوام کو توں بے اختیار
 قوم درست، قومی مدرکس، دینی معاہدہ اور معاہدہ کو ہر وقت نشہ دہکار ہے کہ آج حکومت نے قبضہ
 کیا ورنہ کیا جو کام حکومت کے کرنے کے لئے پہنچا رہی قوم کس کی مشہرت میں ان کو خود زبانی دیتی

رہے ورتیب تکمیل تک پہنچ جاتے ہیں تو نا ہوں کہ سید ہو جاتا ہے کاشیں اس کی خدمت کا
حق و کرتے تو پھر بھی منفعت نہ ہوتا ہے متصور کہ پیش نشینانے جاتے ہیں کاشیں وہ حاصل ہوتے
کیا یہ پاکستان ہے کہ نہ کسی کی دنیا لغو نہ ہو نہ دین لغو نہ ہو نہ جان بھگت ہو نہ مال میں میں ہو
نفس و دنیا و آخرت نہ ہو نہ خسرت اس میں نہ معلوم کہ وہ مبارک دن کب آئے گا کہ جو
وہ سب کچھ کے وہ پورے ہوں، ساری قوانین میں ورتیب جاری ہوں، شریعت کی جان و مال و
مردوں کی حفاظت و کفالت ہو، حکومت فروشی کے ذریعے یکسر ختم ہوں، شراب نوشی کے مراکز بند ہوں،
بجائے بیاد کی حرم ہو، شبانہ عورت کو نہ سستی ہوں، بیانی و بیانی کے ہم
ذریعہ پر پابندی ہو پابند پس اپنی نفس میں کوتاہی نہ کرے، فوق محنت کی حدود حفاظت کے
نئے ہر وقت سرگرم ہو، عداوت کی گھنٹیں نہ ہوں، اتفاق و توفیق روح پر و منظر
ہو، اندرون کی سرحدیں ہو، ملک و ملت کی خدمت ہو، قوم و ملت کی خیر خواہی اس کا نصب ہے
ہو کہیں فرس کر جو کچھ ہو، ملک و ملت کی خدمت ہو، ملک و ملت کی خدمت ہو، ملک و ملت کی خدمت ہو،
نمونہ میں درکار درکار سے آید، یہ سب کچھ کے ساتھ ساتھ رہے۔

پاکستان کی سلامتی اسدائی قوانین کے جاری کرنے میں ہے

بکہ یہ سب کچھ اس ملک پر در اس قوم پر ہو، یہ سب کچھ اپنی نیت کے پیش نظر بہت
ہو، سلامتی قوانین کا جو کر دیا جائے، وہ قوم میں قضا کا اثر کیا جائے، سلامتی حدود اور
توزیت جاری کی جائیں، کہ کاری سکوں، درکار ہیں دینی تعلیم و تربیت، زمینی قرار دی گئے
ہو، زبان کو زمینی مضمون کی حیثیت دی جائے، سلامتی وقت کی مرتبہ پر غور ہوں جو و قسین
کے لئے ہیں، سلامتی کے دور سلامتی کا رو بار کو بہت ختم کیا جائے۔

میں صاف صاف یہ بات کہنے پر مجبور ہیں کہ بد شہ پر در اس قوم پر ہو، یہ سب کچھ اپنی نیت کے پیش نظر بہت
ہو، سلامتی قوانین کا جو کر دیا جائے، وہ قوم میں قضا کا اثر کیا جائے، سلامتی حدود اور
توزیت جاری کی جائیں، کہ کاری سکوں، درکار ہیں دینی تعلیم و تربیت، زمینی قرار دی گئے
ہو، زبان کو زمینی مضمون کی حیثیت دی جائے، سلامتی وقت کی مرتبہ پر غور ہوں جو و قسین
کے لئے ہیں، سلامتی کے دور سلامتی کا رو بار کو بہت ختم کیا جائے۔

خدا ہوتے ہیں ان کا شریعت حاکم ہو تا ہے، اللہ تعالیٰ نے نظامِ مکتبہ کے لئے جو صلہ جیتیں دیے رکھی ہیں ان کے ساتھ دینی نظامِ برکت و سعادت کو بھی جاری کروائیں تو دنیا کی نیک نامی بھی ان کے سامنے ہوگی اور کامیابی بھی ان کے قدم چومے گی اور آخرت پر گریبان ہے تو اس کی کامیابی درجہ اولیٰ بھی نصیب ہوں گی۔

اسلامی قانون کے نفاذ میں حائل عذر رنگ

اسلامی قانون کے نفاذ میں سب سے بڑا عذر رنگ جو بیعت میں غائب کے دور سے لے کر آج تک پیش کیا جا رہا ہے اور جسے باحیث پسند ملحدوں کی کلیپ مسلسل چڑھا کر دہرا رہا ہے۔ یہ ہے کہ صاحب! یہاں کوئی ایک فرقہ تو نہیں ہے جس کا فقہی قانون اٹھا کر ملک میں نافذ کر دیا جائے یہاں تو مختلف فرقے آباد ہیں، بھانت بھانت کی بولیاں ہیں، ایک فرقہ کا فقہی قانون نافذ کرو تو دوسرا فوراً مشتعل و براہِ رنج ہو جائے گا یہ ہے اصل رکاوٹ اسلامی قانون کے نفاذ میں۔

مگر یہ عذر من پانی عذر ہزار کے زمرے میں آتا ہے، ان دانش مندوں سے کوئی پوچھنے والا نہیں کہ آپ نے تیس سال سے جو انگریز کا چنبیا ہوا نالہ اور اس کا کفرانہ قانون اس پاک مکتبہ میں نافذ کر رکھا ہے ذرا بتائیے کہ اس پر کون کون سے اسلامی فرقے ایجاب رکھتے ہیں اور اس کے نفاذ میں تم نے کن کن مسائل فرقوں کی دل چوٹی ٹوٹ رکھی ہے؟ کتنے شرم کی بات ہے کہ یہاں کے سوداگر، عوام، قانون تو اس سے نافذ نہیں کیا جاتا کہ باقی اقبالی فرقے ناراض ہو جائیں گے مگر کتاب و سنت کے علی الرغم اور رسول کے علی الرغم تمام اسلامی فرقوں کے علی الرغم اور یہاں کے جمہور عوام کے علی الرغم انگریز کا کفرانہ قانون ملک پر مسلط کرتے ہوئے نہ خدا اور رسول کی ناراضی کا اندیشہ کسی کو، حق ہوتا ہے نہ کسی اسلامی فرقے کے جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہے، گویا حق اس کفر ملک پر مسلط رہے تو منہ نہ نہیں، لیکن اسلامی قانون گرنا نافذ کر دیا جائے تو خطرہ ماحول ہو جاتا ہے کہ کہیں اس ملک پر قبضہ نہ ہوٹ پڑے اور یہ ملک گروہ بندی کا شکار ہو کر شتم نہ ہو جائے۔

اور پھر ہم پوچھتے ہیں کہ اس ملک پر ایرانی دور میں جو ہٹلر نے عافیت قانون مسلط کیا اور آج بھی مسلط ہے اس میں کن کن اسلامی فرقوں کے جذبات کو بطور خاص ملحوظ رکھا گیا اور اب جو حقوق نسواں کی سفارشات پر ایک دینی قانون مسلط کیا جا رہا ہے اس کی سفارش اس اسلامی فرقے

نے کہے۔

سیدھی بات یہ ہے کہ یہاں کے ابا حیات پسند جنہیں بد قسمتی سے قندار میں ہمیشہ سو فحش وصل رہا ہے اس کا نام اسلمی قانون کی خیر و برکت پر ایمان ہے نہ وہ اس کے نفاذ کے معاملہ میں منحصر ہیں، وہ پاکستان کی پیپک کو جس رستے پر ڈالنا چاہتے ہیں، اسلمی قانون کا لٹا داس میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے اس لئے وہ عوام کو بھید بکری سمجھ کر من مانے قانونی ڈنڈے سے مانگتے رہتے ہیں ورنہ مسلمانوں کا فرقہ ورنہ اختلاف اسلمی قانون کی راہ میں کبھی حائل نہیں ہوتا ہو سکتا ہے یہ فرقہ واریت کچھ آج پیدا نہیں ہوئی، یہ اس وقت بھی تختی جب اسلمی قانون کا پرچم ساری دنیا میں اہر آتا تھا مگر تارین شاہد ہے مسلمانوں کے فقہی اختلافات نے کبھی اسلمی قانون کے سامنے بند نہیں باندھا۔

اس لئے ابا حیات پسندوں کی یہ دلیل بالکل غلط ہے کہ چونکہ پاکستان میں مختلف مذہبی فرقے آباد ہیں اس لئے اسلمی قانون یہاں نافذ نہیں ہو سکتا، آج اگر اسلمی قانون کے نفاذ کے اختیارات انگریز کسی ملک سپرد کر دیتے جہاں تو ایک سال کے اندر اندر انشاء اللہ یہ ملک انگریز کے کفرانہ قانون سے آزاد ہو گا اس کی جگہ اسلام کی حکمرانی ہو گی اور تم دیکھو گے کہ اس کے ساتھ عدل و رحمت میں کسی مسلمان فرقے کو کج کسی غیر مسلم کو بھی کوئی شکایت نہیں ہو گی۔

وہ لوگ کہ اگر ہم اس کو حکومت دیں زمین
میں تو خیر زکوٰۃ کریں، زکوٰۃ او کریں بیٹی
پھیلے ہیں ورنہ بیٹیاں اور سہیلیں کے
ہاتھ سب تمام کاموں کا انجام دے

التذین مکنت شہ فی زرض
ات موامدۃ و اتوا الزکاۃ
وامروا بالمعروف و نہیوا عن
المنکر و اللہ عاقبہ الامور

اسلامی نظریاتی کونسل کی جدید تشکیل

حقائق کا شکر ہے کہ سیاسی بحران نے جو بدقسمتوں کی صورت اختیار کر لی تھی وہ ختم ہو گئی،
 اور اس کی جگہ ہوئی کہ اگر ہماری قوم کو امن و امان، انصاف و عدالت مل گئی تو کسی درجہ کی صورت نہ رہے۔ حکومت
 برسرِ اقتدار بہت کی اور لوگوں کو حکومت بہت سے سانس کی سانس نصیب ہو
 جائے گا، موجودہ مارشل لا کی حکومت سے یہاں تو کونٹرا منوں کے پیش سے بچاتے ہی درجہ کی نصیب
 ہوا اور آئندہ حکومت اسلامی کے لئے رستہ بھی ہموار ہو گیا، اسلامی نظریاتی کونسل کی جدید تشکیل
 سے بھی بہت کچھ توقعات وابستہ ہوئیں اور حسبِ ذیل بنیادی تبدیلیاں آئیں:-

الف:- یہ ادارہ مستقل آزاد ادارہ ہوگا کسی وزارت کے ماتحت نہیں ہوگا جیسا کہ اب تک وزارت
 قانون کے ماتحت چلا آتا تھا۔

ب:- اس کی حیثیت محض مشیر کی نہیں ہوگی بلکہ اس کی مشاورت حتمی ہوں گی اور ان کا تعلق حکومت
 کے ذمہ ہوگا، انہیں رد کرنے کا حق نہیں ہوگا ورنہ وہ اکثریت و قیامت کے رائے شماری کے چکر میں
 آئیں گی۔

ج:- ادارہ تحقیقات اسلامی اس کے ساتھ ملحق ہوگا اور اس کا ایک جز ہوگا، ان کی تحقیقات کے
 لئے اس کے تینوں بچے اسد ملک اسٹیڈیز، انگریزی، الدرامات، اسلامیات، اور فرائض اور
 اس کے ترجمان ہوں گے اور اس کی معاونت کا کام ان سے لیا جائے گا۔

د:- اس کی کارروائی مسدود کے سامنے آئے گی اور کوئی تجویز بھی عبور نہیں کرے گی جس سے
 ان، توقع رکھنی چاہیے کہ ان چار باتوں سے اسلامی کونسل میں جان آجائے گی، اسلامی نظریاتی کونسل کی
 تشکیل کوئی نئی چیز نہیں بلکہ پہلے بھی اسلامیاتی بورڈ پھر مشورتی کونسل پھر اسلامی نظریاتی کونسل نے
 نام سے اور سے قدم کئے گئے اور ان اداروں نے کچھ کام بھی کیا لیکن رہا یہ قدر کہ چونکہ اسلام
 سے نہیں بلکہ صرف نام سے غرض تھی، اس لئے ان کی مشاورت کو نافذ تو کیا جاتا تھا کہ کارروائی
 ایک کو صیغہ رسمی میں رکھا گیا مگر حکومت حکومتوں نے صرف تو اس کو سن کر اس کے سے یہ کام شروع کر
 رکھا تھا ورنہ عملی طور پر ان اداروں کی کارروائی کو رد ہی کی تو اگر یہی ڈر رہا تو وہ تو کو قید
 اس سے بے خبر رکھا گیا تا کہ کوئی حجاج نہ کر سکیں کہ سن مشاورت کو قبول کیوں نہیں جاتا، ورنہ بہت کچھ

کام ہو گیا تھا، اگر سب سے حکومتیں سب کے بارے میں منحصر ہوتیں اور ان سفارشات کو نافذ کرتیں تو آج یہ روز بہ روز دیکھنا پڑتا مگر انیسویں صدی کا یہ دور غلط بودا پنہا پنہا شیتہ تو ہیں تو مدد ہی کچھ دے رکھا، اب الحمد للہ کہ سدھی کونسل کیست مثل اور باختیار و درو کی حیثیت سے جدید انتخاب کے ساتھ پھر وجود میں آئی ہے اب قوم کو یہ دیکھنا ہے کہ وہ سدھی کے نڈ میں کتنی فدا کتنی سرگرم اور کتنی مخلص ثابت ہوئی ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان قوم میں وہ سب کام کرانے جو سب لہا سال میں نہ ہو سکتا۔

درہ قیادت اسدی کا رخ میں وقت تک ہی طرفہ، لکار ہا کہ اسدی کا جدید ماڈل تیار کیا جائے جس میں یہ صورتیت ہو کہ جدید تنظیم کے تمام کفرانہ فروع و نال موجود ہوں، یہ مقصد کے پیش نظر جناب ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کو مقرر کر کے افضل رحمن کو اور دکان سہراہ بنایا گیا تھا، ابتدا میں اس کا دس لاکھ کا بجٹ تھا، پھر بارہ لاکھ پھر نہ ۲۰ لاکھ کا سارا بجٹ رہا اور یہ کروڑوں روپیہ حکومت کا ادا اور دہریت کی تذر ہو گیا، شک شونی کے لئے کچھ کچھ کوئی ایک ادھائی کتاب بھی شائع کرنی تھی تاہم عوام کی زبان بند ہو اور کوئی شکایت نہ کر سکے کہ کام نہیں ہو رہا ہے خوشی کی بات ہے کہ بنیاد بنیاد حق صاحب جیت، رشل، لہ پڑھ سڑیٹانے اس اور کو سدھی کونسل کا جزء بن کر مت پر ایک در حسان کیا، اب اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ فضل اپنے فضل دکر سے رفقا درہ کو حق خدمت سدھی کی توفیق دیا فرمائے۔

ملک متحدہ میثاق اور توبہ و انابت

اسدی کونسل نے قوم و ملت سے ایک دن مقرر کر کے توبہ و انابت اور متحدہ میثاق کی اپیل کی ہے، مقصد یہ کہ حکومتی اور عوامی دونوں طبقہ پر ایک یہاں دن مقرر کیا جائے کہ سب مل کر ہر کا دقاس میں توبہ کریں، تیس سالہ دور میں جو اللہ تعالیٰ سے بددہی کی ہے اور غیر اسدی زندگی کو جس انداز سے مہکایا ہے اس کی مدافعت کی جائے، اور آئندہ کے لئے یہ عہدہ کیا جائے کہ جس مقصد کے لئے پاکستان بنایا گیا تھا اس مقصد کے لئے سر توڑ کوشش کی جائے گی اور اس ملک میں صحت معنوں میں حکومت اہیہ قائم کی جائے گی۔

مجھے بہت سے صوفیوں پر بار بار ان حقائق کا واشکاف اظہار کیا ہے کہ خدا کے لئے اس

مک پر تم کرو اور اللہ تعالیٰ کے منصب کو دعوت دینے والی زندگی سے توبہ کرو، موجودہ صورت
 و دردنک حالت ہماری شامت، حال کے نتائج ہیں جن کے ذریعہ ہم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے
 محروم ہوئے۔ نہ جان محفوظ نہ آبرو محفوظ نہ مال محفوظ، بچائے روزِ فرزوں ترقی کے روزِ فزوں قدر
 مذلت میں کرتے جا رہے ہیں۔ بہر حال اس وقت اس کی ضرورت ہے کہ ہمارے دانشمندان اور خُشب
 و مقربین ان حقائق کو امت کے کانوں تک پہنچائیں اور ہمارے اخبارات و مجلات ریڈیو میں ویشن
 وغیرہ ذرائع نشر و اشاعت سے ان حقائق کو واضح کرائیں اور صحیح اسلامی معاشرت سے زندگی کے
 ثمرات و نتائج سے روشناس کر لیں اور اسلامی حکومتیں جن شہرِ ناک غلطیوں سے دنیا کے نقشے سے
 منہ پھری ہیں ان کی بہت ناک دستاویز سنائیں اور بتائیں کہ مسلمانوں پر من حیثِ اقوام خدا کا
 زندگی کی رسم نہیں آئی اور عدمِ کبر اور بربریت کے ساتھ کوئی حکومت بھی اس کے برسرِ حجاب
 سے چل نہیں سکتی اور حق تعالیٰ کی حکمت و مسیحیت سے آخرت سے پہلے بھی ان ہر مومن کو نیا ہیں
 بھی سزا مل جاتی ہے، آخر پاکستان کے اندر می کیا کوئی مرقعِ عبرت نہیں؟ آخر مسکنہ مرزا، خدیجہ
 اور ایوب خان کا شریکِ ہوا؟ اور قندلہ عوم کا شریکِ دنیا دیکھ رہی ہے اور مزید دیکھ لے گی،
 اللہ تعالیٰ کی اس مخلوق کو کس بے رحمی اور عدم سے ستایا گیا، اور کسی عورت ناک تفصیلات پر نہ اور
 اخبارات کے صفحات پر آ رہی ہیں ان خالموں نے اللہ تعالیٰ کی اس خدا درگاہ کو کس طرح
 و تباہ کرنے کی کوشش کی؟ کون سی گند کی اور بے رحمی ہے جس کا ارتداد بے نیکیا ہو؟ سب فی
 مسکنہ بے رحمی کے ریکارڈ توڑ دیئے گئے، دنیا کے ہر فرد کو دیکھ رہے ہیں دنیا میں جو کیا
 ان سب کو یہاں جمع کر دیا۔ آخر حقوق تو خدا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی حکمران کو اپنی فرائض نہیں دی
 ہے کہ اس کی مخلوق کے ساتھ جو ہا ہے کرب، لیکن حق تعالیٰ مسبور و محییم سے ہر چیز کے لئے ہر وقت
 مقرر ہے۔ جس شخص کو یہ حال ایک وقت ثابت کرے، نیز وہ مقتدا کی حالت کا بھی
 ظہور ہو جائے، وہ قدرتِ نامحسوس کے سامنے ہیں بیرونِ تعلیم و حاجت نہیں۔

اسلام دشمن طاقتیں اور پاکستان

موجودہ بحران سے جو افسوسناک حقیقت واضح ہو کر سامنے آئی ہے وہ یہ ہے کہ
 پاکستان میں اسلام دشمن و مشرکین قبیح منظم ہو کر حق کے مقابلے میں رونما ہوئی ہیں۔ یہ منظمہ کی

ہو دیلے اور مجرین کو سزا مل کر دنیا کو راست و سکون کا سانس نصیب ہو اور شر و فساد کے مت
 سن سر ذیل و رسوا ہوں اور اس مکت خداداد میں عدل و انصاف کا دور دورہ ہو اور اللہ تعالیٰ
 کی رحمت کا طہر پُر نور ہو اور خدا فراموش زندگی سے نجات نصیب ہو اور یہ مکت دنیا کے
 ممالک اس مہ میں با عزت ہو اور تمام عالم اس کی قیادت و صدارت حاصل ہو ورنہ یہ پستی
 کی کھادوں کے بعد امید کے آفتاب عالم تاب کی شعاعوں سے انیا منور ہو۔ وما ذلک بشیء عظیم
 زواقعہ ۱۳۹۵ھ نومبر ۱۹۱۶ء

بھٹو دور حکومت اور پاکستان

صدر ہو کر یہ بد نصیب ملک شدیدت سے شدیدت سے دوچار ہوتا جا رہا ہے جس وقت جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب مندرجہ ذیل ترغیبات والبتہ ہو گئیں کہ موصوف بنانے کے ذہین اور زیرک ہیں اور سابقہ ادارت غیرت آموز ہو گئے ہیں درحیب عہد الہی میں وزارت خارجہ کے منصب سے فائز تھے بعض مورایہ پیش آنے لگے جن سے حسن ظن پیدا ہو گیا تھا لیکن اسے ناکامی کے موصوف جس وقت سے کہیں اقتدار پر آنے حیرت انگیز واقعات ایسے پیش آتے رہے جن سے یہ یقین ہو گیا کہ ان کی ساری ذہانت ان کی قوت عمل، ان کی حرکت، ان کی تدبیر صرف اپنی ذات کے سٹے بے ملک و ملت کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا، وہ جب سے مسلح سیاست پر مودار ہوئے ہیں ملک مسلسل فتنوں اور بحرانوں کی منہمک ہے، انہوں نے سب سے پہلا بحران ۱۹۷۱ء میں اُدھر تہ اُدھر ہم کے لغو سے پیدا کیا، جس کے نتیجہ میں ملک دو تخت ہو گیا اور ہماری آبادی کا بڑا حصہ کٹ کر آگ ہو گیا اور باقی ماندہ کٹے پٹے ملک پر وہ داد حکمرانی دینے لگے، گویا ان کا اقتدار ان کے خورد آورہ بحران کی پیداوار تھی، اس کے بعد پتہ پتہ چلا کہ دور میں ہوسٹے مسلسل پے درپے اتنے بحران تخلیق کیے اور قوم و ملک کے زخم خوردہ جسم پر اتنے پتے لگائے کہ قوم نیم جان ہو کر رہ گئی، حکومت کا سب سے بڑا فرض یہ ہوتا ہے کہ وہ ملک کے شہریوں کو امن وامان اور راحت و آسائش کی ضمانت دے، مگر قیمتی سے سڑا بھٹو کا دور اقتدار پاکستان کی تاریخ کا وہ سیاہ ترین دور ہے جس میں کسی کو سکھ کا سانس لینا نصیب نہ ہوا، نہ کسی کی جان محفوظ رہی، نہ مال، نہ آبرو، ملک کے ممتاز لیڈروں کو دن و رات سے سڑکوں پر شوق میں نہلایا اور موت کے گھاٹے مار دیا، غنہ و کوسن مافی رستے کی کھلی چھٹی ل اور پرامن شہریوں کو جیلوں میں سڑنے پر مجبور کیا گیا، رذیلوں کی عزت اور تحملہ افزائی کی گئی اور شرابی، کوٹھنڈے، مقدمات میں پھنسا گیا، مزدوروں، طالب علموں، درویشوں پر ہتھیار اور گولیاں برسائی گئیں، وکھو، کوڑے، لٹا گیا، عوام سے توہین آمیز سلوک روکھا گیا، بھٹو حکومت کی غلط پالیسیوں اور اتنے تھے اخراجات کی بدولت کرائی و فراڈ، زور و زورہ ہوا، مسنوں کی قسط کا دیو غریب ناپسندے لگا، متوسط طبقہ کی قوت خرید جو بے دے گئی غریب عوام کی زندگی ابیران ہو گئی اور مزدور طبقہ بدین و پریشانی کا شکار ہو گیا۔

قومی اتحاد اور مسٹر بھٹو

مسٹر بھٹو کا یہ کردار آخری بحرانِ زندگی سے یہ آخری ہو، موجودہ انتخابی بحران تھا۔ بھٹو صاحب جانتے تھے کہ یہ وہ قوم میں مقبول نہیں رہتے ہیں اور ان کے خلاف قدامت کی وجہ سے قوم انہیں مسترد کر چکی ہے۔ اس لئے انتخابات میں کسبِ بیعت پر دس ہندو لیاں لگائیں اور ریڈیو و سٹیو ویشن پر انتخابی نتائج کے خلاف اعلانات نشر کئے گئے، قوم اس زیادتی نہ برداشت کر سکی بلکہ دوبارہ انتخابات کا حق ہر کیا۔ غفلت و افسانہ کا لٹا لٹا تھا کہ سابقہ نتائج کو منسوخ کر کے فوراً دوبارہ پولنگ کرادی جاتی اور قوم کو بغیر کسی دھواں اور دھاندلی کے اپنی راستے کے انہار کا موقع فراہم کر دیا جاتا۔ مسٹر بھٹو کی بحران پسند طبیعت نے اس سیدھے راستے کو اختیار کرنے کے بجائے لٹھلی اور گولی سے قوم کی دست برداری شروع کر دی۔ پچیس۔ بیس۔ اسی۔ اسی۔ اور پانچ سو خفج کو قوم کی کوشالی پر مانور کر دیا اور پھر اس کا جو اپنی مہم اور دسب کے سامنے ہے۔ ملک ایک ایسے بحران کی نذر ہو گیا جس سے ملک کی چوبیس بل نہیں لیکن الحمد للہ جبکہ توقع ہی ہونے کی ہے کہ پاکستان کی امت اسلامیہ اس شدید بحران کے تندہ نیز سمنہ سے نکل کر مسائل کے کنارے پہنچے جسے وہ فیصلہ حق تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ امید ہو گئی ہے کہ اس امت کے کئی شاید معاف ہو جائیں اور وہ شاید مقصود سے ہم کنار ہو جائے اور الحمد للہ کہ ایک بوریہ نشین درویش عالم دین باندہ انسانیت کی نجات قیادت اور سن تدبیر سے قوم کی کشتی منزل مقصود کے قریب آگئی ہے۔

قومی تحریک اور اس کی قیادت

اس تحریک میں قوم نے جس بے مثال اتحاد کا مظاہرہ کیا وہ قابلِ عہد ستائش ہے اور تمام جمہوریوں نے اپنی جہات و مال اور عزت و آبرو کی جو قربانیاں اسلام کی خاطر دیں ان کی نظیر اس دور میں مشکل سے ملے گی، قومی اتحاد کی آہنی دیوار میں شکاف ڈالنے کی ہر کوشش کی گئی اور جب تک مسٹر بھٹو کا بسپہ کا آئندہ بھی ان سے ہی توقع ہے، مگر تمام قہر میں اور ان کے رفتا مستحقِ تہ کیے ہیں کہ انہوں نے ایسی تمام کوششوں کو ناکام بنا دیا۔ قومی تحریک کی قیادت حلیہ تحریک میں ایک نئی قوم کی قیادت کی حیثیت سے ابھری، مولانا مفتی محمد سعید نے ایک باوقار و باعقول و مدبر سیاست دان ہونے کا ثبوت پیش کیا۔ بدشہرت کے تمام رفتاں کو مسترد کیا۔ یہاں پر انہوں نے اپنے ٹیپ مشوروں سے ان کی اعانت زمانی و ربانی التفیق و عطا کے ساتھ تمام انتیاریں ان کے سپرد کر کے نہایت ذہن قدرِ حکمت و

تہ پر کہ ثبوت دیا۔

محقق محمود صاحب کو جو بے حد دین و رست گئی کے دور میں ایک بے ہوش درویش مسیحی کی حیثیت سے دنیا کے چپے پاتھا، مگر حال یہ کہ ایک کے دور میں اس کے بعد و استقامت حسن تہ پر اور معیہ انہی کی بدلت کی شخصیت اور بھی نکھر سامنے آئی، وہ نہ صرف مابین یہ بگڑے ہوئے مسیحیوں کے قریب فتنہ ہیں، بلکہ قادیان کی تدوین میں عالم اسلام میں متاثر ہیں وہ ایک سلیب مذاق ممدت نہایت کامیاب رہیں۔ ممدت شعیب نہایت زکی و مدبر و دینیہ مرعوب شخصیت درحالت ان کے ہاتھ نہایت سیاست دان ہیں، دنیا کے بڑے و منصب سے بار تر ہیں، ان کے لئے کسی قسم کے چار دیواری، جیل کی تاریکی کو بھی دور مسند اس و مدرسین سب یکساں ہیں، انہیں نہ کسی قیمت پر شریعہ جاسکتا ہے نہ دنیا کے مسیحی دنیا کے پائے سے دست میں غرضش یہ ہے کہ اگر کئے ہیں نہ درویش کا خون نہیں گدھڑی کہتے رہتے رہ سکتا ہے وہ مابین متقی ہیں، دل و زبان پر تہذیب و فتنہ ہیں، دینی و مشرقی سیاست سے باخبر ہیں، دور دراز کے ممدت سے بار تر ہیں در اس ناپاک سیاست سے بھی مرعوب نہیں ہوتے، ان کے ہاتھ میں مسیحیت کی دینی نہ مانتے ہیں انہیں کامیابی دکھائی کے ساتھ تہذیب و مسیحیت کے درمیان کھٹکے سے سنیہ دکھائی پائی کے ساتھ حاصل مقصود تک پہنچانے در قومی اتحاد کے تمام ممبران کو اس سرگرمی کی خدمات دہندہ مت کے ساتھ باجمہر متعلق و متحد رکھنے کا مقصد ہے۔

اس دور میں حکومت و اس کے فرمانروا جہاد تک شہنشاہ و سربراہ توفیق علی جناح ریڈنل شعیب نے جس حسن تدبیر، ہمدردی و خدمت کا ثبوت دیا اور اس کے ان سے نکالنے کے لئے جو پرفورس ہوئے وہ انہی کے شکر سے کام لیں، ممدت علی ان کو درمیان و عدوت و عنوانات و رد و فواں یہاں کے گھوڑوں سے ہاتھ لڑانے درمیان اسد می ثبوت و عہدت کی نعمت سے بہرہ ور ہائے زمین

کچھ یہ محسوس ہو رہا ہے کہ پاکستانی مسلمان شہید ابتدا و مسیحیت سے باہر گئے ورمات کی تدانی کے لئے مسلسل بہ وجہ اس کو امید ہے کہ مستقبل روشن ہو جائے گا، ورنہ کم بد میں اگر خدا فرمائے اس جہاد کے بعد بیدار نہیں ہوں، ورنہ ہی خدا فرمائے کہ ہوشیار ہو جائے کہ شاید پھر دوبارہ موقع ہو جائے کہ اگر مستقبل میں نہ رہے تاہم ایک ہو گا جس کے تصور سے بھی روئے گھرے ہو جائے گی۔

عزت و کامرانی کے اسباب

عام طور سے دنیا میں مال و دولت سے عزت آتی ہے ورنہ حکومت سے من و چین نصیب ہوتا ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا کہ آج عرب سدھی ملک میں جو مال و دولت کی فردانی ہے غیر اسدھی حکومتیں اس کا تصور بھی نہیں کر سکتیں تھیں، لیکن بادشاہ اس مال و دولت کے وہ عزت و طاقت سے ڈر رہے ہیں۔ وہ خوف زدہ و ذلیل ہیں، ہر وقت عداوت سدھی کا خوف دامن گیر رہتا ہے، کسی کو امریکہ کا خوف و وہ یہ کھانے جارہا ہے اور کسی کو روسیہ روس کی یلغار کا خطرہ۔ تقابلاً یہ سب کچھ نتیجہ ہے اس بات کا کہ مسلمانوں کا تعلق اللہ تعالیٰ سے منقطع ہو گیا، دنیا و دنیا کے مال و دولت کو کعبہ مقصود بنا لیا۔ نہ سلام کی صحیح ہمدردی ہے نہ سدھی کی خدمت ہے۔ پیش و پشت کی زندگی میں ڈوبے ہوئے ہیں یعنی پھر اسرائیل کا خطرہ دبان دیا جاتا ہے یہ مانا کہ اسرائیل امریکہ کی دولت و طاقت اور برہنہ کی سیاست و حکمت کے زیر سایہ زندہ کیسے کر رہتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت و عزت و جبروت کے سامنے ان دنیا داروں کی طاقت و قوت کی کیا حیثیت ہے، اگر مسلمانوں کا رشتہ اللہ تعالیٰ سے قوی ہو جائے اور برہنہ ہدایات و ارشادات و اعداء اللہ سے مستعصم من قوۃ پر عمل کریں تو دنیا میں سب سے بڑی عزت قوم مسلمان ہوگی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح کو فرما رہے تھے:

یا ابا عبیدہ! اذا احببت العزة بالله
اعزك الله واذا احببت العزة
لغير الله اذلک الله۔
ابو عبیدہ! جب تم اللہ تعالیٰ سے عزت کے سبب
موتے تو اللہ تعالیٰ تمہیں عزت دینگے و جب غیر اللہ
سے عزت چاہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں ذلیل کر دیں گے۔

یہ وحی ابو عبیدہ بن جراح سے حضرت فاروق نے فرمایا:

کنت قد عرفتہ الم یبلاؤنک
اس دنیا کے ہم سب کو یہ ساری باتیں کر رہی ہیں

یا ابا عبیدہ۔ میں سے ابو عبیدہ! آ

میں تو سمجھتا ہوں کہ ہماری دنیا کی کامرانی و کامیابی کے دو پتے اصول ہیں:

۱۔ حق سے منسوب اسباب کی فراہمی میں پوری جدوجہد کر کے توکل و عطا و صرف حق تعالیٰ کی ذات پر

ہونا۔ اسباب پر موقوف نہ ہونا۔ یعنی اللہ فیتوکل المؤمنون، وقت گیر، حدت اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہونا

۲۔ توکل و تہجد و سہو

۲۔ اصرار امت کے لئے وہی تہذیب ترین، سہنی نسو ستیا کر و جہت سے مت کو پہنچا صرح ہونی
 اَنْ لَّن یصلح اخر من الامۃ (کاماً اصیل اولہا۔

پاکستان میں مسلمان من حیث ستم قوبہ دستکار کریں اور حین دین پر چندن کے قبضہ و قدرت میں
سب اس پر صحیح طریقہ سے عمل کریں، نمازیں پڑھیں، حقوق اللہ و حقوق العباد کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کریں،
قوم منکرات سے خود بچیں اور دوسروں کو بچانے کی کوشش کریں، لغزش مند و منکرات شرعیہ پر عمل کریں،
دوسروں کو عمل کرنے کی تلقین کریں، منکرات سے بچیں اور دوسروں کو منکرات سے بچانے کی سعی کریں، سورۃ النور
میں حق تعالیٰ نے ان چار باتوں کا حکم دیا ہے، اس میں تقصیر نہ کریں، اگر ایسا ہو تو نشاء اللہ انکس بہت
بہتر نشانہ بدل جائے گا اور مایوس کن حالات ختم ہو جائیں گے۔ بعینہ تعالیٰ۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ رقم الحروف کے نام ایک تازہ گرامی نامہ میں تحریر

آپ کے یہاں کے محبت کے دیووں میں بہت تمام کر رہا ہوں اور کہہ رہا ہوں، ایک
 اور دن کو اس کی خبر سننا ہوں تو دو دن یا اس وقتا میدوں کی، اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل
 و رحمت سے پاکستان کے حال پر رحم فرمائے۔ کتنی میدوں اور دعاؤں کے ساتھ پاکستان بٹا
 در حضرت مدنی بیت حضرت نور اللہ قدیم کہہ رہی کہ بہت سے کئی دفعہ خود میں نے یہ سنتے
 سنا ہے کہ میں تو ہم فی سبقتے اور ہمارے راستے کے خلاف تھا، لیکن یہاں کیا جواب
 میں کہ سبقتے اور ن میدوں کے پورے ہونے کے لئے دل سے دعا کرتے ہیں میں میدوں پر
 یہ کہ شاید یہ حضرت مدنی سے تو اس نام کا روئے کئی دفعہ اس قسم کی دعا میں سنیں اور حضرت
 راہبڑی سے بھی اور دیگر اکابر سے بھی جو بتدو فی حالت تھے، اللہ تعالیٰ ہی آپ کے فضل و

عجیب و غریب شاعر، جو فیاض

بھٹو حکومت کا خاتمہ اور مارشل لا کا نفاذ

الحمد للہ جو مایوس کن گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں چھٹ گئیں۔ درمیانِ ترقی ایک تشبیہ منیبہ کا ظہور ہو گیا۔ درمیانِ ہوس کی اب وقت آیا کہ جس مقصد کے لئے پاکستان کی نعمتِ امت کو مل گئی تھی اب اس کی صحیح ہدایت کی شمع روشن ہو جائے اور تیس سال شہیدِ ابتداء کا دور گزر گیا۔ در یہ امت شاید قابلِ معافی ہو گئی ورتقِ تھان کے ابرِ رحمت کی مستحق ہو گئی۔ در جنرل ضیا الحق کی صورت میں یہ رحمت نہ بر ہو گئی، اگر مارشل لا ایسا ہوتا ہے جس کا ظہور اس وقت ہو گیا، بد شبہ یہ نہ لگتا کہ ایسی رحمت ہے کہ اگر تم غم یہ مارشل لا کو کوئی مفاد نہ نہیں دوں کو سکون نصیب ہو، دونوں کو چین حاصل ہو۔ در ایسی عدالت پیدا ہوئی کہ جنرل مایوسیوں کے بعد یہ توقع ہو گئی کہ اس خدادادِ نعمت میں تو ذہنِ معذرت ورنہ مارشل لا کا نفاذ جاری ہو سکے۔ اور آزاد خیانت ہوں، اب شہیدِ امتی ان کا وقت آیا۔ در پاکستانی قوم کے ساتھ ایک آخری مرحلہ امتی کا آگیا ہے کہ وہ اپنی ووٹ و رائے کی قیمت کو گنجیں اور ان کے ساتھ اپنا ووٹ اس شخص کو دیں جس کے دین و ایمان اور مخلصانہ زندگی پر یقین ہو۔ ان میں نہ مت قوم کی معیشت بیت ہو اور ان کے دل میں خدمتِ اسلام کا قوی جذبہ ہو ان کا ماضی بے لوث ہو ان سے مستقبل کی صحیح توقعات وابستہ ہوں، ذاتی مفاد سے باز تر ہوں، پارٹیوں کی گندہ سیاست سے اعلیٰ و ارفع ہوں۔ خدمتِ دین و خدمتِ ملت کا صحیح جذبہ رکھتے ہوں، حقِ تعالیٰ نے اپنے رحمت کاملہ اور قدرت کاملہ سے یہ آخری موقع مہیا کر دیا ہے کہ جو رہاں ہمارے منتخب ہوں اور ان کے ہاتھوں میں تمام حکومت منتقل ہو اور ان کے ذریعہ قانونِ عدل نافذ ہو۔ در اللہ تعالیٰ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی اور رضا کے لئے یہ خدمتِ بڑی دینی و ملی غیر اسلمی زمام ختم ہوں اور اسلمی مداخلت کی گنجیں ہو، اردو یکون نہ دین کہ اللہ کی جیتی جاویتی تصویر دوبارہ آنکھوں کے سامنے آئے، بد شبہ جس شخصیت کے ذریعہ یہ موقع نصیب ہو وہ شخصیت آسمان کے فرشتوں اور سمندر کی مچھلیوں و صحراؤں کے کیڑے مکوڑوں و زمینِ مفلوک کی دھڑکی کی مستحق ہے۔ اللہ تعالیٰ کی برکتیں اس پر نازل ہوں گی اور درین کی سدادِ قلوب سے ہر فرازی نصیب ہوگی، بد شبہ یہ آخری موقع ہے کہ قوم و ملت کو آزاد نہ انتخاب کا موقع نہ تھا آیا، اگر خدا خواستہ ملت نے یہ آخری موقع ضائع کیا تو رفتہ بر یہ ملت ختم ہو گئی اور پاکستان ایک بے حقیقت چیز رہ گئی اور پھر اس ملک کو اللہ تعالیٰ کے غضب سے کوئی چیز بچانے والی نہ ہو گی، اللہ تعالیٰ اپنے نفس و کرم سے اپنے غضب سے بچائے، در توفیقِ نصیب

قرماتے کہ پاکستان ایک مثالی معیار ہی حکومت بیت اور عالم اسلام کی قیادت کرتے اور عالم اسلام کو جو توفیق
و ایستہ تھیں وہ پوری ہو جائیں۔

آخر میں موجودہ اقتدار سے بھی گذر کر جس سے کہ وہ نہایت ہی دقیقہ اور بیہوشی و رہنمائی تدبیر
سے کام لے اور کڑی ضرورت کے تحت تفتیشی و انجیریں و رات کی تباہ کن تدبیریں خاک میں مل جائیں، وہ
سخت انصاف نہ پمیر کر سکیں اور سب باب اختیار کرنے میں کوتاہی نہ کرے اور حق تعالیٰ کی ذات پر توکل و
استمداد کرتے اور رہنمائی اپنا مقصد بنائے۔

دین اسلام نعمت ربانی ہے

اسلام حق تعالیٰ کی عظمیٰ نعمت ہے اگر عین اسلام غیب ہو، قلب و قلب دونوں کا صدمہ ہو
جہان کی آخرت سے پہلے دنیا میں بھی جنت کا نمونہ نصیب ہوگا، جان و مال و آبرو و محترمہ سب کی قلب
کو سکون ہوگا و شگواراحت ہوگی۔ کسے ربا کسے کارے نباشد "کا نقشہ سامنے آئے گا، حقوق نہ انجبت
دل رب ہوگی، خدا کی مخلوق پر رحم آئے گا۔ بسا اوقات کی سلفیوں سے دل کو دکھ ہوگا، دنیا کے کسی گوشے کے مسلمان
کو کوئی تسلیت ہوگی تو اپنے قلب کے گہرائیوں میں وہ تسلیت محسوس کرے گا، تو دین اسلام کا وہ
نقشہ سامنے آئے گا جس کا تصور بھی انسان نہیں کر سکتا لیکن بڑے افسوس کہ مسلمانوں نے اسلام پر چلنا
چھوڑ دیا صرف زبانی جمع و خرچ پر قناعت کر لیتے نہ حق تعالیٰ کا خوف دل میں ہے نہ جہنم کا ڈر ہے
نہ جنت کی آرزو ہے نہ حقوق خدا پر رحم نہ وقت و دست بند غرضی کا دور دور ہے و آج کل کے مسیح
شد و یہود و نصاریٰ کی تکلیف دہی کا جذبہ اتنا غالب آ گیا ہے کہ نہ سب سے اسلام کی ہے نہ طرز میں شریعت
اسلامی ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا تھا:-

مستبعین سنن من کون قلب کمد	یہود و نصاریٰ کا تباہی یہاں قلب آئے گا کہ گرن
شیر آبشہ و ذرات بذر	میں سے کوئی کوہک سوراخ میں داخل ہوگا مگر بھی داخل
مستی سے داخل احد صمد صمد صمد	ہوئے ہیں خود و رب مودہ کاموں میں جس کا تباہ
لہ خستہ و	کرو گے۔

تہذیب و تمدن کے عمیہ داروں کی حالت زار جو تو ہیں اسلام کی نعمت سے محروم ہیں و
تہذیب و تمدن کے عمیہ داروں کی حالت زار جو تو ہیں اسلام کی نعمت سے محروم ہیں و

جنسی بیماریاں بین الاقوامی ادارہ صحت (WHO) کی رپورٹ کے بموجب دنیا میں جنسی بیماریاں روز افزوں ترقی پ رہی ہیں، ایک مختلط اندازہ کے مطابق دنیا میں ہر سال ۵۲ کروڑ افراد سوزک اور ۵ کروڑ آتشک (GONORRHEA & SYPHILIS) میں مبتلا ہو رہے ہیں چونکہ امریکہ میں انسانی قدر و بے ہود اور ذہنی و جسمانی اذیت کی وجہ سے سطح میل کو قومی تحفظ حاصل ہے اس لئے صرف نیویارک شہر میں گیم جوئی ۱۹۰۰ سے ۳۰ جون ۱۹۶۲ تک ۱۹۳۱ (FARLEY & CO. GEN. R. PORT JULY 1963)

۱۲ ہفتہ سے کم حمل کے سطح ۳۰۰۰ ۲۱ ہزار ۵ سو اور ۳ ہفتہ سے زائد کے سطح کی تعداد ۹۰ ہزار ۵ سو لیکر ڈی گئی ہے۔ یہ تو وہ رپورٹ ہے جو کہ قذافی تربیت سے قبل کی تھی اس کی کیا پندار کر سکیں گے کہ غیر قذافی سطح جو گزشتہ قلم سے باہر ہیں وہ کس قدر ہوتے ہوں گے، سوزک اور آتشک جنسی مشہور مریض کی موجودگی ہی صرف اس امر کی نشاندہی کرتی ہے کہ تہذیب یافتہ ملک میں سب جہانہ جنسی سطح کی بدولت جن کی نقل کرنے میں ہمارے مرد و زن ہمہ تن کوشاں ہیں، یہ رہا ہوں کس قدر تہذیب مغربی مسادات مرد و زن کے درمیان ہونی چاہیے؟ یہ بیماریاں میری پانی کی طرح پھیر گشت سے تو نہیں ہو سکتیں۔ ان کا منبع صرف اور صرف مرد و زن کے ناجائز خلیہ کی پوچھنی ہے۔ مغربی قوم اس بڑھتے ہوئے مشہور کلمات اور رستے ہوئے ناموروں سے اب پریشاں ہیں اور صدی معاشرے نے تو چودہ سو سال پیشتر ہی اس سے پرہیز کا حکم دیا تھا۔

جھراٹھ ولوٹ مار مصر جریدہ جنگ قحط ازب نیویارک ۲۰ جون ۱۹۶۱ء جنگ نیوز کنڈشتر ہفتہ ۱۰ لکھ ہادی والے شہر نیویارک میں بجلی فیل ہونے کی وجہ سے ہوتا۔ ایک پھیلی تختی اس میں مسکی زبردست بوٹ مارکن گن جس کی مثال نہیں ملتی اگر فائر شدہ کان سے جیسے بھڑکیں اور جو قید خانے پرانے ہوئے کے باہر ہمہ کردیش گئے تھے نہیں دوبارہ کھونا پڑا ۳۰۰۰ افراد گرفتار کئے گئے، پولیس کے چار سو سے زیادہ آدمی زخمی ہوئے، تمام رت بوٹ مار کا بازار گرم رہا نیویارک کے میٹروپولیٹن پولیس کی روشنی میں پناہ گاہیں جس میں کیا، دو ہزار سے زیادہ سٹوروں کو لوٹ لیا گیا، نقصان کا اندازہ کوئی ایک رپ ڈالر ہے۔ سٹوروں کے سامنے لی ہوئی دیے کی گراں توڑ دی گئیں، نوٹ بڑے اور رٹکیں اور بڑی ٹکٹوں کے دکانوں کو تباہ کرنے کے لئے بوٹ بڑے جن میں سے سب سے بڑے ۱۰۰۰ بجلی کے سہاگن، فرنیچر، تیلی ویژن سیٹوں اور کریانہ کی دکانیں شامل تھیں، ایک آدمی کو اس وقت پڑا کیا جب وہ دسٹے ہونے لگا ایک ہینڈ ڈاٹ

ڈیوٹی کو واپس لے کر اس کی جگہ نہیں ڈیوٹی دینے کے لئے تیار تھی، کچھ لوگوں نے غنیمت اٹھانے کے لئے اس میں ٹوٹ کے سامان کی دکانیں کھلیں اور وہیں سامان کو فروخت کرتے رہے۔

حکومت کویت کا موسسہ، فقہ اسلامی

حکومت کویت نے یہاں یہاں باغی کی طرف حیرت انگیز قدم اٹھایا ہے اور نہایت نہایت سے آگے بڑھ رہی ہے، خوشی کی بات ہے کہ وہ اسلامی علوم و معارف کی طرف بھی توجہ کر رہی ہے، چنانچہ آج کل ”موسسۃ الفقہ الاسلامی“ اسلامی فقہ کی انسائیکلو پیڈیا مرتب کر رہی ہے، اس مقصد کے لئے جامعہ دمشق کے مشہور عالم الشیخ مصطفیٰ الزرقاء کو دعوت دی گئی ہے اور موصوف اس خدمت میں اپنا وقت صرف کر رہے ہیں، شیخ مصطفیٰ الزرقاء کا انتخاب نہایت عمدہ انتخاب ہے، موصوف کے قلم سے فقہ حنفی اور فقہ اسلامی کی چند مجامعات ”الفتاویٰ اسلامی فی ثوبہ الجدیدہ“ و ”المدخل الی الفقہ الاسلامی“ کے نام سے چند سال پیشتر خارج تھیں، اسل کر چکی ہیں، قدیم عبارت کو جدید تعبیرات میں منتقل کرنے اور قانونی دفعات پر فقہ اسلامی کو مرتب کرنے میں انہی خاصی مہارت کے مالک ہیں، موصوف نے ایک مترجم، موصوف سے اور ایک مقدمہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سے بھی ہموارنے کی خواہش کیا ہے، واللہ اعلم۔

ربیع الاول ۱۳۹۰ھ

رابطہ عالم اسلامی اور اس کے فرائض

مکہ مکرمہ زادہ شبہ کرامۃ میں، سال "الرابطۃ الاسلامیۃ" کی مؤتمرایم جج کے بعد منقذہ رابطۃ الاسلامیۃ کا مقصد حبیب کہ نامہ است، بہت بزرگ اسلام میں اسلامی اخوت کی بنیاد پر تعلقات و روابط قائم کرنے ہیں، اس ادارے کی بنیاد پانچ سال قبل شاہ مخلوع ملک سعود بن عبد العزیز کے عہد میں ڈالی گئی تھی، کو یایہ جمال عبدالنصر حکمران جمہوریہ عربیہ متحدہ کا علی باب تھا جس کی اساس وحدۃ العربیۃ و اتحاد عرب، پر تھی۔ اگرچہ ان کا دعویٰ یہ تھا کہ اتحاد عرب ہمارے مقاصد کی پہلی سیڑھی ہے اور وحدت اسلام کے لئے مہیڈی قدم ہے تاہم ان کے اس نعرے کو اسلام ازم کے خلاف "نیشٹریزم" سمجھا گیا اور کہا گیا کہ اسلام نے قومیت و وطنیت اور رنگ و نسل کی تین لعنت کو ختم کرنے کا اعلان کیا تھا، یہ اس سے متضاد اقدام ہے، قرآن حکیم نے سورۃ حجرات میں: "ان اکرمکم عند اللہ اتقکم" اور حضرت رسالت پناہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیغمبرانہ تاریخی منصب میں جو حجت الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا، صاف اعلان فرمادیا تھا: "لا فضل لعربی علی جمعی ولا لجمعی علی عربی ولا لاسود علی احمر ولا لاحمر علی اسود! لا با تقویٰ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم"۔ بہر حال صرف یہ کہ اتحاد قومیت کی بنیاد پر تھا اور یہی سمجھا گیا، اس نے ضرورت تھی کہ عالمگیر اسلامی اخوت کی بنیاد پر دوبارہ تحریک آئے، اس حیثیت سے سعودی حکومت قرین وثق و مستحق ہے کہ انہوں نے وحدت اسلام کے پیش نظر "الرابطۃ الاسلامیۃ" کی تاسیس کی اور کثیر اسلامی ممالک سے نمائندے منتخب کئے، ابتداً صرف سترہ نمائندے تھے جن میں مسلمانان ہند سے بھی ایک نمائندہ منتخب کیا گیا تھا اور سال میں دو مرتبہ "رابطۃ" کا جلسہ ہوتا تھا، ۱۱ رجب میں ۱۴۰۳ ذی الحجہ میں حج کے بعد، اس سال مکہ منیل کے عہد میں رابطۃ اسلامیہ کے سلسلہ کو مزید توسیع دی گئی اور ممالک اسلام میں سے مزید نمائندے منتخب کئے گئے، اور بعد میں سال میں ایک مرتبہ ہی رکھا گیا چنانچہ اس سال اس مؤتمر میں ساٹھ ممالک سے مندوبین یا وفد بولنے والے یا حج بیت اللہ کے موقع پر ہوئے مشہور رخصت یا رباب نامہ ہوئے تھے ان کو مدعو کیا گیا، اس طرح باسانی ساٹھ ملکوں کے نمائندے شامل اجلاس ہوئے، پاکستان سے دو نمائندے

مدعو ہوئے، جن میں مختلف اقسام کو خود چناؤ سے منتخب کیا گیا اور بعض کو حکومت پاکستان کے ذریعہ
 بنایا گیا، حکومت نے اپنے لائحہ عمل کے مطابق افراد کو تجویز کیا، کچھ قراردادیں پاس کی گئیں اور رابطہ
 اسلامیہ میں مختلف شعبہ قائم کئے گئے، شعبہ ثقافت، شعبہ دعوت و ارشاد، شعبہ تاسیسی وغیرہ
 وغیرہ اور ہر شعبہ کے لئے مختلف ارکان کا تقرر و انتخاب عمل میں آیا اور اب یہ بھی ارادہ ہے کہ
 ہر ملک میں رابطہ کا ایک باقاعدہ بااختیار ادارہ قائم رکھا جائے اور دفتر کھول جائے تاکہ رابطہ
 کے اغراض و مقاصد کی اشاعت ہو سکے، خدا کرے کہ تجاویز و قراردادوں تکمیل یا محض دعا یہ و
 پرو پینڈ سے تک یہ بہ بہہ مدد و نہ رست بہ علی قدمات اور مقاصد کی تکمیل کے لئے صحیح و موثر
 تہذیبی اختیار کی جائیں تاکہ ممالک اسلامیہ میں صحیح اسلام کی روح بھری ہو و مغربی تہذیب نے جو
 جدید خدوخال چھوڑے ہیں کمران و ختم کر دیا جس کے در سیاست سے زیادہ دین مصلوب ہو اور
 قیامت سے زیادہ روح پر توجہ ہو اور فی ہرست زیادہ باطن کی اصلاح کی کوشش ہو، مال و دولت
 کی بجائے پناہ فراوانی سے جو برائیاں پیدا ہو رہی ہیں ان کی اصلاح کی تدبیریں سوچی جائیں، نئی نسل
 میں مغربی تہذیب کو اپنانے کا جو دلولہ پیدا ہو رہا ہے اس کے روک تھام کی کوشش کی جائے، جدید
 تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم پر پوری توجہ ہو جس طرح مسجد حرام اور مسجد نبوی کی قابل قدر توسیع پر درپیش
 دولت خرچ کی گئی ہے اس سے زیادہ مناسب جج کے صحیح ادا کرانے کی طرف توجہ ہو، وادی و علاقہ
 میں وادی و علاقہ کے مقام پر وقوف صحیح نہیں لیکن ہزاروں حجاج و مہاجرین قوت کرتے ہیں جن کا
 حج ہی ختم ہو جاتا ہے و وادی و علاقہ میں مقام محشر جو مزدلفہ اور منی کے درمیان تقریباً
 سارے پانچ سو گز طویل قطعہ ہے وہاں مہیت و وقوف دونوں جائز نہیں، ہزاروں حجاج
 وہیں رات گزارتے ہیں وہیں صحیح وقوف کرتے ہیں اس کی طرف کوئی توجہ نہیں ہے، انتہائی بہت
 کہ منہ ہی مزدلفہ و مزدلفہ منی کا جو پورے دو گنا گیا ہے اس سے لوگوں کو مزید غلط فہمی ہو جاتی
 ہے، مسجد حرام میں نمازوں میں عورتوں کے شانہ بشانہ کھڑی ہوتی ہیں اس کی طرف کوئی
 توجہ نہیں، موجودہ تہذیب و تمدن کا کافی حصہ ہوائی بیست اللہ شریف میں مرد و عورتوں کا اختلاط
 بری صورت اختیار کر جاتا ہے، اس کی اصلاح پر توجہ مرکوز کرنے کی حاجت ہے، الغرض

اس قسم کے مختلف مسائل ہیں جن پر "الرابطۃ الاسلامیہ" کو پوری توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔
روایت ہمال کا مسئلہ جس کا قرآن مجید میں تصریح کے ساتھ موافقت مناس واجح ہیں ذکر فرمایا گیا
ہے اس کی شہادت و روایت کا صحیح شرعی نظام نہیں وقوف عرفات کی تاریخ میں کثرت اشتباہ
ہو جاتا ہے اس سال ہی قصر پیش آیا۔

کاش "الرابطۃ الاسلامیہ" ان کے معنی قرار دادوں اور بے عمل تجاویز سے زیادہ توجہ
ان مسائل پر کرتی تو مخلوق خدا کے حق ہونے کی قابل اطمینان صورت پیدا ہوتی جس طرح شاہ فیصل
نے افتتاحی تقریر عمدہ اور موثر انداز میں فرمائی ہے اسی کی روشنی میں علی اقدامات کی طرف
توجہ بھی ہونی چاہیئے تاکہ معاملہ صرف ایک تقریر تک محدود نہ رہے، طاقت و اقتدار کے حصول
کے بعد تقریر سے زیادہ عمل کی ضرورت ہے تجویز سے زیادہ تنفیذ کی ضرورت ہے۔

ایک حاجی احرام کی حالت میں تلبیہ پڑھتے ہوئے سر زمین حرم میں داخل ہوتا ہے اس کو
چاہتا ہے کہ مقدس سر زمین حرم کے جلال و عظمت کے پیش نظر جو اس وقت اور اس مقام کے
مناسب افکار و تصورات ہونے چاہئیں ان میں کوئی چیز داخل نہ ہو لیکن ہوتا ہے کہ ڈراموں
وقت بھی اور ان مقامات میں بھی ریڈیو سے اور ریڈیو گرام سے گانا سنا رہے اور روکنے سے
بھی نہیں رکنا، سر زمین حجاز میں غنا کی یہ کثرت اور ابتلا و انتہائی تکلیف دہ ہے، مناجات
جہد میں تھیٹر و سینما کی اجازت بھی دی گئی ہے، ورثیلوٹران بھی لگ گیا ہے، برائیدہ۔

چلیست یارانِ طریقت بعد از میں تدبیر یا

القرآن اس طرح کے سینکڑوں مسائل میں جن پر رابطۃ الاسلامیہ کو بوجہ توجہ دینا کی
ضرورت ہے "شعائو اللہ" کی تقدیس و تعظیم ایمان کا جز ہے، برقیہ پر توجہ کے مستحق ہیں۔
مال کی فراوانی اور مواصلت کی آسانی، نقل و حرکت اور سیاحت کی کثرت سے ایک ملک کی
برائیاں بہت سرعت کے ساتھ دوسرے ملک میں پہنچ جاتی ہیں، خدا کرے کوئی ایسی ذمہ داری
ان مراکز ایمان میں جہد سے جہد ظہور پذیر ہو جس سے اس سید بے ک روک نظام ہو جائے۔

وما ذلک عن اللہ بعزیز۔

جن دورہ ... محمد ...

حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رضی اللہ عنہ کا
سنووی عربی کے مشہور و زنامے الندوة کو انٹرویو
بانی اتحاد و اعتماد ہیں "اسلام کی روح ہے۔

"راہبہ اسلام میں وردِ دعوت کی اللہ کے میدان میں اس کا کردار۔

"تو دینیت مسلمانوں کے خدمت یک محاذ جنگ ہے۔

سچی اتحاد سے زیادہ علی و نفی دنیا کا کوئی اتحاد نہیں ہو سکتا۔

بانی اتحاد و اعتماد ہیں اسلام کا جوہر اصلی ہے۔

اس اسلام اتحاد کی طرف دعوت کے بارے میں کتاب و سنت کی بے شمار

انصوص و نصیحتات موجود ہیں۔

مکہ مکرمہ، روزنامہ الندوة کے نمائندہ صاحب جمال آفندی انٹرویو سے پہلے مندرجہ ذیل

مذاظ میں حضرت مولانا موصوف کا تعارف کراتے ہیں :-

اس سال بھی حضرت مولانا محمد یوسف بنوری، مہتمم مدرسہ عربیہ اسلامیہ

کراچی نے فریڈنگ ایڈیٹوریا، موصوف پاکستان کے اکابر و علماء میں سے ہیں۔ آپ

اپنے قیم اور علم دونوں کے ذریعہ حرمِ اسلام سے دفاع و ردین مبین اور عربی

زبان کی خدمت میں مصروف ہیں۔

جس مدرسہ کے آپ مہتمم ہیں وہ پاکستان کی قديم ترین درس گاہوں

میں سرفہرست شمار ہوتا ہے جنہوں نے اسلام کی نشر و اشاعت اور اسلامی تعلیمات

کی ترویج و توسیع میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے اور فقہ، قضائے و علم و کتاب و

سنت کے محاذوں پر کام کرنے والے مجاہد پیدا کئے ہیں۔

ان تعارفی کلمات کے بعد نامزد موصوف لکھتے ہیں :-

میں نے حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری سے ملنے کا بہت ہی خواہش کیا ہے

میں "تو دینیت" تحریک کے بارے میں کیا۔

قادیانیت سامراج کا آلہ کار

پاکستان میں "قادیانیت" اپنی سیاسی اغراض کے ہدف صلی مسلمانوں کے ہر اتحاد و ارتباط اور اجتماعی جدوجہد کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالنے کے تحت اتحاد اسلامی کے خلاف پے درپے جیسے کر رہی ہے، کیا آپ کے خیال میں کوئی معتد بہ اثر اتحاد اسلامی کی مساعی کو ناکارہ بنا دینے کی صورت میں مرتب ہو سکتا ہے؟ در کیا یہ می ذ — قادیانیت — اتنا قوی ہے کہ وہ اسلامی اتحاد اور مسلم ممالک کے باہمی ارتباط کی تحریک کے فروغ اور نشوونما پر کسی بھی پہلو سے اثر انداز ہو سکے گا؟

{ قادیانیت، استعمار کا ایک حربہ ہے }
{ قادیانی تحریک سامراج کا آلہ کار ہے }

مولانا بنوری نے جواب دیا،

قادیانیت کی تمام تر کوششیں صرف برطانوی سامراج کے ہاتھ مضبوط کرنے اور برطانیہ کے استعماری منصوبوں کے لئے اسلحہ کی شکل میں زمین تیار کرنے اور ان کو کامیاب بنانے کی غرض سے ہمیشہ اسلحہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرتے اور ان کے یاہمی ارتباط و اتحاد کو درہم برہم کرنے کے لئے وقف رہی ہیں، چنانچہ قادیانیت کا نتیجہ یہ ہے کہ برطانوی سامراج روئے زمین پر "ستارہ کا ساریہ" ہے جیسا کہ اس فرقہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں اس کی تفسیر کیا کی ہے۔

یہ فرقہ خاص استعمار کی پیداوار ہے برطانوی سامراج نے اسے جنم دیا ہے، اسی لئے مسلمان جہاں کہیں بھی ہوں گے ان کے خلاف برصغیر کی سازش کو یہ فرقہ دینی جہاد قرار دیتا ہے اور اپنے خالق و مربی "استعمار" کا حق تک داکر تباہی کی صورت میں ان قادیانیوں کا وجود ہر اسلحہ کی شکل و اس کے مسلمانوں کے لئے زبردست خطرہ ہے۔

دریںب یہ وضع ہو گیا کہ قادیانیت، سدھی مہاک میں کام کرنے کے لئے برطانوی
 ستی رک ایک خود کار، آٹومیک، تربیت تو ان قادیانیوں کی طاقت و قوت کے
 اسلئے مرتبہ ہوا اور ان کی ذلت سے انہیں آٹ و ات خیرناک نتائج و عواقب کا
 معلوم کر لینا بہت آسان ہے۔

اسلامی اتحاد و باہمی اعتماد کی منزل تک پہنچنے کا راستہ

اس دور دنیا کی مسلمان قومیں ٹیڑھی طور پر عاب ہوں یا غیر عاب، اگر کسی ایک شخص زمین پر
 زمین یا باہمی تعاون پر متفق وقتہ ہی ہو جائیں تو یہ دنیا کی اتنی بڑی اور زبردست
 طاقت بن سکتے ہیں کہ ہرگز نہ انداز نہیں کیا جاسکتا، آپ کے خیال میں وہ
 کون سا راستہ یا طریقہ ہے جس کو اختیار کر کے باہمی اتحاد و تعاون کی یا جزئی
 طور پر حاصل کیا جاسکتا ہے۔

جواب: شیخ ہدایت نے فرمایا: اسلامی اتحاد و تعاون باہمی کے اتنے فوائد اور شہیم ثمرات ہیں
 جتنے کسی طرح نہ لکھیں کیا جاسکتا، ہاں اس مقدس آرزو کو پورا کرنے کے لئے یہ خیال
 ہیں چند نکات ہیں:

۱۔ دین اسلام اور اس کی امن و سلامتی کی ضمانت، تعلیمات کی اشاعت پروری قوت
 کے ساتھ دنیا کے چہرہ چہرہ پر کی جائے خصوصاً جن مہاک کے لوگ اسلامی تعلیمات
 کے لئے تشدد و ریہ ہیں و صرف تعلیمات کی اشاعت پر کتنا کیا جائے
 جگہ اس کے ساتھ ساتھ سدھی، خدائی تربیت اور اسلامی معاشرہ کی تشہیل نیز
 دینی شعور کو بیدار کرنا اور اسلامی حساسیت و رجحانات پیدا کرنا بھی زراں
 ضروری ہے۔

۲۔ تمام اسلامی مہاک میں کیسوں سے تعلیم دینی کیا جائے و تربیتی پروگراموں
 میں بھی کیسا بہت پیدا کی جائے۔

۳۔ پھر یہ اسلامی مہاک وسیع ترقی و ترقی کو سامنے رکھ کر۔ آپس میں تجارتی

اقتصادی، سیاسی اور ثقافتی معاہدے کریں۔

ان تہا بیرت بڑھ کر یہ ہے۔

تمام اسلامی حکومتوں کے دستور اور رسمی قوانین یکساں ہوں اور وہ اسلامی شریعت اور اسلامی قوانین کی روشنی میں بنائے جائیں۔

یا بھی اتحاد و تعاون کی اسلام کی روح ہے

سوال :- اس یا بھی اتحاد و تعاون کی طرف متقدمہ دعوت کے نتیجہ میں امت مسلمہ کے لئے کون سی عمومی خیر و صلاح کی امید کی جا سکتی ہے جس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے ؟

جواب :- یا بھی اتحاد و تعاون تو اسلام کی روح اور جوہر اصلی ہے لہذا اسلام تو ایسی ہی ہے یا بھی اتحاد و یگانگت اور امن و سلامتی کی ضمانت کا، قرآن کریم کی بہت سی آیات و احادیث میں اس اتحاد و تعاون کی دعوت صراحتہ موجود ہے اور اسلامی اخوت کو بے شمار آیات و احادیث میں منصوص و معروف ہے لہذا اس یا بھی تعاون و یگانگت سے اعلیٰ و ارفع در کون سا اتحاد و تعاون ہو سکتا ہے جس کی دعوت ہمارا دین صلیف دیتا ہے اور اس میں شک نہیں کہ ہر مسلمان اس اعلیٰ و ارفع شرعی و دینی دعوت پر بیکیٹ گا اور حسب اس دعوت و روت اخلاص ہو و اس کی اساس آسمانی تعلیمات پر قائم ہو تو اس میں کامیابی یقینی و اس کے مقصد و مقاصد کا حصول قطعاً ہے۔

مجمع البحوث قاہرہ کی کانفرنس اور اس کی تجاویز

سوال :- آپ نے مجمع البحوث قاہرہ کی کانفرنس میں شرکت فرمائی ہے، مؤقررتہ اسلامی موضوعات پر نہایت اہم و حکمہ تجاویز پاس کرنے میں کامیاب ہوئی ہے کیا ان میں سے کوئی قرر داد و قرعہ میں آئے اور اس پر عمل ہو سکتا ہے ؟ اور کیا مؤقررتہ سید القسب و روت کے رقتہ کی شہادت کا سند ضابطہ تھا ؟

جواب :- ہم اس کانفرنس میں شریک نہ ہوئے ہیں مقاصد و مقاصد میں ہر قسم کی

لیسٹ اپنی رائے کا، ظہار بھی کیلئے، لیکن قرار دادیں اکثر و بیشتر ہمارے واپس چلے آنے کے بعد ایک ڈس، سیاسی کمیٹی میں پاس ہوئی ہیں جو جمع الیخوت کا انفرنس کی روشنی میں قرار دادیں پاس کرنے کے لئے مقرر ہے اس کا اجماع تک غلط نہیں ہو کہ اس کمیٹی میں کیا قرار دیں پاس ہوں اور ان میں سے کون کون سی نمانہ ہو میں جو قرار داد ہماری موجودگی میں باتفاق آرا پاس ہوئی وہ امرائیل کے خلاف قرار داد ہے، باقی سید قطب کی شہادت کا مسئلہ وہاں اٹھتا نہیں نہ تھا کیونکہ ان کے سیاسی مصالح کے خلاف تھی۔

دین کے خرف لا محاذ جنگ

سوال پر میں نے شیخ بنوری سے سوال کیا، پاکستان میں وارث تحقیقات سدھی کیا کام کر رہے ہیں اور اس ورک کے اغراض و مقاصد کیا ہیں ؟

جواب : ادارہ تحقیقات سدھی جس کے سربراہ ڈاکٹر فضل الرحمن ہیں اس کی تہمکہ گردگی اور اغراض و مقاصد کتاب و سنت کی بالکل منہ ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ اس ادارہ کا اصلی مقصد اسلام کے نام پر ایک نیا اسلام "پیش کرنا ہے۔

مسلمانوں کو اس ادارہ کے اغراض و مقاصد سے آگاہ کرنے کے لئے اس ادارہ کے سربراہ ڈاکٹر کے چند افکار و نظریات پیش کئے جاتے ہیں جن کا بار بار اور بہرہ شہار وہ بتی تصانیف، مقالات اور مبنامہ فکر و نظریہ میں کرچکے ہیں، یہ تمام افکار و نظریات اسلامی عقائد کے بالکل منہ ہیں اور ان سے ٹکراتے ہیں ان افکار و نظریات نے ایک انتہائی قسم کا فکری انتشار پیدا کر دیا ہے اور نہایت افسوسناک بات یہ ہے کہ اس ادارہ کے حکومت کی سرپرستی حاصل ہے اور وہ وزارت قانون کی نگرانی میں کام کر رہا ہے، اور "سدھی حکومت کے خزانہ سے گرانقدر رقمیں اس پر صرف کی جا رہی ہیں حالانکہ یہ ادارہ دین اسلام میں برابر خنہ اندازی میں مصروف ہے۔

ڈاکٹر فضل الرحمن کہتے ہیں :

۱۔ قرآن کے مخصوص احکام ابدی نہیں بلکہ احکام کی صفت و غایت ابدی ہیں اور اس

تعلیلِ اعلیٰ آفرینی کی دو مثالیں پیش کرتے ہیں۔

۱) شرعی زکوٰۃ کی وہ مقدار جو شریعت نے مقرر کی ہے آج کے زمانہ میں حکومت کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کافی نہیں ہو سکتی چونکہ زکوٰۃ مالی سسٹم ہے، اس لئے حکومت کو حق حاصل ہے کہ اپنی ضروریات کے مطابق جس حد تک چاہے زکوٰۃ کی مقدار میں اضافہ کر سکتی ہے۔

۲) قرآن حکیم کا، عورت کی شہادت کو مرد کی شہادت کا نصف قرار دینا اس زمانہ کی بات ہے کیونکہ اس وقت عورتیں اتنے پڑھے لکھے اور قوی تھیں، لیکن آج کے پڑھے لکھے "دوڑیں" ایک مرد کے ساتھ ایک عورت کی شہادت بھی کافی ہے ایک مرد کی جگہ دو عورتوں کی نہ درست نہیں۔

۳) ذکر فضائل الرحمن نے قرآن کے تمام منصوص (ماریج)، و قطعاً، یقینی، احکام میں تغیر و تصرف کرنے کی غرض سے یہ مذکورہ بالا اصول وضع کر رکھا ہے چاہے وہ احکام نماز سے متعلق ہوں چاہے زکوٰۃ سے یا روزہ اور حج سے۔

۴) ذکر فضائل الرحمن کہتے ہیں: وحی کی وہی بات قابل قبول ہے جو عقل و بصیرت اور تاریخ کے مطابق ہو، نہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کی وحی اس سے میرا اور برتر ہے کہ وہ بصیرت و عقل صحیح اور تاریخ کے خلاف ہو۔

۵) اور کہتے ہیں: وحی الہی اور نبی دونوں اپنے ماحول کے تاریخی اثرات سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

۶) اور کہتے ہیں: قرآن و سنت کے اکثر و بیشتر احکام وقتی اور اس زمانہ کے مخصوص ظروف و حالات کے ساتھ مخصوص تھے۔

۷) اور کہتے ہیں: سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا اکثر و بیشتر حصہ اس محدود و تاریخی پر مشتمل جو سماج سے پہلے اب میں رہتی تھی، پھر فقہانہ جو دیوں، ردیوں اور پارسیوں کی روایات کا اس میں ور اضافہ کر دیا، گویا ان کے نزدیک سنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کا نام نہیں بلکہ ان فقہی قوانین کے

مجموعہ کا نام ہے جو ان "غیر مسلم" اقوام اور ان کے قوانین سے ماخوذ ہیں۔
 نیز ڈاکٹر فضل الرحمن (۱) نزولِ عیہ السلام سے نکال کر کرتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں
 کہ مسلمانوں نے یہ عقیدہ عیسائیوں سے لیا ہے اسی طرح (۲) معراجِ جہانی (۳)
 شفاعت (۴) انہورِ مہدی کا بھی انکار کرتے ہیں اور ان عقائد کو بھی عیسائیت
 سے ماخوذ بتاتے ہیں، اسی قسم کے بے شمار بے پروا دعویٰ ڈاکٹر صاحب کی جانب
 سے کیے جاتے ہیں جو اسلام کے قطعی عقائد سے نکالتے ہیں اس لئے تمام مسائل
 مت اور سن صحابین سے ان کی جنگ ہے، یہ ڈاکٹر فضل الرحمن کے ن بہت
 سے فکار و نظریات کا ایک نمونہ ہے جو اس مختصر سے وقت میں پیش نہیں کئے
 جاسکتے رہتے نمونہ از خردارے

مولانا فرید الدین عظیمی کراچی کا ماہنامہ بینات از خاص طور
 پر ڈاکٹر فضل الرحمن اور ان کے قلمی فتاویٰ کے ان افکار و نظریات کو پوری
 تفصیل سے منظرِ عام پر لائے اور انتہائی دیانت داری و انصاف کے ساتھ
 ان پر جرات و تنقید اور علمی معیار پر تردید کا فرض ادا کر رہے ہیں۔
 حضرت مولانا نے مزید فرمایا:

میں نے عالمِ اسلام کے گیارہ علماء کو جن میں شیخ عبد اللہ بن حمید بھی
 شامل ہیں، ڈاکٹر فضل الرحمن موصوف کے ن بعد انہ افکار و خیالات سے بخوبی
 آگاہ کر دیتا ہوں۔

رابطہ عالم اسلامی کو کیا کرنا چاہیئے

سوال: نامہ نگار موصوف کہتے ہیں، اس کے بعد میں نے رابطہ عالم اسلامی سے متعلق ایسی
 بہت دیر کے بارے میں سوال کیا جن کے ذریعہ رابطہ اپنا پیغامِ عالم اسلامی کے وسیع سے وسیع
 تر و زرق و برق پہنچانے کے در تمام عالمِ اسلامی کی ترجائی کر سکے۔

جواب: میرے خیال میں رابطہ کے اہم مقاصد حسب ذیل امور ہونے چاہئیں:
 ۱۔ تمام بلادِ اسلامیہ میں حکیمانہ اسلوب سے اسلام کی تبلیغ و اشاعت خصوصاً وہ

وہ ممالک جن میں اسلام کی دعوت بہت سے سالوں سے زیادہ ایسے بہت سے ممالک میں
چھین اور تنزلی کو ریا جیسے ممالک آج بہت سے قلوب سے دین کے شہید
پیاسے ہیں جو ان کے بقا و استحکام کے ساتھ ہی ساتھ روحانی اطمینان اور
قلبی سکون کا باعث بن سکے، یہ عہد حاضر میں اسلام کی سب سے بڑی
خدمت ہے، میں نے اپنی یہ رائے رابطہ اسلامیہ کے الزامین لکھنا چاہی
سے ملاقات کے وقت بھی پیش کی ہے اور انھوں نے اس رائے سے پورا
اتفاق کیا ہے اور وہ اس سلسلہ میں عملی قدم بھی اٹھانے والے ہیں۔

(۲) رابطہ نئی نسل میں اپنی دعوت کو زیادہ سے زیادہ عام کرے اور جو نو مسلم
ان ممالک میں اسلام قبول کرتے ہیں انہیں اسلامی ممالک میں بل کر ان کی دینی
تعلیم و تربیت کا خاص طور پر انتظام کیا جائے تاکہ اسلامی تعلیمات ان کے
قلوب میں راسخ ہو جائیں اور وہ اپنے وطن واپس جا کر اسلام اور اس کی تعلیم
کو اپنی وطنی زبان میں زیادہ سے زیادہ پھیلا سکیں۔

رہنہ: مذل

کی علمی تاریخی دنیا اس کے ساتھ وابستہ ہے۔ جامع ازہر کے دائرہ میں طلبہ کے لئے دارالافتاء بنایا گیا ہے جو روایات کے نام سے مشہور ہے ہر ملک کے طلبہ کے لئے عیدہ و عیدہ روایات ہیں۔ رواق المآلفان، رواق اشوام، رواق ہجرت وغیرہ وغیرہ۔ جامع ازہر کے جدید نظام میں یہ طلبہ استقبال ایک بسٹی میں جو مدینۃ البعوث کے نام سے بنائی گئی اس میں رہتے ہیں۔ اس مدینۃ البعوث میں اس وقت ۶۰ مکوں کے تین ہزار طلبہ قیام پذیر ہیں جن کو ۱۲ اپوزیٹ مصری وظیفہ دیا جاتا ہے ورنہ پانڈان سے ناشتہ کھانا چار پانی بستہ وغیرہ کے غرض وصول کیا جاتا ہے۔ یہ وفود جامع ازہر پہنچتے۔ جامع ازہر کے دروازے پر دو طرفہ سیاد و ردی میں زرق برق پولیس منتظم و استقبال کے لئے کھڑی ہوتی۔ راستہ و قالیوں سے سجایا جاتا تھا۔ محلہ دل میں ہاؤس کے نشست مخصوص تھی۔ قہار میں جامع ازہر میں سب قالیوں کا فرش ہوتا ہے اور ان مساجد کا منتظم و تولیت وزارت وقت کی طرف سے ہوتا ہے وریوں تو تمام مساجد میں بکسے بوری یا شہزادی کے قہار ہی بکسے جیتے ہیں کہیں ذرا بکسے نہ تھے تو قہار بھی بکسے تھے۔ حسب معمول وزارت وقت کی طرف سے ہر جامع مسجد میں نماز جمعہ سے قبل سنہ کھنڈہ قرآن کریم کی تلاوت کر کے سنے بہترین شوش اوقات قاری مقرر ہوتے ہیں۔ چنانچہ سب جامع مسجدیں یہاں بھی ایک قاری نہایت موثر اور درویشگیر لہجہ میں تلاوت فرما رہے تھے۔ ذات ہونی سنتیں ہر ایک کو جوان ازہری مہم خیب تھے۔ انہوں نے عمدہ خطبہ دیا۔ اجتہاد و تعلیم کے موضوع پر یہ خطبہ تھی جو ایک براس موقع کے مناسب سوچ کر دیا گیا تھا۔ ہمارے نقطہ خیال سے اس خطبہ میں گرفت کے مقامات بھی تھے۔ نماز سے فراغت کے بعد وفود مندوبین میں تعارف کے لئے ایک دن میں اجتماع ہو جو جامع ازہر کے ایک کوشے میں تھا وہ پرنسٹن کرسیوں پر بہترین قالیوں سے آراستہ تھا۔ قہار مسجد سے تلاوت کی گئی اور مسدود و مسافحہ و مسرورین ملاقات کے بعد اپنی اپنی محفلوں میں پہنچا دینے گئے۔ وہیں کئی روز یعنی مارچ کا پورا مہینہ بھی بتدبیر کیا کہ کن مجمع بعوث مدینہ کی موثر کائنات ہوگا ورنہ سب بے جا ہوگا۔

گائے نسل کا محل انعتاد

قہار ویسے بھی خواہمورت شہر چاند رباب وراس وقت تو وہ کہہ کی آبادی کا مرکز قہار

یہ یہ تمدن کا خوبصورت ترین صفت سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کا وہ حصہ جو دریائے نیل کے
 کناروں میں تک پہنچا جاتا ہے وہ تو ان جواب ہے۔ تو یہ کہ اس علاقہ میں قدیم اشیاء کا تحفہ یعنی
 میوزیم یا عجائب گھر جس میں فراعنہ مصر کے تاریخی آثار ہیں اور فراعنہ کی مسموئوں ہونی لاشیں
 ہیں۔ اس مقام میں جامع الدول العربیہ کی عظیم الشان عمارت ہے جہاں چند روز پیشتر
 انٹرنیشنل اسمتھ سوسائٹی کا اجلاس ہوا جس میں اس عمارت کے سربراہ
 شریک ہوئے تھے۔ اس مقام پر قہر کا سب سے عظیم الشان خوبصورت ترین مین ہوٹل
 ہے اور اسی مقام پر میدان التوحید آزادی کی یادگار ہے اور اسی مقام پر پندرہ منزلہ عظیم الشان
 سرکاری عمارت بننا لجنہ کے نام سے ہے جو سیکرٹریٹ ہے جس کی ہر منزل میں تقریباً ایک سو
 بیس کمرے ہیں یہاں سب سرکاری دفاتر ہیں۔ اسی مقام پر ایک اور خوبصورت عمارت ہے جو
 صحت یمن چارمنٹل سب سے چاروں طرف باغیچے و زمینیں ہیں۔ اساتذہ پر شکوہ دریائے نیل ہے۔
 دو طرفہ پارکوں اور ریختوں اور پھولوں سے آراستہ ہے۔ قدرت کی فیاضی کے ساتھ جدیدین
 دست کاری کے کمال نے سونے پر سہاگہ کام کیا ہے۔ اس عمارت کے سامنے پھولوں اور سبز
 کے روشنوں کے ساتھ ایک وسیع ترین علاقہ ہے جہاں کاریگری کی جاسکتی ہیں۔ اس عمارت
 کا نام بننا امانت ہے۔ اس عمارت میں مجمع البحوث لائبریری کی انٹرنیشنل ریسرچ کاغذیں
 کے تحت دکھائی دیتا ہے۔ اس عمارت کے سامنے سارے وفد کو قہر عقبہ کے نام سے ہوگو رنٹ
 ہوسٹل ہے وہاں پہنچا دیا گیا اور وہاں دفتر میں سب نے ایک رجسٹر پر دستخط کئے جو غالباً میں جمال
 سید ناصر کے سامنے پیش کرنے کے لئے ہوں گے جن حضرات نے چاہا ان کے گروپ فوٹو لے گئے۔
 یہاں سے بننا امانت پہنچ گئے۔ مقرر کا افتتاح بننا امانت کے زیر زمین ہال میں کیا گیا تھا۔
 جس میں ریکارڈنگ درخت سازی کے سارے آلات موجود تھے۔ اندر تمام میں چند کرسیاں تھیں۔
 جو جمال عبدالناصر کے نائب سید حسین محمود شافعی دوسرے پر وکیں لائبریری ڈاکٹر عبداللہ شافعی
 ڈاکٹر عبداللہ وزیر اعلیٰ وقتان و شوان لائبریری ڈاکٹر محمود حبیب اللہ مجمع البحوث کے ناظم اساتذہ
 کے لئے تھیں۔ ایک کرسی شیخ خلیل محمود خلیل کے لئے تھی جو قہر کے سب سے بڑے قری
 میں ورمہ کاری رسمی حتمات و جماعت میں بریکہ اپنی کو دعوت دی جاتی ہے۔ گیارہ بجے

السید حسین محمود شافعی جمال عبدالناصر کے نائب کی حیثیت میں افتتاح کے لئے پہنچ گئے۔
 ان کے چہرے سے شرافت، متانت، سنجیدگی، شجاعت ٹپک رہی تھی۔ قریب خلیل حسری سے
 قرآن کریم سے موقع کے مناسب آیات کا انتخاب کر کے تلاوت شروع فرمائی، قرآن کریم کا اثر
 پھر موقع کے مناسب آیات کا انتخاب بہترین سب و لہجہ ان سب مؤثرات نے مل کر جمع ہو گیا
 عجیب کیفیت اور رقت جاری کر دی۔ قرأت کے بعد نائب لرئیس وائس پریزیڈنٹ نے
 مختصر مگر نہایت جامع و مؤثر تقریر فرمائی جس میں وفودِ مذاہب اسلام میں درمند و بین کا خیر مستر کیا
 گیا، ان کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا گیا اور اسلام کی جامعیت، راز کی خدات، جدید امور
 کے عوام پر روشنی ڈالی گئی اور استقامت سے جو نقصان اسلام کو پہنچا ہے اس کا ذکر کیا
 گیا تھا۔ حمد و ثناء سے تقریر شروع کی تھی اور انداز تقریر نہایت خوب تھا۔ اس کے بعد ڈاکٹر محمد
 الہی وزیرالوقاف و شمعون الازہر پھر ڈاکٹر عبداللہ ماضی نے تقریریں کیں۔ سب نے اسلام کی
 جامعیت اور ازہر جدید کے عوام اور مجمع البحوث الاسلامیہ کی ہمیت اور جدید مسائل حل کرنے
 کی طرف توجہ دلائی، پھر شیخ الحاج ابراہیم بناس سنینال اور نائبین پاکستان اسلام اور مذہبی
 افریقہ کے ممتاز دینی و علمی رہنما اور سلسلہ صوفیہ تیجانیہ کے شیخ و مرشد تمام وفود اور
 مندوبین کی طرف سے بحیثیت دکیل حکومت مصر اور ان حضرات کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے اس
 عظیم ترین مقصد کے لئے مجمع البحوث کے مقرر کا اجر میں بدایا تھا، مندوب نے اتحاد اسلامی پر زور
 دیا اور روس، سرائی کی رہنمائی کی اہمیت و اہمیت بیان کی اور نہایت سادہ لہجہ میں عمدہ اور نکتہ
 تقریر فرمائی تاہم ڈاکٹر محمود حبیب اللہ کی تقریر اور شیخ خلیل محمود حسری کی تلاوت قرآن پر یہ
 کارروائی ختم ہوئی، اس کے بعد اوپر کی منزل کے بارے میں نائب لرئیس حسین شافعی نے وفود سے
 ملاقات و مصافحہ کا موقع فراہم کیا تھا جس کے بعد مقرر کا صبح کا اجلاس ختم ہو گیا۔ سب تقریریں
 میں مقدمہ کی ہمیت و روقت کی نزاکت اور سجاد و مانعہ کا انہی حدود میں کی ہمیت و
 خیر مقدم کی روح جوہر گر تھی۔ اب مقرر کا نام یہ مقرر ہوا کہ شام کو دستہ پہلے تک و رات کو ۱۰
 سے ایک بجے تک اجلاس ہو کر رہے گا!
 مارچ ۱۹۵۷ء کو شام ۱۱ بجے سے مقرر کا باقاعدہ حیدر کس شروع ہوا، یعنی الی فنی

کی شاندار عمارت کی پہلی منزل کے ایک ہال میں جو نہایت خوبصورت تھا۔ پورا ہال ایئر کنڈیشن تھا۔ تین طرف نشیمنیں ترتیب دی گئی تھیں۔ سامعین کے لئے ایک طرف مستقل نشستوں کا بھی انتظام تھا۔ برٹش کراچی کے سامنے میز پر ایک خوبصورت پلاسٹک کمانیکر و فون بھی ہوتا تھا اس کے نیچے میز پر ہیڈ فون اور ٹیپٹ کے نیچے ایک ورق لکھا یا گیا تھا۔ سامنے بک چوٹی مشین تھی اس پر یہ عبارت تھی ہونی چاہی کہ آپ بی بی فرنیسیسی، انگریزی جس زبان میں چاہیں اس کی سونی لکھ کر لگا دیجئے۔ ہال کے ایک حصہ میں ترجمہ کرنے والوں کے لئے تین کھینچے تھے جیسا آج کل یو۔ این۔ وکے سہلی ہال میں ہوتا ہے اور گو بھارتی پاکستان کی امیں میں بھی اسی طرح کا انتظام ہے لیکن یہاں ترجمہ کا انتظام نہ ہو خواہ نہیں جس انداز سے یہاں ترجمہ ہوتا تھا یہ سنو سن ہی نہیں ہوتا تھا کہ ترجمہ ہو رہا ہے بلکہ یہ سنو سن ہوتا تھا کہ سی زبان میں تقریروں کا ترجمہ اور پھر علمی اصطلاحات اور علمی تہذیبیات کا اس سہولت و فصاحت سے ترجمہ کرنا یہ تہذیب تھا۔ مخرج اس انداز سے اس کا نظم و نسق تھا۔ مختلف موضوعات پر جمع، دعوت کے رکمان کے وہ مقامات تھے جو وہ کہہ کر اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ جس روز متاثر پڑھا جاتا تھا اگلے روز چھپ کر تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ مؤثر کے مندرجہ ذیل مقامات پر مناقشہ و مباحثہ کا حق ہوتا تھا۔ نیز صدر کی طرف سے کوئی جدید مقالہ جدید موضوع پر لکھے یا ان موضوعات پر لکھے، جازت ہوتی تھی۔ حسب ذیل موضوعات پر مشتمل تھے۔

۱۔ علمی دعوت کے جملہ پھیلنے کے کیا اسباب و عوامل تھے ؟

۲۔ اجتہاد کے مختلف دور کا جائزہ۔

۳۔ مختلف اسلامی فقہی مذاہب سے مسائل منتخب کرنا، اس کا عنوان تھا "تلمیق بین المذاہب"

۴۔ ملکیت زمین کا مسئلہ اسلام میں (لیکن اس موضوع پر کسی نے مقالہ نہیں پڑھا)۔

۵۔ ان کے علاوہ چند اور موضوعات بھی تھے۔ خیال ہے کہ آئندہ بیانات کی کس مشاعت

میں مباحثہ کا نمونہ پیش کیا جائے۔ راقم الحروف نے بھی اجتہاد پر ایک مختصر مقالہ پیش کیا

کیا جو نل سکیپ سائرس کے تعلمات پر محتاج ہو کر تقسیم کیا گیا، نیز اجتہاد کے سابق مقامات پر

مختلف مسائل پر تقریریں کی اور اپنے مقالہ میں تلمیق بین المذاہب پر بھی روشنی ڈالی اور

مقالہ نگار کی رائے سے اختلاف کیا۔ ہمارے رفقاء میں سے مولانا غنی نمود صاحب اور مولانا
غلام غوث صاحب نے بعض موضوعات پر مقالات پیش کئے۔

مجمع البحوث الاسلامیہ اور اس کی پہلی کانفرنس کے بارے میں تاثرات :-

اس مؤقر کا سب سے عظیم الشان فائدہ یہ ہوا کہ حکومت جمہوریہ متحدہ عربیہ عرب کے
اتحاد کے لئے جدوجہد کر رہی تھی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا۔ عربی اتحاد کی جگہ اسلامی اتحاد آرہا ہے
اور ایسا محسوس ہوا کہ جمال عبدالناصر کو وحدۃ العرب میں ناکامی ہونے کے بعد اب ان کی
توجہ اسلامی اتحاد کی طرف بڑھ رہی ہے۔ اگرچہ وہیں کے سربراہ اور دہشتہات بھی کہا کرتے ہیں کہ
عربی اتحاد سے ہماری غرض یہ ہے کہ اتحاد اسلامی کی یہ پہلی کڑی ہے۔ بحال اس جہت سے
اس کانفرنس سے یہ سیاسی فائدہ بھی اٹھایا گیا کہ اسلامی اخوت اور عالمگیر اسلامی رشتہ موت
کی حرمت قائم اٹھانا چاہیے اور اسی وجہ سے مشرقی افریقہ کے جدید آزاد شدہ ملک کی طرف کافی
توجہ تھی اور اسی وجہ سے بار بار مختلف جہات سے یہ کوشش ہوتی رہی کہ سب مندوبین اسلامی
عالمگیر اخوت کے رشتہ کی اہمیت زیادہ محسوس کریں اور یہ گویا سچی یا جبار ہوتا تھا کہ یہ دور یہ متحدہ
عربیہ کے پیش نظر اسلامی اخوت کا رشتہ مضبوط ہے۔ اسی مؤقر میں اخبارات میں شائع ہونے
سے قبل سب وفد کو یہ خبر سنائی گئی کہ ہمارا دستور تیار ہو گیا اور اس میں یہ بات طے ہو گئی
کہ حکومت جمہوریہ عربیہ متحدہ کا مذہب اسلام ہوگا اور سرکاری زبان عربی ہوگی۔ اسی مؤقر میں
پہلے صدر مؤقر ڈاکٹر عبداللہ مائشی نے شاندار الفاظ میں یہ اعلان کیا کہ حکومت نے مصحف مکتب
کے لئے ایک خاص سٹیشن کھولا ہے جس کے میٹر کا نمبر یہ ہوگا۔ اس پر صرف قرآن کریم روزنامہ چڑھا
گھنٹہ نشر کیا جائے گا۔ عصری وقت کے مطابق صبح ۶ سے ۱۰ تک اور اسے شام ۴ سے ۱۰ تک
۱۰ سے ایک تک اور ۲ بجے رات تک یہاں عبداللہ مائشی نے وفد سے حبیب مرقاٹ کی
توسل سے مصافحہ اور مزاج پر سی کے بعد کہا کہ

سفراء! میری خوش قسمتی ہے کہ میں آج آپ سفراء کی زیارت کر رہا ہوں۔ ہم سب
اسلامی اخوت کے رشتہ میں منسلک تھے۔ استعماری طاقت نے اپنے سیاسی غرض کے لئے ہم

کر دیا اور استعماری سیاست نے دنیا کو تباہ کر دیا یہ جہد دو مرتبہ دہرایا اور اس پر زور دیا کہ
اس وقت مشغول ہوں رخصت ہو، بتا ہوں خدا کا فضل۔ عربی ستر پر کا پڑا، جہاں یہ تھا۔
ابن السادة ابن السديد برفہ یسہ، اور آخری جہد تھا، سید واعلیٰ بیکہ اللہ، اور اس وقت
سہ صد و فیسٹین میں صلی کی عرب بند کی پر جہاں یو این او کا حفاشی دستہ بھی موجود ہے سب وفود
کو چار سو کچھ میٹر سمیٹ کر اس کے کراڑے اور یہ تجویز پاس کرانی کہ فلسطین کا قسطنیہ تمام عالم
اس کی کا شتہ کہ قسطنیہ ہے۔ یہ تنہا، فی ملک کا قسطنیہ نہیں اس لئے ہم تمام نائندگان ماکب
سرمیہ، ورسامانان، ہم متفقہ احتجاج کرتے ہیں کہ فلسطین میں مہاجرین کو جلد از جلد آباد کیا
جائے اور سب منہ و تین شہر اس قرار دے کہ تائید کے لئے کہا گیا، دو مرتبہ راقم الدوف کا آیا۔
حسب ذیل عربی الفاظ میں قرار دے کہ تائید کی۔

”أين السادة وفود البلاد الإسلامية وعمدة المسلمين الاشت في أن المؤمنين
بأنه حق تواضع بذا دشمه وقت دشمه كما قال سيدنا رسول الله عليه
وسلم: ”المؤمنون في تواضعهم وتواضعهم وقد خضعوا لله وحده“ إذا
اشتى عندهم أن لا يمشوا بغيره باله وروى، ولا ريب أن قسطنية فلسطین
قسطنية إسلامية عالمية ليست قسطنية عربية فقط، فمن واجبنا أن نشه
مدفع عننا متک فستین فی سبیلنا واصل مشکلی، وایب السادة
ان قسطنية فلسطین و قسطنية کشمیر متماثلتان متجانستان، فاریقة صریح
من المصالحات تحت سيطرة حكومة غاشقة قائمة مستبدة تفكر
على سر بآن قسوة و جفوة لیست فیها ائیة رحمة و عافاة، فی سرباء
أن منقذها کذک۔

دست جہاں، حاکم، ایک ایسا سرپرست ہے جو شہر مسلمان کہیں کے بھی باشندہ ہوں، ان
پر سب سے زیادہ عزت کا رشتہ ہے اور سب سے زیادہ عزت رسالت پناہ بھی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہون
کے سابق مسلمان دنیا کے مسلمان اپنی جہد میں و تقویٰ و محبت میں تاکہ مشاں کچھ برات کا سب سے بہتر
خدا کی خدمت میں امر کوئی شکایت ہے تو سارا بدن بنا روئے خوابی میں بتلے رہے ہیں جو شہر فلسطین

کا قضیہ تمام عالم اسلامی کا مسئلہ ہے تنہا عربی ممالک کا نہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے ہم سب متحد ہو کر سوچیں۔

حضرات۔ جس طرح فلسطین کا مسئلہ تمام عالم اسلامی کا مسئلہ ہے ٹھیک اسی طرح کشمیر کا قضیہ بھی تمام عالم اسلامی کا مسئلہ ہے۔ چالیس لاکھ مسلمان کشمیر میں ایک ظالم بے رحم حکومت کے یہجہ استبداد کے نیچے کرا رہے ہیں، تو ہمیں اس کے لئے بھی متحد ہونے کی ضرورت ہے۔

الغرض یہ محسوس ہوا کہ اب عرب دنیا بھی اپنے مسائل و مشکلات کے حل کرنے میں عالم اسلام کے تعاون سے بے نیاز نہیں ہو سکتی اور خدا کا شکر ہے کہ ان کو بھی اس کا احساس ہو چکا ہے۔

محرم الحرام ۱۳۵۷ھ جون ۱۹۳۶ء

۱۔ عالم اسلام کے نمائندہ و فووک اجتماع میں قیام و بیعت مرکزی ممبر مسئلہ کشمیر کی یہ ایسی موثر رجحانی ہوئی ہے کہ اس پر ہماری حکومت کو توجہ تادم ہوئی کہ انہوں نے جو چاہئے خصوصاً حضرت ممدوحہ مسئلہ کشمیر کو مسئلہ فلسطین کا ہم پاد قرار دے کر امتداد و تائید دیا کہ اس سے زائد کا تصور کوئی سیاسی مدد بھی نہیں کر سکتا۔

مجمع البحوث الاسلامیہ قاہرہ کی دوسری کانفرنس

مؤتمر رابطہ اسلامیہ منعقدہ مکہ مکرمہ کے بعد قاہرہ میں منعقد ہونے والا اسلام آباد کی دوسری مؤثر منعقدہ ہوئی، ۳۳ مئی سے ۲۳ مئی تک کانفرنس جو بری رقی حسب معمول سابق پاکستان سے چار مندوبین کو دعوت دی گئی، راقم الحروف، مولانا مفتی محمود ریس، مولانا خٹک، غوث بڑاوی، ریس، مولانا تاج ریس، ام ریشتری پاکستان، ان میں مکہ مکرمہ میں تھیں دعوت نامہ یہاں سے ہو کر وہیں پہنچا، سفارت خانہ جمہوریہ عربیہ متحدہ متفقہ سعودیہ عربیہ نے جلد سے جلد راستہ قاہرہ روانہ کر کے اسے آمادگی کا اظہار کیا، بعد ازاں کیا بین میونسٹریل ساتھ خاندان کا ایک مختصر سا قافلہ تھا اس نے اس نے بڑا راستہ قاہرہ کے سفر سے معذرت کی، کرچی، مئی کو مراجعت ہو سکی، دہکا سا خیال ہو کہ تین چار دن کی شرکت ہی تھی تاہم چلا جاؤں اس سے کہ خالص علمی مباحثات جدید مسائل پر۔ مختصر تبادلہ خیال اور علمی مناقشات میرے دل چسپی کے موضوعات تھے، لیکن سفارت خانہ جمہوریہ عربیہ متحدہ متفقہ عربی سے معلوم ہوا کہ پاکستان کی وزارت خارجہ کے کونوٹیری غیہ موجودگی کو غنیمت سمجھا اور جمہوریہ عربیہ متحدہ کے سفارت خانے سے سفارت کی کہ ان کے مخصوص نمائندے سے میری جگہ کی خانہ پڑی کر دی جائے بہرحال میں قاہرہ کا یہ سفر بہتر کر سکا۔

غیرت اسلام اور پاکستان

مؤتمر مجمع البحوث الاسلامیہ میں اس سال جو مقالات پڑھے گئے، ان میں اسلامی مابین کے درمیان کے دو ہی مسئلے زیر بحث آئے اور جو مسئلہ پڑھے گئے، ان میں تین سے سب سے زیادہ اہم تھے:-

- ۱۔ ایک ذکاوت و صفات پر مشتمل ایجنڈہ کا نہایت مختصر اور مبسوط علمی مقالہ۔
- ۲۔ دومنہ ایجنڈہ کی ورسیس پر ڈاکٹر عبد اللہ ربیع نے مجمع البحوث کا نہایت جامع اور مدلل مقالہ۔

۳۔ تیسرے مقالہ اسلام کے نام سے بیات پر مشتمل رفیق مختصر مقالہ تھا۔

مؤخر الذکر مقالے میں بینک کے تجارتی سود کے ہونے پر زور دیا گیا تھا جس پر پورے مال میں شور مچا اور ڈاکٹر عبد الحیہ محمود پر پریس شیعہ اسرمیاں اتارنے سے یہ مؤلفانہ اور احتیاجی

کیا اور اس مقالہ کو سراسر نصوص قطعیہ قرآنیہ اور اجماعِ امت کے تحت قرار دے کر منہ پر کیا کرے
مقالہ کو مجموعہ البحوث کے مقامات بلکہ مؤلف کی کارروائی اور ردِ اوہ کے کمال دیا جائے اور مقالہ رسالہ
کو اس خیال اور عقیدہ سے توبہ کا اعتراف کرنا چاہیے ۔

حقیقت ہے کہ اس دورِ اتحاد و زندہ قدم میں اور ایک ایسی سرزمینِ درمک میں جس کو حریت
رائی کے لئے ضربِ مثل سمجھا جاتا ہے۔ تنہا حریتِ ایوانی اور ایسی غیبتِ دینی کا منہ بہرہ جیت کر
مٹا ہے کہ ہمارے اس اسلامی ملک اور پاک سرزمین میں جس کے بسنے والوں کے قلوب میں مذہبی قیمت
دینی تشبیب و دشمنانہ سماں کا احترام و تقید تمام اہل اسلام اور باطنیہ سے زیادہ بوجہ ان سے
اور ایسی اسلامی اہمیت میں جو دنیا کی سب سے بڑی اسلامی اہمیت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ
دورہ کی حریت سے جس پر حکومت کا کون روہم لگتا ہو نہایت بڑی ترقی ہو کر رہا ہو
اور امریکی زبانوں میں مشغول مقالے شائع ہوں اور نصوص قطعیہ قرآنیہ اقرآن کی تفسیر و تفسیرِ آیات
میں تاویس اور تحریفیں کی جائیں اور اعتدال نہ کہا جاسکے کہ ۔

قرآن کی صورت میں و غایاتِ ابدی و قسیمی میں، نصوصِ قرآن اقرآن کے تفسیر کے ساتھ
ہوئے تجارت و تہذیب کے تحت تصریف کیا جاسکتا ہے اور ہمارے تمام ربوبِ دین ربوبِ تہذیب و تہذیب
اربابِ تہذیب مدارسِ عربیہ و مراکزِ دینیہ اور ممالکِ اسلام سکھانے والے اس سے گھر کر رہا ہے
سب سے بڑی خاموشی ہیں، و قناتہ و نالہ لیبہ سرجعوں ۔

بسوزت غفلتِ زحمت کہ میں چہ بواجب است

اگر ہماری غفلت و سببِ خیر ہی ہے غفلت و سببِ توبہ کی گاہیں نام رہا تو نہ معلوم یہ سبب کس کا ہے
کر کے گناہ

بینات کے غفلت میں بار بار ہر طبع فکر کو توجہ دینی کی و سببِ تہذیب و تہذیب کے گناہ

و مکن لایمیان لعلن متدی

کچھ محسوس کیا ہوگا کہ اربابِ اقلیتہ رعبہ دین کی سببِ تہذیب و تہذیب کے گناہ
سے دور نہ تھیں یا فتنہ بخت کی تہذیب دینی معصومات سے یہ تہذیب تہذیب و تہذیب کے گناہ

صاحب اور ان کے تمام کے تمام قلمی رفقا، بڑی جانفشانی اور تن و جی سے یہ خدمت انجام دیتے ہیں
ہم تن مصروف ہیں اور ہمارے فکر و نظر (اردو) اسلامک اسٹڈیز راکریزی، اور اسلامیات (سندھ)
(عرفی) سندھان (بنگالی) کے صفحات ان نام نہاد، اسلامی تحقیقات (صحیح تحریرات) کے لئے وقف
ہیں تاکہ اس شہر میں اور دل آویز، زہر کو ہر زبان کا پڑھنے والے زہر مار کرے۔

اول کتاب اللہ کے بارے میں صاف صاف اعلان ہوا کہ قرآن حکیم کے ابدی ہونے کے معنی یہ ہیں کہ
جن عمل و غیبات پر حکام الہیہ کا مدار ہے وہ عمل و غیبات ابدی ہیں، بدے ہونے، حادث و ظروف کے
تحت قرآن کی مخصوص صریح آیات، میں ہی عمل و غیبات کے تحت تبدل، تغیر و تبدل در، خد ترک
کیا جاسکتا ہے، پھر ان عمل و غیبات کے سمجھنے، جاننے اور متعین کرنے کے کون ہیں؟ مجتہد عصر، داکٹر
فضیل الرحمن، وراثت کے سجدہ پرست، قلمی رفقا، جو سائنٹیفک ریسرچ کی تربیت حاصل کر رہے ہیں،
اور مجتہد عصر بننے کے امیدوار ہیں اور وہ قرآن کی ابدی عمل و غیبات، وہ ہیں جو دار تحقیقات اسلامی
کے ترجمان مذکورہ بالا مابنائے و رسد ماہی رسائل پیش کر رہے ہیں، کسباب یہ سہ :-

۱۔ زکوٰۃ اسلامی حکومت کا ٹیکس ہے اور اس کی علت دفع فقر اور رفع مسکنت ہے اس لئے سرکاری
حکومت شریعت کی جمع علیہ اور متواتر شرح زکوٰۃ اور اموال زکوٰۃ میں موجود زمانے کے بدلے ہونے
حالات کے تحت جتنی پاس ہے شرح زکوٰۃ مقرر کر سکتی ہے اور جہاں مناسب سمجھے وہ فن کر سکتی ہے۔

۲۔ قرآن حکیم کا مخصوص نصاب شہادت، دو شہرہ مرد یا ایک مرد و دو عورتیں، اس زمانہ کی پیمانہ
اور غیر تعلیم یافتہ عورتوں کے پیش نظر تھا، اس زمانہ کی تعلیم یافتہ بیدار عورتیں و مہذبہ دل و دماغ کی ایک
عورت بھی ایک مرد کے برابر ہے اور ایک مرد و ایک تعلیم یافتہ عورت سے نصاب شہادت پورا ہو جاتا
ہے اور ان کے حدود و آزاد چہادات جن کے بیانات کے صفحات میں مفہم گمشدہ فی جوابات دیئے جا
چکے ہیں مگر افسوس یہ سب کہ عموماً قارئین فکر و فکر تک یہ جوابات نہیں پہنچ پاتے۔

دار تحقیقات اسلامی کے سربراہ داکٹر فضیل الرحمن صاحب نے اپنے اور اپنی زیر تربیت مجتہدین
کے اجتہادات کو کتاب و سنت کے تحت رہنے کی غرض سے سنت کے تیرہ سو سالہ معارف و مجمع علیہ
معنی میں اپنے سید نام معلم و مشہور و معروف و مستشرق ذاکر جوزن شاخت کی رہنمائی سے

عجیب و غریب تو ہیں نہیں ثابت کی بات اور ان اجتہادات کے لئے داغ بیل ڈالنے کی غرض سے ایک نہایت لمبیل و عریض متنہ سنت جماع اور اجتہاد پر کھاستہ در اسی مقالہ سے ماہنامہ فکر و نظر کی بسم اللہ یعنی فصاح کی بات و رس میں قرن اول و دوم کے مجتہدین کی تصانیف کے اقتباسات کے ذریعہ یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور پورا زور قلم اس پر صرف کیا ہے کہ سنت "در حقیقت کیا تعالیٰ مصلحت" ہے جس کی تشکیل آزاد شخصی رائے سے ہوتی ہے اور غرض اس میں یا نہ کرنے کے قبول کر لینے کے بعد وہ ہی سنت بن جاتی ہے ورنہ رائے عامہ کے اس قبول کر لینے کا نام ہی اجماع ہے جس کو وہ آزاد اجتہاد کے نام سے یاد کرتے ہیں اور ان کی تحقیق کے مطابق :-

۱۔ مت مجموعی طور سے اپنے آپ کو سنت نبوی کے مشمولات کی تحقیق کے ضروری مستحق و مکمل مانتے ہیں۔
 ۲۔ مت انفرادی طور پر نہ ہیں دینی جگہ اس روح کو سمجھنے کی کوشش کرتی ہے جس کے تحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان شدہ تاریخی کوائف میں وحی بنی کا مفہوم متعین کرنے اور اس کی تفسیر کرنے کے لئے کوئی قیام فرمایا، اور اس تعالیٰ اصطلاح کو جاری و ساری رکھنے کی غرض سے ڈاکٹر صاحب موصوف اس کا نام سنت جاریہ یا زندہ سنت رکھتے ہیں، کتنا حسین و درخش نام ہے اور امت مسلمہ کی جمع علیہ اور متواتر سنت پر کتنی ثبات پڑا ہے اور اپنے مفروضات کو ثابت کرنے کے لئے قرآن اول اور دوم کے کبار مجتہدین کی تصانیف سے اقتباسات پیش کئے ہیں۔

منصب نبوت | حالانکہ یہ قطعاً ظاہر اور ناقابل انکار حقیقت ہے کہ رسول و رسل کی دینی حیثیت اور منصب ہی یہ ہے کہ اس کو سرتاپا معصوم و راست کرنے کے لئے سر پر اسود اور قد وہ بنا یا جاتا ہے، اس کی اطاعت جزو ایمان ہوتی ہے، و رشاد سے :-

روما فرست من رسول کا یہ صانع باذن اللہ ہم سے برسوں پہلے کو اپنے کلمت و جب یہ رسالت بنا کر بھیجا ہے۔

تمام انبیاء کریم علیہم الصلوٰۃ و السلام نوح، ہود، صالح، و علیہ السلام، شعیب، موسیٰ و خدسی سب ہی ایک زبان ہو کر یہی دعوت دیتے ہیں :-

ماذکورہ بالا اقتباسات کے مندرجہ ذیل ماہنامہ فکر و نظر بت، وچوری وگست ۱۹۷۳ء شمارہ نمبر ۱۱، ص ۱۱

مت و تشہد و سنت :-

ہر حال یہ کبار سنت ایک تعالیٰ اصول و جہت ہے اور اس کی تخلیق و تشکیل زیادہ تحقیق رائے سے ہوتی ہے اور رائے و مذاہب کی توثیق کرتی ہے۔ بعض صحاح شریعہ کے ساتھ ایٹینا اور عرب سے یہی نمونہ طریقہ ڈاکٹر صاحب کے ایک پیش رو حرافہ اور کائنات کے ابتداء سے اختیار کر رکھی ہے اور رت دن اس کی نشو و نما میں آئے ہوئے ہیں حالانکہ پاکستان کے مسلمان ان کے متعلق ایسا فیصلہ کا اعلان کر چکے ہیں، ڈاکٹر صاحب مکتوبات کو اس سے سبق لینا چاہیے اور اس طریق کار کو چھوڑ دینا چاہیے، اس سے پہلے کہ پاکستان و دنیا کے مسلمان ان کے متعلق کوئی فیصلہ کریں۔

یہ تو ایک جملہ معترضہ ہے جو 'سندین' المنصوری کے جذبہ سے نچا میں آ گیا ہے اس موضوع کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

زیر نظر الفاظ و کلمات کے مصدرات شرعیہ قرار پائے گا مسبب یہ نہیں ہے کہ اب کوئی شخص ان کلمات کو لغوی معنی میں کہیں بھی استعمال نہیں کر سکتا خود قرآن مجید میں 'واقیموا الصدقات' میں لفظ صدقہ واجبہ کے مخصوصہ کے معنی میں استعمال کرنا کے باوجود آیت کریمہ 'وما کان صدقہ عند نبیت الا مکاتبا و تصدبہ' میں اس لفظ صدقہ کو غیر شرعی یعنی لغوی معنی میں استعمال فرمایا ہے، لہذا اگر کہیں امام ماکہ یا امام اوزاعی یا کسی اور بزرگ نے 'السنة عند النبی' اسدقہ بلدن تیا 'سنة' المسلمین و غیرہ کے ان ذرا اپنے شاہ کے یا اپنے رب کے یا عہد تابعین کے مسلمانوں کے تعال کے سے جوئی مجاہد سنت نبوی کی روشنی ہی میں قائم ہوتا تھا اسکا کرینے تو اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ ان کے نزدیک کتاب و سنت کے ساتھ ساتھ جو غلط سنت ماضیہ تشریع کے طور پر استعمال ہوتا ہے اس سے بھی یہی عامہ الناس کا تامل مراد ہے اور یہی سنت کی حقیقت ہے جیسا کہ ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ درحقیقت سنت ایک تعالیٰ اصول و جہت ہے اور اس کا نام سنت جاریہ یا زندہ سنت رکھ کر یہ تاثر یہ کہ کرنا کہ مرزبانہ میں مستحکم سنت نبوی میں تخلیق و بازتخلیق کا عمل جاری رکھا ہے، لہذا تم بھی اس استحقاق کے مالک ہیں اور میں بھی تخلیق سنت کا حق ہے، بتو ایسے کتاب و نسخہ اور کتاب و دست و شکوہ اور فریب ہے۔

کیا اچھا ہوتا کہ اس شقاق کو ختم کر کے جرات کے ساتھ یہ عدل کر دیا جاتا کہ

عہدِ حنفیہ میں ہم ایک دوسری ہی زندگی کے اس طرح حادی ہو چکے ہیں اور جدید مہنت سے ہم اس طرح وابستہ ہو چکے ہیں اور اس سلسلہ میں ہم اتنے آگے بڑھ چکے ہیں کہ اب اس کو چھوڑ کر چودہ سو سال پیچھے واپس ہمارے لئے یہ مشکل بلکہ ممکن نہ رہی ہے ہم مجبور و معذور ہیں اس زندگی کو نہیں چھوڑ سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائیں۔

یہ بہت بہتر ہوتا ہے نسبت اس کے کہ یہ کہا جائے کہ ہر

موجودہ دور کی تمام ترقیات اور تہذیب جدید کے تمام اخلاقی معاشرتی و اقتصادی مسائل کتاب و سنت کی روح کے عین مطابق و موافق ہے۔

مگر دوسری بات کہ کتاب و سنت کے نام پر ہی تمہیں و تحریک میں پورے زور و قہم در مقامِ توفانی فکر و نظر صرف کی جا رہی ہے، یہ تمہیں نہ اللہ تعالیٰ کے نام کی ہے نہ اللہ تعالیٰ کی سنت مسلمان کا دینہ روایہ و احادیث و سنت کی نفرت دیکھ سکتا ہے۔ ہر اہل اسلام کے لئے یہ دیکھنا بھی مستحسن نہیں اور ان کے پروردگار مسلمان مسفر بین ضرورتوں جو سکتے ہیں کہ ایک مسلمان کا زور و قہم ہی اسلام کی رہنمائی کر رہا ہے۔ "ازماست کہ برماست"

سنت جاریہ کے پردہ میں چھپے ہوئے دھج و فریب اور کذب و افترا کو بے نقاب کرنے کے لئے بیانات کے اس شمارہ میں سنت جاریہ اور ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ کے عنوان سے ایک مبسوط تنقیدی مقالہ کی پہلی قسط شائع ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے مسلمانوں کو حسنِ نیت، فہم صحیح اور حسن عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔

یاس و نا اُمیدی کی تاریک گھاؤں میں امید و آس کی ایک کرن :-

نئی دہلی صوبہ کے متعلق ہے کہ پاکستان کی ایک صاحبِ فوج شیخِ حیدر شاہ دیر سے ہے۔ ہر سال ایک ایک ملک کے اندر و باہر وہ کرہنکاروں کی مکمل قابیلیت و تجربہ حاصل کرنے کے بعد، ہینکاروں کی نظام و رسد کی کاروبار کی تیار کاریوں اور سود کی نظام ماییت کی رہنمائی آفرینی پر اپنی مرتبہ قابلِ قدر کتاب "بہا سود ہینکاری کے نام سے" تصنیف کی اور گذشتہ سال اس کا انگریزی ایڈیشن درجہ اول اس سال اس کا اردو ایڈیشن شائع کیا ہے۔ درغور بھی دیکھیں کو پریٹوٹو سٹ اینڈ فنانس کارپوریشن

لیٹڈ کی بنیاد رکھی ہے تاکہ جلد اس اسلامی نظام کے تجربات بھی سامنے آجائیں، موصوف ہر طرح تہنیت و تبریک اور حوصلہ افزائی کے مستحق اور پاکستان کے لئے لائق فخر ہیں کہ انہوں نے نام اسلامی ملکوں سے پیچھے پاکستان میں اسلامی نظام کی عظمت کے لئے بروقت یہ عملی قدم اٹھایا اور اس سنت حسنہ کی بنیاد رکھی، اب ضرورت ہے کہ پاکستان کا مسلمان کاروباری طبقہ دل کھول کر اس کی معاونت اور حوصلہ افزائی کی طرف ہاتھ بڑھائے کہ یقیناً یہ معاونت دل و نوا علی السبیل و انتقوی کا مصداق ہے وراج جو بینوں میں بد سود کروڑوں روپیہ ڈپازٹ کی مد میں پڑا ہوا ہے اس میں سے معتد بہ حصہ نکال کر اس کا رپورٹیشن میں کے درج و رسعات و رین حاصل کریں۔

اپنی دونوں قہرہ کے مشہور فیصلہ استاذ محمد عبد اللہ العربی نے بھی بینکاری کے موجودہ نظام اور اسلامی نظام مابین پر عربی میں ایک مختصر کتاب شائع کی ہے جس کا نام 'المبادئ المصوفية الخاصة ورأى' 'اسلام میں بنیاد ہے' نیز اسی موضوع پر عربی میں ایک بنیادیت 'افروز' مقالہ 'مؤتمر جمع البحوث' 'اسلامیہ قہرہ' میں پیش کیا ہے جس میں ترکہ دولت کی قباحتیں اور اس کے بالمقابل اسلامی نظام مابین کے محاسن پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

بہرحال عہدِ نوری یہ کوششیں یقیناً اس انجمن خدائوں میں مسرت و کامرانی کی ایک چمک اور متوقع الطیفہ غیبی کا بدش خیمہ ضرور ہیں، شدائد، ان فتنین و مسمین کی ان مبالغی کو کامیاب اور مٹھ فرمادیں اور نہ صرف امتِ محمدیہ کو نوعِ انسانی ان برکات سے مال مال ہو اور سرمایہ داری و سود خواری کی لعنت سے نجات پائے اور مسلمان دنیا و آخرت میں سرخرو ہوں۔ واللہ الموفق

صفر ۱۳۹۵ھ ۱۰ جولائی ۱۹۷۵ء

نہ رقم ادوات سے بھی غیر عرق صاحب اسحاق۔ تہذیبہ لقا و رگیانی کی میت میں اس کارپوریشن کی تقریب افتتاح میں شرکت کی ہے۔ تہذیبہ مینا اس کتاب کا عنقریب ترجمہ شائع کر رہا ہے، امید ہے کہ رشاد صاحب کو اس کتاب کے من و حق بہت کچھ یاد آئے گی خصوصاً اسلامی دقیق معومات کے سلسلہ میں۔

مؤثر قاہر کے مشاہدات و تاثرات

گذشتہ سطروں میں ناظرین کے سامنے تصویر کا ایک رخ سامنے کیا ہو گا۔ اس کا صلی مقصد یہ ہے کہ ہمارے ارباب اقتدار بھی صحیح مقاصد کے پیش نظر عالمِ اسلامی کو متاثر کرنے کے لئے کاتہ کاتب یہاں اقدام کیا کریں اور جو عربی دنیا پاکستان یا باقی اسلامی دنیا سے تقریباً کٹتی ہوئی نظر آتی ہے اس کو جوڑنے کی ان تھک کوشش کرنی چاہیے صحیح حالت پیش کرنے سے میرا مقصد یہی ہے کہ جو منہ اور کام کی بات ہو اس سے فائدہ اٹھایا جائے کیونکہ صحیح مقاصد کے حصول کے لئے تناسل اور تساقوتِ توغینِ اسلام ہے۔ الحمد للہ جو کچھ مد فرسانی کی گئی ہے وہ اشخاص و تعریفوں سے اور ذاتی اعتراض سے بالاتر سطح پر رہ کر کی گئی ہے جب مقصد عبرت و سبق حاصل کرنا ہو تو کسی قوم یا فرد یا ملک کے محاسن کے ذکر سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے نہ کہ بائیسوں کے انہماک سے لیکن واقعی سطح پر شوکریت کو بھڑاسا سنا کر بھی احتیاط و اعتدال کے ساتھ کرنا پڑے تو چند اس مضائقہ نہ ہو گا بلکہ تاریخی کا حق اسی طرح ادا ہو سکے گا اور ایک مورخ کا قلم اپنے منصبی فرض سے صحیح معنی میں سبکدوش ہو سکے گا۔ لہذا مؤثر اور جدید ازہر اور جمال ناصر کے متعلق چند تاثرات جو دوسرے رخ کی ترجمانی کریں گے اس لئے پیش کئے جاتے ہیں کہ ہم ان سے بچنے کی تدبیر سوچیں اور وہ تاثرات اس کی صلاح کی تدابیر پر غور کریں۔

علمائے ازہر کے بارے میں رائے

ہندوستان و پاکستان کے اکابر علماء و میں جو خصوصیت ہے محسوس ہوا کہ وہ فی مابین کے اہل علم سے وہ خصوصیت نہ تھوڑی کہ خلعت ہو چکی ہے۔ دینی تسلط و پیشوا شاعر اسلام آباد کی کوششیں یہ خوفِ مردم حق کے اظہار میں جرات اور قوتِ میانی کا ثبوت کسی غیر صحیح مقصد کے لئے حکومت و قوت کا آہ کار نہ بننا اور اس مسک میں جو خواقب و نتائج پیش آئیں ختم نہ ہونے سے لیکر کہنا میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو ہر ملک عربیہ میں ختم ہو چکا ہے۔ تاریخی روشنی میں نئے نظر آتا ہے کہ چند فرد کو متشنی کرنے کے بعد دسویں یا پندرہویں صدی تہری سے وہ نہایت جو عرب ممالک کے خصائص سے غیر منقسم ہندوستان کی طرف منتقل ہو گئے۔ امام ربانیؒ نے

ثانی شیخ احمد سرہندی شیخ عبدالحق محدث دہلوی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ور شاہ عبدالعزیز دہلوی حضرت سید احمد برہوی حضرت اسماعیل شہید حضرت مورخہ خدیجہ قحطانیہ انورہ قحطانیہ رحمہم اللہ قیاماً کی نظیر اپنے اپنے دور میں مشہور ہوئے ہیں۔ ور شاہ کی۔

جو تہذیب و تمدن کے مائندہ حالات اور جو سو فیضانِ لبنان و عمان و قدس و غزہ و تونس و غیرہ سے آئے تھے۔ ان تہذیب و تمدن میں وہ بات محسوس نہ ہو سکی جس کی ان سے توقع تھی۔ بہتہ موریہ دنیا و مرکز ان میں کے غلما کو زیادہ پختہ پایا۔ یہ تہذیب و تمدن جو یہاں رہنے کے لئے تیار نہ تھے۔ یہ احساس یہ ہے کہ حکومت مصر کے پیش نشتر ہو کام ہیں علماء ازہر چاہتے تھے کہ کسی نہ کسی طرح ان مقدسہ کا فتنہ لاندی کی روشنی میں حل نکالنا ضروری ہے اور اس کی دو وجوہ نشتر آتی ہیں۔ اول ان کو یہ خطروہ لاحق ہے کہ ان مسائل کو اس طرح حل نہ کیا گیا اور حکومت کے منشا کی تکمیل نہ ہو سکی تو اس کے خدناک عواقب برداشت نہ کر سکیں گے۔ یا یہ سنیاں ہے کہ غمہ حاضر میں اتنا جو دسیہ معنی ہے اور توسع و آزادی ضروری ہے۔ اگر ساس اصول قرآن و سنت کو مان لیا جائے تو پھر نہ تہذیب و تیسیر پر عمل کرنا یا کسی ضعیف قول کو اختیار کرنا عین غلطی و ثوابت ہے۔ اس وقت یہی خوب ہے۔ بہر حال وجہ جو کچھ بھی ہو ایک قسم کی مداخلت عام علماء میں زیادہ محسوس ہوئی۔ کلمۃ حق عند سلفین جبریل و عالم حکمران کے سامنے کھڑا حق کی جرات ان میں نہیں ہے۔ بہت ممکن ہے کہ جو استبداد کی پیچہ ان کے سامنے اس کے خوف سے یہ صورت پیدا ہو چکی ہو اس لئے مؤثر کے ان مقدمات میں جو مستحق استناد و رکوع نے تحریر کئے تھے ان میں یہ طبعی ضعف نمایاں تھا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ اس میں کوئی مقصد پنہاں ہے جس کی تمکین کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اور وہ بھی نہایت۔ ممانہ کہہ سکتا ہے انداز سے اس کی گرفت بھی تسار نہ ہو۔ بہتہ جو کچھ سب مقدمات پہنچے ہیں علم کے قلم سے اس لئے ایسے نقطے جیسے پر ویزی قلم کے سونقہ نہ یا درہ شافت کے دین فروشانہ یا سد مک ریسرچ انٹی ٹیوٹ کے نام مقدمات ہوئے ہیں جن میں ضروریات دین کے قسطنطنیہ کو فروغ دینا کر کے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کہنا نہ دین یہ ہے کہ مؤلف کے غلما کے مقدمات ہیں۔ ہمارے ملک کے مسلمہ اکابر کی تحقیقات کی جو نوعیت ہوتی تھی وہ روح جہاد پر نشتر نہیں تھی۔

جدید ازہر کے خدوخال

مؤتمر کے دوران مندوبین کے سامنے جو علمی و دینی کارنامے سامنے آئے ہیں ان میں سب سے زیادہ ہم الزہر یونیورسٹی کا تجدیدی نظام یا الزہر کی نشأت ثانیہ ہے جس کی عظیم لاشات عمارت کی بنیاد قہرہ و مصر کے جدید شہر "مدینۃ النصر" میں رکھی گئی ہے۔ مدینۃ النصر کے جس علاقہ میں جدید یونیورسٹی کے نئے کئی مربع میل کا احاطہ تھا اس میں جس جگہ بنیاد رکھی جیت والی تھی، عظیم شان حسین و جمیل پنڈل بنایا گیا تھا جس میں سکندریہ سے قہرہ تک الزہر کی مختلف شاخوں سے تکر بیٹھنے والے علماء و علماء ہی بیس ہزار تھے۔ اسٹیج پر صرف مندوبین اور المؤتمر کے وفود اور جہاں پتہ نہ تھا اور ان کے نامہین کے لئے کرسیاں تھیں جن پر نام لکھے تھے۔ میں نے اپنی زندگی میں اتنا خوبصورت و عظیم شان پنڈل نہایت خوبصورت قیمتی قالینوں سے فرش شدہ کبھی نہیں دیکھا تھا۔ یہاں خوبصورتی سے سجایا گیا تھا قابل دید تھا۔ اتفاق سے جہاں عبدالناصر اس روز تک حسین و جمیل کے و داعی امور میں مشغول تھے۔ اس لئے نہ آ سکے و حسین محمود شافعی نے ان کی نیابت کی جس کی عصر کی قرأت سے احتفال کی کارروائی شروع ہوئی، پھر تقریریں ہوئی و اس کے بعد شہر بنیاد رکھا گیا جس میں وفود کی طرف سے شیخ ابراہیم نیاس نے وکالت کی۔ اس موقع پر ایک بڑا متعہ سب مندوبین کو دیا گیا جس پر کوئی خط نہیں تھا کہ وضع حجب و اس میں لڑائیاں شہر الجدید کی عبارت کندہ تھی، یہ متعہ ایک ٹھلی ڈبے میں رکھا ہوا تھا۔

اس موقع کے مصارف کے لئے ابتدائی طور پر حکومت نے دس ملین پونڈ یعنی دس کروڑ روپے کی منظوری دے دی تھی۔ جدید یونیورسٹی میں جو جو کالج اور شعبے قہرہ و سکندریہ یونیورسٹی میں ہیں وہ سب کے سب مزید ترقی یافتہ صورت میں موجود ہوں گے و یورپ کی چند زبانوں میں سے فرانسیسی، انگریزی، جرمنی، ایتالیائی کوئی نہ کوئی نہ زبان سیکھنا لازمی کام کے لئے ضروری ہوگا۔ جہاں تک موسم دینیہ کی مہارت کے ساتھ یورپ کی کسی زبان سیکھنے کا تعلق ہے اس کی فائدیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔ سچ کہ تبلیغ و تحقیق کے لئے ان زبانوں میں سے کسی ایک کا حاصل کرنا بہت ضروری ہو گیا ہے۔ اگر مستفی عدو دین اس طرف توجہ کریں تو اسلام کی تبلیغ و تحقیق کا نقشہ ہی

بدل جائے لیکن جہاں تک علوم دینیہ میں مہارت کا تعلق ہے یعنی تفسیر و حدیث فقہ و اصول فقہ فلسفہ و کلام میں علی ترین قابلیت کا تحقق ہے اس جدید نظام میں یہ پہلو بہت کمزور ہے۔ زہر کی جو خصوصیت چلی آ رہی تھی کہ علوم اسلامیہ و دینیہ کے ماہرین یہاں پیدا کئے جائیں وہ خصوصیت ب ختم ہو جائے گی، یوں تو تقریباً ایک سو سال سے یہ صنعت دلت بدن برکتا ہی جا رہی تھی مگر اب محسوس ہوتا ہے کہ اب اس متیاز کا خاتمہ ہی ہو جائے گا، آخر ان جدید علوم کے لئے کیا ضرورت تھی کہ ازہر بھی اس خدمت کو انجام دیتا۔ مصر میں یونیورسٹیاں اور وزارت معارف و تعلیمات کے ادارے اس خدمت کو انجام دے رہے تھے۔ قرآن و سنت کے محققین و ماہرین پیدا کرنے کی جو ضرورت ہے وہ اس صورت سے پوری نہ ہو سکے گی بلکہ اگر یہ ہوتا کہ علوم دینیہ میں تو انتہائی مہارت پیش نظر رہتی اور علوم جدیدہ میں کسی قدر واقفیت اور یورپ کی کوئی زبان ضروری قرار دی جاتی تو بہتر ہوتا لیکن جو صورت اختیار کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ علوم دینیہ سے تو بیکہ ضرورت و واقفیت رہے اور جدید علوم میں مہارت خصوصی حاصل ہو رہی ہے کہ یہ صورت دل امید فرما نہیں ہے اس کی وجہ سے زہر کو جو تاریخی خصوصیت حاصل تھی وہ بالآخر ختم ہو جائے گی۔ میرے خیال میں اگر کوئی قوی، محرم باوقار، محقق علم و دینی مشرکین تدبیر کے متین طریقہ پر جس عہد انصاف کو سمجھائے کہ کوشش کرتا تو شاید یہی معجزہ ہوتی، لیکن محسوس ہوا کہ اس وقت تو کوئی شیخ ازہر ہی نہیں شیخ محمود شلتوت مرحوم کے بعد اب تک میں جیسے استاد عہدے کے لئے کسی کا انتخاب نہیں ہوا ہے۔ سنا ہے کہ شیخ عبدالرحمن تاج اس جیسے استاد منصب کے لئے موزوں شخصیت ہیں، فوسس ہے کہ ان سے مذاقات نہ ہو سکی ورنہ جماعت و اہتمام میں ان کا کمر شرکت نہ کرنا یا تو ان کے معقوب ہونے کی وجہ سے تمایا پھر ان کے اس بکدر پیوستہ غیر مطمئن ہونے کی دلیل ہے۔ بہر حال علما ازہر جو حکومت کے تمام سے وابستہ ہیں کہ تدبیر و حکمت کے ساتھ قدم اٹھائیں تو شاید بہت کچھ صلح ہو سکے۔

جمال عبدالناصر

جس عہد ناصر ورنہ کے کارنامے یا ان کے نامے یہی موضوع تھیں نہیں۔ اس لئے میں روادار

میں اس کا تذکرہ محض ہے لیکن ممکن ہے کہ بعض حضرات گزشتہ معفیات میں جو کچھ لکھا گیا ہے اور
مؤقر کا جس انداز سے جائزہ لیا گیا ہے اس سے کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو جائیں، اس کے چند سطریں
وضاحت پیش خدمت ہیں :-

اس میں شک نہیں کہ جمال عبدالناصر ایک فوق العادہ شخصیت کے مالک ہیں، عزم و ارادہ
کا اتنا منصوبہ آہن انسان ہے کہ شاید ہی سمانوں میں ازمنہ متاخرہ میں اس قوت و ارادے کی کوئی شخصیت
اس درجہ کی گذری ہو، جمال ناصر استقامت اور یورپ خصوصاً برصغیر کے شدید ترین مخالفت ہیں، ان
کی شاید ہی کوئی تقریر استقامت پر حملہ سے خالی ہوتی ہو، وہ انتہائی کام کرنے کے عادی ہیں، بہترین
خطیب ہیں، عیاشی سے ان کی زندگی خالی ہے، خلاق کمزوریوں پر ان کے دشمن بھی ان کو متاثر نہیں
کر سکتے، وہ روزانہ اٹھارہ گھنٹے کام کرنے کے عادی ہیں، ان کا دماغ ہمیشہ کوئی نہ کوئی سکھ سوچ رہی
رہتا ہے، ناصر کی زندگی سادہ ہے، صدر مملکت ہونے سے پہلے جب کرنٹ تھے تو جس مکان میں رہتے
تھے اب بھی اسی میں رہتے ہیں، ان کی اہلیہ کا دل میں رہتی ہیں اور بیٹے میں دو بار خود ناصر بن
کا دل جاتے ہیں، ان کے بچے سائیکل پر اسکول جاتے ہیں، جتنا پروپیگنڈہ ان کی خدمت کرتا رہا ہے
مصر کی موجودہ سکی ترقیات نے سب کو غلط ثابت کر دیا ہے، وہ نہ خروشیوں کے صیغہ میں نہ مریکہ و برطانیہ
کے، البتہ اپنے ملک میں شترایت کو لڑا شتالیت سے بچانے کی کوشش کر رہے ہیں اور موجودہ
کیونزیم کا جواب سوشلزم سے دینا چاہتے ہیں، اس سوشلزم کے اختیار کرنے کی وجہ سے روس کا انداز
اعتقاد حاصل ہو چکا ہے، روس کو دراصل چمچ ہو گئی ہے کہ شاید آئندہ کسی وقت یہ ملک کیونسٹ بن
جائے لیکن ناصر ایک سخت دل انسان ہے، اپنے مخالف کو ختم کرنے میں کوئی رحم نہیں کرتا، جب انتقام
پورا کرتا ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس کے دل میں رحم کا شائبہ بھی نہیں۔

جمال ناصر اپنی رائے میں بہت مستبد ہیں، بہت کم کسی کے مشورے پر عمل کرتے ہیں، لیکن
ان کی رائے ہمیشہ صحیح بھی نہیں ہوتی، ان کی تربیت دینی نہیں ہوئی، نہ مزاج ہی دینی پایا ہے، اس
لئے جس طرح دنیوی مسائل کے سمجھنے کی ان میں ہیئت ہے دین کو سمجھنے کی نہیں ہے، اسی لئے جس
انداز سے دنیا کی طاقت و شوکت کے حریفوں کو سوچا کر وہ آگے بڑھ رہے ہیں، دین کی حیثیت وہیں

صفر نظر آتی ہے، کاش نہ صحر کا مزاج دینی ہوتا تو آج مصر کا نقشہ ہی کچھ اور ہوتا، وہ اپنی رائے میں بس اوقات اتنی جہد بازی کر جاتے ہیں کہ نقصان تک اٹھانا پڑتا ہے، وہ ابتداء عرب کو اس کے اتحاد میں کوشاں تھے اور عرب سیدت کے خواب دیکھ رہے تھے لیکن اس مقصد میں ناکام ہو کر اب وہ فریقہ کے جدید آزاد شدہ ممالک میں رسوخ حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور سعودی ممالک سے اپنے تعلقات درست کرنے کی خواہش رکھتے ہیں، چنانچہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی مجموعہ، البحوث کی پہلی مقررہ سمجھنا چاہیے۔

نہر سوین کی آزادی، اسون بند، اسکندریہ کی بندرگاہ، مدیریہ، التحریر، مدینۃ النصر، مدینۃ العمال اور ارباب کی جدید نشأت، داراقرن کی عظیم الشان عمارت کی تاسیس، المصنف امرتل کے ریکارڈ سارے اسلامی دنیا میں بھیجنا اور خود قاسرہ میں مخصوص ریڈیو کے اسٹیشن سے ہم گھنٹہ قرآن کریم، رالمصنف امرتل، نشر کرنا، افریقہ کے ممالک میں ہزاروں مبلغ و معلم بھیجنا جمال کی زندگی کے روشن کارنامے ہیں۔

اب دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مسلمان ممالک کے سربراہوں کو اسلام کی شوکت باز رفتہ دوبارہ واپس لانے کے لئے متحد کرے، اور مسلمان مکتوں کے مادی وسائل سے مستفید ہو کر دین اسلام کی شہادت شامہ کا ذریعہ بنائے، اور انبیاء کی ریشہ دوانیوں سے محفوظ رکھے۔

وصلی اللہ علی خیر خلقہ سیدنا محمد و آلہ وصحبہ اجمعین۔

مجمع البحوث الاسلامیہ قاہرہ کی پانچویں کانفرنس

قدسی سال کے آخری ماہ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ تک اور خیر میں قاہرہ میں مجمع البحوث الاسلامیہ کی پانچویں کانفرنس منعقد ہوئی اس دفعہ حکومت پاکستان کی وساطت سے رقم اخرواف کو کانفرنس میں شمولیت کی دعوت ملی مینی رجمی رجم کاری، مور پر پاکستانی مندوب کی حیثیت سے جانا پڑا۔

ہوا یہ کہ جنوری سنہ ۱۳۹۹ھ کے آخر میں اسلام آباد سے وزارت قانون کے سیکرٹری نے ٹیلیفون کیا کہ قہرہ میں ایک علمی کانفرنس ہو رہی ہے اور آپ کو پاکستانی نمائندہ کی حیثیت سے جانا ہوگا میں نے غور کیا کہ میں فوری سنہ کی تاریخ کو قہرہ بیت شہ احرام کا عزم کر چکا ہوں اس لئے میں کانفرنس کی شمولیت سے معذرت خواہ ہوں۔ سیکرٹری صاحب کی طرف سے اصرار ہوا اور فرمایا کہ قہرہ بیت شہ سے واپس آکر تشلیف سے جائیں۔ میں نے کہا یہ بھی مشکل ہے، انہوں نے فرمایا کہ ہم نے تاریخ معلوم کرنے کے لئے ٹیلیگرم دلوایا ہے یہ ہو سکے گا کہ آپ جلد سے قہرہ راستہ چلے جائیں۔ پچاس پچھ دو بارہ ٹیلیفون آیا اور تاریخ معلوم ہوئی کہ ۲۴ فروری سنہ ۱۳۹۹ھ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ کانفرنس شروع ہوگی اور عرب بحث آجائے گا تو پاکستانی سفارت خانے جلد بھیج دیا جائے گا، پاکستانی سفیر قیم جلد سے رابطہ قائم رکھیں اور ٹکٹ وصول کر کے قاہرہ چلے جائیں۔ میں نے عرض کیا کہ یہ ممکن ہے۔ ۲۴ فروری سنہ کو پاکستانی سفیر قیم جلد سے ملے۔ معلوم ہوا کہ ایک خط یہ ہے کہ ۲۴ فروری کو قاہرہ جانے پر آمادہ کریں ٹکٹ جب پہنچ جائے گا فوراً بھیج دیں گے اور آپ فوراً سے رابطہ قائم کر کے پہنچا دیں۔ لیکن ۲۴ فروری تک نہ پہنچنے پر مزید تاخیر مشکل تھی اس لئے سفیر صاحب کے مشورے سے تے پایا کہ اس ٹکٹ کے انٹنار کے بغیر قاہرہ پہنچ جانا چاہیے ہے حج کا موسم تھا اس زمانہ میں ہوائی جہازوں پر رش ہونے کی وجہ سے عین وقت پر بیت کا ملنا بہت دشوار ہوتا ہے لیکن "نو کاہۃ الحسین" سے ماحولیات کی وجہ سے یہ مرحلہ بامقصد ہو اور ۲۴ کی درمیانی شب میں قہرہ پہنچ گیا۔

یہ کانفرنس تمام سالانہ موتمرات سے زیادہ اہم تھی اور نظم و نسق کے اعتبار سے بھی ممتاز تھی۔ یہ نمائندہ کے لئے سہولتیں اور اس پر مشتمل وفد پاکستان کی پیشگی ہوائی تھی ورنہ وہ

سے بعد میں معلوم ہوا کہ سفارت خانے کی عمارت سے نکلنے کے بعد ہی ٹکٹ پہنچ گیا تھا لیکن قیام کا مسموم نہ ہونے کی وجہ سے وہ نہ پہنچ سکے۔

کے ساتھ ایک موافق عالم ہوتا تھا کہ جب کسی کام کی ضرورت پیش آئے مثلاً ٹیٹ ویزہ وغیرہ وغیرہ
تو وہ ان کاموں کو انجام دے۔

جموعہ ۲ فروری سے کانفرنس کا افتتاح ہو اور جموعات ۵ مارچ سنہ ۱۹۷۰ء کانفرنس ختم ہو گئی۔
نہیں جموعہ کو کام اعلیٰ ہونے کی وجہ سے کوئی خاص کام نہیں ہوا تھا صرف جامع زیر میں کام مقررین
نے نماز جمعہ اور شام کو ایک بڑے اور شاندار ہوٹل میں استقبال کیا گیا تھا۔ ۸ فروری
سنہ ۱۹۷۰ء صبح ۷ بجے باقی کانفرنس شروع ہوئی جس میں چار ایجنٹوں کے ایک سونامندوں
نے شرکت کی۔ شیخ زبیر و وزیر شئون اوقاف و امور مذہبی و جمع لیبوٹ اور دیگر اہل علم و فضل
ڈاکٹر عبدالمعین نے مؤثر وقت پرستی اسی روز شام کو اور اگلے روز صبح سویرے کے عنوان
سے مائندوں کو اپنے تاثرات کے ظہار کا موقع دیا لیا کہ جو کہنا چاہیں کہیں۔

یوں تو عام طور سے مجمع لیبوٹ کی جو کانفرنسیں ہوتی رہی ہیں ان میں زیادہ تر علمی مقامات
جو مجمع لیبوٹ کے اعضا سمجھے جاتے ہیں پڑھتے جاتے ہیں اور من و مرن کوٹ پر بحث و مباحثہ
کے حق و باطن کے بیان میں دفعہ ۱ کانفرنس میں فلسفین و قدس کا مسئلہ خاص طور پر پیش کیا گیا
یہ محسوس ہوتا تھا کہ اس کانفرنس کا اصلی منشاء یہی ہے کہ تمام عالم اسلام کی رائے اس مسئلہ میں
معلوم کی جائے اور اس مسئلے کے حل کے لئے ان کے ذہنوں میں جو تجویزیں ہیں وہ معلوم کی جائیں
اور اس طرح تمام عالم اسلام کو ان مائندوں کے ذریعہ بیت المقدس کے مسئلہ پر متفق کیا جائے
اسی لئے کثر مقامات کا تعلق، سنی مومنوع سے تھا۔

چنانچہ شیخ الزبیر ڈاکٹر محمد شام کے مقالے کا عنوان تھا "استرداد بیت المقدس"
بیت المقدس پر مسلمانوں کا دوبارہ قبضہ۔

ڈاکٹر عبدالمعین کاغذی کے مقالے کا عنوان تھا "جہاد بالمال فی حق الاسلام" اور سر میں
جہاد بالمال کی اہمیت۔

ڈاکٹر اسحاق موسیٰ عسینی کے مقالے کا مومنوع تھا "الجانب الاسلامی من القضية الفلسطينية"
فلسفینی مسئلہ کے بارے عالم اسلام کی رائے۔

ڈاکٹر محمود شیتہ کتاب کے مقالے کا عنوان تھا "الهدف الاسرائیلی توسیعیۃ فی

سنتا بھی تھے۔ راقم الحروف نے ان کی کوششوں کو سراہتے ہوئے متنبہ کیا کہ اگر صرف حق تعالیٰ کی ذات کی طرف توجہ ہوگی تو غیبی امداد ضرور آئے گی۔

.. ان تنصر واللہ ینصرکم
 رحمہ اللہ تعالیٰ کے دین کی امداد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جہاد سے گام

مقاتلہ بعد جہاد غلبہ ماننا صرف غفرت کی تقریر کی جس کا حاصل یہ تھا کہ ہم میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ مصر آئے اور بیت المقدس کے استرداد کے لئے ہم روانہ ہوئے و خوشن کیا جو قرار دیا آپ حضرات نے پاس کی ہیں وہ میں نے پڑھیں ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ نجات دینے کو ٹلی جامہ پہنایا جائے اس وقت ہمارے کوششیں کارفرما ہیں وہ مشکل کے حل کرنے کے لئے کافی نہیں ہیں۔ ہمارا ہمدرد تنہا اسرائیل سے نہیں ہے بلکہ پس پردہ بہت بڑی طاقتور حکومت امریکہ سے ہے جو اسرائیل کو ہر طرح امداد پہنچا رہی ہے، ابھی کچھ دن ہوئے کہ جدید ترین ہتھیار امریکہ نے اسرائیل کو دیئے ہیں، دنیا کے تمام یہودی اسرائیل کی کافی مدد کر رہے ہیں پانچ سو ملین ڈالر کا چنڈہ اسرائیل کو ابھی ابھی پہنچا چکے ہیں اور مزید پانچ سو ملین ڈالر کی امداد پہنچانی جانے والی ہے اس لئے مسلمانوں کو اور تمام عالم اسلام کو بھی اسی طرح اس تنظیم مقصد کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہے، یہ مسئلہ تنہا عرب قوموں کا نہیں تمام عالم اسلام کا ہے بلکہ عیسائیوں کا بھی ہے اس لئے کہ دو ہزار عیسائیوں کو بھی قدس سے نکلنا پڑا ہے جو لوگ پناہ گزین بن کر ہمارے ملک میں آئے ہیں ان میں عیسائی بھی کافی ہیں، ضرورت ہے کہ تمام مسلمان متحد ہو کر ہماری بھرپور امداد و اعانت کریں تاکہ ہم اسرائیل کے مقابلہ کرنے کے جدید ترین اسلحہ مہیا کر سکیں، اگر مسلمانوں نے ماحقہ توجہ کی تو کچھ بعید نہیں کہ آئندہ سال اس کا نفرنس کے موقع پر یہ حالت بدل چکے ہوں گے۔

البلاد العربية و حربی نمائند پر اسرائیل کی لپٹائی ہوئی نظریں،

قائد عہد رحمت امین کا مقالہ تھا "التونی جرم الزحف"۔ جہاد کے موقع پر میدان جہاد سے
پشت پھیرنا،

ڈاکٹر بھی، منہ کی کے مقالے کا موضوع تھا "اسرائیل والدین" "دریت اسد اور اسرائیل"
الاستاذ عبد المنعم خدات کے مقالہ کا عنوان تھا "الذرة الصهيونية غارة دينية على كرامة
والإنسانية" (یہ صہیونی حملہ تمام اسد و انسانیت کے خلاف ہے)۔

اس لئے مقارنات کے موضوعات کا علم ہونے کے بعد طبعاً منہ و بیان کو بھی اپنے ملکوں کی طرف
سے اسی موضوع پر اظہار خیال ضروری تھا، چنانچہ اپنی محنت خدا داد پاکستان کی طرف سے رقم رٹوں
نے بھی اسی موضوع پر اظہار خیال کیا، جس کا ترجمہ و نقل سہ حسب ذیل ہے:-
جناب صدر اور معزز حاضرین:-

میں جمہوریہ عربیہ متحدہ کا غمو اور ادارہ مجمع البحوث، اسلامیہ کا خیر سنا شکرہ رتبوں
جہن کی مساعی سے ہمیں اس نالس اسد کی مسالہ پر اظہار خیال کا موقع ملا، میں اپنی حکومت مسکت اسلامیہ
جمہوریہ پاکستان اور اس کے باشندوں کی طرف سے یعنی حکومت اور پبلک دونوں کی طرف سے
بدیہ شکر پیش کرتا ہوں اور واضح الفاظ میں اعلان کرتا ہوں کہ بیت المقدس پر یہود کے غاصب و قبضہ
سے تمام عالم اسلام کو بے حد صدمہ ہے اور اس صدمے میں ملت پاکستان کی عربی محنت سے
پہنچے نہیں، بڑا احتجاج کے طور پر حبسوں اور حبسوں کے لحاظ سے شاید آگ ہو، مجاہدین لفظ
ہمارے ملک میں پہنچ چکے ہیں اور بیشتر مساجد میں جمعہ کے دن مسلمان دل کھول کر ان کی امانت
کرتے ہیں، جامع مسجد نیو ٹاؤن کراچی میں رقم اخراجات بھی اس تعاون میں حصہ لیتا رہا ہے اور
مدرسہ عربیہ اسلامیہ کے فاضل اساتذہ نے نہایت موثر انداز میں ان کی عربی تقریروں کی اردو
زبان میں ترجمانی کی ہے۔

محترم حضرات! ہماری سے خیال میں بیت المقدس کے مسئلہ کا حل صرف ایک ہی ہے ورنہ بیت
"اسلامی جہاد" لیکن اسد کی جہاد کے لئے جن امور کی ضرورت ہے، ان میں سے ایک خیال میں یہ ہے کہ
۱۔ اولاً: اس جہاد کا مقصد قومیت، وطنیت، جنسیت، سب سے بالاتر ہونا چاہیے، دوماً
مقصد صرف اعلاء کلمۃ اللہ ہونا چاہیے۔

انہوں میں ہیں عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزاز کے طور پر اپنے ساتھ ہر ایک کا یادگار فوٹو۔
 کچھ لوگ کہتے ہیں، راقم الحروف کی جیب باری آئی تو صفت سے غیور ہو کر پیچھے کر سی پر جا بیٹھا، دو
 شخص اس کے کہ جوں عبد اللہ سے جڑ رہے ہیں کہ فوٹو لیا جائے، میں نے معذرت کی اور کہا کہ میں اس کو
 صحیح نہیں سمجھتا اور میرے نزدیک اس کی کوئی دینی قیمت بھی نہیں، اس لئے معذرت خواہ ہوں۔
 کچھ روز پہلی فرصت میں قاب قوس سے لے کر سیٹل گئی اور قاب قوس سے جہد ہو کر مدینہ طیبہ
 پہنچی اور مدینہ سے مکہ مکرمہ، غرض جو سفر درمیان میں ناقص رہا تھا پورا کر کے مراجعت بالخیر
 ہوئی، و اللہ الحمد۔

خوشی ہوئی کہ عین اس وقت جب کہ قاب قوس ختم ہوئی جہد میں اسدی ملک کے وزراء
 خارجہ کی کانفرنس منعقد ہوئی اور کثرت رائے سے پایا کہ ملک اسدیہ کا ایک مشترکہ پیٹ فارم
 درمیان مشترکہ سیکرٹریٹ جس کے ذریعہ تمام مشترکہ اسدی مسائل حل کئے جائیں قائم کیا جائے۔
 رباط کانفرنس میں یہ تجویز پاس ہوئی اور اس کی تشکیل کے انتظامات بھی شروع ہو گئے، مزید
 خوشی کی بات یہ ہے کہ ہماری مکت کے ایک عزیز وزیر نے اس سلسلہ میں قابلِ قدر کردار
 ادا کیا اور تمام مندوبین نے اس کی تحسین کی، شام و عراق کی عدم شمولیت سے افسوس ہوا، ان
 خصوصیتوں کا عدم شریک ان کی نیتوں کی غمازی کر رہا ہے، آج سب سے بڑا فتنہ یہ ہے کہ اکثر
 لوگ مراہ کے دلوں میں شقاق و لٹاق بھرا ہو ہے، تحبہم حبیباً و قلوبہم شتی کا مصداق
 ہیں، سیٹل کے دلوں میں ان کی ہیبت اور رعب ختم ہو گیا، دوسرا فتنہ علماء امت
 کا خندقہ ہے جس کی وجہ سے عوام کے دلوں میں سے علماء کی عظمت و ہیبت نکل گئی ہے دین سے
 برکشتہ ہو رہے ہیں، بدقسمتیوں تمام علماء و پیر اس کی مسئولیت عائد ہوئی ہے، ابھی وقت ہے۔
 کاش سب بھی علماء و متعلمین و متدبر ہو کر تمام باطل قوتوں کی سرکوبی کے لئے متحد ہو جائیں اور
 وہ فساد کے جھنڈے کے نیچے جمع ہونے کی امت کو دعوت دیں۔

شیخ الازہر شیخ عبد الحلیم محمود کی پاکستان آمد

گزشتہ ماہ میں ہماری وزارت اوقاف کی دعوت پر جامع ازہر کے شیخ الازہر ڈاکٹر عبد الحلیم محمود پاکستان کے سرکاری دورے پر آئے، موصوف سے براہ راست تعارف و تعلق تھا اس سے موصوف نے حکومت کو مطلع کیا تھا کہ وہ مدرسہ عربیہ اسلامیہ تشریف لائیں گے اور قمر الحروف سے بات کریں گے، چنانچہ اسدم آباد سے متحدہ دفن آئے اور پروگرام بھی بتایا گیا اور اس خوش کا ذکر بھی ہوا، بد مشہہ جمہوریہ مصر میں شیخ الازہر کا مقام وہاں کے وزیر اعظم سے بھی اونچا ہوتا ہے درجہ رکنیت کے یہی اسی کی شخصیت ہوتی ہے اور قدیم زمانہ سے ہی ان کی یہ حیثیت و شخصیت محفوظ رہی ہے، بد مشہہ دستور مدرسہ عربیہ اسلامیہ میں روز اول سے ہی رہا کہ خود کسی بڑی شخصیت کو دعوت نہیں دیتے ہیں کوئی بڑی شخصیت خود آنا چاہتے تو روکتے بھی نہیں خود ان کی خواہش تھی کہ وہ مدرسہ میں تشریف لائیں میرا ان سے براہ راست تعارف تھا اس لئے یہی بساط کے مطابق ہونا چاہیہ تھا، بد مشہہ انہیں اور نہ یہ مختصر صفحات اس کے لئے ہیں کہ یہ لکھیں کہ موصوف نے کیا فرمایا اور ہم نے کیا کیا، مگر ہم تمام ریکارڈ محفوظ ہے۔

لحمہ اللہ کہ موصوف کو مدرسہ دیکھ کر خوشی بلکہ حیرت ہوئی اور جب ایک امریکن نو مسلم صاحب نام یوسف طدل نے ان کے سامنے فصیح و بلیغ عربی زبان میں ایک تقریر پڑھ کر سنائی تو موصوف کی ذہن کی کوئی انتہا نہ رہی کہ نیویارک کا یہ نو مسلم انگریز عربی زبان کا کس خوبی سے تلفظ کرتا ہے فرماتے کہ زندگی میں پہلی مرتبہ ایک انگریز کو صحیح عربی تلفظ کرتے دیکھا، ہم اسے صبر کے تحفہ صحت اور کثرت کے بعض مقامات کہ جب ان کو علم ہو تو خواہش نہ ہو فرمائی کہ دو مقامات جن میں سے ایک عبد الحلیم ابن مسعود پر تھی وہ ادارہ ازہر تشریف کی طرف سے شائع کریں گے یہ محض حق تعالیٰ جس ذکر کو چاہے ہے کہ ہمارے ایک کفنامہ دار سے کی حیثیت تھی کہ وہی کہ دنیا کے سب سے بڑی علمی و فکری ادارہ اس کے صبر کے مقامات کو شائع کرنے کی خواہش کرتی ہے ذات ذہن و قلب و قیہ منیشہ واللہ ذو الفضل العظیم۔ وزارت اوقاف کے سیکریٹری جناب محمد حسین صاحب ہاشمی صاحب نے درجہ ہاشمی کا نام بھی لکھا تھا جب قمر بنوئے کے لئے کارروائی شروع کی تو قمر و دفن

سختی سے منع کیا کہ یہ فوطیہ ہمارے مسک میں حرم میں ہم اس کی جازت نہیں دے سکتے تو اس پر دامن
 صاحب نے فرمایا کہ چونکہ یہ ہر گاہی دور و بہت در حکومت کا حکم ہے کہ اس کی نعم بنانی جانتے ہیں یہ
 تو کرنا ہی ہوگا اس پر تمہیں پس ہو گئے اور کہہ دیا کہ شرعی ذمہ داری اب آپ پر ہوگی جو بڑی ہیں ہمدردی
 سفیر نے تعجب سے یہ مہاجر سنا جب چائے کی ٹین پر بیٹھ کر مجھ سے گفتگو شروع کی شیخ نے بڑھاپے میں رہے
 تھے میں نے کہا کہ آپ کے شیخ محمد نجیب مصلحی جو اپنے زمانے میں شیخ رہے ہر گز انہوں نے فوطیہ کو بزر
 پر رسالہ بھی تو ایک شاگرد رشید نے ہی زمانے میں اپنی کتاب "المنہج فی الاصل حلیۃ السوۃ
 'بہدیمیۃ' میں بڑی شدت کے ساتھ اپنی شیخ کے خلاف کھار کسٹریبہ کلید لکھو میں رہتے تھے اور
 تب ہم فرما رہے تھے کہ میں اس صورت میں کو منع کرنے کے لئے یہ چند سہریں لکھنی پڑیں کہ آپ جہاں
 کوئی نہیں متہمہ کہ معصیت میں مبتلا نہ ہو، یا اس واقعہ کو فوطیہ کے جواز کی دلیل نہ بنائے۔

واللہ سبحانہ ولی التوفیق ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ بمطابق ۱۹۷۱ء

عرب امیران کی جنگ اور شکست کے اسباب

مسیر اقصیٰ، بیت المقدس، قبتہ الصخرہ وغیرہ مقامات مقدسہ مسلمانانِ عالم کا مشترک ہے۔ یہاں پر عربوں کی مخالفت تمام عالم کے مشترک وینی فریضہ ہے، شرقی وسطیٰ و مغربی سائنس کی ترقی، مسیحیت پرستی اور یسوعی عقائد اور یہودی عقائد اور دورِ جاہلیہ کا انتہائی دردناک روضہ اور مسیحیت بخاری کی تباہی اور خرافات کی نشان کی بربادی کے اس سبب سے بڑا اسباب ہے۔ ابھی دس سال پیشہ کا قہقہہ تھا کہ برصغیر میں اور اسرائیل کا سہ ماہی قتل و پوری شدت اور قوت کے ساتھ منہ پر ہوا تھی مگر حملہ آوروں کو شہرِ منہ شکست اور ناکامی کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ آج بنگال، برصغیر، اسرائیل، قتل اور ہوا، اور مصر، شام، اردن، الجزائر، عراق، لیبیا، الجزائر اور کویت وغیرہ تقریباً ایک درجن عرب ملک نے مشہد کہ دفن کی ویرانی کا منہ دیکھنا پڑا، صدر جمال عبدالناصر کو شکست، ندامت اور ذلت کا یہاں عزت کرنا پڑا۔ جس کا تصور وہ خود بھی نہیں کر سکتے تھے جس سے عالم اسلام پر یہ ایک نشت کا سامنا رہی ہو گیا اور دوسری طرف تل بیب، لندن اور نیویارک میں مسرت کے شادیانے بٹنے لگے۔ آخر یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ دس سال کے قتل و غارت میں اتنا بڑا تغیر کیسے آگیا؟ اور وہ کون سے عوامل ہیں جنہوں نے نتیجے میں پورے عالم اسلام کو بالعموم اور عرب کو بالخصوص عرقِ ندامت ہونا پڑا؟

یہ ایک اہم سوال ہے جس کا جواب ہر قسم کی جذباتیت، فحشہ بھٹ اور سٹیٹسٹ بالترجہ کر پوری بنیادوں اور گہ سے غور و فکر کے ساتھ ہمیں دینا ہو گا۔

درمشرق، وسطیٰ و مغربی تاریخ کو سامنے آئیے ایک طرف اسرائیل کی "دون قومیت" جس نے ان دس سالوں کا ایک لمحہ بھی غفلت میں ضائع نہیں کیا، عسکری تربیت، جدید ترین سونے فریجی ورجنہ انتظام کی پرورش میں ذرا کوتاہی نہیں کی، بدقسمت برصغیر کی قوت اور خوفناک جارحانہ فوج میں برابر اضافہ کرتا چلا گیا، یہودیہ اور امریکہ نے اسرائیلی جارحیت کو پروان چڑھانے میں اور قوت سے قوت کی تربیت کے لئے نہ صرف ہتھیار و دوسری

کوئی کسر نہیں چھوڑی جس کے نتیجے میں پچیس لاکھ کا پورا ایک "جنگی کیمپ" میں فوجی
 چھاؤنی میں تبدیل ہو گیا، دوسری طرف جانب مخالف فتح و کامرانی کے نشے میں بدست
 ہو کر اس دس سال کے وقفے میں اپنی طاقتوں کا پلٹا سٹیل استعمال شروع کیا، باقی خانہ جنگی
 اور سپیٹول میں ملی اور فوجی قوت کا جنازہ زور، دشمن کی بڑھتی ہوئی طاقت پر صریح نظر
 رکھتے اور دفاعی تدابیر بروئے کار لانے سے تخیل پرست، معنوی پیر و پیکند، بخاری شور و
 غوغا، کھوکھلے نعروں، دھمکی آمیز بیانیوں اور تقریروں پر مبنی، جس قوم کو "خداوند
 کے مقبوضے" بنی تمام ممکنہ قوتوں کے مجتمع رکھنے کا خطاب تھا، واحد و سہ ماہی
 استقامت من قوت، وہ اپنی تمام قوتیں تھوڑے وقار پر ضائع کرنے لگی، جس قوم کو "اسلامی
 اتحاد اور اسلامی ثروت کا آفاقی نسب لعین دیا گیا تھا، وہ قومیت اور نیشنلزم جیسی
 لعنتوں میں مشرومن پیریکر ہو گئی جس اُمت کو مرت دم تک اسلام پر قہر رہنے کی تلقین
 کی گئی تھی (وتموتن زو انتہ مسمون) ان کی لفت میں اسلام پر ہونا ایک طعنے
 بن کر ہ کیا جس مت کو کفر اور شہر کفر سے بیزاری کا حکم دیا گیا تھا (ان ابیرہ منہ
 و مما تعبدون من دون اللہ کفرنا بکم، اس نے شکل و وضع، صورت و سیرت، تہذیب
 و تمدن و رافہ و نظریات میں کفار اور شہر کفر کی نقالی کو مایہ فخر سمجھا، جس اُمت کو
 تمام مادی وسائل، سامان حرب و ضرب اور عدد و وعدہ کی فراہمی کے ساتھ ساتھ اللہ سے
 گڑ گڑا کر دھامکتے، ان کی ذات پر اعتماد اور بھروسہ کرنے اور اسی سے فتح و نصرت کی دعا یہ
 کرنے کی تلقین کی گئی تھی جس نے موبہ مادی قوت پر اعتماد کرتے ہوئے خدا فراموشی کا
 راستہ اختیار کیا، نسوانہ نسبیت (آخر اس تمام پس منظر کا نتیجہ "شامت" نامی
 صورتِ نادر رفت کے سوا اور کیا ہو سکتا تھا؟ اس پیشہ دید اور دردناک صورتِ حال کی
 طبعیت چند مختصر اشارے کرشتہء کے "بھارت و غیرہ میں گر چکا تھا، افسوس کہ جس چیز کا
 سیکے اندیشہ تھا وہی ہو کر رہی، نالہ، رولس، ہیرا امریکہ، برتانیہ، ہویا فرانس، چین ہویا
 جاپان جب تک مسلمان ان باتوں کو دل سے نہیں نکالتے، افسوس ساری بنیادوں پر
 "تجدید و اصلاح" کے نام پر ہر دے کا زہن نہیں نکلتا، صدق دل سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ

پر چلنے کا غمہ تازہ نہیں کریں گے اور سدا می تاریخ کے سبق آموز واقعات سے عبرت پذیر
نہیں ہوں گے اس وقت تک کوئی قوت ان کو حرمان و شہر ان سے نہیں بچا سکتی۔

ان ی نصرکم اللہ فلا غالب لکم وان یخذ لکم فمن ذی ی نصرکم من بعدہ)
آغا اسرائیل جیسی منصف و سب اور ملعون قوم جسے نبیوں کی زبانوں نے ملعون کہا یا اس کی یہی
کامیابی ہمارے لئے کیا کچھ کم عبرت آموز ہے ؟ مگر وہ اسی پر قائل نہیں، خدا ان کو اس سے ہماری
خود فراموشی اور خدا پرستی کی یہی ناگشتہ بہ صورت حال قمار رہی تو خاکہ بدھن، اسرائیل
خیبر و مدینہ کے خواب رکچہ رہا ہے اور بنی نصیر، بنی قرینہ، بنی قینقاع اور یہود شہر کا
انتقام لینے کے لئے دانت پیس رہا ہے۔ دنیا غریبۃ الاسلام و باخبتۃ المسلمین ۔
کاش یہی تازیانہ عبرت مسلمانوں کو خواب غفلت سے جگانے اور اسلامی ممالک کے سربراہوں
کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہو جائے، کاش عالم اسلام کے کسی گوشے سے کوئی صدق مدین
ایوبی شہید اٹھے اور ارض مقدسہ کی تطہیر کے لئے عظیم جہاد بلند کرے۔

مسلمان قوم اور اس کے امراض

عالمِ اسلام بافصوص عرب کے صحراؤں میں قدرتی وسائل، فوسفات اور ماہی و دولت
کی کمی نہیں بلکہ فراوانی اور طغیانی ہے مگر یہ کتنا بڑا المیہ ہے کہ ان کے مال و دولت کا بڑا حصہ
یا تو غیر ملکی بینکوں میں جمع ہونے کی وجہ سے دشمنانِ اسلام کے کام آتا ہے یا شاہ خرچی، عیش
پرستی، عافیت کوشی اور آسائش پسندی کے لئے ضائع کیا جاتا ہے یا پھر لایعنی منصوبوں
اور بے منفعت صنعتوں پر برباد کیا جاتا ہے کین فوجی استحکام، عسکری تربیت اور اسلحہ سازی
تقلہ بہا نصیب، دشمنانِ اسلام جگہ جگہ ہوائی اڈے، بحری بیڑے فوجی چھاؤنیاں اور اسلحہ
سازی کے بڑے بڑے کارخانے قائم کر رہے ہیں مگر عالمِ اسلام خدا فراموشی کے ساتھ ساتھ
ظاہری تہذیبیت بھی مجرمانہ غفلت میں مست ہے۔

مسلمان قوم کو تن آسانی، آسائش پسندی اور عیش پرستی کبھی اس نہیں آتی، ندیس

وراجدہ کی تباہی سے لے کر ترکی و رنجار کی تک کی تاریخ پرست اور سہیل لیبہ اسد کے
غیر اعزات میں بھی جب اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید کی طلب میں ذرا سی غفلت یا اللہ اور
رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ارشاد کی تعمیل میں معمولی سی کوتاہی ہوئی یا قہری ساز و سامان
پر نظر کئی تو فوراً تنبیہ کی گئی اور بعض اوقات ناکامی کا سہ متا کرنا پڑا۔

بہر حال مسلمان قوم اور مسلمان حکومتیں حسب ذیل اراض میں مبتلا ہیں جن کا ازالہ
جمہر زحید ہونا چاہیے :-

- ۱۔ اسد کی سختی کے بجائے قومیت کا لغو۔
- ۲۔ اقمہ اور طاقت کے باوجود اسد می قوانین اہلیہ کو نافذ نہ کرنا۔
- ۳۔ تن آسانی، تن پروری، عیش و عشرت اور لہو و لعب پر مال و دولت کا برباد ہونا۔
- ۴۔ فوجی اور عسکری قوت اور جدید ترین جنگی اسلحہ سے مجمانہ تغافل۔
- ۵۔ صرف مصنوعی، تخیلی اور وقتی لغووں پر قوم کی تنہیم کا خبط۔
- ۶۔ اعداء، کلمۃ اللہ کے لئے اسد می و دینی جہاد کی رُوح کو ختم کر کے ہوس ملک گیری اور
شخصی قیادت کے بقاء کے جنون میں گرفتار ہونا۔
- ۷۔ اسد می معاشرت کی جگہ معون قوموں کی تہذیب و معاشرت کو اپنانا۔
- ۸۔ اسد می سخت، ایثار و قربانی اور غریب پروری کے جذبہ کا ختم ہو جانا۔
- ۹۔ غلط نالی و معیشت کی وجہ سے ایک طبقے کا دولت کی فروانی کے ہیمنہ میں مبتلا ہو
جانا اور دوسرے طبقے کا نان شبینہ کے لئے بکنا۔
- ۱۰۔ اللہ تعالیٰ، مالک الملک، خالق و رزاق و رقادر مسبق سے غفلت برتنا اور دنیا کے کفر
کی ن غوثی طاقتوں کو قبضہ و جات سمجھنا اور ان سے ہمدردی اور خیر کی توقع رکھنا۔
- ۱۱۔ اسد می نظام معیشت کی جگہ بینک کے موجودہ کا فریہ نظام مالیات کو اختیار کرنا اور
اسی کو ذریعہ نجات اور مشکل کشا سمجھنا۔
- ۱۲۔ اسد می فلسفہ تعلیم کی جگہ بیزار اور آخرت فراموش نظام تعلیم کو اپنانا اور اسی
کو معرِج ترقی سمجھنا۔

میں سمجھتا ہوں کہ عشرِ حاتمہ میں مسلمانوں کی تباہی کے حقیقی اسباب یہی ہیں کاش کہ
زالہ و صدمہ کی طرف عالمِ اسلام کو متوجہ ہونے کی توفیق ہو جائے۔

بیت المقدس پر اسرائیل کا قبضہ

بہر حال جون ۱۹۶۷ء کے پہلے عشرہ کے چار دنوں میں بیت المقدس پر یہود کا قبضہ
خلیج عقبہ پر ان کا تسلط اور عزہ و عیش اور صحراء سینا پر ان کا اقتدار دورِ حاضر کی تاریخ
کا دردناک حادثہ اور عالمِ اسلام کی جبین پر سیاہ داغ ہے مکنے والوں کا کہنا ہے کہ یہ سارا
قصہ چار دن میں نہیں صرف چار گھنٹوں میں طے ہو گیا تھا، پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ کا
قدس و فیصل کا انتہائی ذلت سے بیک بینی و دوگوش ملک بدر کیا جانا یہود کی تسبیح
فسادت اور سنگدلی کا نیاریکار ڈھبے جس بد بخت اور تاریخی مجرمہ قوم نے انہیں کرم
عبدہم السلام کے خون سے ہاتھ رنگین کئے ہوں ان سے انسانیت کی ترقی کب ہو سکتی ہے ؟
امریکہ و برطانیہ کا اس "یہودی سازش" میں بلا واسطہ شرکت کرنا اقوامِ متحدہ کی تاسیس
سامتی کو تسلل کا اظہار حق کی جرات سے احتیاط کرنا عین وقت پر روس کا اپنے بلند
بانگ و غوغاؤں کے باوجود پہنچتی کرنا اور برطانیہ و امریکہ کی سامراجیت سے گٹھ جوڑ
کرنا ہماری عبرت کے لئے کیا کچھ کہہ ہے ؟

جو کچھ ہونا تھا، دگیا اب بعد از وقت روس کا اسرائیل سے سفارتی تعلقات ختم کر لینا
ان دردناک زخموں کو کبھی مندمل نہیں کر سکتا، روس اور اس کے ہمنوا ملک اب جو کچھ کر سکتے

عہ اس عالمی ادارے کا احترام اپنی جگہ لیکن ستمبر ۱۹۶۷ء کی پاک بھارت جنگ اور شرق وسط کے حالیہ بحران کے
دوران اس ادارے نے جو کردار ادا کیا ہے وہ عالمِ اسلام کے لئے قطعاً مایوس کن ہے یہ ادارہ نہ صرف ممالکِ اقوام
کا اکھاڑہ اور جارحیت و مہیونیت کا آلہ کار بن کر رہ گیا ہے، یہ عجیب و غریب ظریفی ہے کہ جو عالمی مسائل کے
سمجھانے کے لئے وجود میں آیا تھا وہ طاقت و جارحیت کے خدات کسی قسم کی کارروائی کر سکتا مہربان
اور منسوم کے حق میں ایک لفظ تک کہنے سے اس کی زبان گنگ ہے۔

ہیں دوستے کہ بعد از جنگ بید آید بر کلمہ خود یا بدزد و کلمہ صداقت ہے۔ کیا اب بھی اس
دشمنانِ اسلام سے دوستی اور خیر خواہی کی توقع رکھی جاسکتی ہے؟ فصوص ہے کہ ہمارے
عرب اور غیر عرب ملوک و سلاطین کی آنکھیں اب بھی نہیں کھلتیں، کوئی روس کی ہمدردی
نہیں کر سکتا ہے، اس کے کاغذ اشتراکی نفاذ کا حلقہ بموشش بنا ہوا ہے اور کوئی امریکہ
و بہت دیگر ممالک سرائی اور قسیدہ خوانی میں مست ہے، "ناریندہ زان زنبیر جعون"۔

اسرائیل کا بیت المقدس پر قبضہ ہلاکتِ قیامت کا پیش خیمہ

فلسطین و بیت المقدس پر یہود کے استبداد سے اب جو نقشہ بن گیا ہے کچھ بعید نہیں
کہ جو "محمہ کبریٰ" اور ان مدتب کے لئے جن کا ذکر احادیث میں بسلسلہ "اشرار الساعۃ" آتا
ہے پیش خیمہ ہو اور آثار بھی ایسے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بے خبر دنیا کے ختم
ہونے کا وقت شاید قریب آچینا ہے۔

یہاں تک کہ چکا تھا کہ "جنگ" مورخہ "جون سنہ ۱۹۶۷ء" میں مراکش کے شاہ حسن کا
بین النہرین کنڈرا تھیں سے میری معروضات پر کی تائید ہوتی ہے، اقتباس مدحہ ہو:۔
"مشرق اور وسط کی حالیہ جنگ میں عربوں کی شکست کی سب سے بڑی وجہ
عرب ریاستوں کا عدم اتحاد اور مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے گناہ ہیں، خدا نے
ہمیں ہمارے گناہوں کی سزا دی ہے اور ہمیں مقرر ہونے کی ہدایت کی ہے،
خدا نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ایک دوسرے کی توہین نہ کی جائے اور ہم نے زبان
اور تحریر پر ایک دوسرے کی توہین کی ہے خدا نے ہمیں ایک اور موقع دیا
ہے کہ ہم اس کے دے ہوئے خطرات کی پابندی کریں اور اپنی زندگی کو خدائی
قانون کے مطابق ڈھالیں، خدا نے ہم سے اس لئے آنکھیں موڑ لیں کہ ہم خود
اس سے دور ہو گئے۔"

پس خیمہ بادشاہتِ صفائی سے جن حقائق ہ، اعتراف کیا ہے قرآن کریم اور احادیثِ نبویہ
نے ان حقائق کو نیکہ ہاتھ و اشیائے اعتدال کیلئے اور اسلامی تاریخات اس کے لئے

شواہد جمع کر دیئے ہیں کہ جس دل میں نور ایمان کا کوئی ذرہ موجود ہو اور جو پوری طرح مسخ نہ ہو کیا ہو وہ ان کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا، اے اللہ! اس امت پر رحم فرما، اس کے گناہوں کو معاف فرما، ان کو سچا مسلمان بننے کی توفیق عطا فرما اور انہیں دنیوی و دینی اور اخروی نجات نصیب فرما۔ آمین۔

اتحادِ عالمِ اسلام

ان تلخ حقائق اور دردناک حواث میں اگر کسی قدر خوشی کی جھلک نظر آتی ہے تو وہ یہ ہے کہ ہمارے ہمسایوں کا اتحاد خصوصاً اسلامی اتحاد کی طرف رجحان ہے بلاشبہ وقت کا فوری تقاضا یہ ہے کہ تمام عالمِ اسلام ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائے اور امریکہ و برطانیہ کی تحریک "تفریق بین المسلمین" کو ناکام بنا کر "اسلامی بلاک" وجود میں لایا جائے اگرچہ یہ سب عظیمی سے کام لیں اور اس تباہی سے عبرت پکڑیں تو متحدہ مسلمانانہ اپنی سیاسی، اقتصادی اور عسکری قوتوں میں استحکام پیدا کر سکتے ہیں، اگر ہمارے سروں پر مسئلہ شدہ کافرانہ نظامِ معیشت، طرز معاشرت اور درآمد شدہ نظریوں کی اصلاح کر لی جائے تو یہ واپس لوٹا جاسکتا ہے، مسلمانوں میں آج بھی خالد بن ولید، طارق بن زید اور صلاح الدین ایوبی کے جانشین پیدا ہو سکتے ہیں جو ارض مقدسہ کو صہیونیٹ کے پنجوں سے پاک کر دیں اور من لیسو صہیونیٹ کا قرآنی وعدہ پھر ایک بار پورا کر دیں، لیکن اگر مسلمان ہی صہیونی پارٹی ادا کرنے لگیں اور یہود و نصاریٰ اور ہنود و مجوس کی سب زندگی کو اپنا لیں، اقبال کے لفظوں میں ہر

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو مدت میں ہنود !

یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرعاً میں یہود ؟

تو خدا کو ایسے بدنام کئے کہ یسوعیہ چند قسم کے نام بد مسلمانوں کی ضرورت نہیں

ہے پھر ان کی ذات و رموز مقدس ہو چکی ہے (لا یموت بنعمہ اللہ بآئۃ) مدد اللہ۔

فتح و شکست کے حقیقی اسباب

حق تعالیٰ شانہ کی قدرت و ربوبیت آسمان سے لے کر زمین تک تمام کائنات پر محیط ہے اس عالم کون و فساد کا کوئی ذرہ نہ اس کی قدرت سے خارج ہے نہ اس کی ربوبیت سے بیزار، قوموں کا عروج و زوال، ترقی و بربادی، فتح و شکست و کامیابی و ناکامی بھی براہ راست مشیت خداوندی کے تحت داخل ہے، الغرض حق تعالیٰ کا غیر مرنی نظام قدرت و نظام ربوبیت عالم کے ہر جز میں جاری و ساری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس عالم میں اسباب و مسببات کا ایک ظاہری سلسلہ جاری فرمادیا ہے لیکن اسباب و مسببات کا خالق و مالک بھی وہی ہے وراقتدار و تصرف بھی اسی قدرت مطلق کے قبضہ قدرت میں ہے پھر جس طرح اس عالم میں ظاہری اسباب کا سلسلہ جاری ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے کارخانہ قدرت میں اسباب سے بالاتر بھی ایک مخفی نظام کار فرما ہے، ظاہری اسباب بھی اسی وقت مؤثر ہوتے ہیں جبکہ حق تعالیٰ شانہ کی حکمت و مشیت کا تقاضا ہو ورنہ اسباب و تدابیر کا تمام کارخانہ بے کار اور معطل ہو کر رہ جاتا ہے، فتح و نصرت کے لئے جس طرح ظاہری اسباب مؤثر ہیں اس سے کہیں زیادہ باطنی اسباب اور غیبی نظام کی تاثیر مفید کن ہوتی ہے۔

شرق و وسط کے درداغیز حالات پر جہاں تک غور کیا جائے ہی واضح ہوا کہ ظاہری و مادی اسباب ایسے نہ تھے کہ ایسی حیرت ناک اور ذلت آئینہ شکست مسلمانوں کو ہوتی بلکہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہماری برعلیوں کی پاداش میں قدرت کا مخفی نظام حرکت میں آیا، مصری حکومت پر غلط فہمی اور غفلت طاری کر دی گئی، یوں اس کافورہی نظام تہ و بالا کر دیا گیا اور سالہا سال کی جنگی تدبیروں، و ردفاعی استحکام کو آن کی آن میں بیہوش و خاک کر دیا گیا۔

وَأَجِبْتُمْ كَثْرًا تَكْفُرْتُمْ لَعَنَ عَنكُمْ شَيْئًا وَصَنَائِقَ عَلَيْكُمْ لَعَنَ مَا رَحِمْتَ ثُمَّ وَصَلْتُمْ مَدِينَهُ
درحقیقت یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تازیانہ غیرت ہے تاکہ ہم اپنے اعمال کا جائزہ لیں، خدا و امورش زندگی سے توبہ کر لیں اور حق تعالیٰ سے ٹوٹے ہوئے رشتے کو دوبارہ

ہوڑیں، یہ سانچہ کسی خاص ملک کے لئے نہیں بلکہ مشرق، شام، یونان، الجزائر، جازا اور کویت
بلکہ تمام اسلامی ممالک، سبھی کے لئے تازیانہ عبرت تھا، جیسا کہ "بنیات کے سابقہ شمار سے یہ
تفصیلی اشارے کئے گئے تھے، لیکن صدمے کی بات یہ ہے کہ اس عبرت انگیز شکست اور
سبق آموز صورت حال سے جیسی عبرت ہونی چاہیے تھی نہیں ہوئی، واللہ المستون۔

ماضی کی ہلک شدہ قوموں کی عبرت ناک تباہی کی داستانیں پڑھتے سے جو بنیادی بات
آدمی محسوس کرتا ہے وہ یہی ہے کہ ان کے دل و دماغ نشہ غفلت سے اس قدر مآؤف ہو
چکے تھے کہ ان پر عذاب آتا مگر انہیں یہ احساس بھی نہ ہوتا کہ یہ حق تعالیٰ کا عذاب ہے
بس یوں ہی اسباب کی طرف منسوب کر کے اپنی جگہ مطمئن ہو جاتے اور اگر کہیں اسباب کا
کوئی سراہہ ملتا تو ان حوادث کو بخت و اتفاق کا کرشمہ قرار دے دیا اور قدمیں تباہ و تاراج
الغیر اور السراء، غفلت، لاپرواہی اور سنگدلی کی یہی وہ خطرناک سرچہ تھی جس سے
کھڑے کے بعد ان کا نام و نشان تک مٹا دیا گیا راصل تحس منہم من بعد ان سمع
لہم کذا، موجودہ حسرت ناک اور دردناک صورت حال میں بھی یہی محسوس ہو رہا تھا۔
فتح و شکست کوئی نئی چیز نہیں بلکہ یہ سلسلہ تو ابتداء ہی سے چل رہا ہے لیکن
شکست کے اصلی و حقیقی اسباب پر غور نہ کرنا قابل صد افسوس ہے، قرآن حکیم نے ہی
حقیقت کو واضح فرمایا ہے ارشاد ہے :-

وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْيَاقُوتُونَ فِي

ہم عام مرتبہ نو صد قیں شمار

یتوبون ولاشم یذکرون، سترہ

ولاشم یذکرون نہایت ہی قابل غور ہے، نیز ارشاد ہے :-

فَنُفِخَ فِي الصُّورِ هُمْ بِأَسْمَاءِ تَقْدَعُونَ

وَمَنْ قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمْ شَيْخَانُ

مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ، انعام۔

پھر وہ کیوں نہ گرا گئے جب ان پر ہمارا

عذاب آیا تھا لیکن ان کے دل سخت ہو گئے اور

انہیں یاد نہ آئی کہ وہ کیا کرتے تھے

انہیں تباہی و تاراج ہو کر ان کی صورتیں کا کچھ بچ کر رہ گیا

وہاں سے

بہتر شد ہے :

در خند احزن ہم با عذاب فدا اور یقیناً تم سے ناکو مذہب میں بگڑا تھا پھر
 'ستہ نولہ بکھد و ما یقتضی خون' نہ تو وہ اپنے رب کے سامنے جیسے در نہ وہ
 مومن ۔ کرڑا اتے ہیں ۔

اسی قسم کی آیات سے واضح ہے کہ حوادث سے غیرت نہ پکڑنا اور حق تعالیٰ کی طرف
 رجوع نہ کرنا نہایت خطرناک حالت ہے ۔

عرب قومیت اور اشتراکیت کی نحوست

عرب ملک میں بظاہر ممتاز فوجی قوت، عسکری زینت، مادی ساز و سامان اور جدید
 اسلحہ کے اعتبار سے مصری حکومت ہی اس پوزیشن میں تھی کہ اسرائیل اور امریکہ و برطانیہ
 بقیہ ممالک سے آگے، جنگ سے ذرا پہلے ہمارے یہاں یہ بوٹ چھڑی ہوئی تھی کہ ہماری ترقی کے لئے
 سب سے بڑی رکاوٹ یہی مذہبیت و عصبیت اور قومیت ہے اسے ختم کر کے اسلامی اشتراکیت اور سوشل سٹریٹ
 لوجیا بنائیں۔ مصر عرب جس کی اشتراکیت پسندی اور جدوجہد پرستی کے حوالے یہاں ہر دینے والے سب
 نے دیکھا کہ وہ عبادت اولیٰ بامں شدید کتاب چران بھی نہیں، سکالین ہمارے فکر و نظر میں اب
 بھی تبدیل نہیں ہوئی ہمارے مشرکین کا رخ اب بھی مذہب کش اشتراکیت ہی کی طرف ہے امت کے عمومی
 فساد مزاج کی انتہا یہ ہے کہ سقوط بیت المقدس کے بعد بھی سیناؤں میں یہ فتنے اب اس قدر
 سے جاتے ہیں اور عربوں کے نقصانات کی طرف سے لے کر عرب عورتوں کے ہنر و ہنر جیسے شامک اور
 جیسا سوز منظر ہمارا کیا بات ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ سے سوال ہے کہ ان فتنوں سے ترقی تو ہمیں
 کی باقی ہیں کہ مسلمان سائنس دانین اور مینارجی میں پیچھے رہ گئے تھے اس لئے جنیں تست مرقی اور کیمیا
 نے قریباً شہ مشورہ سے ڈاکہ پاکستان میں مسجدوں پر پھینکے مسلمان برباد کر رہے ہیں وہ سب سائنس
 ترقی و فوجی سکڑا پر خرچ کئے جانے پر نہیں مبنی اس طرح کی خیر نہیں باقی یہ رستہ تعلق مع اللہ
 یعنی قوت و خود اعتمادی کی دولت کھو بیٹھی ہے اس لئے بیت المقدس سے قوم متہ دھمک اس کی
 حیثیت اس چوں کی ہو کر رہ گئی ہے جس کی نہ کوئی قیمت ہے نہ کوئی وزن ۔ امیر

کی ساری جیت سے بچہ آزمائی کر کے، پھر مصر کے صدر جمال عبدالناس کے حوصلوں سے کسی
 بچے کا نام کی توقعات وابستہ ہو سکتی تھیں لیکن اس کا کیا کیا جانے کہ عرب قومیت اور
 اشتراکیت کی فوسٹ سے تمام کارناموں پر پانی پھر گیا مان لیجئے کہ اتحاد عرب کی ترکیب تحریر
 اسلام کے پیش خیمہ کے طور پر شروع کی گئی ہوگی، یعنی پہلے اپنے گھر کو بنائیں، پھر باہر
 دنیا کی خبر لیں گے لیکن ہوا یہ کہ اتحاد عرب نے اتحاد اسلام کی جگہ لی اور وہ بذات خود
 مقصد بن کر رہ گیا، جس سے اسلامی اتحاد کمزور ہوتا گیا، اور اعدائے اسلام کو اسی راستے
 سے گھسنے کا موقع مل گیا، پھر بعض سیاسی غلطیوں یا بدس اقتدار سے عرب اتحاد بھی
 پارہ پارہ ہو گیا اور افسوس ہے کہ اس نازک موقع پر جو اتحاد عرب کی ترقی پیدا ہو گئی
 تھی، اعداء اسلام کی عیاری اور اپنوں کی سادہ لوحی کی وجہ سے وہ بھی ختم ہو گئی۔

جنگ کے بعد حالات نے جو نئی کروٹ لی ہے اس سے قومی اندیشہ اس امر کا نتیجہ ہے
 کہ جمہوریہ مصر، شام، عراق اور الجزائر تو روسی ہلاک میں شامل ہو کر اسلامی دنیا کی عزت
 کو کھو بیٹھیں گے بلکہ شاید روس کی دوستی کی قیمت ادا کرنے کے لئے خاکہ بد میں اپنے
 ملکوں سے اسلام ہی کو ختم کر دیں گے اور دوسری طرف بقیہ چند عرب ممالک امریکہ و فرانسیس
 سے دوستانہ تعلق کو مزید استوار کر کے اسلام کے لئے مستقل خطرہ بنیں گے۔ یہ صورت
 موجودہ نقشہ انتہائی دردناک ہے جس کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں،
 خدا فراموشی، تن پروری اور اقتدار پرستی کا تاریک انجام یہی ہو سکتا ہے۔

شکست کے اسباب صرف یہ بتائے گئے کہ دشمن کے پاس سامان زیادہ تھا اور یہ
 ہمیں حملہ کا خطرہ مشرق سے تھا لیکن حملہ مغرب سے ہوا، گویا محض سطحی اور فنی سبب
 یہ اقتدار کا دور، دین ساکوت کے موقع پر صدر ناس کی جو تشریف رسانی میں شامل ہوئی ہے اس
 کے بعض نکتے بلا شبہ قابل تہن ہیں، صدر ناس نے کہا: اللہ تعالیٰ ہمیں کب سبق دے گا؟ یہ سبق جو ہم نے
 سیکھنے کی کوشش نہیں کی حتیٰ کہ وہ سبق یہ تھا کہ ہم اپنی خامیوں کو دور کریں، اپنے گناہوں سے توبہ کریں،
 اور اپنی دین کی تعمیر میں لگے رہیں، اب ہم نے یہ سبق حاصل کر لیا ہے، ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ
 ہم سے سابقہ و راز تم فتح حاصل کرنے کی جدوجہد کریں گے تو وہ یقیناً ہمیں فتح و نصرت دے گا۔

ہر ایک نے اس وقت اس کی کمی کو پورا کر لیا، یہی معراج کمال سمجھا گیا اور ساتھ کے ساتھ اشتراکیت پر عمل کا تجربہ پورا کیا گیا تاکہ ہمیں "بینیہ" اشتراکیت روس میں نہ ہو جائے اور روسی بھروسہ بڑھائے سکندریہ اور سوئز چینے پر اٹلیان کا سانس لیا گیا جس رات ۶ بجے حملہ ہوا ہے تین بجے رات تک روس ہی اٹلیان دولتوں کا اتحاد اسرائیل کی طرف سے حملہ نہیں ہو گا مگر حملے میں پہل نہ کرنا اور عین اس وقت جبکہ اسرائیلی درندے صف، شام اور اردن پر بمباری کر رہے تھے روسی بڑھ چکے زیادہ دور نہیں تھا اور روس اور امریکہ کے درمیان عدم مداخلت کا پھوٹا ہوا تھا، اگر یہ واقعات صحیح ہیں تو پھر کیا تعجب اور افسوس کا مقام نہیں کہ روس پر اس کے بعد بھی اعتماد باقی رکھا جائے، یہ صحیح ہے کہ جدید اسلحہ اور دیگر جنگی سامان کے لئے انہی خدا فراموش قوموں میں سے جس کو نسبت غنیمت سمجھا جائے گا اسی سے امداد لی جائے گی لیکن صرف سی کو ذرا بچات سمجھنا کہاں کی عقل اور کہاں کی تدبیر ہے۔

اگر خدا خواستہ عقبہ، غزوہ، عریش اور صحرائے سینا کے بعد نہر سوئز پر بھی ان کا قبضہ ہو جاتا ہے جو بظاہر امریکہ و برطانیہ کی پوری سازش ہے تو عرب جمہوریہ کی شہرگ

روئی حاشیہ سے کہتے ہیں: "میں نے کہا: ہم کسی عرب ملک کو سوشلسٹ لٹم کے تحت لانے کی کوشش نہیں کریں گے۔ اسرائیل کا مقصد یہ کرنے کے لئے اب سب محاذ ہونا چاہیے، جنوں نے یہ کہا: میں نے سربراہ کا فرانس طلب کرنے کے لئے سوڈن کے وزیر خلیفہ کی تجویز منظور کر لی ہے، ہم متبرکت ہیں کہ عرب ملک جو کچھ کر سکتے ہیں کریں اور اپنی طرف سے کوئی سربراہی اٹھارہیں، کاش اللہ تعالیٰ تمام عرب سربراہوں کو اپنی واقعی خامیوں کو سمجھنے لگتا ہوں سے تو یہ کرتے اور وطن کی تعمیر کے بہانے سے دیکھتے کہ وہ کونسا عرب زمین بناتے ہیں خوشیوں میں جو تین چیزوں کو عمل میں لانے کی کوشش کرتے ہیں: زبانی لانا بھی شاذ و نادر ہی ہوتا ہے اور عرب سربراہوں کا فرانس بھی مفید اس وقت ہو سکتی ہے جبکہ شرکت کرنے والے عرب نہ نہایت سے شریک ہوں اور ایک دوسرے کی غیباں بغیر یاد دہانی کے دینے کے لئے تیار ہوں اور اگر صرف اپنی کہنے اور اپنی سننے کے جذبہ ہی سے شرکت کی نئی توجہ دے کر اس کا انجام تو اس قدر ہی ہوتا ہے کہ اس نے ہمارے ہمارے

کت جانی ہے اور اس کے بعد اسد مہ و مسلمانوں پر جو کچھ گزرے گی اس کا تصور بھی آج
 نہیں کیا جاسکتا، بہر حال عرب ممالک کا موجودہ نقشہ اور روزانہ کے پیش آہنگ و
 حالات و واقعات ایک مسلمان کے لئے انتہائی ناقابل برداشت صدمہ کا موجب ہیں۔
 جو کچھ پہلے لکھا گیا یا اب لکھا جا رہا ہے الحمد للہ وہ صرف اپنے ضمیمہ کی وزیت نہایت
 کسی کی غلطی کو خوبی سمجھا۔ نہ اب کسی کی واقعی خوبی سے انکار ہے۔

عالم اسلام کے اتحاد کی ضرورت

ظاہر ہے کہ آج کا مسئلہ صرف عرب ممالک کا نہیں بلکہ تمام عالم اسد مہ کا منسوب ہے، مکہ
 مدینہ اور قدس تمام عالم اسلام کا مشترک سرمایہ ہے اس لئے موجودہ صورت حال میں تمام عالم
 اسلام کو متحد و متفق ہونا چاہیئے، سربراہان عرب کا فرض ہے کہ وہ عرب ممالک کے سربراہوں
 کا اجتماع بلائے کے بجائے عالم اسد مہ کے سربراہوں کی کانفرنس منعقد کریں۔

خدا کا شکر ہے کہ اس یقیناً میں پاکستان کا اسد مہ موقف ممتاز و رقیب و فخر ہے،
 اور ترکی نے بھی قابل تعریف موقف اختیار کیا، ان صبر آزمات میں عرب اور اسد مہ
 مشترکہ مشکلات کو حل کرنے کے لئے اتحاد اسلام کا بہترین موقع ہے، دشمنان اسد مہ انتہائی
 عیاری اور چال کی سے جس طرح عرب حکومتوں میں تفریق کے درپے ہیں اسی طرح اس دشمنی
 میں بھی مصروف ہیں کہ جلد سے جلد چند اسلامی ملکوں کا یک قلم کر کے عالم عرب سے
 انہیں جدا کر دیا جائے۔

بظاہر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ چین کے خوف نے روس اور امریکہ کو کسی خفیہ سمجھوتے
 پر مجبور کر دیا ہے اور وہ اندرون خانہ عرب ممالک کی قسمت کا فیصلہ بھی کر چکے ہیں، اگر
 اس خیال میں کچھ بھی واقعیت ہے تو روس کی دوستی پر اعتماد کرنا اور اس کی کو ذریعہ نجات
 اور وسیلہ کامیابی سمجھنا بڑی خطرناک اور تباہ کن غلطی ہوگی۔

جہاں تک جدید اسلحہ سازی کا تعلق ہے عرب اور دیگر ممالک اسلحہ یہہ استثنائی
 ہیں کہ سو سال میں بھی یہ توقع نہیں کہ اپنے پاؤں پر پکڑے ہو سکیں گے، ان حالات میں

صراطِ مستقیم ہی ہے کہ پورا عہدِ اسلامِ متحدہ جو کہ مشترکہ فوجی تنظیم اور جنگی سامان کی تدابیر کرے، حتیٰ المقدور تمام ممکن وسائل جہاں کہیں سے بھی حاصل ہوں، بیٹا کئے جائیں، اللہ تعالیٰ سے صحیح رشتہ جوڑیں، قانونِ اسلام نافذ کریں، اعلیٰ کلمۃ اللہ کو نصب العین بنا کر جہدِ تہذیب و تمدن کی تمام لعنتوں کو اپنے اپنے سکوں سے نکال پھینکیں، متحدہ جو کہ عالمی ترازو میں اپنا وزن ڈالیں، اقوامِ متحدہ اور سلامتی کونسل کے چکروں سے نکلیں اور سامی سخت کی پناہ میں آجائیں، اس طرح انشاء اللہ تعالیٰ کامیابی و کامرانی ان کے قدم چومے گی۔

لیکن اگر اس کا امکان نہیں تو مستقبل میں اپنی تباہی و بربادی اور ناکامی و ذلت کے لئے تیار ہو جائیں جس سے نہ روس کی اشتراکیت بچاسکے گی نہ امریکہ و برطانیہ کا نسل ناستنت۔

مصلحت و یہ من آنست کہ یاراں ہمہ کار
بگذارند و خمد طرہ یارے گیرند

إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ. وَاللَّهُ سَبِيحٌ ذُو الْعَلَى

وَاللَّهُ تَوَفِّيقٌ وَهُوَ حَسْبُنَا وَنِعْمَ الْوَكِيلُ

جمہوریہ - جولائی ۱۹۸۰ء

مشرق وسطیٰ اور جمال عبدالناصر

گزشتہ ستمبر ۱۹۷۱ء میں اردن میں چوتھوں چمکان و روح فرسہ واقعات پیش آئے۔ ان پر جتنا ماتم کیا جائے کم ہے، مسلمانوں کے ہاتھوں مسلمانوں کا یہ قتل عام بجا طور پر دہریہ صلیبیوں کا تاریخی المیہ کہلاتے کا مستحق ہے، وہ طاقت جو اسرائیلی طاغوت کے مقابلے میں غریب یونانی چاہنے بھتی، آپس میں خانہ جنگی کی نذر ہو کر رہ گئی، "سہیاد کے بچائے خانہ جنگی کی نذر ترین و دردناک صورت حال سامنے آئی، اسباب کیلئے ہر اور صحیح واقعات کیلئے یہ ایک لمحہ سا بن گیا ہے، خیر اسباب کچھ بھی ہوں، نتائج بہر حال ہمارے سامنے ہیں، تنازعہ و سبب کہ اعداد اسلم نے جانیوں کی حوصلہ افزائی کے لئے نہ صرف ریشہ دو دنیا کی ہیں بلکہ دونوں فتنہ مادی تعاون بھی جاری رہا اور مسلمان اپنے ہی بھائیوں کا گلہ کاٹنے کے لئے، عداوت کے رکارڈ بن گئے، اِنَّا لِلّٰہُ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

اس المیہ کے نفاذ ہی عقل و اسباب کچھ بھی ہوں مگر اس کا باطنی سبب ترقی یافتہ شامت اعمال ہی معلوم ہوتی ہے، خدا فراموشی، نسل پرستی، اعدائے کلمۃ اللہ کے تشویر و مفسود ہو بوجہ نا جدید تمدن و تہذیب سے نہ صرف ٹوٹ ہونا بلکہ اس میں مستغرق ہونا۔ قدم قدم پر غریبانی و رفوہ احش و منکرات کے روح فرسا مناظر اور خود پسندی، خود غنشی اور بد اعتمادی کے مظاہرہ ہیں وہ چیزیں جنہوں نے عقلمندوں کو بے ہوش بنا دیا ہے۔

"شامت اعمال، صورتِ نادر گرفت"

یہی دردناک صورت حال جمال عبدالناصر جیسی مضبوط و راہنی شخصیت کے جان لیو شامت ہوئی، یہ ان کی زندگی کا بے مثال کارنامہ ہے کہ فریقین و تمام عربوں کے سربراہوں کو بد کر ان کی صلح کرانی اور نیک تر سے آخر یہ گتھی سلجھ گئی، جمہوریہ عربیہ متحدہ کے سید جناب علی خشبرہ سے معلوم ہوا کہ جمال ناصر مرحوم کو نو راتیں مسلسل نیند نہیں آئی، ڈاکٹروں کے اصرار پر خواب آور گولیوں کی مدد سے دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں مشین

دو گھنٹے آرام کرتے تھے، یہاں شبہ یہ کہ زندگی کا آخری کارنامہ ان کے نامہ اعمال کا
نہیں جتنہ ہے۔

مشرق وسطیٰ کے حالات عرصہ سے پیچیدہ ہیں اور اب جہاں عبد الناصر کی وفات سے
ور زیادہ پیچیدہ ہو گئے، عرصہ دراز کے بعد عرب ممالک میں استعماری طاقتوں مخصوص امریکہ
برطانیہ اور یہود کا مضبوط ترین منہ لٹ پیدا ہوا تھا، چنانچہ مہجوم کی وفات کے بعد ان
کی مقبولیت کا ٹھیک اندازہ دنیا کو ہوا، امریکہ و برطانیہ عرب ممالک میں پورے طور پر واپس آ گیا
یہ ہے کہ ان کے لئے جہاں ناصر کا وجود ایک مہلک دلوں کا تھا، ان کا سب سے بڑا اور صاف
استقرار دشمنی تھا، جہاں کہیں اسے تماریت کے خلاف تحریک عربیت شروع ہوتی، انہوں
نے نہ صرف اس کی ہمنوائی کی بلکہ ممکن سے ممکن اعانت سے بھی دریغ نہ کیا، الجزیرہ آزادی
میں دل سے تحریک جو غیر العقول اعانت کی وہ بھلے خواہ ایک عجیبہ کارنامہ ہے۔
برطانیہ فرانس و یہود کے سطحی اتحاد کے کوئی بہادری و تدبیر سے پسپا کیا وہ قابل حیرت
ہے، اگر انہوں نے مسیحیت کے سیاسی حریف نہ بنے اور ان کے قتل سے ان کا دامن دامن
نہ ہوتا تو دنیا میں اس کی مقبولیت تاریخی طور پر مثال ہوتی، اس وقت بنی اسرائیل و
یہودیہ کی معاون سازشوں کے نتیجے میں دنیا میں کیا ہے، چنانچہ فوراً امریکہ نے تقریباً
تیس ارب ڈالر کا دفاعی بجٹ منظور کر کے سراسر کوہ ۴ کروڑ ڈالر قرض دینے کی تجویز
پاس کر دی اور دو مہینوں کے فلسطین میں تعمیر کرانے کا منصوبہ بنا لیا، اس طرح عرب
ممالک کی مشدّت میں اضافہ ہو گیا و یہود سے قدس و مصلوبہ سرزمین کے استعمار
کی مہم چھٹی ہے۔

غیر یہ تو سیاسی مسائل ہیں، علمی و ادبی مسائل ہمارے بصر اور فکر کا اصل میدان
ہے، جامعہ زہر کے مینڈک کو سارے نو مہینے پونڈ تک چنپا دیا، اس کے قیدی سسہ کو اس
وہ نہایت کج رفتاری کی کہ عقل حیرت میں ہے، سات ہزار بیرونی ممالک کے صبر کے
وہ نصف مقرر کئے اور دوسرا بیچوئے میں سات مہینے کے لئے رہائش کا
نہیں کیا، عمدہ سے عمدہ غذا نہیں ان کے لئے فراہم کی، سات مہینوں کے اندر

۱۰۔ وچہرہ رشام کے کھانے میں ہفتہ میں تین روز مرغ اور اٹی وافر مقدار میں کہ جتنا چاہیں
 کھا سکیں اور اگر صلیب کے مہمان بھی ہوں تو ان کے لئے، لگ انٹری م، پٹیلنج سے مزید جتنا چاہیں
 کھانا حسب کمریں، دینی یا غیر دینداروں، اور قومی یا حکومتی مدارس و جامعات میں تیرا
 س کی نفیر پیش کرنے سے قاصر تھی۔

سہکاری میں مناصب ازہریوں کے لئے کھول دیئے گئے اور دین و دنیا کی تفریق غور و
 معارف میں ہوق مہم ہو گئی تھی ناصر مہر شمس نے اسے ختم کر دیا اور تمام شعبوں میں
 سترہ اعلیٰ ترین نمک ہو یا انکمکس دین کا اتنا حصہ شامل کر دیا کہ آدمی جاہل نہ رہے، کتبہ تہ
 سچینہ نمک کات، کانسٹاب دیکھ کر حیرت ہوئی کہ ہمارے یہاں اسلامیات کی حیرت ہو رہی ہے
 میں ہوتی ہے اس کے مقابل میں صفر ہے، الغرض دوسرے ملک کے صدر کے لئے بھی کات
 حیرت انگیز ہے در حیب خرچ کے لئے، پونڈ کا وظیفہ دینا اس پر مسترد نہ ہو رہی ہے اس کے
 تمام تعلیم و نعت یعنی کتاب، پینسل ورکاپی تک حکومت دیتی ہے اس کے فوج کے صدر و
 وزیروں سے وزارت تعلیم کا بجٹ زیادہ ہوتا ہے۔

انڈیا کے زیر نگرانی ایک شعبہ جمع، لہوٹ، سلمیہ کاق مہم کیا جس میں جدید مسائل کا
 و سنت کی روشنی میں حل کئے جائیں گے، اس کے لئے اکثر عرب ملک سے مستقل رکان
 و راعضا کا انتخاب کیا، چہرہ بہ تمام کیا کہ یہ مسائل تمام عدم عدم کے سامنے ہیں
 کئے جائیں اس کے لئے مؤتمرات یعنی کانفرنسیں ہوتی ہیں اور ان کانفرنسوں میں ہر نمبر
 کو رد و قدح کی اجازت ہوتی ہے، فیصلہ ہونے کے بعد کتابی صورت میں وہ مسائل
 و مقارنات چھپتے ہیں۔

زیر میں ایک شعبہ قاق مہم کہا جس کے زیر اہتمام تمام عالم میں مسلمانوں میں یا غیر
 مسلم، عربی و غیر عربی علوم یا اسلامی دسوت کے لئے علمائے جلیل، چھاپنے، مرکبت
 پاکستان تک یہ سلسلہ جاری ہے، کراچی، دہلی، ہوراپشاور تمام جگہ یہ اساتذہ عسری
 کھانے یا قرأت سکھانے یا اجتہاد علوم سکھانے کے لئے موجود ہیں اور بعض ملک میں تو
 چھاپنے کے لئے ہو گئی، سوماتی لینڈ میں شوکے قریب عام مجلیہ، اس طرح ہزاروں کی تعداد

میں مبعوثین باہر کی دنیا میں بھی رہی مشاورت سے بھیجے جاتے ہیں اور اہل و عیال سمیت
 ان کے آنے جانے کے لئے ہوائی جہازوں تک کے تمام مصارف حکومت برداشت کرتی ہے۔
 دینی و علمی کتابوں کی نشر و اشاعت کے لئے ایک مستقل ادارہ، مجلس اعلیٰ مجلسوں کے ساتھ
 قائم کیا اور اس میں ایک سٹاف بحال ہے۔ سٹاف پر سہ ماہی قلم کی مجلس نے ان چند سالوں
 میں درجنوں اعلیٰ سے اعلیٰ کتابیں لکھوں کی تعداد میں شائع کی ہیں، یہ کتابیں علمی و ادبی
 اور مادی و غیر مادی موضوعات کے تحت بہت پر منت پختہ پر بیسیب بہت فراوان شائع
 کے نام رسا کرتے ہیں ورنہ میں سہ ماہی صورت و وجہ یہ مذکور ہے، سہ ماہی علوم کی بہت
 خدمت کی گئی عقل حیران ہے۔

قدری محمد خلیل مصری کی تدوین سے تمام مخطوطات کی قرأت و مسموعہ ریکارڈوں کا
 قرآن نیم کو ریہ رڈ کر کے تمام نکات سہ ماہی میں اس کے تحت پیش دینے تاکہ حکومت سے
 رتبہ یو پر نشر کرانی رہیں، اس حرج اہم ورش کی قرأت کے دوران ریکارڈ بنائے گئے ورنہ اثر
 وافر لائق و غیرہ ملک میں بھیجے گئے، وہاں عام طور پر ایک ماہی مذہب کے ہیں ورنہ وہ
 امام ورش کی قرأت پڑھتے ہیں، یہی حرج قریبیہ باہر عبد اللہ کی تدوین و ریکارڈ کر کے
 محفوظ کر دیا گیا اور وہ قریہ یو سے نشر کی جاتی ہے، قریہ یو میں ایک مستقل کمیٹی سہ ماہی
 یہاں جن کا نام "مجلس اعلیٰ لسانیات" ہے، اس کمیٹی پر سہ ماہی قرآن
 کی قرأت و تلاوت کے لئے چھ ماہ کی ہے، اس طرح دنیا میں سہ ماہی قرآن کے لئے سہ ماہی کی
 ہی اور قرآن کریم کے احترام کے لئے ورکری نمبر میں سہ ماہی سے نشر نہیں کی جاتی۔

مذاہب کے لئے سہ ماہی سہ ماہی سہ ماہی سہ ماہی سہ ماہی سہ ماہی سہ ماہی سہ ماہی
 ان کی قیمت بھی اور منت تمام ملک میں بھیجے، قرآن کریم کے لکھوں نسخے بہت عمدہ سہ ماہی
 سہ ماہی کاخذ پر جمع کر کے فراغت کے لئے تمام ملک کو بھیجے جو تازہ ہو سکتے ہیں، اس کے
 سہ ماہی سہ ماہی کی صورت تمام سہ ماہی ملک میں بھیجے ہیں تاکہ قرآن سہ ماہی سہ ماہی
 سہ ماہی سہ ماہی کی تدوین و مسموعہ سہ ماہی سہ ماہی سہ ماہی سہ ماہی سہ ماہی سہ ماہی
 یہ سہ ماہی کے جو سہ ماہی تمام علم کے لئے قرآن چھاپ کر اس کی حکومت کے لئے بہت سہ ماہی

میں نے سنا کہ قرآن کریم کی اشاعت و قرأت تلاوت جتنی اس کے دوستوں کی
 کبھی نہیں ہوتی اور مصنفان مبارک میں تمام عالم اسلام میں مراکش سے لے کر اندونیشیا تک ہر
 جگہ پائے جاتے ہیں، چنانچہ ہر سال پانچ لاکھ نوے سو پاکستان جہی آتے ہیں، کیا سوچ سکتے ہیں
 جسے کام آئے ہوئے ہوں اور انفراسٹرکچر کے لئے ہیں تو دوسرے ملکوں میں کیا ہوگا
 یہ نہیں کہہ سکتے۔

شاہد پانچ برس کی بات سن کر مجمع ابھڑا۔ اس سہ ماہیہ کی موت کے زمانے میں رفیق
 بھی مقرر ہیں مدعو تھے اس وقت فارسیہ میں ہمارے پاکستان کے سفیر اس وقت تھے۔
 عبدالسمیع خان دبیر، وہ مجھ سے اس دور میں کچھ ماہوں سے ہو گئے تھے، پتہ قیام
 پورا پورا پتے میں ہر افغان کی ایک غنیمت الشان کو بھٹی تھی اور حکومت پاکستان کو ای کی جی
 مجھے سنبھال دے دعوت دی، فرائض کے بعد مجھ سے کہا کہ میرا ایک بیٹا اب ہمارے صدر
 محکمات جناب ایوب خان کو پہنچا دیکھئے، ان کو بتائیں کہ دنیا میں حکومت میں ہوتے ہیں
 صدر جمال عبدالناصر کرتا ہے، میں نے پوچھا وہ کیسی؟ اس کے بچے سکوں، واقعات یہ
 بات ہیں، ان کے لئے موٹر نہیں کسی جگہ میں ان کا کوئی کھانا نہیں جتنی زمین ان کی ملکیت
 تھی صدر بٹنے کے بعد اس میں کوئی اضافہ نہیں ہوا، جس وقت وہ کرنل تھے اس وقت ان
 میں رہتے تھے یہ سب تو اسی مکان میں رہتے ہیں، گورنمنٹ ہاؤس میں نہیں رہتے رہتے
 مذاقات کے لئے وہاں آیا کرتے ہیں، اتنی رہ گئے روز نہ کام کرتے ہیں۔ میں نے کہا
 آپ خود براہ راست یہ ہدف ہم کیوں نہیں پہنچائے؟ کہہ ہمارا منصب نہیں ہے جیسے جرنیلوں کو
 کام ہے، میرا وہ تھا کہ امر اور بددعا، اس سے مذاقات ہو لی تو ضرور یہ پہنچاؤں گا
 پہنچاؤں گا۔

ناصر کا سب سے بڑا جرم یہ سمجھا جاتا ہے کہ شہزادیت کی بنیادوں اور سب فوہ
 عمبر و زکیہ، ان کے راز اور انہیں کرنی و نہ کرنی کے بارے میں روز پتے غائب ہو گئے،
 کہ یہ بات تو یہ ہے کہ جمال عبدالناصر بد مذہب کافر زور و تہ، وہ فرد غنیمت تھی کہ وہ
 دنیا سے تعلق میں سعودی شہرستان کی طرف سے سربراہان کے

حوالہ وہ تعمیر کے ہو یا پارلیمنٹ کی ممبری کے لئے، جدید تعلیم کے لئے ہو یا قدمہ کے لئے،
 میڈیکل کالجوں میں ہو یا پولیس کھانوں کی خدمات کے لئے، کرنی عدت ہو یا مسند تدریس پر ہم
 کسی موقعہ پر بھی سفور، سب پردگی، کی حوصلہ افزائی ہو، شت نہیں کر سکتے، یہ نہ صرف فطرت سے
 اخذیت و رقت خدا سے، نہ بہت سے بقا سے، بلکہ انسانیت کے مفہوم بہتہ ر عورتوں،
 پر مزید نعم دہانے و رستہ سے نہ ہو جس بنانے کے لئے ایک شہیت فی تربت سے، دور جدید کی
 سب پردگی مغرب کی بے خدا ہے رین و ر سب غیرت قوموں و ر آئندہ میوں کا دیا ہو کھنڈ ہے،
 ناپاک و ر نجس تھنہ۔ سد م کی نظر میں عورت مر یا ستر ہے اور جو اس ستر کو برہنہ
 کرے وہ ملعون سے عورت کو برہنہ کر کے مغرب، جس کرد سب میں چھنس چکا ہے، کاش ہمارے
 مسلمان بھائی اسی سے عبرت پکڑتے، اور خدا و رسول کے حکم کی مخالفت کر کے "شریف انسانیت"
 کی یوں رسوا نہ کرتے۔

رمضان مبارک شہرہ، نومبر ۱۹۷۷ء

در خانہ و مکیہ اور دیوار نصاریٰ کی ریشہ و واہوں سے پیدا ہونی سبب بنو ہاشم ہیں
 جن میں تمام سب کے مائے ہیں ائمہ سنی و اہل حق و رب کی، رین تک پہلی مرتبہ سنی و عربی ملک
 کو اتحاد و اتفاق کی نعمت کا پتہ حاصل ہوا، سب سے پہلیوں کے آئین میں صدق مشورے ہونے
 و مکرش اور شرق و وسط سے رند و نیشیا تک مسلمانوں میں فی الجملہ یک جہتی نظر آتی، کاش
 مسلمانوں کے سہ ہر جوں کو اللہ تعالیٰ نسل میں فرمائے اور تمام اس میں کامل اتحاد
 پیدا ہو جائے تو ان کے بہت سے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

۳۔ ایک مدت سے مسلمانوں پر مغرب سے مروجیت کا کالوس پڑ رہا ہے۔ وہ فکر و نظر
 سے لے کر روٹی پانی تک و رسم سے لے کر سامان تحصیل تک ہر چیز کے دست لگ رہا ہے۔ یہ
 بات ان کے مائیں خیال میں بھی نہیں آتی کہ وہ ان کورس کا فوول کی سائنس و صحافت اور
 دوستی و مواصلت کے بغیر بھی جی سکتے ہیں، اس جہنم میں پہلی بار مسلمان سربراہوں کو احساس ہوا
 ہے کہ صرف وہی گوروں کے محتاج نہیں بلکہ وہ گوروں کو بھی احتیاج کا منہ پکا سکتے ہیں۔ یورپ
 و امریکہ کی ساری ترقیات کی کیمہ خود ان کے ہاتھ میں ہے۔ وہ سب چاہیں ہیں کی سیاحت بند
 کر کے یورپی و امریکی صنعت کا پیہہ بوم کر سکتے ہیں۔ وہ سب چاہیں مغربی بینکوں سے سرمایہ
 ان ل کر ان کی اوقات دیا کر مصنوعات کر سکتے ہیں اور سب چاہیں مغربی امریکی و یورپی مصنوعات
 ہا بائرن کر کے ان کے سارے تجارتی کاروبار کو تھپ کر سکتے ہیں، ائمہ سنی و مسلمانوں
 نے اس جانب کچھ قدم نہ کیا ہے۔ پہلی بار مسلمان سعودیہ کے سربراہ ملک فیصل نے، مکہ کو
 نبایت جرات مند نہ خوب دیا ہے، اگر اس تجویز کو سیرت کے برخلاف باتوں کو نہ سہولت
 دے کر مغربی و مسیحی فرمونوں کو ٹھٹھ پر مجبور کر سکتا ہے۔

۴۔ ائمہ سنی یہ بھی بڑی مبارک خدمت تھی کہ یہ ہمارے دین سے سب سے زیادہ ترقی و
 مس سے ترقی و شام کے جاہلین میں اسلامی روح بھول کر دروہی بند باندھو و عو سن موہنوں کی
 پیمانہ پہلی مرتبہ مصر ہی فوجوں میں نصرت جی کے آثار سہ آئے اور جو و و سر نیل میں شغیب ہی
 کے آثار نمایاں تھے درمیان کے سربراہان بھی مقبہ یہ ساری مذہبات سے لبریز عدون کیا کہ تم
 ان وقت تک تریں گے جب تک کہ اسرائیل کا وجود نہ فنا ہو سکتی ہے نہیں مت مانا، اگرچہ نہ

و شامہ دینے کے لئے سے مس جا میں ہو کہ اسرائیل مس جائے تو عیسوی فی حقیقت خدا کا رسول ہے۔
 مرنے والے کو کشتہ ہونے سے سدا منتقم نہیں ہوگا۔ کرواقعی مسلمان وقت توحید صحتی
 دعوت مسنداً اور لڑوان سے یہاں تک کہ فتنے کا وجود مس جائے کی قرآنی ہدایت کا تصور
 بنا کر ہر گھٹ بوجہ میں تو الشادانت احمدی نتائج ان کے حق میں ہوں گے۔

۵۔ دنیا کو پہلی مرتبہ اس کا بھی احساس ہو کہ اسرائیل کوئی مافوق قدرت و ناقابل شکست
 قوت نہیں ہے جس میں متبعہ امر مسلمہ و اسرائیل کا قوت اور امریکہ درمیان میں نہ کوئی ترمیم و اضافہ
 کی فوج نہ ہو۔ اسرائیل کو فتح ہستی سے منانے کے لئے کافی نہیں اور اصل اسرائیل کیا کسی بھی
 ہاں میں کوئی قوت نہیں، اسرائیل تو دنیا کی وہ بدترین مغضوب اور ذلیل و بزدل قوت ہے جسے دین
 ذلت و رذلت میں شرب مثل چلی آتی ہے کچھ ہی حال ہو چکا ہے۔ مسلمان یوروپ و دوست
 چلتے ہیں تو اس کے معنی یہ نہیں کہ یوروپ و یوروپ معزز ہوئے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ یوروپ
 و یوروپ کے لئے سے یہاں تک کہ اسرائیل کا قیام اور اس کا وجود کو
 دانت دیکھنا ہماری شامت اعمال کا نتیجہ ہے ورنہ مسلمان ذرا سی زمان کی نورانی کائنات
 و معصیت سے بگاڑنے تو اسرائیل کے ہمارے کیا تعلق ہے؟ یہ دانت ہی شامت
 آئے گا جبکہ اسرائیلیوں کو مس پانے کی جگہ ہی نہیں ملے گی و شجر و جہ پر کرکھیں گے کہ مسلمان
 یہ یورپی پانی پیتا ہے اسے قتل کر۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔

۶۔ یہ تو خیر بار بار خبر ہو چکا ہے اور اب بھی ہوا اور خوب تیغ و خنجر ہو کر مسلمانوں
 غمخوار عربوں کو ہڈوں پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔ دیکھ عیسائی امریکہ اسرائیل یوروپ
 قدر کی کھل کر ہڈی اور روس و سیاہ فشان ہمیشہ نفاق کا ثبوت دیا، دراصل چین کی جہتی
 پہلی ہی قوت ہے جسے مس کیے و روس دونوں رز دیرنا مس ہیں اور ہر سیت موقع پر ہتھیار
 کے نوک سے مس کرتے ہیں۔ جیسے کہ مذہبی اندریہ دونوں قوتیں کوئی خفیہ معاہدہ کر رہی ہیں۔ شامی
 پاکستان میں جو جنگ پاکستان و رہندوستان کے مابین ہوئی اس میں روس ہندوستان کا
 ہاں کر رہی تھی کہ امریکہ نفاق کی پالیسی پر عمل پیر تھا۔ شرق اوسط میں اس کے باکس برعکس امریکہ
 کے ہندوں اسرائیل کی پشت پر تھی اور روس کی دردمنہ کی نفاق سمیز پالیسی پر کامزین رہا۔

یہ رشاد رہانی مسلمانوں پر بطور حاصل یہ فر لیندہ غائد کرتا ہے کہ ان کے پاس ہر وقت تخی
وقت موجود رہنا ضروری ہے جس سے عداوت اور مرعوب مخالف و لرزہ براندر رہیں اور
پوری مسلمہ قوم کو اس کی تیاری میں مصروف رہنا چاہیئے۔

مگر مسلمانوں پر صدیوں سے ایک ہندو سادہ رکی ہے وروہ نفس پرستی ہمیشہ کوئی دروغ
پرستی کی دہل میں پھرتا رہا ہے جیسے پھنسے ہیں کہ عینہ در زست مسلمان حکومتوں نے اس فر لیندہ ہمت تخی
نتیجہ کر رکھا ہے ورسورہ تور و انصاف کی وضع ہدایات کے ہوتے ہوئے غفلت و جہالت و
و دلیوں میں جناب رہے ہیں جہلہ اعداء و سد و دشمنی سے بھی غافل نہیں ہوتے، اس درجہ
غفلت و بے بسی کے جو نتائج سامنے آتے تھے وہی برہم کر ہے جس طرح دو اڑوں اور غلہ ذل کے نہیں
ہیں ہی طرح اعمال کے بھی خیر میں ہیں جو شخص زبرد کھاتا ہے وہ بیک ہوگا ہی طرح رشاد دست
سے رد گردنی کی سزا کو سمجھ لیجئے۔

حق تقدیر نے مسلمانوں کو عید ہی مقامات علیا فرمائے دنیا کے نقشہ پر سفر فرما دیا اور
دنیا کا قسب اب بھی مسلمانوں کے حیطہ قدرت میں ہے اور قدرت نے نقشہ کیا ہے اس کے
سامنے سد و قوم اور ایک صدی ملک کی سرحدیں دوسرے سے ملی ہوئی ہیں اب اس ملک
میں وسعاً بکام کو مادی وسائل کی وہ فراوانی ہے جتنی کہ غفلت حیران ہے کہ ان وسائل کو سد و
ترقی و رفعت و طاقت پیدا کرتے پر صرف کیا جاوے گا سد و اس کا نقشہ ہی کیا ہے اور ہوتا و رقی ہوگا
ہو نہ ویشنا پڑتا ہے اگر عرب و مسلمان ملک یہ چاہتے ہیں کہ ان کفار و دشمنان سد و کو سادہ
سے محفوظ رہیں تو مندرجہ ذیل تدبیر پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے :-

الف۔ قومیت و ملیت اور جنسیت کے مادی و روہیہ تہذیبی بار تر ہو کر صرف اس کے
سہولت و تخی و عقلیت پر مبنی ہو سکے ساتھ ساتھ مابنائے اور غائب کی تار و خنجر و
بہرہ و سہولت سے سادہ رکی کا عہد کیا جائے و باہمی اتفاق و تخی و تہذیب
کے مابین تہذیب و مادی تہذیب دونوں میں ہر قسم کے باہمی اتفاق و اشتقاق و تسامح و
تعاون سے نکالیں یہ سب کچھ دونوں میں باہمی ہونا چاہیئے کہ مسلمانوں کی سادہ و سادہ
تہذیب سے نکالیں یہ سب کچھ سادہ و سادہ تہذیب کی ہی ہدایت کر دے بہت دن

کر یہ قوم بھی۔۔۔ اور کامیاب نہیں ہو سکتی۔

اب حقیقتوں نے اپنی قدرت کاملہ سے جو ہر سی و سائل نصیب فرمائے ہیں ان کے ذریعہ
اسلام سازی کے ہائی نے قوموں اور پوری کوشش کریں کہ جدیدیت جدید اسلام میں خود کشیں ہو
جائیں۔ بد شہر میں ہیں دیرت کی مین بیس بیس سال میں نقشہ ہی بدل جائے گا اس مقلد کے
نے جرمن چین و جاپان سے اپنی عانت حاصل کی جا سکتی ہے اور زیادہ سے زیادہ معاوضہ
کرنا بریتانیہ کی خدمت خاص کی جا سکتی ہیں، کافروں کو خوشامدیوں کرنے، ان سے بیگ مانگنے
ورن کے روم پر زور کرنے کے بجائے جب تک مسلمان اپنے وسائل پر انحصار نہیں کریں
تک جب تک نہ با عزت اور مٹھنی قوم کی حیثیت سے دنیا کے نقشہ پر ابھر سکتے ہیں مذہب کی
و دیوں سے قدر با برکتاں سکتے ہیں، چین کی مثال ہمارے سامنے ہے جو قوم چالیس پچاس سال
پہلے نیونی قوم مشہور تھی اور یہی ہے مائیک میں عرب مثل تھی آج وہ کہاں سے کہاں پہنچ گئی کہ
مکیہ و مدینہ بھی اس سے غائب اور اس کے متبادل میں منافقانہ ملی جلست پر چھوڑ دیں۔ ان کی
ترقی ہارز سوشلزم نہیں جیسے ہمارے جہل و س کا پروپیگنڈہ کرتے ہیں بد، قاتل و افساق،
غیروں سے ستھنا۔ ور پنہ و سال پر انحصار چین کی ترقی کا باعث ہے، مغرب جب تک عرب
و مسلم ملک اپنے پاؤں پر کھڑے نہ ہوں گے ورنہ عدا، اسد، لشکر، امریکہ، روس،
برطانیہ، فرانس سے بے نیاز نہ ہوں گے اس وقت تک یہی صورت حال قائم رہے گی جس
کا قسطنطنیہ نقشہ ہمارے سامنے ہے۔

ح۔۔۔ آج کل عام آدمی کے تادیقی باتیں بہت کی جاتی ہیں اس کے لئے ہمارے نصیب ہوئی
ہیں مقلد پرست جات ہیں، تجاوز سوچی جاتی ہیں لیکن اس نکتے سے سب غافل ہیں کہ جب
ہر سب ایک مکتبہ ہو اور تمام سربراہان مسرت و عوام اپنے مفادات، اپنی ذاتی غرض
و اپنی کالچرور یکم کرنا شروع کر دے تو ان کے لئے آواز نہ ہوں ان منتشر مزموں میں
تو دیت بہت ہو سکتا ہے، تنہا دنیا کے ماحول میں یہ بات دیوانہ کی برائیوں کی سیکنہ
میں بات یہ ہے کہ جب تک مسلمان مذہب سے غافل نہ ہیں، انہیں کریں گے جیسے بریتانیہ کی سازش
و ممالک ترک کی بددیہی نے ڈبکا کر دیا، اس وقت تک عام آدمی نہ متحد ہو گا نہ ان کا کوئی

مسئلہ حل ہو گا، اب مسلمان چاہیں تو خواہ یہ کام آج کر لیں کہ سب متحد ہو کر ایک غلینہ مسین بنائیں اور سب کے سب اس کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں یا کچھ غرضہ مزید ذلیل و خوار رہیں کافروں کی گنہ چھری سے ذبح ہوتے رہیں اور بعد میں تو زندہ رہتے گا وہ یہ کام کر لے گا، جس مسلمانوں کے مسائل کا آخری حل خلافت کی تاسیس واجب ہے۔

مسلمانوں نے ایک بہترین اور بے نظیر قوم کی حیثیت سے دنیا پر حکومت کی ہے، مگر نہایت خوشنامقوش چھوڑے ہیں اور تاریخ عالم پر اپنے کارناموں کے زریں باب رقم کئے ہیں لیکن آج باوجود یکہ فرقہ جیسا آسمانی ہدایت، امر نیکے ٹھہرے ہیں اور نہ تو نسبتاً رحمتہ سعالین جیسا لدن برحق ان کا رسول و نبی اور مقتدا و پیشوا ہے مگر آج اس کی دست و نکتہ ور بے حسی و بے غیرتی کا تماشا دیکھو کہ یہود و ہندو سے مار کھانا پسند کرنے لگے ہیں، ٹول جمود، عیش پرستی و تن آسانی، پلس کے کبر و غرور اور ناپسندیدہ ترین کو پادشہ پر آمادہ نہیں ہو پاتے، زمین کے خزانے اور دنیا بھر کے وسائل ان کے قبضہ میں ہیں مگر ان میں خرچ کیا جا رہا ہے؟ اسلام اور مسلمانوں کی ترقی اور جہاد فی سبیل اللہ پر نہیں ہوتا، شوں اور سینماؤں پر، تفریحوں اور کھیلوں پر، ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر، کبوں اور ہوٹلوں پر، ناشہ۔ حق تعالیٰ کا رشتہ گویا آج ہی ان کے حق میں نازل ہوا ہے۔

”سوجب سے تعالیٰ نے آپت میں سے	فما آتاهم من فضله
رہبت سوال ادا رہا تو وہ اس میں نیک کرتے اور	مخلو بہ و تولوا و ہم
روگردانی کرتے تھے و رد توڑ دہائی تھے۔ ان	معرضون۔ فاعقبہم
ہیں سو اللہ تعالیٰ نے اس کی سزا میں ان کے دوس	نفقانی قلوبہم
میں نفاق قائم کر دیا جو حد کے باہر نکلے دن	او یوم یلقونہ بما
تک رہے گا اس سبب سے کہ ان کے دلوں نے حق سے	اختلفوا لہ ما و حدود
پتہ دہہ میں نکل کر اس سبب سے کہ ان کے	ویم کانو، یکذیبون
دھوکے میں ڈال دیئے تھے، جھوٹ بولتے تھے، منافق	

میں بیتِ کرم کو بار بار پڑھئے اور غور کیجئے کہ جو ممالک ان کفارِ مستعمرین کے ماتحت ہیں وہ آزاد ہونے خواہ وہ فرانس ہو یا برصغیر، ہر اکش سے لے کر پاکستان تک کیا ان ممالک نے وعدہ پورے کرتے ہوئے کیا صحیح سرکاری حکومت قائم کی؟ یا اس کے لئے کوشش کی؟ کوشش تو کیا، اس کی خوشامد بھی کی؟ جواب نفی میں ملے گا، درحقیقت یہ تو ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا زِينَتَكُمْ﴾ کا ترجمہ ہے جو روزِ قیامت کے لئے ہے۔

الغرض مسلمانانِ عام کو چاہیے کہ تمام قدرت کے عطا کردہ وسائل اپنی فوجی قوت و طاقت میں لایا کرنے پر خرچ کریں اور غریب حکومتیں جہاد کا فنڈ قائم کر کے مسلمانوں سے جہاد کے لئے مال جمع کریں اور صرف اکیس فیصد پر خرچ کریں اور اتفاق و اتحاد پر اپنی پوری توجہ مرکوز کریں۔

نہ سب تدابیر و سبب کو اختیار کرنے کے بعد توکل و اعتماد صرف حق تعالیٰ ہی کی ذات نصرتِ الہی و راست کی غیبت پر ہو، نہ وسائل کو حاصل کرنا اس لئے ضروری تھا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد اور حکم ہی ہے، ایک راستہ تو مسلمانوں کی ذلت کو عزت سے بدلنے کا یہ معنوم ہوتا ہے۔

فلاح و کامیابی اور عزت و ترقی کا راستہ

اس کے سوا ایک راستہ اور نہیں ناقص خیال میں آتا ہے عرب و عجم کے سب مسلمان اسلامی دعوت و تبلیغ کے لئے وقف ہو جائیں، یہ مقصد نہیں کہ تمام کاموں کو چھوڑ کر اس میں لگ جائیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ ہر ملک و قوم کا وہ فی حصہ کفر کے ممالک میں اسلامی اصولوں پر دعوت و تبلیغ دین کا کام کرے اور قاف کے قافلے ہر طرف پھیل جائیں، زیادہ تر توجہ ان ممالک پر مرکوز رکھیں جن قوموں کو اسلام سے سخت عداوت ہو اور ان میں کبر و غرور بھی نہ ہو اور وہ اپنی زندگی سے لگا پڑے ہیں، سکونِ قلب مفقود کر چکے ہیں، پریشانی ہیں، ان کو اسلام کی دعوت دے کر مسلمان بنانے کی کوشش کریں، ان کوششوں کا زیادہ تر دائرہ فریقہ ممالک کے حدود چین و جاپان کو بنائیں، جو سکناست کہ کسی وقت بین القوموں میں اسلام کی حقہ بکوشش ہو جائیں اور مسلمانانِ عام کا نقشہ حق بن جائے۔

وَان تَتَوَلَّوْا يَسْتَبَدُّ قَوْمُكُمْ

غَيْرَكُمْ تَهْ لَآ يَكُونُوا

اُمَمًا لَّكُمْ

اور اگر تم منہ پھیر لو تو ستم ظریف ہو جائے گا

دوسری قوم کے آئیں گے، پھر وہ تم جیسے

نہیں ہوں گے۔

کامروزہ سامنے آنے والی کریم علیہ صلوات اللہ وسلامہ نے کیا یہ دعا نہیں فرمائی۔
 اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ اَنْ تُعْزِمَ عَلٰی قَوْمِیْ اَنْ یَّکُوْنُوْا اُمَّةً مِّمَّ اَلْاُمَمِ
 کہ دو آدمیوں میں سے جو آپ کو پسند ہو اس کے ذریعہ قوت عطا فرمادیجئے۔ سچ تم بھی اس سنت
 نبوی کی روشنی میں چین و جان کی ہدایت کے لئے یہ دعا کر سکتے ہیں، تبتغی رسول سے اس
 تدبیر میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیئے،

الغرض میرے ناقص خیال میں یہی دو تدبیریں ہیں اور اگر دونوں کو جمع کر لیا جائے تو
 سبحان اللہ! حکمران چلی تدبیر پیر عمل کریں اور علماء امت اور عوام دوسری پیر عمل پیر ہوں،
 یہ سلامی طریقے اختیار کئے جائیں تو توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ان کوششوں کو ناکام
 نہیں فرمائے گی اور کم از کم آخرت کی مسئولیت سے ہیکہ و شش ہو جائیں گے، نشان کوشش
 ہی کا مکلف ہے ناسخ حق تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں، ان اُریدہ لا یرصدح من
 استطعت۔ وما توفیقی الا باللہ وحدہ، علیہ توکلت و الیہ اُنیب۔ وحسب اللہ
 علی خاتم النبیین و سید المرسلین محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین اے یومہ البقیۃ۔

ذو عقدہ ۱۳۹۳ھ، دسمبر ۱۹۷۳ء

طرابلس اور شیخ محمد بن علی السنوسی

اس دفعہ زیارت حرمین شریفین کے بعد بلادِ عربیہ کے ایک نئے ملک کے دیکھنے کا اتفاق ہوا، جہاں سے سردت ہو کر طرابلس لغرب رتھ پولی، یا نامہ سفر ٹالس دینی، دعوتی اور تبلیغی مقاصد کے لئے تھا جناب سید محمد مجیب صاحب، سابق انڈسٹریل پاکستان و آل سدر انجمن اشاعت القرآن رفیق غریب، تقریباً ایک ماہ تک طرابلس عثمان اور کریت وغیرہ کے دیکھنے دیاں کی دینی رات کا مشاہدہ کرنے، علم اسلام کے صدوں امکانات کا آج جائزہ لئے دیاں کے مقام اعلیٰ فکر و درجہ سے اور اس سے دعوتِ دین کے موثر شاہکار بنایا کرنے کا موقع ملا۔

طرابلس کا نام مشہور دینی اہل شہر بجاہر اعظم، مسیحیت، ہندو مت و دیگر انسانی عقائد کے بانیوں کے ناموں سے ہے۔ اس کے نام میں شیخ محمد بن علی السنوسی کی وجہ سے کافی روشن تھا، پھر سید محمد بن علی کے بانیانہ کارنامے جو ان کے جابرانہ سمجھ و ادراک کے فائدہ میں آئے، ان کی بدولت اسے نسبتِ مدی سے شہرہ آفاق حیثیت حاصل ہو گئی ہے اور سب سے طرابلس لغرب کے ریتانی سرائے "زر بیال" کہتے ہیں، دریا کا ایک ایک نچر ملک مسمول ملک کی صف میں شمار ہونے لگا، اس وقت سے اس کی عالمگیر شہرت میں چار پانچ لکھ کئے، نئے وادوں کو تعجب ہو گا کہ ساڑھے چار لاکھ مربع میل پر پھیلا ہوا یہ ملک جو ہمارے ملک پاکستان سے ایک لاکھ مربع میل زیادہ وسعت رکھتا ہے، نہایت لاکھ نفوس کی آبادی پر مشتمل، سب اور شہر تہذیب و تمدن کے اس حال آبادی کے تناسب کے اعتبار سے سب سے زیادہ جگہ کرنے والی قوم طرابلس میں کی تھی، یعنی لاکھوں آبادی کے ملک سے ہزار افراد نے جگہ دارانہ کی سماعت حاصل کی، معلوم ہوا کہ ملک منظم، سید اور پس ہزاروں افراد کو ملک کی طرف سے امداد دے کر لائے جاتے ہیں، اتنی قبیل آبادی کے ملک کا میزانیہ سب سے زیادہ پاکستان کے برابر ہے، ملک منظم نے چار سو مہینے ہونڈ کی ٹیلر رتھ نامہ دار لوگوں کو تعمیر مکانات کے لئے عطا فرمائی ہے۔

نیاں یہ تھا کہ یہ وسیع صحرائی اور ریگستانی ملک ہوگا لیکن طرابلس الغرب کی سرحدوں و
شادابی کو دیکھ کر تعجب ہوا، نہ توں انکوں، کھجور اور دیگر پھلوں کے باغات، گھروں و درجہ
کے میوؤں لمبے قطعات دیکھ کر حیرت میں اضافہ ہوا۔

مست لیبیا کا طرابلس کے بعد دوسرا نمبر یعنی دار الحکومت بیتنامہ ہے، تین سو
کیلو میٹر کا یہ طویل اور غنیم الشان پہاڑی علاقہ فطری حسن و جمال کے دکھائی دیتا ہے، ویریت
انگیز سرسبز و شادابی سے مالا مال ہے، آب و ہوا کا تو کہنا ہی کیا ہے، خصوصاً جیل خنہ
آخری صدی کے دورہ تو دکشتی، جوہری اور طبعی مناظر کے لحاظ سے بے نظیر ہے۔
لہذا یہاں جو طرابلس سے ۱۲۰ کیلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے درمیانہ کے نمونہ میں ثروت
اور موسم کے روحانی اور یونانی آثارِ قدیمہ آج بھی تاریخ کے دوار سابقہ کی غنیمت کی
دستاویز تازہ کر رہے ہیں۔

حکومت لیبیا میں دو یونیورسٹیاں ہیں، ایک جامعہ لیبیا جو طرابلس میں ہے
دوسری جامعہ سید محمد بن علی السنوسی الدمدمیہ جس کا مرکز صوبہ بنہ ہے۔
یہ جامعہ نو عمر ہے جسے قائم ہونے کوئی چار سال کا عرصہ ہوا ہے لیکن اس وقت اس کا سارا
میزانہ رجبیت، تین مین پونڈ ہے اس کے شیخ الجامعہ کی حیثیت اور تنخواہ وزیر اعظم کی
طرح کم نہیں ہوتی، شیخ الجامعہ الشیخ عبد الحمید بن علیہ الدریانی بڑی جامعہ است اور جذب ترین
شخصیت کے مالک ہیں، میں اس پورے سفر میں جس شخص سے سب سے زیادہ متاثر ہو
وہ شیخ الجامعہ ہی کی شخصیت تھی۔

عرب قوم، ان کے امراض اور ان کا علاج

بہر حال اس سفر کی تفصیلات پیش کرنے کا نہ ارادہ ہے نہ مقصد ہے سائنس چہ
حروف زیر قلم آئے، کہنا یہ ہے کہ ان عرب ملک کو دیکھ کر میسوس سابقہ یقین میں مزید
نہ نہ اور اس کا نام پیدا ہو کہ عرب قوم دو شدید قسم کے امراض میں مبتلا ہے جو بقیہ تمام
عربوں کے لئے اُمراض کا درجہ رکھتے ہیں یعنی داء عرب قومیت پرستی، مغربی

تہذیب و تمدن کا تسلسلہ یہ ضرور ہے کہ مصر کی جدید حکومت اس کی نمایاں اور پائیدار ہے
لیکن یہ مرنس اب سارے عرب کا مشترکہ روگ ہے جو اس کے جسم میں خون کی طرح سرایت
کر گیا ہے۔

”قومیت“ عرب ہو یا نجی بشری ہو یا مغربی دین اسلام کی نفرتیں وہ بہت سی ہیں۔
لعنت ہے وہ ایک ”بت“ ہے جس کی پرستش کو اسلام ”شعارِ جاہلیت“ قرار دیتا ہے۔ قومیت
اور اس کی بنیاد پر ابھرنے والے تمام نفسوں اور نفسیوں کو کچل ڈالنے کی دعوت دیتا ہے۔
لیکن یہ دعوت آج قوم عرب جو اسلام کی دعوت کی اللہ کی قومیت حاصل تھی اس امت کو
بڑی طرح شکار ہے۔ قومیت کے طاغوت نے عرب ممالک میں ”اسلامی سخت“ کو پارہ پارہ
کر ڈالا ہے، آپ کو یہ سن کر دنگ ہو گا کہ اسرائیل اور عربوں کی جو تحفظشانہ اور جباری
ہے۔ اس سلسلے میں عرب رہنماؤں کے جو بیانات، خطبات اور پمپریٹوں پر نشر کیے جاتے
ہیں ان میں خدا و رسول یا دین، اسلام کا نام تک نہیں آئے پتا، عرب قومیت، عربیہ
حرب فوج اور ملکی وسائل و ممرات ہی کا وظیفہ بار بار پڑھا جاتا ہے اور اس سے بڑھ کر یہ
کہ ایک خطبہ کا افتتاحی کلمہ ”بسم اللہ“ بجائے ”باسم القومية العربية“ اور ”بسم
الحزب العربي“ تھا، نالغ، جب معاملہ یہاں تک پہنچ جائے تو خیر واضح رہے کہ کی توقع
بہت ہی کم باقی رہ جاتی ہے۔

افسوس ہے کہ اسلام نے جس لعنت کو منایا تھا، برطانوی طاغوت نے مسلسل تباہی و
میں لعنت کو دوبارہ جنم دیا۔ ”لقد صدق عیسیٰ ابیس فہنہ“ انہی عربیہ تباہی
سے اس نے پہلے تو خدافت، سد میہ کو ختم کرانے کے لئے عرب و ترک دشمنی کا بیج بڑھایا۔
پھر انہی کو دشمن بنایا اور جب اس میں کامیابی ہوئی تو وطنیت کا بیج بڑھایا۔ قومیت
وطنیت، اور ملک و نسل کی ان لعنتوں نے عربوں کو اتنا کمزور کر ڈالا کہ، کروڑوں
لاکھ، اسرائیل سے خون کے قصب کا نامور، اور عرب ممالک کے عیسائی و مسلمان
برائے۔ اس کے عقد سے عاجز و راضی مقدس کی تشبیہ و رائے ہیں۔ اسرائیل
کا جو مسلہ کشادہ کیا ہے، اس کا اندازہ اس سے کیجئے کہ عرب ممالکوں کی تباہی و

کے بعد اسرائیل ریڈیو نے کہا :-

”تم پھر دیتے رہو اور انسانی اڑاتے رہو، جب وقت آئے گا تو تمہیں

معلوم ہوگا کہ اسرائیل کون ہے؟ یہ عمل کا وقت ہے، قول کا نہیں، رزے

دعویٰ سے کچھ نہیں ہوتا۔“

لعنہ اللہ ونخلد.

کیا یہ اپنی اپنی ڈفلی بجائے والے قومیت اور وطنیت کے پرستاروں کے لئے
عبرت کا مقام نہیں؟ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تمام عالم اسلام، کلمہ ایمان، خدا و رسول،
اور اسلامی اخوت کے نام پر متحد ہو کر بنیان مرموص بن جائے؟ اور دشمنان اسلام کے
غلط فہمیاں پھیل کر اختلاف و تفرق کے جس غار میں ہمیں دھکیل دیا ہے اس سے باز آنے
کی تدبیر کریں؟

یہ درست ہے کہ اسرائیلی سانپ کو قلب اسلام میں ڈسنے کے لئے امریکہ و برطانیہ
نے مل کر جنم دیا ہے وہی اس کی پرورش کرتے رہے ہیں اور آج بھی اس کی پشت پر یہ
طاقتیں موجود ہیں لیکن خزان طاقتوں کو ہمارے اختلاف و تفرق ہی سے فائدہ نہیں
کا موقع ملا، اس اختلاف و تفرق کی ایک کردہ صورت حال اسی سفر میں خود ان ہنگاموں
نے دیکھی، طرابلس و لیبیا کے اندر مسیوں کے رقبہ میں پھیلا ہوا غنیم امریکی ہوائی ڈو در
امریکی بیڑہ موجود ہے، ہمارے دریافت کرنے پر اس کی منسلحت یہ بتلائی گئی کہ یہی کشتی
کے خطرے کے پیش نظر طرابلس کی حفاظت کے لئے یہ تدبیر کی گئی ہے، سبحان اللہ! انہوں
رہزنوں اور قزاقوں کو پاسبانی کا شرف بخشا جاتا ہے اور انہی کو محافظ چوکیدار بنایا جاتا
ہے، شدید ترین دشمنوں سے دوستی کی توقع رکھی جاتی ہے، سادہ لوحی اور خوش فہمی کی
بھی انتہا ہو گئی اور سنی کا نتیجہ ہے کہ آج انہی ہوائی اڈوں سے اسرائیلیں آمد و رفت
کرتے ہیں اور تمام عالم اسلام کے قلب میں خم ٹھونکنے کے قایل بنایا جا رہا ہے، یہ معلوم یہ
عقلیں اتنی کیوں مسخ ہو گئیں، ان مکروں کی تفصیلات بڑی دردناک ہیں، اللہ تعالیٰ اپنا
لطیف و کرم فرمائے اور تمام عرب ممالک کو صدق و اخلاص کے ساتھ کلمہ اسلام پر جمع

ہونے اور اپنے تمام اختیارات کو بھول کر مل بیٹھنے کی توفیق بخشیں۔

مال و دولت کی فراوانی اور اس کا معاشرہ پر اثر

اسی طرح ان عرب صحراؤں اور ریگستانوں میں جب سے سونے کی کانیں ملنا شروع ہوئیں اور پٹرول کی بڑھتی ہوئی قیمتیں، مال و دولت کی فراوانی اور طیفانی نے ان پر مغربی تہذیب و معاشرت کو مسلط کر دیا۔ عرب قومیں اس سے اس قدر متاثر ہوئیں کہ ”دن“ کی طرح مغربی تہذیب و تمدن کا درس ان کے دین و ایمان کو چاٹتا جا رہا ہے اور قریب قریب اس عاج صورت اختیار کر چکا ہے، ”عرب قومیت نے اگر اسد می عالمگیر خوت کو پارہ پارہ کیا تھا، تو شکل و صورت، تہذیب و تمدن اور معاشرت و ثقافت میں مغرب کی نقالی و من اسلم ہی کو تار تار کر دے گی، کسی ملک اور معاشرے میں جس رفتار سے تہذیب و تمدن خیمہ زن ہوتی جائے گی، اسی رفتار سے قیوب سے ایمان اور معاشرے سے اسد می قدر و قیمت ہوتی جائیں گی۔ اسی لئے ایک موقع پر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کے چند نوجوانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا:

فَوَلَّيْتُ مَا لَفَقْتُ غَشِي عَيْبِمُ وَكُنِي پس بنما میں تمہارے حق میں فقر کا نذر لکھ نہیں لکھا

آج کل اخبارات میں عرب راجہؤں کے اتحاد و تعاون کی جو خبریں آرہی ہیں وہ تمام عالم اسلام کے لئے نوبہ مسرت ہیں اردن کے شاہ حسین کا تہہ بہہ آکر مندرجہ نامہ دست مدت سے کچھ لے ہوئے دو بھائیوں کی طرح گلے ملنا اور ان دونوں ملکوں کے سربراہوں کا مشترکہ دفاعی معاہدہ کی تجویز پر متفق ہونا قابلِ تہنیت و تہنیت ہے اور موجودہ تاریخی گزریں باب بھی اسی طرح مندرجہ نامہ دست مدت مغربی فوج کو واپس بل لینا بد شہ قابلِ تحسین ہے۔

ہائش تمام ممالک اسلام میں ایمانی کھڑیوں سے یہ اتحاد عمل میں آجائے محسن ناسخ، سیاسی اور وقتی ہر

تسہم الف بین قیوب المؤمنین و الصالحین و الصلوات بینہم

و اجعل فی قیوبہم الایمان، اللہم ارحم امۃ محمد صلی اللہ علیہ

وسلم، آمین بعد امۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

اَفْخِشْ عَلَیْکُمْ اَنْ تَبْسُطَ لِدُنْیَا
 عَلَیْکُمْ کَمَا لَبَسْتَ عَلٰی مَنْ کَانَ
 قَبْلَکُمْ فَتَنًا فُسُوْهَا کَمَا تَنَافَسُوْهَا
 وَتَهْلِکُمْ کَمَا اَهْلَکْتَهُمْ۔
 رُخْزِجِ الشَّیْخَانَ وَ سَفْطَ مُسْلِمِ

بکر مجھے ڈریہ بت کہ کہیں دنیا تم پر بھی اسی طرح نہ
 پھیر دی جائے جس طرح تم نے پہلے لوگوں پر پھیر دی
 کئی۔ پس تم بھی اس پر اسی طرح رہو جیسا کہ تم
 طرح وہ اس پر ریختے پھر پھرتے تھے۔
 ہرک کر ڈالے جس طرح نہیں ہرک کر ڈالے۔

بیساکہ ابھی غرض کیا کیا مادیات کا یہ غلبہ اور اس کے نتیجے میں یورپی تہذیب کا تسلسلہ
 سارے عرب میں عام ہے، کویت وغیرہ میں ان صحراؤں اور ویرانوں کا طعنہ دیکھ کر حیرت
 ہوتی، بازاروں میں جاؤ تو لندن اور پیرس کا شبہ ہوتا ہے اور موٹر کاروں جیسے سارے
 ممالک کو دیکھو تو امریکہ کا رقص کا ہوتا ہے، بلاشبہ ابھی تک مسجدیں آباد ہیں مگر مسو پر
 فقراء و مساکین اور مرزدور طبقہ ہی مساجد کی زینت ہے، مال کی فراوانی کے سیدہ بہت
 آخر تک یہ نفاذ قائم رہے گا، ان ممالک کے اپنے طبقہ میں اور ممالک جیسی پید ہو
 چکے ہیں جن کا ذکر یہاں ضروری نہیں، بہر حال یہ

قیاس کن زنگستان سن بہار مرا

حال کے آئینے میں مستقبل کے منظر کشی کرتے بھیا تک نظر آتے ہیں ؟
 ان حالات میں مسلمانوں کا فرض ہے کہ "دعاۃ الی اللہ کی جماعتیں دعوت دین کو متحمل ہوں
 بنا کر ہر ایک ملک میں مقیم ہوں اور پوری قوت اور توجہ سے اصلاح کا کام شروع کیا جائے،
 ابھی تک دلوں میں نور ایمان کی دلی دہائی چنگاریاں موجود ہیں، لیکن دن بدن ان کی روشنی
 متحمل ہوتی جا رہی ہے، ابھی تک ان قوموں میں بات سننے اور سننے کی استعدادیں موجود
 ہیں، اس لئے اصلاح کی توقع کی جاسکتی ہے لیکن اگر دس پندرہ سال اسی غفلت میں
 گزر گئے تو پانی سر سے گزر جائے گا، ایمانی حرارت کبھی ختم ہو جائے گی اور اس وقت
 اصلاح کی کوئی توقع باقی نہیں رہے گی۔

عمان میں رابطہ العلوم السلامیہ کے ایک اجتماع میں سقمہ کی تدبیر کی نشاندہی
 ورامہ کی تفصیل و غرض کی تھی، شاید کسی موقع پر اس تقریر کا خدمہ پیش کیا جاسکے تو وہاں

مفسر ہو کہ اپنے طبقے میں ساری تک مایوس کن نہیں بلکہ کچھ استفادہ بھی ایسے
موجود ہیں جو ہر حیثیت سے قابلِ قدر ہیں، کچھ صیاد اور اربابِ فکر بھی ہر ملک میں ایسے
مل جائیں گے جن کو مدد کر امدادی کوششیں بار آور ہو سکے گی، بیروت میں جماعت "نصار فتنہ"
اور مفتی لبنان کا مدرسہ و عثمان میں دارالقرآن، و "رابطة العلوم"، سد میہ وغیرہ ان
خدمات میں امید کی کر نہیں ہیں، ان سب سے بروقت صحیح کام لیا جاسکتا ہے جو حضرات اس
غنیہم قسمہ کی خاطر ان ملک میں دینی دعوت کو زندہ کرنے کے لئے کچھ بھی وقت کال
کرتے ہوں ان کی ہر قسم کی ممکنہ معاونت اور مشورہ کے لئے میں ہر وقت حاضر ہوں۔

اس سفر میں یہ احساس بھی شدت سے دامگیر ہوا کہ ان سکوں میں جہاں دینی انحطاط
کے آثار روز افزوں ہیں وہاں "علمی انحطاط" کا المیہ بجائے خود روح فرسا ہے، علومِ اسلامیہ
کی قابلِ قدر خدمات کی انجام دہی نہیں ہو رہی، جدید ضرورت پر چند دینی مضامین کا لہجوں اور
کلیات میں بڑھائے جاتے ہیں جن سے علومِ اسلامیہ کی حفاظت کا تصور لغو ہے، یہ ایک
مستقل تفصیل حسبِ دستاں ہے، بہرحال دعاؤں اور محنت کی بے حد ضرورت ہے،
استغفر اللہ ان بلاد کی اصلاح کے لئے کر لی لطیفہ غیبیہ ظاہر فرمادے۔

وہ ذاتِ عسیٰ للہ بعزین

ریحِ رواں ۱۴۳۸ھ

القداب لیبیا

گزشتہ دنوں یکم ستمبر ۱۹۶۹ء کو ایک اور اسلامی مملکت لیبیا کی حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا،
 انقلابی رہنماؤں کے طرز عمل سے صاف پتہ چلتا ہے کہ سوشلسٹ بلاک کی تدبیر سے یہ سائنہ پیش آیا
 ہے گویا سوڈان کے بعد یہ دوسرا عرب ملک ہے جو اشتراکیت کی گود میں پلگا گیا، نائنہ وان الیہ ریفرنس
 شاہ ادریس سنوسی تمام اسلامی و عربی ملک میں سب سے زیادہ مذہب پرست اور خدا ترس بادشاہ
 تھا، شیخ محمد بن علی سنوسی مجاہد اعظم جن کی کوششوں سے یہ مملکت وجود میں آئی تھی اور یہاں پر کئی
 اور خاصا بڑے قیامت سے مسلمانوں کو نجات ملی تھی۔ شاہ ادریس ان کا پوتا تھا، موجودہ ملک سدیمیت
 یہ پہاڑ اور آخری بادشاہ تھا جو شب خیز عبادت گزار بھی تھا اور شیخ طریقت بھی، باقی مذہبیت
 دارشاد کی مسند ان کے دم سے قائم تھی، نہایت فیاض اور رحمدل بادشاہ تھا، غریب پرور
 اور رحمدلی میں موجودہ بادشاہوں میں ان کی نظیر نہ تھی، صوبہ بیسنہ میں جو طرابلس زرچون
 کے بعد دوسرا پایہ تخت تھا، ۵۰۰ مہین پونڈ کا عظیم الشان عطیہ دے کر فترا اور مساکین کے
 مکانات تعمیر کرائے تھے، بادشاہ کی طرف سے یہ اعلان تھا کہ جو شخص حج بیت اللہ کے لئے جانا ہے
 اور غیر مستطیع ہو حکومت اس کی معاونت کرے گی یہی وجہ ہے کہ لیبیا آبادی کے تناسب کا اعتبار
 سے چہد ملک ہے جس کے شرکاء حج کی تعداد تمام اسلامی ممالک سے گہرے سبقت لے گئی تھی یعنی
 لیبیا کی آبادی کل ۵۰ لاکھ ہے اور پندرہ ہزار لیبیا کے حجاج کرام سال گزشتہ حج میں موجود تھے۔
 شاہ ادریس نے بیسنہ میں اپنے بڑا مسجد کے نام پر ایک یونیورسٹی قائم کی تھی جس کا نام تھی
 جامعۃ الشیخ محمد بن علی السنوسی الاسلامی اس کا میزانیہ ابتدائی مراحل میں ۱۰۰ مہین
 پونڈ سنا، نہ تھا اور اس کے ماتحت معاہدہ مدارس میں گزشتہ دو سال سے قبل تک ۵۰ ہزار لڑکے
 اور لڑکیاں قرآن مجید حفظ کر رہے تھے، لڑکیوں کے لئے اس عظیم شان بیان پر حفظ قرآن کا
 انتظام تمام عالم اسلام میں بے نظیر تھا۔ اساتذہ کے لئے مستقل مدینہ البیضاء کے نام
 سے بیسنہ میں ایک شہر کئی مہین پونڈ کی لگت سے تعمیر کرایا جا رہا تھا۔
 الفزیش بہت سے مناخرو مآثر کا ملک بادشاہ تھا، البتہ نظم حکومت اور استحکام مملکت

سے نہیں تھکتے۔ تہذیب کی ضرورت ہوتی ہے اس کی کمی تھی۔ اسی وجہ سے پڑوسی ملک کے جیسے و
 سبھا اور ناہانی تسلط سے بچنے کے لئے امریکہ کو ایک عظیم شہنشاہ ہوانی، ڈیوہر میں قیام کرنے
 کی ہدایت دی ہوئی تھی، گویا امریکہ ہی کے حکم و رسم پر چل رہا تھا۔ درحقیقت امریکہ کے ستوطوں اس مہم
 ہوانی اڈے کا کارنامہ سب کو معلوم ہے، لیکن یہ مگر اپنی طور سے ہی شہادتِ محنت کے زوال کا باعث
 بنی ہوئی۔ ایک بار بادشاہ نے وزیرِ اعظم کو تین سو ہوانی بہانہ خریدنے کا حکم دیا تھا۔ بعد میں معلوم ہوا
 کہ اس فرمان کی تعمیل میں نہ صرف تین ہوانی بہانوں کی خریداری ہوئی تھی بلکہ بوقتِ ضرورت بادشاہ کو
 جب علم ہو تو تماشہ یہ منظر پیش کیا کہ قریب تھا کہ حرکتِ قلب بند ہو جائے اور اس وزیرِ اعظم
 کو شہنشاہ پڑے۔

ہر حال بنیاد پرست کوششیں یا کمیونسٹ ملک اور قوم کے لئے اصل سے بہتر نتائج حکومت
 کبھی قائم نہیں کر سکتے ہو اس شاہِ معقول کے عہد میں قیام تھا اور یہ محض فریب اور دھوکا ہے
 کہ غریبوں اور مزدوروں کی امداد و فلاح کے جذبے کے تحت علم برادرانِ اشتراکیت ملکوں میں
 اقتدار برپا کرتے ہیں بالکل تمہیں ہے اس میں کوئی حقیقت نہیں۔ چنانچہ یسویا پر قبضے کا
 یہ منصوبہ محض ایک ارب پڑا سا نامہ کے تارکوں اور پٹروں کی آمدنی پر قبضہ کرنے کے لئے بنایا
 گیا ہے۔ ورنہ اس کا کوئی امکان نہیں ہے کہ جس طرح شاہِ خلوص فقرا، مساکین اور حجاج کی امانت
 کرتا تھا، نقدی حکومت اس کا عشرِ عشر بھی کرے گی، اشتراکیت تو غریبوں اور مزدوروں کی نداد
 و فلاح کے نام سے خدا کی مہربانی پر وہ منہمک رہا کرتی ہے جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، سمرقند و
 بخارا کی تاریخ دنیا کے سامنے ہے، وہ ہر اشیاءِ عظیم شہنشاہ اور وزیرِ خیمہ فانی اسد میں ملک
 تھا، اس کا کیا حشر ہوا؟ ملامتِ احسن۔ اس طرح اس طرح و عارضی سر زمین کا ذرہ ذرہ سدھ
 ورنہ اسد میں ورثہ کا قتل و دفن ہے۔ ہاں یہ درست ہے کہ سیاسی مصالحت کے پیش نظر
 اس بیہوشیت، وحشت اور وحشت، نیز زنی کا دور دورہ نہیں رہا اور زمانہ کے تقاضوں سے
 مہور ہو کر کمیونسٹ بھی اسد میں کش پائیں تبدیل کرتے رہتے ہیں لیکن اس میں تو کوئی شبہ
 نہیں کہ یہ نہ دشمن کردہ غریبوں اور محتاجوں کے نام سے تسلط و اقتدار حاصل کرتے ہیں ورنہ
 پھر اسد کو ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں، سوڈان عربی ملک میں اپنے دینی مزاج کے لحاظ سے

نماز تھا لیکن آج وہاں اسلامی نظام مرثیہ خواں ہے، اگر اختیارات و جرائد اور خبریں سب محبوس
کے بیانات صحیح ہیں تو چند دنوں میں سلام کا نام بھی نہ رہے گا، افسوس اس ملک کے گریہ
اسلامی حکمران ان اسلامی حکومتوں میں صحیح نظام اسلام قائم کر لیتے تو اس کی بنا پر جو باطنی برکات
ن ملکوں کو ان تمام فتنوں سے محفوظ رکھ سکتی تھیں، دراصل یہ حق تعالیٰ کی طرف سے خداوندی
کی سزا ہے، سقوط بیت المقدس اور پھر مسجد اقصیٰ کے جھڑنے کا دردناک واقعہ، اگر غور کیا جائے
تو ہماری شامت احوال کا نتیجہ ہے، شامت احوال ماحول کا صورت دایان گرفت "پھر ملک و ملک حق
تعالیٰ شانہ اور اس کے قوانین سے بخلاف کرنے کے بعد کسی نے رکوس کو خدا فی کا درجہ دے دیا
ورکسی نے امریکہ کو اور ان ہی خدا دشمن قوموں کو اپنا مشکل کشا سمجھ لیا، آفتاب نیم روز کی روشنی
حقیقت واضح ہے کہ یہ صرف ان اسلامی ملکوں میں اسلامی قانون نافذ و رائج نہ کرنے کی سزا ہے
کہ آج یہ اسلامی ملک اپنے دین سوشلسٹوں کے ہاتھوں پامال ہو رہے ہیں، کاش ہمارے ملک
کے رہنماؤں اور لیڈروں کی آنکھیں کھل جائیں۔

بدقسمتی سے اس اسلامی ملک میں سرمایہ دارانہ نظام اور سودی کاروبار نے مالدار طبقہ کے دستان
میں وہ قساوت اور بے رحمی پیدا کر دی ہے جس کے نتیجہ میں اشتراکیت کا سیدب آجائے گا،
ہے یہ اشتراکیت یا اشتعالیت درحقیقت راسمالیت کا رد ہے حکومت پاکستان کو اس سرب
دنیا سے اور ان دردناک انقلابات سے غربت حاصل کرنے کی شدید ضرورت ہے، نجات کا
راستہ اسلام اور صرف اسلام میں منحصر ہے لیکن نام کا اسلام نہیں بلکہ صحیح تہلی اسلام جس کے لئے
دو بین فرصت میں اسلامی قانون کو نافذ کرنا، اسلامی اقدار و اخلاق کو اپنانا، اسلامی نشانی
رائج کرنا، معاشرتی اور بہ اخلاقی و بہ اخلاقی کے حیا سوز منظر پر کی ایک تبدیلی کتنی کرنا ہوگی، سرب
حدود و تعزیرات کو جاری کرنا ہوگا، اسلام کے معاشی نظام کو قائم کرنا ہوگا، شخصی و قومی ورغری
واجتماعی کوششوں میں مداخلت اسلامی نظام کو کرنا ہوگا تب کہیں جا کر سوشلزم کی لعنت سے نجات
مل سکے گی صرف کھوکھے نعروں، وعظموں، لکچروں فتوؤں، پریس کانفرنسوں، پمپوں و کتابوں
سے اس سیدب کو روکنا ناممکن ہے یہ جو کچھ زور و جبر سے یہ عروج پر گئے ہیں، کسی حکیم کے صرف نسخہ
نکودینے سے مرض نہیں جیایا کرتا جب تک کہ نسخہ کا صحیح استعمال و پرہیز کی پابندی نہ ہو۔

سوشلزم اور کمیونزم کا صحیح علاج

بہر حال سوشلزم یا کمیونزم کا صحیح علاج غریب طبقہ کی مشغلت کو انتہائی ہمدردی کے ساتھ سمجھ کر سدھم کے معاشی نظام سے ان کا ازالہ کرنا اور وہ فیصلہ آبادی کو مطمئن کرنا ہے، اس کے لئے اسدی صورت و قدر کی ترویج و اشاعت کے ذریعہ مکمل تعلیم و تربیت کی ضرورت ہے اسے خدا فراموش زندگی سے بے نیاز کرنا اور اس زندگی سے روشناس کرنا ہوگا اور معاشرے کی اصلاح اسدی حکامات و ارشادات اور سدھمی قانون سے کرنا ہوگی، صرف اتنی بات ہرگز کافی نہیں کہ ان کے پیٹ کا امتحان کر دیا جائے اور روح و قلب کی اصلاح سے غفلت برقی جائے ورنہ تو کسی وقت بھی وہ غلط اقتدار کا آلہ کار بن سکیں گے، علماء و دانشمندان اداروں اور جمعیاتوں کا اصلی مقصد معاشرے کی اصلاح کرنا ہونا چاہیے تب جا کر توقع ہو سکے گی کہ یہ مہیب سید باب رک جائے ورنہ اس کے بغیر میں خیالست و فعالیت و جنوں، حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دلیل حدیث ہے جو صحیح بخاری میں نمان بن بشیر کی روایت سے مروی ہے، اس کے آخر میں حکیمانہ ارشاد ہے:-

أَوْ زَنَ فِي الْجَسَدِ مُفْتَذًا	سو زہیم سنانی میں کب کوشت کا لوتھا ہے
صَحَّتْ صَحَّ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا	اس کی اصلاح سے تمام جسم سنانی کی اصلاح ہوگی
فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ إِلَّا	وہ جس کے فساد سے تمام بدن میں فساد ہوگا
وَهُوَ الْقَلْبُ	وہ وہ دل ہے۔

دل کی اصلاح نہ ہوتی کہ اسدم کے عملی نفاذ نافذ کرنے سے ہوگی۔

اتحاد اور اس کی ضرورت

اس کا سدھم ہے کہ اس وقت علماء حق کی دو ہماختوں میں تضاد ہو رہا ہے، الفصاف سے دیکھا جائے تو وہ "یہ مکر یا طریقہ عمل کا، شتہ فہت لیکن خود غمن صوب جرد و نون " بن بری " ج چٹے ہوئے ہیں، ان کو حقیقی اشتد بن کر دینی اقتدار کو شدید نقصان پہنچا رہے ہیں، بینات کے نذر شہہ شمار سے میں اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا تھا لیکن آج مزید ضرورت کے سامنے ہمہ کنذارشات پیش کی جا رہی ہیں:-

۱۔ اس پُر آشوب دور میں علماء دین اور خصوصاً مشائخ الیہ کا برکاتفاق بحدہ ضروری ہے،

ایسا اختلاف جو محدود سے متجاوز ہو، ہر دور میں انتہائی مضر رہا ہے لیکن آج تو اس سے بچنے کی ضرورت بھی شدید ضرورت ہے۔ "بَلَاغَةُ دَلِيلُ الْبَيِّنَاتِ شَيْ خَالِقَةُ" آپس کے فساد سے بچتے رہنا کیونکہ یہ دین کا بالکل صفایا کر دیتا ہے، ارشاد نبوی سب کے سامنے ہے۔

(۲) اگرچہ دونوں فریق نیک نیتی سے اپنا اپنا موقف کو حق سمجھتے ہیں لیکن اس سلسلہ میں انتہائی تیز رفتاری سے برکتی ضرورت ہے، ایسا نہ ہو کہ تمام کوششیں اور محنتیں رائیگاں چلی جائیں خود غرض غنا سے جو علماء کے اتحاد و وقار اور ان کی متحدہ مساعی کو تشریش کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ان کی تمنا پوری ہو اور نتیجہ غیر صحت نکلتے۔

(۳) وسعت قلب کی بڑی ضرورت ہے اور انتہائی کوشش کی جائے کہ سوء تفہیم و غلط فہمی سے اختلاف رائے کا دائرہ قلوب کے اختلاف تک نہ پہنچایا جائے۔

(۴) اگر بدعتوں سے اتحاد نہ پیدا ہو سکے تو جہاں تک ممکن ہو تنقید اور منقہ چھوڑ کر یکجا بننا دائرہ عمل مثبت طریقہ کار تک محدود ہو اور اپنے تمام اتباع کو اس کی ہدایت کی جائے۔

(۵) اگر ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ دنیا میں سوشلزم سب سے بڑی لعنت ہے اور اسے اسلام کی بتاوی کا پیش خیمہ ہے اس لئے ان حضرات کی بیشتر عداوت اسی کی تردید میں صرف ہو رہی ہے وہ مغربی سرمایہ داری کو بھی لعنت سمجھتے ہیں مگر ان کی طرف سے جس قدر سوشلزم است

بیزاری کا اظہار ہو رہا ہے اس انداز سے سرمایہ داری سے نفرت کا اظہار نہیں ہو رہا۔ ان کی تردید اس انداز سے ہو رہی ہے۔ دوسرے فریق سرمایہ داری کو لعنت قرار دے رہے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ سوشلزم میں کوئی حسن نہیں بلکہ وہ درحقیقت سرمایہ داری کا ردِ عمل ہے۔ سرمایہ

داری کی پیدا کردہ الجھنوں کو اسلامی اصول کی روشنی میں حل کر دیا جائے تو سوشلزم اپنی موت آپ مر جائے گا۔ ان حضرات کی جانب سے جتنا زور سرمایہ داری میں صرف ہوتا ہے۔

سوشلزم کی تردید میں نہیں ہوتا، اب ذرا ٹھنڈے دل و دماغ سے غور کیا جائے تو مفید دونوں حضرات کا ایک ہے، صرف طریق کار اور لائحہ عمل کی تعیین کا اختلاف ہے، اس لئے

اس کو اختلاف رائے سمجھ کر یقیناً برداشت کر لینا چاہیے۔ مگر قلوب میں خود میں ہے تو اختلاف رائے یا اختلاف ذوق، افتراق و شتمت کہ ذریعہ نہیں بن سکتا ہے اور محبت و خلوص کی منشا میں

تبادلات کے ذریعہ 'لاحد نہ لحد' کی تعیین بھی آسانی سے کی جاسکتی ہے اور متفق علیہ
شریقہ کا تصفیہ بھی مشکل نہیں ہے۔

۱۶۔ اگر ایک فریق کی رائے یہ ہے کہ لیبر یونین سے اس لئے معاہدہ ضروری ہے کہ وہ لکھ مزدوروں
کو جو مسلمان ہیں سوشلزم کے حوالے سے حریت کر دیا جائے ورنہ ان سے معاہدہ اسلامی اصولوں کے مطابق
مسائل حل کرنے پر کیا گیا ہو اور یہ معاہدہ ان کی رائے میں سوشلزم کے روکنے کے لئے بھی مؤثر تہذیبی
توفیق و در زمان مزدوروں کو سوشلسٹ اپنا آلہ کار بنا کر یونین القاب لائیں گے تو دوسرے فریق
کو یہ توفیق ہے کہ وہ اس معاہدہ کا اسدیم اور مسلمانوں کے لئے غیر مفید ہونا دلالت واضح کرے
لیکن اس معاہدہ کو کفر سے اتحاد سے کیونکر مستہم کیا جاتا ہے کون نہیں جانتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے یہودیہ میں سے معاہدہ کیا تھا کون نہیں جانتا کہ قرآن کریم کی سورہ براءت کے وجود انتہائی شدت
کے ساتھ کنارے کئے گئے معاہدوں کا بھی احترام کیا گیا کون نہیں جانتا کہ قرآن کریم میں کنارے کشی
کے بارے میں ہے کہ "وَنَجْنَدُ نَلْسَلُ مَا جَنَحَ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ" اور اسی سورہ
براءت میں "وَأَن يَدْعُوا إِلَىٰ مَن يَخُودُونَ فَكَيْفَ حَبِطَ اللَّهُ وَغِيْرُهُ مَا تَقْرَأُونَ
موجود ہیں، اگر کنارے معاہدات کرتے ہیں کفر نہیں تو یک مسلمان جماعت جو سوشلزم سے مستہم
ہے کے ساتھ معاہدہ کو کفر یا سوشلزم کے مرادف کیسے قرار دیا جاسکتا ہے اس کی ضرورت
ہے کہ یہ فریق بھی جملہ سے جملہ اپنا منشور شائع کرے تاکہ امت کا دروازہ بند ہو جائے نیز بڑی
سیاحت کی ضرورت ہے کہ مشترک مذاہروں اور جلسوں میں کوئی غیر اسلامی شمار نہ ہو غیر اسلامی لغو
نہ ہو، اور غیر اسلامی جھنڈے جو کیونسٹوں کے شمار ہیں ان سے پورا پورا احتراز کیا جائے نیز جماعت
کے اخبار ترجمان اسدیم میں غیر قومہ دار یا مسلمان یا ایسے مضامین جن سے سوشلزم کی بُرائی ہو
یا سلیمہ کرنا چاہیے اور اگر کسی کی ذاتی رائے اس قسم کی ہو تو اس کی ضرورت ہے کہ اس کو عہدہ کر
ایا جائے تاکہ خواہ مخواہ جماعت بدنام نہ ہو بلکہ پتہ یہ ہے کہ اس وقت جماعت کی بدنامی کا باعث
اس اخبار کا ترجمان کیش وراس کے بعض مضامین ہیں۔ بدشعبہ لیبر یونین کے بعض لیڈروں

کا تزکیہ کرنا کہ سوشلزم سے ان کا دامن سانس بہت واقفیت سے بعید ہے اور اس قماش کے لوگوں کے لئے نشستوں کو محفوظ کرانے کے مطالبات کرنا کہاں تک دانشمندی ہے اور اس کی یہ ضمانت ہے کہ کل کو علماء کی ہم نوائی اور ان کی کوششوں سے برسرِ اقتدار آجائیں تو وہ اسد م کی تربیت کریں گے اب اگر کوئی یہ رائے نہ کرے کہ سوشلزم کا راستہ روکنے کے بجائے ایسا نہ ہو جائے کہ ان کے لئے راستہ صاف ہو جائے اور علماء کو دھوکا دے کر اپنا اُلٹو سیدھا کریں گے تو کیوں اس رائے کو سرمایہ داری کی حمایت سمجھا جاتا ہے۔ بہر حال شکوک و شبہات کا دائرہ تو بہت وسیع ہے وہ ہر طرف موجود ہیں کہنا یہ ہے کہ ہر طرف شبہات بھی ہو سکتے ہیں۔ اور ہر بات کی تائید یا کبھی کبھار شائبہ اگر ہر جماعت اور ہر فریق کو شمش کرے کہ ”راہِ حجاب کل ذی دلی بدو اب“ کے فتنے سے محفوظ ہو جائے تو معاملہ بہت آسان ہے ورنہ روز بروز اختلافات کی یہ خلیجیں بڑھتی جاتی جائیں گی اور علماء کی بدنامی ہوگی۔ عوام علماء سے ویسے ہی دور ہیں ان کا بعد بڑھتا رہے گا اور جہنم کے وقار کا خاتمہ ہو جائے گا اور اس طرح دینی وقار کو جو نقصان پہنچے گا اس کے تصور سے بھی تکلیف ہوتی ہے۔ یہ چند مسائل تھے جو عرض کئے گئے امید ہے کہ اگر ہر واجب سے متعلق نوائی کے لئے معاون فرمائیں گے۔ یہ مسئلہ کبھی جاچکی نہیں کہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۷۹ء کے اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی کہ مشرقی پاکستان کے ڈیڑھ سو علماء نے کرام اور ائمہ مساجد نے مغربی پاکستان کے علماء اور اکابر دین سے اللہ و رسول کا واسطہ دے کر دردمندانہ اپیل کی ہے کہ وہ اپنے اختلافات کو دور کریں، اپیل کا متن یہ ہے:

”آپ حضرات کے درمیان اگر کسی قسم کا کوئی اختلاف ہے تو اللہ رسول کے واسطے سارے اختلافات سے قلع نظر کر کے دشمنانِ دین کے مقابلے کے لئے آپس میں متحد ہو جائیں۔ علماء کرام کے آپس کے اختلافات اور توہینِ آمیز جموں کی جو خبریں اخبارات میں شائع ہو رہی ہیں ان کے باعث پاکستان کے اسد دشمن عناصر خصوصاً مشرقی پاکستان کے، سلام دشمن مناد پرست صحت فائدہ، بھارت ہیں اور یہاں تحفظِ اسد کے نام پر بدوجہ بدکرتوں کو مشکلات پیش کر رہی ہیں اور عام مسلمان بد دل ہو رہے ہیں۔“ (جنگ کراچی)

حق آیت ہیں جو تبت کی توفیق بخشیں ایسا نہ ہو کہ دوسروں کے لئے ہمارا وجود عورت کا
 بت بنائے، اَللّٰہُ اَلْبَیِّنُ قُلُوبَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اَصْلَحَ ذَاتَ بَیِّنَہُمْ۔ آمین۔

اسرائیلی یارحیت اور اس کا حل

کست کی ۲ تاریخ کو مسجد اقصیٰ میں آتش زنی کا روح فرسا اور الم ناک سانحہ پیش آیا، عالم
 مسلم لرز اٹھا، تمام غیر متعصب اور انصاف پسند رہنمائے، بدلتیز ملک و ملت، تاریخ کے اس
 ہونک و اقلہ کی ذمہ داری، اسرائیل پر زلزل اور اسے صہیونی غلام کی تکمیل کی ایک کڑی قرار
 دیا، سد می ممالک میں جیسے جیسے حدس لگے، ہڈیاں میں موئیں، تقریریں کی کہیں، قرار دادیں
 پائے ہوئیں، پاکستان اور دوسرے اسد می ممالک کے نمائندوں کی کوششوں سے سلامتی کونسل
 کا امیدس صوب کیا گیا، قرار داد مذمت پیش کی گئی، سات دن کی بست و تمہیں کے بعد سلامتی کونسل
 کے گیارہ ممبروں کے ووٹ سے منظور کی گئی، فرانس نے اس کی جزوی حمایت کی، اسرائیل نے اسے
 پہلے قدم پر ٹکرا دیا، برطانیہ آخر دم تک ہچکچاتا رہا اور جب سے یقین دلایا گیا کہ اس قرار داد
 میں اسرائیل کی براہ راست مذمت نہیں کی گئی ہے تو قرار داد کے حق میں ووٹ دینے پر راضی
 ہوا، امریکہ نے کھل کر قرار داد کی مخالفت کی اور اس کے زیر اثر سلامتی کونسل کے تین ممبروں
 نے چپ سادھ لی، نتیجہ کیا ہوا؟ وہی ڈھماک کے تین پاتے؛

اگر سلامتی کونسل اتفاق رائے سے بھی اسے منظور کر لیتی تب بھی کیا سائل تھا؟ اقوام متحدہ
 کی تین قرار دادیں ہیں جنہیں اسرائیل جوتے کی نوک سے ٹکر چکا ہے، سچ تک اس کا کسی نے
 کیا بگاڑ لیا؟ ختم اور زندگی کی حد جو لئی اور مسجد اقصیٰ سے آگ کے شعلے بلند ہو کر ستر کر وڑ
 مسافروں کے دھوکے کستر کر رہے ہیں اور دھماکہ اس آگ کو پھانسنے کے لئے اسرائیل کو
 فٹہ طیارے سپلائی کر رہا ہے، اس سے پہلے اس صحنیات میں کئی بار غنم کیا جا چکا ہے کہ میسر
 نہ تھی تہذیبوں اور مٹھوں سے حل ہو گا نہ اقوام متحدہ کی قرار دادوں سے۔ اس کے لئے
 نہ مکیہ سے توفیق رکھی جا سکتی ہے نہ ریس سے، آزمودہ را آزمودن جہل است، اگر دنیا بھر
 سے رتہ کران مسلمان اتنا دم خمہ جی نہیں رکھتے کہ وہ اپنے مقامات مقدسہ کی جوائیں جانی جان
 سے نہ بچاؤں، نہ ہوں، نہ است کر سکیں تو انہیں پوری دنیا سے مایوس ہو جانا پڑیگا۔

مقام شکر ہے کہ اس سانچہ پر غور کرنے کے لئے اسلامی ممالک کے سربراہوں کی نمائندگی
میں ۲۲ مئی سے شروع ہو رہی ہے۔ تمام تحریر ۲۶۔ اسلامی ممالک کی طرف سے اس میں شرکت کی
دعوت قبول کرنے کی خبر مرسول ہو چکی ہے۔ قبل از وقت کچھ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ یہ کانفرنس درجہ
کو کیا دے گی؟ تاہم ہماری دعا ہے کہ حق تعالیٰ عالم اسلام کے سربراہوں کو اس سلسلہ میں نیک
نیتہ خیر فیصلوں پر متفق ہونے کی توفیق عنایت فرمائے، اتنی بات بالکل واضح ہے کہ اس وقت
اصل مشد صرف مسجد اقصیٰ اور بیت المقدس کا نہیں، بلکہ فلسطین میں اسرائیل کے ناجائز وجود
اس کی کھلی جارحیت کا ہے اور اس کا اصل سبب بڑی طاقتوں کی ٹوٹی چٹھی ہے۔ اس لئے
مسئلہ اسی وقت حل ہو سکتا ہے جبکہ:

(۱) اسرائیل کے خلاف تمام اسلامی ممالک مل کر اتحاد بن جہاد کریں۔

(۲) عالم اسلام اپنا متحدہ محاذ بنائے اور اقوام متحدہ سے کنارہ کش ہو جائے۔

(۳) امریکہ اور اس کے حلیوں پر واضح کر دیا جائے کہ اگر وہ اسرائیل کی پشت پناہی سے

نہ آئے گا تو اس سے سفارتی روابط توڑ لئے جائیں گے۔

(۴) ان کو پٹرول کی سپلائی بند کی جائے۔

(۵) اسلامی ممالک کا جتنا سرمایہ یورپ کے بینکوں میں جمع ہے اسے واپس لیا جائے۔

(۶) یہودی مصنوعات کا داخلہ اسلامی ممالک میں ممنوع قرار دیا جائے۔

ہیں کبھی طرح معلوم ہے کہ یہ تجاویز لفظی جتنی آسان ہیں عملاتی ہی دشوار ہیں۔

بہت سی مشکلات پیش آئیں گی، خطرات کا سامنا ہو گا، مادی مفادات پر ضرب پڑے گی، لیکن

ہمارے لئے قبلہ اول اور مقامات مقدسہ کی ناموس کی خاطر بہت وعزیمت، قوت ایرانی اور

نصرت خداوندی کے سہارے وقت کے اس چیلنج کو قبول کرنے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

مسجد اقصیٰ اور قدس کے مسئلہ پر آج اگر عرب اور اسلامی ممالک میں اتحاد نہ ہو سکا تو

قیامت تک مکان نہیں کہ ان میں اتفاق ہو سکے، دو سال سے اتنے مسئلہ پر متفق نہ ہو سکے کہ

سربراہوں کی کانفرنس کہاں پر ہو اور اس کا ایجنڈا کیا ہو، اتنی ہی صدمہ ہے کہ آج تمام مسلم

ایک خندق دور سے گزر رہا ہے ورنہ صورت میں اگر اتفاق سے مجرم رست تو مستقبل میں یہ

توقع ہو سکے گی، افسوس کہ اگر ان کا اجتماع بھی ہوتا ہے تو آخری نتیجہ شہنت و افراق ہی نکلتا ہے: تنسبلہ جمید و قلوبہم شتی کا منہ بہت ہی لعلات میں فہم عیا فرماتے، لیس افسوس ہوتا ہے کہ تمام اسلامی ممالک میں اسلامی رابطہ بہت کمزور ہو گیا ہے اور عربی ممالک میں مزید کمزوری آئی ہے اس لئے روحانی رابطہ کے ضعف کی طرف توجہ کرنے کے لئے مادی وسائل کی تلاش میں مبتلا ہو گئے، عربی ممالک میں اس وقت سب سے بڑا فتنہ "عرب قومیت" کا ہے اس کے بعد وطنیت کا بھڑک اٹھنا ہے اسلامی روحانیت کے بعد رفتہ رفتہ تمام مادی فتنوں کے لئے زمین تیار ہو جاتی ہے پھر کہیں اشتراکیت و اشتعالیت آ جاتی ہے اور کہیں ہو کہیں تہذیبی ہے اور آخر کار سمو اللہ فاسادہ انفسہم (وہ اللہ کو بھول بیٹھے نتیجہ اللہ نے انہیں اپنا آپ سے پرکھ کر دیا) کے قانون زلی کے مطابق کسی نہ کسی شکل میں غلبہ اپنی نمود رہو جاتا ہے۔ العیاذ باللہ، لہذا لا تہکبہم فعل السفہاء متا ان ہی! افتنتک۔

شبانہ مہتممہ ۱۳۹۹ھ بمطابق ۱۹۷۹ء

لیبیا میں اسلامی دعوت و تبلیغ کی پہلی کانفرنس

۱۰ رمضان المبارک کے اواخر میں رافہ اخروف مدینہ طیبہ دخی صاحبہا التحیۃ والنسۃ
میں منعقد ہوا۔ مملکت لیبی کے پاکستانی سفارت خانے کا اسلام آباد سے ایک دعوت نامہ پہنچا
کہ حکومت لیبیا کے پائے تخت طرابلس (ٹریپولی) میں ایک اسلامی کانفرنس منعقد ہو
رہی ہے، بحیثیت پاکستانی مندوب آپ شرکت کریں۔ یہ دعوت نامہ کراچی مدرسہ عربیہ اسلامیہ
میں آیا تھا۔ یہاں سے بذریعہ ڈاک مجھے مدینہ طیبہ بھیج دیا گیا اور ساتھ ہی ساتھ ہوائی جہاز
کا ٹکٹ بھی پہنچ گیا۔ جب سفارت خانے والوں کو معلوم ہوا کہ میں حجاز مقدس میں ہوں تو
پتہ معلوم کر کے ایک طویل ٹیلی گرام بھی دیا، ایک ٹین گرام مدینہ دیا گیا اور ایک مکرّمہ راج
تیسرا ٹین گرام جدہ دیا گیا کہ بیروت سے تمہاری سیٹ ۹ دسمبر شنبہ کو برائے طرابلس محفوظ کر
دی گئی ہے۔ کچھ عرصہ سے لیبیا میں انقلابی حکومت قائم ہو چکی تھی اور ملک دریں تحت سست
سے محروم ہو گئے تھے۔ غالباً اہل بیت رسول (علیہ السلام) کی یہ آخری حکومت
مغرب میں ختم ہو چکی تھی اور یہی خیال تھا کہ جس طرح انقلابی حکومت سورہہ "رستم"
سورہ "نور" اور جنوبی یمن کی ہے اسی طرح کی یہ حکومت بھی ہوگی جن کے رت سامنے آتے
تھے اس لئے کچھ زیادہ خیر کی توقع نہ تھی لیکن دعوت نامے کا پروگرام اور کانفرنس کا بہت
جب پڑھا تو توقع کے خلاف پایا، حسن اتفاق سے میں جبر بنوی کے مقدس ترین تہذیب
ریاض الجنۃ میں بیٹھا تھا، جمعہ کا دن، اور عصر کے بعد کا وقت تھا، اسی مقام مقدس میں
دعوت نامہ عزیزی نور چشم محمد بنوری سلمہ نے لکھ دیا جو اس سفر میں سال میبے ساتھ
تھا، اس نے دعا و غور و فکر کا موقع مل گیا، پھر دو تین یوم بعد دکتور استاذ محمد مبارک شامی
سے جو آج کل کلیۃ الشریعہ مکہ مکرمہ کے عمید ہیں ملاقات ہوئی تو معلوم ہوا کہ وہ بھی مدعو
ہیں اور دکتور استاذ مصطفیٰ زرقاوی جو آج کل کویت کی حکومت کی طرف سے فتنہ
اسلامی کے انسائیکلو پیڈیا کی ترتیب و تدوین پر مامور ہیں، وہ بھی کانفرنس میں مدعو ہیں

ورہا طبرکش اسے وکٹورالاستاد عمر بہاء المیرمی شامی جوابتہ امیں پاکستان میں سورہ
کی طرف سے سفر رہ چکے ہیں وہ بھی اس کا نفرنس میں نمائندگی کریں گے، چونکہ ان حضرات
سے برہ راستہ میں واقف تھا کہ یہ میرے جہاں تھے اس لئے اب جبہ تمہیں ہو کہ انفرنس
۲۰ کی ریت بخیریت۔ انشا اللہ تعالیٰ شرکت منبہ ہوگی، اس کے بعد تارکے ذریعہ مسیحی
سفارت خانہ کو منظوری کی حد تک دست دی کہ میں انشا اللہ ضرور شرکت کروں گا لیکن یہاں
کراچی کے جدہ ہی سے روانہ ہوں گا، میری سیٹ راجی داپسی کے لئے ۳ نومبر ۱۹۷۰ کو باک ہو چکی
تھی ورمہ طیبہ میں نماز عید کے فوراً بعد جدہ روانگی طے ہو چکی تھی لیکن اس کا نفرنس شرکت
کے غرض سے کراچی کی روانگی ملتوی کر دی، کانفرنس ۱۲ دسمبر سے شروع ہونے والی تھی اس
لئے مجھے مزید ایک عشرہ حرمین شریفین میں قیام کا موقع مل گیا، کانفرنس کا نام تھا "الموتساقون
مدعوة الاسلامیۃ" یعنی اسلامی دعوت و تبلیغ کی پہلی کانفرنس، پروگرام کا نام یہ
تھ "ریت کریمہ تھی"۔

در و من احسن قولاً من دعا
س شخص سے بہتر بات اور کس کو ہو سکتی ہے
ان الله وعمل صالحاً و قال
جو حق تعالیٰ کی عزت و گول کو بہتے و رنہ وہی
اننى من المسلمين..

دعوت نامہ و طویل تھا لیکن پروگرام کے ابتدائے کے نکات حسب ذیل تھے :-

۱۔ محاربة الغزو العقائدى في البلاد الاسلامية و مناهج المواجهة للامم -

۲۔ تحديد المناطق الاكثر احتياجاً للدعوة الاسلامية -

۳۔ بحث شروط الداعية الاسلام و حقيقته -

۴۔ اية مقترحات اخرى -

یعنی سلامی ملکوں میں جو بد عقیدگی و رادینگی کی وجہ پھیل رہی ہے اس کے سدھ اور قہا

کی تدبیر کرنا، جن مقامات میں اسلامی دعوت کی زیادہ ضرورت ہے ان مقامات کی تعیین

کرنا و رجو شخص دعوت دے، اس کے لئے کن شرائط کی ضرورت ہے اور اس سلسلہ میں جو

مزید تجاویز پیش ہوں۔

بہر حال انتہائی مسرت ہوئی کہ اس پر آشوب مادی دنیا کی دیواروں میں پیدا ہوئی مرتبہ
 مادی دعوت و تبلیغ کی آواز اٹھی، بلاشبہ قابلِ مبارک باد ہے، بڑی سے بڑی سون
 حکومتوں کو آج تک یہ توفیق نصیب نہیں ہوئی، عام طور سے اگر کوئی دینی آواز اٹھتی ہے تو
 خور کرنے سے پتہ چلا کہ اس کا پس منظر بھی سیاست ہے، اکثر و بیشتر مادی ملک میں
 اگر علمی سطح پر کچھ کام ہوتا بھی ہے تو وہ اس انداز سے کہ اسلامی سامی مسائل پر قیاس و ہدیہ کا
 سلسلہ جاری رہتا ہے یا جدید تہذیب و تمدن کا پیوند لگانے کی کوشش ہوتی ہے اور آخر
 میں یہی کہنا پڑتا ہے۔

((و اشمہما کبر من لفعہما)) فائدہ سے نقصان زیادہ ہے۔

بہر حال خدمتِ توقع یہ کانفرنس یہاں تک رقمِ کھروں کا خیال تھا و مقامِ اربابِ بصیرتِ مذہب
 کا بھی یہی فیصلہ تھا کہ یہ کانفرنس تمام سیاسی رشتوں سے پاک و صاف ہے، اگر آگے چل کر دعوت
 کا رخ نہ بدلا ورا کی انداز پر کام آگے بڑھتا چلا گیا تو یہ حکومت اپنی نوعیت کی پہلی حکومت ہوگا
 حق تعالیٰ سے ہی دعا ہے اور یہی آرزو ہے کہ اسی انداز سے سراطِ مستقیم پر تمام مادی ملک کو
 چھپنے کی توفیق نصیب ہو۔

کانفرنس میں جس اسلامی ملک کے ساتھ نمائندے شریک ہوئے، مقاماتِ مذہب
 عمدہ پیشے گئے، مباحثہ ہوئے، تجویزیں پاس ہوئیں، چند قابلِ ذکر شخصیتیں حسبِ ذیل تھیں:
 ڈاکٹر عمر زہا، مہری رہا، ڈاکٹر عبدالحکیم محمود وکیل الزہراور ڈاکٹر محمد توفیق ٹوینٹھ
 علی مشون، سید میر کے ڈاکٹر ورائش احمد حسن باقوری ورڈ، کٹر احمد حنی منصرت، ڈاکٹر
 مصطفیٰ زرقا، شامی کویت سے، ڈاکٹر محمد مبارک شامی سعودیہ عرب سے، ڈاکٹر عبدالحق زہرا
 اندونیشیا سے، ڈاکٹر احمد لوتو لوتو امریکہ سے، ڈاکٹر محمود شیت جناب عراق سے، ڈاکٹر
 صالح مسعود بوہبیر شین محمود حبیبی عبدسمد لیبیا سے، الشیخ محمد داود مراکش سے، ڈاکٹر عبد
 الیاس بنجیریا سے، الشیخ حسین جوزور لوگو سلوویہ سے، عبدالحکیم ساقیو بپان سے، ڈاکٹر
 ملک بن النبی، جسز زری سے، وغیرہ وغیرہ۔

مختلف کمیٹیاں بنائی گئیں۔

۱۔ اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے کامیاب ترین وسائل پر غور۔

۲۔ اسلامی دعوت کے لئے اہم ترین مرکز کا انتخاب۔

۳۔ دعوت دینے والے افراد کے شرائط پر غور۔

۴۔ تجاویز و قراردادوں کو درست کرنے کا کام۔

بہت سی اہم قراردادیں و تجاویزیں منظور ہوئیں جن کا حشر حصہ یہ ہے کہ لیہا میں اسلامی دعوت کا مرکز نام لیا جائے جو بوقت ضرورت کسی دوسری اسلامی مکتبہ میں بھی منتقل کیا جاسکے گا اور تمام اسلامی مکہوں میں اس کی شاخیں قائم ہوں اور ہر ایک اسلامی مکتبہ میں اس مقصد کے لئے دو مساعداً رچندہ کی رقوم جمع کرنے کے صندوق رکھے جائیں اور ان تمام اسلامی مکہوں میں جن کی زبان عربی نہیں ہے عربی سکھانے کے تعلیمی وسائل اختیار کئے جائیں تاکہ قرآن کریم سمجھنے میں آسانی ہو۔ مستحق علم کی ایک جماعت منتخب کی جائے کہ وہ دوسری کتابوں کے پیش نظر قرآن کریم کی تفسیر لکھیں اور تمام زبانوں میں اس کے تراجم ہوں۔ نیز حدیث نبویہ کا ایک مجموعہ بھی مرتب کیا جائے اور اس کے بھی تراجم تمام عالم میں پھیلانے جائیں اور اسلامی مکتبہ کی سمجھنے کے لئے ایک لغت کی التالیف و پیدیا تیار کی جائے۔

اسلام ایک جامع ترین نظام حیات ہے، وہ عبادات، معاملات، اخلاق، سیاست و حکومت کے تمام تقاضے پورا کرتا ہے، اس کو ان انداز سے سمجھا جائے اور تمام عالم میں اس انداز سے اس کی شاعت کی جائے، اور اسلام کے منہجیات و مصلحتات میں جو تفریق کر کے غلط معنی لئے جاتے ہیں ان کی تردید کی جائے بلکہ ان کا راستہ بند کیا جائے۔ تمام اسلامی حکومتوں سے تادیب کیا جائے کہ اپنی جدید نسل کی اسلامی تربیت کریں۔ صحیح اسلامی ثقافت اور صحیح اسلامی دعوت مکہوں میں پھیلے ہیں اور مشرقین و معاندین اسلام کی تدبیروں کو خاک میں ملائیں، فقہ اسلامی تمام مذاہب فقہاء کے ساتھ برابر اسلام کی بڑی عظیم الشان دوست ہے، یہ وہ سو سال کا قدیم ترین سرمایہ ہے جس کی حفاظت کی جائے اور اس کی روشنی میں تمام جدید مسائل حل کئے جائیں، یہ وہ دنیویہ کے قوانین صرف سویا ڈیڑھ سو سال کی متاع کا سرمایہ ہیں، نیز ان کا غول تجربہ جی نہیں ہو سکتا ہے اس لئے، اسلامی فقہ کے مقابلہ پر ان کی کوئی حیثیت نہیں ہو سکتی، ہذا فقہ اسلامی کے

متعلق مجموع قوانین تیار کیا جائے اور تمام اسلامی ملکوں میں اس کو رائج کیا جائے۔
 قانون سی کے مطابق بنایا جائے تاکہ تمام اسلامی ملکوں میں تشریع کی ایک نکتہ پیدا ہو۔
 انتظامی اختلافات مٹ جائیں حق تعالیٰ کی ذات صلیب و خیر ہے اس لئے وہ انسان کے
 لئے جو قانون مرتب فرمایا ہے۔ انسانی عقول اس قسم کا ہمہ گیر قانون بنانے سے قاصر ہیں۔
 اس لئے اس کا بنایا ہوا آسمانی قانون ہی انسانیت کے لئے ذریعہ نجات و سودت ہے۔
 ہے۔ نیز قسمی دلائل سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ جو قانون خالق کا بنایا ہوا ہے وہ کامل و
 اکمل ہے اور جو مخلوق نے بنایا ہے وہ ناقص و اتر ہے۔

اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں کے طلبہ کو اسلامی شعائر و اسلامی تہذیب کا پابن
 بنایا جائے۔ تمام اسلامی حکومتیں جو کچھ اٹاپنی دوسرے ملکوں میں بھیجیں ان کے ذمہ اس کو پکڑنا
 اور نشر و اشاعت کا فریضہ ناک کیا جائے، مسلمان بچوں کی تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں
 تعلیمات کے سیٹ مرتب کئے جائیں، عربی ملکوں میں عربی زبان میں ہوں، البقیہ ملکوں میں
 اس کے تراجم کئے جائیں، نیز تمام غیر اسلامی ملکوں میں بھی اسلامی مراکز قائم کرنے چاہئیں۔
 مسجد و کتب خانہ اور ہسپتال اور اسلامی لیکچروں کے لئے ٹاؤن ہاؤس قائم کئے جائیں، یکایک
 ایسی بنائی جائے جو عربی کن اہم کتابوں کے جو اسلامی دعوت کے لئے مفید ہوں، دوسری
 زبانوں میں تراجم کرے، اسی طرح دوسری زبانوں کی اہم کتابوں کے عربی زبان میں تراجم ہوں
 اسلامی دعوت و ارشاد کے لئے مستقل کالج ہوں ورنہ میں علوم دینیہ سے فارغ التحصیل
 کو دعوت و ارشاد کے لئے تیار کیا جائے جس شخص کو اسلامی دعوت دینے کے لئے منتخب
 جائے، وہ حسب ذیل صفات کا مالک ہو۔

الف) اس کا ایمان قوی ہو۔ ب) اسلامی خلق و ملک سے آگاہ ہو۔ ج) قرآن
 اور دین اسلام کے ضروری علوم سے پورا واقف ہو۔ د) اس ملک کی زبان و عادات و رسوم
 سے واقف ہو۔ بہترین خلیف ہو، تفہیم و انہام کا سلیقہ رکھتا ہو۔ ر) اس قوم کے مذہبی
 اور سوشل زندگی میں باقاعدہ سمجھ لے وغیرہ وغیرہ۔

یہ چند اہم قراردادوں کا خلاصہ ہے جو قرآن مجید کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ یہ شبہ کہ اس میں

سے یہ خدمت انجام دی جائے تو اسلامی دعوت و تبلیغ و نشر و اشاعت کا فریضہ نامکمل رہے گا۔
 کرتے ہیں غصہ و رزست و کثرت تنقید کر رہی ہے خوش سونے سے پورا ہو جائے گا، حق تعالیٰ
 تمام کاموں کو اس قدر آسان کرے کہ ہم کہنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین

(۲)

کراچی میں ملک اسرمیہ کے وزراء، خارجہ کی حالیہ کانفرنس، اتحاد اسلامی کے نیک
 فال ہیں۔ اس میں فتنہ سے بچوں، ۹۴، ۹۵ میں ملوثوں کو زر اسلامی حکومتوں کو بڑی مرتبہ استی و
 اسلامی کی فکر پر مجبور کیا ہے اور یہ محسوس کیا گیا ہے کہ یہ مذاہب اپنی حقیقت مسلمانوں کی
 شامت اعمال کی سزا اور اسلامی حکومتوں کے تشدد و فراق کا نتیجہ ہے اور اگر عام اسرم
 کے تشدد کا یہی عام رطون کم بدین وہ دن در بنیں کہ سر نہیں کی غرض مشورہ کا منحوس نقشہ
 دنیا میں رونا ہونا ہے در شاید ہیں، تہہ اس کا جی سہاں ہو کہ دائیں جانب در بائیں
 جانب کی دشمن اس دم با قمتیں نہ معاملہ دے کی پاس رکھتی ہیں نہ مسئلوں سے ہمدردی،
 در انفرملہ واحدة کے مطابق سب ایک ہی ہیں۔

اس نے پہلے رابطہ مرکب، میں سر رہا کانفرنس ہوئی، چھ کچھ صدمہ کے بعد بدہ ہیں وزیر خارجہ
 کی بھی کانفرنس ہوئی جس میں اسلامی ملکوں کا سکرٹریٹ قائم ہوا اور شکوہ عبد الرحمن (پاکستان)
 کو جرنل سیکرٹری منتخب کیا گیا، دوسری سر رہا کانفرنس کراچی میں ہوئی در سندھ کا بل میں
 سندھ کے وسط میں یہ کانفرنس ہوگی۔

ہماری ناقص رائے میں جب تک مسلمانوں کا اتحاد اسلامی کی قیادت کی قیادت در قوم مستعد
 کے فیصلوں پر رہے گا اس وقت تک یہ گنتی نہیں چلا سکتی، سر نہیں جا رحیت کا جواب عدم
 سہم کا نتیجہ ورنہ اتحاد اور حق تعالیٰ کی ذات پر عقائد و احادیث و احادیث کے لئے اعدان
 جہاد پر ہے کہ یہ تمین یا نہیں پوری ہو نہیں تو نشاء، شد تعالیٰ یہود و خائب و خائبوں
 کے یہود نے آج تک سرمتی کونسل کی کسی قرار دہ پر عمل نہیں کیا اور نہ توقع سے اس لئے سوائے
 اسلامی جہاد کے دیکھنی رہتے نہیں، بخارینہ سے کچھ نہیں ہوتا، اس کی ضرورت ہے۔

بہر حال یہ خدشہ کی بات کہ عرب دنیا بھی یہ سمجھنے پر مجبور ہو گئی کہ تنہا عرب دنیا کا میاں ہے،

اور عہدہ برآورد نہیں ہو سکتی جب تک عالم اسلام کا اتحاد نہ ہو، عالم اسلام کی تمام مشکلات کا
 صحیح اور ایک ہی علاج اسلامی وحدت ہے، قومیت و وطنیت کے تمام نعرے بیکار ہو
 تباہ کن ہیں۔ سدم اور پیغمبر اسلام علیہ السلام نے جاہلیتِ قدیمہ کی اس لعنت کو مٹا دیا تھا۔
 اتنا ترکِ کمال کے تسلط اور خدوختِ عثمانیہ کے زول و سقوط کے بعد اس قومیت کی
 لعنت نے تمام عالم اسلامی کے اتحاد کو بارہ بارہ کر ڈال اور دردناک صورت میں اس
 کے حسرت ناک نتائج سامنے آگئے اور آ رہے ہیں، اللہ تعالیٰ مسدود حکمرانوں
 کو صحیح سمجھ عطا فرمائے اور اتحادِ اسلامی کی نعمت و رحمت سے سرفراز فرمائے۔

ذوالفقہ ۲۹۰ھ، جنوری ۱۹۷۶ء

سہراہ کا نفرنس کے نام جناب حسین شائع کا بیجا

گذشتہ شمارے میں شاہین سدر کی خدمت میں ایک عہدہ داشت پیش کی تھی وہ
 نہ زمین پاکستان میں پہلی مرتبہ سہراہ کا نفرنس کو نمائندگی سمجھ کر سہراہ میں شاہین شائع کے پیش
 پند گذارشات پیش کی تھیں، خیاب تھا کہ ان بنیادی نقطوں کی دہنو دانش کی جاتی
 تاکہ اس کی ہمیت واضح ہوتی لیکن ان دنوں میں تو بروکی "جمعیتہ شاہین حسین"
 کا نام مر پھنپا جس کا نام "الرسالۃ الاسلامیۃ ہے" یعنی سدر کا بیجا کا نام ہے
 رئیس لٹریچر یعنی مدیر ہی اس ساذ بیشع ابرہیم لٹریچر میں جو اپنی ذوق و شوق بہا
 میں ممتاز شخصیت کے ملک میں اور ساتھ ہی ساتھ معاش اور باخدا بزرگ ہیں، لٹریچر
 پر لکھنے، ان سے واقفیت حاصل ہے، موصوف کے بعد میں سب سے پہلے مضمون جناب
 حسین شائع کا ہے جو حکومت مصر کے نائب صدر میں اور جمال عبدالنہ کے عہد میں
 بھی بین نائب صدورین سے تیسرے نائب صدر تھے، موصوف نے سہراہ کا نفرنس کو
 بھی متوجہ کیا ہے اور ان سے شتاب کیا ہے کسی غنیمت ملک کے غنیمت نائب صدر کا اتنا
 عمدہ مضمون کم کہیں نظر سے گذرے اور پھر اس میں رنگ تیب ڈویا ہوا مضمون ہے
 جی چاہا کہ بنیت کے معنیات پر اس کا مکمل ترجمہ شائع کیا جائے۔

تو تو فیض اس خدا کے برتر کے لئے ہیں جس نے اپنی کتاب میں آپ کو
 سہراہ کا نفرنس کے نام

مت واحد، فردیہ اور دوسرا م ہو جائے، تو تو رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کائنات کے لئے رحمت ہونے کے ساتھ ہی جہاد کے شائع بن کر آئے اور
 جو پورے ملک کے لئے مبشر و نذیر اور راہ حق کے داعی بنا کر مبعوث کئے گئے ہیں۔

لہذا سہراہ کا نفرنس کے خلاف مصر کی رگات رگات جہاد گذشتہ رمضان کی رات نے تجزیہ مراد
 میں دیکھ کر، یہ حقیقت کسی بھی سلسلہ سے مخفی نہیں ہے کہ قفس اور مسجد اقصیٰ کی تازیانی سہراہ
 نے تہذیب کی غرض و لین بن مقصد میں سر زمین کے آزاد کرنے میں اس کو بنیاد اور مدار کی حیثیت حاصل ہے
 واپس کو تہذیب یہ سمجھتے ہوں کہ اس سے فلسطین کے فلسطینیوں کے لئے تہذیب کی حیثیت میں پڑ جائے گا نہ شیعہ

رفعات کے ان معرکوں نے دلوں پر چھلی ہوئی مردنی کوششوں اور جہود کو حرکت سے بہرہ
 دیا۔ ان معرکوں نے حق کا دلولہ پیدا کر کے اس کو از سر نو حیات بخشی اسی کے ساتھ ان معرکوں نے
 دنیا کو بھی بیدار کر کے چھوڑا تھا اس کے نتیجہ میں ملکی سطح پر عرب اتحاد و اشکاف کا نشانہ بنی
 حقیقت دنیا سے منوالی، سلامی سطح پر مسیح سربراہ کا نفرتوں کے انتقامات شروع ہوئے اور اس میں
 مسیحی افریقہ نے مصر و عربوں کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا، یورپ بھر دنیا کے تمام ملکوں نے اپنے
 اپنے سود و زیان کا حساب کیا وہ سمجھ گئے کہ ان کے پاس اُس علاقے سے تو عرب درمناں ہے کہ
 اور قوت کے مالک ہیں جن سے وہ محروم ہیں ان کو اللہ نے ان بلند و دردن قدر سے نوازا ہے
 جتنا کہ کہانیوں کا ادراک ناممکن ہے۔

یہ بات تھی کہ وہ فتنہ جس میں سربراہ کا نفرتوں میں ہو میں منعقد ہونے والی تھی کہ اس کے
 نقاب کر کے نصر کا پیغام پہنچانا چاہتا ہوں کہ بے شک آپ کا ہر عمل قابل احترام و مشکور ہے
 کی بندی متاخذ اور اہداف کی بندوں کے تابع اور اس پر موقوف ہے اور ان بلند مقامات پر
 کا از حد حق نیست مضبوط ارادے اور سچے اللہ کی بندہ میں مضمر ہے۔

اس سے قبل بھی اسد م کے نام پر ایجا حیات منعقد ہوئے ہیں جو تہذیبی طور پر اسد م کے
 آگے کے قابل قدر خدمات انچہ مرستہ ہیں لیکن موجودہ جماعت کی حیثیت سے اس کے
 یہ رہنمائی کے اس معرکہ کے بعد منعقد ہو رہی ہے جو اس دور میں قدرت کا ایک عجیب ثابت ہے
 اس اجتماع سے بھی بچا طور پر ہم اس کی معجزات کی امید و استہ کرتے ہیں۔

اس اجتماع کے سبب و منکات متعدد ہو سکتے ہیں تاہم اگر صرف بیت المقدس و بیت
 کا قیام اس کا دعویٰ و زور ہو تو بھی کافی ہے کیونکہ یہ تنہا اتنا بڑا مسئلہ ہے جو اس ہتھیار کو
 بہت با ضرورت ہے کہ اسد م کے سربراہ کو یہ وجہ ویز کی حدود سے نکل کر باہمی اتفاق سے کسی
 شخص کو درمستہ طریقہ کار کو اپن لیں جس میں ان کی موجودہ خستہ حال کی اصلاح و درن کو درمستہ
 تاجہ اب ہو با وقت ہے کہ وہ خود کو یہ سوچتے پر مجبور کر دیں کہ خرابیوں میں وہ کس
 بن کر کیوں رہ رہتے ہیں؟ ان کا رعب ان کے دشمنوں کے دلوں سے کیوں گھٹے؟ وہ معزز ہونے
 کے باوجود ذلیل و خوار کیوں ہوتے؟

لوئی جو سبھی جماع اس وقت تک کامیابی سے نکلتا نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ قرآن کے
 اس واضح و روشن موقف کے معیار پر نہ ہو کہ "عزت در حقیقت لئے اور اس کے رموز اور
 مومنوں کے لئے ہے۔"

بہت کم وقت درست پر ہو سکتے ہیں کہ عزت کا معیار اپنا عقیدہ اور اپنے فرائض کے
 احکام کی پابندی کو سمجھیں۔

بیت مقدس کہ مسئلہ اس جماع کے پروردگاروں کا صلہ اور ہم مومنوں پر ہے، دنیا پر نہیں، اس
 وقت ہماری رائے میں پوری دنیا کے مسلمانوں پر مرکوز ہیں اس وقت ہر مسلمان بڑا ہی خاص بن کر کھڑا
 کر کے یوں گویا ہے کہ بیت مقدس کی آزادی کا اصل مدخل کچھ اور نہ آپ قصور و درغیہ کرنے کے
 مرتکب قرار دینے جائیں گے، یہ فریضہ آپ پر صرف وہاں کے مسلم باشندوں کی خاطر نہیں بلکہ تمام
 دین اور مصطفیٰ عقیدہ کی آزادی کی خاطر بھی عام ہو رہا ہے کیونکہ سب سے پہلے وہ دین ہے جو سب سے
 پہلے اس عقیدہ کی بنیاد پر قائم ہے، اگرچہ کہ فی سبب دین واسطہ میں ضرورتیں ہیں۔
 اس لئے جو کہ اجتماع میں شریک ہونے والے تو ہر ایک اپنے ذریعہ شہادت کے مسئلہ پر
 تکی جائیں اور ان کے اصول شریعت سے ہیں اور اس کے عوض ان کے لئے جنت تیار ہو جائے یہ
 لوگ خدا کی راہ میں لڑتے ہیں تو ہر ایک میں اور خود بھی مارے جاتے ہیں، یہ قدرت و رحمت
 در قرآن میں اس کا سچا وعدہ ہے۔

مسلمانوں کو یہ بات ہے کہ دین یہ امتیاز رکھتا ہے کہ وہ پوری دنیا کے لئے رحمت بن کر رہا۔
 اللہ کے بڑے انبیاء میں تفریق نہ کرنا اور ہر مسلمان ہی عقیدہ پر یہ بات اس دین کی اولین شرط میں درج
 بن حقائق کی روشنی میں پس مقدسات کی آزادی کے لئے جو بھی جنگیں لڑیں گے وہ
 در حقیقت مبعوضات صلیب و رقبہ نفرت فرقہ واریت کے خلاف جنگ ہوں گی جس سے اللہ کی راہ میں
 کی تائید و اس کی وسیلہ صدی دنیا پر لیاں ہوگی۔

یہود اور مسیحی گذشتہ چودہ صدیوں تک مسلسل مسلمانوں کو قتل و غارتگری اور دہشت گردی
 سے کھید بردار کر رہے رہے وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر بیت مقدس اور دنیا کے دوسرے مسلمانوں

مذہب میں سدھ کی وسعت قلبی کے زیر سایہ امن و امان کی زندگی گزارتے رہے ہتہ سدھ کی وسعت قلبی ہمیشہ ایسے وقت میں لڑائی کی اجازت بلکہ اس کو ضروری قرار دیتی ہے جبکہ ہمارے عقیدے کے ہر سماوی عقیدہ کی راہ میں کوئی رکاوٹ بن کر کھڑا ہونے کی کوشش کرے۔

قدس کی آزادی کے بعد اگلے مرحلہ مسلم اتحاد کے لئے کوشش پر

قدس اور مسجد اقصیٰ کو دشمن کے قبضہ سے چھڑالینے کی تدبیر اور منصوبہ بندی کے بعد اس اجتماع کا دوسرا اہم مسئلہ مسلم اتحاد کے لئے ٹھوس اقدام ہونا چاہیے۔ بھانے اس کے کہ مسلمان پوری منتشر ہو کر دوسروں کے رحم و کرم پر زندہ رہیں ان میں اتحاد پیدا کر کے ان کو امت واحدہ بنانا ہے۔ وحدت امت کی دعوت دے کر میں کوئی مخصوص اور محدود گروہ بندی مقرر نہیں کرنا ہے۔ کیونکہ اسلام "کسی گروہ یا قوم کے لئے نہیں بلکہ پوری دنیا کے لئے دینِ رحمت بن کر آیا ہے۔" ہر انسان حکم خداوندی کے مطابق مسلمانوں کو پوری دنیا کی ہدایت کے لئے یکجا دیکھنا چاہتا ہے۔

دنیا میں موجود یہ متعدد گروہ بندیوں مختلف نظریات کی بنیاد پر وجود میں آئی ہیں، یہ نظریات اپنے مبدا اور فکر کے اعتبار سے کتنے ہی بنیادوں پر مبنی ہیں۔ انسانی رادے کے تابع، ترمیم و اصلاح کے قابل، کمزوری اور کوتاہی کے اسباب کی تلافی کے محتاج ہوتے ہیں لیکن اسلام سدھ کی دنیاوی و دنیوی تغیر شریعت ہے جس میں عجز و قصور اور ضعف کے لئے ذرا بھی گنجائش نہیں۔

ذاتِ اللہ تعالیٰ القیم و کن اکثر لکھنؤ لا یعلمون، یہی ہے سیدھا دین لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

یہ نظریات وجود میں آکر ختم ہو جاتے ہیں ترقی کے بعد تنزل کا شکار ہو جاتے ہیں لیکن سدھ اپنے سوال میں پہاڑ کی طرح بلند اور بے پایاں رسوخ کا ایک بے گویا اس کے متبعین اس وقت کمزور ہو کر مصائب سے دوچار ہو رہے ہیں جس کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ نفس و خواہشات کے بند بن کر دنیا کے چپے پڑ گئے اور دنیا نے ان سے منہ موڑ کر طویل کسمپرسی کے عالم میں ان کو سیرت و مہر چھوڑ دیا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا کی بڑی طاقتیں جب بھی اپنے کسی نظریہ کو فروغ دینا چاہتی ہیں تو یہ ایسی مادی کشمکش اور جنگ کا ہونا ناگزیر ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں انسانی معاشرہ ایک تویل و نہ کے لئے مصائب و آرم سے دوچار ہو جاتا ہے، پھر یہ معاشرہ ان مصائب کا حل تلاش کرتے کرتے

نہایت طور پر سادہ کے قریب جاتا ہے لیکن اسلام کے مشرکین ایسے موقوفوں کو غنیمت سمجھ کر دنیا و دنیا داروں کے
حقیقت پسندی و راجحیات کی نشاندہی کرتے ہوئے اس محسبیت زدہ معاشرہ کو بتائیں کہ سب سے
آہستہ و درمیان سے اس کی خصوصی صرف اس دین کی اتباع میں ہے جو پوری دنیا کے لئے رحمت بن کر آیا
اس وقت دنیا ایک مصیبتی تشیخ میں مبتلا ہو کر حیرت، بے لاشیائی اور نفسیاتی لیجنوں کے زیر دست
دور سے گذر رہی ہے وہ ان خود ساختہ مذہب کی بندشوں سے نجات پانے کے لئے ہر پہنچ و کتاب
کھارہی ہے لیکن یہ تیزی صرف اس وقت اس کو نصیب ہوگی جبکہ فکرِ اسلامی کے تار و پود اس کے
اس کی رحمت کے فیضان، قرآن کی صحیح تطبیق اور دنیا کے موجودہ افکار و نظریات کے مقابلہ کا سامان
فراہم کر دیں۔

دنیا کے تمام وضعی نظام، بیرونی و اجتماعی عدل و انصاف کے نظریہ کے تحت وجود میں آئے ہیں
وہ شراکیت، یو یا شیوئیت یا سرمایہ دارانہ نظام ہو یہ سب بے ستونہ و سدا کے غنیمت زدہ عدل اور
انصاف پر مبنی نظام کے مقابلہ سے عاجز اور بے بس ہیں یہ تمام وضعی نظام وقت و فضا میں ہوتے رہتے
ہیں جو یہ اور تصبیقی ہیں کے بعد ان کے بہت سے اصول فرسودہ اور غلط ثابت ہو جاتے ہیں یہ جہل
انسانی ذہن کی پیہ اور ہیں اور انسان اپنی ذات میں اپنی موت و حیات میں اپنی تندرستی
اور مرض میں اپنی غلطی اور صواب میں جیسے ہی جزائے بس اور قوانین قدرت کا پابند واقع ہوا ہے
ایسے ہی اس کی خود ساختہ ہر چیز بجز و تصور اور حادثات اور نقص کا مجسمہ نمونہ اور پیکر ہے لیکن اسلام کو
ان کے ذہن میں رہتا یا خیر ہے وہ اپنے اندرونی توانائی اور حیات جاوداں کے گنجینہ و نقص و حادثات
سے شائبہ سے بے وہ دین و دنیا کی قدر کا نظام ہے وہ ایمان و عرفان کا سرچشمہ ہے وہ حق اور
انصاف کا ناموس اور کائنات کے لئے رحمت کا مینا ہے۔

اب اگر اس حقیقت سے وقت کے ان مشرکین نے پہچان لی کہ جو امت مسلمہ کو درپیش مسائل کے
سبب کے لئے جمع ہو رہے ہیں تو وہ اپنا راستہ صوبہ کر دیں گے، ترقی کے اسباب کی تلاش میں ان کی
صغیر ذریعہ بے سود ثابت ہوگی وہ منزل مقصود تک پہنچ نہیں سکیں گے در آخری اور حتمی نتیجہ
یہی ہوگا کہ پستہ تمدن و ترقی سے محروم و زبردست تباہی کا شکار ہوں گے۔

بروز ان سادہ بن وضعی نظاموں کی وہ خوبیوں جو انسان کی فطرت و بہبود سے متعلق ہیں اسلام

میں بدرجہ مہموبود ہیں جبکہ اسلام کے سبب کو یہ برتری حاصل ہے کہ وہ رحمت کا دین بن کر ہمیشہ انسان کو عزت و اکرام سے ہمکنار کرنا چاہتا ہے اسلام انفرادی، اجتماعی اور عالمی سطح پر اپنی رحمت کے فائدے کے لئے سبب جہ کا نہ رکھتا ہے، وہ اس سبب میں سے اس بات کی پُر زور تعلیم دیتا ہے کہ بنی آدم کا باہمی رشتہ اخوت و مہد اقل کے جذبات پر مبنی ہونا چاہیے، باہل و قہیل کی دستان نہ ہو یہ نور دینے کی وہ جہاز نہیں دیتا۔

اسلام انسان کو وہ بلند اور باریک مقام دیتا ہے جس کی تحدید خداوند قدوس نے اس دین کی جگہ اس کے حکم سے فرشتے آدم علیہ السلام کے سامنے ان کی عزت و اکرام کے لئے مقرر ہو گئی ہے۔ اگر یہ سربازہ کا نفرین انصاف سے کام لے کر تفریقِ مذہب کی شاعت کے لئے خدا کی نصیب العین بنائے تو لوگ امت کے اس دین میں جوق و رجوق داخل ہونا شروع ہو جاتے اور دنیا کی تفتیش اپنے فکار و نظریات کو مادی قوت کے ذریعہ مسلط کرتی ہیں جبکہ اسلام اپنا عدل و انصاف ہمیشہ میں روحانی قوت کا سہارا ہے جس دن اسلام کے داعی و مبلغ دنیوی اشغال سے جان چھڑا کر خیر و مخلصانہ دعوت دینا شروع کریں گے تو اس وقت انسانی معاشرہ میں مادی طاقت کی گرفت سے چھوٹ کر رہنمائی پر کامزن ہو گا۔

میں ایک بار پھر اس حقیقت کو دہراتا ہوں کہ میں تو حید کے عمید داروں کو، حق کی دعوت دے کر ان کی مہموبودہ گرد بندوں کے معیار پر ایک درگزر کا قیام نہیں چاہتا ہوں بلکہ میں صرف ان کو ان کے دین پر عائد شدہ فرائض کی بنیاد پر ہی کے لئے ضروری سمجھتا ہوں اور اس وقت ان کا کہہ سکتے ہیں کہ یہ سبب جہ کے نور کو چھپا کر اس کے حصول کی حیثیت در وقت کے خود ساختہ فکار و نظریات پر مبنی غلبہ ثابت کر دیتی ہیں اور اس میں شک نہیں کہ اسلام ہمیشہ اپنے عارفانہ اصول سے کائنات کو رحمت بن کر وقت کی مشعلت کے حل پر قورچہ دیا ہے۔

مترآن کیا کہتا ہے

اللہ کا ارشاد ہے کہ اے دو کو: تم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قوتیں اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو اور خدا کے نزدیک تم میں زیادہ عزت و رتبت ہو

زیادہ پر تبت کا رستہ یہ ہے

اے سورہ بقرہ

یہ بہت عزت و کرامت کی وہ تہذیب و خالق اپنی مخلوق کے لئے کرتا ہے انسان ہی دراصل اس وجود
کائنات کا مرکز اور اہم کام کر رہا ہے انسان سے ہر چیز کی ابتدا ہوتی ہے اس کی مدد پر دنیا کی اصلاح
موقوف اور اس کے فائدہ پر دنیا ہنس دیر تیار ہے انسان اس اکرام و اعزاز کا مستحق کیوں نہ ہو جبکہ
اس کے جبرئیلؑ اس پر سلامت و رحمت کے ساتھ اپنا فیصلہ بنایا۔

اسلام ہمیشہ اپنے اصول و تصدیقات کے ذریعہ پیش پیروں میں بہتے ہوئے انسانیت کے ساتھ
چلنے کی صلاحیت پر توجہ کرتا چلا آیا ہے، وقت و وقت کے ساتھ وحی کے قرآنی نزول سے جہاد کی جو تربیت
ہوئی ہے اس میں انہوں نے غزوات کی تہذیب و مہم جوئی رکھنے کی یہی حکمت کا راز باخفی۔

اسلام کی ان تربیت یافتہ قوم کی شان یہ ہونی چاہیے کہ وہ قرآن کریم کی روشنی میں وقت کی ہر
مشکل کا اسلامی حل تلاش کریں وہ صرف قرآن کے حضور اس کی تفسیر و تہذیب پر کشف کرنے والے
نہ ہوں بلکہ قرآن کا نصب عین ہو، ان کے باہمی معاملات میں حکم و ران کی میرٹ و سلوک
کے لئے مشعل رہے، ان کی شان یہ ہو کہ وہ اپنے ساتھ متاثر ہونے والے ہی رکھتے ہوں۔
شعور کے ساتھ اخلاق سے بھی متصف ہوں اور متدین ہوں، ان کے ساتھ اپنے تہذیب پر فخر کرنے والے
بھی ہوں کیونکہ کسی بھی دین کی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ اس کے پیروں میں سب سے پہلے اس کو اپنے
سے مایہ ناز و فخر رکھتے ہوں دنیا میں اس وقت اگر کوئی جہاد بندی پائی جا رہی ہے تو یہ ان ہی
اور خود ساختہ فرقوں کا نتیجہ ہے نہ کہ اسلام کا وہ اسلام جو سر تا پا سلامتی اور انسان کی عزت و
کرامت کے لئے بنایا ہوا ہے۔

اسلامی اتحاد کے دور رس اور خوش آئند نتائج پر

اس فصل پر دی گئی کہ کیا کہنا ہے کہ یہ امت صرف و صرف اس وقت مستحق ہوگی جبکہ راہِ حق پر
چل کر اپنے خالق خدا سے برتر سے تعلق جوڑنے کا عزم کر دے اس وقت اللہ کی جو بے پایاں مہربانی
اس پر ہوگی انسان کے لئے ان کا تصور اور درک ناممکن ہے اس امت کی نصرت و قدرت اس
کی استقامت علی حق و برحقیت باللہ کی منت پر ہوگی۔

تاریخ قریب و دور باہمی خوں کے سیرت نامہ کدشتہ رمضان کی جنگ میں نہانے میں دور میں
اس سے قبل ان کی نظیر شاید ہی کسی نے دیکھی ہو، غزوات نے باہمی اتحاد کا ثبوت دے کر اپنا وجود

منوالی اور اس کا نہ چشمہ دراصل تالیف بین القلوب کا وہ اکرام خداوندی تھا جس کو قرآن کریم نے دو
تین بیان کرتا ہے: "گرم روئے زمین کے سارے خزانے بھی خوبج کر ڈالتے تو بھی ان کے دوسرے
میں الفت نہ پیدا کر سکتے مگر وہ تو، اللہ (یہی تھا) جس نے ان لوگوں میں الفت پیدا کر دی"۔
بغور کرنے کی بات ہے کہ صرف عرب اتنی دشمن سے برسرِ پیکار ہونے کے وقت ہی یہ نتائج
پیدا کر سکتا ہے تو اسلامی اتحاد سے کہیں زیادہ قیمتی اور وزنی نتائج کی امید و البستہ کی جاسکتی ہے۔ امت
مسلمہ کے متحد ہونے کی صورت میں وہ دور رس نتائج اور آثار ہی برہوں گے جن کی فدایت و رزق
کا اندازہ حساب و شمار کی قید سے باہر ہوگا۔

پس اسے میرے خدا اپنے فضل سے امت مسلمہ کا انٹرنیشنل اتحاد میں تبدیل کر کے اس کو اپنے
دشمن کے مقابلہ کے لئے ایک صفت میں کھڑے ہونے کی توفیق عطا فرما، اسے اللہ حق کی راہ میں تیار
جمع ہونے اور ایسی قوت بن جانے کی توفیق عطا فرما جس سے تیرے اور ہمارے دشمن خوف زدہ
ہوں وہ دشمن جن کو ہم جانتے ہیں اور وہ بھی جن کو ہم نہیں جانتے صرف آپ ہی ان کو جانتے ہیں،
اے اللہ! رہو رکے اس اجتماع کو اس کے کاموں میں درستی کا سامان عطا فرما، اس اجتماع کے
ذریعہ اس امت کو وہ سعادت نصیب فرما جو ان کے اسلاف کو نصیب ہوئی تھی، بے شک
آپ ہر چیز پر قادر اور دغا قبوں کرنے والے ہیں۔

ربیع الاول ۱۳۹۲ھ، اپریل ۱۹۷۱ء

میں جانتے ہیں کہ مساجد و خانقاہیں وغیرہ کے شمار مسائل زیر بحث آئے اور پتہ مقدمہ کے
 فرق و مشابہت کے حل کرنے کی کوشش کی گئی۔

سنائے کے میں سفر میں یہاں پہنچتی ہوئی کہ دینی و دنیا مسائل میں جتنی جہاد ہے وہاں
 برائے میں مسائل کی یاد دہانی ہے صاف ہے جو امت نے ور مسجید میں بھی کثرت سے جتنی جہاد ہے
 کتب و سکون کا اثر ہے یہاں ہے ہمیں جماعت کی نقل و حرکت سے بھی لگہ لگہ ہو رہی ہے جس میں
 رجائات بڑھتے جا رہے ہیں لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ مسائل شدت سے پیدا ہو رہے ہیں کہ ہم مسائل و
 مسائل فریضہ دعوت و تبلیغ میں انتہائی مختصر ہیں مسائل کو بے تمباہی کی نہ درست ہے اور
 سلیقہ و شگ کے ساتھ مؤثر اثر سے رہا کفر و بھی دعوت پیش کی جیسے تو قبول کرنے کی جتنی
 ہے کافروں کا تصور ماننا جو ان بہتر دور میں کہ ہمیں وہاں کی وجہ سے سکون قلب کی نسبت
 سے اور مسجید اور حج کی تہذیب سکون دل اور آرام جان کے لئے اختیار کر رہے ہیں ان
 کو مساجد کا شوق نہیں ہو رہا ہے کہ ان میں سکون رہنا سکون دل سے زیادہ ضرور
 کوئی نسخہ نہیں ہے تو ہر بات میں کے مانتے ہیں تیار ہے، من حیث قوم و چاہتے تو
 سے قدیمی دعوت کی وجہ سے شاید آواز نہ ہو لیکن جدید نسل کو تو سکون قلب کی ضرورت ہے
 ان کی پختہ ہو چکی ہے، قدیمی تاریخی دعوت نہ ان کے پیش نظر ہے نہ اس کو وقعت دیتے ہیں
 نہ وہ پختہ زندگی کی زندگی ہو رہے تو اپنی گندی و دعوت زندگی سے تائب ہونے کے
 سے فوراً تیار ہو رہے ہیں۔

یہ لوہے کے سکون ہیں کہ مسائل کی زندگی میں اس میں زندگی ہوتی، اس سے یہ ایک بھر
 رہے ہیں، فرق و مشابہت کا مسائل کے سے ہوتے، ان کی صورت، ان کی سیرت، ان کا
 کریم کی ہوتی تو ان کے وجود سے، خاموش تہذیب ہوتی، بغیر ان ہستے رہا کفر و تبلیغ ہوتی
 خدق و دعوت دعوت و سیرت میں تنگی کی تیار بیت ہے جو شیعہ بھی جدید نسل کو جسٹ
 نقلی پیدا ہوتے ہیں، درہم و دینار مسیحی پادری سکون کو بدنام کرنے کے سکون کو مسیحی کر کے
 پیش کرتے ہیں تاکہ عیسائی رہے سے نفرت کریں، اس وقت بھی نہ اور مؤثر طریقے پر انہیں
 کی نہ درست ہوتی ہے کہ مسیحی قوم کے ساتھ صورت و سدھی سیرت میں ہونے پر ایک شل مرد

و دوست بن جائے بہ حسن موثر ترین چیز کردار و عمل ہے اگر غصہ بہ ستیزہ باز بنے تو دشمنی سے بڑھ کر ہر شے سے
فصلتوں میں کا دل شرم نہیں مولا، دوست و دشمن کی تاثیر سے شے نہ دور نہیں ہے نہ نزدیک اور قوت و جہالت کا نتیجہ
خیرات و س کے قرآن کی ہر میں رشادت ہے

ایک شخصیت ہے کہ وہ کوئی کوئی ہے کہ وہ
کوئی مانتا ہے کہ وہ کوئی خیر نہیں ہے کہ وہ کہہ
تہذیب و تہذیب کے سبب سے کوئی کوئی ہے کہ وہ کہہ
تفقیق

لیکن افسوس کہ یہ جو رہا ہے کہ مسلمان اور کافر کے درمیان میں جو شے ہے کہ ان کے درمیان میں
نہ تہذیب میں نہ معاشرت میں نہ مال میں نہ اخلاق میں، تو ہر کس چیز سے متاثر ہے یا یہ شے مسلمان
کے دل میں آئندہ، سر میں ہے لیکن گریہ عقیدہ، دل میں رہتا ہے تو ہر شے کی مخالفت میں ہے کہ وہ موثر ترین چیز ہے
فرس کے برعکس ہو رہے کہ مسلمان معاشرت میں کافروں سے زیادہ سے نہ رہے بلکہ خود کو دیکھ کر
وعدہ خاص فی جنات ہے یہ بھی اور نہ وہ وعدہ ان ایسی باتوں میں سے کہ تہذیب و تہذیب کے سبب سے ان
و اخلاق

کے شرم کی بات ہے کہ مسلمان سیدھے کا مل اور خود فی و تہذیبی نوٹ ہر شے کے سبب سے اپنے اپنے
کردار کے حامل ہوں کہ ان جنہیں دیکھ کر شے ہا میں ہو، ان کافروں کے تہذیبی و اخلاقی و تہذیبی
کی بنیاد ہمسایہ خود سے ملتی خود بند پرست یا دنیوی مصداق کے ہر شے کے تہذیبی و اخلاقی و تہذیبی
گوشت و کھانا ہے، دنیا فخر و دھن ہے، دنیا و جنتی ہے کہ مسلمان اور کافر کے درمیان میں
ہر شے کے سبب سے ہر شے کا فخر و جنتی ان خداوندی امور سے پرست کرتے ہیں، ان فخر و جنتی امور کے تہذیبی و اخلاقی
زبردست رکاوٹ خود مسلمانوں کی اصل نریوں سے ہے اور ان کو ان کے درمیان میں رکاوٹ ہے

نہ کہتے بہ بات ہے جین و سہ تہذیب کر دینے والے ہے

نہ دیا نیوں کو تہذیب مسلمانہ قرار دینے پر تہذیبی ہے
تو ہر نیوں و تہذیبی تہذیب قرار دینا ہر شے کے سبب سے ہر شے کے سبب سے ہر شے کے سبب سے
تہذیب و تہذیب کی تہذیب کے مسلمانوں کے تہذیب و تہذیب کے سبب سے ہر شے کے سبب سے

بعد اس سے حضرت علیؑ مدعیہ وسلم کی روح مبارک بھی بے تاب تھی، نماز و بیعت کے میں یہ حیران ہوا کہ
کی جانب سے تہنیت و مبارک باد کے بیانات آنے والے منامات و مبشرات کے ذریعہ رسول
میں کامیابیت اور خود حضرت علیؑ مدعیہ وسلم کی مسرت و بہجت بھی محسوس ہوتی، حضرت علیؑ مدعیہ
غیرہ مسرت متعلق مبشرات ذکر کرنے کی ہمت نہیں ہوتی، تاہم بل بیان کن خوشخبری کے لئے اپنے اور ہر
سے متعلق بشارت منامیہ بعض مضمین کے اسرار پر ذکر کرتا ہوں۔

جمعہ ۲ رمضان المبارک ۳۵۵ھ صبح کی نماز کے بعد خواب دیکھا ہوں کہ حضرت علیؑ مدعیہ وسلم
ورشاد صاحب کتبیہ میں مدعو کیا گیا، حضرت شریف لائے ہیں درخبر مقدمہ کے طور پر دونوں کا بہت بڑا
بند لوگ منسلک کر رہے ہیں جب بھروسہ نہ ہو کیا درخبر شریف رہ گئے تو دیکھتا ہوں کہ بہت دیر پہلے
ہے جیسے سٹیج بنا ہوا ہو، اس پر فرش ہے اور اوپر جیسے شامیانہ ہو، بالکل درمیان میں شریف
تشریف فرما ہیں دو تین میز میزوں پر چڑھ کر مقامات کے لئے پہنچا، حضرت شریف اٹھے اور کھڑے
ہیں ان کی ریش مبارک اور پہرہ مبارک کو بوسے سے رملہ ہوں، حضرت شریف میری دھڑکی دیکھ کر
کو بوسے سے رملے ہیں، دیر تک یہ ہوتا رہا، پہرہ و بدن کی تندرستی زندگی کے آخری یہاں سے
بہت زیادہ ہے بے حد خوش و مسرور ہیں، بعد ازاں میں دوزخوں کو کرنا سلسلہ سے باقی رہے
در آپ سے باتیں کر رہا ہوں اسی سلسلہ میں یہ بھی عرض کیا کہ بھول گیا کہ میں سنن نہ کر رہا ہوں
میں نے بہت خوشی اور مسرت کے ساتھ اس کا مذاق کیا، اب یہی جملہ کامنا ہو کر رہا ہوں
نے عرض کیا کہ میرے پاس تو علم نہیں جو بچہ آپ نے فرمایا تھا بس اس کی تشریح و توضیح و خدمت کی
ہے، بہت مسرت کے لیے ہیں فرمایا کہ بہت تندرست۔

تو ۳۹۰ھ میں مدینہ کے قیام کے دوران خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑا وسیع مکان ہے کو
ختم ہوتے ہوئے بہت سے لوگوں کا قیام ہے، جب ایک طرف جا کر سفید چادریں ہرج کہ ہرج
چادر ہو باندھ رہے ہوں، بدن کا وید کا حلقہ برہنہ ہے کوئی چادر یا کپڑا نہیں، تن میں مسرت سیہ
سماں شدہ شاد بھاری کی ہیئت میں کہ سرسولی سفید چادر کی شل باندھیں ہوئی ہے اور وہ کہ بہت
مبارک بجز کمر کے سب امیرے و بہت کندھے کی جانب سے تشریف لائے و رکتے ہیں بچہ سب

نے، پس بعد یہ ارشاد فرمایا: "وہ میرے بچوں: بچہ و یرنگ میں نفع فرمایا، میں خوب ہی کی حالت میں
 بنیا کرتا ہوں کہ بیکار ہو کے لئے تشریف لے جاتے ہیں، منامات کی حیثیت بتاتا ہے کہ اس
 سے زبردستی کوئی شری حیثیت نہیں، ہر حال کو دیکھنا سہو کے علاج سے ہر روز زندہ ہو کر رہتا
 ہوئی بلکہ جو حضرت دنیا سے تشریف لے گئے ہیں معدوم ہو جاتے ہیں، اس سے بے حد ڈرنا چاہیے۔
 خوشی و غم، ناخوشی و غم۔"

علاقائی ثقافتی میلے اور اسلام

بیمہ و میرے کرچی میں ایک ثقافتی میلہ منعقد کیا جا رہا ہے جس میں سندھی پنجابی، پشتانی اور
 دوسری ثقافتوں کی نمائش کی جائے گی۔ اسدی لغت ثقافت کے غلط سے نا آشنا ہے تو ان کریمہ ہشت
 نبوی اور دیگر اسدی ذخائر میں یہ لفظ نہیں ملتا، حضرت علی علیہ السلام نے اپنی بعثت کا
 مقصد مکارم، خالق و تکمیل قرار دیا مگر یہ کہیں نہیں فرمایا کہ میں ثقافت کے تعمیر کے لیے آیا ہوں۔
 دراصل تاریخوں میں ہمارے غزوات، عرب و تمدن و اسلوب زندگی کے ترقی میں رائج تھا، ہمارے عرب
 و ہمارے اس کا ترجمہ ثقافت ہے، اگرچہ اس میں عربی سے یہ غلط معنائوں میں کثرت سے استعمالات ہوئے
 ان عربی لفظ آج تک شرمندہ مذہب و معنی نہیں ہوئے، پرنسپل نے اپنے ذوق کے مطابق اس کا مفہوم
 متعین کر کے کوشش کی ورنہ کئی عوام سے نفس و سرور، ناپاک رنگ اور فحاش درسیا شنی کے منظر
 کے لئے استعفیٰ کیا جاتا ہے، خیر کچھ بھی ہو کہنے کی بات ہے کہ اس اسدی ملک میں ان علاقائی ثقافتوں
 کی ترویج و ترانس ور جو مسلمہ افزائی کا کیا مقصد ہے؟ سندھی ثقافت شکر کیا جاتا ہے؟ اس سے مراد
 محض اس کی ثقافت ہے یا راجہ داس کی؟ پنجابی ثقافت کیا ہے؟ کیا راجہ جیت سنگھ کی
 ثقافت کا احیا مقصود ہے؟

سندھی "ایک مومن بھی ہو سکتا ہے اور کافر بھی، پنجابی ایک مومن بھی ہو سکتا ہے اور ایک
 سکھ بھی، بوجہ بھی ایک سکھ بھی ہو سکتا ہے اور ایک جودی بھی، عرب آپ سندھی، پنجابی، در بلوچی
 ثقافتوں کی نمائش کریں گے تو وہ ایک مسلم و کافر کی مشترکہ میزبانی ہوگی، سو یہ ہے کہ ایک مسلمان کو
 ہمیشہ مسلمان کے اس سے کیا دیکھی ہے؟ کیا پاکستان انہی چیزوں کو نمایاں کرنے کے لئے بنایا
 گیا جن میں دنیا خد کے کافروں کی تسلی کا سامان تو ہو مگر مسلمان اور مسلمانوں کو ن سے کوئی

و مستند ہوئے

اور یہ ایک سدھی ملک ہے، اور یہاں کے شہری مسلمان ہیں تو ان سب کے لئے ایک ہی شہادت ہو سکتی ہے قرآن مجید کی تعلیمات اور آئینہ امت مسلمہ کا سوہ مسند عقل و ایمان کا یہ نسخہ ہے۔
 ہے کہ سدس سدھی تعلیمات اور سوہ نبوی کی کسی کو فکر نہیں مسلمانوں کے، خدق و مصداقات کی صحت کی طرف کسی کو توجہ نہیں اور زندہ کیا جا رہا ہے تو ان تہذیبوں کو ہمارے لئے بیروں کے کھوں روپیہ اس مفاسد ملک وریہ پس قوم کہ نہ فٹ کہا جا رہا ہے۔

اور یہ بات بھی تباہ ہو رہی ہے۔ ہر مل و متحد کے سوا اس کی عقل میں نہیں آئے گی کہ ایک ایسے نوے بن جمع نہ پائے اور ہر بار وہ سولوں کے درمیان اتفاق و اتحاد کی ضرورت پر زور دیا جائے گا۔
 صدیقی طبیعت پھیلتے، لوگوں کو ملک و ملت در قوم و وطن کے غم کے شہاب سے نواز رہا ہے، اور دوسری طرف مزاروں روپیہ خرچ کر کے عدالتی افغانوں کو ابی کر صدیقی طبیعت کر رہا ہے،
 کو ہو دس جاتی ہے، ان سندھی پنجابی پنجابی، ہوتی تھا فتنوں کو سب اہما، ہلے کا تو اس کا نتیجہ اس کے ہو گیا ہو گا کہ لوگوں میں سندھیت اور پنجابیت، پشتونیت اور موجودیت کا احساس ہو گا،
 کا، محروموں کے درمیان منافست و منافرت بیدار ہوگی اور عدالتی طبیعت کا بھوتہ، میں قس کر کے گا، ایک وطن، ایک قوم، ایک ملت در ایک مقصد کا احساس کر کے گوشہ قلب میں موجود ہو تو وہ بھی دب کر رہ جائے گا، کہیں بہشتانی میلے یہ عدالتی ناپت رنگ کی، ناش ملک کے مزید جتنے غم رسنے کی سازشیں تو نہیں؟ کیا یہ مسلمانوں میں مزید جنگ و جدوجہد کی ضرورت کی تمہید تو نہیں؟

ان صدیقی افغانی مسلمانوں کا ایک اور درانہ کیا ہو جی نہایت، یہ ہے جس وقت وہ سر ہوئے باکران و رقت، سد کی پیٹ رکھتے پنجاب سے جدا اور ہوتے ان کے جوش و خروش ہیں آہ کے تہہ و بالا رہ رہے ہیں، لوگوں کو مستحقیت کے لئے کپڑے و رسم و رواج کا رشتہ تو مڑ گئے، نئے نئے بیوت کا تصور بھی مشکل ہو رہا ہے، نسک ساری نے سندھ نسل کے نئے نئے بیوت کی شکل پیدا کر دی ہے یہی درپن کی قسٹ سے زمین و مچر اور کھڑی نسک نسک ہو رہی ہیں۔
 اپنا لئے لوگوں میں ہمیشہ ہلے در و دراز پیدا کر دیتے ہیں، تفرق نسک نسک رہتا ہے۔

اگر کسی کے دل میں رنج و حسد ہو تو کون رنج و حسد سے سوچنا چاہیے کہ ان سب کچھ میں یہ
 ایک ہی انسانیت میں شیعہ کا مقصد ہے۔ ان حالت میں تو یہ استغفار اور انابت الہیہ کی ضرورت ہے
 یہ ان مختلف صدقوں کے ناپاک ترکہ کے ذریعوں کی ؟

خدا را اس مقام پر رحم کیجئے، اس قوم پر رحم کیجئے، قوم کو ایک وقت کو ان غفلتوں میں گرفتار کر کے خدا
 کے منصب کو دعوت نہ دیکھنا، کراسلام کی صورت و صورت اور مسلمانوں کے من و سکون کے اسباب
 مہیا کرنا آپ کے لیے نہ نہیں ہے ترکہ از کہ نہیں بتا ہی و بربادی کے جہنم میں تو نہ دیکھیں ۔

ۛ مایہ خیر تو امید نیست بدمر سال

مسلمانوں کا اسوہ و نمونہ اور نصب العین

زندہ قومیں تاریخ کے سنگ خارا میں پناہ سے خود اپنا کرتی ہیں، ان کے پاس خود اپنا نصب العین
 ہوتا ہے وہ اپنا طریق کار خود وضع کرتی ہیں، انہیں دوسروں کے اشارہ چشمہ و ابرو کی حاجت نہیں
 ہوتی نہ ان کی بلوالعزیز غیروں کے پامال راستوں پر چلنے کی انہیں اجازت دیتی ہے، مسلمانوں کے
 پاس سفر حیات کے لئے اپنا نصب العین ہے، اپنا طریق کار ہے، اور اپنا گوشہ سفر موجود ہے انہیں
 کسی نظریہ حیات سے نصب العین مستعار لینے کی ضرورت نہیں نہ زاد سفر کے لئے غیروں کی زلزلہ بانی
 کی حاجت، لیکن یہ قسمتی ہے کہ تقسیم دنیا میں یہ پتہ نصب العین سے غافل ہو کر اپنے گمراہی کی ساری
 دوست سے بدتر دھوبیئے، اس کا نتیجہ ہے کہ ان کے لئے سوئے و نمونہ انبیاء و اولیاء نہیں بلکہ خود
 بخاری ہیں، وہ مرتبہ میں غیروں کے دست بگر ہیں ان کی مثال ان بدقسمت شہزادوں کی ہے
 جو چند و باش و نڈوں کے بہکاوے میں آکر گھر سے نکل جاتے ہیں اور باہر جا کر پیشہ نہ لے کر لیں، وہ
 کسی وقت چوری دنیا کی قسمت کے مالک بن سکیں، آج لوگوں کے گھر سے بسے دسترخوان کی ریزہ
 چینی میں فز محسوس کرتے ہیں، دنیا معجب ۔

اسلام اور سوشلزم | ایک مدت سے ہمارے سوسائٹیز کے لغت میں ایک رعب ہے یہ مسلمانوں
 کو بھگانے کے لئے اس پر بڑے حسین و قہیل میں چپکائے جا رہے ہیں، اسلامی سوشلزم مسلمانوں
 مساوت، مسلمانوں سوشلزم وغیرہ وغیرہ لیکن ان بھوت شہزادوں سے کون بڑھنے کے حضرات ! یہ

موشلزم کس کے دستہ خوان کا چبایا ہوا نوالہ ہے جسے آپ فخر سے تناول فرما رہے ہیں، موشلزم کی توحید
 نابانی کون تھا اس کی تاریخ کیا ہے؟ اس کے بنیادی عناصر کون کون ہیں؟ اس کا طریق مارکسب؟
 کہاں سے آیا؟ کن کن راستوں سے گزرا؟ اس میں کیا کیا تبدیلیاں پیدا ہوئیں؟ اس نے انسانیت
 سے کیا کیا سلوک کیا؟ وغیرہ وغیرہ۔

جس قوم کے پاس قرآن حکیم جیسا دستور، عمل موجود ہو جو نبی آخر الزماں حکیم انسانیت علیٰ بند
 علیہ وسلم کے رشتہ عقیدت سے وابستہ ہو جسے اسلام جیسا پاکیزہ دین نصیب ہوا اور سب سے بڑا کہ
 یہ کہ جو قوم خداوند ذوالجلال کی عنایات و ہدایت اور سرپرستی و مدد اپنے ساتھ رکھتی ہو اسی قوم کے فرد
 کی دنیاوت اور دون ہمتی دیکھو کہ وہ روٹی کے چند ٹکڑوں کے لئے کارل مارکس اور مائیکل کے دروازہ
 پر مسجد، ریزہ، سفر حیات کی منزلیں خروشین و رازے تنگ سے پوچھ پوچھ کر متعین کر رہے ہیں
 اور زندگی کے ہر کام و قدم میں کافرانِ فرنگ اور محمدانِ مادیت کے نفس پاکو دیکھ دیکھ کر رہتی ہے۔
 ہم مسلمانوں کو دو ٹوک لفظوں میں بتا دینا چاہتے ہیں کہ اسلام کسی ازم اور کسی شریعت یا
 محتاج نہیں ان سے مصالحت اور پیوند کاری کا متحمل ہے، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق
 فیصلہ ہے۔

رلواکان موسیٰ حیاً لہما وسعہ

کر مونی عبید اسلام بھی زندہ ہوتا تو نہیں بھی

ان اتب عی ۱۱ مشکۃ

میری پیروی کے بغیر کوئی چارہ نہ ہوتا۔

امن وعافیت کا راستہ | جو لوگ مسلمانوں کی آنکھوں میں خاک چھونکنے کے لئے

ساتھ موشلزم وغیرہ کے نعرے لگاتے ہیں وہ مسلمانوں کے خیر خواہ نہیں بلکہ مدبر اب صلی اللہ علیہ وسلم
 سے ان کا رشتہ عقیدت توڑ کر انہیں غیروں کی دیوار گری کی دعوت دیتے ہیں اور پتا پوچھتے تو
 یہ لوگ نہ اسلام کے مفلس ہیں نہ موشلزم کے، اسلام اور موشلزم کے مفلسیت سے ان کا مقصد مفلسی
 خواہشات کی تکمیل ہے اور یہ۔

موشلزم کے مصنوعی نعروں کا خمیازہ تو اسلام میں ایک بار بھگت چکی ہے، اب ایک دو ٹوک سے
 ذلت و رمونی کا ریکارڈ چینی بار مسلمانوں نے قائم کیا، اندرونِ کسب و چینی و بے قراری نصیب ہونی
 من و راق و راحت و سکون قصہ پارینہ بن گیا، روٹی کپڑے کسے بہ سب کچھ کہا یہ مگر جہت

میں تھی وہ بھی چھین گئی وغیرہ وغیرہ۔

موشائز مسکے یہی انعامات کافی ہیں جو ہمارے ملک کو عطا ہوئے، خدا را اب انعامات کو اس
 ہوش کو بند کیجئے، ان مصنوعی غروں سے ملک و قوم کے مسائل حل نہیں ہوں گے بلکہ مزید الجھیں
 گئے، امن و عافیت کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ اسلام کی جہل متین کو مضبوطی سے تھامنا، عالم
 و عامی، رعای اور غایا، تاجر اور مزدور حیب تک اسلام سے نفاق و زری کی روش نہیں چھوڑیں
 گئے خدا تعالیٰ کی عنایات ان کی جانب متوجہ نہیں ہوں گی، و صلی اللہ علی خیر البریۃ سیدنا
 محمد و آلہ و اصحابہ و اتبائہ اجمعین اے یوم الدین۔

ذوالفقار محمد علی شاہ، دسمبر ۱۹۱۹ء

مصابہ کا ششہ اور اس کے نتائج

جنوری کے پہلے ہفت میں تا ششہ کا غرض منعقد ہوئی، اس کے نتیجہ میں پاکستان اور بھارت کے درمیان ایک قرارداد طے پائی، اس قرارداد میں دونوں ملکوں کی فوجوں کے درمیان فی زبنہ کی کمیوں کوئی ورنہ نہ بندوں کی صورت و ریزوں کا سلسلہ بھی ختم ہو گیا اور ہر ایک مقررہ مدت میں جنگی مادیوں سے فوجوں کی واپسی کا مرحلہ طے ہوتا ہے۔

اس قرارداد کا پس منظر درود گنگویش جو تینوں ملکوں کے سربراہوں کے درمیان ہوا کرتی تھی درود مول و حرکات جہنموں کے بائبل آجائی مصلحت پر کا لفظ نہیں کونا کائی ہے یہاں وہاں کے سنے نہیں ہیں اس لئے اس پوری صورت میں یہ بھی ممکن ہے کہ جو وہاں کے تقابلیں طے ہوں۔

ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے کانفرنس کے نتائج افسوسناک، ورنہ یہ سن گئے ہیں۔

ایک فی مہاجر اور پھر ملک کے ساتھ نزاع طے کرتے ہوئے خدق و قلع اور رجم و کرک کا یہ معاملہ جو قرارداد و ششہ کی صورت میں طے پایا ہے، اس سے بہتر ہے۔

۱۔ مورمکت خویش شہ و ن دانند

جہاں پاکستان کے موافقہ پر پاکستان کے مابین ششہ میں ہیں ان کے نتائج کی جو روح پیدا ہوئی تھی وہ حکومت کو عوام کی خیر مشورہ و وفاداری، درمیان کے درمیان ہر اور نیز می حاصل کر سکیں جو کامیابی حاصل ہوئی تھی اور اس کے ساتھ عام مصلحتوں کے عزائم و مصلحتوں میں جو وقت و بھروسہ کی پیہ ہوئی تھی تا ششہ کی اس قرارداد نے اس سب کو ختم کر دیا۔

مزید ملاحظہ فرمائیے یہ ہوئی کہ جب کسی و ن ششہ اور ششہ قوم نے اس میں ہر طرف سے اپنی رائے کا اظہار کیا تو اس کو وہاں کے درخت کر کے سنے جو طرے تھے، حقیقت کے وہ بھی تھے افسوسناک ہے۔

۲۔ قوم کے وہ جو قوم کے پڑ پڑ و ن ششہ جذبات کی قدر کی باقی ورنہ یہاں مصلحت و مصلحت تہ براختی رکھتے ہیں ختم ل پیدا کر کے کی کرشمہ کی جاتی تو یہ صحت یہ کہ حکومت پاکستان کے حق میں یہ صورت منبہ ہوتی ورنہ ملک کے مستقبل کے لئے ایک فی مصلحت ثابت ہوتی بلکہ درمیان

فریق بھی اس سے متاثر ہوتا اور مجرانی حکومت پر بھی دباؤ پڑتا اور اس کے نتیجہ میں وہ کئی کئی
 بار زبردستی منسوخ شدت و ہیبت کو محسوس کر کے اس کو اس کے لئے سے جلد کا دھوا ہو جاتی، لیکن
 اس سے تدریجاً ہی نہ خود اپنی غفلتوں میں بھی انتشار و رخنہ پھیل رہا ہے اور یہاں تک کہ اس سلسلہ میں اختیار
 کو ختم ہے۔

اس سے نہ ہر سب سے نہ ہوں کے ساتھ حرزِ شمس میں حکمت و مصلحت کا نام نہ رکھا گیا ہے اور
 نہ فریقِ نزع کے ساتھ معصیت کوئے کر کے میں معاف کی گئے ہو جہد کا ثبوت دیا گیا ہے، ایک مشہور
 عالمی مشہور ہے: خدا بہ موت حتیٰ یہ یعنی بالمشی (پہر گشت) پیر تا بہ تپ رخ شود

یہ حال یہ وہ صورت حال ہے جو شیخ ابو کریم کے سامنے پہنچتی ہے لیکن جو اس صورت حال کے
 و غرضی سبب و غرض کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں جن کو رہا ہے اختیار سے بے شک قیام لگتا نہیں
 بکھار یا ان کی طرف بہت ہی کم توجہ کی گئی ہے، غور و محاسبہ یہ ہے کہ آخر یہ انتخاب کیا کیا صورت
 کیوں بدل گئے ہو اور ان بنیاد پر روشن حقائق بن کر سامنے آئے ہیں، حق کی جگہ فریق و دشمنیت
 و رعبیت و مودت کی جگہ بغض و نفرت کیوں پھوٹ پڑے، یہ حقیقتیں غور کیوں بدل گئیں۔

روزِ غور کیا ہے تو اس سوال کا جواب واضح و خالص ہے، حق تعالیٰ نے جہادِ پاکستان میں پاکستانی
 افواجِ پاکستان کی حکومت، اور پاکستانی قوم پر جو نفاذ کے وہ تصور سے بھی بالاتر ہیں، ہر موقع پر
 نصرت میں کی جو نہیں تائیدت پیش آئیں، در قدرت کا مدد ہے جو خوارق و معجزات فی ہر لمحے
 ان کے لئے رہے گی، انہیں ہو سکتی ہے پوری قومِ عات و عہد سے مدد فرمائی، دنیا میں اب پاکستان کی
 وہاں کہ قیام ہوئی، و رد دست دشمن سب ہی پاکستانی افواج کی بے شمار ہمدردی، جنگی و ریشہ
 ستانی ملت کے معترف ہو گئے، مددگار کی ان غلبہ افیموں کا حق شکر کہ ان سب سے زیادہ مدد
 فرما پروردگار جب تھا، پھر اس مہمت پر اور اس کے بعد مہم جوں پر، کجا بعد سب اس حق
 شکر سے عہد و برت ہو سکتا ہے؟

نعمتِ الہی کا شکر ادا کرنے کا طریقہ

اس پر سب سے پہلے شکر کی شکر گزاری کی جیسا کہ ہمیشہ کے مطابق ہوتی ہے، اور ہر لمحہ اس نعمت
 میں کا شکر یہ تھا کہ وہ اپنے اختیار کو مددگار کے قیام و رحمت و عفو و صفاتِ قرآنی عظیمہ

سنت ہو یہ اور فقہائے اُمت کے مرتبہ قوانین کے خاد و بوزار کے لئے مستحق کرتے۔ عزم و ہمت کے ساتھ اس کے لئے فوری تدابیر اختیار کرتے تاکہ جلد سے جلد اس ملک میں محکمہ سب مشعل علیہ قیام ہو جاسکے۔ ان کے بہر حکومت میں قرآن و سنت کے خدات جو قوانین نافذ کئے گئے تھے ان سب کو منسوخ کیا جاتا۔ عائلی قوانین کی جتنی بات کہہ آیت و حکام کے خلاف ہیں منسوخ کی کا اعلان کیا جاتا کہ زمین سترہ ترمیمات کو منظور فرما کر جو سابق اسمبل کے مقدر عدل و پیش کر چکے ہیں ان قوانین کو قرآن و سنت کے مطابق بنایا جاتا۔ خاندانی منصوبہ بندی کی سکیم کو ختم کیا جاتا، شراب خوردی و سرود خوردی کی لعنت سے اُمت کو نجات دہنی جاتی، رقص و سرود کی ٹھنوں کو خدات قیون قرار دیا جاتا اور اس صحت فریبی کو جرم قرار دیا جاتا، غرض وہ تمام اقدامات کئے جاتے جو صدمہ محترم کے اس عہد کو پورا کرنے کے لئے ضروری تھے جو انہوں نے غیبی تائیدات کو محسوس فرما کر قوم کے سامنے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا۔ برسرِ منشاء کرتے رہتے وزراء کی حکمت اپنہ دوزخ اختیارات میں عوام میں اسلامی روح پھیل رہی تھی۔

تعلیم و تہذیب و اصلاح تعلیم کے تمام مرحلوں میں عالی و درجین تعلیم کو لازمی قرار دینی وزارت جنگ فوجی تعلیم میں غیر مسلموں کی سروس کے ملازمتوں پر پابندی کے حکم کا اعلان کیا۔ طرح مواعیدت و امور خارجہ کی وزارت میں فریضہ حج کی ادائیگی میں ہولیتیں و رزبانی سے زیادہ حجاج کرام کو سسر کی آسائیاں فراہم کرنے کی کوششیں کر رہیں، اسلامی ممالک سے زائرین کو خوشامد تعلقات قائم کرنے کی تدابیر اختیار کرتیں وزارت داخلہ میں مسلمانوں میں اسلامی معاشرت کے پسینے و رخصت فرموش قوموں کی نیکو نیت و تمدن کے ناپاک اثرات سے ملک کو پاک کرنے کی کوششیں کرتے۔ عوام کی شکر گزاری یہ تھی کہ جن طرح وہ جنگ کے دوران اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر گناہوں سے تائب ہو چکے تھے اور مسجدوں کو آباد کر چکے تھے، اسی طرح وہ مزید اصلاح جہت عمل و حکومت کی ان نیک مساعی میں پُر خصوص تعاون کی طرف قدم بڑھاتے۔

اگر ان میں سے ہر طبقہ نے اپنا فریضہ شکر و کیا ہونا تو ہم دیکھتے کہ اس قوم کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبولیت کی کیا کیا برکتیں نازل ہوتیں، اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ برکت ورنہ ہوتی تو ہمارے قوم بھی وعدہ ہی کے مطابق قیادت قوم کی عزت و رسالت کبریا کے تاج مہر سے سرفراز ہوئی ہوتی، آج ہمارے درمیان جو کچھ ہو رہا ہے وہ اس ناشکری کے عواقب و رستہ

لقدوں سے کئے ہوئے عہد و قرار پورا نہ کرنے کی کئی کئی مثالیں ہیں۔

اور رشود نہ دینا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وہ بہت بدوس کے تعلق، یافت کرتے ہیں بہ کثرت
قی بھی مراقبت مناسب و ایچ
بہر حال کے نفعی مراقبت کا معیار و معیار اس کی تہی و تربیت و منہ بدن کو بظہر یاست
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا۔

وَرَأَى مَنْ أَصَابَ لَانْتَبَ
نہ کی قوم ہیں نہ کہ ہیں نہ حساب رکھتے ہیں، بہت
وہ کہ ایسا اور یہاں وقت اپنے اور انہوں
کی حیوانیت شریعت میں، تو تیس اور ایک مرتبہ
نقیس کے شریکی "ن" شارد فرمایا۔

اور فرمایا۔

سَوِّمُوا سِرْفِيْتَهُ وَأَخْفَرُوا
روزہ رکھو، اس پر مال کو دیکھتے اور اس کو
س کے دیکھتے اور نہ لکھتے، اس کے چاند دیکھتے
سے مانع ہوؤ، شعبان کا شمار تیس، ان پر کر۔
قرآن وحدیث کی نفعوں شریعت سے نفہاتے مت لکھتے یہ کہ رویت ہیں کے کہ تیس
نہ کہ رویتوں میں کیا ہے، رویت کے شرعی ثبوت کے لئے ایک مکمل طریقہ کار، رویتوں
و شیخ فرمادیتے، حکومت پاکستان شرعی طریقوں پر عمل کرے و عبادت کی تہذیب و ریت کے
وقت کے صحیح تقیہ میں کبھی تبدل و اضطراب پیدا نہیں ہو سکتا۔

اس سال بابر عید کے بارہ ہیں جو ختم و اضطراب پیش آئے اس کی وجہ سے بھی اس
معدوم میں شرعی دستور میں کو نظر انداز کر دیا گیا تھا، اس کے نتیجہ میں قوم کو مذہبی مصائب کے تعلق
حکومت کے رویہ پر مزید ہر غلطی پیدا ہوئی و حکومت کو اس فساد کا شکار بننے پر مجبور
کرنا پڑا۔

رویت ہیں کے شرعی ثبوت کے لئے فقہانہ امت، اس میں سے ہو صوں میں خراسان

ن کا ختم عید ہے کہ

۱۔ سف۔ روایت میں کی شہادت کے لئے اس کے رد و قبول کا فیصلہ کریں۔

ب۔ شاہد اگر خود عمل تک نہ پہنچ سکے تو شاہد اپنی شہادت کے لئے دہانت و ریچھ یہ کہ وہ عمل کے سامنے اس شہادت پر ہوتی ہیں۔

ج۔ اگر کسی جگہ عمل و رقائعیوں کے سامنے شرعی شہادت پیش ہو جائے تو دوسرے حدیث میں اس کا رد یا قیاسی کی سرحد پر پر دست بہ اپنی شہادت پیش کریں۔

د۔ ن تین دلیلوں کے علاوہ ایک چوتھی صورت مستغنیہ خیمہ "خجہ کی شہادت و روقر کی دلیلیت و رد یہ کہ ملک کے مختلف عرقوں سے عام حدیثات میں درج جو اس سے روایت کا ایک کوئی یقینی حاصل ہو جائے۔

روزہ و رفقہ کو روایت میں پر موقوف رکھنے کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضعی رشا و رفقہ کے استخراجی اعمال و قوانین کے ساتھ اگر اس نصیحت کا رد کو پیش نظر رکھا جائے تو سرحد کے قائم عمل و حکام پر پیش و رد کے فریضے کے سلسلہ میں موقوف رکھی جاتی ہے و جس طرح کے کسی نہ کسی غلط فہمی کی ضرورت نہیں ہے تو اس کی جگہ پر درج روایت و مشاہدہ پر روزہ و رفقہ کا رد رکھنے کے اس حکم کی مدت و حکمت بتائی جاتی ہے۔ اسکتی ہے ان خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رشا و رفقہ پر انہیں پسند آئے ہیں کہانی میں ہے۔

روزہ و رفقہ ایک مسلم کے انفرادی فریضے و رزمہ و ریا ہیں انصافیت کے شعور و رد کے فرق کی ذمہ داری ہے سیکہ و شش ہونے کے لئے اس پر ایک رزمہ پر کے ستموں و رقوق کی مسائل سے متعلق اختیار کرنے کی ذمہ داری ہے یہ نہیں کہ نہ ہو سکتا ہے کہ ایک مسلمان یہ مسائل کی ایک بار ہی میں ایک سوچا جائے کہ اس کے بعد یہ و رقبہ کی سہولتیں حاصل نہ ہو سکتی ہوں۔ یہ مسائل خود ہمارے ملک ہی میں موجود ہے بہت سے دیہات و رقبہات میں یہی ایک تھک و دیوں و دور و رقوق میں واقع ہیں جہاں عام بین سائنس و رشتہ رزمہ پر کی سہولتیں تو کیا شہری و دیہاتی جگہ پر بھی حاصل کرنے کی سہولتیں بھی ہیں۔ اور ان مسائل کے لئے اس کے سہولت دہانی پر بہت سے کہ وہ چاند کی جگہ بہت و مشاہدہ پر ہی روزہ و رفقہ کا شعور رکھیں۔ ان کے لئے رزمہ پر ایک پاکستان میں ایک کی مدت و رقبہ بہت پیہ کہنے کے لئے ہے۔

سائنس، ارنند یہ بات کے ذریعہ چاند کی دریافت کو معیار بنائیں تب بھی۔ اس سے قطعاً سفرِ اہل
ذوق بعدہ جتنی غیبت کے ہم مکلف نہیں ہیں۔ ان پس ماندہ و دور افتادہ اہلیوں میں روزہ و منہ
کی یہ وحدت و یکسانیت ممکن نہیں ہوگی اور مشرقی و مغربی پاستان میں تو روزہ و رعیدہ کی یہ یکسانیت
نہیں بلکہ فرق کی وجہ سے بسا اوقات سائنس و رحبانی اصول کے بھی خلاف ہوگی۔

ثابت، محبوب و وحدت و اجتماعیت یہ، بھی عام کی سہولت و مصلحت اسی طور سے، جمعہ
اور رعیدہ کی یہ وحدت، اجتماعیت، شرعی سبب الیکم، اثرِ اہل و عیال، شہر، میں، شہر کے پوری
اہل و عیال کے کسی ایک کی مسجد، رعیدہ، اجتماع کو ضروری قرار دینا، حرج عام اور غیر متبادل
تکلیف ہے، حق حرج، ایک ایک کے ذریعہ عید، یہ، مصالح کے ہیں، اور حجاب، فرق، اور
اختلاف کو خیر انداز کر کے، روزہ اور رعیدہ میں، یہ تکلیف وحدت و اجتماعیت، پیدا کرنا غیر معقول
نہیں ہے اور شرعی طور پر غیر محبوب، عوام کو حرج اور تنگی، اس بننا کرنے کے مترادف ہے۔

دریں سلسلہ، ائمہ کرام نے فرمایا:
 اشد الاثم من ان لم يبارك في قوله، یا ربنا یا ربنا
 و ان لم یبارک فی قوله، یا ربنا یا ربنا
 اس سے فرائض و عبادت، حج و روزہ و زکات کے لئے اس، جمع اور مکمل، شکر و
وہیں ہے جو فرائض و سنت کے بدلے اور اس کی رویت و شکر و پرکار، یہ ہے ورنہ
کے لئے فقہائے امت نے نہایت مرتب اور منظم، اصول و قواعد مرتب فرما دیے ہیں۔
 رویت بدل کے سلسلہ میں ضروری اصول و احکام اور چند مفید تجاویز پر مشتمل حضرت مولانا
محمد شفیع صاحب اور راقم الحروف، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف صاحب پوری، کا ایک
مشترکہ بیان اخبارت کو دیا گیا ہے، کہ یہاں بھی نقل کیا جا رہا ہے تاکہ اس مسئلہ کی بحیثیت در
اس کہ طریق کا عوام اور حکومت کے سامنے پوری طرح واضح ہو جائے اور ایک یہ دستور عمل
معیین ہو جائے کہ آئندہ اس قسم کے اختلاف و تضارب کی صورت پیش نہ آئے۔

ہم بعد از تحریر سے جنہوں نے رویت بدل کے سلسلہ میں حلیہ فواید شمس کے مشتمل تحقیقات
کہ حکم بھی جاری فرما دیا ہے اور محترم و ذیبرد خد سے جنہوں نے اس فواید شمس کے سبب مذمت
کہ نہ فرمایا ہے توقع رکھتے ہیں کہ شرعی نظام رویت کی حکمت و مصلحت اور ایک عاقل و عاقل

نے محفوظ کیا ہے اور اس کی حفاظت تم میں سے ہر ایک فرد کی ذمہ داری ہے، تم نے اس ذمہ داری کو کہاں تک دیکھا ہے؟ یہ ایک ایسا سوسائے ہے جس کا جو بھروسہ اس مدامت کے آئندوں نے سوچا ہے نہیں، مگر حالیہ جب اسکے ذریعہ ہیں اس ذمہ داری کی طرف دوبارہ متوجہ فرما دیجئے اور اگر تاریخ کے بعد بھی تم بیدار نہ ہوئے تو غمناک کہ تم میں سے آیت کے مصلحت نرین جانیں کہ یہ۔
 اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِفَتْحِکَ عَلَیْهِمْ اَبُو بَکْرٍ کَلِّ مَشِیءٍ حَقِّ اِذَا فَرَحُوا بِمَا اُوْتُوا فَخْذَلْهُمْ
 بِفَتْحِکَ فَانْزِلْهُمْ مِیْسُوْنَ

شروع ۱۳۹۵ھ ۱۰ ذی قعدہ ۱۳۹۵ھ

میں سب سے بڑی جان بچاؤ میں غفلت مورا تو اللہ نے قسم میں ایک خطاب فرمایا جس
 میں یہ لکھا تھا کہ

۱۹۴۵ء کی پاک و ہند جنگ

المحمد سہ ماہیہ شش ماہیہ سابق اجماعی روزنامہ ہونے کے باوجود دن نیکت خدہ پاکستان میں ایک جدید اور متحرک باب کا افتتاح ہو گیا، یہ تاریخ پاکستان کی فوجی زندگی کی کتاب میں ایک نئے باب کا آغاز ہے اور پاکستان کی عزت و مہر کے عنوانات میں ایک شاندار غنوں کا اضافہ ہے۔ مہاجر قوم کے ہندو مجاہد قوم اور ہجرت کے بعد جمادیاں ہندو قوم اور ہندو قوم کی بہت بڑی قابل قدر اور لائق صد تشکر نعمت ہے۔

چند اہم حقیقتیں اور قابل عبرت امور ہیں، بھی اس مبارک افتتاح میں منظر عام پر آئیں۔ ہندوستانی حکومت کی بدتمیزی، مکاری، عیاری اور نفاق۔

۱۔ انت حسن معاشرت اور بہتر تساہلی کے تقاضات کی توقعات سے اب سے زیادہ بڑھ کر، عجمی خود غلط بود آئینہ ماہیہ شش ماہیہ

۲۔ پاکستانی عساکر و افواج کا ہر دے چاند نہ دے اور عزیمت، سرفروشانہ جذبات و حساسیت دین و وطن پر مشتمل کی پوری اہمیت و وحدت اور مہمات کا راز میں ستم دل و ستم مست اور ذوق و شوق شہادت۔

۳۔ پاکستانی فوج منصورہ کی فنی مہارت و قابلیت، پوری اور انسانی فوج کا ہر دے ذوق و شوق حیرت انگیز کارنامے جن سے سلف صالحین کے فیہ، عقول کارناموں کی یاد تازہ ہوئی اور قوم عام کے سامنے ہیں مرتبہ پاکستانی فوجوں کے جوہر اس حد تک روشن ہوئے کہ دشمن ہر جہت سے ہر جہت ہو گیا اور آخر ان کو بھی پاکستانی فوج کی برتری و قابلیت میں سرفروشانہ وجہ شہادت و شہادت کا، عزت کرنا پڑا، دشمنان ماسندہات، لاعداء، بزرگ، اہل جہت دشمن بھی شہادت دیں وہ دشمن قیدیوں کے ساتھ ہتھیار ڈالنے کے بعد انتہائی ہمدردانہ شہر اپنا دے اور حوصلہ مند نہ انسانیت و آزاد سوک، پاکستانی فوج اپنے مکی، ذوق کی پوری قابلیت و وحدت حیرت انگیز اور وہ حملہ آور دشمن کی چند فوجی طاقت و سامان جنگ کی فراوانی کے باوجود ہر لحاظ پر منہ توڑ جواب دے سکتی ہیں۔ فیہ، دشمن محمد یوب خان، ائیدہ اللہ بنصرہ کے حسن تدبیر و ایادہ عزیمت، قیادت اور شجاعت و ہوس ہستی کے ساتھ ہی ساتھ سیاسی تدبیر کے جوہر

بھی میں حرج منشاء نام پر لکھنے کے وہ نیا ہے، اسلام کو اس کا شیعین ہو گیا کر موعودین، دنیا سے اس کی تیاریت
 کی مصدحیت کے ملک ہیں وہ، پاکستانی قوم بھی اس قدر یا شعور اور تہذیب اور جہت کے ملکوں کے
 نازک ترین مرحلہ پر پہنچے تمام ہمارے خاندانوں اور ذاتی منافع کو یکسر بھول کر پشت ڈال کر اپنے بھائیوں
 کی برادری پر بیٹھ گئے، تعاون کرنے ورتن میں دشمنوں کے لیے قربان کیے گئے، یہاں تک کہ یہاں
 اور زندگی کے ہر شعبہ میں اتحاد اور تنظیم کا مکمل منشا ہو گیا، اور اس قدر تڑپ رہے ہیں کہ دشمن کی
 تباہ کن مہیا ریلوے سے شکستہ فوج اور ہراساں ہوئے گئے ہیں اس کے جوڑے دشمن اور فوج
 و شوق شہادت میں چند و چند اصناف ہو گئے، واللہ اعلم بالصواب۔

قابلِ عبرت نتائج و حقائق ان بعیرت افزوں حقائق اور غیرت انگیز واقعات سے ہر غریب
 نتائج لے لے ہیں وہ بھی قوموں کی زندگی کی تاریخ میں ایک درست گنے کے قابل ہے۔

۱۔ جدہ دینی سبیل اللہ اور احیاء کلمۃ اللہ کے فریضہ انجام دینے کے لئے پاکستان قوم میں
 نئی روح پیدا ہوئی، روح دشمنانِ اسلام کے دلوں پر پاکستانیوں کے رحم و کرم چھو گیا، دشمنوں
 کے وعدہ و وعده کدے، تم سارے دشمنوں پر اور اپنے دشمنوں پر اس نے ہمت اور غصہ
 کی آگ کی تیز آگ کی آگ، مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ، ایمان و توکل سے بھر دیا اور ہر حال
 کی ہمدردی سے لے کر اب بھی اللہ تعالیٰ کی غیبی امداد و نواہز و انوار سے رتی سہرا نہ اٹھایا، امریکہ
 ہو یا روس، بریٹین ہو یا فرانس یہ سب کفر کی مخلوق ہیں، ان سے کسی بھی چیز کی توقع رکھنا ناپسند
 ہے، وقت سب سے بڑی چیز ہے، انہیں غیور خیران کا موہیہ سب سے بڑا، پاکستانیوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے
 ہمت و مدد و سر رکھنا چاہئے، اور زندگی کے ہر شعبہ میں ہمہ ازیمہ سپر پاور کا ہرگز سے ہرگز نہ ہونے
 پر ہی ہمہ جہد کرنی چاہئے اور ہر شاخ و خصلت اور ہر شعبہ و ہر شعبہ میں قوت و اثر و
 حاکمیت و قوت قہر کے مقابلے کے لئے ہمارے لئے ہو، اس کی تیار کرنا، ہرگز نہ ہونے کو چاہئے
 اور اس سلسلہ میں کسی بھی قسم کی تقصیر یا قصور ہرگز نہ کرنا چاہئے۔

یہ حال ہندوستانی حکومت سے تمام بین الاقوامی صورت حال پر ہندوستان کے ہر فرد کی ساری
 جانک کہ رہنماؤں کی طرف بڑی فوجی طاقت و قوت اور تیار کر کے ساتھ چاہئے، ہر چیز کو اپنی
 اور اپنی برادری میں ہر چیز میں بھی صد کوتاہی نہیں کی جائے، بلکہ اس کی ہرگز نہ ہونے کی ہمدردی

سے کمزوروں کا ساتھ دیا اور بیت کریمہ کی

دو سو سات سو تالیف اللہ تعالیٰ

استغفر اللہ لہ لاریس

و جعلہم ثمة

و جعلہم وارثین

ملک و حسنت کا وراثت بنا دیں۔

تفسیر و تشریح ایک بار پھر انہماک سامنے آئی کہ مسیحی پھر ناقون و راسم ہی حقت کہ اور مذ
کو اللہ تعالیٰ نے وہ قوت و طاقت بخشی کہ دشمن کے سارے منصوبے خاک میں مل گئے اور جی دشمن
کے ہوسے زیادہ مہیج میل رقبہ پر پاکستانی فوجیں قابض ہیں اور پاکستانی پرچم جو اربابہ و ہند
ملکت سے لے کر چپے کی تک اور تاج و صنعت کا رستے سے کر معمولی مزدور اور آج تک سونے و ہونے
ساری قوم میں حیات انیروز و رب مثل تھا و تعادوت کی روح پورے ہندو پرکار فرما رہا ہے اور پوری قوم
دشمن کے سامنے ہینان موصول آتی و پورے ہین کر کھڑی ہو گئی ہے۔

نعمت خداوندی اور اس کا شکر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی مسرت و خیریت ختمی کا شکر ہی سبب ہم
صالح و تقویٰ کی کسی پاکیزہ زندگی کو مستقل طور پر اختیار کر لیں جو اس وقت ہند کا مذہم و حرب سے
پوری قوم کے اندر پیدا کر دی ہے اور خوف و وحشت خداوندی و راگیر ہیں، اپنا شعار بنائیں اور
منکرت و فوج کو جو اس سدی ملک میں نیا ملے "ہندو مذہب و تمدن کے سارے اور ان یورپین خداوندی
قوموں کی قابل شرم لٹائی کی بنا پر رائج ہو چکے ہیں ایک قدم ترک کر دیں اور مغرب کی گندی، لٹی
ور بزدل بنادینے اور معاشیات کے بچے سیدھی سادی اور سنی سادی معاشیات کو مستقل طور
پر بنائیں۔ چنانچہ زندگی میں فوق اللہ و بہت اسی طاقت کو جہاں تک ممکن ہو مقہ کر دیں، چنانچہ
و بہادر کی کے حساسات کو بیدار کر کے اسے متعامل بنائے و مروت چنانچہ کشتی و سونے کو جی جی
و ہوسہ مند کی کو ختم کر دیں، رحت پسندی و تن پروری و بے روح نام و مناد اور ناش پسندی کو
خیر باد کہ دیں، خصوصاً غریبوں و کمزوروں پر ترقیم و شفقت کے جذبات کو زیادہ سے زیادہ بیدار
کریں، ہر نوعی فوجی ہتہ و رجا بہ نہ حساسات سے متاثر ہو، غرض ایک ایسے صالح میں ترقی
کی تشکیلات کی جائے جو بے سبب رحت و باطنی رخصت و رت میں ترقی نہ کرے اور ان میں شمول

کی تشبیہ ہو۔

کسی قوم کی موت حقیقت یہ ہے کہ جب کسی قوم میں دوسرے میں پیدا ہو جائیں۔ ایک دنیا کی نسبت ۲۔ دوسرے موت کا ڈر تو بچھڑنا چاہئے کہ یہ قوم مر چکی اور حقیقت کسی قوم کو موت انہوں نے دنیاوی سے نجات نسب ہو جاتی ہے تو وہ قوم حیاتِ ابدی سے بگڑا ہو جاتی ہے۔ صحیح بنی ری مشریت میں ایک حدیث کی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ وقت یہ آئے گا کہ تم پر دنیا کی قومیں اس طرح ہینا کریں گی جس طرح کھانے والے کھانے پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ صاحب نے غرض کیا: یہ رسول اللہ کی اس زمانہ میں ہم مسلمانوں کی تعداد اتنی بھڑکی ہوئی ہے؛ فرمایا نہیں تم سے زیادہ ہوئے کہ اس سے بہت بھی تمہاری اتنی تعداد ہوئی ہوگی مگر تمہاری مثال اتنی ہوگی جیسے سیلاب پر غصہ و فاشاں دشمنوں کے دل سے تمہاری ہیبت نکل جائے گی اور تمہارے دلوں میں دہشت پیدا ہو جائے گی۔ پوچھا کہ وہاں کیا چیز ہے؟ ارشاد فرمایا: دنیا کی نسبت اور موت سے خوف اس حدیث سے واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ مسلمانوں کی کامیابی کا مرانی کا عددی کثرت پر کبھی بھی مدد نہیں رہے نہ ہی مدد ہی کثرت ہیں اسلام کی قوت مشریت ہے بلکہ مسلمانوں کی طاقت وقت کا راز یہ ہے کہ ان کے قلوب دنیا کی محبت سے پاک اور موت کے خوف سے ان کے دل آزاد ہوں۔

آپ نے دیکھا کہ میں موجودہ موعزہ کا حق و باطل میں مسلمانوں کا جو ہر نسبت زیادہ نمایاں رہا ہے وہ مسلمانوں کے دلوں میں دنیاوی زندگی کی یہ وقعتی اور شہادت کی موت کو نہیں سمجھتے کہ ذوق و شوق ہے، دنیا سے ایک بار پھر اسلامی روح و اسلامی قوت و طاقت کا منظر دیکھ لیا اور مسلمانوں کی سب سے بڑی عمت اور شوق شہادت سے تاریخ میں ایک نئے ورثہ کا باب کا اضافہ کر دیا، یہ واقعہ دورِ حاضر کی تاریخ کا سب سے بڑا باب ہے جس کو ہمہ جہت کا منظر کا منظر زریں حروف میں لکھنا چاہئے۔

کاش اگر ہماری قوم کی غالب کثرت میں یہ ہی روح کا رفرما ہو جائے تو دنیا اور اس کی قیادت کا منظر ہی بدل جائے دنیا پر مکیہ کی بار دستی شہادت کے زردی کی۔

مسلمانوں کی بنیادی قوت بحقیقت بالکل ہی بدوعیاست کہ موجودہ اسباب و وسائل
کی مادی دنیا میں تمام مسلمانان کفر کی غوثی طاقتوں اور اسلام دشمن قوموں کے مقابلہ پر سوناہ روس
ہو یا امریکہ جو مکی ہو یا برصغیر بہت زیادہ ہیں مادی وسائل و حریت انچیز سبب سے ترقیات ہیں ہم
ان سے بہت زیادہ ہیں اس صورت میں ہمارے لئے غصہ بھی ان کے مقابلہ کا یہی مختصر و مفید راستہ
ہے کہ ہم اس رب اللہ سے اپنا رشتہ مضبوط جوڑ لیں اور عہدہ میت کا تعلق ستوار کریں جو ان
تمام مادی وسائل کا حاکم حقیقی ہے اور اس کی قدرت کاملہ و رفعت قہر کے سامنے ان کی کچھ
بھی حقیقت نہیں ہے کہ اس خالق کائنات کی قدرت کاملہ کے سامنے ان اٹیٹھوں و ہڈیوں
میں کی کیا عظمت ہو سکتی ہے جن کا وہ خود پیدا کرنے والا و حقیقی موجد ہے۔

اس کا یہ عقد برگزینہ ہے کہ ہم مادی اسباب و وسائل سے بے نیازی اختیار کرنے پر
غفلت برتنے کا اس دست راستہ ہیں، یہ تو خود خداوند ہی تکمیل ہے کہ جتنی بھی طاقت و قوت مادی
ساتھ ملے ہیں اور دشمنان اسلام کے مقابلہ کے لئے اس کو فراہم کرنے میں ملحق و توفیق نہ کرو۔
لیکن اسی کے ساتھ ساتھ عین دکھ اصل سرچشمہ وہ ذات قدسی صفات ہونی چاہیے جس کے ہاتھ قدرت
میں یہ تمام ایوانوں و وسائل ہیں اور وہ ان کا حقیقی مالک و متصرف ہے، آپ سنا دیجئے قومی قوت جو
اب سے ہر سال پہلے ملک دنیا کی پست ترین ایمنی قوم تکھی جاتی تھی آج وہ قوم اپنی بہت و
جرات و تشہیم و اتحاد و ہمت و شجاعت کوئی اور سر فروشی کی بدولت نہ صرف عظمت و حریت میں
بگڑتی و ترقی قوت و ترقی طاقت میں مرید و روس کے لئے بھی وہاں جات ہی ہوئی ہے وہ
دنیا جہاں ترقی و ترقی سے بڑا برآمد ہو کر تھی سب زرد خد و تھے پریشان اور اس ہاتھ سے
حق کہ اس نے سب کو دیکھ کر دیکھ کر یہاں سے یہاں سے و تہ کو بھی متزلزل کر دیا ہے۔ سرگزشت
امریکہ و روس کو مرعوب کر سکتے ہیں تو کیا دنیا کے سرور و مسکان اگر آج تشہیم و اتحاد و ہمت و جرات
پیش رو ہوتے اور ہر فرد کی ہمت سے سرور ہو جائیں تو ان کی غوثی طاقتوں کو مقہور و مغلوب
نہیں کر سکتے ؟

حق کہ دنیا کی مسکین قوتیں اور کمزوریں اغیار کی ریشہ روا خیال سے مسنونہ و مامون ہو جائیں

وہ جو قدرتی ذہن ان باریک بینیوں میں قدرت سے پیدا کئے گئے ہیں اس سے ان عیار مستفید نام تو ہوں
کے بجائے خود وہ مستفید ہونے میں تو دنیا کی سب سے زیادہ قوتور و ربا عزت قوم مسلمان ہیں۔
غرض وقت کا اتنا فائدہ کہ ہر طرف سے ہوتا ہے بھی ہم زیادہ سے زیادہ عیار سے بہت سے
جانے کی کوشش کریں۔ اس سے پہلے کہ جس شان سے ہمارے رشتہ جوڑیں درحقیقت ستوار
کریں تو آخرت کی نعمتوں کے ساتھ ساتھ دنیا کی نعمتوں سے بھی مسلمان ہی سرفراز ہوں گے۔

فہمت پر وہ نون اکابر

عصر حاضر اور علم و کرام

ہر قسم کی خدمت کو ہر دور میں ہر نامور شخص کیا کیا ہے کہ یہ وہ وقت کے تقاضوں سے نکل
اور بے خبر رہتے ہیں، ان میں سخت ترین قیود اور اصول کا رفرار ہے یہ خاص رجعت پسند ہیں
قدامت پرست ہیں، سر زمانہ میں قومی ترقی کی راہ میں یہی لوگ رکاوٹ بننے لگے ہیں وغیرہ وغیرہ
یہ وہ جتنے ہیں جو حج بھی نہیں، عمرت عمارت کو دبتے جا رہے ہیں۔

جی ہاں، عمارت کا قصور یہ ہے کہ وہ قیود ترین قیود ہیں، وزیرین فطرت کو، انسانیت کے لئے
و حد زریعہ بنات سمجھتے ہیں، وہ قیود بنیاد اصل سے علیحدہ کی گئی ہوئی شریعت اہمہ کو بھی وسیلہ
سعادت و رین مانتے ہیں، فرائض شریعہ کو روز و روز گاہ و راج کی پابندی و جزویان جانتے ہیں
مکرمات و منکرات شریعہ زنا، شرب، سود، قمار، قبیحہ، سینہ، رقص و دہے حسائی
اور حیا سوز غریبان، مردوں و عورتوں کے سب مباحات اور مخلوط تعلیم وغیرہ کو قسماً حرام اور حرام
کر دینا جاتی اور خدائی برحق کا وہ ذمہ دہشتے ہیں اور ان فواحش و منکرات کے مٹانے پر قول
و عمل کم بہتر و سونہ چہ رستے ہیں اور یہ جہتیں اس کے کہ سنی ترقی اور انسانیت کے راقا سے ان
فواحش کا، رکنا بھی کوئی و سونہ نہیں بلکہ یہ سنی ارتقا کی راہ میں سخت ترین رکاوٹ ہیں، اس
لئے کہ یہ فواحش و فحاش ہریت اور شہوت رانی کے منہ ہر ہیں۔

وہ ان بے علم و فہم و عیث کے منسوس، سرکچ غلام و حکام کو ہر طرح کی تاویل و
تہلیل اور تہلیل و تفسیر سے بہتر سمجھتے ہیں، سب اہل صاحبان خصوصاً والدیم کے جماعی اور
تفسیری مقلدات، مسائل کو جو جب لایا جاتا ہے، فقہاء و متقدمین کے جتنا دست کو
تعلیم و تدبیر کے ساتھ رہنا عموماً کے طور پر تسلیم کرتے ہیں اور جدید مسائل کے حل کرنے میں ان سے رہنمائی

ماہل کہتے ہیں یہاں سے غلام کی رجوعت پسندی اور قدامت پرستی ؟

اس میں شک نہیں ہے۔ اور مخالفین تہذیب و تمدن اسلامی تو یورپ و امریکہ کی وجہ سے
 اپنی سادہ سادگی اور میں مضبوط چٹان بن کر ہمیشہ صفت آراہونے ہیں وہی وہ غلام ہیں جو بیست
 پرچہ ہاتھ کر شعارِ مہ کی پاسبانی کا فرض اور کرت رہے ہیں، ابو حنیفہ، مالک، شافعی اور حنفیہ
 کے مجدد راست نامی شاہ ولی اللہ، شاہ اسماعیل شہید، حضرت نانوتوی اور سید ہاشم شاہ الہند کے
 تمام خدایپرست غلام کی یہ سرگزشت شانہ خدمات جن کا آپ کو بھی حیران ہے نہ ہوتی تو عبد بنو زہیر
 اور عبد بنو عباس سے کر دے کہ یہی تک بن دین اسلام، تعبہ ابواء اور باز کچھ مصالح نیز عیش پرست
 ملک و ساجدین کی منت نئی طماع و خواہشات کا گھاڑ بن جانا، دین حق کے یہ پاسبان گمراہ ہوتے تو یہ
 کا پسند یہ وہاں غلامی باقی رہتا، اس کا کیا حشر ہوتا ؟

مدیر فکر و نظر اور غلام ہمارے معصوم پر فکر و نظر کا، انتہائی بڑا فریب مہر تنقید نہیں بلکہ تنقید
 ہے کہ ان کا برعکس دین کی زرین خدمات کا نمائندہ فراخ جو عملی سے اعتراف کرنے کے بعد سب کے سب
 سے ان سب کو خاک میں مل دیتے ہیں اور قومی ترقیات و اصلاحات پر حقیقت اسلام کو مٹا دیتے
 کہنے کی یہ وہی مذہب و مکتب و مسلحی و تہذیب ہیں کی رہیں رکاوٹ بننے کا ان کو خیر و شر
 کی موجودہ پستی کا درد اور گردن دینے ہیں۔

معاذ یونسوں نے مانع قریب کے چند حضرت کے نام سے کرنا کو شکر دیا ہے کہ ان معجزوں کی
 اصلاحات کے ساتھ ہی یہ قدامت پرست علماء ہی سزا دیتے ہیں، اچھا ہوتا کہ وہ ان میں بزرگ
 کے نام نہ لیتے۔ کیا ہمارے خرم مدیر فکر و نظر کے پیروں میں عدم مسند ہی عبید رقتہ شاہ ولی
 رقتہ عبید کی تحریک کو۔ گمراہ کوئی تحریک تھی۔ کبر کے دین ابھی کا ٹکڑہ نہیں تو رہا کیا کبر
 کے منافی شیعہ غلام کے سخت پر و ختمہ دین ابھی کی تائید و تحویب کوئی بھی مدعی اسلام کا نہیں
 کر سکتا ہے ؟ ہمارے راست اکبر آبادی مدیر برہنہ بھی باوجود عدم مسند ہی کے خالی معتقد ہونے کے
 ان کے اس نظریہ کی توجہ و تاویل سے عاجز آسکتے۔

یہ قذافی بزرگ، جرنیل، خواہاں ترک کمال کے دور حکومت کو سیاحتی حلیہ پہنتے رہتے اور
 اندر فتنہ بوقت بچتے تھے۔ قذافی منصور جس کے کوئی نوٹ پارلیمینٹ پر کرنا قرار دے چکے تھے، کہا برتر کی

بھارت اور پاکستان کی جنگ

بھارتیوں نے ہندوؤں کو دھرم کی خاطر لقمہ بنانے کی کوشش کی ہے۔

موجودہ دور ابتداء ہی یہ ہیں کہ آثار نظر آ رہے ہیں، بھارت کی ہوس ملک گیری نے پاکستان پر بار بار حملہ کر دیا اس کے لازمی نتیجہ کے طور پر پاکستان نے بھی اس اسٹیج تک کی مخالفت اور دین اسلام کے دفاع کی غرض سے اعلان جنگ کر دیا اور مشرقی و مغربی دونوں ممالکوں پر شدید ترین اور ہولناک جنگ شروع ہو گئی جس کا آج چودھواں دن ہے۔
 ن پریشان کن اور خوفناک حالات کے دوران مسلمانوں سے جس انہایت کی انتہا کی گئی ہے اس کی بے گنجائی نہیں ہو سکتی، اس کا نام نہیں ہو رہا پھر ہماری زبان کا قصور ہے، اللہ کی جنگ کے دور میں جو ثابت الہی اور تعلق مع اللہ کی صورت حال میں کسی بھی وہ نتیجہ نہیں آتی، تاہم اللہ جتنا خطرہ اور زحمتیں تمنا کرتا رہا ہے، قیامت قیامت شہادتیں اور ہماری کوتاہیوں و غلط کاریوں سے خدا کا کردار، اللہ نے انہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و نصرت کے خلاف کے نزول کی راہ میں حاصل نہ ہو جائیں اس کا اللہ لیشرہ رہا اور اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اللہ جل جلالہ کی نصرت و رحمت کے آثار و علامات نظر آنے لگی ہیں اور توقع ہو گئی ہے کہ نصرت بھی انشاء اللہ عنقریب نازل ہوگی، ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ قریب اور مسلمانوں کو اور پاکستان کو فتح مبین، انشاء اللہ نصیب ہوگی۔

سب سے پہلے جو حق بل سہ شکر جیہ سب سے پہلے کہ ہماری بھارتی برائی اور فسادات نے ہمارے لیے غم، شہادت اور غم و ایشیا کا تہمت دیا ہے اور جس جان شہری و جاہلانی سے شہادت و ہلاکت و مقتولیت امداد کے جوہر دکھائے ہیں اس کے قرون کی یاد تازہ کر دی، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں ہرگز کی عزت و حرور و کھل اور ہرگز عوام ہندو مت کو پاکستانی افواج نے شہادتیں حاصل کر لیا اور پھر ایک مرتبہ گناہ پر خاص کر ہمارے بڑی بہت پرست و شکر ہے ہمارے ان کاروبار اللہ تعالیٰ نے بھائی اور گھر ہماری حکومت و ریاست کو پوری

تو اللہ کے فرمان "وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ" پر پوری طرحت عمل پیرا ہو باقی اور ان
تائید پر ترین اسدیت ہماری فوجیں مسلح ہوئیں جن کی اس زمانہ میں شدید ضرورت ہے
تو اس جنگ کا نقشہ ہی پتہ اور ہوتا۔

دوسری چیز جو شخص قدرت خداوندی اور رمت الہی کا کرشمہ اور
پاکستان اور روس واجب الشکر احسان غنیمت ہے وہ یہ ہے کہ اول سدستی کونسل
میں اور اس کے بعد جنرل مہلی میں اقوام متحدہ کی غنیمت ترین کثرت نے بھارت کو جارحیت
کا جوہر قرار دیا اور جو قرار داد پاس کی اس میں اس حقیقت کا اعتراف کیا کہ بھارت حملہ آور
ہے اور پاکستان اپنے دناؤ کے لیے تیر دناؤ ہے اور بڑی بات یہ ہے کہ روس خون آشام
کی ناشوقی حکومت ایک مرتبہ پھر بے نقاب در روسیہ ہو گئی اور دنیا میں من و سادہ
کی حمایت کا جو لبادہ اس نے اوڑھ رکھا تھا وہ توڑ کر پھینک دیا گیا اور درندہ روس انیا
کے سامنے آ گیا اور اقوام عالم پر غیاں ہو گیا کہ وہ ایک ظالم و جاہل و ستم و ستم اور اس
کے شادوں پر چلنے والی حکومت بھارت کے ساتھ مضبوط کرنے اور دنیا کی سب سے بڑی
آزاد سرحدی حکومت پاکستان کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے پر تہم جو اب تھی کہ اس کو دنیا میں
اپنے روسیہ جو ہلنے کا بھی احساس نہیں ہے۔

یہ روس وہی معونہ خا خاقت ہے جس کا و تیرہ بن چکا ہے کہ بے نوا قوموں اور
کمزور ملکوں کو غلام کر لیا جائے اور لو کار بھی نہ لے اور ان کنت من لہ ڈھاتا اور
ن کے خون چوستا رہے۔ اسطیخیا کی قدیم ترین غنیمت اسدیتی حکومت سلطنت بخارا
وہ قند کو اس درندہ نے تباہ ویرا کر کے جس پر بریت اور درندگی کا ثبوت روس کی
استعماریہ حکومت دیا ہے تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

یہ ہے کہ جس ظالم و جاہل اور سفاک و خون آشام حکومت کا یہ شیوہ ہو کہ کمزور
قوموں پر غمہ قہ کے آسمان ڈھائے ن کے بے گناہ اور معصوم خون سے اپنی جوس خون نشینی
کی تسکین کا سامان جم پھینچائے اس سے کیا بعید ہے کہ وہ ایک دوسری خون آشام حکومت
رہنمائی کو جو اس کی غنیمت ہے مزید سہار دے کہ وہ خود کی حقوق پر غلبہ ڈھائے

وراثتی طرح ان کا خون چوستے۔

تمام دنیا پر واضح ہو گیا کہ سلامتی کونسل کے اجلاس میں فوری جنگ بندی اور فوجوں کی غیر مشروط واپسی کی قرارداد کے خلاف تین مرتبہ حق استرداد و تہ تیغ اور نیو پاؤں استعمال کرنے کا واحد مقصد یہ ہے کہ روس کے بل بوتے پر جنگ کرنے والی بھارتی فوجیں اس تباہی اور مہلکت فائدہ اٹھا کر کسی طرح دنیا کے پر قبضہ کر لیں اور بھارت دونوں مسئلہ کشمیر کی حکومت کو مٹا کر دے اور روس اور اس کی ہمنوا کمیونسٹ حکومتیں فوراً بھارت کی حکومت مشرقی پاکستان میں تسلیم کر لیں اور اس طرح مشرقی پاکستان کی حکومت کو زندہ دیکر کر دینے کے شرمناک منصوبہ میں بھارت و روس کامیاب ہو جائیں گے۔

روسیا اور انسانی اور بے باکی سے سلامتی کونسل میں ویٹو استعمال کرنے سے آفتاب نیمروز کی طرح روشن ہو گیا کہ درحقیقت روس دنیا کے امن و سلامتی کا ممبروں دشمن ہے ورنہ بڑی حکومتیں تا طرفدار رہیں اور انہوں نے اس قرارداد پر ووٹ نہیں دیا وہ عالمی امن و سلامتی کی دشمن ممبروں ہیں۔

نیز روس نے اپنے استعمال کر کے تمام عالم کو ایک مرتبہ پھر یہ بتا دیا کہ روس کے دل میں مظلوم انسانیت پر شتم برابر بھی رحم کا جذبہ نہیں ہے۔ وہ سلامتی کونسل کا رکن صرف دنیا کے امن و سلامتی کی کوششوں کو ناکام بنانے کے لئے بنا ہے۔ بہر حال یہ سب کچھ دنیا اور دنیاوی اسباب پر نظر رکھنے والوں کے نقطہ نظر سے منظر کیا گیا ہے۔ ربے مسلمان تو ان کا ایمان و اعتقاد صرف حق تعالیٰ کی - تعداد قدرت کی - بات ذات باریکات پر ہے جس کے قبضہ قدرت میں تمام عالم سکوت اور پوری کائنات سنبھ فوج و نصرت صرف اور محض اس کے ہاتھ میں ہے چاہے وہ اپنے بندوں کی امداد و نصرت کے لئے فرشتے بھیجے اور چاہے شیاطین مانس، انسانی شیطانوں سے فرشتوں کا کام لے لے اور اپنے بندوں کی حمایت کر دے اور چاہے بغیر حق بری اور باطنی اسباب کے کائنات میں بھی تائید نازل فرما دے، غرض وہ ہر چیز پر قادر ہے اور جو چاہے کر سکتا اور کر سکتا ہے۔ چنانچہ اسلام میں تاریخ کے ہر لمحہ کی غیبی تائیدات اور قدرت خداوندی کے تیرے تاثیر

کرشموں سے بھری پڑی ہے۔ چنانچہ اس وقت دنیا کی دو بڑی طاقتوں، امریکہ اور چین بلکہ فرانس نے بھی جو پاکستان کے موقف کی حمایت و تائید کی ہے اور ان کے ساتھ ایک سو سے زیادہ حکومتوں نے جو بھارت کی جارحیت کی مذمت کی ہے اور اسے حملہ آور قرار دیتے ہوئے پاکستان کے حق میں ووٹ دیا ہے یہ ہمارے اس دشمنی کا زندہ ثبوت و تائید ہیں۔

ہر حال اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا سزا ہے، بلاشبہ کامیابی اور فتح و ظفر میں ہو کچھ تاخیر ہو رہی ہے وہ ہماری شامت اٹل کا نتیجہ ہے۔

ماضی کی بے اعتدالیوں :

گذشتہ تیس سال میں جو خطرناک غلطیاں ہم نے کی ہیں، ان میں مشرقی پاکستان کے عوام کے بارے میں ہمدردی، اقتصادی اور سیاسی بے اعتدالیوں ہم نے کی ہیں اور جو بے اعتدالیوں ہم نے برقی ہیں وہ انتہائی خطرناک ہیں۔

۱۔ در زست پاکستان بننے کے بعد سے ایک سادہ لوح قوم کی نالکھ اسلمی اور قومی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دینے کے بجائے تمام علمی ادبی و کس کا ہوں کے دروازے بند کر دیئے اور مذہبیت رکھنے والے استادوں اور شاگردوں کے لئے پورے کھول دینا اور مخالف مذہبیت کے تحت تصنیف کی جانے والی کتابیں نصاب تعلیم میں داخل کرنے دینا، برٹشالی قومیت کے پرچار کی کھلی چوٹی دے دینا، کیا خود اپنے گھر پر چڑی بیڑے اور اپنے پاؤں پر کھانسی مارنے کے مراد نہیں ہے؟ اسی کا نتیجہ ہے کہ اسی تیس سال میں ہونے والی پروانچری ورتنی نسل پروان چڑھی وہ سدھی روست سے قطعاً بڑھتی اور برٹشالی قومیت کا زہر اس کی رگ رگ میں سرایت کر چکا تھا وہ بڑی آسانی سے دشمن کی آلہ کار بن گئی اور غیر برٹشالی سے نفرت و بیزاری اس قدر بڑھ گئی کہ وہ غیر برٹشالی سے مشرقی پاکستان کی زمین کو پاک کرنا اپنا اولین فرض بلکہ جہاد سمجھنے لگی اور ہر چہ جسٹس نے زمینوں نے غیر برٹشالیوں کا خون چوسنے کے سلسلہ میں جس درنا کی تاثیر سے دیا دنیا اس سے واقف ہے۔

۲۔ جیتے جاگتے زماست کر رہا ست

مانشی قریب کی سب سے بہکناٹ

گذشتہ سال قبل انتخابات میں کامیابی حاصل کرنے کی فہم سے ملک کی سیاسی جماعتوں نے انتخابی مہمات مانشی کا ثبوت دیتے ہوئے نہ صرف مشرقی پاکستان میں بلکہ مغربی پاکستان میں بھی عوام کے مباحثات سے اتصال کا بہت نفع سیاسی پلیٹ فارموں سے اس زور شور کے ساتھ لینا کیا کہ دونوں بازوؤں کے عوام کے سلسلے میں تھپٹ اور روٹی، کپڑے اور مسکن کے اور کوئی چیز نہ رہی، انہوں نے خد اور رسوں کو دین کو اسلام کو پاکستان کو نفع ہر غیرت و میت کی چیز کو یک قدم فراموش کر دیا اور کثرت نے، انہی جماعتوں کو ووٹ دیا اور اپنا نام انتخابیہ پور روٹی اور پیٹ کا مسئلہ حل کرنے کی دعوہ رتھیں، خصوصاً مشرقی پاکستان میں تو زمین کا لحد عوامی ٹیک کو تقریباً سو فیصد نامہ کی حاصل ہوئی، ہمہ اسی چلتے ہوئے فقرہ بگڑنے کی بدولت مشرقی پاکستان کی علیحدگی اور ہنگامہ دیش کی تقریریں ہوئی، کاش مشرقی پاکستان کے عوام ان حقیقتی سے اتصال کرنے والے ہندوؤں کو پہچان سکتے جو نہ صرف پاکستان ہنگامہ بعد سے بلکہ بڑی فوری دور حکومت سے ہی ہنگامہ کے عوام کا اتصال کرتے اور خون پڑتے رہتے ہیں۔ پاکستان بننے کے بعد بھی انہی ہندوؤں نے مشرقی پاکستان کے عوام کا اتصال کیا ہے جن کی تہوں میں بڑا دیش والے ان کو دلنا چاہتے ہیں، اللہ بچائے۔

حالیہ غفلت اور غلط کاری

اتنے یہاں سے کہ یہ کناہ اور بے قصور قریب زندان تو تھپہ اور بے بس و بے کسٹوں کا خون، مہمانی سنا کی کے ساتھ بہانے و لوں اور ن کی مہر پرستی کرنے والوں کو بیک نوک زبان و بیک جنبش قلم معاف کر دینا اور شوخوار و رندوں کی محافی کا یہ محض حقائق سے ناواقف دنیا کے دباؤ کی وجہ سے بار بار اور برہم احسان کرنا اور ہناختہ مہم کی واپسی اور دوبارہ بادکاری کا نیند کرنا بالکل غلط دیگرین درندوں کو دوبارہ خون کشی میں قبض و حاکمیت و شرف و فساد کا موقع دے دینا یہ کہاں کا عدل و انصاف ہے، خواہ کہاں کا تہہ و سیاست ہے بلکہ یہ تو منصوبوں کے زخموں پر ہے۔ جن میں مشرقی پاکستان کے غیر ہنگامی عوام اور پاکستانی قواٹ و دوزل شامل ہیں۔ ملک پرانی و حوصلہ شکنی کے مہم رہا ہے۔

سب سے بڑی غلطی جگہ پہاڑ سے بھی زیادہ بڑی اور بے رحمی کی حالیہ غلطی یہ ہے کہ ان بدترین
مجرموں کے منہ منہ کو بچا کر غنیمت کو ٹھیکوں اور سرکاری پھروں میں بٹھا دینا۔ ناز و نعمت میں اس کی
پرورش کرنا اور ہر جگہ کے آرام و راحت کے سامان اس کے لئے مہیا کرنا یہ کون سی دیانت
اور کون سی سیاست اور کہاں کا عدل و انصاف ہے؟ کیا دنیا کی نیور اور دیہ قومیوں تک کے
بائنیوں کے ساتھ یہ سلوک کیا کرتی ہیں؟

منسل متعلقوں ہم پر رحم فرمائیں اور ہماری غلطیوں کو محسن اپنے منسل و کرم سے معاف
فرمائیں اور حبیب رب العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے یوازیں کو اپنے حبیب
سے سب سے معاف فرمائیں۔ سدومی ملک خصوصاً بی ورنس، خصوصاً ہمارے قابل قدر ملک
فینسل کی سعودی حکومت نے اور متحدہ عرب امارات کی حکومت نے اپنے پاکستانی بھائیوں
اور سدومی حکومت سے ہیں غلطی بہ مردی کا ثبوت دیا ہے اس لئے سلامی، اخوت و مواصلات کی
قابل تعلق تاریخی مشابہت قائم کر دی ہے اور تاقیامت اسلامی تاریخ کے صفحات پر نہایت حروف
سے کھینچ جانے کی درمیانان پاکستان کے قلوب پر یہ منٹ اتو شش قیامت تک قاصر ہیں
نئے۔ بے دیکھنا یہ ہے کہ سدومی کو نسل اور جبرائیل میں اپنے وقار کو قاصر رکھنے کی کیا تدبیر اختیار
کرتی ہیں اور دنیا کو کیسے باور کراتی ہیں کہ اقوام متحدہ اور اس کی سدومی کو نسل پسند ارباب
ستبداد اور اخوتی حکومتوں کے ماتحتوں کا کھونا نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے تازہ ترین خبروں
سے یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ سدومی کو نسل دنیا کے سن و سدومی کی مخالفت کے لئے نہیں بلکہ
روس، برطانیہ و فرانس جیسی طاقتوں کے انٹراصل و متاثرہ اور مفادات کی مخالفت
کے لئے تیار کی گئی ہے۔ شاید روسیہ روس کی حکومت کی ذمہ داریاں پاکستان کا سب سے بڑا
جرم یہ ہو گا کہ پاکستان نے چین اور امریکہ کو ایک دوسرے کے قریب لانے میں کچھ خدمات
انجام دی ہیں اس لئے وہ پاکستان سے انتقام لینا ضروری سمجھتا ہے۔ امریکہ کو ہنرستان کی
نہایت سے لے کر چین کے لئے قربانی کا بڑا تیار کیا جانے کیلئے جب چین سے امریکہ
کو اطمینان ہو گیا تو اس کو اس کے لئے کو پالنے کی یہ ضرورت ہے کہ وہ زمین دنیا کی
دو بڑی حکومتوں کے اتحاد یا قرب سے روس کو اپنی موت نہر کرنے کی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مستحق بننے کا طریقہ

بہر حال یہ توئی برتے کہ یہ سب شرطیں کمال کا کمال ہے اور سیاسی شعبہ بازیوں کے اندر مدۃً اُحد تو مسلمان کا کام تو حق تعالیٰ کی طرف انابت و رجوع اور اپنی خطاؤں سے توبہ و استغفار ہے۔ سابق جنگ عظیم ہی میں دیکھ لیجئے آخر میں جرمنی کس طرح تنہا رہ گیا اور برٹش نے اپنے بدترین دشمن روس کو کس طرح اپنے سینے سے لگا لیا اور اتحادی بنا لیا یہ تو سیاست کے مہرے ہیں رات دن بدلتے رہتے ہیں ان میں سے کسی کے لئے جی بقاء اور قیام نہیں ہے۔ حق تعالیٰ کی ذات زلی ابہی اور منبع قدرت و کمالات ازلی ہے تغیر و تبدل سے باہر ہے اور الورا ہے مسلمانوں کے لئے اب ایک ہی مختصر اور قریبی راستہ یہ کیا ہے کہ حق تعالیٰ کو رخصی کرنے کی تدبیر میں لگ جائیں۔ اسلامی قانون عدل نافذ کرنے کا فوری طور پر احداث کریں۔ معاشرے کی تکمیل کے لئے حکومت کی سطح پر فسادات و منکرات اور جرائم کے خلاف جدوجہد جاری کریں اور اپنی بساط کے مطابق آرت حرب اور سامان جنگ کی تیاری میں کوتاہی نہ کریں۔ صحیح اسلامی زندگی اختیار کریں۔ خیر اللہ کا خوف دل سے نکال دیں۔ صرف حق تعالیٰ کی ذات پر کامل توکل و اعتماد کریں اور دلوں سے وہن اور جبین کو نکال پھینکیں۔ موت سے ڈرنا چھوڑ دیں۔ دنیا کی ٹیبت میں سرشار ہونے کے بجائے اس سے تعلق منقطع کر لیں۔ پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں کس کس طرح نازل ہوتی ہیں۔ ہمارے سامنے چین کی زندہ مثال موجود ہے جو قوم اپنی غنیمت و بریکاری میں مغرب الملل بن گئی تھی، دنیا سے غیہ چھوڑ، ملک کہتی تھی آج پتی جدوجہد اور عزم و استمداد کی وجہ سے درجنہا کشی و سخت کوشش اور عظیم ترین ہمت کی بدولت کہاں سے کہاں پہنچ گئی عقل حیران ہے۔ اس ملک میں راسخ و رعیت کا ایک ہی باکس ہے۔ ایک ہی خوراک ہے، ایک ہی می می شربت ہے، عیش پرستی کے تمام راستے بند کر دیئے ہیں، نہ تعمیر ہیں نہ سینا، نہ سیاحتی کے شبیہ کلب ہیں نہ رتوں کو درخش دینے کے اجتماعات ہیں، اس جنگ کشی و سادہ زندگی کی برکت سے ہی ملک کی ترقی میں تمام توانائی خرچ ہو رہی ہے آج غومی بیت اس زندگی کی بدولت ہی اس مقام پر پہنچا گیا کہ

جہان در مذہب و دین محفوظ رہے۔ اگر آج اسلام کے تصور سے قلوب غالی ہو جائیں، اسلامی شعائر
 پائوں ہونے لگیں اور بحیثیت مسلمان، مسلمان کا دین و ایمان اور جان و مال، عزت و آبرو و دین
 غیر محفوظ ہو جائے تو وہ ملک و وطن متحد اس کھدے کا کبھی بھی مستحق نہیں ہوتا، اس لئے ہمارے
 اعتبارات و جرائد اور ریڈیو و نشریات کو چاہیے کہ وہ اس حقیقت کو کبھی نظر انداز نہ کریں اور
 نہ غیر اسلامی الفاظ و نعروں اور تعبیرات کو ایک قلم ختم نہ کر دیں، ہمیں صدمہ ہے کہ ہماری ریڈیو کی
 زبان ایسی ہوتی ہے جیسے غیر مسلم قوموں کی زبان ہوتی ہے، نہ "شاء اللہ" کا ذکر آتا ہے نہ
 "ما شاء اللہ" کا کلمہ زبان سے نکلتا ہے "ہم یوں کریں گے" اور "ہم ایسے ہیں" اور ویسے ہیں
 وغیرہ وغیرہ خود سرائے الفاظ اور لغت عام میں، اس کے علاوہ تدوین قرآن کریم، انوار
 و ادعیہ ماثورہ، آیت کریمہ وغیرہ کے بجائے موسیقی کی دھنیں گونج رہی ہیں کیا ہمیں "سہ رزمی
 سیرت" ہماری صورت، ہمارا معاشرہ اسلامی ہوتا تو نقشہ ہی کچھ اور ہوتا، نہ اکا شہر ہے کہ
 ہمارے عوام کے دینی مشاغل، تدوین قرآن کریم ختم آیت کریمہ، نازوں میں قنوت نازلہ
 و نوافل و سنن و حاجت وغیرہ پڑھتی جا رہی ہیں اسی لئے ان کے حوصلے بلند ہیں ہماری فواج
 بھی اسلامی جذبے سے سرشار ہیں ان کے نعرہ ہائے تکبیر سے بھی پاکستان کی نشوونما رہتی
 ہے، غرض ان میں ایسے اوصاف ہے اب نہ ورت اس کی ہے کہ قوم کے ادنیٰ غلی تمہیں
 میں اسلامی روح کی تربیت کی جائے اور اس کو فنا نہ ہونے دیا جائے کہ شہرہ ہر میں
 جس طرح حق تعالیٰ کی رحمت نازل ہوئی وہ بھی دنیا دیکھ چکی ہے اور اس کے بعد جس طرح اس
 روح کو کچھنے کی کوشش کی گئی وہ بھی سب کو معلوم ہے "عیال راجہ بیاں"

جہاد سے متعلق حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے چند ملفوظات

یہاں تک کہ چکنا چکا کہ میرے سامنے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی
 قدس سرہ کے چند ملفوظات آئے جو حضرت نے ۳۳ سال قبل کھنک کے قیام کے دوران
 جہاد کے متعلق ارشاد فرمائے تھے اور بعض محققین نے بقہ فضا کے وقت نفع امت کے خیال
 سے شائع کئے ہیں بصورتیکہ ان مبارک ملفوظات کو بینات کے بصائر و غیرہ کا جزو بنانا

بہت ہیں بر عمل معصوم ہوا اور اللہ تعالیٰ واقعی نصیب فرماتے۔ فرمایا:

”کُلُّ لَوْحٍ بِرِ مَادَةٍ يَرْسُتِي كَالْعَبِيدِ، مَادِي تَرَقَّى تَرَقَّى تَرَقَّى سَيِّئًا يَتَابَعُ، جَيِّدًا يَتَابَعُ
مَادِي شَيْئًا بِرِ بَسْتٍ زَوْرٍ دِيَا جَاتَا بِرِ اُورِنِ بِرِ نَا زَكِيَا جَاتَا بِرِ، رُفِي تَرَقَّى مَادِي
بِهْتِيَارٍ اُورِ سَامَانِ جَنَّتِ كُو نَصْرَتِ كَا سَبَبِ خِيَالِ كِيَا جَاتَا بِرِ، مَالِكِ تَرَقَّى رِبِ اِبْعَادِ
بِرِ نَصْرَتِ نَبِيٍّ كِي جَاتِي، وَكَيْتِ اِبْتِدَا تِ اسْدَمِ تِي جَتِ جِهَادِ هُو تِ نِ تِي عُمَا كِنَارِ
كِي بِاسِ بِرِ قَسْمِ كِي بِهْتِيَارِ كَانِي تَعْدَادِ مِي مَوْجُو تِ وَرِ سَلَامَتِ نِ كِي رُطَبَتِ بِاَكِلِ
بِ سِرِ سَامَانِ اُورِ تَجِي دَسْتِ كِي جَانِ كِي تَحْقِ تِ، غَزْوَهُ بِدَرِ تِي، سِدْمِي شَكْرِ
كِي بِاسِ تَوْرِي مَرْوِ اَنَّهُ تَحْقِ كُو نِيَزِ وَغَيْرِ اَتِ كَمِ نِ تِ اُورِ جَنَّتِ دَسْتِ
بَسْتِ هُو تِي جِسِ مِي تَوَارِ زِيَادَةُ كَارِ آمِدِ هُو تِي هِي، اِسِ بِرِ طَرَفِ كِي كَفَارِ تَعْدَادِ تِي
بِي مَسْمُونِ سِي تِي تِي كِنِ تِ اُورِ سَبِ كِي سَبِ بِهْتِيَارِ بِنْدِ، بِاَوْجُو دِ اسِ كِي
اَللّٰهُ تَعَالٰی تِ مَسْمُونِ كُو مَنْصُورٍ وَمَنْصُورٍ فَرِيَا، كَا مِيَا بِي وَفِي مَنَدِي تِ اِنِ كِي قَدَمِ
بِوُتِ يَكِ وَاقْعِي هِي كِي سَبِ غَزْوَتِ مِي كَا مِيَا بِرِ نَزْوَهُ بِدَرِ تِي كَا سَبِ كِي مَوَكَّعِ
سِي كَفَارِ كِي تَوَكُّلِ بِهْتِيَارِ كِي لِنِ بَسْتِ هُو تِ تِي وَرِ نِ كِي سَنُوتِ وَشُوكَتِ
وُتِ نِي تِي، تَوْبِ غَوْرِ كِي كِيَا يِ نَصْرَتِ مَادِي تَرَقَّى كَا نَيْجِهَ تِي يَا يَاتِ وَاخْدِ مِ
كِي بَرَكَتِ تِي۔“

اس سلسلہ میں فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی بھی فوج ہے (یعنی فرشتے) جس کو نہ
لکھوڑوں کی حاجت ہوتی ہے نہ اسلحہ کی ضرورت نہ رسد کی لتا جی ہوتی ہے
نہ نیک کی منتظر، اللہ تعالیٰ جب چاہتے ہیں اس فوجِ ظہرِ موج کے ذریعہ سے
مسلمانوں کی نصرت فرما کر ظہرِ مندی کا تاج ان کے سر پر رکھ دیتے ہیں اور اس
فوج کے ذریعہ سے نصرت یہ بھی ہوتی ہے اور بہت مرتبہ اس کا نابور ہوتا ہے۔
بھی تھوڑے ہی عرصہ گذرا کر، کھد سے زیادہ تعداد میں ہندوؤں کے ضلع اعظم
کراچہ میں مولیٰ تیر مسلمانوں پر حملہ کر دیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس ناگہانی ہوجہ میں
مسلمانوں کو نرمانہ و کامیابی عطا فرمائی تھی۔ بعض لوگوں نے بیان کیا کہ مقبلہ کے

اور ترقی کا تعلق سمجھ میں نہیں آتا، حالانکہ یہ تعلق اس تعلق سے بہت زیادہ غلطی ہو رہا ہے، صدیوں تک مسلمانوں نے ہی نہیں بلکہ کفار نے بھی مشابہہ کیا ہے کہ دین کی پابندی نے مسلمانوں پر ہر قسم کی ترقیات کے دروازے کھول دیئے ہیں، اور مسلمانوں نے دین کی پابندی چھوڑنا شروع کر دی اور ترقی نے مسلمانوں کا ساتھ دینا چھوڑ دیا۔ جو مع فرمایا: جو لوگ نہ بتائیں ہری ساز و سامان پر نظر رکھتے ہیں اور کامیابی کا راز اسی میں پوشیدہ ہوتا ہے ہیں ان کو غور کرنا چاہیے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس کون سا لاؤشکر اور ساز و سامان تھا اور فرعون جیسے متکبر و عظیم الشان بادشاہ کے پاس کس شے کی کمی تھی لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ساز حقیقی پر توکل کر کے اس کے ارشاد کے ماتحت فرعون سے مقابلہ کرنے جاتے ہیں اور اپنے ساتھ صرف اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کہلے جاتے ہیں اور ان کو بھی اس خیال سے ساتھ لیتے ہیں کہ وہ فصیح البیان ہیں اپنی شستہ تقریر کریں گے اور میری تائید و تصدیق کریں گے کیونکہ تائید سے وہ بڑھتا ہے۔

نور من حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے مقابلہ کرنے تنہا تیار ہو گئے، صرف تائید کے لئے حضرت ہارون علیہ السلام کو ساتھ لے کر اس کے بھائی کے در پر شوکت و ربار میں پہنچ گئے اور خوب کڑک کر اور بل جھجک کر گفتگو فرمائی، فرعون کی ہمت نہیں ہوئی کہ ان کو قتل کرادے یا گرفتار کرادے یا اور کوئی مقدمہ قائم کرادے۔ صرف زبان غشو میں اتنا ضرور کہا:

وَأَنِّي لَأَفُتِّكُ يَمُوسَىٰ مَسْحُورًا ۖ

یعنی اے موسیٰ میرے خیال میں تو منور و مرقور پر کسی نے جادو کر دیا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی ترکیب ترک جواب دیا:-

وَأَنِّي لَأَفُتِّكُ يَمُوسَىٰ مَسْحُورًا ۖ

یعنی اے فرعون میرے خیال میں تیرا تیری کبھیتی کے دن آئے ہیں۔

مگر باوجود اس جواب کے بھی فرعون کو اقدام قتل کی ہمت نہ ہوئی اور کیسے ہوتی

اللہ کا وعدہ تھا:-

وَنَجْعَلُ نَاكِمًا سُلْطَانًا فَرَدَّ يَصِلُونَ
إِلَيْكَ مَا بَاءَ تَنَا أَنْتَ مَا وَفَّكَ مِنْ اتَّبَعَكَ مَا
الْقَلْبُونَ

یعنی اے موسیٰ و ہارون علیہما السلام تم دونوں
کو ایک خاص شوکت عطا کرتے ہیں جس سے تم
پر ان لوگوں کو شرم نہ ہوگی، ہمارے معجزے
نے تمہارے دونوں اور تمہارے پیروندوں کو

اب نور کیجئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام میں یہ قوت و شجاعت یہ ہمت و جرأت
یہ سنوت کس مادی سامان کی وجہ سے تھی، ان کے پاس توپ و تفنگ نہ تھی۔ ہرانی
جہاز اور تباہ کن کیس نہ تھے، یہ قوت صرف حقانیت و تعلق مع اللہ کی تھی۔ یہ
تقویٰ بجا آوری احکام خداوندی کا ثمرہ تھا۔

فرعون کی تدابیر، لشکروں کا قتل وغیرہ سب بیکار ثابت ہوئیں، جب اللہ تعالیٰ
نے چاہا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں سے فرعونی حکومت کے تباہی کے سامان
بہم ہوں تو فرعون کی ظاہری قوتیں کیا کام کر سکتی تھیں۔

اسی طرح تقویٰ سے اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہوتا ہے اور سب مادی و
خا غوثی طاقتیں حق تعالیٰ کے سامنے پاش پاش ہو جاتی ہیں، تقویٰ کی وجہ سے ہر
قسم کی فتنہ بندہ کو نصیب ہوتی ہے، قوت کی اصل روح تعلق مع اللہ ہی ہے،
دیکھئے اگر نفع کا کھنڈر کسی کا حامی و مددگار ہو تو وہ کس قدر بے ثروت اور بے ہر ہو
جاتا ہے اور اگر دشمن سے بھی تعلق ہو تو قوت میں بھی دوپہنہ سے پہنہ اضافہ ہو جاتا
ہے، کورنر و اسٹریٹ و ربادشاہ کے تعلقات کو اسی پر قیاس کر سکتے ہیں اور جس
کا تعلق رب العالمین، حکم، حاکمین، سلطنت، اسلام، چین سے ہو اس کی طاقت کو کیا
اندازہ ہو سکتا ہے، اب صرف یہ بات رہ گئی کہ تعلق مع اللہ کیسے حاصل ہو، سب سے
تعلق مع اللہ، اللہ تعالیٰ کے فیاض و باریک حاکم پر انحصار کے ساتھ عمل کرنے
سے حاصل ہوتا ہے۔

ہزیمت

یہ جو کچھ لکھا گیا تھا پریس کو جا رہا تھا کہ دردناک خبر کانوں میں پڑی کہ مشرقی پاکستان میں
 ہماری بہادر افواج کو ہتھیار ڈالنے کا حکم دیا گیا ہے اور دوسرے ہی دن مغربی محاذ پر بھی فائر بندی
 کا حکم دے دیا گیا۔ اناللہ و ان الیہ رجعونا۔ قابل قیادت کے ناقابل برداشت غواقب
 نے سدر و مسدوں کو رسوا کر دیا۔ آئندہ شہرے میں اس حسرت ناک موشن پر انہماک کیا
 جائے گا۔

اذا انت الغراب دھیل قود سید بید طریق اسب کیت

پہلے سات ماہ کا مرتبہ کتاب سات کروڑ کا مرتبہ گھنٹہ کا۔

ذی آئندہ شہرے، جوری شہر

سقوطِ مشرقی پاکستان

هَذَا بِصَالِحٍ مِنْ رَبِّكَ وَهَدًى وَرَحْمَةً لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ

اس کا رخ نہ قدرت کی حکمتوں کو کون بہ جو سمجھنے کا دعویٰ کرے۔ بجز اس ذاتِ حکیم علیہ السلام کے کوئی بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ یہ کائنات رازِ مہر ہے۔ سرِ بستہ کا ایک حیرت انگیز گنجینہ ہے جس کے افشاء سے آسمانِ بریں کے مددگار اور فرشِ زمین کے انبیاءِ کرام سب ہی عاجز ہیں۔ عظیم سلوات اللہ وسد مہر یہ وہ مقام ہے جہاں افلاک و ارضوں میں طفلِ مکتب ہیں یہ وہ مقام ہے جہاں آئن سٹائن رسل ہنری برگسان کی زبان بھی خاموش ہے۔ حق تعالیٰ شانہ کا ہر وصف ازلی میرا عقول بہ حق تعالیٰ کی صفات کمال اور اسما جہنی میں ایک وصف "صدیت" ہے جو حق تعالیٰ کی شان بے نیازی کو ہی بر کرتی ہے وہ بادشاہ ہے ہر ایک کے لیے جو چاہے کرے کسی کو مجال سوال نہیں، اس کے جلال و عظمت کے سامنے سب رعب و ہراس ہیں اور تمام مخلوقات سرنگوں ہیں۔ قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

رَقِصْنَ مَنَاجِلُ تَعَالَى تَعَالَى

پت کہیں: یہ لہر ایک سلطنت کے دستِ منت

مَنْ تَعَالَى وَتَنَزَّعَ الْمَلِكُ مَتْنُ تَعَالَى

دے جس کو چاہے اور سلطنتِ عظیم سے تیرے

وَتَعَالَى مَنْ تَعَالَى وَتَنَزَّعَ مَنْ تَعَالَى

چاہے اور عزت دے جس کو چاہے اور ذیل

بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَالِي

کے جس کو چاہے تیرے ہاتھ ہے سب خیر

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (۲۶ آل عمران)

بدشہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔

شیخ فرید الدین عطار رحمہ اللہ نے منطوقِ الصیر میں تفصیل کے ساتھ اور پند نامہ میں

اجمال کے ساتھ حق تعالیٰ شانہ کی کبریائی اور بے نیازی کا انتہائی مؤثر نقشہ کھینچا ہے۔

حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے اولوالعزم رسول و پیغمبر بھی حکیم متقی کی

حکمتوں کے سمجھنے سے قاصر رہے اور حضرت خضر علیہ السلام کے تکوینی عجوبات قدرت دیکھنے

کی تاب نہ لاسکے اور جلد ہی جدائی اختیار کر لی، لیکن ہم سمجھیں یا نہ سمجھیں اتنا ہر ایک مسلمان

نمروں سمجھتا ہے اور اس کا عقیدہ و ایمان ہے کہ حق تعالیٰ عادل ہے "قُلْ شَيْءٌ مُسْتَعْتَبٌ

کسی پر ذرہ برابر بھی غور نہیں کرتا جو کچھ منجانب و آدم آتے ہیں انسانی اعمال کا نتیجہ ہوتے ہیں یہ دنیا بھی چھوٹا دارالکائنات اور دارالعباد ہے پوری جزا و سزا تو آخرت و قیامت کی خصوصیت ہے البتہ تنبیہ و تہدید کے طور پر دنیا میں بھی اعمال کی کسی نہ کسی قدر جزا یا سزا مل جاتی ہے۔

عصر حاضر کا سب سے بڑا المیہ

آج کا ہمارا سب سے بڑا گناہ حادثہ مشرقی پاکستان کا سقوط اور مغربی پاکستان کا مجروح ہونا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ دَانُ الْبَدْرِ الْجَعُوْنَ۔ عصرِ حاضر کی تاریخ کا یہ سب سے بڑا المیہ ہے۔ سلطنت عثمانیہ کے زوال کے بعد ایشیا کا سب سے بڑا حادثہ ہے مسلمانوں کی ایک عظیم مملکت جس کی آبادی ۱۲ کروڑ تھی اور اس میں تمام عالمِ اسلام کی قیادت کی صلاحیت تھی چند دنوں میں یہ ایک د کروڑ کی ہو گئی اور اتنی کمزور کہ اس کو اپنی حفاظت بھی مشکل ہو گئی ہے مسلمانوں کی ایک عظیم ترین صالح قوم ایک سفاک بے رحم ہندو جیسی رسوائی عالم طاقت کے اقتدار میں آگئی۔ ہماری ہزاروں مسجدیں ہزاروں مساجد سے اور خانقاہیں اور سیکڑوں دارسے اور جمعیتیں وحشی دزدوں کے ہاتھوں برباد ہو گئیں، ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں جانیں بدترین بربریت کی شکار ہو گئیں، ہزاروں ناموس لٹ گئے، ہزاروں مسلمانوں کی معصوم عورتیں دزدوں اور بہائم کے ہاتھ آئیں، ایک لاکھ کے قریب قاتل فخر نوجوان میا بدین ایک ذلیل قوم کے ہاتھ جیٹی قیدی بن کر طرح طرح کے رسوائی کے شکار ہو رہے ہیں، ہماری اربوں کی جائیداد اور فیکٹریاں، عمارتیں ہندو قوم کے ہاتھ آگئے ہمارے کروڑوں روپے کا اسلحہ ٹینک توپیں اور گولہ بارود اور راشن کنٹینر کے ہاتھوں میں چلے گئے اور ہماری جان بازو جان نثار بے اختیار بہادر فوج ایسی حالت میں ہے کہ زخمیوں سے گراہ رہی ہے اور دنیا کی کوئی قوم ان کی مرہم بھی کرنے سے بھی عاجز ہے اور ہم ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر اپیل کرتے کرتے تنہا گئے لیکن صدائے برخواستہ کسی کے کانوں پر جوں تک نہیں پہنچتی، وہ درونماک اور حسرت ناک ذلت نصیب ہوئی ہے جس کے تصور سے روشتے ٹکڑے ہو جاتے ہیں کہاں تک مرثیہ خوانی کی جیسے، عیاں راپہ بیان، تمام

حالات سامنے ہیں اگر وحی آسمانی کا سلسلہ بند نہ ہوتا اور نبوت ختم نہ ہوتی اور قرآن نازل ہوتا تو عبرت کی یہ داستان بھی ضرور سننے کہ یہ کیوں اور کیسے ہوا؟ اصل حقیقت تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے لیکن انسانیت کی جو تاریخ ہمارے سامنے ہے وحی ربانی کے جو عبرت انگیز حقائق روزانہ پڑھتے ہیں قوموں کے عروج و زوال کی بصیرت افزا، عبرت انگیز داستانیں قرآن کریم نے نہایت مؤثر پیرائے میں بار بار بیان فرمائی ہیں ان کی روشنی میں جو کچھ ایک مسلمان سمجھ سکتا ہے اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے :-

سقوطِ مشرقی پاکستان کے اسباب

۱۔ سلطنت مغلیہ کے زوال اور برطانیہ کے تسلط کے بعد متحدہ ہندوستان میں سرمایہ سلطنت سے محرومی کے بعد خصوصاً مشرقی عیسوی کی جنگ آزادی کے بعد تہذیبی اور کوششیں شروع ہوئیں۔ ہندوستان کے باشندے بھی کوششوں میں مصروف ہوئے اور برسرِ اقتدار طاقت نے بھی ان کو کمزور کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ آخر میں متحدہ ہندوستان میں کانگریس اور لیگ کی بنیاد پڑ گئی اور ہندو مسلم تعلقات کی شدید ناہمواری کی وجہ سے پاکستان کا مطالبہ کیا گیا۔ برسرِ اقتدار طاقت دوسری جنگ عظیم کی تباہ کاریوں کی وجہ سے تباہ و برباد ہو رہی تھی، مجبوری یہ سونے کی چڑیا ہاتھ سے زنا لینی پڑی تو انکسٹن کی پوری طاقت برطانیہ کی حفاظت میں لگا دی گئی تو مسلمانوں میں پھوٹ ڈھنک کے لئے جہاں مختلف وسائل برتنیہ نے اختیار کئے تھے وہاں ان کو مرتد و کافر بنانے میں بھی کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ اس مقصد کے لئے مرزائیت کا پورا پہلے ہی کاشت کر چکے تھے اور فتنہ و تشیع کو بھی پروان چڑھ چکے تھے۔

۲۔ ملک کی تقسیم کی بنیاد صوبائی اکثریت پر رکھی گئی تھی لیکن جاتے جاتے بدخواہ برصغیر نے ایک اور شوشرہ چھوڑا جسٹوں میں ہندو مسلم تناسب سے صوبوں کی تقسیم کر دی۔ بنگال سے مغربی بنگال علیحدہ کر دیا اور پنجاب سے مشرقی پنجاب الگ کر دیا اور اس طرح ایک مستقل شقاق و افتراق کی بنیاد ڈال دی۔

۳۔ مسلم لیگ نے اس نظم کو برداشت کر لیا اور اس پر ڈٹ کر مقابلہ نہیں کیا۔ بلکہ بھی

قربانی نہیں دی ورنہ یہ غیر معقول صورت حال وقوع میں نہ آتی۔

۴۔ جب برکھال و پنجاب کی تقسیم کی گئی تو پھر بہت بہتر تھا کہ مشرقی برکھال کو چھوڑ کر مشرقی پنجاب لینے پر زور دیتی۔ لیکن ارباب سیاست نے نواب اسماعیل خاں صاحب کو سمجھایا بھی کہ رباب لیک اس کو تسلیم کر لیں لیکن صد افسوس کہ ایسا نہیں کیا۔

۵۔ پھر تقسیم پنجاب اور برکھال کی مدد و قیام کرتے وقت بونڈری کمیشن نے انتہائی غلط کیا اور ہندو کی کھلی طرف داری کی، ارباب لیک نے جانتے ہوئے بھی اس کو بھی برداشت کر لیا۔

۶۔ ریاست کشمیر کو تہہ بیر کے ساتھ اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرتے اس کے بجائے قبائلی حضرات کو ترغیب جہاد کے نام سے کھڑا کیا، غیر تربیت یافتہ غیر سنجیدہ افراد کے کارناموں نے اسد م اور مسلمانوں کی آبرو کو خاک میں مل دیا۔ جب پاکستان سے احتجاج کیا لیا تو پاکستان نے اپنی ل علمی اور برأت کا اظہار کیا۔ کشمیر کی ہندو حکومت نے ہندوستان سے امداد طلب کی اور الحاق کے شرط پر آمادہ ہو گئی۔ کشمیر نے ہندوستان سے الحاق کر لیا۔ اب ہندوستانی

فوج نے ہرانی فوج اور توپوں اور ٹینکوں کی فوج سے حمہ آوروں کا مقابلہ کیا، پاکستان نے برأت کا اظہار پہلے ہی کر دیا تھا۔ ہندو فوج اور رفقوں سے طیاروں کا مقابلہ نہ ممکن تھا۔ دھر پاکستانی افواج کو جو امداد کرنی چاہیے تھی وہ نہ کر سکیں آخر کشمیر کو ہندو کے قبضے میں دے دیا۔ ہندوؤں نے پٹن کوٹ کے راستہ مرٹک نکال کر قبضہ مستحکم کر لیا اور بھارت کا جزو بنایا۔

۷۔ ہندوؤں کی اسد م تربیت کے بجائے غیر اسد م تربیت کی کوشش کی گئی۔ یہ یانی اور فوجی رقص و سرود کی ترویج میں انتہائی کوشش صرف کی گئی۔ ہندو نصاب اسکولوں

۸۔ یوں میں پڑھا دیا گیا۔ ۱۰ فیصد ہندو بچے رشتہ تعلیم کے راستے سے ہندو دیش کی ترقی کی گئی۔

۹۔ ہندو دیش کی جڑیں مستحکم ہو گئیں، غیر ہندوستانی مسلمانوں کو جن کی صحیح تعداد ۱۰ لاکھ بتائی

جاتی ہے، انتہائی سنا کی اور زندگی کا ایسا نشانہ بنایا گیا کہ چنگیزی منگول کی داستان بھی

اس کے سامنے نہ بڑھ گئی اور عوامی بینک برسر قیام آگئی جس کا اندازہ ہندو دیش تھا،

اور عجیب کے ۶ زہت پر اس کا مدار تھا۔

۱۰۔ عجیب و غریب کی کشتیوں میں تمام باتیں ملے ہوئی تھیں۔ ہندو فوج اور باہر کی کرنسی کا

منڈی نہ ہو سکتا تھا جب کہ ہمارا ہوائی بحری بری راستے ہندوستان کے قبضہ میں جایا کرتے
اور مستقل مقابلہ ہمارے لئے بے حد مشکل تھا۔ غواقیب پر متور کر کے کتنا بہتر ہوتا کہ ان کو انقباض
سویپ دیتے اور مستندہ پاکستان سے رابطہ رہتا تو یہ روز بدنہ دیکھنا پڑتا۔

۱۔ مارشل لاء کی حکومتیں یک بعد دیگرے قائم ہوتی رہیں عوام کی نمائندہ حکومت قائم
نہیں کی گئی اس طرح فوجی ذہن سے معاشرت سبھی نے کی کوشش کی گئی، اس پر مستزاد یہ کہ
نائب لواء اسد مہ کا آلہ کار بن کر تاریخی غداری جو اس قوم کا پیشہ تھا اس کو بروئے کار کر
اسد مہ کے وقار کو تباہ و برباد کیا، ہمارے مائوں کو قلعہ مذلت میں دفن کر دیا گیا پاکستان کو سبز
نولابنا کر دشمنان اسلام کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا اور رونے کی بات یہ ہے کہ جن دشمن سرم
حقوقوں نے یہ سب کچھ کر لیا صبح و شام ریڈیو و اخبارات میں ان کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔
مدعیہ قلعہ سے پڑتے جاتے ہیں۔

اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی سزا

یہ دس نکات ہیں جو پاکستان کی تباہی میں مؤثر ہیں اور ان سب باتوں کا مقصد یہ
نقل ہے کہ پاکستان کا مطالبہ اس لئے کیا گیا تھا یا عوام کو یہ سمجھایا گیا تھا کہ حق تعالیٰ کے
قانون کی بالادستی ہوگی، اسلامی قانون نافذ ہوگا کتاب و سنت پر دستور و آئین بنایا
جائے گا، اسلامی اخوت و اسلامی عدل کا منہا رہے ہوگا اور اسلامی سایہ معدلت و رحمت میں
مسلمان قوم ٹھہرانے کا سانس لے گی۔ حق تعالیٰ نے قرآن میں صاف صاف احکام فرمادیا ہے
کہ، "اسلامی حکمرانوں کو اقتدار حاصل کرنے کے بعد اقامت صدقہ، ایتا، زکوٰۃ، امر بالمعروف
نہی عن المنکر کا منصب سپرد ہوتا ہے اور آخر میں فرمایا گیا "وَمِنَ عَمَلِهِمُ الْقَوْلُ" کہ "خیر
نہی معنی حق تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے یعنی اشارہ کیا گیا ہے کہ اگر ان فرائض منصبی میں کوتاہی
کریں گے تو یہ نعمت ان سے چھین لی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ نے پاکستان کی نعمت عطا فرمائی لیکن جو کچھ اس نعمت کا شکر یہ ادا کیا وہ
خا بر بے درمیان میں سستہ میں حق تعالیٰ نے دوبارہ پاکستان کو نشات ثانیہ عطا فرمائی لیکن
پھر ہم کو تنبیہ نہیں ہو۔ مزید تباہی و بربادی میں منہمک ہو گئے آخر ایک بڑا حقد چھین لیا

گیا اور ایک حصہ جو باقی ہے اگر آج اس پر سہمی حکومت قائم نہیں ہوتی تو خاتم بدھن
ایک ہی دھتے میں باقی ماندہ حصہ بھی حصے بخرے کر کے لے لیا جائے گا جس کا نقشہ اعدائے اسلام
نے تیار کر لیا ہے اور اس سہا کچھ محتوٰ اسانکڑا اپنایا بھی گیا تو اس میں اپنی عداوت اسلام کی
کھڈ پستی حکومت قائم کی جائے گی اور اسلام کے سیاسی مسئلے ختم نبوت جہاد حج وغیرہ وغیرہ
سب کے سب ختم کر دیتے جائیں گے اور جدید اسلام کا ریڈیشن تیار کیا جائے گا بشرطیکہ خارجی
سیاسی مصیحت کا تقاضا برائے نام ایک اسلامی ریاست قائم رکھنے کا ہو اور نہ ہی ہرستہ جہاد
بکہنا یہ ہے کہ موجودہ حکومت کا دعویٰ ہے کہ یہ عوامی حکومت ہے اور سابقہ حکومتیں مارشل لا کی
حکومتیں تھیں فوق طاقت سے تمام کام انجام پذیر ہوتے رہتے اب عوام کی مرضی کی حکومت قائم ہونی
ہے اور عوام کی ماندہ حکومت پاکستان میں پہلی مرتبہ وجود میں آئی ہے اب اس دعویٰ کی تصدیق
کا وقت آگیا اور امتحان کی کسوٹی پر پرکھنے کا وقت آگیا ہے۔

تمام اسلامی جماعتیں، سیاسی یا غیر سیاسی، کتاب و سنت پر متفق ہیں اور تمام عوام کا
مخالفہ بھی یہی ہے۔ اس لئے اب حکومت کا فرض ہے کہ وہ جلد سے جلد ماندہ سب کے ذریعہ
اسلامی آئین کتاب و سنت کی روشنی میں تیار کروائیں اور اپنی مرضی کا آئین قوم پر مسلط
نہ کریں، پاکستان کی بنیاد اسلام ہے اور اسلام کی بنیاد کتاب و سنت پر ہے اس لئے بغیر
کسی قسم کے چوں و چرا کے جلد سے جلد اس اسلامی عوامی مطالبے کو پورا کر دیا جائے اور اس
صحت "سابقہ دعویٰ کی تصدیق مہیا کی جائے، اس طرح تمام سابقہ حکومتوں کی بے راہ روی کا
تدارک بھی ہو جائے گا اور حکومت کو عملی تربہ کا موقع بھی مل جائے گا اور قوم کی دیرینہ آرزو
بھی پوری ہو جائے گی اور پاکستان کے وجود کا اصلی مسئلہ بھی پورا ہو جائے گا اور کچھ بعید
نہیں کہ اسلامی آئین و اسلام کی زندگی کی برکات بھی نازل ہوں اور جو تباہی و بربادی ہو
کنی اس کی مکافات ہو جائے اور پھر زندہ و جاں پہنچ جائیں جہاں تھے ورنہ ہنود و ہنود کی
سازشیں تمام دنیا نے اسلام کو بدکتے کڑھتے میں ڈال کر رہیں گی۔

حکومت وقت سے التجا

خدا اس قوم و اس ملک پر رحم کر دہی تباہی و بربادی چکی ہے اور یہ روز بد دیکھنا

پر مہربان اس سے بچنے کی مؤثر تدبیریں اختیار کرو اسباب کی فراہمی میں کوتاہی نہ کرو، حق تعالیٰ کی ذات پر اعتماد کرو، اعداد و سہمت خیر کی توقع نہ رکھو۔ اقتدار کی کرسی تمہیں مبارک ہو، تمہیں اپنی بوری نشینی پر غرور ہے۔ پاکستان کو صحیح پاکستان اسم با سکی بنانے کی کوشش کرو، قوم کو مطمئن کرو، دین و دنیا دونوں کی دہا بہت حاصل کرو اور سابقہ سربراہوں کو سکندر مرزا سے کرپٹی تک کا تہہ انجام ہو اس سے عبرت حاصل کرو۔

إِنَّ فِي قِصَصِهِمْ عِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ

ذوالحجہ ۱۴۲۹ھ۔ فروری ۱۹۰۸ء

اخبارات و حرائد و صحافت اور قوم و ملت

موجودہ دور دین اور اخلاقی ہر اعتبار سے انتہائی پر آشوب دور ہے۔ عقائدی، علمی اور اخلاقی نو فتنوں کی ہجوم ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قلوب سے خوف خدا ختم ہو گیا آخرت کا تصور نکل گیا ہے۔ اب محاسبہ اعمال و مسئولیت آخرت کا عقیدہ مسلمانوں میں برائے نام رہ گیا ہے۔ مال کی فراوانی، دوست کی طغیانی، اور زیادہ سے زیادہ کسب دولت کے جنون نے حد دل و حرام کی تمیز باطل بن گئی ہے۔ اہل حق اور اہل علم کے قلوب میں بھی فتنوں کی کثرت نے حسد و رقابت اور سب بیاہ و وجاہت کے گونا گوں امراض پیدا کر دیئے ہیں اے اللہ! اللہ!

۴۔ بچوں کی بے شمار شہیدانِ بلغزند

انسان عیناً ہوتا جا رہا ہے مادی، غرائش کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جا رہا ہے۔ ان فتنوں میں آج کل سب سے بڑا فتنہ اخبارات و حرائد اور صحافت کا فتنہ ہے۔ معاشرے کی تباہی و بربادی میں اس کا بہت بڑا حصہ ہے۔ ریڈیو، ٹیلی ویژن، ٹائٹل کھبوں اور قلم و سرود کی مہینوں سے زیادہ معاشرے کو یہ صحافت برباد کر رہی ہے اور مصیبت یہ ہے کہ اخبارات کو موجودہ تمدن میں ریڈیو کی بڑی کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ اگر اسی کی اصلاح ہو جاتی تو معاشرے کی اصلاح کا ٹوٹر سے کھل جاتا لیکن کیا کیا جائے۔ یہی صحافت آج معاشرہ کی تباہی و بربادی کا ذریعہ بن رہی ہے آج کل اہل حق کے درمیان بھی جو غلط فہمی زیادہ سے زیادہ وسیع ہوئی جا رہی ہے۔ اس کا منشاء بھی یہی صحافت ہے اسی لئے حدیث نبوی علی صاحبہ السلام و سلم میں قیامت کی علامات میں سے ایک علامت یہ بیان کی گئی ہے وینفثون کذب۔ جھوٹ شوب عام ہو جائے گا۔ آج سیاسی پیٹ فورم ریڈیو اور اخبارات کے ذریعہ اس جھوٹ کے پھیلنے کے وہ حیرت انگیز نتائج سامنے آ رہے ہیں کہ جس حد نسبت پھر ان کی آن میں قوم کا نام کے گوشے گوشے میں یہ جھوٹ پہنچتا ہے۔ کچھ پہلے تک تو اسنی ہی اس جھوٹ کا ممبر تھا لیکن آج کل پریس کا نفرنیس کی جو نام و باجیل مٹی ہے اس نے تو اس صحافتی جھوٹ کو انتہائی پہنچا دیا اور جو کچھ کسر باقی رہ گئی تھی وہ اخبارات و جرائد و مجلات کے نمائندگان کے انٹرویوؤں نے پوری کر دی۔ ایسے ہی مواقع کے لئے وحشی آسانی کی بدولت ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اِنْ جَاءَکُمْ
فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوْا اَنْ تَصِیْبُوْا
تَوْحٰیۡدًا یَّهْمَالُہٗ فَتَصْبِرُوْا عَلٰی مَا
فِیْہِ ۚ نَادِیۡنَ ۙ

اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق دروغ گو
مبارے پاس کوئی خبر لائے تو چھوڑ دینا کرنا
کرو کہیں تم کسی جماعت کو تاراج نہ کر دینا
تیسو در بچو اپنے گئے پر تادم ہونا پڑے۔

بجائے اختلافات و مشاجرات، و فسادات و ذات بین (باطنی تعلقات کی تباہی) کا سبب
س قرآنی ہدایت سے غفلت و اعراض ہی بنا ہوا ہے۔

منشور جمعیت علماء اسلام اور لیبر لیونین

مقام مسرت ہے کہ جمعیت علماء اسلام کے منشور کو جس کا غرض اور بنیادی نکات کا ذکر
سابقہ شمارہ بنیات میں آگیا تھا لیبر پارٹی کے سٹوڈنٹس نے قبول کر لیا اور ان کے اجلاس شوری
نے اس کی توثیق کر دی ہے اور کہا ہے کہ:

”جمعیت علماء اسلام کے منشور کو ہر مری مجلس شوری نے پسند کیا ہے کہ

اس سے اتفاق کیا ہے۔“

لیکن ضرورت ہے کہ اس سے بھی زیادہ وضاحت کے ساتھ اعلان کیا جائے کہ علماء کی
رہنمائی میں ہم اسی منشور پر عمل کریں گے اور اس کے غدادہ در کوئی منشور پیش ہی نہیں کریں گے
اگر یہ صراحت ہو جائے تو تمام خطرات و دسائسل کے راستے بند ہو جائیں گے اور جہت و
بدگمانی کا سلسلہ ختم ہو جائے گا، بہر حال اس حق کے اختلاف نے جو پریشان کن صورت اختیار
کر رکھی ہے وہ اب ختم ہو جانی چاہیے، بادل نا خواستہ دو تین شایروں میں اس موضوع پر کچھ
کہنا پڑا جس کا منشا یہ تھا کہ جن چند اصحاب پر محاکمہ (ثالثی) کا بار ڈال گیا تھا اور ایک معاہدہ
ہو گیا تھا ان میں راقم الحروف بھی شامل تھا اگرچہ آج کل زمانہ معاہدات کے احترام کا نہیں در
خدا شناس ارباب اقتدار تو اس پر فخر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ معاہدات توڑنے کے سنے
تو ہوتے ہی ہیں لیکن ظاہر ہے کہ یہ نیز اسلمی نشر یہ ہے اسلم تو ایفاء عقود و ایفاء عہود
کی پر زور دعوت دیتا ہے اسلم ہی وہ آسمانی دین ہے جو سب سے زیادہ معاہدات کا احترام
کرتا ہے، اسلم تو کفار اور عداۓ اسلم کے ساتھ کئے ہوئے معاہدات کا بھی احترام کرتا ہے

اور اتمام عہد کا حکم دیتا ہے کون نہیں جانتا کہ قرآن حکیم نے ایسا عہد پر کتنا زور دیا ہے اور
 اس آیت نبویہ میں عہد شکنی منافقین کی امتیازی عادت بتلائی گئی ہے بہر حال آج ہم اس موضوع
 کو ان اشارات پر ختم کرتے ہیں، حق تعالیٰ توفیق عطا فرمائے کہ علماء و امت متحد ہو کر تمام باطل
 زمروں کے خلاف متفقہ آواز اٹھائیں خود وہ سوشلزم، ہویا کیونززم، ہویا کیپٹلزم، ہوا اور یہ
 تمام کوششیں یک مرکزی نقطہ، سد می نظام، پیر جمیع اور متحد ہو جائیں اور جو سید ب دیا جا رہا
 ہے حق تعالیٰ اس کے لئے ان متحدہ مساعی کو سہ ذوالقرنین بنادے دنیا میں اہل حق کا اتفاق
 ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رحمت رہے اور ان کا اختلاف سب سے بڑا عذاب الہی رہا ہے، لیکن
 موجودہ پُر آشوب عہد میں جتنی تشاق کی ضرورت ہے مسلمانوں کی تاریخ کے کسی دور میں بھی
 اتفاق و اتحاد کی اتنی اہمیت نہ ہو گی، نئی نسل کا تحقق اسدم سے برائے نام رہ گیا ہے، نفسانی
 ابواء، انوار ہشات، کاسٹل انتہا کو پہنچ گیا ہے اس لئے علماء کا ذرا سا اختلاف بھی، سلام کے بدنامی
 کا باعث ہے، جنگ نیل اور جنگ صفین میں ہزاروں مہاجرین و انصار شہید ہو گئے لیکن پھر بھی
 اسدم باقی رہا، قلوب میں ایمان و اسدم رہے تھا اس لئے خانہ حبشی کے ان طوفانوں سے بھی اسدم
 کی بنیاد نہ ہل سکی لیکن آج کی صورت حال بالکل مختلف ہے اہل حق کا ذرا سا اختلاف بھی اسدم
 سے احراف کا ذریعہ بن سکتا ہے، امید ہے کہ ان حقائق پر غور کیا جائے گا و اللہ سبحانہ ذوالی توفیق

پاکستان اور نظام تعلیم

یہ معلوم نہ اترت تعلیم تعلیمی پالیسی کے مانند کرنے میں اب تک کیوں تاثر کر رہی ہے، یہ کاری
 سکولوں اور کالجوں میں جدید و جدید تعلیمی پالیسی کو نافذ کرنے کی ضرورت ہے مگر فکرین کی طرف
 سے پیش شدہ تربیت کی روشنی میں قدم اٹھانے کی ضرورت ہے ملک کی نہرونی استعداد اور
 صلاحیتوں میں زندہ و درجہ بندی قوم کی ترقی اور معاشرے کی اصلاح بغیر تعلیم کے ناممکن ہے
 در سد می خلیفہ پر مسلمان نسل کی تربیت بغیر سد می تعلیمات کے ناممکن ہے، حقیقی معنی میں
 پاکستان در سد می تعلیم کے خواب کی تعبیر اسی وقت پوری ہو سکے گی کہ ہمارے جدید نظام
 تعلیم کا تانا بانا سد می تعلیمات کے پیرا نہ پر بنا ہو، سد می تعلیم و تربیت ہی سے سد می خلیفہ
 پیدا ہوں گے، ہم وہ ان سے جیانی و مانی، رشوت و بے نصافی وغیرہ برائیوں نے ہماری

قوم کی جڑیں کاٹ کر رکھ دی ہیں ان سب کی اصلاح صحیح اسلامی تربیت اور اسلامی ماحول سے ہی
 ہو سکتی ہے، قومی ڈھانچہ کی اصلاح کے لئے تعلیمی نظام ہی روح رواں ہوتا ہے کریڈٹ صحیح ہو
 جائے تو تمام اجتماعی نظام صحیح ہو جائے گا اسی لئے چھوٹی چھوٹی حکومتیں بھی جیسے اقلیتوں و شرق
 و مصر تعلیم و تربیت پر ہی اپنے مینڈاٹ کا کرشمہ خرچ کرتی ہیں تو عالم اسلام میں صرف پاکستان
 ہی بد نصیب ملک ہے جہاں نظام تعلیم اب تک حکومت کی صحیح نگرانی، سرپرستی و تشہد و ترمیم
 سے محروم ہے اللہ تعالیٰ اس ملک پر رحم فرمائے اور حکمرانوں کو صحیح خدمت خلق کی توفیق نصیب فرمائے۔

عالم عرب اور اسرائیل

یہ معلوم کر کے مہینہ ہوا کہ تیرہ عرب ممالک اس پر متفق ہو گئے ہیں کہ اسرائیل سے جنگ کے
 بغیر حیرہ کار نہیں اور ۲۰ دسمبر کو رباط میں سربراہوں کی کانفرنس میں آخری فیصلہ کر دیا گیا۔
 کہے یہ خواب جہد شہ منہ تبیر ہو چلے بد شبہ اس مصیبت کا آخری عدد متفقہ اعلان ہوا ہے،
 درحقیقت یہ اسرائیل و یہود سے مقابلہ نہیں بلکہ یہ دنیا کی سب سے بڑی طاقت امریکہ سے مقابلہ ہے
 یہ جو کچھ ہو رہا ہے یا کیا جا رہا ہے درپردہ امریکہ ہی کر رہا ہے اگر عرب ممالک اب بھی خواب غفلت سے
 بیدار نہیں ہوتے اور محض رضاء الہی کے لئے اور استعداد قدس کی نیت سے جہاد نہیں کرتے تو
 بجائے روس و امریکہ کے حق تعالیٰ کی ذات پر توکل و اعتماد نہیں کرتے تو وہ غیرت ناک ذلت کے
 لئے تیار رہیں، تنہائی ضرورت اس کی ہے کہ بعض عربی ممالک کی بے حساب فروانی دولت نے تو
 عیش پرستی و راحت کوشی کی ویا پیمہ ہی رکھی ہے لیکن بعض دوسرے عربی ممالک میں بھی باوجود
 اُن کے کہ یہ اسی وقت تک کہ جبکہ اسلامی تعمیر، اسی اسلامی تعمیر، جو ان مسلمان مؤمنین و مصنفین کی کتابیں و اہل نصیب
 کی جہاد میں جن کے ذہن و فکر استراحتی ذہنیت اور یورپین قوم کی ذہنی و فکری غلامی اور غوبیت کے زہریلے شر
 سے پاک و صاف خاص اسلامی جوں کو چھو بیٹھ کر دیکھتے ہیں کہ شہرہ آفاق دشمنان اسلام مستشرقین کی تصانیف
 اسلامیت اور یہ سے ان کے خیالوں میں دخل کی باقی نہیں گشتہ بیہندہ ہیں، ایک انگریز مصنف کی کتاب کوریت
 کی کہانی مصنفہ ہندوؤں کو حاکم و پور کے خلیفہ خاص میں دخل کرنے پر توجہ دیا کہ
 تیک میں، اس جہاد کے بارے میں نمک حلی کی آئینہ نگاہ سے قیاس کرتے ہیں آئندہ ماہہ نشہ سے
 کتاب پیشکش و درجہ میں نمبر دیکھ کر دیکھیں۔

وسائل معیشت و قوت کے تعیش و ترفہ میں مسابقت جاری ہے۔ ایک قوم اس تعیش و ترفہ کی زندگی کو ختم کر دیا جائے اور نیا ہر سب کر یہ روح اور یہ قوت صرف سد می نہ ہوتی ہے پیدا ہو سکتی ہے اسدی انوت و اتحاد سے ہی اسدی عظمت و وقار پیدا ہو سکتا ہے۔ قومیت یا وطنیت میں یہ روح اور یہ قوت کہاں؟ آج جو کچھ ہو رہا ہے اگر غور کیا جائے تو ہماری زندگی اس آیت کریمہ کا مصداق ہے:-

”تَحْسِبُهُ حَيًّا وَقُلُوبُهُ شَتَّى“

تم نہ جانتے ہو کہ وہ متحد ہیں حالانکہ ان سب کے دل مختلف ہیں

یہ جہاں اتحاد کا نہ پتہ اسدی رابطہ ہی ہے توکل و اعتماد کا مرکز و منبع حق تعالیٰ کی ذات ہی ہے اگرچہ عام اسباب میں بھی اپنے مقصد و ر کے مطابق اسباب و وسائل کی فراہمی میں کوتاہی نہ کی جائے۔ مسدود کو فتح کبھی سامان کی کثرت اور عہدہ دی کثرت سے حاصل نہیں ہونی بلکہ زیادہ تر فتوحات بے یہ وسائل ہی میں ہی میرا آئی ہیں اسدی تاریخی و نیا کے ساتھ ہے:-

رَدِّتْ بَانَ اللّٰہِ ہُوَی السَّیِّئِیْنَ تَمْنُوْا

یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ مسدود کا یہ کار ہے

وَاَنْتَ اَرْزُقِیْنِیْ زَمُوْیْ لَہٗمَّ

اے اللہ! تو دو کار کوئی نہیں ہے۔

”تَمْنُوْا لَہٗمَّ اِیْمٰنًا“

”ایمان میں دُعا“

وَصَلِّیْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

و صلّی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین

حکومت پاکستان اور سعودی عرب کو حج کے سلسلہ میں چند تجاویز و مشورے
”حج بیت اللہ“ غنیمتِ سد می و لینہ ہے اس کی ہمیت دینی و اندقی سیاسی ہمیشیت سے وابستہ
و مسرت یکین فوس پاکستان کی سد می حکومت اس فریضہ کی جانب سے جتنی عظمت برت رہی
ہے وہ حیرت انگیز ہے۔ دراب تک کوئی ایسی ٹھوس توجہ نہیں کر رہی جس سے کونوں مشکلات
رفع ہوں اور حقوق خدا مہمن ہو اور اپنی حکومت کی مہمن بھی ہو اور بارگاہ قدس میں اپنی حکومت
کے لئے دست ب دعا ہو۔

بارگاہ قدس کا یہ مسافر حج و عمرہ کی مشکلات سے دوچار ہے لیکن اللہ کے ہاتھ بے کمر ہیں
یہ سب جہت مصیبتوں و ختم نہیں کیا جاتا بلکہ روز بروز مصیبتوں میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور اس

پر مستعدیہ حکومت سعودیہ بھی بہ سال سے سے ضوابط جاری کر کے جج کرم کی مشکلات میں اضافہ کرتی جاتی ہے اس لئے اپنی حکومت سے طلبہ بھی ناکزیر ہیں اور سعودی حکومت سے استدعا بھی۔ حکومت سے براہ راست اور بذریعہ اخبارات حسب ذیل چند مطالبات کئے گئے تھے۔
 ۱۔ کہ ماہ رمضان مبارک سے پہلے جج کرم کے موصیاء میں ہی سرزمین حرم میں پہنچنے کے لئے جہازوں کا انتظام کیا جائے۔

۲۔ جج بدل کا فیصلہ کوڈ رکھا جائے۔

۳۔ بونس دو چہرے کا سسٹم ختم کیا جائے اس کی شرعی حیثیت مشتبہ ہے، فریضہ جج کی دینی کے لئے اس کی پابندی غیر اسلامی ہے۔

۴۔ جج کرم کے کوڈ میں صاف کیا جائے۔

خدا کا شکر ہے کہ اگرچہ یہ آواز صدایِ نجات نہیں ہوئی اور پہلی اور دوسری مدت تھوڑی سی تھی لیکن ماہ رمضان میں سفر کے لئے جہاز تیار نہ ہو سکا تھا جس سے تشفی نہ ہو سکی پورے مغربی پاکستان ساڑھے چودہ ہزار درخواستیں موصول ہوئیں جبکہ نشستیں مشکل تمام رہیں۔ (۱۴۰۰ھ) نتیجہ، ضرورت تھی کہ ایک جہاز کا ورائٹنگ کم کیا جاتا تھا اگر کسی کو اندہ کے لئے حکومت کو حاضر خواہ توجہ کرنا نصیب ہو۔ بونس دو چہرے کی لعنت ختم کرنے کی بے حد ضرورت ہے اگر نہ ہو رکھنا ہی ہے تو کم جج کرم کے لئے فی کس ایک ہزار روپیہ دینے کے بعد جو کوئی نہ لے سکتا جیٹا چاہے تو اس کو بونس دو چہرے ذریعہ دی جائے تقیہ پانے دو کروڑ روپیہ پاکستانی بھائی کے کارڈ مبادلہ ہوتا ہے میں تقریباً دس فی رقم کی مقدار میں حکومت کو یہ بار اٹھانا پڑتا ہے اس لئے کہ سعودی حکومت کو اس کے عرصہ جو سو دینا پڑتا ہے وہ وہاں کے نرخ سے دینا پڑتا ہے لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ جبکہ حکومت کے میزانیہ کارڈوں روپیہ ملے گی سیاسی غرض سے اسے خرچ کیا جائے تو کیا مسلمان پاکستان کو اس اہم دینی فریضہ کو ادا کرنے اور سیاسی اعتبار سے ان کو قسمن کرنے کے لئے دو تین لاکھ روپیہ بھی صحت نہیں کیا جاسکتا؟

بہرحال اس قومیت و اصول کے قریب میزانیہ پورا کیا جاتا ہے اور نہ معلوم کس کس کی حالت ہو اسراف و تبذیر میں خرچ ہوتا ہے لہذا تمام اربابِ اقتدار کو صحیح فہم نصیب فرمے تاکہ وہ مسلمانوں کے عقوبت کو مدنظر کرنے کے لئے صحیح تدابیر کر سکیں۔

سہی طرح، مہجرت مذمت سے وابستہ کر وہ مکت سعودیہ کے ارباب ائمہ اگر کوئی توفیق نصیب
فرمائیں کہ وہ بھی حجاج کرام کے مشعلت پر سد می نقشہ نہ لگائے سے عور و عورت معنی صابنوں کی
تھکڑ بندیاں نہ کر دیں اور ویزوں کے بند بھوں میں حرمین شریفین میں قنات و رجوت کے قواعد
میں زیادہ سے زیادہ کسانیاں پیدا کریں نیز قومیت و ملیت کی اندھی پیروی و رجہ یہ یورپ کی
قلید میں جو روز بروز نئی نئی پابندیاں بڑھاتی جا رہی ہیں ان کو ختم کر دیں تاکہ سعودی حکومت کا
علم اس میں سے صحیح معنی میں اس میں رابطہ قائم ہو ورنہ لیکر اس میں خوت کا اٹنی ثبوت مندرجہ
پر آجائے۔

ملی زندگی میں تو کٹر قومیت و وطنیت کا فرما ہو، ورنہ زبان پر اس میں خوت کا نعرہ ہو،
س سے کیا فائدہ، مسلمانان ملت بے وقوف نہیں ہیں۔

اگر مفسر ملت والے کسی عابدی کو اس کی آسانی کے پیش نظر غم و وزارت و رنج کے لئے
قنات کا ویزہ دے بھی دیتے ہیں تو اگر کسی بھی وجہ سے تین دن کے اندر نہ روہ پاسپورٹ کے
دفتر میں اندراج نہ کر سکے تو سعودی حکومت اس کو بدترین مجرم شمار کر کے سو ریل جرمانہ کر دیتی ہے
ورچہ کارڈوں پر فوٹو کے کرائف نعمة السعود، بیک لٹ میں اس کا اندراج کر دیا جاتا ہے
وہ تمام سرکاری دفاتر ریاض، جدہ اور مکہ مکرمہ میں ان کارڈوں کو بھیج دیا جاتا ہے۔

وہ اس طرح ایک معزز و محترم مسلمان کو ذلیل و رسوا کیا جاتا ہے بڑی دردناک داستان ہے کیا
مذہب و رسول کے بہت سے تذلیل کے استحقاق میں سہ تو اپنے مہمان کے کرم پر تنہا زور دیتا ہے کہ
دیکھ کر حیرت مالتی ہے، رشاد ہوتا ہے،

من کان مکہ یؤمن بالحد و ایوہ

ہر شخص مکہ ویزہ سخت پریشان رکھتا ہے

یا خیر نیکوہ خیر

سے بہت بہانہ کی جاتی ہے، حرم کو نہ پہنچے۔

کیا یہی حجاج کا کرہست ہے؟

سعودی حکومت سے، سہی سلسلہ کی ایک دردناک خواست پذیر زور تانیہ کے ساتھ درج ذیل ہے
حجاج کرام کے لئے سہولتوں کا منہ بند جو بدترین برقیہ جو سہولتوں کے ساتھ شہرہ فیعل سے سینٹرل جی پورس
یک کے پینٹین بنایا گیا ہے، مگر وہ یہ ہے کہ کیا سہولتیں ہیں کہ مسلمانان سہولتیں ہیں۔

جج نہیں جی ج پر بڑا بار سب اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت کچھ عطا فرمایا ہے اس لئے درخواست
 ہے کہ جج نہیں کی وضاحت دینی جائے، حالانکہ عہدہ کی مدت پر ۳۰ رمضان مبارک تک
 کی مدت کردہ میعاد کی تسخیر فرمادی جائے تاکہ ٹرمی بے چینی رفع ہو سکے، یہاں کوئی و بانی تیار نہیں
 ہے جیسے رقعہ اسٹول پچرہ ٹیفٹ سے واضح ہو چکا ہے۔ اس لئے اس حکم کی تسخیر فرمائی جائے
 اور جہاں سے کمانے پینے کے اشیاء مل جائے گی پابندی بٹائی جائے۔

شروع ۳۹۹ ۱۰ ستمبر ۱۹۶۹ء

صوبہ سندھ میں بندرؤں کو دوبارہ آباد کرنے کا مسئلہ

سنا جا رہا ہے کہ شعلہ معاہدہ کے تحت صوبہ سندھ میں ان بندرؤں کو جو ساحلیریک ہیں، تجارت چلنے کے لئے دوبارہ بسائے کی تجویز زیر غور ہے، پاکستان میں آباد کاری کی حرج بھی نسل شعرا من نہیں ہونی چاہیئے مگر حال میں ملک عزیز جن سازشوں کی آماجگاہ رہا ہے اور جن کا سلسلہ ابھی ختم نہیں پایا۔ ان کے پیش نظر بہت سے خدشات ابھر کر سامنے آتے ہیں جن سے صورت نظر کرنا خود کشی کے مرادف ہو گا، اس لئے ان پر غور کرنا ضروری ہے۔

۱۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ پاکستان میں تمام اقلیتیں ہمیشہ امن و امان سے رہی ہیں انہیں اپنی جموطن اکثریت کی جانب سے جان و مال یا عزت و تبرا کا کبھی منظرہ نہ ملتا تھا، یہیں ہونا نام نہاد ہندو مسلم فسادات جو ہندوستان میں روزمرہ کا معمول بن چکے ہیں پاکستان کی تاریخ ان سے کیسر خالی ہے، ان حالات میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ سندھ کے بندرؤں کو آخر وہ کون سا نظریہ لاتی تھا جس کی بنا پر انہوں نے ہمارے متعارف ملک کی طرف راہ فرار اختیار کرنا مناسب سمجھا اور تجارت نے ان کو سیاسی پناہ دینا ضروری تصور کیا، سوال یہ ہے کہ کیا ان کا یہ طریقہ عمل وطن دشمنی کے ذیل میں نہیں آتا؟ کیا یہ ملک کے مفروضہ عبور سے پاکستان کے پُر امن شہری بن کر رہ سکتے ہیں اور کیا ان کی دوبارہ آمد یہاں کسی سیاسی سازش کو ختم تو نہیں دے گی؟ کیا ان خدشات کا تشفی بخش حل تدشش کر لیا گیا ہے؟

۲۔ اس پر یہ مزید اضافہ کر لیجئے کہ جو ہندو متا کر یہاں سے بھاگے، وہ شرافت اور ناموشی سے نہیں چلے گئے بلکہ انہوں نے ان علاقوں کو تاخت و تاراج کیا، وہاں کے شہریوں کو شعلہ و ترہ کا نشانہ بنایا، جن کی مناک دستاویز سنارت کی فلموں میں منظر ہیں، سو یہ ہے کہ اس حرکت کے بعد ان کی حیثیت ڈاکوؤں اور شیروں کی ہے یا پُر امن شہریوں کی؟

یہ وہ ہیں سب کچھ مسئلہ کشی کے لئے ہوتا ہے طرفہ دست و نامہ دے کر گرفتار بھی مسلمانوں ہی کو کر رہا ہے۔

۳۔ پھر جو ہندو یہاں سے ہٹا گئے تھے ان کی تعداد آٹھ دس ہزار سے زیادہ نہیں ہو
کی مگر اخباری اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ دس ہزار کے بجائے پچاس ساٹھ ہزار ہندو
یہاں لائے جا رہے ہیں اور یہ بھی افواہ ہے کہ ہندوستانی فوج کی نگرانی میں ان کو آباد کیا جا
گا اور ان خیانت کا بھی اظہار کیا جا رہا ہے کہ وہ مسیح ہوں گے اور کوریل جنگ کے تربیت یافتہ
ہوں گے۔

۴۔ میں معلوم نہیں کہ ان باتوں میں کہاں تک صداقت ہے مگر ہندوستان کی تباہی
سے بعید نہیں کہ یہاں بھی مشرقی پاکستان کی تاریخ ویرانی کا منصوبہ تیار کر لیا گیا ہو وہیں بھی
ہو کہ پہلے ہندوستان میں اکثریت ہندوؤں کی تھی تب کی سرحد پار کر کے ہندوستان چلے
گئے اور ہندوستان نے انہیں کوریل تربیت دے کر اور اسلحہ سے لیس کر کے دوبارہ ویرانی
سرحد میں تشکیل دیا اور پھر جو کچھ ہوا انہی کے ذریعے سے ہوا۔

بہر حال کہنا یہ ہے کہ اگر ان افواہوں میں ذرا بھی صداقت ہے تو معلوم نہیں کہ ہندو
حکمرانوں کو کیا ہو گیا ہے کیلئے ہوشی کے عالم میں اس قسم کے معاہدات کئے گئے ہیں اس کے
خبرناک نتائج سے اتنی غفلت کیوں کر ممکن ہے؟ اس کی کیا ضمانت ہے کہ ان مسیح فوج ور
اتنی کثیر تعداد دشمنان اسلام کی موجودگی میں صوبہ سندھ میں من قاصد ہو سکتا ہے یا مسلمان
سرزمین کی زمینداریوں کے، اس قسم کی صورت حال سے مشرقی پاکستان کا کیا اثر ہو گیا؟ مغربی
پاکستان کو اسی طرح قربانی کا بکرا بنانا ہے کہ خدا نخواستہ ایک فیصد کی بھی اس میں صداقت ہو
تو خاکم بدین اس روز بد کے لئے تیار رہنا چاہیے، کیا یہ نقشہ ہندوستان نے نہیں تیار کیا تھا
کہ تقریباً کرست سیدھے آکر حیدرآباد پر قبضہ کر کے کراچی کو مغربی پاکستان سے کاٹ دیا جائے
پھر روس کی فٹ کر مرستہ پورا نہ ہو سکا اور جس کا شکریہ امریکہ نے ہم سے پورا کر دیا اور
روس کے اس انتہائی ظالم دستمکے باوجود کہ اس نے مشرقی پاکستان کیٹوایا اور ہندوستان کی
مدد کی تاہم نے روس کا شکریہ اس لئے ادا کیا کہ مغربی پاکستان کیٹو لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے
یہ آخر ہیں سب خدایوں اور مسلمانانِ سندھ و مغربی پاکستان کی آبرو و شرف کے لئے۔

”شہر کاری۔ اس میں شیعہ حضرات کے لئے علیحدہ دینیات“

ان دنوں شہر کاری مدارس میں شیوہ حضرات کے لئے نصاب کی عیندگی کی جو تجویز
زیرِ غور ہے وہ ہمہ سیاسی مسائل کے تحت ہے، شیوہ حضرات کو اس مصداقت سے پہلے
اپنا موقف متعین کرنا چاہیے، اگر ان کا خیال ہے کہ چونکہ وہ حضرات شیخین ابو بکر صدیق اور غمہ
فروق کی تکبیر پر متفق ہیں وہ تمام مصداقہ کو باسٹنا، تین یا پانچ کا فر سمجھتے ہیں وہ موجودہ قوانین
کریمہ کو ناقص سمجھتے ہیں وہ متعدد کو جزو ایمان سمجھتے ہیں وہ تفسیر کو مدارِ اسلام خیال کرتے ہیں،
و غیرہ وغیرہ، اس لئے ان معروف عقائد کے ہوتے ہوئے ان کو مسلمان نہ بھی جلتے تو بہت
پہلے اس کی ضرورت تھی کہ وہ اس قسم کا اعلان کرتے تاکہ موجودہ اہل تشیع کو اسلامی ذوق
نہ سمجھا جاتا اور ان کو ایک مستقل اقلیت شمار کیا جاتا۔

لیکن جب ایسا نہ ہو سکنا اور حکومت ان کو مسلمانوں کا ایک ذوق ہی سمجھ کر معاملہ کرتی
رہی اور جب حکومت کی مردم شماری میں یہ مسلمان ہیں، نسبی اور شیعہ میں باعتبار اسلام کے کوئی
ذوق نہیں تو پھر عیندگی نصاب کا کیا مقصد؟ اس تجویز کا تو لازمی تاثر یہ ہے کہ شیعہ ایک مستقل
اقلیت ہے جس کی دینیات عام مسلمانوں سے الگ ہے اور حکومت جس طرح دوسری اقلیتوں کو
راہنہ کرنا ضروری سمجھتی ہے اسی طرح ان کو بھی ایک اقلیت سمجھتی ہے، یک طرفہ مسلمان سمجھتے
دوسری طرف شیعہ نصاب تجویز کرنا یہ کہاں کا فلسفہ ہے؟ اس تجویز سے منافرت اور بڑھ
جائے گی، اختلافات زیادہ ہو جائیں گے، ہو سکتا ہے کہ یہ اختلافات ایسی صورت اختیار کر
جائیں کہ حکومت کے لئے ہمیشہ دردمہ ثابت ہوں، بہر حال جہاں اتحاد و اتفاق کی ضرورت
ہے وہاں شقاق و افتراق پیدا کرنا یہ کہاں کی سیاست ہے؟

در اصل اس قسم کی تمام تجویزیں و مصطلحات غلط و غلط ہیں اس امر کی دلیل ہیں حکومت
کہ شہر کاری مذہب اسلام نہیں بلکہ وہ غیر مذہبی حکومت ہے جس ملک میں حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو ختمِ انبیاء نہ مانتے و نہ موجود ہوں جو آج تک تاجِ برحمانہ کے نہ
صرف فرقہ واریوں بلکہ ان کی امانت جزو ایمان سمجھتے ہوں، ان کو فصلِ مَدَنی، مَدَنی مانتے

ہوں غیسی علیہ السلام کو یوسف نجار کا بیٹا مانتے ہوں، حضرت مریم علیہا السلام کو اعیاذ
 بالتدزانیہ سمجھتے ہوئے قرآن کریم کی تکذیب کرتے ہوں اور تمام روئے زمین کے مسلمان
 جو مرزا غلام احمد قادیانی پر ایمان نہ لائے ان کے ذدیۃ البغیاء اولاد و زنا، ہونے کو
 عقیدہ رکھتے ہوں وغیرہ وغیرہ اور پھر حکومت کے اعلیٰ سے اعلیٰ مناصب پر جلوہ افروز
 ہوں، کلیدی مناصب ان کے حوالہ ہوں جو جماعت بالاتفاق کافر ہوں اور وہ ایک حکومت
 کی مشین کو چدڑ میں تبدیل ایسی حکومت اسلامی حکومت کیسے ہو سکتی ہے؟ یہ بد مشہور سبکی
 ضرور ہے لیکن کام تمام کے تمام سیکولر اسٹیٹ کے ہیں، جس کا بنیادی عقیدہ خدا کے
 اور آخرت سے انکار ہو اور اس کا کوئی دین و مذہب نہ ہو اور تمام فرقے اس کی نشریں برہنہ
 ہوں اور تمام فرقوں کو اپنے عقائد میں خواہ وہ اسلام ہو یا کفر ہو حریت و آزادی حاصل
 ہو، درحقیقت پاکستان کا جب ابتداء ہی میں وزیر خارجہ نے نظر اللہ قادیانی کو بنایا گیا
 کہا یہ جاتا ہے کہ برطانیہ نے یہ شرط لگائی تھی تو پھر ظاہر ہے کہ اتنا اہم منصب ایک غیر مسلم
 کافر کے سپرد کرنا اس کی دلیل ہے کہ یہ غیر اسلامی حکومت ہے اور درمیان میں ایک دین
 قائم مقام صدر ایک عیسائی کو بھی عارضی طور پر بنایا گیا ہے، اسلامی مکت کے دستور کے
 ابتدائی دفعات یہ ہوتے ہیں کہ حکومت کا مذہب اسلام ہو گا حکومت کا صدر مسلمان ہو گا۔
 ان دستوری دفعات کے بعد کسی کو یہ حق نہیں ہوتا کہ حکومت کے مذہب کے خلاف
 کوئی غیر اسلامی حرکت کرے، بہرحال کہنا یہ ہے کہ علیحدگی تصاب کی تجویز بالکل اس کے برخلاف
 ہے کہ فرقہ شیعہ مسلمانوں کا فرقہ نہیں اور اس تجویز سے جو مفاسد پیدا ہوں گے اس کے
 عواقب و نتائج نہایت دردناک نکلیں گے، اللہ تعالیٰ صحیح فہم اور صحیح عمل کی توفیق عطا
 فرمائے اور پاکستان کو صحیح اسلامی مکت و مستحکم مکت بنائے اور اسلام کی ریشہ
 و اٹیوں سے اس کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

وصلی اللہ علی خاتم النبیین و سید المرسلین و امام المتقین محمد و آلہ و صحابہ و تابعین

رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ۔ نومبر ۱۴۳۲ھ

قوم کا اتحاد و اتفاق - مستقبل کے لئے نیکہ فال

زمعہ میں بد نصیب محنت کا کیا انجام ہوگا؟ روزِ قیامت، تاریخِ کچھ ایسی غیرت ناک ہے کہ جہیزِ حیرت و انسوس کے کچھ حاصل نہیں، پاکستان کی سی سابقہ زندگیاں میں بڑے بڑے جراثیم سے ورگہ رگت لیکن دورِ حاضر میں جس شکل و صورت میں بحران آیا ہے اور قوم و ملت کا جو شدید معنیٰ شریعت شرعیہ، دوارِ سابقہ میں اس کی نظیر نہیں ملتی، ان دردناک حوادث میں جو گھٹائیں پہنائی ہوئی ہیں بد شہرہ کی ہیں لیکن میدانِ کامیابی کی جو کمزریں ن گھٹاؤں کی ہوں سے نکلتی ہیں وہ قدرے حوصلہ افزا دہ ہیں، محنت و ملت کا حیرت انگیز اتحاد شدید اختلافات کے ہوتے ہوئے جس میں داخل ہے نہایت ہی میدانِ افزا ہے۔ درمن حیث القوم اس قدر شریعت کے نفاذ کا مقابلہ جس قوت سے پیش آ رہا ہے نہایت ہی روشن اور تابناک مستقبل کی خبر دیتا ہے، چند معنیٰ بھر فرد جو شراب و زنا، درجہِ تہائی و عریانی کے تیغوں میں مبتلا ہیں، ان کے سوا تمام قوم کا حق دے نظیر حسین و جلیل منظر پیش کرتا ہے اور دین کے لئے نہایت میدان میں نکل کر جس غیبتِ ایمانی و حمیت دینی اور حرارتِ سرمدی کی ثبوت دیتا ہے اس سے پہلے اس کی نظیر نہیں ملتی۔

گزشتہ دنوں تحریکِ ختمِ نبوت میں پاکستانی قوم جس طرح ایک دل و یک جان ہو کر متحد ہوئی تھی، یہ دوبارہ پورے دینی نظام کو رستے کے لئے اتحاد و اتفاق کو کیا ہے جو نہایت میدانِ افزا ہے اور قوم کے اتحاد نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ایک کا کوئی مسند یا نہیں ہے جس کے لئے قوم متحد ہو جائے اور وہ اصل نہ ہو سکے، قومی اتحاد و ملت کی ایک ایسی دیو ربہ کہ نہ پولیس کی مانتیاں است میں کر سکتی ہیں نہ فوج کی گریباں است میں۔ شہر پیدا کر سکتی ہیں نہ بیرونی مدد اس قدر در دشمنانِ دین کی ریشہ دوانیاں سے کر سکتی ہیں اور نہ اس میں سورجِ خیاباں سکتا ہے، کر بٹلر و گوبز اور ہیر و میسورینی کا خیاباں پیش ضر ہو تو بے شک و شک و جھگڑا کے ساتھ معیت ہے، عدم و تشدد کے نتیجہ کی عمر بہت کم ہوتی ہے حق تعالیٰ کسی قیام و دو پرکھ کر کو اپنی خدمت میں نہیں دے گا جو پاپ کرتا رہے، گزشتہ دور میں یہ حرب و شیطانی جو نامہ و سنگراں عمرت آئے ان کا عبرت ناک انجام دینا ہے دیکھ لیں قرآن کریم میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَّا وَعَدَلُوا فِي شَرِّ مَا كَانُوا يُعْذِرُونَ ۚ

وہ وعدہ ہے جو ہم نے ان سے کیا تھا کہ اگر وہ ایمان لائیں اور ان کے گناہوں سے انکار کریں، تو ہم ان کو سزا دیں گے۔

کچھ ایسی نہیں کہ جس انداز سے ملک و ملت کا خون بھایا جا رہا ہے اور جس انداز سے نو جوانوں کی ریشہ
 تڑپ رہی ہیں جیل خانے امیروں سے بھر گئے ہیں اور ہسپتالوں و قحبوں سے پٹ پٹ ہیں۔ اس کا سہرا
 حق تعالیٰ سے عام معافی ہو اور اس قوم پر رحم فرما کر سی سالہ غلطیوں و غفلتوں کو معاف فرمائے۔ اس
 حکومت اور اسد می قانون و شریعت الہیہ کے نفاذ کے پرچم ہر اہل و دستار کو خود ہی حق تعالیٰ سے
 رحمت سے پیمانے و مہارت علی اللہ بعزیز۔ ہر سال پوری قوم کو بارگاہ رحمت حق کی طرف توجہ و شہینہ دیتے
 ہیں اور یہ کہ ان کی ہری سبب پر فح و کامیابی کو موقوف نہ سمجھیں، خوشی کی بات ہے کہ مختلف جماعتوں کا
 سدھ کے اساسی مقاصد پر پورا اتحاد و اتفاق ہے، قرآن کریم و سنت نبوی کریم صلی اللہ علیہ وسلم و شریعت
 شیعہ نبوت پر سب کا اتفاق ہے، اگر تھوڑا بہت اختلاف ہے تو چند ہی مسائل میں، قزم پٹ پٹ مسک
 کے مطابق اس کو اختیار کرنے کی ہمارے گنہگار ہندوؤں میں راقم اخروفت نے پرسوں کے دو بیانات دیے
 گئے تھے، پہلے بیانات شخصی و انفرادی تھے جو کہ پریں کو اخبارات میں شائع ہوا و رد و سرائیس تیار تھے
 کے میر کی حیثیت سے جو کہ اپریل کے اخبارات میں چھپا، دونوں بیان صلی، الترتیب حسب ذیل ہیں:

حکومت تشدد کر کے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی

کراچی ۹ اپریل ۱۹۴۷ء ممتاز عالم دین شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف بنوری نے آج یہاں اپنے ایک
 بیان میں کہا ہے کہ اس وقت پاکستان جس بحران سے گذر رہا ہے وہ بہت دردناک و تاریک پاکستان
 کا تاریک ترین باب ہے حکومت یوم کی مرضی کے خلاف قہر پر حق بشل رہنا چاہتا ہے، اس
 طرح عوام اس حکومت کو کسی طرح برداشت کرنے کے تیار نہیں و راستہ مستقیم دور پر
 برد کر چکے ہیں۔

یہاں حکومت تشدد سے عوام کے جذبات کو دبانے چاہتے ہیں جو یقیناً بہت نادمہ ست ہے۔ نیز
 مسجدوں میں رخنہ چارج کرنا، شہر و کسین ستم کرنا، نمازیوں و درجہ کو زبردستی کرنا
 درجہ گناہ مسلمانوں کو گدیوں کا نشہ بنانا، اسلام و عفت و انصاف کے خلاف ہے، اس نے
 ہماری رائے یہ ہے کہ حکومت تشدد کر کے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی، برسرِ مذہبی حکومت بھی
 تشدد کر کے قہر است عوام ہو سکتی۔

مکومت کو بہارِ نفاذِ مشورہ ہے کہ وہ ان عمارت میں آگے منہ بہات کو تسلیم کرتے ہوئے ممدیومٹ
 بنوری نے تخریبِ قومیت پر کئی کہ وہ قریب کو پہنچیں اور خصوصاً بنوریوں سے کہ
 ممدیومٹ ہی شدتِ ان کی نصرت و کامیابی سے ہنگامہ ہوتا ہے اس لیے سرکاری تاریخِ عہدِ نبوت سے
 سے کرتے کسی بھی بدلتی ہے۔
 (جنگِ کرچی ۲ ربیع الثانی، ۱۳۳۵ھ، اپریل ۱۹۱۵ء)

فہرستِ تحفہِ نبوت کے امیرِ موالیہ تاسید محمد یوسف بنوری کا بیان

مک عزیز جس ہولناک جرح کی پیٹ میں ہے اس پر دل کا پڑ رہا ہے، خانہ خدا کے لئے اس
 کو پامال کیا جا رہا ہے، عدل و کور، درحک کے دیگر معززین کی سرِ باز رتنہ میل کی جا رہی ہے۔
 جتنے شہریوں کو خاک و خون میں تڑپایا جا رہا ہے ورنہ کاپر نہ دس کی طرح شکار کیا جا رہا ہے۔
 ممدیومٹ بچوں درخواتین پر شہ زورنی کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے جو کسی قوم کی پیشانی پر سب سے بدنام
 داغ ہے، معیشت تباہ ہو چکی ہے، اقتصادیات پٹ پٹ ہوئی ہیں، کارخانے و رہائش گاہیں اور
 ہار و ہار ٹھپ ہے، ملٹی برادری میں مک کا اقل رنگ میں مل چکا ہے، دشمنِ مہنس رہت ہیں اور
 دوست رو رہت ہیں، یہ قدر و قدر یہ جور و تعدی یہ انتشار و انتشار یہ سب آبرو ملی و ہوشیاری
 ملک کے مستقبل کے لئے نہایت خطرناک ہے۔

میں نہایت دل سوزی سے دردمند ہوں کہ یہاں کہ خدا کے لئے اس ملک کی حالت پر رحم
 کریں قدرتِ بڑے ہو کر قوم کو تڑپا دینے والے قاتلات اور بے لگ فہم کا موقع دیں رقوم
 بنوئی نہیں دوبارہ منتخب کر دیتے ہیں تو طینت سے ٹکڑی کر دیں در رقوم نہیں مگر دیکھتی
 ہے تو زبردستی دوسرے کرداروں پر مضطر رہنے کی کوشش نہ کریں ملک کے لوگوں و دانش میں جو شوخی
 ڈرامہ کھیل جا رہا ہے مک کے سب سے کامیاب ترین نہیں۔

(جنگِ کرچی ۲ ربیع الثانی، ۱۳۳۵ھ، اپریل ۱۹۱۵ء)

مذہبات تک پہنچا تھا کہ جناب ذو الفقار علی جتوئی پریس کا نشر و نشر ہوئی جو بہت سورت سنی کی اور
 اس کے پس منظر و پیش منظر پر غور کیا تو حیرت و نفوس کی انتہا باقی نہ رہی، اسی وقت رت کو ایک خبری
 بیٹن جاری کیا گیا جو پریس کے جتنے کے اخبارات میں شائع ہوا، اس کا متن سب ذیل ہے۔

کراچی، ۱۱ اپریل ۱۹۷۳ء مولانا سید محمد لوی سلف بنوری امیر مرکزی مجلس تحفہ ختم نبوت نے
 آج رات ایک بیان میں کہا ہے کہ قوم کو توقع تھی کہ جناب بھٹو اپنی پریس کانفرنس میں پاکستان
 کے موجودہ بحران کا جس نے پاکستان کی بنیادوں کو ہلکا کر رکھا دیا ہے حل کرنے کے لئے قوم کی خواہشات
 کا احترام کرتے ہوئے اس کے مطالبات کو منظور کرنے کا اعلان کریں گے مگر انفرس کہ جناب بھٹو نے
 صورت حال کا صحیح اندازہ لگانے کی کوشش نہیں کی، انہوں نے پریس کانفرنس میں جن قدمات کا
 اعلان کیا ہے انہیں قوم سے مذاق ہی تصور کیا جاسکتا ہے، سوچنے کی بات ہے کہ جس حالت میں قوم
 کو خاک و خون میں تڑپایا جا رہا ہو اور عوام کے مجمعوں پر آتش باری کی جا رہی ہو ان قدمات
 کی کیا قیمت ہو سکتی ہے۔ ہر حال جناب بھٹو صاحب کو اطمینان رکھنا چاہیے کہ قوم بے زلزلہ
 سبز باغوں سے فریب نہیں کھٹے گی۔ انہوں نے قوم سے اتنی وعدہ خد فیماں کی ہیں کہ بڑے
 کے کسی منہ پر فرو کو ان کے کسی وعدہ پر اعتبار نہیں رہا، مذاق دیا میوں کے بارے میں قانون
 سازی کا قومی کبلی میں وعدہ کیا تھا مگر تین سال گزرتے پر بھی وعدہ پورا نہ کیا گیا، اس کے لئے
 بار بار دہائی کر لی گئی، تار دس گئے، تین صوبوں پر تقاضے کئے گئے مگر کوئی شنوائی نہ ہوئی، ان
 کے لئے دانشمند نہ راستہ اب یہی ہے کہ وہ مستعفی ہو جائیں، آزادانہ انتخاب کا راستہ صاف
 کریں اور موجودہ اسمبلیوں کو جو رہنمائیوں کی پیداوار ہیں درجن کی کوئی قانونی حیثیت نہیں
 توڑ کر قوم کے ساتھ بات تسلیم کریں، اللہ تعالیٰ صحیح فیہ کی توفیق نصیب فرمائے اور ملک پر
 رحم فرمائے۔ آمین

حکام کے وعدے اور اسلام سے ان کا تعلق

بڑا مسئلہ یہ ہے کہ یہاں روز بروز سے جو حکمران آتے رہے کتاب و سنت کا نام بیٹے کے باوجود کتاب
 و سنت کی جڑیں کاٹتے چلے گئے، اس دنیوی قانون بننے کے بجائے سے تعلیمی بورڈ قائم کیا گیا، ان کے رتبہ
 اس پر خرچ کیا گیا، چرمشا و رقی کونسل قائم کی گئی جو آج تک موجود ہے، اس وقت شاید کروڑوں روپیہ
 خزانہ عامہ کا خرچ ہو چکا ہوگا لیکن ہنوز روز و اس سے، صاف محسوس ہوتا ہے کہ یہ ہمارے محمدیوں کی
 سیاسی شیعہ بازی ہے جو کلمہ مسلمانیوں کا مزج دینی ہے اور انہیں معلوم ہے کہ یہاں کے مسلمان سب
 کے سوا کسی دین کو برداشت نہیں کر سکتے، اس لئے ان کو غلط فہمی میں مبتلا کرنے کے لئے یہ سب کچھ ہوتا رہا،

ناسی قونین کتاب و سنت کے خلاف نافذ کر دیئے تھے تمام ملک میں حتیٰ جہو مکر کیا گیا کہ حکومت اپنے
 موافقت سے نہ ہوئی تھی ہوا آخری دور بھٹو صاحب کا یہاں پرزیشن میں چند مقررہ ترس بستیوں کی مسئلہ
 جمیلست نہ اند کر کے نہیں تھے پہلی مرتبہ یہ فیصلہ کیا گیا کہ پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام ہے اور اس کا
 نہیں کتاب و سنت پر مبنی ہوگا لیکن عملی طور پر مذہبی جمع خرچ و لفظوں کے بغیر پھر سے زیادہ کوئی نتیجہ
 نہیں نکلا، اس بہ غیب محکم کے حکمرانوں کا مزاج سوائے اتفاق سے ایک ہی قسم کا نکلا تھا۔ لاش بہت تو بھڑ
 قاتلیم سے کئی لاکھوں بھٹو صاحب کے دور حکومت میں بار بار یہی دہرایا گیا پھر مشور کی بنیادی وقت
 میں یہ دہرایا کہ مذہب اسلام ہوگا، معیشت سوشلزم ہوگی مگر اسلام کے ساتھ سوشلزم کا جوڑ کیسے؟
 کیا کفر و اسلام دونوں یک ہو سکتے ہیں؟ کیا سفید و سیاہ ایک ہی چیز ہے؟ غرض حقائق کو منہ کر کے غلط
 کے گورکھ دھندوں میں یہ پارسے تو م کو پھنسانے کی کوشش کی گئی اور ہو رہی ہے۔ بھٹو اور حکومت میں
 تمام مسئلوں نے اپنے اتحاد و اتفاق کی قوت سے ملت ممدہ قادیان میں مرزانیہ کا قیامت بنانے میں کامیابی
 حاصل کی نہ ورت تھی کہ فوراً قرون بننا۔ مرزانیوں کی مردم شماری ہوتی، اس تناسب سے ن کے لئے سہلی
 کی سیٹیں متعین کی جاتیں، ان کے شناختی کارڈوں اور پاسپورٹوں پر قادیانی مرزانی کا لفظ لکھنا ضروری
 کر دیا جاتا تاکہ چور رستوں سے ہوا اسلامی ورزانی حکومتوں میں کھس کر وہ اسلام کی بیخ کنی کرتے پٹ آئے
 میں اس کا راستہ نہ کیا جاتا، لیکن افسوس درمدا افسوس کہ ایک قدم بھی نہیں اٹھایا گیا بلکہ اٹھتے ہوئے
 قدموں کو کاٹ دیا گیا، مسٹر بھٹو کی حکومت اس سلسلہ میں خود تو کیا اقدام کرتی، حزب اختلاف کی طرف سے
 بڑے اہلی میں پیش ہوا، سے بھی مسترد کر دیا اور حالیہ انتخابات سے پہلے مسٹر بھٹو نے مرزانا صراحتاً دیا تھی
 ممدین کے ممدوں کے تین مختلف ٹولے ملقات کی، نہ جانے کیا خفیہ پڑت و پڑ مونی ہوگی مگر اس کا شاخسانہ
 ہے کہ موجودہ نام نہاد اسمبلیوں میں نیز مسلمہ قیامت و حیثیت سے قادیانیوں کو شریک نہیں کیا گیا، کو یا آئین
 میں جو قادیانیوں کو غیر مسلمہ قیامت قرار دیا ہے عملی طور پر اسے عمل کر دیا گیا، مانع قریب میں شراب پر
 فرو مبادیات کا انہار کیا اور عملی طور پر برسر باز شراب نوشی کی نہیں کر سکیں، قادیان اسلام کا منہ
 ڈالیا گیا، زکا قادیان کے سب ممدوں کو فرسودہ در باعث لعنت قرار دیا گیا بلکہ تمام اسلامی حکام کو
 پاریزہ دیرینہ اور فرسودہ تھی ممدے یا دیا گیا، ان حقائق کے ہوتے ہوئے کیا بھٹو صاحب کے وعدے پر
 ممدے دیا جاسکتا ہے؟ چنی کر ممدے کو سہار دینے کے لئے شراب نوشی کی پابندی کے خلاف ممدے

کو دھوکا دیا جا رہا ہے جبکہ چور راستوں سے غیر ملکی لوگوں اور غیر مسلموں کے لئے کھلی جازت دے دینی غیرت کی بات ہے کہ ہندوستانی حکومت نے مدت سے شراب کو اس سختی سے ممنوع قرار دے رکھا ہے جس کی نظیر اسلامی حکومت میں نہیں ملے گی حالانکہ وہ کافر سیکر حکومت ہے۔ پھند ناموں کا عدت کر کے اسلامی قانون سازی کے لئے سفارشات پیش کرنے کا عدت کیا گیا تاکہ ہوا کے رخ کو موڑ جائے۔ سابقہ تجربوں کے ساتھ رکھ کر کیا کوئی سادہ لوح بھی ان وعدوں ورنہ وعدوں پر غما کر سکتا ہے؟ بہرحال یہ آخری سیاسی تجربہ تھا اور ترکشس کا آخری تجربہ تھا۔

اس وقت ہم نے صرف ایک دینی چہلو کے پیش نظر چند اشارات کئے ہیں، سیاسی اعتبار سے حکومت کی تباہی، اقتصادی بد حالی، بد منی، بے رحمی، ہندو سدوان کی فراوانی، بیرونی قرضہ جات سے محبت کی تباہی کی دستاویزیاتی طویل اور اتنی دردناک ہیں کہ مذقوب میں طاقت، نہ قوم میں یا رائی کی قوت ہے۔

جہادی اولیٰ ۱۳۳۵ھ، مئی ۱۹۱۷ء

اخوت اسلامی اور اس کی اہمیت

اسلامی اخوت وہ عظیم ترین وحدت اور رشتہ پرکاشت ہے جو تمام بھائیوں کی نفسی، انسانی، ملکی اور وطنی حدود و قیود سے آزاد و مطلق ہے۔ یہ وہ وحقیقی رشتہ ہے جو مادی حدود و پیمائشوں سے بالاتر ہے۔ یہ انسانی کائنات میں نہایت اہمیت کے حامل ہے۔ یہ انسانی رسالت علیٰ سہ طہیرہ و مکمل کے رشاہات و امتداد ہے۔ اس کی تعلیمات و تعلیمات کے منتقل ہونے پر ہی ہمیں رشتہ دہی ہے۔

تم کہو کہ ہم ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔
اس کے مقابلے میں اس کے بھائی اب نہیں
کہہ سکتے ہیں کہ ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔

رشتہ دہی، فاضل بن

قبول کیا، صاحب خاندان

بنی خاندان

رشتہ دہی کی سہ طہیرہ و مکمل ہے۔

ایک دوسرے کے بھائی کے بھائی کے بھائی کے
بھائی کے بھائی کے بھائی کے بھائی کے
بھائی کے بھائی کے بھائی کے بھائی کے
بھائی کے بھائی کے بھائی کے بھائی کے
بھائی کے بھائی کے بھائی کے بھائی کے
بھائی کے بھائی کے بھائی کے بھائی کے

وہ مومن، مومن، مومن، مومن

یستہ بعضہ بعضا

و شباب بنی احد بعد

بنی ہمدان بنی ہمدان

یہ رشتہ دہی کی سہ طہیرہ و مکمل ہے۔

مومن مومن مومن مومن

و تراحمہم و تعاطفہم

ممن الخیر اذا اشتكى منہ

ممن بعد انی منہ من الخیر

یا سیدہ و امی

وہ مومن مومن مومن مومن

وہ مومن مومن مومن مومن
وہ مومن مومن مومن مومن
وہ مومن مومن مومن مومن
وہ مومن مومن مومن مومن
وہ مومن مومن مومن مومن
وہ مومن مومن مومن مومن

وہ مومن مومن مومن مومن

وہ مومن مومن مومن مومن

و میریں اور بیعت میں آئی ہیں، چنانچہ ارشاد ہے:-

لَا تُشْرِكُمْ بِالْمَنَاسِكِ مِنْ

دَرَجَةِ نَصِيحَةٍ وَالصَّلَاةِ

وَالصَّدَقَةِ، قَالُوا: بَنِي قُلُوبِ

وَصَدْرِ ذَاتِ الْمُبِينِ .

فَرَنَ فَنَدَ ذَاتِ الْمُبِينِ

هِيَ الْحَالِقَةُ، لَا أَقُولُ تَحْقِيقَ

الشَّعْرِ وَلَكِنْ تَحْقِيقَ الدِّينِ .

زود زود، ترمذی بردہ بت بر سر دہشت

فرمادے: کیوں نہیں روزانہ روزانہ و رخصتہ کے رخصتہ

بھی افضل عبادت، نہ تہذیب و نہ تہذیب و نہ تہذیب

کیوں نہیں ضرورت مند فرمادے: دو عبادت

حققت کی صدق، خوشنویس بنانا، بت سے کہ

کہ متناہ پر، آپس کے تعلقات کو بگاڑنا، و نہ تہذیب

ہی موند دینا و نہ تہذیب، سب سے بہتر تہذیب

حرکت، ہاں کو موندتی ہے تہذیب، تو پوری قوم کے

و بیان، کو موند دیتی ہے تہذیب، و نہ تہذیب

دنیا سے سدرم کے لئے مسلمانوں کے باہمی اتحاد و تعاون سے بڑھ کر کوئی نعمت و رحمت نہیں

طرح دنیا میں مسلمانوں کے تحزب و تہذیب ہندی، اور افتراق سے بڑھ کر کوئی عذاب نہیں قرآن کریم

کی آیت کریمہ:-

أُولَئِكَ شِعَارُ الْبِذَلِيقِ

بِعَفْوَكَمْ بِأَسْ بَعْضِ .

یاقہ مختلف گروہوں میں بانٹ دے و نہ تہذیب

سے نہ تہذیب و نہ تہذیب کے مذہب میں ہند کر دے

میں ہی مذہب کا ذکر فرمایا ہے .

”جہادِ پاکستان اور اتحاد“

سچ گرد کش سے لے کر نڈا نڈیا تک کے مسلمانوں میں باہمی اتحاد و تعاون، تہذیب کی راہ پر

فرما ہو جائے تو یقیناً دنیا کی سب سے بڑی طاقت و مسلمانوں کی طاقت ہو جائے گا، شکر ہے کہ جہاد

پاکستان کے موقع پر، اس سدری اتحاد و تعاون کی بجائے جھلک سامنے آئی و نہ تہذیب و نہ تہذیب

جہاد سے اس نازک موقع پر پاکستان کی امانت و ہمارے ہر وحدت سدری کا بھروسہ ہوا، جہاد کی راہ پر

کو یہ دور یہ ہے و نہ تہذیب، جہاد کی راہ پر جہاد کی راہ پر جہاد کی راہ پر جہاد کی راہ پر جہاد کی راہ پر

تھا جس نے اس سدری، نوت و وحدت کی راہ پر جہاد کی راہ پر جہاد کی راہ پر جہاد کی راہ پر جہاد کی راہ پر

آج جہاد کی ایسی امانت ہے جس کے ذریعہ حق تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کی سعادت و نہ تہذیب

و عظمت بیہر سستی ہے اور اسی نعمت سے پوری مسلمانوں کی دنیا، اور آخرت دونوں میں ذلت اور
رسوئی کا باعث بنتی ہے، نہ تا اندیشہ عقلی مددِ حیدر و ستم نے ان حقیقت کی حیرت مت کو ذیل کے الفاظ
میں متوجہ فرمایا ہے۔

در الجہاد مددِ حق ہی یوہ نقیبا صدقہ جہاد قیامت کے دن تک جاری رہے گا۔

مذروبن ملک میں بھی کئی جہاد کی برکت سے پوری قوم میں سب غیر اتھی و دیہانت، مریہ رومی و
قعدون کے بندہ ت یکدم بیدار ہو گئے، تمام جماعتی و سیاسی تحریکات مت گئے، ایشاد و سر فروشی کے
حسرات بردے کار آئے اور چشم زون میں مل پاکستان سے غنیمت سے سرفراز ہو گئے ہیں
کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔

در حقیقت پاکستان کا یہ دور نہایت مبارک و مسود ہے جس میں قوم کو بہت بڑی سعادت سے
آگاہ ہونے نصیب ہوا اور برسوں کے خوابِ غفلت سے پوری قوم بیدار ہو گئی سب سے بڑی بات
یہ ہے کہ تاسیخِ اسلام میں مسلمانوں کی ترقی و برتری کا راز سرستہ مشتمل ہو گیا و آیاتِ جہاد اور
حدیث قتال فی سبیل اللہ کے متعلق وہ بات کا مشاہدہ ہو گیا۔

کاش مسلمان اس غنیمت شانِ نعمت جس کا صرف زبانِ شکر یہ کہ بھائے حقیقی شکر و ادھر
اور اس خوش زندگی کو کیسے ختم کر دیں جو غضبِ نبی و قہرِ خداوندی کو دعوت دیا کرتی ہے، رعب
اقتدار کا بھی فرض ہے کہ اللہ کی دی ہوئی اس عظمت و قدرت سے صحیح فائدہ اٹھائیں اور اس ملک
میں امتداد کا قانونِ رحمت و حکمت یعنی مکمل نظامِ شریعت جہد زجہ جاری کر دیں اور اس کی
رہنمائی میں ملک کے اندر ایک صحیح مددگار کی تشبیس کریں اور اس شکرِ نعمت کے نتیجہ میں مددِ حقانہ
کے وعدے۔

المن شکرتہ لامن بدتکد ولن
برقے شکر کیا تو ہم تمہیں زیادہ دیں گے اور رقتے کفر
کفر تمہیں عذابِ شدید۔

کے مطابق دنیا میں اور زیادہ سے زیادہ عزت و عظمت اور وقت و وقت کی نعمت سے سرفراز ہوں،
اور آخرت میں رضایابی و راجد، با دو تک رہنے والی نعمتوں سے مالا مال ہوں۔

مگر اس مقصد کے حصول کے لئے سزوری ہے کہ مریکھ زروس و بری غیر فرانس اور چین وغیرہ

طاعتوں، غوثی طاقتوں، رخصتوں، مندر پرست، خود غرض قوموں سے اپنا دامن چھڑا کر حکم الٰہی میں کی بارگاہِ
 حیدر و کبریا میں سر نیاز خم کریں، اور رب العالمین کی بارگاہِ قدس میں سر بسجود ہو کر وہیں کی نعمتوں پر
 سعادتوں سے سربند و سرخرو ہوں۔

پاکستان کی اصلاح کے لئے چند ضروری تجاویز

چند خوش آئند تبدیلیاں دیکھ کر خوشی ہوئی، ریڈیو کے نظام میں کچھ تبدیلی لگئی ہے، سنا ہے کہ
 کالجوں اور یونیورسٹیوں میں مخصوص تعلیم ختم کرنے کے لئے بھی احکامات جاری کر دیئے گئے ہیں، بہت
 زیادہ نیک نال یہ ہے کہ قرآنِ عظیم کے بارے میں پہلی مرتبہ یہ اعلان ہوا ہے کہ حکومتِ پاکستان قرآن
 کریم کی رہنمائی کو رہنما اصول کے طور پر تسلیم کرتی ہے، لیکن یہ تبدیلیاں اور اقدامات اصلاحی سال کے لئے
 ناکافی ہیں، ریڈیو پر اگرچہ مگائے ہوئے گئے ہیں لیکن قومی اور ریاضی کے مسائل صنفِ نازک کی نئی
 آوازوں، درخاؤں و رباب کے دکھش نموں کے ساتھ اور موسیقی کی ترفن ریزیاں ابھی تک باقی ہیں،
 نہ مرض کا پورا علاج ہے اور نہ کامل شکرِ نعمت، یہ درست ہے کہ معاشرہ کا مذاق اٹھا کر چکا ہے کہ کیم
 اصلاح ممکن نہیں تاہم مدبرانہ تدبیریں نظام کے ساتھ مزید اقدامات کے جاری رکھنے کی ضرورت ہے،
 قرآنی قانون و شرعی نظام، جہد از جلد نافذ ہونا چاہیے، ہر قسم کے رقص و سرود کی محفلیں، رنڈے رنڈے
 ہونی چاہئیں، کلبوں اور اعلیٰ سوسائٹیوں میں عورتوں اور مردوں کے بے محابا اختلاط، سہکاری
 تقریبات میں لڑکی عورتوں کی شرکت کی بھی بیخ کنی ہونی چاہیے، اخبار اور رسائل میں بھی خوش
 عورتوں کے نیم عریاں ٹوٹا اور تصاویر کی اشاعت خصوصاً کاروباری اغراض کے لئے سینا و رد و سری
 کمپنیوں کے شہادت میں عورتوں کی تصاویر کی اشاعت و استعمال قلعہ ممنوع ہونا چاہیے، شراب نوشی
 اور قمار بازی بہر صورت قابلِ سزا جرم قرار دیا جانا چاہیے، غرض نہ صرف اخبار بکہ عوام کی اس قدر
 تہذیب و ثقافت اور معنوی زندگی کو جس کی یہ سب خوشیاں ہیں بیکسر خیر باد کہہ کر دنیا میں ایک با وقار
 و با عزت و خود دار و طاقت ور قوم کی تشکیل ناگزیر ہے، اگر اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور آخرت کی
 مسئولیت پر کامل یقین و ایمان موجود ہو اور عہدِ حاضر کے تجربات و مشاہدات سے استفادہ کرنے و
 منتقلی صحیح، سزا و سزا کی طاقت میسر ہو تو دنیا کی کوئی مشکل بھی مشکل نہیں ہے، عبادت

کے لیے چین کی مثال موجود ہے، مگر درحقیقت تین ٹکڑوں کے بچنے کے لیے کمزور عقل کاٹل ہونے کے لیے ناسے ناسے اور غریب راسخ ہونے کے لیے ممتزلزل اور حس میں کمزوری غیر شعوری طور پر مسلط ہو چکا ہے، اسی تصور اور خامی کی وجہ سے صورت حال میں موثر انقلاب آفرین اقدامات کی ہمت نہیں ہوتی، ہم ہمدرد قومی فرائض پر ایمان رکھتے ہیں۔

گروہ بندی، اشتقاق اور علماء کرام جس طرح عوام اور قوم کے دوسرے طبقوں میں انتشار و فترت اور حزب زدہ بندی کا فرما ہے اسی طرح ان کے طبقوں اور دینی اداروں میں بھی انتشار و فترت موجود ہے۔ صرف مختلف مکاتب فکر کے علماء میں بلکہ ایک ہی مکتب فکر کے بزرگوں میں بھی یہی صورت حال کارفرما ہے، کہیں جمعیت علماء اسلام ہے تو کہیں جمعیت علماء پاکستان اور کہیں مجلس احمدیہ اسلام وجود ہے تو کہیں جمعیت اہل حدیث۔ کہیں تنظیم اہل سنت ہے تو کہیں اہل فرقہ و فرقہ بندی۔ دین کے لیے انتشار و فترت کا سبب بن گیا ہے کاشت۔ یہ سب ادارے یکے کے ساتھ ایک ایک مکتب خیال کے ورے ایک مرکز پر جمع اور متحد و متنسق ہو جائیں اور پھر باہمی تعاون و مشاورت و مستندہ نظام کے تحت تنظیم کار کے اصول پر جو جماعت جس مسئلہ کے لیے زیادہ اہل اور موزوں ہو وہ کام اس کے سپرد کر دیا جائے، آپس میں کئی ارتباط و اتحاد و تعاون و تعاون و رہبر ہنگامی و یکا گرت موجود ہو اور سب ایک لگاتار میں منسلک ہوں۔

خوشی ہے کہ اس بڑے مشکل صورت حال کے حل میں جو چار سبب پناہ گزشتہ دو سالوں میں ترقی یافتہ و فترت کو ختم کرنے کی غرض سے اس باب پر غور و فکر کیا گیا تھا اور اسی مقصد کے پیش نظر اس سال ہجری میں سیاسی و مذہبی و سماجی و تعلیمی اتحاد و تعاون سے متحدہ اسلامی مہم "وہابیہ" آئی ہے اور یہ مسئلہ کو مذہبیت کے لیے زیرِ بحث دوبارہ مٹانے میں اتحاد و تنظیم کے ساتھ عمل اور بانٹا بہت شایستگی سے پیش کرنا چاہیے۔

خدا کرے کہ اس مبارک اور ملک و ملت کے لیے خوش آمد ستند کا سفید ساحلِ مراد تک پہنچ جائے اور علماء کے طبقہ کا یہ تشقت و افتراق دور ہو جائے، انوں میں فطری اہمیت صاف اور عظیم راسخ ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ کامیابی نہ ہو۔

مجلس دعوت و اصلاح کے ہم ترین مقاصد میں ایک مقصد یہ بھی ہے اس سے ہم اس مقصد کے لئے تمام دینی جماعتوں کو سیاسی ہوں یا غیر سیاسی - متمم کے قانون اور ملی اشتراک کا یقین دہاتا ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس مبارک مقصد کی تکمیل کے لئے ہم سب کو توفیق عطا فرمائیں۔

وہ ذیل علی اللہ بعزیز۔

شعبان ۱۳۹۰ مہرجمہ ۱۰ ذی القعدہ ۱۳۹۰

مسلمانوں کے لئے دنیا کی عزت و آبرو حاصل کرنے کا طریقہ

مسال بتوفیق اللہ اسلمی اور غیر اسلمی ممالک میں دینی دعوت و تبلیغ کے کام اور طریقہ کار
 پر نور کرنے کا زیادہ موقع ملے۔ اپریل ۱۹۷۳ء کے آخری عشرہ میں بمقام پیٹر میٹرس برگ (صوبہ
 ٹیسا جنوبی فریٹ) میں تبلیغی اجتماع طے پایا تھا، بعض مخلصین کی خواہش بلکہ اصرار پر بندہ نے
 بھی شمولیت کا وعدہ کر لیا تھا، گو اپنی معذوری و مدرسہ کے علمی و انتظامی اشغال کے پیش نظر
 یہاں تک نہیں بہر حال وعدہ کر چکا تھا اور کچھ احباب کا اصرار بھی بہت بڑھ گیا تھا بلکہ میرے
 نقص ترین احباب آل میاں کو جب خبر ہوئی تو ان کی خواہش ہوئی کہ پورے سفر کے اخراجات
 وینور کریں، چنانچہ ۳ اپریل کی صبح کو پی آئی اے سے براہِ عدن نیرونی پہنچا اور نیرونی سے اولیک
 یروزیو نانی پسنی کے ذریعہ جو طرابلس پہنچ گیا اور ۶ ہزار میل کا یہ طویل سفر حنیہ گھنٹوں میں الحمد للہ
 بعافیت و آسانی طے ہو گیا، ایئر پورٹ پر علامہ و مرم اور مخلصین و احباب نے خیر مقدم اور تہنیت
 سے شرمندہ فرمایا، آل میاں کے علمی و دینی مرکز و ٹرفل کے امپلومینٹ میں قیام ہوا۔
 جہاں ہر طرح کے آرام و راحت کے سامان تصور سے بالاتر مہیا تھے، اس وقت نہ سفر نامہ
 لکھنا مقصود نہ عادت ہے، نہ بیانات کے محدود صفحات نہ دلچسپیوں کے متحمل ہیں، تبلیغی
 مقصد کے پیش نظر یہ سفر کیا گیا تھا اس لئے دینی اور تبلیغی تاثرات ہی زیادہ تر سفر کا موضوع
 رہے اور اسی میں وقت صرف ہوا، اللہ بے باک ہفتہ تو صرف صوبہ ٹیسا کے تبلیغی اجتماعات
 میں صرف ہوا، اور موضوع صرف یہی رہا کہ اگر مسلمان دنیا میں باعزت زندگی بسر کرنے کے
 راز و مند ہیں تو ان کو دین کے لئے قدم نہ زور اٹھانا پڑے گا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی
 روایت سے صحیح مسلم میں جو صحیح حدیث مروی ہے اس کی یہ زبانی تشریح ہوئی ہے، فرمایا
 ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے :-

ارباب اللہ سے بے ہمتی نہ کرنا
 حق تعالیٰ قرآن کریم پر رش کرنا اولوں کو اٹھاتا ہے
 اور عمل نہ کرنے والوں کو کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال نشئی اس وقت حدیث شریف کی کافی و شافی تشریح و

بیان کا موقع ملا اور اس امر کی وضاحت کی کہ انسان خلیفۃ اللہ فی الارض ہے اسی کے ذریعہ
حق تعالیٰ کے اسرار قدرت اور آثار حکمت ظاہر ہوتے ہیں اور تکوینی مصالح کے لئے وہ اس
کا وجود از بس ضروری ہے، چنانچہ اگر انسان دین الہی کے تابع ہو جائے تو تکوینی و تشبیہی ہر
قسم کی مصالح و حکم کے ظہور کا ذریعہ بنتا ہے اور اگر یہی انسان صحیح مسلمان بن کر حق تعالیٰ کے حکم
کی صورت کی حفاظت کرتا ہے تو خود اس کی صورت محفوظ ہو جاتی ہے اور اگر اس کے مفہوم
کی حفاظت بھی کرتا ہے یعنی اس پر عمل کر کے اسے محفوظ کرتا ہے تو حق تعالیٰ کا یہ صحیح معنی میں نفع
ہوتا ہے اور سفیر اپنی حکومت کا صحیح نمائندہ ہوتا ہے لہذا اگر سفیر اپنی حکومت کا صحیح نمائندہ
اور صحیح نمائندہ ہوتا ہے تو حکومت کے ذمہ بھی فرض ہوتا ہے کہ اس کی ہر طرح حفاظت کرے۔ یہی
لئے دنیا کے قانون میں سفیر کو ناکامانا اس حکومت سے بغاوت کے مترادف سمجھا جاتا ہے۔ اور
عداوت اور مخالفت کی دلیل ہے۔

غرض اس موضوع کی تشریح میں حق تعالیٰ کی توفیق شامل حال رہی اور آخرت و دنیا کے
نعمتوں کا تفصیلی موزنہ کیا اور دھامتا مع 'لندنی فی الآخرة' لائیس کی خوب خوب توثیق ہوئی۔
حق تعالیٰ کا شکر ہے کہ خلاف توقع اس کا اثر اچھا ہوا اور کافی تبیینی قافلے دنیا کے گوشے
گوشے کے لئے تیار ہو گئے۔

اس کے بعد مختلف مقامات پر جزوی بیانات ہوئے۔ پھر ہر تعلق بقوسہ المستویہ
موزمبیک کے دارالخلافہ لورنس مارکس جانے کا اتفاق و روابط بھی احباب و مخلصین کے
ذریعہ متعدد بیانات ہوئے اور ان محکمات میں تبیینی کاموں کا جائزہ لیا گیا و محسوس ہو کر
کوئی مخلص عالم پر تیسری زبان جاننے والا اس سرزمین میں کام کرے تو وہاں کی حبشی قومیں
بہت آسانی سے اسدم قبول کر سکتی ہیں چنانچہ معلوم ہوا کہ جامعہ مدیہ ڈیجیل کے ایک دانش
التحصیل عالم کے طلبہ پر ایک ہزار سے زائد حبشی مسلمان ہو چکے ہیں۔ اس موقع پر قرآن کریم
صدقات و زکوٰۃ کے مستحقین یا جن لوگوں پر خرچ کئے جائیں گے ان میں ایک قسم
"المؤلفۃ تسویمہ" کی اہمیت محسوس ہوئی کہ حج بھی ایسی صورت موجود ہے کہ مسلمان
ان نو مسلموں کی پرورش پر زکوٰۃ کے مولوں ہی خرچ کر لیں تو ہزاروں ہزار مخلص حبشی

حلقہٴ اسد میں داخل ہو سکتے ہیں۔

بہرحال محسوس ہوا کہ جن بلاد میں مسلمانوں کی حکومت نہیں ہے ان میں اس انداز سے کام کرنے میں بہت کچھ کامیابی ہو سکتی ہے۔ جنوبی وپرتگالی افریقہ سے فارغ ہونے کے بعد لندن کا پروگرام تھا چونکہ یہ سفر طویل تھا اس لئے آلِ میاں نے یہی رفاقت اور عانت کے لئے ایک انگریزی دل عالم دین حافظ موسیٰ یوسف میاں کا انتخاب کیا جن سے مجھے بہت طرح کی آسائش و آسانی میسر آئی۔

دورہ برطانیہ | جو ہالنبرگ سے تمام افریقہ کے برعظیم کو تقریباً دس گھنٹہ کی مسلسل پرواز کے ذریعہ مل کر کے اندلس کے دارالخلافہ میڈرڈ پہنچے، ایک شب میڈرڈ میں دورتیں قرطبہ میں اور سپنہ گھنٹے غرناطہ میں گذرے، مسلمانوں کے عروج و زوال کی تاریخ بیک وقت سامنے آئی اور قرطبہ کی مرحوم جامع مسجد کو دیکھ کر سینہ کے داغوں کو تازہ کیا اور جامع قرطبہ کے ایک گوشے میں دو گانہ نقل ادا کرنے کی توفیق نصیب ہوئی، لندن میں اجاب و مخلصین کا ایک وسیع حلقہ تھا اس لئے تمام انگلستان کے کثر مقامات ڈیویزی ولسال، ہاٹلی، برنگھم ڈرسٹن، مانچسٹر، بریڈ فورڈ، بوٹن، شفیلڈ وغیرہ پر اجتماعات کا پروگرام بن گیا اور ہر جگہ جانا بڑا، نودن کے قیام میں بیس پچیس بیانات ہوئے، انگلستان کے مسلمان باشندوں کی نئی نسل کے لئے شدید خطرات محسوس ہوئے اس لئے کہ تعلیم لازمی ہے اور مخطوط ہے اور مسلمانوں کے اور لندن کی اصلی باشندہ حکمران قوم دونوں کے اسکول و کالج ساتھ ہیں، اس مخطوط معاشرے کے زیر اثر ہفتہ وار لڑکیوں کے کٹ جہیز انداز میں تفریحی غسل کرنا ان درگاہوں میں ضروری ہے اور لڑکوں کے لئے ٹیلیوژن پر اس کا دیکھنا بھی ضروری ہے اس تعلیمی و تفریحی نکتہ طے کے جو زیرِ بحث اثرات پیدا ہوں گے ظاہر ہے کہ وہ نہایت ہی شہ ہناک و دردناک ہوں گے ویسے بھی لندن میں کیا جگہ تمام انگلستان میں عربیانی اور فحاشی کے مہمان انجیز منفا ہر عام ہیں اور جہیز نسل کے لئے انتہائی تباہ کن ہیں، اس لئے اکثر بیانات میں موضوع یہی طے ہے کہ اس قدر کو جہیز مظلوم تعلیم کے زیرِ اثرات سے محفوظ رکھنا مسلمانوں کے لئے بہ صورت ضروری ہے اور اس کے لئے جو کچھ تدبیریں سمجھ میں آئیں وہ بیان کرتا رہا، جو

ارباب علم وہاں پہنچ چکے ہیں ان کے لئے عنوان الہی اور جنت حاصل کرنے کے بے حد موقع ہیں اگر وہ تبلیغی مقاصد کے پروگرام کے تحت دینی خدمت انجام دیں اور محض مال و زر کا حصول مقصد نہ ہو تو وہ دنیا اور آخرت دونوں کی دولت کما سکتے ہیں۔

بہر حال یہ محسوس ہوا کہ ان بلاد میں تبلیغ دین اور مسلمانوں کو بیدار کرنے کی بڑی شدید ضرورت ہے نیز محسوس ہوا کہ انکلتن کی نئی نسل کو اسلام سے زیادہ عداوت نہیں رہے، عقول میں پتنگی آگئی ہے، بھغ و ضرر، خیر و شر کی تمیز کر سکتے ہیں، عیسیت کے دہیز پر دست بھجے پڑ گئے ہیں اپنی عیسیت سے بیزار ہو چکے ہیں مسلمانوں کے ہاتھ لپٹ کر جنت و جہنم کر رہے ہیں اپنے طریقہ زندگی میں سکون و تسکین کو ترستے ہیں ان حالات میں اگر ان کو سب کا نسخہ شفاء اور دوا سکون و طمانیت کو موثر انداز میں پیش کیا جائے تو بہت جلد قبول کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے اور اس میں تو شک ہے ہی نہیں کہ اہل باطل جتنا اپنے پاس سے دور ہوں گے اتنا ہی حق اور اسلام کے قریب آئیں گے، افسوس کہ زیادہ قیام کوئی نہیں تھی ورنہ بہت کام ہو سکتا تھا۔

مراجعت پر پیرس، سوئزرلینڈ، ترکی میں بھی حقوڑا حقوڑا قیام ہوا، آج کے ترکی میں اور آتا ترک و عصمت الزنوں کے ترکی میں زمین آسمان کا فرق پایا، نوجوانوں میں عربی زبان، عربی تعلیم کا ذوق بڑھ رہا ہے، دینی کتابیں شائع ہو رہی ہیں، دینی اور تجارتی کتب خانے بارونق ہیں۔

قدیم و جدید مطبوعات میسر آرہی ہیں مسجدیں آباد ہو رہی ہیں شیخاں سید کے عہد کے لئے ایک عمدہ اور پختہ عالم دین علی فکری یادوڑ کا انتخاب متوقع ہے، یہ انتخاب دیگر بے حد خوشی ہوئی، سابقہ مساجد اور قلمی نوادرات کی دلکش علمی کتابوں کے ساتھ ساتھ جدید ترکی کی یہ ترقی مزید جاذبیت کا ذریعہ ہے، سرزمین حرمین شریفین پر سفر ختم ہوا، وہ صرف ایک ہفتہ قیام کا تھا لیکن کسی دینی خدمت کی وجہ سے قیام دو ہفتہ سے بھی زیادہ ہو گیا، اثناء قیام مدینہ طیبہ میں حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب دامت برکاتہم کی مجالس و صحبت میں حاضری بھی نصیب ہوئی، ۱۵ جون کو یہ سفر ختم ہوا۔

۱۵ جون کو یہ سفر ختم ہوا۔

پاکستان اور اس کے دشمن

هَذَا بَصَائِرُ مَنْ رَئِيَهُ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝

استدغائی کا شکر ہے کہ ہمارے حکومت نے قرن سب اہمیت شائع کر کے امت پر بڑا احسان کیا، حکومت نے کی زبان سے مشرقی پاکستان کی انسانیت سوز بربریت سامنے آئی اور محبوب و بھائی کی امت نے جس درندگی کا ثبوت دیا اس کی پہلی کتاب شائع ہوئی ان لرزہ خیز من مکے تصور سے بھی رونق کھڑے ہو جاتے ہیں انسانیت کی تاریخ قیامت تک اس کا تذکرہ کرے گی، حکومت ہند کے ناپاک عزائم بھی ایک مرتبہ پھر دنیا کے سامنے آئے، برصغیر کے ناپاک ارادوں پرست بھی پردہ اٹھ گیا اور بی بی سی لندن جو خود ساختہ خبریں اپنی منہوس خواہشات کے پیش نظر شائع کر کے دنیا کی آنکھوں میں دھول مچوٹ رہی ہے اس کا پردہ بھی چاک ہو گیا، اس قرن اس اہمیت کو نگریزی ورژن میں لکھوں کی تعداد میں شائع کرنے کی ضرورت ہے اور اپنے سفارت خانوں کے ذریعہ دنیا کے گوش گوشے تک پہنچانے کی حاجت ہے۔

اس کا فکس ہے کہ ہمارے اکثر سفارت خانے خصوصاً مشرق وسطیٰ پاکستانی سفارتخانے اپنے منہبی فرانسز کے دائرے میں انتہائی افسوسناک حد تک مقفل ہیں، برطانیہ اور امریکہ کے ناپاک ارادے تو ہمارے معلوم ہو چکے ہیں اب روس کی منافقانہ چالوں کا پردہ بھی چاک ہونا جابر ثابت ہوتا کہانت، کفر ملحد و احمق یہ تمام داستانیں ہمارے سامنے عورت کے سامنے ہیں کہ نہیں خود اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی شدید ضرورت ہے اور انتہائی کوشش کرنے پابندی کہ ہم ان دشمنان اسد ملت بھیک ملت سے جناب کریں اور ہم ان کفر کی طاقتوں کے سامنے ہمت نہیں کریں کہ مزید رسوا اور ذلیل نہ ہوں اور اس میں ہمیں طاقت سے اپنا رشتہ جوڑیں جس کے قبضہ قدرت میں تمام کائنات کی طاقتیں ہیں جو ایک پک چپکنے میں تمام کائنات کو محفوظ بستی سے مٹا دینے کی طاقت رکھتی ہے اور جب تک کہ میں سلامی قانون نافذ نہ ہو چین سے نہ بیٹھیں مگر قوم میں، بھائی دینی روح تب تک پیدا نہ ہو جس میں وقت تک اس کا کوئی مکان نہیں ہے۔

ضروریاتِ دین کا انکار موجب کفر ہے

پنہ روز پہلے اخبار جنگ میں یہ خبر نظر سے گزری کہ ایک مسلمان خاتون نے دستِ بوس ہوئی، زکر کے عدالت سے چارہ چوں کی تہ کہ میرا شوہر زکاتہ سے منکر ہے اسلام سے ناراض ہو گیا مجھے اس کے زکات میں رہنا جائز نہیں اس لئے قانوناً بھی اس کے حقِ زوجیت کو ختم کر دیا ہے اس مایوس کن قضیہ میں یہ خبر اور ایک مسلمان عورت کا یہ بیان جو ایک مسلمان کے لئے انتہائی یہاں ہے، بد شبہ یہ مسالہ بالکل صحیح ہے شریعتاً تو اس کی تقریق ہو ہی گئی، نماز روزہ زکات حج یہ ہستی دینی اسلام کی قوانین و احکامات ہیں ان میں اگر علیٰ تقصیر ہو جائے تو دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے ان میں معصیت و فسق میں مبتلا ہو جاتا ہے لیکن اگر ایک مسلمان کے لئے بھی ان کی فریفتگی نہ کر دے تو فوراً دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے یہی حکم و قانونِ اسلام ہے کہ کاتبہ جن کا اثرات دینِ اسلام کا جزو ہونا قطعی و یقینی ہے کہ ان کے نکارت کفر لازم آتا ہے مثلاً شراب کی حرمت، زنا کی حرمت، سود کی حرمت، خنزیر کے گوشت کی حرمت وغیرہ وغیرہ یہ سب چیزیں دینِ اسلام میں حرام ہیں اگر کوئی شخص علیٰ تقصیر کر کے مبتلا ہو جائے تو فاسق ہو گا کافر نہیں ہو گا لیکن اگر کوئی مسلمان ان کی حرمت سے انکار کرے اور عدالت کے حکم پہنچتا ہی رہے چاہے کافر ہو جائے گا، اسی طرح حضرت رسول، صلوات اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی و رسول ہونے کا یقینی ثبوت کا عقیدہ بھی قطعی و یقینی ہے قرآنِ کریم اللہ تعالیٰ کا آخری آسمانی پیغام ہے اور ابدی ہے کہ ان شخص قرآنِ کریم کے اللہ تعالیٰ کا کلام ہونے سے انکار کرے چاہے روزِ ثمود و نوح بھی کرتا ہے وہ مسلمان نہیں رہ سکتا اسی طرح جو شخص آخرتِ علی، صلوات اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور کی نبوت کا قائل ہو کہ آپ کے بعد کوئی اور بھی نبی ہو سکتا ہے تو وہ بھی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

نکاح طیبہ پڑھتا رہے۔

غرض جو چیز بھی دینِ اسلام کا یقینی جزو ہو اس کو اسلام سے خارج کرنے سے مسلمان اسلام سے خارج ہو جاتا ہے یہی عقیدہ ورع کا بنیادی فرق ہے، مولیٰ کی بات ہے کہ مسلمان غور کرے، ایک شخص کا کہ یہ عقیدہ ہو کہ موجودہ حکومت صحیح نہیں بلکہ غلط اور غیر یقینی ہے اس کی اطاعت اور احکامات کی پابندی ضروری نہیں تو اس کو ایسا باطنی قرار دیا جائے کہ ضروری

کسی بھی رعایت کا مستحق نہ ہو گا لیکن اگر حکومت کو تو صحیح اور آئینی مانے البتہ کسی بھی وجہ سے کسی قانونی پابندی میں کوتاہی کرے تو یہ جرم پہلے جرم سے بہت بڑا ہو گا اور قابلِ مدافعت بھی ہو سکتا ہے، سداً مت نے بہت دھمکتے سے اس کی تحقیق کی ہے کہ جو حکام شرعیہ قسطنطنیہ میں تھے ان کی علمی تعبیر یہ ہے کہ جو نہ وریات دین ہیں یعنی نہ کا دینِ اسلام سے ہونا قطعی اور بدیہیبت نہ کا انکار کرنا یا ان میں تاویل کرنا اور نہ کو ان حقائق و مفہومات سے نہ نہ جو تیرہ سو سال سے ہم پہلے آتے ہیں یہ سب کثرت، مشدداً زچو منصوص میادیت سے جن کے لئے وضع کرنا بھی فرض ہے مستقبل میں قبضہ بھی فرض ہے جس بگہ بڑھی جانے سے اس کا پاک ہونا بھی فرض ہے جن پر اوس میں نماز پڑھنی باقی ہے اس کا پاک ہونا بھی فرض ہے کیونکہ اللہ اکبر سے شروع ہوتی ہے اسلام۔ اللہ عظیم و رحمة اللہ۔ پختہ ہوتی ہے، قیام رکوع و سجود و قعود اس کے ارکات ہیں وغیرہ لہذا جس طرح نماز کی فرضیت سے منکر کرنا کثرتِ تحیک سے نماز کے معنی بد نہایا اس کی یہ تاویل کرنا کہ نماز سے محسن اللہ یاد مراد ہے دروہی کافی ہے یقیناً یہ بھی کثرت ہے وجہ ہے کہ عدم اس پر دین اپنی تحریرات و قوانین میں نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، امانت رسول اور امانت اللہ کے مفہومات بدلنے کی وجہ سے جن کا فرہو کیا اور ہی سے مراد عدم حصہ قادیانی ہے اس کے ورکھڑوں کثرت نہیں وہیں ختم نہوت یا نزول مسیح علیہ السلام کے معنی میں تاویل کرنے کی وجہ سے مسلمہ طور پر باتفاق امت کافر ہے، دریں ایک خاتون کے اس اسلامی جذبے اور دین غیرت و محبت سے بہت مست ہونی کثرتیں وقت سے کہ اس کے شوہر کو کھینچا جائے تو وہ بھی اس انکار سے توبہ کرے گا۔

روز افزوں خرابیاں اور ان کا تدارک

پاکستانی معاشرے میں روز افزوں خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں ورثی نفس خلاق ور دین کے تقاضوں سے یکسر آزاد ہو رہی ہے، یہ ساری حالت انتہائی بددعا ہے اور اس کے عواقب و نتائج انتہائی خراب ہیں، بنیادی چیز جس پر زیادہ تر دوسرے تعلیمات تعلیم کے دو مؤثر عوامل ہیں، انسدادِ تعلیم اور سادہ تعمیر انتہائی ضروری ہے کہ ان دونوں عوامل تعلیم کی بنیاد دین پر ہو، قرآنِ کریم کی تعلیمات، اس حدیثِ نبویہ کے خدائی جو اہل کفر و کفر سے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی سیرت مقدسہ، انصاف تعلیم کا اہم جزو ہونا چاہیے تب تک اس انصاف کی ضرورت
 نہ ہو کیونکہ یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ افکار و خیالات اور زندگی میں کوئی نقیب انصاف اسکا بہت بشارتی
 پاکستان کی تباہی و بربادی کی داستان جو آج کل زبانِ روزِ خاص و عام ہے اس میں زیادہ تر موثر
 تعلیمی انصاف تھا جو انصاف پڑھایا جاتا تھا وہ وہی انصاف تھا جو بھارت نے معافی بننے کے لیے اس
 میں بند و نسل کے لئے تیار کر دیا تھا، پڑھانے والے اساتذہ جو دوسرا موثر ترین عامل ہے،
 زیادہ تعداد میں بند و ساتھ دیتے، بند و استاذوں کی تربیت جو اور انصاف تعلیم بند و اندازہ اس
 کے نتائج وہی نکھنے لگے جو سامنے آنے کسی زمین میں جو تھم ڈال جائے گا وہی پھوٹ کر نکلے گا، اس
 لئے انتہائی ضروری ہے کہ انصاف تعلیم کے ہر مرحلے پر ابتدائی سکول سے لے کر ایم کے کے انصاف
 تک درجہ بہ درجہ دینی مندرجہ موثر اندازت شامل کیا جائے۔

ساتھ کے انتخاب میں دین و خلاق اور کردار کی پختگی کو معیار قرار دینا بہت ہی ضروری ہے
 کہ اساتذہ غیر رسمی ذہنیت کے ہوں گے یا رسمی اخلاقی اقدار سے آزاد ہوں گے تو ان پر
 کہ ترا انصاف کچھ نہیں کر سکتا ہے ان کی زندگی کا اثر تعلیم پر مل محو پڑے گا، فوسس یہ ہے کہ ایک
 ثابت تو موثر اسلحہ عوام کی کم یا بی بک نہایا بی ہے اور دوسرے طرف یورپ کی تہذیب کی پورے
 نقالی کی ہر ممکن ترین سبب ایسی صورت میں جو فساد پیہ اور ملے اس کی کس طرح اصلاح ہو سکتی
 ہے، سب سے دردناک چیز یہ ہے کہ درحقیقت جو مرض ہے اس کو سخت و تند رستی سمجھ لیا گیا ہے،
 دنیاوی زندگی میں عیش پرستی اور تنہائی دین و خلاق کے تقاضوں سے آزادی کو ہی نہایت
 کا معیار قرار دے یا گیا ہے اور یہی تصور ذہنوں میں رائج ہو چکا ہے، بقول شاعر

ایسا قرار مست گزرتی ہے

حقیقت کی خبر نہ اچھا

جب قوم اس سب سے پہلے جو قیامت و عواقب و نتائج انتہائی خراب ہو جاتے ہیں، قرآن

کریم میں ارشاد ہے:

وَاذْكُرْ ذُنُوبَكَ قَلِيلًا مَّا

یعنی جب یہ غمائیوں کی شامت کی بنا پر کسی جس کو بیک

مَدْرِيهَا فَاسْتَقْبِرْ فِيهَا فَتَرْضَىٰ

کرنا ہو تو اسے تو فتنہ کو نہیں پکارتے بلکہ تو رحمت کے

اَللّٰهُمَّ قَدْ قَرَنَ هَذَا مَعِيَ ا

ظہر پر ن کو حرم ہیں پہنچاتے جاتے ہیں لیکن وہاں کے امراء

در ربوب میش و مشرت حب فسق و فجور میں مبتلا ہو کر تمام معاشرے

۳۰

کو برباد کر دیتے ہیں تردد پوری سنی عذاب جن کی مستحق بن جاتی

ہے اور ہم سے عیامیٹ کر دیتے ہیں رعایا با ست

جب خدو کی زندگی میں دینی اقدار ختم ہو جائیں اسکول، کالج اور یونیورسٹی کی زندگی میں

اسلامی اقدار باقی نہ رہیں، باہر کے معاشرے میں ٹیلی وژن، ریڈیو، سینما، عیاں مناظر، میا سوز و غماز

قدم قدم پر سامنے ہوں اور پھر ہم ترقی رکھیں کہ صالح معاشرہ پیدا ہو کیوں کر ممکن ہے؟ وہی مضمون

ہو گا جو کسی شائستہ کھائے

اندرون قعر دریا تختہ بند کر دئی

بزمی گوئی کہ دامن تر ممکن ہو شیار باش

بد شبہ اس وقت راہنمایان قوم و ملت کو انتہائی غم و اندوہ اور بے چہری کے ساتھ ٹھوس قدم

اٹھانے کی ضرورت ہے نو جوان نسل پر یورپ کی کورانہ تقلید کی پروا مسط ہو گئی ہے اس کے

خبر و نہاد کرنے کا وقت ہے تب ممکن ہے کوئی موثر کام ہو سکے، بالفرض اگر ناہمی بھی ہوتی ہے

تو ہماری مسئولیت تو ختم ہو جائے گی، واللہ سبحانہ هو الموفق والمستعان وحسبنا اللہ تعالیٰ

سیدنا محمد وآلہ واصحابہ واتباعہ وصالحی عبادہ وبارک وسلم -

رجب المرجب ۱۳۹۴ھ، ستمبر ۱۹۷۴ء

امتِ اسلامیہ کی زبوں حالی اور اس کا اصل علاج

تم امتِ اسلامیہ کا شیرازہ منتشر ہو چکا ہے، ہر جگہ اضطراب ہی اضطراب ہے۔ حکمرانوں کو چین نصیب ہے، نہ محکوم آرام کی نیند سو سکتے ہیں، نہ نصیب بالائے نصیب ہے کہ کوئی بھی صحیح علاج نہیں سوچ رہا ہے جو ہر جگہ اس کو تریق سمجھ لیا گیا ہے جو تباہی و بربادی کا راستہ ہے اس کو نجات کا راستہ سمجھا جا رہا ہے جو تمہیں شقاوت کو دعوت دے رہی ہیں انہی کو ذریعہ سعادت خیال کیا جا رہا ہے، ماسکو ہویا وانشستن تمام جہنم کے راستے ہیں، کوئی بھی سرور کو نہیں مصلیٰ اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کا راستہ جو سرا سر نجات و سعادت کا اعلیٰ ترین وسیلہ ہے نہیں سوچ رہا ہے جو صراطِ مستقیم جنت کو جا رہا ہے اس سے بہت گئے ہیں، نہ معلوم کہ ارباب عقول کی عقلیں کہاں چلی گئیں؟ ارباب فکر کیوں فکر کرتے رہ گئے؟ آخر تاریخ کی یہ عبرتیں کس لئے ہیں؟ حقائق سے کیوں چشم پوشی کی جا رہی ہے؟ خاتم بدین ایسا تو نہیں کہ کوئی نور پر امت پر تباہی و بربادی کی مہر لگ چکی ہے؟ اس امت کا زوال مقرر ہو چکا ہے؟ عروج کا دور ختم ہو گیا ہے؟ حق تعالیٰ نے تو اسدم اور صرف اسلام کی نعمت کو آخری نعمت فرمایا تھا اور یہ عاف و سرور کا وعدہ تو چکا تھا کہ اس کے سوا کوئی رشتہ و رابطہ کوئی دین و مسلک قابل قبول نہ ہوگا، نجات ہی دین و اسلام میں ہے اور اسی دینی رابطہ میں فلاح و سعادت ہے، باقی تمام راستے شقاوت و ہلاکت اور تباہی و بربادی کے راستے ہیں اور یہ ابدی اعلان آج بھی حق تعالیٰ کے آخری پیغام میں کیا جا رہا ہے:-

ومن یبتغ غیر الاسلام مردیت اور جو کوئی چاہت سوا اسلام کی ختم برداری کے
فلن یقیل منه اور دین سوا امت ہرگز قبول نہ ہوگا۔

اور سورہ عنس میں تاریخِ عالم کو گواہ بنا کر پیش کیا گیا ہے کہ جن لوگوں میں ایمان باللہ، انس صالح، تو اسی بالحق اور تو اسی بالنصیر یہ چار باتیں نہیں ہو سکی ان کا انجام تباہی و بربادی ہے، کیا اسی اسدمت و گردانی کی اتنی بڑی سزا پاکستان اور پاکستانیوں کو نہیں ملے گی کہ

چند لمحوں میں بارہ کروڑ آبادی کا غنیمت ملک دیکر وٹکا چھوٹا سا ملک بن گیا؟ کیا بنگلہ دیش
 کے قنصل سے دونوں طرف کے مسلمان مذاہب الہی میں نہیں مبتلا ہوتے؟ اسلامی رابطہ اتحاد
 و اخوت ترک کیا دولت کمائی؟ آخرت سے پہلے دنیا کی رسوائی اور خسران و تباہی بھی دیکھ
 لی، افسوس کہ وہی غیر مسلمی سبق پھر یہاں مغربی پاکستان میں دوہرایا جا رہا ہے، وہی ہندو
 پنجابی، بوج اور چٹھان کے جموں نعرے یہاں بھی اُبھر رہے ہیں، رحمہ اللہ امین کے منصب
 کو دعوت دینے والی صورتیں اختیار کی جا رہی ہیں، غافقی طاقتیں جن کا ڈور ابابہ کے شیطن
 کے ہاتھ میں ہے اسلام و مسلمانوں پر ایک ورکاری ضرب لگائے کہ فکر میں لگ گئے ہیں،
 فَبَانِلْدَ دِیْنِ الْبَہِ رَجْعُونَ۔ نہ ارباب حکومت، ضل کا سینہ علاج سوچ رہے ہیں نہ
 ارباب دین، دین کے تقاضوں کو پورا کر رہے ہیں نہ ارباب قوم زور قہر، صلح حال پر خرچ
 کر رہے ہیں، غور کرنے سے یہی معلوم و محسوس ہوتا ہے کہ اس قوم کا آخرت پر یقین یا تو
 ختم ہو گیا ہے یا اتنا کمزور ہو گیا ہے کہ نہ ہونے کے برابر ہے، جنت و جہنم اور حیاتِ ابدی
 کے تصور سے دل و دماغ خالی ہو گئے ہیں، تمام نعمتیں و آسائشیں صرف دنیا کی چاہتے ہیں،
 جب مرض یہ ہے مرنے کی مہلت اور آخرت سے منت تو اب رہنمایان قوم کا فرض یہ ہے
 کہ اسی کا تدارک کریں اور اسی کا علاج سوچیں، گزشتہ چند سالوں کے تجربات سے یہ بات
 واضح ہو گئی کہ جو طریقہ علاج کا سوچا گیا اور عمل اس کو اختیار بھی کیا گیا وہ صحیح قدم نہ تھا،
 انبیاء بھی جاری کئے گئے، جماعتیں بھی بنائی گئیں، جلسے بھی کئے گئے، جلوس بھی لگائے گئے
 منابر سے بھی کئے گئے، جہنم سے بھی نشانے کئے، نعرے بھی لگائے گئے، ایکشن بھی رٹے
 کئے، کچھ مذہبی منتخب ہوئے، اسمبلی ہالوں میں پہنچ گئے، کچھ تقریریں بھی کیں، کچھ تجویزیں بھی
 پاس ہوئیں، لیکن یہ سب نشانے ہیں لوٹنے کی آواز بن کر رہ گئے، قوم سے چندے کئے
 گئے کروڑوں روپے خرچے بھی کئے لیکن قوم جہاں نفی کا شوق میں رہتی ہزاروں میل پیچھے ہٹ
 گئی، میں یہ نہیں کہتا کہ یہ تمام اختیارات کی جائیں اور یہ باطل عبث و ضیاع وقت ہے،
 لیکن اتنا تو واضح ہو گیا کہ یہ پورا علاج نہیں، یا اصل علاج نہیں اور یہ نسخہ مفید ثابت نہ
 ہوا مرض کا زہر اس سے نہیں ہو سکا۔

اصلاح معاشرہ کا صحیح طریقہ

بہر حال ان سیاسی تدبیروں کے ساتھ اب دینی سطح پر کام کی ضرورت ہے اگر آپ کا شوق اس کا متقاضی ہے کہ سیاسی تدبیریں اختیار کی جائیں اور سیاسی حربے بھی سیکھ لیں اور آپ کی طبیعت اور ذوق ان وسائل کو ترک کرنے پر آمادہ نہیں۔ اگرچہ ہماری دیانتدارانہ رائے یہ ہے کہ ان کی حقیقت ایک سراب سے زیادہ نہیں اور ترکہ کنندگان و گاہ برآوردن والی مثال صادق آتی ہے۔ وقتی اور سطحی عوامی فائدے ہیں لیکن تاہم اگر آپ کا ذوق تسلیم نہیں کرتا تو ترک نہ کیجئے لیکن اصلی اور حقیقی و بنیادی کام اصلاح معاشرہ ہے اللہ تعالیٰ کی اس مخلوق کو بھولا ہوا سبق یاد دلائیں اور انبیاء کرام اور مصلحین امت کے حریثوں پر آسمانی ہدایت کی روشنی میں اصلاح کا بیڑہ اٹھائیں اور اپنی پوری طاقت انفرادی، اجتماعی اصلاح مستہرہ خرچ کی جائے، گھر گھر بستی بستی پہنچ کر دعوت الی الخیر کا ربانی پیغام پہنچائیں، اجتماعات ہوں تو اسی مقصد کے لئے جلسے اگر ہوں تو اسی بنیاد پر، مجلات ہوں تو اسی کام کے لئے اجترات کے صفحات ہوں تو اسی مقصد کے لئے اور کاش کہ اگر حکومت کے وسائل حاصل ہوں اور ریڈیو وغیرہ کی پوری طاقت بھی اس پر خرچ ہو تو چند مہینوں میں یہ فساد بدیل ہو سکتی ہے، بہر حال اس وقت یہ آرزو تو قبل از وقت ہے کہ حکومت کی سطح پر جو وسائل نشر و اشاعت ہیں وہ ایمان کی روح سے آراستہ ہوں اور ایمانی حرارت اور نوران میں بھونک رہے ہوں ان کے ذریعہ اصلاح ہو اب ضرورت اس کی ہے کہ آج کی نسل خدا ترس بن جائے، ان کی اصلاح ہو آج کی یہی نسل کل حکمران ہو، تمام تر وسائل نشر و اشاعت اور خبر رساں کچنیں سب کے سب اشاعتِ اسلام و تزکیہٴ خلق کے سرچشمے ہوں، پوری قوم نہ ہی اکثریت یا قابل اعتبار اہم اقلیت کی ہی اصلاح ہو جائے تو کل کرسی صدرت ہو یا کرسی وزارت، منصبِ سفارت ہو یا وسائل نشر و اشاعت ہوں یہ سب کے سب تعظیمِ اسلام و تعظیمِ دین کے مراکز بن سکیں گے اب تو حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ پاسان خود چور بن گئے ہیں جو رہبر تھے وہ رہبر بن گئے ہیں، تفصیلات میں جانے کی حاجت نہیں۔ عیال راہبہ بین جو صورت حال ہے وہ سامنے ہے۔

لئے اٹھ کھڑا ہو گا تو حق تعالیٰ اس ملک کی اور اس کے ساتھ ہماری ہمت کا فیصلہ فرما دیگا اور پھر بھارت اور روس بھی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے اور اگر ہم بدستور اپنی پختہ میں مست اور اپنے اپنے کام میں مگن رہے اور دعوت الی اللہ کے کام کے لئے اپنے مال اور اپنی جان کو خرچ کرنے کی ہمت نہ کی تو خدا ہی جانتا ہے کہ اس فرسٹ ناشائستہ پادشہ کن کن شکلوں میں ظاہر ہوگی، ہماری تدبیریں، ہماری حکومتیں، ہماری وزارتیں، ہماری اسمبلیاں، ہمارے وسائل خدا کے فیصلے کو نہیں بدل سکتے۔

میٹنیں بننے، عمامہ کو جمع کرنے، اتحاد کے غمے لگانے اور مشترکہ لائحہ عمل تیار کرنے پر بہت وقت ضائع کیا جا چکا ہے اب وقت ہمیں ایک لمحہ کی مہلت دینے کو بھی تیار نہیں ہے۔ دعوت و اصلاح کے عمل کے مرتب کرنے پر مزید اسعانت وقت کی ضرورت ہے، مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ والی تبلیغی تحریک ہی بس مہم کی آخری کرن ہے، اپنے ذوق، اپنے تہذیب اور اپنے اختلافات کو ایک طرف رکھ دیجئے ملت کی شکستہ کشتی کے ٹوٹے ہوئے مسافر کو جس پر پانچ کروڑ نفوس سوار ہیں اگر پہچانا ہے تو بس یہی ایک تدبیر ہے کہ ہم سب غمخوار کے ساتھ خفنا و ثقلاً اس کام کے لئے نکل کھڑے ہوں اور دعوت کے کام کو ہمیں در کریں۔ ہم ایک بار پھر عمامہ اور دانشور طبقہ سے عرض کریں گے کہ خدا را متترسانے ہاں کو سمجھو، ہمارے موجودہ مشاغل ہمارے پاؤں کی زنجیر بن جائیں گے۔ اگر محمد علی احمد علیہ السلام کی امت کے لئے دعوت و اصلاح کی محنت والا کام نہ سنبھال گیا اور اگر ہماری یہ اتفاقی پردہ اور بے اعتنائی کی یہی کیفیت رہی جو اب تک ہے تو وقت کا فیصلہ بڑا ہی شدید اور جیسا تک ہوگا، مشرق والوں کو اس کا قبر پر ہو چکا ہے ہمیں اس سے بہت پریشانی چاہیئے، اللہ تعالیٰ رحم فرمائیں اور ملت ہر عمامہ کی حفاظت کی توفیق امت کو نصیب فرمائیں۔

ایک خواب اور ایک پیغام

کچھ دن ہوئے۔ ہور سے ایک صاحب کا گرامی نامہ موصول ہوا، ہم اس مکتوب اور اس کے ساتھ منسلک خواب کو بھٹاڑ و غیر کی مناسبت سے یہاں پیش کرتے ہیں۔

”..... السلام علیکم ورحمۃ اللہ“۔ ۹۔ ۱۰ جنوری کی درمیانی شب کو میں نے ایک خواب دیکھا جس کی کاپی جناب کو روانہ کر رہا ہوں۔ اس خواب میں میں نے کچھ عباد کو جناب نبی کریم علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھے دیکھا ہے جن میں ایک آپ بھی ہیں۔ پہلی صف میں مولانا مفتی محمد حسن، مولانا محمد یوسف دہلوی مولانا عبد القادر رائے پوری، مولانا غایت اللہ شاہ بخاری، اور جناب مولانا محمد یوسف بنوری، تشریف فرما ہیں۔

پچھلے پچھلے منتان المبارک کو ایک خواب دیکھا تھا جس میں دیکھا تھا کہ چاند اپنی پوری گولائی میں موجود ہے، اس پر پاکستان کا نقشہ بنا ہوا ہے، مشرقی سمت کے نقشہ پر یہ حروف لکھے ہیں:-

سنبلت کا رقص ہمیں سرزمین کو اور یہاں کے رہنے والوں
داہلیا۔ کو عنقریب ہلاک کریں گے۔

اب اس خواب کے بعد جو یہاں نقل کیا جا رہا ہے، طبیعت خاصی پریشان ہے سوچتا ہوں کہ اس پیغام کا حق کیسے دیا ہو۔ امید ہے آپ کو فی تسلی بخش جواب دیں گے۔

والسلام

خواب اور پیغام

”جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یک مکان میں مشرق کی جانب رُخ کئے ایک منبر پر تشریف فرما ہیں، میں آپ کی بائیں جانب کھڑا ہوں اور ایک دُب پتے کورے چٹے بزرگ آپ کی دائیں جانب کھڑے ہیں، عباد کا ایک گروہ بھی حاضر خدمت ہے، ایک عالم دین کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پاکستان کے حالات بیان کر رہے ہیں، واقعات سناتے ہوئے جب وہ یہ کہتے ہیں ”پھر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہندوستان کی فوجیں فالتحی نہ اندازتے ہمارے ملک میں داخل ہو گئیں، تو میں کیا دیکھتا

۱- سید مرتضیٰ قزوینی که در کتب معتبره
 ۲- سید مرتضیٰ قزوینی که در کتب معتبره
 ۳- سید مرتضیٰ قزوینی که در کتب معتبره

[illegible][illegible][illegible]

کتاب و سنت و اجماع

و انتم اعلمون ان الله لا يهدي القوم الضالين

و انتم اعلمون ان الله لا يهدي القوم الضالين

و انتم اعلمون ان الله لا يهدي القوم الضالين

و انتم اعلمون ان الله لا يهدي القوم الضالين

اور تم جانتے ہو کہ جو لوگ گمراہ ہیں

اور تم جانتے ہو کہ جو لوگ گمراہ ہیں

اور تم جانتے ہو کہ جو لوگ گمراہ ہیں

اور تم جانتے ہو کہ جو لوگ گمراہ ہیں

اور تم جانتے ہو کہ جو لوگ گمراہ ہیں

و انتم اعلمون ان الله لا يهدي القوم الضالين

و انتم اعلمون ان الله لا يهدي القوم الضالين

و انتم اعلمون ان الله لا يهدي القوم الضالين

اور تم جانتے ہو کہ جو لوگ گمراہ ہیں

اور تم جانتے ہو کہ جو لوگ گمراہ ہیں

اور تم جانتے ہو کہ جو لوگ گمراہ ہیں

اور تم جانتے ہو کہ جو لوگ گمراہ ہیں

اور تم جانتے ہو کہ جو لوگ گمراہ ہیں

اور تم جانتے ہو کہ جو لوگ گمراہ ہیں

اور تم جانتے ہو کہ جو لوگ گمراہ ہیں

اور تم جانتے ہو کہ جو لوگ گمراہ ہیں

اور تم جانتے ہو کہ جو لوگ گمراہ ہیں

اور تم جانتے ہو کہ جو لوگ گمراہ ہیں

اور تم جانتے ہو کہ جو لوگ گمراہ ہیں

اور تم جانتے ہو کہ جو لوگ گمراہ ہیں

اور تم جانتے ہو کہ جو لوگ گمراہ ہیں

اور تم جانتے ہو کہ جو لوگ گمراہ ہیں

نیس ہو عالم، و انما الشیخ لقب
وہ نہ نہیں شیخ تو اس دراصل ایک خاندان اور
بردری کا نام ہے، یہ شخص دین، ور علم دونوں سے یکسر
جامل ہے اور وہ لغوی معنی کے لحاظ سے بھی شیخ
الغوی نہ انصاف سے ادرک ہے۔
درمعنی بزرگ، نہیں بزرگ پر یہ بھی علم کا ہے۔

اس کے بعد میں نے کانفرنس کو صل متعلق سے کواہ کرنے کے لئے صحیح حالت و واقعات
پر ایک مفصل یادداشت مرتب کر کے پیش کی اور انہیں بتایا کہ مارشل ل، حکومت نے جو اقدام کیا
و دین حکمت و مصلحت اور ن حالت کا ایک ناگزیر تقاضا تھا تب ان کو اطمینان ہوا اور جو لغوی
تعلق اور شبہ بہ ردی عام، کو ایک حق پرست عام اور دینی مقتصد سے ہوتی چاہیے وہ ختم ہوئی۔
پاکستان کے تالیہ بحران اور اس کے نتیجہ میں پیدا شدہ تکلیف و نتائج کے اسباب و عمل
پر ہم گذشتہ ماہ کے بصرہ و غیرہ میں مختصراً گفتگو کر چکے ہیں، مرض کی تشخیص کے بعد اس کے صحیح
نوشہ اور پامیدار علاج کی ضرورت ہوتی ہے، مفضل وقتی و عارضی علاج چند سو دمنہ نہیں ہوتا، بلکہ
مطلوبہ ذرائع و رفعت رات و مسکنات کے حصول سے مرض کو دبانے کی کوشش کی جائے تو چند دن
بعد وہ پھر ابھرنے لگا اور پوری شدت سے ابھرے گا اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ مفضل
عارضی تدابیر پر کتنا زیادہ کیا جائے تاکہ صحیح علاج سے مرض کو پیش وین سے نکال پھینکنے کی عمل تدابیر
کی جائیں، خواہ ان میں کچھ وقت کے مگر عزم و ہمت سے اس کا ارادہ کر لیا جائے اور کم از کم ابتدائی
عمل تدابیر کا آغاز کر دیا جائے افسوس ہے کہ ایک عرصہ سے عالم مسلم کے سربراہ ارباب حل و عقد
اور با اثر و با اختیار حضرات نہ صرف مسلمانوں کی زبوں حالی کے اسباب کی صحیح تشخیص سے قاصر اور اس
کے علاج سے غافل ہیں بلکہ اکثر و بیشتر قلب و ذہن، حقائق کے صحیح ادراک ہی سے جواب
دے چکے ہیں، اسی کا نتیجہ ہے کہ نہ دین مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے نہ دنیا، جگہ جگہ پٹ رہے ہیں،
اور یحیٰی بھائی کا قتل کاٹ رہا، آج اردن میں جو کچھ ہو رہا ہے کیا اس سے بڑھ کر بد نصیبی و بد بختی ہو
سکتی ہے؟ جو طاقت دشمنانِ اسلام، اسرائیل و ریودیوں کے خلاف استعمال ہونی چاہیے تھی وہ
ایک دوسرے کے خلاف یا بھی غارت جی میں خرچ ہو رہی ہے اور یہی حادثہ چند شریکوں کے
طریقہ شوریہ ہمارے ملک میں بھی پیش آیا، جو حال نہ رہی خفیہ و نہ جہاں تک پہنچ سکتی ہے ہم نہایت

اندر دل سوز کے ساتھ اپنا فریضہ سمجھتے ہیں کہ میری عمر میں جو سبب تیار ہو رہا ہے وہ ہے
رہیں۔ بقول عارف شیرازہ قات

ما فذو نینہ تودا کفین ست ولس در بند آں میشتن کہ نشید یا شہیر

۱۔ قانون الہی کا قانون ہمارے نزدیک۔ قانون کے نام سے سب کا پہلو جس پر ہر

کسی پس و پیش کے اسلام کا عادلہ قانون رائج کیا جائے، مسلمان جب تک خدا کے قانون سے

عین طور پر باقی رہیں گے اس وقت تک دنیا کی کوئی طاقت ان کو مشن سے نہیں ہٹا سکتی۔

اگر تمام عالم اسلام میں ایک ہی اسلامی قانون رائج ہو، ایک ہی اسلامی زبان ہو، اور

معاشرہ ہو اور یکساں اسلامی تہذیب و تمدن ہو تو خود بخود اسلامی اتحاد ہو جائے گا اور

کی مہر ٹوٹ جائے گی اس کے بعد جسے پست ہو جائیں گے اور وہ مسلمانوں کو اپنی ریشہ وراثتوں سے

تہیں بنا سکیں گے۔ مذہبیات میں اکٹھا ہو کر ایک ہی مسلمان قوم ہو کر پھر قانونی طاقت کے

سیسہ پانی بھرنی دیو رہو گی، اسلامی قانون سے دوسری تمام اسلامیات، یہاں تک کہ

ایک دن وہ نصرت خداوندی سے محروم ہیں اور دوسری طاقت کی جمعیت پارہ پارہ ہو کر رہ جائے

ورنہ اس خدا کو قومیت و دینیت کے مصنوعی خداؤں سے پُر کرتے کی کوشش کی تیار رہا ہے۔

اس میں شک نہ کہے، اسلامی قانون کی ضرورت ایک ایسا بہترین مسئلہ ہے جو کسی قوم

میں نہ آئے آئے ہی نہیں رہتا یا جتنا اس کے لئے دلائل کی ضرورت ہوتی ہے، ہر قوم

سے کہ رائج ہو جائے، ہمارا کہ اس نعمت سے محروم ہے، اس کے بعد حکومت جب وقت رسد

مسلمان ہیں، پھر نہیں ہے، تو اسے دینی قانون نہیں ہے اور اس سے بڑھ کر حد کی بات یہ ہے کہ

تک کی تمام حکومتوں نے اسے ماننے کے لئے کوٹاؤں میں تراشے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج

شیرازہ منتشر ہے اور کوئی قوم یا ملک ایسی نہیں جو ان پر اندھ دھندل ہو رہا ہے۔

ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ تہذیب و دنیا کے سارے نام، مارشل لاء کے ذریعہ آج کے دور

جس کو بڑی چیز کے لئے مارشل لاء کے جنم و زوہد جاری کیے جاسکتے ہیں تو خیر، اسلامی دستور

اور اسلامی قانون جیسا نعمت کا قانون مارشل لاء کے مقابلے میں کیوں نہیں ہو سکتا، جب حکومت

حکمرانی قوت کی گستاخی اور قوم پرچہ کو توڑتے ہوئے مارشل لاء کی حرکت میں آ سکتا ہے اور

پہلے تو نہ کچھ ہوں، مہیا کر مگر مگر گستاخی، شعائر دین کی توہین اور حکام شریعہ کی پارہی پر مارشل لا کیوں حرکت میں نہیں آسکتا، گورنمنٹ میں من کیسیاں تو مارا جاسکتی ہیں تو یقیناً سدرمی قانون اور جدید قانون کے ماہرین کی کیسیاں تو مار کر دینا بھی کچھ مشکل کام نہیں، ہر حال ہمارے نزدیک موجودہ مسائل و مشعلات کا صحیح حل یہ ہے کہ ملک میں بدلتا ہوا اس سدرمی قانون نافذ کر دیا جائے اور فرہمت کے پکے کو بھی منافع نہ کیا جائے، اس سے نہ صرف تنبیہوں کے بھیجا ملک منا ہوگا سدر باب ہو جائے گا کہ یہ مارشل لا حکومت کا ملک اور قوم پر غنیمت منان ہوگا۔

۳۔ خالی نعروں سے اجتناب۔ رشتہ میں یہ اندر شش بھی ضروری ہے کہ صرف خالی نعروں سے نہ مسائل کو حل کیا جاسکتا ہے، متعلق ہا سامنا ہو سکتا ہے، چوبیس سال میں ہم اس سدرم کے لئے نئے نکات پکے ہیں کہ گورنمنٹ اس سدرم کا نام سینے سے مسائل حل ہو جاتے تو یقیناً اب تک ہمارا کوئی مسئلہ باقی نہ رہتا جس طرح سارن روٹی روٹی کا ولینہ پڑھتے تھے، رومی کا پیٹ نہیں بھر جاتا، سی طش یہ بھی ہرگز کہانی نہیں کرنا، تو اس سدرم کا کیا جائے اور کام کھانے کے بائیں، صرف زبان سے اس سدرم کا نام لینا کر دل کو اس کی حالت پر تادہ نہ کرنا، اتفاق کہہ تائب و رقی نجات کے یہاں سناق برداشت نہیں کیا جاتا اس لئے سناق کی سزاقیامت میں کافرت بھی برتر رکھی گئی ہے، اگرچہ واقعہ مسعود میں تو نہیں، اس کے ساتھ اس سدرم کو عملی طور پر اپنانا ہوگا۔

۴۔ درآمد شدہ نظریات کی تاکہ بندی۔ مثل مشہور ہے کہ: "خاندانی رادیو کے بیروں"۔ مسعود معاشرے کی سدرمی تمام عدالتیں رومی ایک ایسا خدمت ہے کہ باہر کی عاقبتی تفتوں کو سے اپنی کمین کا وہ بنت کا موقع مل گیا اور انہوں نے اس سدرمی ملک میں سازشوں کا جال پھیر دیا، نت سننے نظریات کے قریب کے لئے و مسماؤں کو نظریاتی بینک، ذہنی انفشار و رہتاقی کش کش کی آگ میں جھونک دیا، یہاں خروہ اس سدرمی ملک میں بیت افراد اور جماعتیں تیار کرنے میں کامیاب ہو گئے جنہوں نے معاشرے کے امن و سکون کو تباہ کر کے رکھ دیا، مقصد شکر ہے کہ مارشل لا حکومت نے سدرمی نظریات کے تحفظ کا عند کیا ہے، یہ قدامت بنیادیت صحیح اور رقی بہا نبیست ضرورت ہے کہ عملی طور پر تہ خارجی جرثیمہ سے ملک کو پاک کیا جائے تاکہ لوگ رحمت و سکون کا سانس لے سکیں، ہمیں کسی تنی نبوت کسی سیاسی و اقتصادی فلسفے اور ماڈرن رزم کی ضرورت نہیں، ہماری

تمام مشقت کا مل۔ تمام معیبتوں کا سد ج۔ تمام رکھوں کا مداوا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ
 بتا دیا۔ اس کے بعد وہ جو کچھ ہے وہ معدہ ملت کا سرطان ہے جب تک اسے کاٹ کر نہیں پھینک
 دیا جاتا مریض کے جانبر ہونے کی توقع عبث ہے۔

۴۔ اسلامی معیشت کا تقاضا، سودی نظام عدل کا ایک شعبہ سودی اقتصاد و معیشت ہے
 جس کو اگر نافذ کر دیا جائے تو ہر شخص کو حسب استطاعت سکون کی زندگی میسر آسکتی ہے، فوسلے کہ
 ہمارے ملک میں دور غلامی سے آزادی کے چوبیس سال بعد تک، مغرب کا سرمایہ دارانہ نظام پختہ تر
 شکل میں رائج ہے جس کی بنیاد سود، سٹہ، قمار اور سودی نقطہ نظر سے صریح حرام کاروبار پر قائم
 ہے۔ اور آج تک کسی بندہ خدا کو توفیق نہ ہوئی کہ اسے بدل کر اس کی جگہ سود کا منصفانہ معائنہ
 قائم کرے قرآن کریم میں سود خوردن کے خلاف خدا و رسول کی طرف سے اعلان جنگ کیا گیا ہے، جب
 پوری قوم پر سودی نظام مسلط ہو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ قوم کی قوم خدا و رسول کے خلاف میدانِ حربہ
 میں صفت آرہے کیا ایسی قوم پنپ سکتی ہے؟ کیا اسے راحت و سکون میسر آسکتا ہے؟ کیا خدا و رسول
 کے مقابلے میں میدانِ جہت سکتی؟ نہیں! بخدا ابر کڑ نہیں! بلکہ ایسی بد قسمت قوم کو منہ کی کھانی ہوگی،
 چنانچہ آج اس ہزیمت خوردہ قوم کی زبوں حالی کھلی آنکھوں دیکھی جاسکتی ہے، یہ سودی نظام آج قوم کی
 گردن کا طوق بن کر رہ گیا ہے، قومی سطح پر بیرونی قرضوں کا دباؤ اتنا بڑھ چکا ہے کہ پاکستانی معیشت کے
 تحفیف کا اندھے اسے اٹھانے سے عاجز ہے، میں اور نفرادی سطح پر طبقاتی کش مکش سے ہر شخص رسمی
 تذبذب اور حیرت کا موقع ہے، نہ غریبوں کو چین نہ امیروں کو سکون۔ سولے ذریعہ تمام ملک کا خون
 جو چند مقامات پر جمع ہو کر سرتار ہے، اب وہ ایک نہایت خطرناک ناسور کی شکل میں برپا کر اپنا آئینہ
 سے ساری نفا کو گندہ کر رہا ہے، اگر ملک میں سودی نظام نہ ہوتا تو نہ معاشرے میں یہ مبتلائی غارت
 رونما ہوتا، نہ عہد و سہتصال کی دستاویز و برائی باتیں، نہ یہ شر و فساد برپا ہوتا ہے، یہ بت نہادوں
 سے جنگ چھڑنے کا نتیجہ، ب کہنا یہ ہے کہ خدا را اس ملک پر رحم کرو، اس قوم پر رحم کرو اور سب سے
 برہم کر دے کہ اپنی رسمی اقتدار پر رحم کرو، ملک سے جلد از جلد سودی نظام اور اس کے تمام متعلقات کو
 ہٹا کر اس کی جگہ اسد کا منصفانہ نظام جاری کر دیا اور تجربہ کر کے اس کے برکات و ثمرات کیسے کیسے ظہور
 میں آتے ہیں، کہ کم چند سادوں کے لئے تجربہ تو کر دیکھو کہ یہ نظام صالح و منیبہ ہے یا نہیں۔

بعض لوگ جن کے "ج" میں سودی انجمن پتہ نہیں لیا ہے۔ شاید تعجب کریں کہ موجودہ بڑا بڑی تمام
 کویتے بد رہا سکتا ہے؟ اس راہ کی مشدّت کا ہمیں بھی بخوبی احساس ہے لیکن گریز و ہمت سے کام لیں
 ہائے اور اقتصادی ماہرین و راہداری کے متعلقہ شعبہ میں سرچوڑ کر بیٹھیں تو اس مشعل کو سانی سے حل
 کیا جا سکتا ہے مگر کرنے کا غزم تو ہو۔ ہر حال ہماری دیانت دار انداز ہے کہ ہم لوگ اس لحاظ سے سودی
 نظام کو بدل کر اس کی بد سودی اقتصادی کو نہیں لیں گے تو زمانہ اس کو بدلنے کے لئے خود آئے ہر
 حال میں صورت میں بہت کم ہو چکا ہے۔ اس سے بدتر صورت کسے تیار رہنا چاہیے۔ وہ نفسانہ
 اسٹ کہش اسٹ کے ہیں جس میں و بصیرت و فہم و فہارت سے نوازیں۔ اور وقت کے لوپنے سے
 بہت پڑنے کی طرف ترقی عطا فرمائیں۔

۵۔ اسلامی اخوت اسلام نے تمام مسلمانوں کو ایک رشتہ اتحاد میں منسلک کیا ہے، اس
 میں عربی و عجمی، مشرقی و مغربی اور کائنات کے کورسے کا کوئی امتیاز نہیں، سب مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ انصاف
 و مومنون اخوة۔ لیکن بڑا ہو قومیت کا، بڑا ہو وطنیت کا، بڑا ہو رنگ و نسل کے امتیازات کا،
 بڑا ہو جغرافیائی حدود کا کہ باوجود اسلامی اخوت کے یہاں شک و غور کے ہم اسلامی نسل چھوٹی
 چھوٹی جماعتوں میں بٹ کر رہ گئی ہے، آج مت سدیمہ کا سب سے بڑا فتنہ بنسیت و وطنیت در
 قومیت و ملت پر ہے، مسلم دنیا اس کی وجہ سے جنگ و جدال، تحریک و اختراع و رشتت و افتراق
 کا جگہا ہے۔ خود ہمارے ملک برقی حے اس نصیبت کی زد میں ہے، ضرورت ہے کہ ہم نے سرے
 سے بدید اسلام کا تہہ کریں اپنے مسلمان بھائیوں کے حقوق کا خیال رکھیں در رشتہ اتحاد و برہو چکا
 ہے سے دوبارہ مضبوط کریں اس سلسلہ میں سودی تعلیمات و رشتت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند
 رشادت سے بہرہ منور ہو کر اس سے ذیل میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں جن میں حق و عدل
 کے رشاد۔ "انما المؤمنون اخوة" کہ مسلمان تو بھائی بھائی ہیں، کی تشریح فرمائی گئی ہے۔

حکایت ۱۱ فرمایا ہے

تو ایسی مومنین فی تہ اللہ، تو انصاف
 و تعاضد کش جس سے انشتکی عطف
 تہ اس سے سنا جس سے سید و اعظم
 نبی و رسول ان نون بن بشر
 تو بھائی غت و محبت و شفقت و عدالت و رحمہ و رحمہ
 میں ہم مسلمانوں کو ایک بھائی مانہ دیکھو، کہ جس کے ایک
 مسلمان کوئی تعلیم ہو تو سارے بھائی بن جائیں
 بھائی ہو جائیں۔

حدیث (۲) فرمایا:

والمؤمنون كجمل واحد إن اشتكى عيبت
أشكى كلهم وإن أشكى رأسه شكى
كله مسلم

حدیث (۳) فرمایا:

المؤمن تامة من كاجنيز يشم بوضنة
بعنه ثم شبت بين أسبعه
نجرى ومسلم عن أبي موسى

حدیث (۴) فرمایا:

اسم الله المسم لا يظلم ولا يمد
وهن كات في حجة انجيه كات الله في حاجته
ومن فرج عن مسلم كربة فرج له
عن كربة من كربة يه نرا نقب مة
ومن مكرم من مكرم الله بوه التيامة
نجرى ومسلم عن ابن عمر

حدیث (۵) فرمایا:

المسلم نحو المسم لا يظلم ولا
بمخدا في ريعنر ذ...
كك اسم من اسلمه من
دمنه من ريعنر
مسلم عن أبي بيرة

مؤمنوں کا مشر ایک آدمی کی ہے اگر اس کو کچھ
کو تکلیف تو سارا جسم بے تاب ہو جاتا ہے اور اگر سر
میں تسلیف ہو تو بقیہ بھی سارا بدن بے چین ہو جاتا ہے۔

ایک مومن اور دوسرے مومن کے لئے یہاں چھ چیزیں ہیں
عورت کی مختلف باتیں کہ وہ ایک دوسرے کی مغفرت
بانت ہیں آپ نے پھر نکلیں ایک دوسری میں ڈالیں۔

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر غمہ کر سکتا ہے نہ اس
بے سبب پر توڑ سکتا ہے اور جو شخص اپنا مسلمان بھائی کے
نام میں ہو سکتا ہے اس کے کام بند نہ ہو جو شخص
کسی مسلمان کی پریشانی دور کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے
دن اس کی پریشانی دور کر دے گا اور جو شخص کسی مسلمان
کی پردہ پوشی کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو
پردہ پوشی دے گا۔

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر غمہ
کر سکتا ہے نہ اسے بے سبب چھوڑ سکتا ہے نہ اس
کی بے دلی کر سکتا ہے۔ ایک مسلمان کا سب کچھ
دوسرے مسلمان پر حرام ہے اس کا خون بھی اس
کا مال بھی درس کی عزت بھی۔

حدیث (۷) فرمایا:

وَأَن تَتَوَضَّعَ لِنَفْسِكَ بِإِذْنِ مَنْ أَحْكَمَ
حَتَّى يَحْبُتَ الْخَبِيْثُ مَا يَحْبِبُ النَّفْسَ
بِذَرِّهِ وَاسْمُ مَنْ نَفْسٍ

حدیث (۸) فرمایا:

رَأَيْتُ مِنْ مَدَامُ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِ
وَمِلَّةٍ شَارِيٍّ مِنْ مِلَّةِ شَيْءٍ مَدَامُ

حدیث (۹) فرمایا:

أَنْصَرُ أَخَا ظَلَمٍ أَوْ مَظْلُومًا
فَتَرَّ رَجُلٌ بِرَسُولِ اللَّهِ أَنْصَرَهُ
مَنْعُومًا نَفِيتُ أَنْصَرَهُ فَانْصَرُ قَاتٍ
تَسْعِدُ مَنْ نَفْسُهُ فَنَفِيتُ أَنْصَرَهُ
بِذَرِّهِ وَاسْمُ مَنْ نَفْسٍ

حدیث (۱۰) فرمایا:

لَا يَخْلَعُ اللَّهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ نَفْسَهُ
بِذَرِّهِ وَاسْمُ مَنْ نَفْسٍ

حدیث (۱۱) فرمایا:

رَأَيْتُ مِنْ مَدَامُ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِ
وَمِلَّةٍ شَارِيٍّ مِنْ مِلَّةِ شَيْءٍ مَدَامُ
بِذَرِّهِ وَاسْمُ مَنْ نَفْسٍ

حدیث (۱۲) فرمایا:

وَأَن تَتَوَضَّعَ لِنَفْسِكَ بِإِذْنِ مَنْ أَحْكَمَ
حَتَّى يَحْبُتَ الْخَبِيْثُ مَا يَحْبِبُ النَّفْسَ
بِذَرِّهِ وَاسْمُ مَنْ نَفْسٍ

اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے تم
میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے
مسلمان بھائی کے لئے وہی پسند نہ کرے جو کچھ اپنے لئے پسند
کرتا ہے۔

مسلمان تو وہ ہے جس کے ہاتھ اور جیس کی زبان
کے مسلمان موقوف رہیں۔

اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرو، خود وہ نہیں ملے ہو یا
منسوم، ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ منسوم
ہو تب تو اس کی مدد کر سکتے ہوں کیونکہ وہ غلام ہو تو
اس کی مدد کیسے کروں؟ فرمایا: اسے غلام سے راک دو،
پس یہی اس کی مدد ہے۔

اللہ تعالیٰ یہ شخص پر رحم نہیں کرتا جو اس کو
پر رحم نہ کرے۔

رحم کرنے والوں پر رحم بھی رحم کرتا ہے تم
زمین و مومن پر رحم کرو، آسمان و مومن پر
رحم کرے گا۔

بظاہر وہ مومن نہیں، بندہ وہ مومن نہیں، بندہ وہ
مومن نہیں، عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! کون

لَا يَأْتِيَنَّكَ جَهَنَّمُ زُحْرًا مُقَتَّنًا

یعنی زخمِ سنّی نہ ہریرہ

فرمایا: جس کے ہمسائے س کی شہ رتوں

سے محفوظ نہ ہیں۔

حدیث ۱۲۱، فرمایا: ہر

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِمَا هِيَ حَبْلَةٌ

يَرْيِدُ أَنْ يَسْرَهُ بِبَنِي فَتَنٍ سَتَرَنِي

وَمَنْ سَتَرَنِي فَقَدْ سَرَّائِي وَمَنْ

سَرَّائِي دَخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ

بِهِ يَقِيَنَّ نَفْسًا

کریم ہے۔

یہ نبوت کے بجز ناپید اکٹار کے چند کراں قدر موقی ہیں جو پیش کئے گئے، کیا یہ روت، سہل، دنیا

کے کسی بھی مذہب میں ہے؟ کیا یہ روح بغیر اسلامی تہذیب و معاشرت کے پیدا کی جاسکتی ہے؟

دینِ اسلام کا خزانہ عامرہ ان بیش بہا جوابات سے معمور ہے جن کی نتیجہ تمام ادیانِ عالم نہیں دیکھ سکتے۔

سماویہ بھی ہمیشہ کرنے سے قاصر ہیں جس دین کو تباہی و دھم کی گمان دیا گیا ہو جس کو آخری نعمت نہ مانا گیا ہو۔

توقیامت تک آنے والی تمام نسلوں کے لئے ہو اور جس میں ہر مرض کے علاج کا نسخہ شفاء موجود ہو۔

اس کی قدر نہ کرنا کتنی بڑی حماقت ہے، اس نعمتِ عظمیٰ کی بے قدری کا وبال جتنا بھی ہو کہ نہ یہ قدرتی

کی رحمت کا ملکہ کا ٹھہور ہے کہ باوجود ہماری نظر ناک اور تباہ کن غلیبوں کے ہمیں معاف فرمادیتا ہے، دنیا

کی نظر میں عزت و عطا فرماتا ہے، وسائلِ رزق کی فراوانی فرماتا ہے، اس کا کرم ہے، اس کی رحمت ہے۔

۴. اسلامی معاشرے کی اصلاح و تربیت قرآنِ کریم کی خصوص اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کے جو حالات و واقعات قرآنِ کریم میں بیان فرمائے گئے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ حیاتِ نبویہ پاکیزہ

زندگی باتِ اللہ، عملِ صالح اور تقویٰ و طہارت کے بغیر ناممکن ہے قرآنِ کریم صاف صاف صاف کہتا ہے

جہ کہ فسق و فجور کی زندگی کا انجام بجز تباہی و بربادی کے کچھ نہیں، وہ تمام کائنات و اقوام و ممالک

کو کوہِ دہنا تباہ ہے کہ قوموں کی فلاح و بہبود کا دار و مدار صالح اور پاکیزہ معاشرے پر ہے اس لئے دلوں

میں نسل دیا ہے کہ دنیا و آخرت کی نجات کا بس ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے وحیِ الہی کی پیروی اور

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنا۔

آج مغرب کی بے خدا قوموں کی تقلید اور اندھی تقلید میں ہمارا معاشرہ گناہ و معصیت، نفس و فجور،
 ورنہ حیوانی و بے چہنی کے جس رُداہ میں پھنس کر رہ گیا، حیوانیت و بہمیت کے جو جو مظاہرے ہو رہے
 ہیں، نفس پرستی، تعیش پسندی اور خواہش براری کی انتہائی شکلیں جو سامنے آئے گی ہیں، انہیں دیکھ کر
 کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ اسلامی معاشرہ ہے؟ اور یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی مانتے والی قوم ہے؟
 جو قوم خدق و آداب، تہذیب و تمدن، سیاست و معاشرت کے تمام شعبوں میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 کے رستے کو چھوڑ کر بے دین، بے ہدایت اور بے خدا قوموں کے راستے پر اندھا دھند چلنے لگے۔ اس سے
 نفس پرستی کے سو کسی کارنامے کی توقع رکھنا بے سود ہے، سبب انسانیت ہی رستہ ہو جائے تو انسان
 نہ وحشیوں سے انسانی اخلاق و تہذیب کا مظاہرہ دیکھ سکتا ہے؟

فسوس ہے کہ جسے ارباب حل و عقد کو اس پہلو پر غور کرنے کی کبھی فرصت نہیں ملی، وہ انسانیت
 کے "سود گردوں" کا نقشہ لیتے کی کبھی ضرورت محسوس ہوئی، اخبارات و رسائل میں بخش اقتصادیر اور
 گندے مضامین، تعلیم کا ہوں میں ایسے لڑکیوں کا اختلاط اور مشترک ڈرائے، ریڈیو و ٹیلی ویژن پر
 جی سوز پر وکر، سینما ہالوں اور کلبوں میں ننگ انسانیت منہا ہر بازاروں اور سڑکوں میں بے حجابی
 ورنہ حیوانی کا توفان، گویا پورا ملک ایک حیوان ساز فیکٹری بن چکا ہے جس میں جہ یہ فتنی تلک سے سننے
 نشین کے جانور تیار ہو رہے ہیں، کیا کوئی کھرتے جو خدق سوز کانوں کی آوازوں سے محنوں ہے؟
 کوئی بازار ہے جہاں قدم قدم پر بے جی بی لفظ و تمبکی آلودگی کا سامنا ہوتا کرتی ہو؟ اور اب اس بے قیہ
 اور واناہر کی کے نتائج سب کے سامنے آئے بھی گئے ہیں۔

برہم سدا می قانون کے سایہ عاطفت میں آنا چاہتے ہیں گرامسدا می خوت کا صحیح نقشہ دیکھنا چاہتے
 یا زیادہ صاف الفاظ میں، اگر ہم زندگی کچھ دن راحت و سکون سے انسانوں کی طرح گزارنا چاہتے
 ہیں تو اس کے سوا ہمارے سننے کوئی چارہ کار نہیں کہ معاشرے کو اعلیٰ نبوت پر لائیں، اسلامی خدق
 پیدا کرنے کی فکر کریں ورنہ تمام شیعائی وسائل کو تین کی نشاندہی اور پرکھتے، ایک ایک کر کے
 ختم کریں، خود سدا می ہماری برتری و برتری کی معاد کا صحیح نقشہ یہ ہے کہ سدا می قانون نافذ کیا جائے،
 سدا می مدت قانون کی جائے، اسلامی اخوت کے تریق سے بہمیت کے زہر کا خدق کیا جائے ورنہ بہت
 کے نال و اخلاق کے سابق سدا می معاشرے کی تربیت کی جائے، مگر ان چیزوں کے غفلت و سرد سے کچھ

نہیں ہوگا بعد ازاں اس کے ساتھ ان کے عملی نفاذ کا عزم کیا جائے، یہ کام جمہوریت کے سایہ رحمت میں
 نہ ہو، رشل لاک کے سایہ حکمت میں ہو، مگر اس میں ایک لمحہ کی تاخیر نہ کی جائے۔

اللہ تعالیٰ اس ہمت خدا داد پر رحم فرمائیں، اس کی سالمیت و حفاظت کا غیث سامان فرمائیں۔
 حکمرانوں کو اسلامی قانون نافذ کرانے اور تمام مسلمانوں کو اس قانون پر چلنے کی توفیق و سعادت عطا فرمائیں اور اس کی برکات سے تمام ملک و ملت کو مالا مال فرمائیں، آمین۔ وصی اللہ تعالیٰ
 صفوۃ البریۃ سید الکائنات محمد رسولہ و حسبہ البشعین۔

بیچ اہل قول شیعہ، مئی ۱۹۰۷ء

عالم اسلام اور مسلمانوں کی حالت زار

آج کل تمام عالم اسلام ایک شدید بحران میں مبتلا ہے، مراکش سے انڈونیشیا تک
 جہاں جہاں نظر ڈالیں گے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاید عالم اسلام پر سکرانٹ الموت طاری
 ہیں۔ وہ موت و حیات کی کش مکش میں مبتلا ہے اور اس کی روح بڑی شدت سے پرواز کی
 منتظر ہے۔ اسی طرح بالواسطہ تمام کائنات کی بقا کے لئے خطرہ متوجہ ہیں کیونکہ جس روح
 پر تمام عالم کی حیات کا دارومدار ہے اس کا وقت قریب آگیا ہے، چنانچہ جس طرف نگاہ
 ڈالتے ہیں مایوسی نظر آتی ہے۔ تمام نسل انسانی میں خد فراموشی کا ایسا طوفان برپا ہے کہ
 سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کا انجی م کیا ہوگا؟ بل و دولت کی فراوانی کا یہ عالم ہے کہ جو ممالک
 کل بکریاں چراتے تھے اور قوت ریوت کے محتاج تھے آج برطانیہ و امریکہ ان کا محتاج
 ہے۔ دینی مدارس روز افزوں ہیں ان کی تعداد مسلسل بڑھتی جا رہی ہے، کتابوں پر
 کتابیں تصنیف ہو رہی ہیں، اور دھڑا دھڑا چھپ رہی ہیں، نئے نئے کتب خانے
 قائم ہو رہے ہیں، اسلاف کے قدیم ذخائر جن کے ناموں کے لئے بھی ترستے آج چھپ
 کر برہنہ ہو رہے ہیں کہیں امام احمد ورن کے اتباع فقہ منہج کی کتابیں چھپ رہی
 ہیں، کہیں امام مالک کے مذہب کی تتبع حکومتیں ہیں، ان کے ذریعہ ماسیک کے ذخائر سامنے
 آ رہے ہیں، حنفیہ کا تو طویل دور رہا، شاید آل عثمان کی حکومت و خلافت کے زوال و سقوط
 کے بعد ان پر بھی زوال آ گیا، بہ حال حدیث کی عظیم الشان کتابیں طبع ہو رہی ہیں، تفسیریں
 نشر ہو رہی ہیں، تبلیغ و دعوت کی موثرات و کانفرنسیں قائم ہو رہی ہیں، دن بدن نارنگ
 التحفیل مدارس سے نکل رہے ہیں، مجتہد ہیں، اجتہادات ہیں جو روز بروز بڑھتے جا
 رہے ہیں، نئی نئی اسلامی حکومتیں وجود میں آ رہی ہیں اور کافر مستعمرین کی قید سے آزاد
 ہو رہی ہیں، انغرض اسلام کی حکومتیں بڑھ رہی ہیں، دینی دار سے کثرت سے معضل وجود
 میں آ رہے ہیں، مسلمانوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے، حج بیت اللہ و دیار حبیب رب العالمین
 صلی اللہ علیہ وسلم کے زائرین کا سیدھا پتہ جو اطراف عالم سے منڈا آ رہا ہے، یہ

حیرت انگیز معجزات و معجزات آسمانی ہیں لیکن صد افسوس کہ حقیقی اسلام کی روح فنا ہو رہی ہے، اسلام ختم ہو رہا ہے مسلمان بڑھ رہے ہیں، علمی کتابیں علمی ادارے روز افزوں ترقی پر ہیں لیکن جہل و بے علمی چھا رہی ہے۔ زمانوں پر اسلام اور قیوب میں کفریت جب دلوں کو ٹٹولیں گے تو معلوم ہوگا اسلام سے تعلق محض برائے نام ہے اور اللہ تعالیٰ پر اعتراضات، رسول کریمؐ کی سنت پر تنقیدات، اسلام کے اساسی عقائد و مسائل

لے سدھ کی غنیمت اٹھانے لگا ہے اور نایاب سے نایاب کتابیں جو چھپ چھپ کر سامنے آتی ہیں وہ نہ کچھ پوچھنے دل پر کیا قیامت گذرتی ہے ہمارے اکابر جو ان سے استفادہ کے حقیقتاً اہل تھے ان کو ترستے دنیا سے رخصت ہوئے، مگر ان کو ان کتابوں کی شکل دیکھنا بھی نصیب نہ ہوا۔ ان کے دورِ جہل آباد میں کتابوں کے انبار پر انبار لگ رہے ہیں مگر لکھنوں میں ایک بھی تو ایسا ہے جو ان ذخائر سے صحیح استفادہ کر سکے، آج کتابیں خریدی جاتی ہیں الماریوں میں سجائے گئے یا پھر ان سے کام لیا جاتا ہے "جہل مرکب" کی تائید اور مطالب صحیحہ کو بگاڑنے کا، انشاء اللہ کسی نایاب کتاب کی نئی طباعت دیکھ کر راقم الحروف کا پہلا تاثر ہمیشہ حسرت و افسوس ہوا۔

الحمد للہ آج حضرت شیخ بنوری مدظلہ کے تاثر سے اس کی تائید ہوئی، ہمارے نزدیک "جہل و عبادت کے اس دور میں کتبِ نادرہ کی یہ فراوانی، یہ کثرت بیکہ یہ طوفان کسی بڑے طوفان کی آمد کا تقارہ ہے، دورِ فاروقی میں کسریٰ کے خزانے مسجدِ نبویؐ میں ذخیرہ ہیں، حضرت دسرت سے مسلمانوں کے جبے چمک اٹھتے ہیں مگر فاروقی بصیرت اس کے روزانہ سے آنے والے نقصان کا مشاہدہ کر رہی ہے وہ مسجدِ نبویؐ کے ایک گوشے میں بیٹھے زار و قنار رو رہے ہیں، حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ نے جب پوچھا کہ یہ رونے کا کون سا موقع ہے؟ تو فرمایا ہوا کہ "اگر مال و متاع کے اس طوفان میں ذرا بھی خیر ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے زیادہ اس کے مستحق تھے، آپؐ دنیا سے ایسی حالت میں رخصت ہوئے کہ کبھی دو وقت جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر میسر نہ ہوتی، آج کی آسامیوں اور فراوانیوں کو دیکھ کر حضرت فاروقیؓ رحمہ رضی اللہ عنہ کا یہ حکیمانہ ارشاد بار بار یاد آتا ہے، واللہ المستعان۔" (میں)

میں شلوک و شبہات تو اس سطحی و ظاہری آب و تاب پر کیا خوشی؟ یہ کثرت، یہ ہنگامہ آرائی اور یہ غوغا بظاہر تک محدود ہے، قلوب و نفوس دنیا کی محبت میں سرشار ہیں، قدم قدم پر خدا فراموشی کے مظاہر، فواحش و منکرات کا سیلاب، نہ شرم، نہ حیا، نہ حلال و حرام کی تمیز۔ اسلامی ممالک کے مسلمان حکمرانوں کا حجب جائزہ لیجئے تو ((تَحْسِبْنَهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّى)) آپ خیال کرتے ہوں گے کہ سب متحد و متفق ہیں لیکن دل ان سب کے جدا جدا ہو رہے ہیں (ہیں) کا سماں نظر آئے گا، سب کے سب اپنی اپنی اغراض و خواہشات میں مبتلا ہیں اتفاق و اتحاد کے معاہدے ہو رہے ہیں مگر اندر سے دلوں میں نفاق بھرا ہوا ہے اسی لئے ان کے دلوں میں حق تعالیٰ نے دشمنان اسلام کا رعب ڈال دیا اور ان کی ہیبت اور رعب کنار کے دلوں سے نکل گیا، اس کثرت کے باوجود قلت میں ہیں اور اس مال و دولت کی فراوانی بکہ طغیانی کے باوجود فقر و تنگدستی میں گرفتار ہیں، درحقیقت تمام امت نفاق کے شدید مرض میں مبتلا ہو گئی ہے اور اس نفاق کی وجہ سے ایمان کی حدود سے محروم ہے، قوت ایمانی پر جو ثمرات و برکات مرتب ہوتے ہیں ان سے بالکل بے بہرہ ہو گئی ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ تمام عالم کو خدا فراموشی کی سزا مل رہی ہے ((وَيَلْبِسْكُمْ شِيْعًا وَيَذِقْ لِبَعْضِكُمْ بِأَسْبَاطًا مِّنْهُم مَّخْتَلَفٌ فِرْقَةٍ يِّنَا كَلَّا ادْعُوا إِلَىٰ دِينِ اللَّهِ فَذَرْهُمْ حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي فِيهِ يُصْعَقُونَ)) چمکا دے، کا منظر روز افزوں ترقی میں ہے۔

۱۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ حجب میری امت دنیا کو بڑی چیز سمجھنے لگا تو اس امر کی ہیبت ان کے دلوں سے نکل جانے لگی اور حجب وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ بیٹھے گی تو وحی کی برکات سے محروم ہو جائے گی اور حجب میری امت آپس میں گالی گلوچ کرنے لگے گی تو اللہ جل شانہ کی نظر سے گرجائیں گی اس حدیث پاک میں آج کی امت کا عکس نمایاں نظر آتا ہے؟ یہ اللہ کی نظر سے گری ہوئی امت آج امریکہ، برطانیہ، روس اور چین سے عزت و جاہت بھی کی نہیں بلکہ روٹی پر پٹے کی بھی جھیک مانگتی نظر آتی ہے مگر بصیرت کے اندر سے پن کی وجہ سے اپنی ناکامی اور ذلت کے حقیقی سبب اور عزت و جاہت کے حقیقی سرچشمے پر اس کی نظر بھی نہیں پاتی۔ (امیر)

موجودہ دراز کی محنت اور قربانیوں کے بعد پاکستان وجود میں آیا۔ لیڈروں نے قوم کی قوت سے فائدہ اٹھانے کے لئے اسلام کے نعرے لگانے اور عوام کے اسی نام پر منظم ہو کر برطانویہ جیسی طائفہ کو حکومت کو شکست دی اور آزادی حاصل کی، ربع صدی گزرنے کے بعد بھی آج تک یہ ملک اسلامی ملک نہیں بن سکا جو کہ پہلے روز ہو جانا چاہیے تھا۔ وہ آج تک نہ ہو سکا اور ہوتا بھی کیسے؟ یہاں تو اول سے لے کر آخر تک نفاق کا بدترین حربہ چلتا رہا اور اسی نفاق، غداری اور دُور فتنے کی سخت ترین مزاحمتی، ایک بڑا احتساب کیا۔ لاکھوں جانیں ضائع ہوئیں لیکن ٹٹے افسوس! کہ ابھی خواب غفلت سے بیدار نہیں بنیں، وہی نفاق، وہی تلبیس، وہی تھوڑے دعوے اور وہی مکاری عیار، اب تو پاکستان کی کاٹھی ایک ایسے خطرناک موڑ پر آ کر چٹہ گئی ہے کہ اگر اوپر سے نیچے تک قوم نے اپنی روش نفاق نہ بدلی تو ایک معمولی سے دھکے سے ایسے گہرے گڑھے میں گرے گی کہ قیامت تک نہ نکل سکے گی، بار بار بینات کے صفحات پر یہ ماقم سرائی کی گئی لیکن صدائے برنخواستہ :
 میں اس ملک سے باہر چلتا اور جہتہ تن یہاں کے تصورات و افکار سے کٹ گیا تھا، اچانک کانوں میں یہ آواز پڑی کہ پارلیمانی سطح پر پہلی مرتبہ بعض مخلصوں کی کوششوں سے متفقہ طور پر یہ طے پایا کہ پاکستان کا مذہب اسلام ہو گا اور اس کا نام اسلامی جمہوریہ ہو گا، یہ آخری جز تو پہلے ہو چکا تھا لیکن یہ لفظ کبھی شہ منہ نہ معنی نہ ہوا، خدا کرے یہ نفاق سے خالی ہو اور دل و جان سے اس قرارداد کو تسلیم کیا جائے اور جلد سے جلد اس لفظ کے تقاضوں کو عمل پورہ کیا جائے۔ اسلام کی صحیح تعریف کو قبول کر کے اس کا حق مکمل طور پر ادا ہو، ایسا نہ ہو کہ رسوائے عالم "مینر رپورٹ" کی طرح اسلام کی تعریف کو مشتبہ بنا کر تمام قرارداد معروض التوا دیکھ آجائے، تعجب ہے کہ جس قوم کے پاس قرآن حکیم ایسی کتاب اور رُشد و ہدایت کی دستاویز موجود ہو اور حضرت رسالت پناہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے آخری پیغمبر ان کی راہنمائی کے لئے دنیا میں تشریف لائے ہوں اور عہدِ خلافت راشدہ میں یہ حق تعالیٰ کا آخری پیغام دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچ چکا ہے، کروڑوں مسلمان دین اسلام پر عمل کرنے والے موجود ہوں ان حقائق کے ہوتے ہوئے بھی

یہ نہ ہو کہ اسلام کیا ہے؛ یہ شیطانی تدبیریں صرف اس لئے کی باقی ہیں کہ ہر منافق ہر
زندہ قہر مند دین اسلام میں داخل سمجھا جائے اور برہمنی اسلام اگرچہ کافر ہو ختم نبوت کا
منکر ہو مسلمان سمجھی جائے، برطانیہ کے دور حکومت میں جو مردم شماری کی نہرست میں مسلمان
میں کیا وہ مسلمان ہے اگرچہ نئی نبوت پر ایمان نہ ضروری سمجھتا ہو، انا اللہ نہایت دردناک
صورت حال ہے۔ گویا مسلمانوں کو اپنا مذہب تک معلوم نہیں پاکستان کے حکمرانوں نے
اسلام کا لغو لٹکا کر اسلام کے لئے پاکستان بنایا مگر اسلام نہ جانا کیا ہے، بعض اندھیروں میں
تہرچپ نے، سب عقلیں مستح ہو جاتی ہیں تو ایسی ہرزہ سرٹیاں سرزد ہوتی ہیں کہ

بہر حال کہنا یہ ہے کہ بہت طویل عرصہ گزر گیا، بار بار تنبیہ ہوئی، مشرقی پاکستان کی
صورت حال سے اگر عبرت نہ ہوئی تو خاکم بہ من کہیں وہ وقت نہ آجائے کہ پاکستان کا وجود
نقشہ عالم سے حرف غلط کی طرح مٹ جائے پر آہ و بکا سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

خدا را خور و فکر سے کام لیں، باکراہ ربوبیت میں توبہ و استغفار کریں اور پورے
نشوع و تنفیر قلب سے معافی مانگیں کہ حق تعالیٰ صحیح اسلام پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے
اور پاکستان کی حفاظت اسلام اور مسلمانوں کا تحفظ فرمائے اور پاکستان کی تباہی کے جو
خسرات پیدا ہو گئے ہیں حق تعالیٰ ان سے حفاظت فرمائے اور رنگ و نسل و وطن کی جو نیستیں
چمٹ گئی ہیں ان سے نجات دے اور انہوں نے اسلام کی قدم قدم پر مظاہرہ ہو۔

۱۔ وزیر پورٹ کی عدالت بازگشت موجود قومی اسمبلی میں بھی سنائی دی جب ایک معزز وزیر
نے ٹیکہ اسی منہ حق کو اپناتے ہوئے اسلام کی تعریف سے ناواقف کا اناہا فرمایا۔ دراصل اسلام
ہو نامہ نجی مسائل کی حرب کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اور ہمارے حکمران اسلام کے نام کا بوجھ
مجھے اسی منزل تک اٹھانے کے روادار ہیں جہاں تک اسلام ان کے اغراض کی تکمیل کرے تاہم
مصلحتوں سے بہت کرا اور تمام اغراض و خواہشات سے کٹ کر صرف اللہ رب العزت کو خوش کرنے
کے لئے اسلام پر عمل کرے گا، کبھی کہا ہی نہیں نہ اس کے لئے کبھی سوچا ہے، اسلام و دین رعبیہ جائے
غور و غور کی پڑا ہوا چاہیے اور لیڈران کرم و دولت، رجب و جہ کہ اسلام کو نماند کرنا تو کہا ہے ایک
مسلمین پوچھتا ہے کہ مسلمان کسے کہتے ہیں؟ کیا ان ہی سے اسلامی قانون کی توقع رکھی جائے؟ (مدیر)

فرنکی قوانین کو اسلامی قالب میں ڈھالنے کی جانب ایک قدم

حکومت سرحد نے موجودہ قوانین کو اسلامی قانون میں ڈھالنے کے لئے ایک کمیٹی کی تشکیل کی ہے جو پانچ ارکان پر مشتمل ہے اس طرح کم از کم صوبائی سطح پر موجودہ قوانین کو اسلامی قالب میں ڈھالنے کے لئے مبارک قدم اٹھایا گیا ہے، کمیٹی کی چار روزہ پہلی نشست گذشتہ شعبان ۱۴۲۹ھ میں راولپنڈی میں ہوئی، حکومت سرحد کے وزیر اعلیٰ کا ارادہ یہ ہے کہ جتنے قوانین تدریجاً مرتب ہوں آرڈینینس کے ذریعہ ان کی تنفیذ کی جائے بعد میں اسمبلی میں برائے منظور می پیش ہوں، ظاہر ہے کہ اسلامی صوبے میں اسمبلی میں مخالفت کی جرأت نہ ہو سکے گی۔ بالخصوص اگر تہذیب و بائنتہ ارکان نے مخالفت بھی کی تو مؤثر نہ ہوگی۔

اسلامی حکومت میں غیر اسلامی عائلی قوانین کا تحفظ

پہلی نشست میں کمیٹی نے عائلی قوانین اور ساروا ایکٹ میں ترمیم کر کے انہیں اسلامی قوانین کے مطابق بنایا لیکن سن کر آپ کو تعجب ہو گا کہ عائلی قوانین کو مرکز کی جانب سے تحفظ دیا گیا ہے، مرکز کی اجازت کے بغیر کوئی صوبہ ترمیم یا ترمیم کا حق نہیں رکھتا البتہ قوانین بھی لیے ہیں جن کو مرکز کے اختیار میں رکھا گیا ہے اور صوبائی اسمبلی اس کی مجاز نہیں کہ وہ مرکز کے حکم کے بغیر انہیں جاری کر سکے، معمولی نوعیت کے کچھ قوانین ایسے بھی ہیں جو صوبہ کے اختیار میں ہیں، سرحد کے وزیر اعلیٰ نے چاہا کہ مرکزی اسمبلی میں ترمیم بل پیش ہوتا کہ تمام صوبے یکساں طور پر اسلامی قانون کی برکات سے مستفید ہو سکیں لیکن افسوس کہ ایسا نہ ہو سکا اور مرکز میں پیش کرنے کی اجازت نہیں دی گئی، جس قانون ساز اسمبلی کی یہ حالت ہو تو اس سے خیر کی کیا توقع؟ درحقیقت قانون ساز اسمبلی کا نام بھی غیر اسلامی ہے، قانون سازی کا حق اسلام میں صرف حق تعالیٰ کا ہے اور اس کے رسول کریم علیہ صلوٰات اللہ وسلمہ مرکا منصب احکام الہیہ کی تشریح اور اس کی عملی تشکیل ہے، اسمبلی کا اگر کچھ کام ہے تو اس کے ذمہ ان قوانین الہیہ کے اجراء و تنفیذ کا کام ہے نہ کہ تفسیر و تشریح کا، البتہ منت می

معاملات میں جو قانون چاہیں بنائیں بشرطیکہ وہ شریعتِ اسلام کے خلاف نہ ہوں۔
 بہر حال یہ بات انتہائی قابلِ قدر و قابلِ شکر ہے کہ حکومتِ سرحد نے اپنی بساط
 کے مطابق صدی قدم اٹھائے ہیں، شراب نوشی کو حرام قرار دے دیا اور اس کی خرید و
 فروخت اور درآمد و غیرہ کو ممنوع قرار دے دیا، بے پردگی ختم کرادی، سود پر پابندی لگادی
 سودی قرضے جو دئے گئے اس کا سود ختم کر دیا گیا، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں طلباء کے
 لئے نازکابٹھنا اور نماز کا ترجمہ سمجھنا لازمی قرار دے دیا، انگریزی لباس کوٹ پتھون کو
 کو ختم کرایا، سادہ قومی مکی لباس کو سرکاری لباس قرار دے دیا، اس لئے مولانا مفتی محمود
 کی حکومت اس وقت امتِ محمدیہ کے لئے قابلِ قدر نعمت ہے اور عقیقہ معتمدانی کے بعد
 وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے شریعتِ اسلام کی سیادت کو سر پر رکھا اور شریعتِ محمدیہ
 کی ترویج کے لئے کمر بستہ ہو گئے، حق تعالیٰ ہزار خیر عطا فرمائے اور بقیہ تہم صوابوں کے
 حکمرانوں کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ذوالقعدہ ۱۳۹۲ھ، جنوری ۱۹۷۳ء

خبراموشی اور اس کی سزا

تمام عالم اسد ایسی ویسے کیسے دیرتے گزر رہا ہے جس پر غور کرنے کے بعد
 صدمہ ہی صدمہ ہوتا ہے۔ ہمسایہ میں ہوا یا تم میں، مشرق میں ہوں کہ مغرب میں ان پر ہر
 جگہ طاعون کی پوشش ہے۔ پھر ایسا موسم ہوتا ہے کہ تمام عالم اسد کو خبراموشی کی
 سزا مل رہی ہے اور دردناک بات یہ ہے کہ یہ مرض کی صحیح تشخیص بہت نہ جاننے کی فکر و درج
 کیونکر ہو سکتا ہے جبکہ مرض کی صحیح تشخیص ہی نہ ہو، اس سے بڑھ کر دردناک صورت حال یہ
 ہے کہ مرض کو صحت اور اسباب مرض کو نسخہ شفا بھی جارہا ہے، ایسے مریض کی حالت بڑبڑا ہی
 و بیکار کے اور کیا ہو سکتی ہے؟ انالند و انالند الیہ راہجون۔

گذشتہ ہفتہ انڈونیشیا کے ایک قابل قدر نامور دین اشٹن حسین بن ابی بکر الحبشی یہاں شہر
 لئے، موصوف دراصل مینی لہ صل عرب تھے مگر ایک مدت سے انڈونیشیا میں آباد ہیں وہیں
 کی ایک فعال دینی جماعت المجمع الاسلامی، سد می کے رئیس و صدر ہیں، موصوف سے انڈونیشیا
 کے جو دردناک حالات معلوم ہوئے سن کر کلیجہ مند کو آگیا، وہاں عیسائی آبادی پانچ فیصد ہی ہے
 لیکن چھ اہم وزارتیں ان کے پاس ہیں، وزیر دفاع، وزیر مال اور وزیر صحت یہ سب عیسائی
 ہیں۔ مذہبی امور کا وزیر ایک مرزائی معطلی بن علی ہے جو رور و رورہ کا قادیانیت گزیرہ
 ہے اور اس کا جنرل سیکرٹری بہرہ و انکوٹی بھی مرزائی ہے انالند۔ قادیانی عیسائی اور کمیونسٹ
 اسد اور مسلمانوں کی عداوت میں متفق ہیں۔ نوجوانوں کو مادی و سفلی خواہشات کا لالچ دے کر
 دھڑا دھڑا عیسائی اور مرزائی بنایا جا رہا ہے یا پھر وہ دہریہ ہو رہے ہیں، مسلمانوں کی یہ حالت
 اس مہکتی میں ہے جو عالم اسد میں اس وقت دنیا کی سب سے بڑی حکومت ہے جس کی آبادی
 بارہ کروڑ ہے گویا تمام غوثی طاقتوں کی پوری ہمت اس پر لگی ہوئی ہے کہ اس غصہ و آسردگی
 مک کو اسپین بنا دیا جائے، فسوس یہ ہے کہ مسلمانوں کو ان عواقب کا غموں احساس نہیں اور

جن جن مال و گلوں کو جس جس نے اپنے پاس میں غوثی سید بک کے سامنے بند یا نہ کرنے کے وسائل نہیں بنائے۔ افسوس یہ کہ بین المسلمین پر مسلمانوں کی بین مافی تنبیہ نہ ہونے سے ان غوثی ممتوں کو زیادہ شکار کا موقع مل جاتا ہے۔ عرب دنیا جہاں مال و دولت کا سیراب آیا گیا ہو اسے کہیں وہ اپنا حق و سراسر حق میں مسلمانوں کی طرف پیچھے نہیں تو بہت سی شکرت مل ہو جائیں، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو صحیح فہم اور صحیح توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مملکت پاکستان کی روح

عہدِ دراز تک انگریز کی غلامی کی چکی ہیں پسنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے برصغیر کے مسلمانوں پر رحم فرما کر ایک مملکت دنیا فرمائی جس کے رجال کا رُکے پیش نظر یہ بات تھی کہ اسے ایک مثالی اسلامی ریاست بنا کر اس میں تمام مسلم عالم کی قیادت کی طبیعت پیدا کی جائے۔ لیکن آج اسے لہا آرزو کہ ایک شہرہ - یہاں کے ارباب مل و متحد رفتہ رفتہ ایسے راستے پر چلے گئے کہ تمام توقعات ہی ختم ہو گئیں۔ خود غلط بود اپنے مابین شہیتہ، اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

قیام پاکستان کا مقصد

یہ حقیقت بالکل واضح ہے کہ پاکستان اسلام کے نام پر لیا گیا، عوام نے اس مقصد کے پیش نظر پاکستان کا نعرہ لگایا و حق تعالیٰ نے بھی دوبارہ امتحان کے لئے ایک وسیع مملکت عطا فرمائی، بد شہرہ پاکستان بخرانی ہو و د کے اعتبار سے یہ ایک ڈسپنچر سب اور سب سب کے جو اس کا تانا بانا نظر آتا ہے، یہ کارخانے، یہ زرعی ترقیات، یہ صنعتی کاروبار اور ہندو کہ آج کے تمدن نے پیدا کیا ہے پاکستان کے اس ہی بڑی قالب کا نام ہے جس کی روح دینِ اسلام ہے۔ اسلامی نظامِ مملکت ہے، اسلامی قانون ہے، کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق زندگی کے تمام شعبوں کو ڈھالنا ہے، الغرض پاکستان نام ہے دو حیثیتوں کے نبوت کے، ایک جسم اور دوسری روح۔ اس کے جسم میں یہ روح کا فرمانہ ہو تو اس لیے جان نہ لے کر حق تعالیٰ کے یہاں کچھ بھی نہیں ہے، اور بعینہ نہیں کہ پاکستان کا ایک بڑا حصہ اسی سے کٹ گیا یا کٹا لیا کہ جس روح کی توقع تھی وہ اس میں نہ پڑ سکی اس طبع جان جسم حق تعالیٰ کی بارگاہ قدس میں قابلِ قدر نہ رہا اب بھی اگر اس روح کو جلا ڈالنے کی کوشش نہ کی گئی تو

شہید شہد ہے کہ یہ ہم جس کا سر نہ اٹھنا شروع ہو چکا ہے اس پر موت جاری نہ ہو جائے۔

بینات میں اس حقیقت کو واضح کر کے نہ معلوم کتنے صحنات سیاہ کئے گئے ہیں لیکن صد افسوس کہ صدائے برقی ست، تلوں کی آواز کتنی ہی خوبصورت اور دل نواز کیوں نہ ہو لیکن بقا رکھنے میں اسے کون سنا ہے؟ معاشرہ روزنامہ جہنم میں یوم آزادی کا مقصد ایک قابل قدر آرٹیکل نظر سے گزرا، بی جا کہ ناظرین بینات کی خدمت میں اسے پیش کیا جانے تاکہ معلوم ہو سکے کہ یہ آواز صرف مدوں کی نہیں بلکہ سنجیدہ و متین جدید طبقہ کی بھی رائے ہے جو خواہ اس سے نکل کر عوام تک اور خراب و منہرے نکل کر بازاروں تک بھی پہنچا رہی ہے۔

”آج ہم آزادی کی ٹھانیسویں سالگرہ منا رہے ہیں بلکہ شبہ یہ ہمارے لئے انتہائی خوشی و مسرت کا موقع ہے لیکن یہی دن سال کے باقی دنوں سے اس بات کے لئے سب سے زیادہ موزوں ہے کہ ہم پیٹ کر اپنے مانگی پر نظر ڈالیں، آزادی کے مقصد کو اپنے ذہنوں میں تازہ کریں اور اس بات کا جائزہ لیں کہ انفرادی اور اجتماعی حیثیت سے ہم نے اس مقصد کے لئے اب تک کیا کچھ کیا ہے کیونکہ اصل خوشی اور حقیقی مسرت اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کے بعد ہی حاصل ہوتی ہے جہاں تک انگریزی اقتدار اور منہ و اکثریت کے تسلط سے نجات حاصل کرتے اور پاکستان کے نام سے ایک آزاد مکت قلم کرنے کا تعلق ہے۔ یقیناً اس جدوجہد میں ہم نے ہم اکت شہزادہ کو کامیابی حاصل کر لی تھی اور اس مبارک ساعت کے آنے پر ہم جس قدر خوشی منائیں گے یہ لیکن یہ بات بھی ایک حقیقت ہے کہ ہمارا سفر یہیں ختم نہیں ہو گیا تھا ہمارے نسب لعین کی صورت میں ایک آخری حد نہیں تھی جہاں پہنچ کر ملت کا قافلہ رک یا تا، انھوں پاکستان تو منزل کی طرف اٹھنے والے پہلے قدم تھا بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ پاکستان ہماری قومی جدوجہد کا مقصد نہیں، مقصد تک پہنچنے کا ایک ذریعہ تھا اور یہ مقصد ایک سی مکت کا قیام تھا جہاں مسلمان زندگی کے تمام شعبوں میں مساوی کے اصولوں کو نافذ کر کے ایک ایسا معاشرہ تعمیر کر سکیں جو ان کی تہذیب اور ان کی قیادت کا پوری طرح آئینہ دار ہو اور جسے وہ دنیا کے سامنے ایک نمونے کے طور پر پیش کر سکیں، اس مقصد کو معیار بنا کر تب ہم گزشتہ ربع صدی کا جائزہ لیتے ہیں تو جہاں آزادی کا جشن مناتے ہوئے ہمارے پہلے خوشی سے دھاک

تھے ہیں وہیں مہر دل میں اٹھنے والی ان ٹیسوں کو بھی نہیں دبا سکتے جو حصول پاکستان کے اصل مقصد سے غفلت اور اس سے پیدا ہونے والے المناک نتائج کی یاد دہانی ہیں، اس غفلت کا سب سے زیادہ رکن وہ نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ پاکستان کا ایک بازو اس سے کٹ کر غائب ہو گیا اور سات کروڑ مسلمان جن کی اکثریت پاکستان سے محبت کرتی تھی غیروں کے زیر اثر چلی گئی، اس غنیمت ایسے کا صرف یہ پہلو قدرے اطمینان بخش ثابت ہوا کہ اس ٹھوکر نے ہمیں سمجھنے، اپنا حساب کر کے اپنی غنیمتوں کو سمجھنے اور ان کی اصلاح کرنے کا ایک موقع فراہم کر دیا، وہ غنیمتیں جن کا تعلق سیاست دونوں کے دور سے تھا اور پھر وہ غنیمتیں جو شخصی اقتدار اور افسر شاہی کے طویل دور سے تعلق رکھتی تھیں۔

اس نئے دور میں جس کا آغاز وزیر اعظم بھٹو کی قیادت سے ہو ملک ہم نے اپنی جس سب سے بڑی غلطی کی، اصلاح کی وہ یہ تھی کہ آئین سے متعلق طویل جھگڑوں اور بحثوں کو ختم کر دیا اور ایک ایسا دستور جلد از جلد مرتب کر لیا جو نشریہ پاکستان اور قومی امنگوں کا آئینہ دار ہے لیکن ہمیں اس حقیقت کو بھی تسلیم کرنا چاہیے کہ صرف آئین کوئی معجزہ نہیں دیکھا سکتا جب تک کہ اس پر پورے خلوص اور دیانت داری کے ساتھ عمل نہ کیا جائے، اس آئین کا سب سے اہم حتمہ وہ ہے جس میں موجودہ تمام قوانین کو اسلام کے مطابق بنانے کا ذکر کیا گیا ہے، اس کے تحت زیادہ سے زیادہ آئندہ دس سال کے دوران موجودہ قوانین کی اصلاح کا یہ کام انجام پانا چاہیے لیکن اس کام کے ساتھ تب تک ہم عوام خصوصاً نئی نسل کے ذہنوں کو اسلام کے سانچے میں ڈھالنے اور اس کی خدائی تربیت کا کام انجام نہیں دیں گے، سلامی قوانین سے ہم آہنگ معاشرہ وجود میں نہیں آسکے گا، اس کے لئے صرف تعلیم و تربیت کے تمام ذرائع کو استعمال کرنا ہی کافی نہیں ہوگا بلکہ ہم نیشنل کوششوں کا خاتمہ بھی کرنا ہوگا جو نئی نسلوں کے ذہنوں کو پرالگ اندہ کرنے اور کچھ کے نام پر ان میں خدائی لگاڑ پیدا کرنے کے لئے جاری ہیں، ان میں فحاشی پھیلنے والی ورسیمیٹی بھڑانے اور لڑکچہ، عریاں فلاحیں اور ایسی تمام تحریکیں شامل ہیں جن کا مقصد عوام کو نشریہ پاکستان سے منحرف کرنا اور پاکستان کی سالمیت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا ہے، اگر ذہنی تربیت کا کوئی مؤثر کام شروع کیا جائے تو اس سے پہلے ہی ذہنی انتشار اور اخلاقی انارک کی پیمائش والی کوششوں کی سرکوبی نہ کی جاتی رہتی تو

ایک ایسے دستور اور قوانین کے باوجود سدھی معاشرے کی تشکیل کا خواب کبھی پورا نہ ہو سکے گا۔
 بد شہ گزشتہ ۲۰ برس کے دوران پاکستان نے زراعت، صنعت اور تجارت کے میدان
 میں کافی ترقی کی ہے اور غذائی اعتبار سے اس کے خود کشیاں ہونے کے آثار بھی بہت نمایاں ہیں۔
 زندگی کے ہر شعبے میں کہ و بیش ترقی ہوئی ہے اور گزشتہ تین سال کے دوران ترقی کی رفتار
 میں کمی گنا اضافہ ہوئے اور پاکستان نے شہزادے المیہ کو برداشت کر کے معاشی اور سیاسی
 طور پر دوبارہ سنبھل کر عامی برادری میں براؤن رنگی حاصل کر لیا ہے اور توقع ہے کہ گزشتہ پچاس
 سال میں پاکستان معاشی سیاسی اور دفاعی اعتبار سے بہت زیادہ ترقی کر چکے ہیں۔
 بات کو نہیں بھولنا چاہیے کہ پاکستان کے استحکام اور بقا کا انحصار صرف ان باتوں پر نہیں ہے
 بلکہ اس بات پر ہے کہ ہم پاکستانی معاشرے کو کس حد تک اسلام کی بنیادوں پر تعمیر کرنے میں
 کامیاب ہوتے ہیں اور کس حد تک نظریہ پاکستان کو عملی جامہ پہناتے ہیں، اگر تم نے یہ بنیادی
 کام انجام نہ دیا تو کوئی ترقی ہمارے کام نہ آسکے گی، اس کا تجربہ ہمیں ایوب خان کے دس سال
 ترقیاتی دور سے ہو چکا ہے، اس برصغیر میں ہم اپنی آزادی اور انفرادیت کو صرف سرحد
 قلعہ تعمیر کر کے ہی محفوظ رکھ سکتے ہیں، اگر اس سختی کو ہم نے نہ سمجھا تو یہ ہماری سب سے
 بڑی غلطی ہوگی، قائد غفلت کی عملی جدوجہد ان کی تمام تقریریں اور اقوال اپنی حیثیت کو ہمارے
 سامنے پیش کرتے ہیں۔ آج ہم کسٹ کا یہ مبارک دن بھی ہیں اسی حیثیت کی یاد دلانا ہے،
 اب ہماری سب سے بڑی زحائش یہ ہے کہ ہم اپنے عمل اور اپنی جدوجہد کو کس حد تک
 اس حیثیت کے مطابق بناتے ہیں؟

اے اقتباس روزنامہ جنگ کراچی ۵ اگست ۱۹۷۹ء

رمضان مبارک دشون مرم شہزادہ، کوثر نومبر ۱۹۷۹ء

ہماری معاشرتی زندگی کی ایک جھلک

یہ معلوم ہو کر انتہائی صدمہ ہوا کہ کراچی کے کسی ہوٹل میں کوئی کلب قائم ہوا ہے جس کا نام "جہنمی" رکھا گیا ہے اور کلب کے میزوں نے شب کو دعوت دی ہے اس دعوت کا نام "شیطان ڈنر" رکھا گیا یہ افسوسناک خبر روزنامہ "حریت" کراچی ۱۶ ستمبر ۱۹۹۷ء کے پرچہ میں شائع ہوئی، انا اللہ۔ یہ تو واقعہ ہے کہ یہ کلب تو واقعی "جہنمی" ہے اور اس کے ممبرن واقعی شیطان ہیں اور اس حیثیت سے یہ اسم با اسمی اور زبان خقی نقارہ خدا کا مصداق ہے لیکن اس واقعہ میں جو ہماری معاشرتی زندگی کا جلی عنوان ہے سوچنے کی بات یہ ہے کہ انسانوں کے قلوب خوف خدا سے کس قدر خالی ہو چکے ہیں اور معاصی پر جرأت بے حیائی، و قلبی قساوت کہاں تک پہنچ گئی ہے، یہ صحیح ہے کہ معصوم صرف انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی ہستیاں ہیں، عصمت ان کا خاصہ ہے ان کے سوا کون ہے جو معصومیت کا دعویٰ کرے اور سراپا تقصیر انسان سے کیونکر یہ ممکن ہے کہ بر معصیت دامن بچائے؟ کوتاہی اور لغزش، خطا و تقصیر و ازہ بشریت ہے لیکن انسانیت ہی کا تقاضہ یہ بھی ہے کہ فرمان بردار اور اطاعت شعار انسان گناہوں کو گناہ سمجھے اور اپنی تقصیر کا اعتراف کرے حضرت سعدی علیہ الرحمۃ کے دو شعر جو درحقیقت تصوف کا پنڈر ہے اسی حقیقت کی ترجمانی کرتے ہیں :-

بندہ ہمال پر کہ ز تقصیر خویش
عذر بد بگاہ خدا آورد
ورنہ سزاوار خداوندیش
کس نتواند کہ بجا آورد

انسان کا کمال اور اس کی پد نصیبی

انسان کا کمال کا یہ کمال کافی ہے کہ ہمیشہ اپنے آپ کو قصور وار سمجھے، گناہوں سے استغفار کرے، گناہوں پر ندامت اور شرم محسوس کرے، گناہ پر اصرار سے بچے، اس کے دل میں حق تعالیٰ کا خوف موجود ہو، مغزیت کی امید رکھتا ہو اور معاصی کے برے انجام

سے بے خوف نہ ہو یہی ایمان کی خاصیت ہے کہ خوف ورجاء راہِ امید و بیم دونوں ساتھ ساتھ ہوں۔

انسان کی یہ نفسی ہی اس وقت شروع ہوتی ہے جبکہ اسے گناہوں پر اندازہ عاقبت کی فکر سے بے نیازی ہو اور اس سے بڑھ کر شقاوت یہ ہوتی ہے کہ گناہوں کو کمال سمجھنے ان پر فخر کیا جائے شرم و حیا اور خجالت و ندامت کا نام و نشان نہ ہو اور اس سے بھی اگے یہ نفسی کی آخری منزل یہ ہوتی ہے کہ گناہوں سے استہزاء کیے اور شرعی اسدِ مومن کے ساتھ تمسخر کرے جب ذہن یہاں تک پہنچتی ہے تو انسانی شقاوت اور اس کی تسلیی قساوت کی انتہا ہوتی ہے، خدا برکت کہ جنت، جہنم، ملائکہ، شیاطین وغیرہ وہ کلمات ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء و رسل نے شرائع الہیہ و کتب سے وہ یہ انسان کا ذکر فرمایا ہے اور انبیاء علیہم السلام کی زبانی ان کے حقائق بتا دیئے گئے ہیں، کون کون سا کلمہ جنت و حقائقی سے بے خبر ہو گا؟ اب اگر کوئی مسخرہ افسانوں، ڈراموں، سینماؤں اور کہیوں کی حقائق کو مسخ کر کے ان سے ٹھٹھا کرے تو انتہائی شقاوت بھی ہوگی اور پورے دینِ اسلام کی توہین بھی، قرآنِ کریم کا استخفاف بھی ہوگا و تعلیماتِ نبویہ کا استہزاء بھی اور حیب کسی اسدِ مومن کی مسکت میں اس جرمِ شنیع کا ارتکاب کیا جائے اور پھر اس کی خبریں اور تصویروں اخبارات میں چھپنی جائیں تو اس اسلامی مسکت کی بے حرمتی ہوگی اور اگر اس حکومت کا مذہب واقعی دینِ اسلام اور کتاب و سنت ہے تو گویا بیک وقت اسلام اور حکومت دونوں کی توہین ہوگی، اس صورت میں سب سے پہلے ایک اسلامی حکومت کا فرض ہوگا کہ وہ ان بد لکھوں کو روکے اور سخت مزادے اور گراں پر سکوت کیا جائے تو مجاہدہ غفلت ہوگی جس کے نتیجے میں تمام معاشرہ خدا کے قہر کی زد میں آکر برباد ہو سکتا ہے، الغرض اگر مٹی سے قوم اور معاشرہ ہیں یہ وہاں سرایت کر جائے تو حراتِ انتہائی خطرناک ہو جاتے ہیں اور عذاب الہی کے آنے کا خطرہ قریب تر ہو جاتا ہے افسوس اس کا ہے کہ ملک میں فواحش و منکرات کے روز افزوں سیلاب نے قومیت یہاں تک پہنچا دی ہے کہ اسلامی حقوق و اقدار کو بڑی طرح ذبح کیا جا رہا ہے اور رونی طور پر دونوں سے خوفِ خدا نکلیا اور غارتگی میں

حکومت کے نظامت و فرائض و منکرات اور سبھی امور پر احتساب کا سلسلہ ختم ہو گیا،
 جس کے نتیجہ میں پورا معاشرہ ذوقِ معصیت سے چورس ہو گیا اور غرقِ غرق اور تباہی
 و بربادی کے آخری کنارے پر کھڑا ہے۔

جب معاشرے میں یہ خرابیاں اس حد تک پہنچ جاتی ہیں تو چند صالح افراد کا صراح
 و تشویق قوم کو تباہی و بربادی سے نہیں بچا سکتا۔

قرآن کریم میں رشاد ہے :-

وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُغْلِبُ الَّذِينَ
 فَعَمُوا صَكَمًا خَاصَّةً وَاعْلَمُوا
 أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ
 اللہ تعالیٰ کے اس عذاب سے بچو جو مومن ناموں
 پر نہیں پڑے گا اور انہیں جانو کہ اللہ عذاب
 کا عذاب سخت ہے۔

مقدمہ و حاویث میں یہ مضمون ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ
 کیا موت پر صالحین کے ہوتے ہوئے عذاب آسکتا ہے؟ فرمایا ہاں! اگر بُرائی اور خباثت
 کی کثرت ہو، البتہ صالحین شہادت کی موت میں گئے۔

اگر بالفرض آخرت کی عیدنی اور جنت کی نعمتوں سے مستغنا ہے اگرچہ یہ بھی انتہائی
 بد نصیبی ہے تو دنیا کی خیر و نیک کے لئے بھی اس خدا فراموش ناپاک زندگی سے توبہ کرنا
 ضروری ہے۔

افسوس کہ غفلت میں نہ ہو گئیں، خیر و شر کی تمیز نہ ہو گئی، پاکیزہ زندگی کی برکات سے
 جہاں آخرت کی نعمتیں ملتی ہیں آخرت سے پہلے دنیا میں بھی راحت و سکون قلب نصیب
 ہوتا ہے اور عذاب الہی سے نجات نصیب ہوتی ہے۔ شہوات کی زندگی میں، ہر اک بھی مسلمان
 قوم کو رس نہیں آیا، سب کچھ مسلمان اس فتنہ کی حیوانی زندگی میں مبتلا ہوئی، اس کے دردناک
 و رعبناک نتائج سامنے آئے، تاریک کے صفحات اس پر شاہد ہیں اور عرب کی حالیہ
 تباہی اس کی تازہ ترین عبرت ناک مثال ہے۔

ہم اس ملک کے تمام دانشوروں و محققین اور رباب اقتدار سے نہایت اخلاص
 و درود و سوز و غم سے صاف صاف کہنا چاہتے ہیں کہ اگر چند دن اور چین کی خواہش ہے تو

مقل و دانش کا تقاضا یہ ہے کہ خدا کی زمین کو مزید ناپاک ہونے سے بچاؤ، خدا کے علم اور غنم
 و درگزر کو چیلنج نہ کرو، یہ وقت عیش و عشرت، فسق و فجور اور خمر مستیوں کا نہیں، عذابِ الہی
 کے بادل سروں پر منڈلا رہے ہیں اور بیماری بھلی و بر بھلی نے پہلی امتوں کا وہی نقشہ
 پیدا کر دیا ہے جو بار خزان کی تباہی و بربادی پر منتج ہوا، ارشاد خداوندی ہے:

«قَدْ أَزْدَدْنَا أَنْ نَهْدَتْ قَدِيدًا نَصْرًا جب ہم کسی بستی کو تباہ کرنے کا فیصلہ کرتے ہیں تو
 مَتَرَفِيهَا فَلَنَسْتَوِي فِيهَا شَوْخًا غَيِّبًا غَوًى اس کی مدد مت یہ ہوتی ہے کہ وہوں کے اہل ثروت
 فَهَ مَرْنَاهَا تَهَادًا صَدِيرًا فسق و فجور میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ پس ہمارے ہمدرد
 ہیں پر نافرمان ہو جاتے ہیں اور ہمست پرانی تباہی

و بربادی کر دیتے ہیں۔

لَهُمْ إِنْ نَسَاكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ .

ترجمہ: ۴۸۰، ۴۸۱

عالم انسانیت اور پیٹ کا مسئلہ

کسی قوم کی چانگ اور غیر معمولی تبدیلی کو دیکھنے کے لئے بیان و تفسیر کا باعث بن جاتی ہے۔ جن کے لئے موت کا ہیقا م لاتی ہے اور انہیں کے لئے مختلف مراحل کا پیش نظر ثابت ہوتی ہے۔ کسی پیش پر اربعہ کی کیفیت جاری ہو جائے اور اس کی حالت دیگر کون فقرات کے واسطے کے تھوڑے وقتوں اور دوروں اور مہینوں کی توجہ مرکزیت سے ہٹ کر انہیں پر توجہ باقی ہے، وہ نہ صرف سب کا رو بہ خیال ہاتھ ہیں بلکہ یہ حد تک نہیں سن کر بھی ضروریات سے بھی غافل کر دیتا ہے۔ اور بہت ہم مشاغل شاعری حیثیت اختیار کر لیتے ہیں، یا اس لیے اس وقت عام انسانیت کا ہے، وہ اپنی تمام خوبیوں کے وجود پر یہ نشی ہو کر موزونیت و قی ہوئی ہے اس لئے انسان صنفی، اس وجہ کی محبت اس کا مورد فی نفس ہے، مادیت کے مختلف مومن کی تبدیلی کے اثر وہ پیش رفت نئے امر ض کا کار رہا ہے اور تاپختہ عینی مومن اور یہ انداز ہی اس کی قدرت بت کر رہا ہے، اور کچھ مدت سے اسے شعلی حادثہ بھی پیش کیا ہے جس کے نتیجہ میں اس پر رانی کیفیت جاری ہے، وہ موت و حیات کی کشمکش میں گرفتار ہے انسانیت کے نئے رول، تیار و رول، اور معالجوں کی تمام تر توجہات کا مرکز اس وقت مسئلہ شکر بنا ہوا ہے پناہ آج کل کے مسائل میں مومن اور دوات نمہ اور پاکستان میں ختم، سامانی نشی ختم کا ایک پناہ ختم ہو گیا۔ یہ بات گویا دنیا میں دوسرا کوئی مسئلہ نہیں رہا، گردنی سمجھ پر دیکھتے تو اسلام کے معاشی زندگی مستحکم، اہل کریش دوست وغیرہ مسئلہ پر گر لے جاتے ہیں اور، خبر و جہان میں مضامین و مقالات کا ایک طوفان زفر آتا ہے، سیاست کے میہ ان میں آئیے تو ایک شور برپا ہے کہیں مساوت کے نعروں ہیں، کہیں سوشلزم کی، مٹی ہے کہیں اسلام کی پیوند کاری ہے، کہیں مزدوروں کا نام، استعمال کیا جا رہا ہے گویا تمام عالم میں صرف ایک ہی مسئلہ ہے اور وہ ہے پیٹ کا مسئلہ، در دنیا کی ساری تمام دود کا محور بس ایک پیٹ ہے، دوسری طرف یہ کہ ریکی نانگ حاکمات میں ہے، یہ دوسرے مہمیں اور سرمایہ داروں کی حمایت کرنے والے ان کے ہر جس میں درجاست ہیں کہ کسی حق جہ سے بلند پیٹ کا مسئلہ حل ہو جائے کہ نہیں سکون و اطمینان کا سانس نصیب ہو، یہ سب ہی طرف باہلیت کی علمبردار انقلابی پارٹیاں اور مسلم

نئی مواصلات کی جس سہولت کا دعویٰ کر سکتا ہے؟ کیا دنیا کا کوئی ایسا مواصلاتی نظام نہیں ہے جو ان کے
درمیان دوروں کا مسئلہ پیدا ہی نہ ہوتا دیا ہو۔

معاشرتی علوم ہوں یا معیشت کے مسائل، اقتصادی نیٹ ورکس اور دولت کا نام نہ
قرآن کریم کا وہ متن جس سے متعلق ہر بات سے برتر ہے، یہ حقائق سب سے درست ہیں۔
اسی کو وہاں اراکین ہیں لیکن سادہ گو ہو جو وہ معاشرتی حقیقتوں پر متعلق کرنا، اس کی سہولت نہیں
کرتا اور کچھ نیا کرنا جس سے وہی کچھ منہ نہ آج کے معاشین کہتے ہیں۔ بہترین خلق اور
مقامات نہ تھے بلکہ خیر کی دلیل ہے وہی اور نبوت و رسالت کا حقیقی منسوب نہ تھے
ابوہریرہ کو بیان کرتا ہے جن کے درک سے نہانی قبول قاصر ہیں، جہاں تک یہ متعلق نہیں
ہے نہ رستوں کا فلسفہ، نہ یونان کے حکماء، پیشے ہیں نہ روم کے قانون دان، نہ اس کو اس کی
جو کئی نہ لینے کو۔

قرآن کریم کیا ہے؟

قرآن کریم مذکورہ موعظت کی کتاب ہے، مابعد انبیاء کے ربانی حقائق کے
کی ذات و صفات اور اس کی قدرت جلال و جلال کا مرقع ہے، جنت و دوزخ کا مکمل حاشیہ
معارف کی تفصیلات، مابعد الہیات کے حوس و برزخ کے وقایع و عبادت و عبادت کے
انصاف و عبادت کی تفسیر، شان و ستاد پر ہے، نہ صرف رسالت پناہی شد علیہ وسلم کے پس منظر
اس سے نرغوز و اشارات کی شراحت اور ان کی ہدایت کی تفصیل فرماتی ہے، چنانچہ قرآن و
حدیث و کتاب و سنت و دونوں راہ و مرسوم ہیں، دونوں میں تفریق کا امکان نہیں، بہت
حدیث جانتے درپرکھتے کے لئے فن کی مٹی بہار چاہیے و عربی میں قرآن کریم کا بھی سہ
جتن و پناہ تھا جو اس کے سمجھنے میں آتی ہی وقت ہو کی تا قصیدین نے جب بھی دخل دیا
و تخریف دیا کے ساتھ آئی۔

بہ حال قرآن و حدیث کی تعبیر کا انداز وہ ساری و بنیادی متعلقہ حقائق ہیں جو
ہزاروں سال سے اس کے باوجود حلق مجرا کی گرفت میں نہیں آسکتے، چہ اس کی عبادت کو
یہاں ہے کہ نام نہاں ابھی خود عبادات ہوں یا معادلات، انفرادی مسائل ہوں یا جمعیہ۔

حق کے مسائل ہوں یا رائیت کے معنی ثبوت کے آداب ہوں یا تجارت کے اصول غرضیں زندگی کا کوئی گوشہ اور کوئی موضوع یہاں نہیں جسے کتاب و سنت نے بیان نہ کیا ہو اور سدھ کی برنوع کی تعلیمات میں ایسی متانت و رشانت اور عمدہ ال و میانداری ہے کہ غرضی ہند کی نام نہاد صدیقی تہیکیں اس کی رد کو بھی نہیں پاسکتیں۔ قرآن کریم اگرچہ جدید و مستحدث میں دستور یا قانون کی کتاب نہیں ہے جسے عنوانات و دفعات پر مرتب کیا گیا ہو لیکن اس میں نہایت کے تمام ہندو مسائل کو فاضل و شرات دیش کے ہیں جو آئینہ تعلق شدہ عید و عید کی سنت مبارکہ و رسمیت عید میں متشکل ہو کر سامنے آتے ہیں۔ خلافت راشہ کی تشہدات و رفقاہ مست و تنقیات کے بعد وہ ایسا کامل و مکمل دستور ہے کہ دنیا کا کوئی دستور نہ اس کی ہمہ گیری کا ہے نہ کر کے کا۔

وہی رہے کہ قرآن کریم کے رشادت و تعلیم نبوت کے دو حصے ہیں ایک حصہ قرآن شہابی حکامات کا ہے جن کا درجہ قانون کائنات میں کوتاہی کرنے پر نہ صرف یہ کہ سلطنت حکومت رفت کر سکتی ہے بلکہ یہ شخص شہابی حکامات میں ماضی و گزشتہ کا رہی ہے جس کے لئے آخرت کی مہر و تقویت کی شکل دی گئی ہے۔ زکاة عیشہ، صدقہ فقہ اور دیگر صدقات و احباب ہی شعبہ میں داخل ہیں۔ دوسرا حصہ خدائی ترغیبات کا ہے۔ ان کا درجہ قانون کا نہیں بلکہ خدائی انشیت ہے۔ اتفاق فی سبیل اللہ کا ایک بڑا حصہ دوسری قسم سے وابستہ ہے۔ آج کل بہت سے نااہل قرآن کریم میں غور کرتے ہوئے ان دونوں حصوں کو باہم مل دیتے ہیں یہی وہ غلط بحث ہے جو ان کی خامی و نااہلی کی دلیل ہے۔ آج کل مباحثی مسائل میں یہ غلط بحث انتہا کو پہنچ گیا ہے۔ ان دو حصوں کو سمجھنے کے لئے عہد نبوت کی علی زندگی آئینہ تعلق شدہ عید و عید کی یہ تہمت و پھر خلافت راشدہ کے دور میں ان قوانین و مسائل کی تشکیل سے دونوں کا امتیاز واضح ہو جاتا ہے۔

غزوہ تبوک میں عمرت و تہذیبی غارتگی، دور دراز کا سفر تہذیبی، ایک مہینہ وقت سے مقابلہ تہذیبی و تہذیبی سے باہر جا کر جہاد کرنا تھا۔ ایسے نازک موقع پر بھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مالہ رست جہاد کو فی استھمال نہیں کیا بلکہ صرف ترغیب دی۔ عدل کر دیا۔ بہت

و محضت کے واسطے سزا دینے فرمایا۔ ان سبب سے انھیں نے بے گناہی پر مگر
 قیوب کی محضت ہو چکی تھی اس لئے انھیں نے اپنی ہمت و اہمیت کے مطابق ہتھیار
 بردار اور خیریت پیش کر دیا اور نہ درست پوری ہوئی نہ نہی نہ زور و معاہدہ تمام سد میں اور نہ
 ریل، بلکہ بعض اور ریل ریل و قعات نہ ور پیش آئے جبکہ تاتاریوں کا سبب کیا تو
 بعض ملک میں ان کے قہار کے لئے بیت مال کا خریدا کافی نہ تھی اس وقت میں نے ان کو
 جہاں سے امور پیش آئے کہ میت مال کا خریدا کافی نہ ہو اور تمام و پتہ مناسب نہ ہو
 عانت بھی کافی نہ ہو تو عموماً اس کے قائل بعض موصوفے جاسکتے ہیں لیکن ہتھیاروں کی سہا
 حد نہ ہو مگر اس کے سد میں قوانین ملک میں کافی کر چکے ہوں اور سد میں حکومت میں کافی ہیں
 سد میں حکومت ہو سکی سب سے پہلی اور بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ معاہدات و تہذیب و تمدن
 کا پور سد میں قانون نافذ کرے۔ مثلاً تعلیم و عورت و عہد و کھانا اور کھانا اور معاہدات و کتاب
 و سنت کا پابند بنائے۔ سد میں صنعت کے سہ برابر کو یہ حق حاصل ہے کہ ملک کے قہار و مسکن
 کی حالت یہ ریاست کی ان میں ضروریات کے لئے اور بیت مال کی رقم نامانی جو خریدا گیا ہے
 پتہ ۵ اور قرضہ سمیٹے اور کراہی سے بھی نہ ضرورت پوری نہ ہو اور رہا پ دوست و شریعت میں
 سے کام میں اور وہ ہتھیار نہ ہو پر دین کے لئے حدود نہ ہوں تو ان سے زبردستی وصول
 کرے تاکہ وہ ہتھیار سد میں ضرورت پوری ہو جائے۔ اور خیال ہے کہ کسی حکومت سد میں معاہدہ نہیں
 خوبت آتی نہیں سکتی۔

اس شدہ یہ وقتی تقاضے کے پیش نظر رہے۔ یہ سد میں نے چاہا کہ اس کی ریاست سد میں
 معاہدات پر ایک تفصیل کتابت و ن ہو جائے جو قرآن و حدیث و فقہاء و مت کے رشادت
 اور تاریخ سد میں کی روشنی میں مرتب ہو جس میں مذہبی و موشل مسئلہ کی کمیوز اس کے جو فیہ ہوں
 نہ دین فرموش مسئلہ سد میں رہا جو اس کے لئے ضرورت تھی کہ چہ مسئلہ سد میں
 یک جہد بنیاد کر اس کا خاکہ تیار کریں۔ چنانچہ پہلے سد میں پرچین اس کے کو جمع کیا پھر رقم و فن کے
 حدود ان کے سد میں حسب ذیل ہیں۔

مونا موشی و لی جس صاحب سود نامانی رشید مدنی حسب مونا موشی مونا موشی صاحب مونا موشی

مورانا کے رفیع صاحب مدرس و معلوم کر چہ مورانا تہذیبی صاحب مدرس و معلوم و مدیر مہارت
 ہندوستان اقبال صاحب یہ کویت اس جہاں میں سے موت و حیات موت و زبانی مسائل سے
 متعلق بہت کچھ لکھا ہے یہاں پر کیا ہوا جس کی حیثیت ہی صحت استقامت کی ہو سکتی ہے نہ اس کی کتابی
 تا دین و ترتیب تھی نہ وہ آخری سے تھی بلکہ نہ کہ تھی جو مسائل کے ساتھ کیا تھی تاکہ
 سے حل کے پاس پہنچا جاسکے اور اس کی نشاندہ کی فائنل تھی یہی تھی کہ خود دانش مند تھے
 اس کو آخری فیصلہ سمجھی اس سے پتا چلتا ہے کہ اس کی حقیقت کرنے سے یہ جہد بازی ہے روز
 کے پریشانیوں کے لیے کہ ہو گئے و کتاب کے مختلف باب تو یہ کہ اس کا تقسیم کر دیا گیا اور
 حسب ذیل تہذیب اس پر کار کر رہا ہے۔

مورانا مفتی و دانش صاحب و رہبر ہندوستان کے پانچ مورانا ہیں صاحب و رہبر ہندوستان کے پانچ
 مورانا مفتی رشید صاحب و شرف اس رہبر مورانا تہذیب صاحب و رہبر ہندوستان کے پانچ
 یہاں مہارتی بہت کم ہیں کہ نہیں پہنچا تھی تہذیب اس کی کمپلیٹ کرنے میں یہ آخری راستے
 نہ وہ اس کو تہذیب و تہذیب کا موقع دیا جائے کہ ہو سکتا ہے کہ جہت و تہذیب کے بعد اس کو آخری
 شہساز ہی ہاں کہ ان صورت اس کو کوئی کر دیا جائے تاکہ بین مدد رسوں
 میں یہ جہاں شہساز ہو گیا ہے اس کو اس کی آخری رائے دیا جائے و تہذیبی متعلق
 ہندی رہا ہے۔

رُویِ بِلال

مَدَنی کا بڑا احسان ہے کہ دینِ اسلام ایک معقول فطری نشاۃِ ثانیہ ہے یہ تمام
ادیانِ سماویہ اور ادیانِ عالمیہ میں واحد ہے جو مع ترین نشاۃِ ثانیہ ہے، اسلام کے پیش کردہ
معاصات اور معاشرت کی معقولیت قرینہ ہے ہی، لیکن نظامِ عبادت بھی، جو
بنتِ برحقول و ادراکات کے حادثے سے بالاتر ہوتا ہے، اسلام میں بڑی حد تک معقول
ہے اور اس کے اسرار و حکم کی گہرائیوں میں جہاں تک عقلِ نارسا کی رسائی ہو سکی ہے،
قلبِ مومن کو اس سے بڑا سکون و اطمینان حاصل ہوتا ہے، خواہ وہ عبادتِ نماز
ہو یا روزہ، زکوٰۃ ہو یا حج۔

مثلاً عبادات کے نظامِ اوقات ہی کو لیجئے، اسلام نے عبادت کے وقت
کا مدار جس اور مشاہدے پر رکھا ہے تاکہ ان کے بارے میں جس طرح یونان کا کینٹون
مطلن ہو سکتا ہے، خیاب اسی طرح جزیرۃ العرب کا ایک دور قندہ باریہ نشیمن بھی
مطلن ہو سکے، طلوعِ فجر سے صبح کا وقت شروع ہوا، اور صبحِ آفتاب پر ختم ہوا،
سورج کے ذہنت تہہ کا وقت شروع ہوا، سامنے کے دو قیامت ہونے تک باقی
رہا، پھر عصر کا وقت شروع ہوا، اور غروبِ آفتاب پر ختم ہو کر مغرب کا وقت شروع
ہو گیا، شفقِ سرخ یا سفید پر مغرب کا وقت ختم ہو کر عشاء کا وقت شروع ہوا اور صبح
فجر تک رہا، اوقاتِ نماز کا یہ کتنا صاف و واضح اور فطری نشاۃِ ثانیہ ہے؟ جیسا کہ ایمان نے
حنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح تعلیم دی، اور آپ نے سنت کو اسی
طرح تعلیم فرمائی۔

جس طرح وقتِ نماز کا مدار جس اور مشاہدے پر رکھا اسی طرح تمام عبادت سے
متعلق نظامِ اوقات کو قمری مہینوں سے مربوط فرمایا گیا اور اسی "قمری نظام" کو قرآن
مجید نے دینِ قرار دیا (ذاتِ الدینِ شقیم) شمسی نظامِ خواہ وہ ایران کا ہو یا یونان
کا، روم کا ہو یا ہندوستان کا، محض عقلی اور حسابی نظام ہے، دینِ فطرت میں حسابی تقویموں

پر عبادت و امت کا مدار نہیں رکھا گیا، بلکہ چاند کے ٹکڑے فطری نفع پر ان کا مدار رکھا گیا
تاکہ امت مرحومہ کا برنامی و خاصی میں یہ عمل پیرا ہو سکے، چنانچہ روزہ رمضان کے
بارے میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد واضح ہے :-

”جمہ تو امت اُمیہ ہیں، نہ کہنے کی حاجت، نہ حساب کی ضرورت، چاند دیکھ
کر روزہ رکھو، اور چاند دیکھ کر عید کرو، ہاں اگر بادل ہوں تو پچھتیس دن
پورے کرو۔“

فقہائے اُمت نے اس کی تفصیل بیات فرمائی، جسے یہاں بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔
یہ حقیقت بھی واضح ہے کہ اگر کوئی اسلامی حکومت رویت بدل چاند ہونے،
اعدان کرتی ہے تو امت کے لئے وہ اعدان و حجب القبول ہونا چاہئے، لیکن یہ شرط
ضروری ہے کہ اس اعدان کا طریقہ کار شرعی قواعد سے نہ ٹکرائے، بلکہ اس کا طریقہ کار وہی
ہو جس کی شرعی صورتیں فقہائے اُمت رحمہم اللہ نے بیان کی ہیں۔

یہ بات تو سمجھی جانتے ہیں کہ ”شاہد خود کر قاضی یا عالم کے پاس اپنی شہادت
بیان کرتا ہے اور شرعی قاضی فیصلہ کر کے اعدان کرتا ہے، اس وقت مجاز ہو یا مصلہ
شام ہو یا اردن، ہر جگہ ہی طریقہ کار ہے کہ حکومت نے یہ کام ملت کے معتد علیہ
قاضی یا شیخ الاسلام کے (اگر کسی اسلامی حکومت میں اس عہدے پر کوئی عالم مقرر
ہو، سپرد کر رکھا ہے، وہ شہادت لے کر فیصلہ کرتا ہے اور حکومت نکت میں اس فیصلے
کا اعدان کرتی ہے، مابین لوگوں کو یہ غلط فہمی ہو رہی ہے کہ عرب ممالک میں ”رویت بدل“
کا نام صرف حکومتوں کے ہاتھ میں ہے اور وہ آپ سے جب چاہتی ہیں چاند کا اعدان
کرو ترقی ہیں کل ملک یہاں بندوستان میں، اسلامی ریاستیں قائم تھیں، بھوپال، رامپور
نوناک، سبھی جگہ علماء اور قاضیوں کے یہ کام سپرد کیا تھا، وہ کہ ”أحق بنی و أهلہا۔“
یہ کون نہیں جانتا کہ ”شاہد اور قاضی“ کا ایک جگہ رو در رو ہونا صحت شہادت کے
لئے قسری شرط ہے، جہاں قاضی ہو وہیں شاہد پہنچے یا یہاں شاہد ہوں قاضی صاحب دہاں
تشہیث کیا کر شہادت سنیں، اس کے بغیر نہ شہادت کا کوئی وزن ہے نہ وہ کسی کے

نے بھی قابل قبول ہے۔ اس عید الفطر کے موقع پر دوسری دفعہ جو صورت حال پیش آئی
 نہایت ہی افسوسناک تھی اگر بارب حکومت ذر غور کرتے اور شرعی اصول کے مطابق
 اس مسئلے کو حل کرنے کی تدبیر فرماتے تو معاملہ بالکل آسان تھا، یعنی یہاں رویت ہونی
 تھی ان کو ہوں کو مرکز میں و مرکز میں رویت بدل کیٹی کے پاس پہنچاتے وہ دست
 رو در و شہادت لے کر فیصلہ کر دیتی اور عدالت ہو جاتا یہاں ہمیں اس سے بہت نہیں
 کہ وہ شہود کیسے تھے؟ نہ اس سے بحث ہے کہ ملک بھر میں متعدد صحاف ہونے کے باوجود
 راولپنڈی سے کڑی ہی ایک صوبے بھر میں کسی بھی جگہ چاند نظر نہ آنے کی صورت میں نہ کی
 شہادت کی شرعاً کیا حیثیت تھی؟ کتنا تو ہوا ہوتا کہ ان کو اس کیٹی کے پاس پہنچا
 دیا جاتا یا پھر تین صاحب کو اس فیصلے کے لئے مقرر کیا گیا تھا ان ہی شہود کے پاس پہنچا
 دیا گیا ہوتا۔ موجودہ دور کے وسائل اور مواصلات میں یہاں عمدہ سے عمدہ تیز رفتار
 کاریں موجود ہوں، ہیلی کوپٹر ہوں، فوکر اور ڈیکوٹا طیارے موجود ہوں، ہر مرکزی
 مقام میں ہوائی اڈہ موجود ہو حکومت کے لئے یہ انتظام کیا مشکل تھا؟

کون نہیں جانتا کہ آج تک محاکمہ عدلیہ میں خواہ وہ اسلامی ہوں یا غیر اسلامی تلمیذین
 یا ٹیلیگرام سے شہادت قابل سماع نہیں ہوتی! پھر رویت بدل کی شہادت کو ٹیلیفون پر
 قبول کرتے پر کیوں اصرار کیا جاتا ہے؟ بہر کیف ہوا یہ کہ حبیب راستے کے تشریف داس
 بے مرکزی رویت بدل کیٹی سے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے خود درخواست کیا،
 اور اس ذمہ دار قاضی سے براہ راست ٹیلیفون پر بات کی تو معلوم ہوا کہ گواہ تو کوہٹ
 میں تھے مگر ٹیلیفون پر گواہوں کی خبر مرکزی رویت بدل کیٹی کو دی گئی ہے کیا مشرنا وقت
 شہادت کی یہ عجیب و غریب صورت قابل اعتبار ہو سکتی ہے؟ کہ گواہ تو ہوں کوہٹ
 میں اور قاضی صاحب پٹنہ میں، البتہ اگر ملک کے مختلف مقامات میں تواتر کی حد تک
 رویت بدل ثابت ہو جاتی اور ان متعدد و مختلف مقامات سے رویت کی خبریں
 ٹیلیفون یا ٹیلیگراف سے پہنچ جاتیں تو یہ فقہ اسلامی کا ایک اور قانون ہوتا، یعنی
 "استسنا عن الحجب" کسی خبر کا شہرت اور تواتر کی حد تک پہنچ جانا اور اس وقت

”قانون شہادت پر عمل کی ضرورت نہ تھی۔ شریعت میں موسمیات کے فیصلوں کا کوئی وزن نہیں۔“

کراچی کے جن علماء نے ریڈیو کے اعلان سے موافقت نہیں کی وہ اس وقت جبکہ ان پر شہادت کی مندرجہ بالا نوعیت واجب ہو گئی، خود راقم الحروف نے رات گئے تک نہ خود تراویح پڑھیں نہ بیوٹاؤن کی مسجد میں پڑھو انہیں بلکہ صورت حال کی وجہ سے کائنات رکھتا رہا۔

بہر حال آئندہ اس بد مزگی کے سبب باب کے لئے سلام کے صاف دوانچ اور فیزی قانون پر عمل ضروری ہے۔ اس مشکل کا سامان حل یہ ہے کہ مختلف مقامات اور علاقوں کے مرکزی شہروں میں رویت بدل کمیٹیاں قائم ہوں جن میں ملت اسلامیہ کے تمام طبقات کے مہتمم، ہرین فقہ کو تائید کی دی جائے اور جہاں شہادت میسر نہ ہو وہیں کی رویت بدل کمیٹی فیصلہ کرے اور وہ اپنے اپنے فیصلوں کی اطلاع مرکزی رویت بدل کمیٹی کو کریں اور مرکزی کمیٹی کا ذمہ ور شخص خود ریڈیو پر اعلان نشر کرے، اس صورت میں مختلف جہات و اطراف سے جو خبریں موصول ہوں گی ان کے لئے ٹیلیفون کا واسطہ بھی کافی ہے۔

اس امر کا مزید انسوس ہے کہ بعض ارباب قلم اور معاصرین موجودہ مکرر صورتحال کو ہوا دے کر مزید فساد برپا کرنا چاہتے ہیں اور حکومت کو اکساربتے ہیں کہ ان ”مولویوں“ کے ساتھ جنس اسلحہ میں کہ انہوں نے روزہ رمضان کے بارے میں شریعت اسلام کے صاف و روان حکم کے پیش نشر صحیح طرہ پر پہلو کیوں اختیار کیا، وہی طرز عمل اختیار کیا جانے جو کمال اتار کرنے کی میں اختیار کیا تھا اور بعض موقر مہرت نے تو کافی عرصے سے ایک ہمہ مقصد کے طور پر علماء اور مدرسین و مساجد کے خلاف یہ ہمہ چار رکھی ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ یہ عزت ہماری حکومت کے اتار کر جیسے غلط اندیشہ جابر گمراہان کی مثال پیش نہ کرتے۔

کون نہیں جانتا کہ کس اتار کر نے خلاف امت اسلامیہ کا اعلان کیا اور لیورپس کمر

خوش کرنے کے لئے اس نے یہ غلط قدم اٹھایا کہ کون نہیں جانتا کہ کمال نے سلطنت عثمانیہ کو، سد می حکومت کی بجائے سیکولر اسٹیٹ بنا کر چھوڑا؟ کون نہیں جانتا کہ اس نے اسلامی قوانین، درحکام، شرعیہ کو منسلک کر لیا اور ان کی جگہ لادینی قانون نافذ کر دیا؟ کون نہیں جانتا کہ کمال نے عربی زبان، قرآن کریم اور عربی کتابوں کی طباعت و اشاعت کو قانوناً جرم قرار دیا؟ کون نہیں جانتا کہ کمال نے عربی رسم الخط کو ختم کر دیا اور ترکی زبان کو لاطینی حروف میں جاری کر لیا؟ سد می، ملی اور قومی تہذیب و ثقافت سے غدری کی؟ کون نہیں جانتا کہ کمال نے، سد می ناموں تک کو جبراً تبدیل کر دیا؟ کون نہیں جانتا کہ کمال کے لئے عربی زبان میں اذان و اقامت کے پاکیزہ الفاظ بھی ناقابل تھیں تھے، اس نے اذان و اقامت کو بھی ترکی زبان میں کر دیا؟ کون نہیں جانتا کہ کمال کی غلط فہمی نے غلاموں کو پروردہ عصمت کو بھی برداشت نہ کر سکی اور اس نے غلاموں کے چہروں کو قانوناً بے نقاب کر دیا اور سیاسی، عرب کی پابندی کا قانون بنایا؟ کون نہیں جانتا کہ کمال نے نکاح، ورہدق اور میراث وغیرہ کے اسلامی احکام کو معطل کر دیا؟ وہی وہی وہی

۱۔ اند کے پیش تو گھٹم حل دل و ترسیدہ

کہ آزرده شوی و گرنہ سخن بسیار است

کمال تارک کا نام بار بار پیش کرتے رہے ہیں کہ یہ تمام قوانین، سد و رسول کے تھے یا مولویوں کے تھے؟ اگر تصور علماء کا تھا وہ نہ کردہ گناہ کے مجرم، قتل و اعدا کے رفق اور جید و شفیق تھے تو خدا اور رسول نے کیا جرم کیا تھا؟ قانون ہی کو کیوں جد و تن کیا گیا؟ قرآن و سنت کو کیوں تہ تیغ کیا گیا؟ جہاد، ہبیہ کو کیوں پامال کیا گیا؟ سنت خیر بشرہ کو کیوں ذیل کیا گیا؟ عد، سب چارے تو دین الہی کے پاسبان اور سنت نبوی کے خاتم تھے؟ اگر احسنوں نے دین الہی کی پاسبانی کے جرم میں جہاد و شہادت نوش کیا تو شہیدانِ سعادت ان کی شہادت پر ائمہ اربعہ کی ہزاروں زندگیاں قربان

۲۔ خدا رحمت کند این عاشقان پاک صیمنت را

کیا افسوس اور تعجب کا مقام نہیں کہ جو کفار نے علماء کے منہ خرمیں شمار ہوں ان میں جو

قابلِ نفرت قرار دیا جائے یا کیا ہی قتل و دین کا تقاضا ہے؟ کیا یہ حق و انصاف
 ہے؟ مظلوم علماء اور اہلِ حکمرانی کی داستان کو بار بار دہرائیں کہ کہیں یہ مطلب تو نہیں
 کہ اگر پروردگار بابِ قتلہ کو یہ شہ دی جا رہی ہے کہ اس بدترین سیاہ تاریخ کو پھر سے
 دہرایا جائے اور جاری حکومت بھی علماء کے ساتھ وہی حسن سلوک کرے جو کمال تاتارک
 جیسے نادان حکمران کے دورِ اقتدار میں ترکستان میں ہو تھا: *مَوْتًا بِرَأْسِ رَأْسٍ رَاجِعُونَ*۔
 کیا کسی دانشمند کے نزدیک کمال جیسے کچھ فہم نہ تھا؟ پستہ کا کوئی کارنامہ کسی سدھی یا
 غیر سدھی حکومت کے لیے قابلِ تقلید ہو سکتا ہے؟

یہ حال حق ہے اور باطل باطل، نیک و عدوان اور جور و ستم سے حق باطل نہیں
 بن جاتا اور نہ باطل کو حقانیت کی سند مل جاتی ہے، بارِ خرد تاتارک کا عبرت ناک حشر
 بھی سنی دنیا کے رہنے والوں نے دیکھا، غصمت انونو پاشا، عدنان مندیس اور جلال
 بیارنے تدریجاً وہی قوانین دوبارہ رائٹ کئے جو محفل کئے گئے۔

۴۔ مذر! اسے چیرہ داستان، سنت ہیں فطرت کی تعزیریں

”گر فکر و فکر“ یہ شہرِ مہمت فرمے، تو ”اثرِ حیم“ کی لکھ مرمت سے تو نہایت بعید
 ہے، ”خزبِ اقصاء“ وہی کاتب؟ اگر بابِ اقتدار کے غلے رو یہ پھر یا سوئے تدبیر پر کبھی
 حرفِ شکایت زبان پر نہ لانا یہ تو انصاف نہیں، ہاں یہ ضروری ہے کہ اہل حق کو قرآن
 مجید کے حکیمانہ اصول کے تحت دعوتِ حق دینا چاہیے نیز جس حقیت کا انہماک وہ خصوص
 نیک نیتی و اصلاح کی غرض سے ہو، چہ اگر دنیا میں اس دعوت کو شرفِ قبول حاصل
 نہ بھی ہو تو آخرت کا سامان تو ہو ہی جائے گا اور اگر دنیا میں اس پر صلہ ملنے کی بجائے
 لٹی مڑے تو جرأتِ عظیم کا باعث ہو گا لیکن اگر شرعاً اخلاص و مہم جو تو خسرانِ دنیا و آخرت
 ذلتِ شوالِ احسنِ اہلبین کہ مہم جو ہے، مہم جو!

بہر حال علمائے حق کا منصب بدعاشق ہے، شر ہو یا نہ ہو۔

حافظ، ورنہ تو ان خفقان ست ویں در بندہ اس مباحثہ کشیدہ یا شنیدہ

نوائے ۱۹۹۹ء، پریس، لاہور

ماہِ رمضان اور اس کے برکات و فضائل

ماہِ رمضان کی آمد آمد ہے، انوار و تجلیات ربانیہ سایہ نقیصہ ہوں گی، عیسیٰ پر حاضری
ابن آدم کے لئے سامان مغفرت تیار ہوگا جو اہل مطلق کے جو دو کرم کا فیضانِ عام ہوگا۔
ایمان و عین کی بہار آنے گی، توفیق و سعادت شکستِ سنور و گانِ معنویت کا در من حق سے
گی، رندانِ بادہ نوش بھی ایک بار توبہ و انابت کی سلسیل میں غوطہ زن کر تہ و سیوں سے
قدمِ ملتے کی ہمت کریں گے، بابِ جنت مفتوح ہوگا، ابوابِ جہنم پر قفل چڑھنا دینے
جائیں گے! اے خیر کے طالب! آگے بڑھو، اور اسے شر کے قاصد رک جائیں، غیبی مدد میں
بلند ہوں گی، ہر رات سب شہ گنہگاروں کی آتش و وزخ سے آزادی کے دینے والے جائیں گے۔
نفسِ امارہ کا تزکیہ | نفسِ امارہ کے تزکیہ و اصلاح کے لئے حق تعالیٰ نے روزہ فرض
فرمایا تاکہ مومن تقویٰ کے بلند مراتب حاصل کر کے مرتبہ ولایت پر
فائز ہو جائے، راتوں کو قرآنِ کریم سننے سننے کی ترغیب دی اور اپنا دم پاک بندوں کی
زبان پر جاری کرنے کے مواقع بہم فرمائے، روزہ سے نفس کے تزکیہ کا سامان اور روت کی
تربیت کے لئے کھم پک سے بہرہ اندوز ہونے کا انتظام فرمایا گیا، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ
اس ماہِ مبارک میں زمین کا ربطہ اعلیٰ سے قائم کر دیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک
کو حبیبِ لیل و نہار کا نظامِ قلم فرمایا ہے، عجیب و غریب برکات و تجلیات کا موسم بنایا
ہے اور اس خاک کے پتلے کی صلحِ روح و تہذیبِ نفس کے لئے جب بھی کوئی آسانی
تخفہ آتا ہے اس کے لئے اسی ماہ کا انتخاب فرمایا گیا ہے، صحیفہ ابراہیمیت قرآنِ کریم تک
تمام روحانی تحفے اور عجیب عجیب احکامِ ربانی اور قوانینِ الہی پر مشتمل نظامِ مذہب سب اسی
ماہِ مبارک کے برکات ہیں احادیث میں اتنے ہیہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معیت میں
رمضان کی پہلی تاریخ کو نازل ہوئے، موسیٰ علیہ السلام کی تورات چھ تاریخ کو عیسیٰ علیہ السلام
کی انجیل تیرہ تاریخ کو، دود علیہ السلام کی زبور ۱۰ کو، اور قرآنِ کریم ۲۴ کو نازل ہوا، مغفرت
حق تعالیٰ نے انہی ہی سے کائنات کو اپنی رحمت سے سرفراز کرنے کے لئے اسی ماہِ مبارک

کو مشرف فرمایا ہے۔

بہر حال رمضان مبارک صفتِ سماویہ اور کتبِ الہیہ، مخصوصاً قرآن کریم کی ایک دینی یادگار ہے جو وحیِ آسمانی نے خود قائم کی ہے لیکن اس یادگار اور حشمتِ وحی کے لئے صرف یہ صورتیں نہیں رکھی گئیں کہ جگہ جگہ پر انعام کیا جائے، درود یوں عجیب و غریب جذبِ نظر و دلکش منظر سے آراستہ کئے جائیں، رنگارنگ قلمروں سے سرسبز زمین جگمگائے، شامیلے لگائے جائیں، اسٹیجوں کو سجایا جائے، بہ طرح سے عیش پرستی کے سامان مہیا کئے جائیں، آزادی و تفریح کی کامیاب و دور دورہ ہو، نہ عبادت کی فکر ہو نہ نماز کا خیال، نہ خدا کا نام ہو، نہ کوئی دینی کام، سب بے سراف و تہذیر کے قوم اور ملک کی توانائی کو ختم کیا جائے گویا ایک خدا فراموش قوم کی زندگی ہو جس کو نہ ابتداء کی فکر ہو نہ انتہاء کا تصور، نہ مبداء کا خیال ہو نہ معاد کا عقیدہ، یوں ہی ہو و لعب کی دنیا ہو اور عیش پرستی کا سامان۔

آج کل جو یادگاریں قائم کی جاتی ہیں اس کا حاصل تو یہی ہوتا ہے لیکن جو پیر اللہ تعالیٰ نے دنیا میں صحاحِ نفوس کے لئے بھیجی ہو، جس سے روحوں کو جلائے جس سے انسان حیوانات اور درندوں کی صف سے نکل کر صحیح معنوں میں با اخلاق انسان بنے، اس کے لئے یادگار بھی ایسی ہونی چاہیئے جس سے اس مقصد کی تکمیل ہو تاکہ بے عمل افراد، باطل اور خدا فراموش قوم با فائدہ بن جائے، انسان درندوں و جانوروں کی صفوں سے نکل کر ذرشتہ خلعت بن جائے غریبوں اور فقیروں کی خبر گیری کی جائے، مسکینوں یتیموں پر رحم کیا جائے، الغرض انسان انسانیت سے اعلیٰ ترین اخلاق و اوصاف سے آراستہ ہو جائے، انہی مقاصد کے پیش نظر حق تعالیٰ نے ماہِ رمضان المبارک کے روزے فرض کر دیے اور راتوں کو قیام کی سنت جاری فرمادی تاکہ بندہ مومن اس کی راتوں میں قرآن پڑھے یا سنے، کبھی بارگاہِ عظمت و جلال کے سامنے سجدہ ہو کر کبھی تکیہ کرے و تہلیل بجا لے، کبھی کھڑے ہو کر قرآن کریم کے رقت انگیز لفظوں سے دل کو گرمائے اور ”یٰٰدکون اللہ قیما“ وہ یاد کرتے ہیں اللہ کو کھٹکتے ہی بیٹھے بھی در

وَقُودُوا عَنِ الْجَنَّةِ

لے لیتے ہیں۔

کو پیر بن جائے اور راتوں میں، ہی قرآن پر عمل کی توفیق نصیب ہو، کتبیں نچیں و رزق کا ذخیرہ

کے عدوہ بندہ رکے۔ ژانی تہکڑے سے پرہیز کرتے، نفسانی خواہشات کے کسی تعلق سے کوہ پورا نہ کرتے۔ صدقہ و خیرات کرتے، بہ کار خیر کی طرف پکے اور اس کی بجائوری میں دریغ نہ کرتے۔ بہ ہرانی سے بچے، الغرض سیرۃ و معوقہ اور عمل کردار کے لحاظ سے ہر پادفرشتہ بن جاتے۔ تنہا ہر باطن کی سی صدق ہو جاتے کہ اس کے ساتھ پائے نہ ہو کہ یہ ایک باندہ قلم کا فرد ہے اب آپ کے خیال میں ماہ رمضان اور نزول قرآن کا باطنی تعلق واضح ہو رہا ہے یہ ہو کہ یہ ہے حقیقی یادگار نزول قرآن کریم کی۔

حجۃ و تشران کریم اور پاکستان

پاکستان میں چند ماہ بعد قرآن کریم کا جشن چہار ماہ صد سالہ منایا جا رہا ہے جس کے زمین و زمان کو آراستہ کرنے کی وہ ساری تدابیر کی جا رہی ہیں جو آج کل مروج ہیں لیکن سچے کی بات یہ ہے کہ جس معاشرے میں سرسہ قرآن کے خدو قوائیم جاری ہوں، سچے سے شام تک جو کچھ ہو رہا ہو قرآن کریم کے خدو ہو۔

کو بڑی طرح سے ذبح کیا جا رہا ہو، دین اسلام اور اس کے احکام کی دھیمیں بج رہی ہوں، کراچی اور رور لندن و پیس کا کوئی فرق باقی نہ رہے جو کچھ وہاں ہو رہا ہو یہاں ہو رہا ہو۔ شراب خانے کھلے ہوں، ماہ رمضان میں ہوٹل و کھانے کی دکانیں کھلی ہوں، لوگ بازاروں میں سہراہ لکھتے پتے نظر آ رہے ہوں، غریبانی و بے حیائی کے عیاں منظر قدم پر موجود ہوں، فسق و فجور ہی نہیں بلکہ کفر و بددینی کے دروازے کھلے ہوں کہ ہر شخص جو چاہے سیکے، کیا اس قوم کو قرآن کریم کے جشن منانے کا حق ہے؟ کیا اس سرزمین پر قرآن کریم کی یاد قائم ہوگی؟ اس سے بڑھ کر کیا مضحکہ خیزی ہو سکتی ہے کہ ایک طرف قرآن کریم سے دشمنی کا یہ معاملہ ہو اور دوسری طرف قرآن کریم سے محبت کا یہ منافقانہ منہا برہ

۵۔ برین عقل و دانش بیاید گریست

سخر کب تک یہ منافقہ طریق کار جاری رہے گا؟

مُحْفَلِ سِلَاحِ اور اَجَلِ سیرت النبیؐ

حقیقت یہ ہے کہ جب قوم کی اصلی روح نکل جاتی ہے تو وہ اسی قسم کی طفل تسیوں سے دنیا کو فریب دینے کی کوشش کرتی ہے چنانچہ پورے سال تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت و سنت کے ساتھ وہ معاملہ کیا جلتے جو ایک شقی دشمن کرتا ہے اور ایک رات سیرت و میلاد کی مُحْفَلِ قائم کر کے محبت رسول کا دعویٰ کیا جاتا ہے اس سے بڑھ کر کیا نفاق ہو گا؟ اسلئے تاریخ شاہد ہے کہ جب تک قوم شریعت پر چسپنے کی توفیق سے بالخصیب تھی تو امت سراپا شریعت تھی اور ہر شخص اپنی سیرت و صورت اور عمل و کردار سے شریعت اسلامی و محبت رسول و اتباع سنت کا پیکر تھا اس وقت نہ سیرت کی ان رسمی محفلوں کی حاجت تھی نہ میلاد النبیؐ کے حبسوں کی ضرورت، چنانچہ عہدِ صدیقی، عہدِ فاروقی، عہدِ عثمانی میں آپ کو کہیں نذر نہیں آئے گا کہ میلاد النبیؐ کے لئے کوئی اجتماع ہوا ہو، کیا خیر القرون کی نسل محبت رسول سے بے بہرہ تھی؟ کیا قرونِ مشہود لہا بالخیر کے مسلمانوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہ تھی؟ کیا ان میں اتباع سنت کا جذبہ نہ تھا؟ یہ مبارک دور تو محبت رسول و اتباع سنت، ایمانی حرارت و قوتِ ایمانی کے بے نظیر قرون ہیں بعد تمام صحابہ اور تمام تابعین و ائمہ مجتہدین، فقہاء، اُمت اور محدثین کرام، اربابِ قلوب و رکاتِ شفات اصحابِ ریاضات و مجاہدات کے کسی حلقے میں آپ کو نہ سیرت کے جدس میں گئے نہ سیرت کی محفل کا پتہ چلے گا تاریخِ اسلام کی مکمل چھ صدیاں ایسی گزریں جن میں سیرۃ رسول اور بارہ وفاتِ یاسیلاد النبیؐ کی محفلوں کا کوئی نام و نشان نہیں، چھٹی صدی ہجری کے اواخر میں "ربل" جو مومصل کے حکم الہی تھے ان کے دور میں تاریخِ سیرت کی یادگار منائی جانے لگی، فقرائے مساکین پر ہزاروں اشرفیاء خرچ کی جاتی تھیں، کپڑے تقسیم ہوتے، کھانا کھلایا جاتا، اس طرح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدس کے لئے ایصالِ ثواب کا سلسلہ جاری کیا گیا، مگر بعد کے ادوار میں تو یہ بات بھی ختم ہو گئی صرف میلاد کی محفلیں قائم ہونے لگیں، پھر بھی یہ صورتِ حال خال خال کہیں کہیں نظر آتی تھی، لیکن جب شارقرون کی توبہ آئی تو قوم میں

اسلام دین کا نام نہیں بلکہ قومیت کا نام بن کر رہ گیا، اور منافقانہ طور پر اٹھ بار صلہ کا دور شروع ہو گیا، عقیدہ برباد ہو گیا، ملی زندگی تباہ، محبت رسول سے سینے خالی ہو گئے وہ لوگوں سے اتباع شریعت کا تصور نکل گیا، دلوں میں ایک فی جذبہ نہ رہ گیا تو سال میں ایک مرتبہ دتوہ اسلام کے لئے صرف ایک آدھ جتن منانا ہی کافی ہو گیا۔ نتیجہ یہی معاملہ قرآن کریم کی یادگار کا ہے کہ اس اب عمل کرنے کی حاجت تو ہے نہیں صرف ظاہری رسموں کے ذریعہ چراغاں کیا جائے مکانات اور مسجدیں آراستہ کی جائیں، لاکھوں روپیہ اسراف و تبذیر پر خرچ کیا جائے۔
خدا را یہ بتلنے کہ یہ کہاں کا انصاف ہے۔

گر یادگار اس لئے منائی جاتی کہ حق تعالیٰ سے عہد کرنا ہے کہ تم میں قرآن کریم پر عمل کرنا اور اس کو قانون زندگی بنانا ہے ملی زندگی میں قرآن کریم جاری کرنا، دلوں میں محبت و تعظیم کے ساتھ اپنی معاشرت و نظام زندگی میں اس کو جگہ دینی ہے، گذشتہ بے عملی کی زندگی سے تائب ہونا اور آئندہ کے لئے عزم عمل کا عہد کرنا ہے تو چلتے بہت اچھا جتن ملنے کے لئے کچھ معنی تو نکل آتے، لیکن یہاں جس طرح کے ارادے ہیں اور جو کچھ کیا جائے گا اس کے اعتبار سے یہ "جشن قرآن" اسلام و قرآن کی توہین، عیسائی قوموں کی مضحکہ خیز نقل و قومی دولت کو بے فائدہ ضائع کرنا ہے، ان کا حاصل وہی ہے معنی تقریبات نے قوم کی کمزور ڈالی، ان کی قوت برداشت کو ختم، ان کے تصورات کو مٹا، ان کے جذبہ عمل کو تباہ اور ان کے احساس کو منہ بوج کر دیا، بہر حال ادارہ تحقیقات اسلام کی نگرانی میں لاکھوں روپیہ کے مصارف سے یہ جشن منایا جائے گا اور جہاں تک اندازہ ہے یہ کوشش ہوگی کہ قرآن کریم کے ترجمہ پر کچھ نئے نشتر لگانے کے لئے راستہ نکالنا جائے، "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" راجعون اللہ تعالیٰ اپنے دین کی حفاظت فرمائے اور مسلمانوں کو صحیح سمجھ نصیب فرمائے۔
ممنات المبارک شمسہ

حج بیت اللہ اور ارباب حکومت کو چند مشورے

برکات و قدس کے مرکز تجلیات کا نام بیت اللہ الحرام اور کعبۃ اللہ ہے صاحب امتیاز
پرئمیر ایک مرتبہ اس بارگاہ پر تاضری کا نام حج بیت اللہ ہے جو دین اسلام کا پانچواں
رکن اور اہم ترین شعار اللہ میں شمار ہوتا ہے قرآن حکیم کی آیات کریمہ میں غور کرنے سے
معلوم ہوتا ہے کہ بیت اللہ قیام عالم اور بقا کائنات کا ذریعہ ہے جب تک اللہ
تعالیٰ کا یہ گھر دنیا میں باقی رہے گا دنیا قائم رہے گی اور جس وقت اللہ تعالیٰ شانہ اس
دنیا کو ختم کرنے کا ارادہ فرمائے گا اس کے بعد کو ویران کر دیا جائے گا۔ گویا کعبۃ اللہ اور
بیت اللہ میں بقا عالم کا راز ہے یہ مرکز عالم ہے اور اس مرکز کے ختم ہو جانے کے
بعد فنا عالم کا سلسلہ شروع ہو جائے گا، پھر جس طرح عالم کے نیا بری بقا کا راز
بیت اللہ الحرام کے بقا میں ہے ٹھیک اسی طرح روحانی ہدایت رہانی کا سلسلہ بھی
اس بیت اللہ سے قائم ہے، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آسمانی ہدایت و انوار کا فیضان
بارگاہ عرش عظیم سے اس بیت عظیم پر ہوتا ہے اور عالم میں اسی بیت کو منبع ہدایت
و پستہ ارشاد بنایا گیا ہے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ
مَلِكٍ بِبَكَّةَ حَبَاءَ وَهَدًى
بَنِي اٰدَمَ لَمَّا بَنَوْا
بَنِي اٰدَمَ لَمَّا بَنَوْا

بے شک سب سے پہلا گھر جو مقرر ہوا لوگوں کے
اسے یہی ہے جو مکہ میں ہے برکت واء اور ہدایت
جہان کے لوگوں کو۔ ترجمہ شریف المہند

بیت المعمور جو ساتویں آسمان پر ثواب کا گاہ ہے اس کے بالمشا بل اللہ تعالیٰ
نے روز اقول ہی سے زمین پر اس مقام کو مرکز تجلیات بنایا اور تاریخی سنائی کے ادوار
میں بیت اللہ کی تعمیر ہوئی رہی مد مکہ کرام، انبیاء کرام اور مشرکین بارگاہ کے ہوا فوں،
منازوں دعاؤں اور تالہائے عشق و محبت نے اس کو ایسا بقعہ نور بنا دیا کہ غفلت حیران
ہے یہی وجہ ہے کہ عشاق کو نز طواف سے سیری ہوتی اور نہ دیدار سے اور بیت اللہ
کی یہی معنویت ہے جس کی وجہ سے اسے نمازوں اور نمازیوں کا قبہ بنا کر مزید بارگاہ

قدس کی تجلیات کا نقطہ و مرکز بنایا گیا، اہل بصیرت جانتے ہیں کہ جہاں کوئی ایک مناجات اور مقرب بارگاہِ جبروت افزون ہو سکتا ہے وہاں رحمتِ خداوندی اور انوارِ الہی کا نزول ہوتا ہے پس جہاں فرشتوں، رسل و انبیاء اور مقررینِ بارگاہ کی دعوت و عبادت و تسبیحات و تہلیلات کا مرکز ہو اس کی برکات کا کیا ٹھکانا، حق تعالیٰ کی رحمت کاملہ کے وسیلہ و رابطہ اپنے گنہگاروں سے قریب کر کے جہاں عالم کے گوشہ گوشہ سے جمع ہو کر والہانہ انداز میں کبھی آہ و بکا اور گریہ و زاری میں مشغول ہوتے اور کبھی سر بسجود ہوتے ہیں یہی مقامِ قدس کی برکتوں کا کیا کہنا جس مقامِ مقدس پر احادیثِ نبویہ کے مطابق ایک سو بیس تہمتیں روزانہ نازل ہوتی ہیں، ۶۰ ظالمین کے لیے ۶۰ مائیلوں کے لیے ۶۰ زائرین و دیدار کرنے والوں کے لیے اس کی مقناطیسی کشش کا کیا اندازہ لگایا جاسکتا ہے درجہ سجدہ و تہمتیں تینوں قسم کی عبادتوں سے سرشار ہوں ان کی سعادتوں کا کیا کہنا۔

الغرض کعبہ کیا ہے اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا اس عالم میں عظیم ترین مرکز، رحمتِ زلیہ کا خزانہ، مغفرت و رحمت کا گہوارہ اور روحانی سیر و سیاحت کرنے والوں کا ربانی مرکز، نبیانت ہے جہاں ہر شخص اپنی اپنی استعداد کے مطابق فیضِ الہیاتی ہے، اس لیے ہر مستطیع شخص پر زندگی میں اس مقامِ اقدس کی حاضری کے لیے کم از کم ایک مرتبہ کا حکم دیا گیا تاکہ مرکزِ رحمت و مرکزِ تجلیات کے انوار و برکات سے نورانیاتی میں مزید روشنی و جلا پیدا ہو و رحمت ازلیہ کے جلاؤں سے بہرہ نصیب ہو اور اقطارِ عالم کے مسلمانوں کے لیے آہ و بکا سے سائنِ مغفرت کرنے والوں اور اخلاص و توبہ و انابت الی اللہ والوں کا یہ عظیم ایستادہ اجتماع طرح طرح کی برکات کا وسیلہ بنتا ہے، پھر قدم قدم پر شہداء اللہ کی تقدیس و تعظیم کے جہو سے، مقررینِ بارگاہ کی یادگاریں، کہیں حجِ اسود کی نورانیت کا جہو، کہیں مقامِ ابراہیم کی مقناطیسی کشش، کہیں صنادیدِ مود و سعی کے انوار و برکات کہیں و دی عرفات کی تجلیات، کہیں مزدلفہ و منیٰ کے انوار، غرض قدم قدم پر مغفرت و رحمت کے وعدے ہیں، یہی وجہ ہے کہ آج مادیت کے پُر آشوب دور کے باوجود بھی ہزاروں دلوں میں حجِ بیت اللہ کی صحیح تڑپ موجود ہے کہ ذرا بھی جس قلب میں ایمان کا نور موجود ہے،

جی بیت اللہ کے لئے بے تائب ہے، خواہ برے کہ اصل مقصد تو ان عبادات سے رضائے الہی
 سامانِ آخرت کی تدبیر اور آخرت کی نعمتوں کا استحقاق ہے، لیکن شریعتِ مقدسہ اسلامیہ
 کی یہ جامعیت ہے کہ ان دینی منافع کے ساتھ ساتھ دنیوی منافع بھی دالبتہ کر دیئے گئے،
 دنیائے اسلام کے بہترین و مانع فکر و سیاست کے ماہرین، اربابِ صلاح و تقویٰ،
 ربیبِ بیعت و ارشاد، علماء و محدثین، غرض ہر طبقہ اور ہر مزاج کے لوگ پھر عوام و خواص
 رباب و دولت و اربابِ طاقت سب ہی کے عظیم ترین اجتماع کا۔ جس کی نظیر عالم میں کہیں
 نہیں ملتی کس قدر عجیب انتظام ہے ہر ذوق اور ہر مکتب فکر کا شخص اپنی اپنی حاجت و
 غایت کی تسکین کا سامان کر سکتا ہے اتحادِ عالمِ اسلامی کے روح پرور مناظر، مشہرت
 عالمِ اسلامی کی تشفی انگیز تجاویز اور تعلیم و تربیت اور افادہ و استفادہ کے لئے ایسے قابل
 غنیمت مواقع کہاں میسر آسکتے ہیں بہر حال تجارت و اقتصاد کی تنظیمات ہوں یا علم و معرفت
 کے خزانے اور ادارت و سیاست کے مسائل ہوں یا اتحادِ عالم کے خواب سب ہی کی تکمیل
 کا سامان یہاں موجود ہوتا ہے، قرآن کریم کے دو لفظوں میں یہ سب کچھ آگیا ہے :-

۱۔ وَاذْجَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً

اور جب مقرر کیا ہم نے نہ کعبہ کو اجتماع کی جگہ و لوگوں

مَنَاسِكٍ وَرُكْنًا مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ

کے واسطے اور جگہ امن کی (ترجمہ شیخ الہند)

۲۔ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لِلْهِم (رائع ۴)

تاکہ بینیں اپنے فائدہ کی جگہوں پر (ایضاً)

کاش ہمارے پاکستان کے حکمران ان دینی حقائق اور ان سیاسی مصالح پر نظر کرتے
 اور قوم کی صحیح جذبے اور تڑپ کی قدر کرتے اور ادائے فریضہ حج کے لئے آسانیاں مہیا
 کرتے تو کیا اچھا ہوتا یہ مانا کہ زرمبادلہ کا مسئلہ بہت اہم ہے اور حکومت کی مجبوریاں بھی
 اپنی جگہ بجا ہیں اور یہ بھی صحیح ہے کہ حکومت کے کاندھوں پر قرضوں کا جتنا بوجھ ہے مملکت
 اس کی برداشت سے عاجز آ رہی ہے لیکن اگر ربابِ حکومت ذرا غور فرماتے تو اس شکل
 کا حل بہت آسان ہے اور بہت ہی صورتیں نکل سکتی ہیں جو قوم اربوں روپے کا ٹیکس
 دے کر حکومت کا سارا کارخانہ چھوڑ رہی ہے اور جو حکومت فوج اور پولیس پر اربوں
 خرچ کر کے ملک و ملت کے حد و دو جان و مال و ابر و کی حفاظت کر رہی ہے، اگر یہ

حکومت اس قوم کے اداۓ فریضہ حج کے لئے ایک کروڑ سالانہ کے زرمبادلہ کا بندر برداشت کرے تو کوئی بڑی بات نہیں لیکن ہم باوجود اس کے ارباب حکومت کے سامنے چند تجاویز پیش کرتے ہیں :-

۱۔ دو سال کے لئے جدید درخواست حج نہ لی جائے سابق درخواست کنندگان جن کی تعداد تیس ہزار سے ہرگز زیادہ نہیں اگر پندرہ بیس ہزار ہوں تو بھی بعید نہیں، پہلے ان سب کو بذریعہ قرعہ اندازی حج کی اجازت دی جائے دو سال بعد کو سسٹم ختم کر دیا جائے۔ ایک سال قدر سے بحجم ہو گا ہو سکتا ہے کہ بیس پچیس ہزار ہو جائیں اس کے ساتھ ساتھ اعتدال پر آجائیں گے اور لوگ بھی مطمئن ہو جائیں گے بیس ہزار سے بھی زیادہ نہ ہوں گے، قرعہ کے موجودہ نظام میں پچاس ہزار درخواست کنندگان کی تعداد سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ دراصل حج پر جانے والوں کی تعداد پندرہ بیس ہزار سے زائد نہیں، درخواستوں کی یہ کثرت تو صرف اس لئے ہے کہ درخواست کرنے والے حرص کرتے ہیں کہ شاید نام آجائے اس لئے درخواست دے دیتے ہیں اگر لاکھ دو لاکھ ہوتے تو معلوم ہوتا ہے کہ پچاس ہزار اصلی مشتاق ہیں۔

۲۔ پندرہ بیس ہزار سے بھی اگر زرمبادلہ پچانچے تو بہت اچھی تدبیر یہ ہو کہ جو شہر منسکت سعودیہ میں درکار ہیں، چاول، المونیم کے برتن، کورالٹھ، بوٹ، چمڑے کے تیار کردہ سوٹ کپس وغیرہ وغیرہ بیسیوں چیزیں ہیں جو بہت آسانی سے فروخت ہو سکتی ہیں، ہرجاجی کو ہر آمد کال سنس دیا جائے اور اتنا سامان ہرجاجی کے ساتھ جانے کی اجازت ہو یا کسی تاجر کی معرفت ٹھیکہ دیا جائے وہاں جا کر وہ رقم اس تاجر کے ذریعہ مل جائے گی پھر اس کی تفصیلات باسانی تاجر طبقہ مرتب کر سکتا ہے، اس طرح حکومت زرمبادلہ کی پریشانی سے بھی بچ جائے گی اور فریضہ حج ادا کرنے میں حجاج کرام کو پوری سہولت بھی حاصل ہو جائے گی۔

۳۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ حکومت سد می ہمدردی اور فرض منصبی کے پیش نظر مشکل حل کرنے پر، سودی، سیاسی اور اقتصادی سب گوشوں کو سامنے رکھ کر غور کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ مشکل حل نہ ہو، افسوس یہ ہے کہ اکثر اربابِ محل و اعتدال کے زرم

اقتدار میں یہ مسائل ہیں کبھی اسلامی و ہمدردانہ بنیادوں پر غور نہیں کرتے یا بدقسمتی سے غور کرنے کا موقع نہیں دیا جاتا یا نقطہ نگاہ کا زاویہ ہی بدل گیا ہے بہر حال مشتاقانِ دیدار کعبہ کے لئے آسان تدبیریں سوچی جاسکتی ہیں۔

۴۔ درحقیقت کچھ تکوینی مصالح بھی ہیں کہ یہ سفر، سفرِ عشق ہے اور عشق کے منازل طے کرنے میں امتحان ناگزیر ہے اور یہی وجہ ہے کہ قلوب میں جتنی تڑپ زیادہ تھی امتحان بھی شدید تھا۔ اگر ازمنہ سابقہ کی تسکلیت آج ہو تیں تو شاید مشکل اس سفر کے لئے تیار ہوتے آج اگر نقل و حرکت کے ذرائع، مواصلات کی آسانی اور مال و دولت کی فراوانی حاصل ہے جن کی وجہ سے بڑی آسانی سے ہر شخص کوچ بیت اللہ نصیب ہو سکتا ہے تو امتحان اور آزمائش نے حکومتوں کی پابندیوں کی شکل اختیار کر لی ہے۔

۵۔ جہاں ان حقائق پر غور کرنے کی ضرورت ہے ساتھ ہی حجاج کرام کو بھی ضرورت ہے کہ دنیاوی منافع کے تصورات، سیروسیاحت اور تفریح کی خواہشات، شہرت و سمعت کے رجحانات کی سطح سے بالاتر ہو کر اس فریضہ کے ادا کرنے کا جذبہ پیدا کریں اور کوشش کریں کہ جو دینی مقاصد ہیں صرف انہی کے پیش نظر حج کے لئے ارادہ کریں، دیکھا جاتا ہے کہ بہت سے حضرات ایسے ہیں کہ حج کر آنے کے بعد ان کی زندگیوں میں کوئی نمایاں تبدیلی نہیں ہوتی جو بہتر علامت نہیں، حج مبرور کی علامت یہی ہے کہ حج کے بعد زندگی میں ایک بڑا انقلاب آجائے، اللہ تعالیٰ سے ایسا تعلق قائم ہو جائے کہ اس کی زندگی کا ہر گوشہ متاثر فرمائے، افسوس یہ ہے کہ حجاج کرام نہ تو مسائل سے واقفیت حاصل کرتے ہیں نہ اسلامی تعلیمات کے مطابق حج ادا کرنے کی سعی کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ مظلومین و معیین حضرت نے جو کچھ کر دیا ہے وہی عظیم ہے حالانکہ کسی زمانے میں واقعی معیین و مظلومین کی سب سے بڑی خدمت یہی ہوتی تھی کہ حج کرام صحیح فریضہ حج، واکر سکیں اور ان کی صحیح رہنمائی ہو پھر ان کی نقل و حرکت و قیام و سفر میں سہولتیں بھی میسر ہوں سیکن آج کل تو مظلوف و مظلوم کا مقصد صرف قیام و علوم و نقل و حرکت و سوری و مکان کرایہ کے منتزعات کرنے ہیں ان کو اس کی کوئی فکر نہیں کہ حج کیسے ہوا اور کیسے نہ ہوا، معیین کا رخ ہی بدل گیا اور شاید یہی سبب کا اثر ہو

کہ حجاج کرام کی نیتوں میں بھی فرق آگیا: "جیسی روح ویسے فرشتے" بہر حال نفاق سارا بدل
 گیا آوہ کا آوہ بگڑ گیا، حکومت، عوام، راہی، رعیت، حاجی و معلم سب ہی کو توجہ و حسن
 اسدح و حسن تدبیر کی ضرورت ہے تاکہ بے نظیر فریضہ اور حیرت انگیز دینی و دنیاوی
 مصالح پر مشتمل عبادت باذکیہ، عقول اور میر و تفریح و تماشا نہ رہ جائے اب اگرچہ
 نفوس قدسیہ صیح روح کے حامل بھی ہوں وہ بھی جدید تغیرات کی وجہ سے پوری بکارت
 سے محروم ہو جاتے ہیں۔

اللہم! صلہ قومی فی انہم لا یسلمون۔

منبرِ احرام، ۳۸۷ھ

حج بیت اللہ سے متعلق چند بدایتیں اور حجاج سے چند شکایات

حج بیت اللہ الحرام مسلمان کے لئے یہ فریضہ ادا کرنا گونا گوں برکتوں کا ذریعہ ہے اور
 حیرت انگیز نعمتوں کا وسیلہ ہے باوجودیکہ سابقہ مشکلات ختم ہو گئیں اور بہت سے دیگر
 آسائیاں پیدا ہو گئیں ہیں تاہم دور دراز کا سفر بہ ہزاروں روپے کا خرچہ ہوتا ہے۔
 اکثر لوگوں کو زندگی میں ایک ہی مرتبہ جانا میسر ہوتا ہے اور اب بھی بہت کچھ مشکلات ہیں
 برپا ہیں ایسی صورت میں بے حد ضروری تھا کہ مسلمان اس فریضہ کی ادائیگی میں تنہائی اختیار
 کرتے مسائل حج سے کامل واقفیت حاصل کریں اسی لئے ہر زبان میں مسائل و احکام حج کے
 متعلق چھوٹی بڑی کتابیں شائع ہو چکی ہیں تاکہ شرعی قانون کے مطابق صحیح طور پر حج ادا ہو
 سکے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مخلوق خدا کا یہ عظیم انبوا جو ملک کے ہر گوشے پہنچ رہا
 ہے کثرت و بیشتر اس فریضہ کے احکام و مسائل سے بالکل بے خبر ہے سنن و مستحبات تو درکنار
 فرائض و واجبات سے بھی غافل ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اتنا ہی نہیں کہ محنت و مہنت
 کا برابر ادا کرنا ہوتا رہتا ہے بلکہ اور تو مگنا ہوں ملک سے بچنے کا ذریعہ برابر اختیار نہیں
 ہوتا نمازوں کی ادا کرنے میں تقصیر جماعت کی پابندی میں کوتاہی حالانکہ ایک فرض نماز
 بھی حج سے بدتر ہے زیادہ ہیبت رکھتی ہے اگر بغیر عذر شرعی ایک نماز جمعی قضا کی تو جی قبول
 ہونے کی توقع مشکل ہو جاتی ہے سفر میں خصوصاً احرام باندھنے کے بعد بھائے تہیہ کہنے
 اور ذکر سہ کرنے کے مہلک اور غیبتیں کرتے ہیں جو اس بکتر رہتے ہیں نہ زبان پر قابو
 نہ نگاہ پر قابو نہ ہاتھ پاؤں پر بلکہ بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ مسجد حرام میں بیٹھ کر
 نماز کا وقت ہو رہا ہے اور فحش و بیباکیاں کرتے رہتے ہیں عیبت میں مبتلا ہیں حالانکہ زندگی کے
 اس عظیم مرتبے پر پہنچ کر تو تمام اوقات عبادت اور توبہ و استغفار و انابت کی لذت
 معمور ہونے چاہیے تاکہ ان مقدس مقامات کی برکات سے مالا مال ہوں انکا ہونا سے
 پاک و عفاف ہو کر ایسے واپس آوں جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے ولادت ہوئی ہے
 دنیا میں دوبارہ آئے ہیں۔

بعض حضرات مستحبات و آداب میں تو غلو کرتے ہیں لیکن فرائض و وجہات میں تقصیر کرتے رہتے ہیں اور دوسرے حضرات اکثر حجاب کو دیکھ کر تو یہ شبہ ہو جاتا ہے کہ شاید کسی میلہ یا ماشہ کے لئے اکٹھے ہونے ہیں۔ عورتوں پر پردہ فرض ہے مگر حرمین شریفین میں پہنچ کر اکثر عورتیں بلکہ ۹۹ فیصد بزرگ پوشش عورتیں بھی بڑی پچھلیاں کر کے حجاب ہو جاتی ہیں اور اس طرح گناہ کبیرہ کی مرتکب ہوتی ہیں نہ صرف بے حجاب بلکہ سب اوقات نیم عریاں لباس میں بیت اللہ کا طواف کرتی ہیں اور افسوس اس کا ہے کہ نہ شوہر اور نہ ان کے محرم حضرات اس بے حجابی کو روکنے کی تدبیر کرتے ہیں نہ حکومت کی طرف سے اس پر کوئی پابندی عائد کی جاتی ہے بے محابا مردوں کے درمیان گھسٹی میں، حجر اسود کو بوسہ دینے کے لئے مردوں کی دھکاپیل میں جان بوجھ کر گھسٹی ہیں اور سبق ہیں جنہی مردوں کے ساتھ شدید وقیح انتہا ط میں مبتلا ہوتی ہیں، یہ سب حرام ہے گناہ کبیرہ ہے، ایسا حج کہ جس میں اول سے آخر تک محرمات اور کبار سے احتراز نہ ہو سکے کیا توقع ہے کہ وہ حج قبول ہوگا؟ حج مبرور کے لئے جزا د جنت بے شک ہے لیکن حج مبرور کیسے ہوگا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج مبرور کا بیان فرمایا ہے کہ حج کرے اور اس میں کوئی بھی بے حیائی کا کام نہ کرے کوئی گناہ نہ کرے تب گناہوں سے پاک و صاف ہوگا جیسے ماں کے پیٹ سے آج ہی پیدا ہوا ہے۔

پاکستان و ہندوستان کی بعض عورتیں منہ و شام وغیرہ بعض مکوں کی عورتوں کو دیکھ کر کہ وہ بے پردہ ہیں خود بھی پردہ اختیار دیتی ہیں اور حرم میں اس طرح آتی ہیں جیسے تمام مردان کے محرم ہیں یا وہ گھر کے صحن میں پھر رہی ہیں لیکن یہ انتہائی حماقت ہے، اگر کوئی تو مگر کسی گناہ میں مبتلا ہے تو اس سے وہ گناہ جائز نہیں ہو جاتا، پھر دیکھا یہ کیا ہے کہ ان کی بے پردگی یعنی چہرہ کا کدھونا ایک خاص سنجیدگی اور وقار کے ساتھ ہوتی ہے، لباس بھی ان کا منہ سے پاؤں تک باحجاب ہوتا ہے پاؤں تک میں موزے ہوتے ہیں لیکن پاکستانی عورتوں کا خصوصاً پنجاب و سندھ کی عورتوں کا لباس تو انتہائی بے حیائی کا ہوتا ہے، تمام نسوانی اعضا نمایاں ہوتے ہیں بے محابا سینہ تان کر چلتی ہیں اس کا نتیجہ یہ ہے کہ

وہ عورتیں بھی اس بے حیائی کی وجہ سے معصیت و فسق میں مبتلا ہوتی ہیں اور ان کے شوہر
 بھی ان کی اس بے حیائی پر گنہگار ہوتے ہیں کیونکہ وہ ان کو منع نہیں کرتے کوئی اصلاح
 نہیں کرتے نہ روکتے ہیں نہ لڑکتے ہیں یہ تو کھلی بے حیائی اور بے غیرتی ہے۔

ن سب سے بڑھ کر ایک اور عام ابتلا یہ ہے کہ تمام عورتیں پہنچ وقتہ نمازوں میں
 مردوں کی طرح حرم میں پہنچتی ہیں باوجودیکہ عورتوں کے لئے دروازے بھی منسوس ہیں اور
 نرہ پڑھنے کی جگہیں بھی متعین ہیں مگر حج کے زمانہ میں چونکہ ازدحام ہے وہ ہر جگہ پر
 جگہ پر نہیں پہنچ پاتیں تو مردوں کے درمیان صفوں میں کھڑی ہو جاتی ہیں اور نماز پڑھنا
 شروع کر دیتی ہیں۔

مسجد حرام اور مسجد نبوی کی نماز اور عورتیں

پہلی بات تو یہ ہے کہ جس طرح اپنے وطن میں عورتوں کو تنہا نماز کھڑوں میں پڑھنا منسل
 ہے اسی طرح مکہ و مدینہ میں بھی عورتوں کے لئے نماز کھڑوں میں تنہا بغیر جماعت کے پڑھنا
 منسل ہے اور مکہ و مدینہ میں نماز کا جو ثواب حرم اور مسجد نبوی کا ہے وہ ان کو کھڑوں پر
 پڑھنے میں اس سے زیادہ ملتا ہے جو مسجد میں مردوں کو ملتا ہے ایسی صورت میں حرمین شریفین
 میں عورتوں کو نماز کھڑوں میں ہی پڑھنی چاہیے بالفرض کسی وقت بیت اللہ کے دیکھنے کی
 غرض سے یا حوائف کرنے کی غرض سے مسجد حرام میں یا مسجد و سلام کی غرض سے مسجد نبوی
 میں آئیں اور نماز باجماعت پڑھیں تو ادا ہو جاتی ہے بشرطیکہ مردوں کے درمیان نہ
 کھڑی ہوں، ایک عورت اگر مردوں کے درمیان کھڑی ہو جاتی ہے تو تین مردوں کی نماز
 خراب ہو جاتی ہے، دائیں بائیں کے دو مردوں کی اس کی محاذ سے رسیدہ ہیں جو مرد
 کھڑے ہیں اس کی بھی تینوں کی نمازیں ناسمہ ہو گئیں بالفرض بغیر اس کے کوئی عورت
 اتفاقاً طور پر حرمین نماز کے وقت صفوں کے درمیان پھنس جائے اور لگنا و شوار ہو
 جائے یا توف کرے کے درمیان نماز کھڑی ہو جائے تو اس وقت اس کو خاموش بغیر
 نماز کے جہاں بھی ہو بیٹھ جانا چاہیے نماز کی نیت ہو گرنہ کرے ورنہ مردوں کی نماز بھی

خراب ہوگی۔ جب ہم نمازت فریغ ہو جائے تو پھر تنہا وہیں وہ اپنی نماز کو کرے اور توں کو بیت المقد کا طواف کرنے کے لئے بھی ایسے وقت میں جانا چاہیے جب نماز کا وقت نہ ہو۔ اس وقت نسبتاً جیٹا بھی کہ ہوتی ہے اور اگر اتنا قی نماز کا وقت ہو جائے تو ذرا ہوتے ہی جلد ہی بعد کی طواف پورا کر کے یا طواف درمیان میں چھوڑ دیں اور جتنے شرط چکر، رد کئے ہیں وہ نماز کے بعد یہاں چھوڑ سکتے ہیں سے پورے کر دیں یا اسی وقت دو بارہ اگر لیں، بہ حال گناہ سے بچنا بے ضروری ہے اور بھی بہت سی کوتاہیاں ہوتی رہتی ہیں لیکن ان سب میں نماز اور بے پردگی کا مسئلہ سیرے خیال میں سب سے زیادہ اہم ہے۔

بہر حال حج ایک ایسا اہم فریضہ ہے جو زندگی میں بار بار ادا کرنا بے حد مشکل ہے۔ اس لئے چاہیے کہ مرد ہوں یا عورتیں انتہائی احتیاط کے ساتھ اس فریضہ کی دیکھ سکیں۔

نیز یہ بھی خیال رہے کہ بعض عورتیں اپنے ملکوں میں بھی پردہ نہیں کرتیں اور وہاں مستقل طور پر پردہ رہتی ہیں، بلاشبہ یہ گناہ عظیم ہے اور ایک فرض حکم کی خلاف ورزی ہے لیکن، نہیں بھی حج بیت المقد کے سفر میں تو چاہیے کہ اس گناہ عظیم سے بچیں تاکہ یہ فریضہ تو صحیح طریقے سے دیا ہو، آج کل بہت سی عورتیں بغیر محرم کے سفر کرتی ہیں یہ بھی حرام اور گناہ کبیرہ ہے جس عورت کا کوئی محرم نہ ہو اس پر حج فرض ہی نہیں ہوتا بلکہ اگر وہ تو بھی سیکھتی ہو تو قادر نہ ہو یا یہ عورت اس کے مصارف برداشت کرنے کے قابل نہ ہو تب بھی حج فرض نہ ہوگا، انتہائی انوسوں کا مقام ہے کہ حج بھی فرض نہ ہو اور پردوں بکر حج میں اتنی فروگزاشتیں بھی ہوں؟ جب مٹھا اس کے ذمہ حج فرض ہی نہیں ہے تو یہ حج کا سفر کیوں اختیار کیا جاتا ہے۔

نتیجہ یہ ہے کہ حج بیت المقد میں حجاج کرام سے اس قسم کی کوتاہیوں اور خدشات شریعت حرموں کی وجہ سے حج کی برکتیں ختم ہوتی جاتی ہیں اور باوجود حجاج کی کثرت کے امت جس مقام پر کمزری ہے وہاں سے روز افزوں تنزلی میں جا رہی ہے اگر اتنی کثرت سے حجاج صحیح طریقے پر یہ فریضہ ادا کرتے اور ہم سب کا حج بارگاہ قدس میں شرف قبولیت سے سرفراز ہوتا تو شاید دنیا کا نقشہ ہی بدل جاتا، حق تعالیٰ مسلمانوں کو یہ نعمت خیر انصیب فرمائیں۔

ذوالحجہ ۱۴۳۵ھ، ذوالحجہ ۱۴۳۶ھ

چچ اور اس کے فوائد و اسرار

چچ بیت ستر المہر مہ دین اسد کا اسمی رکن اور ہر صاحب مستعدت
 مسکن کا فریضہ دینی ہے، سدرہ کے بنیادی امور میں اصل جوہر در روح عبادت ہے، من سبت قوتوں
 میں حکم الہی کہیں کے حکم سے حریت عبادت اور انہماک عبادت و عبودیت کی تعیین کی گئی ہے، اس
 روح کے لئے جو کچھ سب مقرر کیا گیا ہے وہ بھی من جانب مدد ہے اور کسی ساقی عقل کا اس میں دخل نہیں
 ہے، راجہ در سید و دون ہی وحی ربانی کا کرشمہ ہیں اور یہ رُوح عقل اور درک ساقی سے ماورا
 ہے جس طرح رُوح مانو بہ سدا کی طرح یہ جسد اس کے لئے منسوب و مقصود ہے، ذلت تقدیر العزیز
 العزیز، لیکن عبادت و عبادیت کے طریقوں کے ماوراء عقل ہونے کا یہ مقصد نہیں ہے کہ عقل و
 درک اس کے ماسن اور منافق و ثمرات کو سمجھنے سے بھی قاصر ہے، نماز ہو یا روزہ، زکاۃ ہو یا حج
 جہاں تک عقل کی رسائی ہے ان کے اسرار و حکم کی طرف جو رہنمائی ہوتی ہے وہ بجاۓ خود حیرت انگیز
 بہار عالم حسّش دل و جان تازہ می درو برنم رہا بہ صورت راہ پر باب معنی را
 نماز اور خصوصاً باجماعت اور اذان و اقامت میں وقت کی پابندی کے ذریعہ امت محمدیہ
 میں ایک خاص نظم و نسق کے ساتھ کیسے کیسے فوائد و برکات کا نفع قائم کیا گیا ہے، روزہ میں ضبط
 نفس، پاکیزگی روح کی کیسی قیمتی چیز و رُوح، تیز تدبیریں کار فرما ہیں، زکاۃ میں فقر و مساکین کی
 حاجات و ضروریات کی تکمیل کے لئے کیسا عجیب نظم پیدا کیا گیا ہے، اسی طرح حج بیت اللہ میں اصلاح
 نفس اور جہاد فی سبیل اللہ کی تعاون کی تدبیریں، تربیت خدائق و رہایتی کی مسحتیں منظم ہیں، تعظیم شعارِ رسالہ
 و رعایت اہل بیت کے مرکز بیت مدد کے حوائف میں مشاعرِ مقدسہ کی تعظیم و تقدیس اور عرفات کے
 روح پرور اجتماع میں سرور و کرم کے جو رموز ہیں ان کے غور و فکر میں عقل حیران ہے۔
 حج کے سبب مشاعر عامی اجتماع میں دنیا کے گوشہ گوشہ سے مت مسمر کے افراد جمع ہوتے
 ہیں، یہ عامی اجتماع جن ہمہ گیر جہاد و منافع کا ذریعہ بن سکتا ہے وہ بالکل فی ہر ہی اسم
 کا یہ دینی نفع تمام ممبر عقول سے کہ تہذیب و ترقی کی مدلی قومیں اور کوئی مذہب و ملت اس
 کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتی، قرآن کریم کی دوایتوں میں انہیں سرور و حکم کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

۱۱۔ "وَمِنْ بَعْدِهِ شَعْرٌ لِّرَأْسِهِ"

اور جو کوئی شیئ نہ سہی تنہا کرتا ہے تو یہ اس کا تقویٰ ہے۔

فَانْهَ مِنْ تَقْوَى الْقُتُوبِ

۱۲۔ ایشہ و نہ فی سہدہ

تاکہ وہ اپنے منافع و نہانہ کو دیکھے میں اس کی توجہ

ان سرور حکم کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے۔

حکومت وقت کی جج پر پابندیاں اور اس کے نقصانات کہ جس دولت مند پاکستان کے

ارباب اقتدار جج بریت استہ کے ان منافع اور مناسبات پر غور کرتے اور صحیح اجتماعی و سیاسی فواید حاصل کرتے، لیکن دینی امور اور اسلامی شعائر و ارکان کے متعلق اس طبقہ کی عام سہل نہاری کا نتیجہ ہے کہ زیر مبادیہ کی بکثرت کے پیش نظر اسلامی فریضہ و حج کی دایکلی پر پابندیوں میں غافل ہوتا ہوا جج اس سال جج پر مزید پابندیاں لگا دی گئی ہیں اور ایک خاص تعداد و مقدار متعین کر دی ہے۔ یہ

روش اور فیصلہ داخلی اور خارجی مصحتوں کے پیش نظر ہر جہت سے نظریاتی و انتہائی سہ جہاں تک موجودہ حالت میں زمبادلہ کی مشکلات کا تعلق ہے اس مشکل کو حل کرنے کے بہت سے متبادیہ طریقے اختیار کئے جاسکتے تھے جن سے حجاج کی تعداد اور سفر کی سہولتوں پر بھی کوئی اثر نہ پڑتا جس کی محسوس ہوتا ہے کہ شعائر دین سے اس بے اعتنائی کی وجہ سے صحیح غور و فکر کو متنبہ نہیں ہو سکتا۔ یہ سب ہو چکی ہے سالوں میں جج پر پابندیوں میں مزید اضافہ و تعداد میں یہ غیر معمولی کمی نہ صرف یہ کہ قابل ستائش طریق کار نہیں ہے بلکہ قومی اور عام اسلامی مفادات کے نقطہ نظر سے انتہائی نا عاقبت اندیشی کا اقدام ہے۔

اس سال حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مسکت خدا واد پاکستان کو نئی زندگی عطا فرمائی اور قوم کو جہاد کی روح سے سرشار فرمایا، دشمن کو ذلیل و رسوا ہوتا پڑا، قوم عام میں پاکستان کے رتبہ اور عزت و منزلت میں اضافہ ہوا اور تمام دنیا میں پاکستان ایک باوقار ملک کی حیثیت سے شناخت ہوا، ایک طرف حق تعالیٰ کی اس کرم گستری کے شکر کا تقاضا تھا کہ اس فریضہ کی ادائیگی میں زیادہ سہولتیں پیدا کی جائیں، دوسری طرف جس قوم نے صد ہر حرم کی کو زیر بیابان کہہ کر دروں روپیہ بے دریغ و فانی فنڈ میں پیش کر دیا، اس کے دینی جذبہ کی قدر و دراصلہ افزائی کے لئے یہ ضروری تھا کہ حجاج کی تعداد و سفر حج کی سہولتوں میں اضافہ کیا جائے، اس طرح حق تعالیٰ کی خوشنودی بھی حاصل ہوتی و حکومت

ٹیلیوٹران اور مشترک نمبر پروگرام

یہ مقدم ہو کر انتہائی صدمہ ہو کہ بتاریخ ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۷۱ء ویتنام پروگرام پر خدمت رکنان بن
وہ عظیم صدمہ کو خدا کا بیٹا کہا جاوے اور یہ نسبت مسیح کا حضور جیتی جاتی شکل میں پیش کیا گیا۔
زَنَ لِلّٰہِ وَ اَنَّا لَیْسَ بِمَعْمُوْنِ ۔

اس دردناک واقعہ سے پاکستانی ملت کی غیرت و حمیت کو جس بڑی طرح بوجھ یہاں سے
وہ کلام میں کے شہر سے قاصر ہے، محدود ہے چند اقلیت کو خوش کرنے کے لئے ملک کی غیر
اکثریت اور حکومت کے مذہب کو اس طرح ذبح کرنا نہ صرف اسلام کی قیادت کے خلاف ہے
بلکہ عقل کے بھی خلاف ہے، یہ ملک تو شکوہ تھا کہ ٹیلی وژن پر زیادہ قریب خدق پروگرام پیش
ہوتے ہیں اور انسانی و اخلاقی تربیتی پروگرام پیش نہیں کئے جاتے، ورنہ ٹیلی وژن قوم
کے ساتھ نئے کا بہترین ذریعہ بن سکتا تھا لیکن اب تو معاملہ اخلاق سے سب سے زیادہ ہو کر دین کی پٹری
کی ورنہ اسلام کے بنیادی عقیدہ توحید پر کھاری ضرب لگانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔
دین اسلام کی تمام عمارت صرف توحید ہی پر قائم ہے، شرک و بت پرستی کی مذمت تمام
مشرائع الہیہ میں موجود ہے، پھر کتنی جرات و ہمت سے کہ مسلمانوں کے ملک میں سب کی
حکومت کے زیر سایہ شرک کی تبلیغ کی جائے اور توحید کے خلاف پروگرام پیش ہوں سبیل
اور بے دینی کی بھی انتہا ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور ہر منصب کے رہا پر قہر کو فراموش
منہی را کرنے کی صبح ہریت غصیب فرمائے، آمین۔ ہو سکتا ہے کہ یہ پروگرام غیر شعوری طور پر
کیا ہو لیکن اس قلم کے غیر شعوری پروگرام ایک ہا شعور قوم و ملت کے لئے لٹک کا ٹیکہ ہوتے
ہیں اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

”قابل توجہ مسائل حاضریہ“

بینات کے سابق دو شماروں میں راقم نے حضرات علماء کرام کی خدمت میں جو لٹرائٹس کی تھی اسی مسئلے میں اب ان کی خدمت میں حصہ حاضریہ کے چند قابل توجہ مسائل بطور مثال و نمونہ پیش کیے ہیں۔

عقود و معاملات

حصہ حاضریہ میں تجارت اور درآمد کا سارا نظام دو باتوں پر موقوف ہے۔ (۱) انشورنس، یعنی بیمہ۔ (۲) بینک۔

انشورنس جس کو آج کل جدید عربی میں التأمین کہتے ہیں اس کی دو بنیادی قسمیں ہیں۔
 ۱۔ تأمین اموال۔ تأمین اعیانہ۔ یعنی مال کا بیمہ اور زندگی کا بیمہ۔ بینات کے صفحات میں تقریباً
 آپ کے سامنے اس کی تفصیلات آجائیں گی اور آپ حضرات کو کفالہ وغیرہ میسر و قادر کی ان جدید
 صورتوں پر غور کرنا ہوگا۔

بنک کا رائج نظام بغیر رہائش کے چل نہیں سکتا اس لئے آپ کو بینک کے متبادل نام منسارت
 و کالٹ شکرت پر غور کرنا ہوگا جو سود کے چل سکتے اور جس سے جدید معاشرے کے مسائل و
 مشکلات حل ہو سکیں۔ یہ فیصلہ آپ نہیں کر سکتے کہ بڑے پیمانے پر تجارت یا درآمد و برآمد
 تصدیق کا سہارہ بند کر دیں یا موجودہ نسل اس کو تسلیم کر کے ملک کے اندرونی حصے میں تجارت پر
 قناعت کرے۔ یا مگر آپ مجبور ہیں کہ فقہ اسلام کی روشنی میں سود کر کے بعد از جلد ان مشہدات
 کو حل کریں تاکہ جدید نسل اس غلطی میں مبتلا نہ ہو کہ دین اسلام حصہ حاضریہ کی مشکل کشائی سے قاصر ہے۔
 انی عقود و معاملات میں جدیدہ کا رخاؤں اور ملوں کا نظام ہے ان میں متعدد مسائل درپیش
 ہیں۔ بیع، تم ربا وغیرہ و مختلف ابواب سے ان کا تعلق ہے۔ بطور مثال :-

۱۔ کارخانہ دار بینک سے سود پر رقم قرض لے کر زمینداروں میں تقسیم کر دیتا ہے کہ آئندہ کپاس
 کے موسم اور نرخ پر سب لوگ اپنی کپاس اس کارخانہ میں دیں گے۔

۲۔ خریدار اور فروشنده کے درمیان ایک معاہدہ ہوتا ہے جو بعض اوقات تحریری ہوتا ہے اور

بعض وقت زبانی ہوتا ہے جس میں باہمی مجبوری ہوتا ہے کہ خرید کرچہ پیشگی دے کر فروشدہ کو نقدی طور پر پابند کر لیتا ہے کہ وہ اس پیشگی رقم کے عوض اپنی کیا اس خرید کر دے گا۔
 پیشگی رقمی من کیا اس کے حساب سے دی جاتی ہے اور اس کے مطابق وزن بھی متعین ہوتا ہے۔
 ہوتا ہے مگر بعض وقت صرف تنہا بہرہ خرید دیا جاتا ہے کہ فروشدہ اس قدر مال میں کاشت سے برداشت ہو گا وہ اپنے خریدار کو دے گا۔ اس صورت میں بھی یہاں ہوتا ہے کہ فروشدہ مقدار مقدار سے زیادہ وزن بھی دیتا ہے۔ ورنہ کمی کیونکہ کیا اس کا درودر فصل کی پیداوار پر ہے۔ اس میں اور مزید تفصیل بھی ہے جو اس وقت حذف کی جاتی ہے۔

۳۔ نرخ سے رٹنے کی بھی ایک تاریخ مقرر ہوتی ہے۔ اس عینے کے بعد سے مقررہ تاریخ تک فروشدہ کو بازار کے نرخ پر اپنا سودا طے کرنے کا اختیار ہوتا ہے کہ وہ جس دن چاہے سودا کرے۔ اگر فروشدہ اس مقررہ وقت تک بھی اپنا نرخ طے نہ کر پائے تو خرید مقررہ تاریخ کو بازار کے نرخ پر سودا طے کر کے فروشدہ کو نرخ سے باخبر کر دیتا ہے اور فروشدہ کو اس نرخ کا پابند ہونا پڑتا ہے۔

۴۔ کیا اس کے سودے کی ایک صورت دینی ہو سکتی ہے جس کو معاہدہ پنبہ بر نرخ متعین " COTTON CONTRACT ON FIXED RATE کہا جاتا ہے اس کی بھی مزید تفصیل ہے۔
 غرض اس قسم کے معاملات آج کل کثرت سے ہوتے ہیں اور عام لوگ اس میں مبتلا ہیں۔ اس سے فتنہ اسلامی کی روشنی میں ان کا اس ترشش کرنا نہایت ضروری ہے۔

تعلیم و تربیت

تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں بہت اہم مسائل درپیش ہیں۔ دور نسائیں بچوں سے نصف صورتیں اور شکلیں بنوائی جاتی ہیں اور جاندار چیزوں کے بھی فوٹو اور صورتیں بنوائی جاتی ہیں۔
 کتابیں تصاویر سے آراستہ کی جاتی ہیں۔ ہر قسم میں اس کی تصاویر آتی ہیں اور اس انتہائی بڑی گئی ہے کہ انبیاء کرم علیہ الصلوٰۃ والسلام وصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تصاویر سب بنائی گئی ہیں۔ یہ آؤں علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تک ہمارے مشہور انبیاء کرام

جہنم، ذکرِ قرآنِ کریم میں سے سب کی تصویروں کے ساتھ واقعات لکے گئے ہیں۔ ہنسن عرب و ملک
اسر میں سنا اس مصیبت کو تنازع کر دیا کہ عقل حیران ہے۔

میں کہیں کالیوں میں تشریح الاعضاء اور جراحات و رناؤمی، سرِ حری، کی تربیت کے مسئلہ میں
اور رت مردوں کی لاشیں دی جاتی ہیں، ان کی چیر بھاڑ کی جاتی ہے اور اس طرح مسلمان اموات
کی بے حرمتی کا یہ سلسلہ جز و تقسیم بن چکا ہے۔ پھر لڑکوں اور لڑکیوں کو یہاں مخصوص تربیت دی جاتی
ہے۔ ایک اور سسٹم کے تحت مستورہ پر ہر تکلف عملِ جراحی کرایا جاتا ہے اس طرح یہ تربیتی سلسلہ
بہی جاتی ہے۔

فراقِ اہلِ احسن و ادویہ

میتوں کے خورق کے مسئلہ میں ڈاکٹر اور ہسپتال جو ادویہ استعمال کرتے ہیں ان میں کئی
استعمال ہوتا ہے جو اکثر اوقات خم و شراب کی صورت ہوتی ہے۔

ضعیف و ناتوان مریموں کو خون دیا جاتا ہے، کافروں کا خون، جنہیوں کا خون دیا جاتا
ہے، اس کی کہاں تک کینا ش ہے؟ اور جزائرت کا یہ معاملہ کیسے برداشت ہو سکتا ہے؟

قریب موت اشخاص کی تنگیوں میں کرنا بیٹاؤں میں لگائی جاتی ہیں، یہ سلسلہ علاج و
نوبہوری یک شش و کمال کات کردوسرے شخص (مرد یا عورت) کو لگائی جاتی ہے۔

مہم چلی کے سلسلہ میں نرسنگ کاتنام کہ عورتیں مردوں کی خدمت کرتی ہیں اور بدن
کے برسرِ جہد میں مرہم پٹی کرتی ہیں۔

سہرتوں کا آپریشن و دیگر شریکے زن جبکہ اس خدمت کو انجام دینے والی عورتیں دیکھتی
ڈاکٹر بھی موجود ہیں۔ ان سب مسائل کے فہمیت کرتے ہوں گے۔

عبادات

نماز، روزہ، زکوٰۃ ان سب میں جدید تمدن نے نئے نئے مسائل پیدا کر دیے ہیں مثلاً
ہون جہاز میں قضاء، زمستین میں جیسے نرسن ہو نماز پر تھکی ہوئی ہے؟ ایک شخص نے
بومرکس پر نماز پڑھنے وقت پر نماز پڑھنے اور دوسرے ملک میں ہو چکا ہے یا نہیں

س نماز کا وقت بھی دخل نہیں ہوا۔ یا وہ نماز دوبارہ پڑھے یا نہیں پڑھے۔

غرض اس قسم کے سوالات ہیں علماء امت کے ذمہ یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ان سب کے
جوابات قدیم فقہ اسلامی اور قرآن وحدیث نبویہ کی روشنی میں پیش کریں وراست کو پہنچائیں۔

یہ چند مختصر اشارت ہیں اور مقصود صرف تناسل ہے کہ اس وقت جدید مسائل کی ضرورت رون
توجہ مبذول کرائی جائے۔ آئندہ ارادہ ہے کہ ان سارے بواب کے مسائل کا ایک مفصل سونام
مرتب کر کے علماء امت کی خدمت میں پیش کیا جائے تاکہ منفرد اپنے اس پر غور فرمائیں اور پھر
آخری اجتماعی فیصلہ کے بعد اس کو کتابی صورت میں اردو، عربی، انگریزی، تینوں زبانوں میں
شائع کیا جائے۔ یہ وہ جدید فقہ اسلامی ہوگی جس کے لئے امت کا دیندار طبقہ "مسند" و "رہنما"
سے منتظر کر رہا ہے۔

وفاق المدارس العربیۃ الاسلامیہ کی طرف سے میں عنقریب یہ تجویز پیش کروں گا کہ
فقہ اسلامی کے تخصص و تکمیل رڈاکریٹ، کا آغاز اپنی فقہی مسائل کی تحقیق سے کیا جائے۔
ان ترید الاصلاح ما استطعت۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت و بئذ انیب۔

جمادی الاول ۱۳۹۳ھ اکتوبر ۱۹۷۳ء

مسائل حاضرہ

ماہیت مہینات کے گزشتہ چند شماروں میں عمار امت کو توجہ دلائی گئی تھی کہ ان کے ذمہ ایک ہمدینی فریضہ عائد ہے کہ وہ جدید تمدن سے پیدا شدہ مسائل کا حل تلاش کر کے اس نازک وقت میں امت کی رہنمائی کا فرض ادا کریں اور اس حقیقت کا غمی ثبوت دیں کہ دین اسلام ہر دور اور عصر کے لئے صالح تمدن اور جامع ترین نظام ہے اور غمی طور پر باور کرانیں کہ اللہ و رسول کے یہی قوانین و احکام میں ہر مشکل کا حل تلاش کرنے سے مل جاتا ہے اور فقہاء اسلام کی کاوشیں آج بھی ہماری رہنمائی کے لئے کافی و کافی ہیں۔

۳۱۔ اس سلسلہ میں چند رہنما اصول بھی پیش کئے تھے اور بتور نمونہ چند مسائل کی نہرست بھی ارباب علم و فتویٰ کے نور و فکر کے لئے پیش کی تھی جس میں نہ صرف معاملات سے متعلق مسائل تھے بلکہ عبادت میں روزہ، نماز، زکوٰۃ اور حج وغیرہ کے بعض مسائل بھی تھے جو توجہ کے محتاج ہیں، ٹھیک جس وقت یہاں اس دینی ضرورت کے احساس کا صفحات قرآن پر ابھار رہی کیا جارہی تھی کہ ہندوستان کے ارباب علم و دین کی ایک مستقل مجلس دار معلوم ندوۃ العلماء کنوئیں سرپرستی میں مجلس تحقیقات شرعیہ کے نام سے وجود میں آگئی، اس مجلس کے کارکن ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس راہ میں ایک نئی قدم بھی اٹھایا اور نشورنس رہیمہ کے مسائل کے حل سے کام شروع کر دیا اور ایک جامع اور جدید افروز سوالنامہ شائع کیا تاکہ علماء و مشائخ نشورنس رہیمہ کے مالہ و ماعلیہ سے پوری واقفیت حاصل کر کے علی وجہ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم" کے صفحات پر ضرور مدح و تحسین سے گزاریا ہوگا۔

۳۲۔ آج کی فرصت میں ادارہ مہینات کی جانب سے اس مفصل جواب کی پہلی قسط شائع کی جا رہی ہے نہ ہر جہے کہ اس قسم کے مسائل میں جتنی بھی آزادی و فکر کی ضرورت ہے، انفرادی رائے زیادہ مؤثر اور شرعی فہم خیز نہیں ہو سکتی لیکن بدرجہ مجبوری کہ موجودہ حالات میں اس قسم کا اجتماع دشوار ہے اور باب علم و فتویٰ کی کوئی ایسی مجلس موجود نہیں، انفرادی رائے سے ہی کام لے کر یہ مفصل جواب عمار امت کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے، ضرورت ہے کہ دینی فریضہ سب سے

حضرات مہتممین میں کے ہر پہلو پر کامل نور و روشن و زار و افقیت یا فی سنت ہیں جسے راستے
و تحقیق سے درذہنیت کو صبح فرماتیں و رنند و تضرع کا دینی حق و ذرا ہیں تاکہ اس نکتہ و تفسیر
و تحقیق و نتیجہ کے بعد ایک یہ فیصلہ پر پہنچ جائے کہ جس کی "تعمانی رائے" و رائے فیصلہ
سے تعبیر کرنا چاہیے ہو، نہ کہ فحش نفسی اجتہاد اور غرضی رائے، اس کے مستندان و مہتممین یا جماعت
میں نہ آنے کی صورت میں بھی ایک ترقی کے رتبہ جس پر مسائل سے ہونے سے متعلقہ رکھتے
ایک مستند قابل اعتماد اور رتبہ فیصلہ آئے گا اور انشاء اللہ اعزیز مست کے شریب ثوب کو
مستحکم کر سکے گا، جس لئے حضرت علامہ و مہتممین سے قوی توقع اور تمنا ہے کہ ان کے باب
استفتاء کو صرف ایک علمی و تحقیقی مقام کی نفرت دیکھ کر خاموشی نہ اختیار فرمائیں بلکہ ہر باتوں و مسائل
کو یہ ایک استفتاء اور اس کا جواب سے جو ہر سے سامنے پیش کیا جائے وہاں پہنچنے
علوم و بصیرت کے مطابق اس پر کچھ نہ کچھ ضرور کھنسا سبے۔

مسائل شرعیہ کے حمل کا طریقہ

یہ حقیقت و سچ رتبہ کہ کسی مشکل شرعی مسئلہ کو حمل کرنا یا طریقہ یہ نہیں ہے کہ جو مسائل و مسائل
میں رائج ہو اس کو ٹیوٹ ہوئی کے عنوان سے ہی رکھ کر فیصلہ کر دیا جائے کہ یہی شرعی یا نہ ہے،
اس لئے کہ کثرت تفسیر اس سے فحش نہیں جیسا کہ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ بینک کے نام میں
جو سود ہے چونکہ اس سے چارہ کار نہیں اس لئے بینک کا سود شرعی رہا نہیں ہے و رائج غلط و
قمار و میسرہ کا تلفام چونکہ عام طور پر ملکوں میں رائج ہو گیا ہے، اس لئے اس کے چارہ کار کوئی نام نہ
ہے، یہ درحقیقت مسائل شرعیہ کا حل نہیں ہے بلکہ ایک طرف یہ سب مہتممین و مہتممین سے ہونا
طرف یہ اس مراد طرف سے کہ احیاء بائعہ دین اسلام ناقص و مکمل رہائی سے قاصد، مسائل
زنا کے مسائل کا جس میں موجود نہیں ہے۔

کئی کئی جو غیر باب این در غیر باب عم کی نکتہ تفسیر سے سوچا رہے ہیں اور پتہ داران
و مہتممین میں کی قسم کے جوابات شائع کر کے مسائل کے مسائل و مسائل و مسائل ہیں پر عمل کرتے رہے
ہیں اور اسی کو مہتممین مسلم سمجھ رہے ہیں و یہی رہے ہیں، اس نکتہ و مہتممین کے خیالات بار بار

تو زانیانی ہی ہے لیکن صاحب غرضت بہن ہوں بات بہ بات نہ ت میں سے کسی کو تنہ
توفیق نہیں ہوتی کہ اپنے اس طریقہ میں کا بار نہ دیں اور اپنے طریقہ کار پر نظر ثانی کی زحمت نہ کریں۔
اسلامی قوانین کے نفاذ کے لئے ضروری

۱۔ یہاں سب سے زیادہ اسلامی حکام، قوانین کے صحیح طور پر نفاذ، اجراء کرنے میں مساعی و محنت اور
شرعی حکومت ضروری ہے تاکہ تو ہو غیر اسلامی نظام حکومت سے وابستہ اور آپ چاہیں کہ
اس کی مشیقت اسلامی قانون کے تحت حل کی جائیں، یہ کیونکر ہو سکتا ہے اس کی مثال تو ہمارے
میں ہی سب سے جیسے ایک بہت سے قاضی سیدھے اور صحیح مسلمہ پاؤں کے لئے تیار کیا گیا ہے، اب اگر
کوئی تیسری طرف ہو پاؤں میں قاضی پر سب سے پہلے ہونے والے میں منت نہ ہو تو یہ نہ ہو سکتا کہ قصور
سے نہ قاضی کا بلکہ پاؤں کا قصور ہے کہ وہ تیار ہے، ٹیک کی طرف ہونے کی موجودہ صورتحال
کو سمجھنا نہیں، آپ چاہیں کہ اگر نہ نظام کے ہوتے تو اسے اسلامی سے لے کر اس کے نفاذ میں کوئی دقت
پیش نہ آئے یہ ناممکن ہے۔

۲۔ حال نشوریں، ہمیں کے مشرک کا حل موجودہ صورت حال میں بتنی کتنا شرس شرعاً حل ہوتی
نہی سوچا گیا ہے، اگر ملک میں کامل طور پر اسلامی نظام ہمیشہ سے معاشرت رائج ہوتا تو بہت سی
مشکلات خود بخود حل ہو جاتیں۔

۳۔ اسلامی حکام کی نفاذ کی راہ میں دشواری نہ ہونے کے لئے نظر آتی ہے کہ کئی معیشت اور
معاشرت کا سارا ڈھانچہ غیر اسلامی ہے، دونوں کا جوڑ پورے طور پر اب ہی نہیں سکتا، یہ
حقائق ہیں جن پر ٹنڈے والے سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔

اب جو مسئلہ اور اس کا حل پیش کیا جا رہا ہے اس تمام صورت حال پر غور کرنے کے بعد
اس پر سب سے قاطع ذمہ نہیں، عقد و قہر سے فوری درجہ بنیاد کو بنیاد ہی کے ساتھ علماء
کرام کی ترغیب و تہذیب رہے۔

چشمہ پاکستان کا فریضہ

بنیاد کے گزشتہ شماروں میں درج باب حکومت و رسم و رواج و محنت کو متوجہ کیا گیا ہے کہ

اسلام اللہ جل شانہ کی وہ آخری نعمت ہے جس سے نبی عربی فدائے اہل و انبیاء علیہ السلام کی
 بدولت امت محمدیہ کو نوازا و رزق فرازا کیا ہے، حبیب اللہ تعالیٰ نے سنس اپنے فضل و کرم سے
 اس نعمت کے پھلنے پھولنے اور بار آور ہونے کے لئے اسی کے نام پر ایک سرزمین ایسی
 بنا فرمادی جس میں مسلمانوں کو غلامی کی ذلت و است سے نجات میسر آئی تو اسے شاد و بانی
 الذین ان کنتم فی الارض
 قائموا الصلوة و اتوا الزکاة
 و امروا بالمعروف و نہوا عن
 المنکر و لله عاقبة الامور

وہ مغلوب و کمزور لوگ جن کو اگر تم جسے زمین پر
 قہرا علی او تمہیں عطا فرمادیں تو وہ مازوں کو
 قائم کریں، زکاة ادا کریں اور ہر گز نام نہادوں کو
 برے کام سے منع کریں و راہِ درگاہ، غیہ ہارے

ہی کے ہاتھ میں ہے۔

کے مطابق اس نعمت کا شکر ادا کرنے کا یہی طریقہ کہ اس پاک سرزمین میں حقیقی اور عینی قانون ہی
 نافذ کرایا جائے اور شرایع الہیہ و شعائر اسدِ مہیہ یہاں قائم کئے جائیں تاکہ دین و دنیا دونوں کے
 سرخروئی مسلمانوں کو نصیب ہو اور ملک کے استقلال و استحکام میں مزید اضافہ ہو کہ اللہ جل
 شانہ کا وعدہ ہے۔

اِنَّ شُكْرَكُمْ لَا تَزِيدُنِي
 وَلَٰكِنْ كُفْرُكُمْ اِنْ عَذَبَ
 لَشَدِيدٌ

بہنہ اگر تم نے شکر ادا کیا تو میں تمہیں اور
 زیادہ دوس کا اور انا شکر کی تو بے شک
 میرا عذاب بہت سخت ہے۔

اگر ایسا نہ کیا تو اندیشہ ہے کہ مباد ہم کفر و نیت اور ناشکر کی پاداش میں اس نعمت
 سے محرومی کے عذابِ شدید میں گرفتار ہو جائیں۔

لیکن جب یہی حکومت کے باب کا اور برسرِ اقتدار طبقہ کو اس طریق کار کی جانب متوجہ
 کیا جاتا ہے تو جو نااہل اور غیر موزوں اشخاص سوء اتفاق سے اس معاملہ میں ان کے مشیر
 بن گئے ہیں، ان کو فوراً اپنے مناصب کی فکر و امن گیر ہوتی ہے اور اہل حق کے خلاف چپاڑے
 ہیں کہ یہ لوگ دراصل دینی سیادت کا خواب دیکھ رہے ہیں اور مذہبی قہار کے آرزو مند

میں اور طرح طرح کے زامات و اتہامات لگا کر اور ان کی نیتوں پر حملے کر کے ان کے خلاف ایڑی
 چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں، صرف اس لئے کہ کہیں وہ اس متاعِ حسیہ و قبیل یعنی دنیوی مناصب
 و کرسیوں سے خروم نہ ہو جائیں، (وَالَّذِلَالُ مَبْغُذٌ مِّنْ عِلْمٍ) یہ ہے ان کا مبلغِ علمی
 و رس کی پرواز۔ اس قسم کے فریبِ خیال اور ہوا، نفس کا شکار وہی خدا فراموش قوم ہوتی
 ہے جو آخرت کی گرامناہ نعمتوں کو بھیلا چکی ہو اور (وَدَفَعُوا بِلَا حَيَاةٍ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ
 اَوَدُّ دُنْيَاكَ زِينَةً) پر ممکن ہیں اور اسی پر مطمئن (کا مصداق بن چکی ہو، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ
 یہ بوریہ نشین، تو در اثنت نبوت کی دولت (عم دین) سے بڑھ کر دنیا کی اور کسی دولت کو
 خاطر میں نہیں لاتے اور اس "فاقہ مستی" میں بھی ان کو وہ سکونِ قلب حاصل ہے جس کا یہ
 حضرت تصور بھی نہیں کر سکتے، اللہ جل شانہ کال کھل کھل کر شکر ہے کہ تاریخ کی بدنام ترین
 قوم یہود کی ذہنیت پر استبدادِ لونی اسدی ہو ادنیٰ بالذی صونہیں، کا ہمارے حاشیہ
 خیال اور تصور کے آس پاس بھی گزر نہیں ہو سکتا۔

اس گروہ کا چتا ہوا جادو اور کارگر حربہ جو انہوں نے اپنے آقا یانِ نعمت سے پکڑا ہے
 ہمیشہ یہی رہا ہے کہ "لڑاؤ اور حکومت کرو" چنانچہ جیب کہا جاتا ہے کہ "اس ملک کے تمام باشندے
 سنی حنفی" ہیں، اس ملک کے قانون کی اساس فقہ حنفی پر رکھی جانی چاہیے تو فوراً یہ حضرات
 حنفی و اہل حدیث اور سنی و شیعہ کا جھگڑا کھڑا کر دیتے ہیں اور مذہبی نزاع کے فتنہ خواہیہ
 کو بھڑکانے کی سرگرمی کوششیں شروع کر دیتے ہیں۔

تجربہ و تامل کا مقام ہے کہ یہ حضرات اپنا سارا زور بیان اور فرقہ وارانہ جوڑ توڑ کی پوری
 صلاحیت سے پر مصروف کرتے ہیں کہ کہیں ملک کے سربراہ دین کی طرف متوجہ نہ ہو جائیں اور ان
 حضرات کی یہ جاگیر دینی فتنہ نہ ہو جائے اور ان نعمتوں سے جو اس وقت حاصل ہیں خروم نہ
 ہو جائیں۔

یاد رکھئے: جو حضرات ملکوں و ریاستوں میں بدترمیم و تفسیق قانون ہیں وہ حکامِ شریت
 محمدیہ کے نفاذ کے مکانات کو ختم کرنا چاہتے ہیں، ان کی سب سے بڑی دلیل یہی ہے کہ ان

ایک اچھا قدم

ہیں انتہائی مسرت ہے کہ ماہنامہ فکر و نظر بابت ماہ جنوری ۱۹۶۵ء کے ادارتی نوٹ بعنوان "نشرت سے توقع ہوگئی ہے کہ ادارہ ماہنامہ فکر و نظر غور و فکر کے بعد اپنا سابق موقف بدل رہا ہے، چنانچہ ارشاد ہے۔

ماہنامہ فکر و نظر.... اس کی یہ کوشش ہے کہ ہم اپنے ہر مسالہ کا حل تلاش کرتے وقت کتاب و سنت کی طرف رجوع کریں اور فقہائے کرام اور علماء سلف کے ارشادات کی روشنی میں ان سے رشد و ہدایت حاصل کریں، ملی روایات کے تسلسل پر ہمارا ایمان ہے اور ماضی کی باقیات صالحات ہی پر ہم مستقبل کی تعمیر کرنا چاہتے ہیں، "فکر و نظر" اسلام کی تجدید ضرور چاہتا ہے اس کی کوشش یہ ہے کہ آج اس زمانے میں اسلام کی ایسی علمی تعبیر ہو جو ہمارے لئے مشعل ہدایت بن سکے، "نشر" ماہنامہ فکر و نظر تجدید اسلام کی دعوت نہیں دیتا، اس کی دعوت صرف تجدید فکر و عمل کی ہے اور تجدید فکر و عمل بھی اسلام کی روشنی میں۔"

ماشاء اللہ! سبحان اللہ! کاش! یہی عزم روزِ اول سے ہوتا اور یہی رُخاویٹے دن ہی فرما دیتے، "بینات" بھی یہی کہتا ہے کہ متعلق اسلام کی تحریک و تہذیب انکارِ سنت و ردِ احادیث اور تجہیل فقہاء کرام کے بجائے غیر منصوص جدید مسائل کا حل قرآن و سنت اور فقہاءِ اہل سنت کے کلماتِ طیبہ کی روشنی میں اجتماعی صورت میں تلاش کیا جائے، خدا کرے کہ فکر و نظر اس موقف پر قمر ہے اور اس دعوت کا عمل ثبوت بھی فراہم کرے اور اپنے مقامات و مسابین سے اس کی تصدیق و شہادت بھی مہیا کرے اور فکر و نظر بینات کے شانہ بشانہ چل کر سنیتِ اسلام کو جس عبور میں وہ اس وقت پھنسا ہوا ہے انتہائی دیانت داری و دانائی کے ساتھ اس سے زوال کرنا حاصل مقصود پر پہنچائے اور تسمیم کار کے اصول پر مقصد کے جس جزو سے اس میں اہمیت ہے وہ انجمن دے و رہیں گے لئے بینات موزوں ہے وہ اتنا کم پہنچا ہے۔

لیکن انھوں نے کہا ہے کہ اس شمارے میں جو مسابین شائع ہوئے ہیں وہ اس دعوے کی تردید و تکذیب کرتے ہیں، مثلاً وہی صاحب کا مضمون جس میں بیچک کے سود کو نہ صرف اس لئے جائز قرار دیا گیا ہے کہ اس میں فریفتہ کی رضا مندی ہوتی ہے لہذا یہ منفرہ بیع ہے اور جوئے ہے

ربا و ہوگا جس میں ظلم دیا جائے اس سے بڑھ کر سد کی متانی تحریر کو مستحکم کرنے کی دیکھا و شش ہو
سکتی ہے ؟ اس تراخی طریقہ کی دلیل سے کل کو کہا جائے گا کہ یہ

در ولا تھو افتیاتکم علی البغاء
ات اددن تھصن
اگر باغیوں پر آپ امن نہ ہو تو آپ ہی ہوں تو
پہر جب و کردہ مست کرو

کی بنا پر زنا بالجبر زنا ہے و جرم ہے لیکن جب فریقین میں تراخی ہو تو زنا زانیہ سے ورنہ
جرم بلکہ بہرلہ زنا کے سے جس میں باہمی رضا منہ کی سے کیجا و قبول ہوتا ہے۔

اسی طرح مولوی محمد احمد علی کی کا صدق ٹکٹ سے مستحق مضمون جس میں حضرتین ہیکل کی کتاب
"ناروق کی صریح گمراہ کن تجزیست" سے استفادہ کیا گیا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے صریحاً قرآنی
کے خلاف اپنے اجتہاد سے کام لے کر یہ فیصلہ کیا ہے اس لئے ہم اس کی کفایت کرتے ہیں فہموت
اور رنج اس پر ہے کہ فہم صحیح سے انسان خود غروم ہو اور طعن و تشیع کا بہت بنائے سنت و فہم
اعظم جیسی شخصیت کو کیا کتاب و سنت و فقہاء و مت کے تباہ کا مدعی ہو جہتہ ؟ اب ہم تو شہ
مجبور ہیں کہ ان حضرات کی تعبیریں آمیز لکھنا رسالت کا پروہ چاک کریں۔ واللہ المستعان

مسکئی قوموں کا عرصہ سے یہ طریقہ رواج ہے کہ مختصر سے مختصر سے عرصہ کے بعد دین و دہ اور
حضرت خاتم النبیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تذلیل کرتے رہتے ہیں ان دنوں جہت
سے معلوم ہوا ہے کہ جب ایچی براؤ ٹنگ نے ایک کتاب لکھی ہے وہی ٹانگ و رائڈ آف ہسٹری کا
اور اس میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مذہبی و ایمانی حیوانیت کے ضمن میں غلام ہیں ان کی
شان اقدس میں اہانت آمیز کوئی تحریر لکھی ہے آج جب کہ اس کی ممانعت کا حقد و ن بدت و جمع ہوا
جا رہا ہے، و امریکہ و روس جیسی حکومتیں بھی مجبور ہوتی جا رہی ہیں کہ مسلمانوں کے دینی احساسات
و معتقدات کی عزت و احترام کر کے ان کو خوش رکھیں اور ان سے دوستانہ روابط و تعلقات قائم کریں
ان حالات میں حکومت برطانیہ کے زیر سایہ مسلمانوں میں تشہ کی زیر آلود تحریریں شائع کرتے رہتے ہیں
یہ دیکھ کر انتہائی رنج و نفوس و دکھ ہوتا ہے، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ برطانیہ کے تدبیر کا ہاسکل ہی
وینڈرل کیسا ہے، حیرت یہ ہے کہ جو حکومت تدبیر و تقبالت مذہبی میں نہایت مشائخ آج اس

اے بے فوہانگی ! مگر حقیقت و منج سے کہ اس قوم کو سب سے دور تیرے دیر بہت ہے
 کو چہ نہیں سکتی ، بہ حال ب حکومت برت نیکہ سببسی فرشتہ کہ اس قوم کے لئے بیکہ کو یکہ
 نیکہ کہ بہت سببسی تمہارے موت سے ، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

۱۔ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْئَاهِهِد یہ نفس و مافاتوں کے زبوں سے نہ ہو گیا کہان ہو
 وہ نفعی صلہ و رسم کبہ کہ ان میں چہ ہو اب وہ اس سے کہیں ۔ ۔ ۔

شروع ۴۴ م ۴۵ م ۴۶ م

دینی مدارس اور پاکستان

حق تعالیٰ شانہ نے محض اپنے فضل و کرم سے مسلمانوں کو اس زمانہ تک اسلام کے حقیقی تقاضے بروئے کار آسکیں، عوام نے دل و جان سے اس مقصد کے پیش قدمی کیں، ہر قسم کی قربانیاں دیں، دنیا پس کیوں، خواہ جس نے بار بار عدان کیا کہ متحدہ ہندوستان میں مسلمانوں کی دینی آزادی کا مستقبل تاریک ہے، ورنہ یہاں یہ امکان ہے کہ اقتصادی و معاشرتی سکون و راحت نصیب ہو سکے، غرض اسلام و کفر و فتنہ یوں کے ماتحت یہ مسکت و جہودیوں آئی اور کروڑوں مسلمانوں نے ہندوستان سے ہجرت کر کے مسکت کو آباد کیا، ہندوستان نے ابتداء میں بہت کچھ ایثار سے کام لیا اپنی تجارتیں، ورائڈسٹریز اور دیگر ذرائع معیشت اسباب راحت و سکون کو خیر باد کہا، اپنی عبادت گاہیں، مسجدیں اور دینی درس گاہیں چھوڑ دیں، علمی ادارے چھوڑے، نشر و شاعت کے مرکز کو الوداع کہا۔

حق تعالیٰ شانہ نے ترک وطن کرنے والوں پر احسان فرمایا ان کو وہاں سے بہترین منافع و کارخانے عطا فرمائے، ان کے ارباب خیر و صلاح نے مسجدیں بنوائیں تاکہ عوام ان کو آباد کریں، علماء امت کو توفیق عطا فرمائی کہ ہندوستان میں چھوڑی ہوئی دینی درس گاہوں کے بجائے یہاں متبادل دینی و علمی مرکز بڑے بڑے دارالعلوم و جامعات اور تنظیم القرآن کے مدارس جاری کئے گئے، تشکات دین کے لئے دینی مراکز قائم کئے، مشتاقان علم نبوت کے لئے علمی چٹے جاری ہوئے، کتب خانے اور مطبع قائم کئے، علمی و دینی کتابوں کے نبارک گئے، علوم و معارف کے ذخائر تیار ہو گئے، لغزین سندھ کے صحراؤں میں علم و معرفت کے چٹے پھوٹ پڑے، پنجاب کی وادیوں میں علم و دین کی بہار آگئی، یہ سب کچھ ان غریب مسلمانوں نے کیا جو اپنا مال و متاع لٹا کر یہاں آئے تھے، اگر ممبئی، کاتھیاواڑ اور گجرات و برصغیر مسلمان تاجر یہاں نہ پہنچتے تو یہ کارخانے انڈسٹریاں نظر نہ آتیں اور اگر رب علم و دیندہ صاحب ثروت کا طبقہ یہاں نہ پہنچتا تو یہ مدارس و معابد یہاں نہ ہوتے، ان دیندار اور ارباب خیر مسلمانوں کی وجہ سے آج کراچی میں دو ہزار مسجدیں جدید تعمیر ہوئیں جن میں بسی

مسجد بھی میں جن ہر دس دس لکھ روپیہ خرچ ہوا، گریہ بل بل نہ ہوتے تو اس مغربی پاکستان میں چھوٹے بڑے ایک ہزار مدرسے نہ ہوتے بلاشبہ پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی ہی دینی مدرسوں و تعلیم کا ہیں، پاکستان کی روح بھی مسجدیں اور دینی ادارے ہیں اگر آج مسلمان پاکستان کی توجہات و کوششیں نہ ہوتیں تو دین کا وہی تشر ہوتا جو اسپین میں ہوا۔

دینی مدارس کو حکومت کی تحویل میں لینے کا منصوبہ

نہ اترتے کہ کراچی جیسے عظیم شہر میں کتنی مسجدیں رہا ہے حکومت نے بنائیں، کتنی دینی درسگاہیں ہیں جن کو حکومت نے تعمیر کرایا نہ صرف دینی درسگاہیں بلکہ دنیوی تعلیم گاہیں بھی مسلمانوں کی کوششوں کی رہنمائی ہیں کیا حکومت کے قائم کردہ اسکول و مکاتب مسلمان بچوں کی تربیت کے لئے کافی ہو سکتے ہیں؟ حقیقت تو یہ ہے کہ پاکستان کی دنیوی حیات جس طرح مسلمان ارباب تجارت کی سعی و کوشش کا اثر ہے، ٹھیک اسی طرح پاکستان کا دینی و علمی نظام ارباب دین اور ارباب فکر کی کوششوں کا نتیجہ ہے، اگر حکومت پاکستان کا میزانیہ ان کارخانے والوں کا مرہون منت ہے جو ان کے ٹیکسوں کے ذریعہ پورا ہوتا ہے تو ٹھیک اسی طرح پاکستان کا دینی و علمی وقار ان علماء و مرست کی مساعی و جہد کا نتیجہ ہے جو لبرلیوں پر بیٹھ کر معمولی مشاہروں قوت و ثبوت پر گزارہ کر کے اس نظام دین کو برقرار رکھے ہوئے ہیں۔

یہ نہیں ہے کہ ان ارباب علم میں کچھ لوگ ایسے بھی شامل ہو گئے ہوں جن کے مقاصد بلند نہ ہوں، خدا ص میں کمی ہو، دنیاوی اغراض ان کا مطلق نظر ہوں، لیکن ان کی وجہ سے اس پورے علمی و دینی نظام کو منتشر کرنے کی تدبیر کرنا کہاں کی دانشمندی ہے؟ اس میں شک نہیں کہ اس قماش کے لوگ آخرت کے ثواب سے محروم اور دنیاوی اعزاز و احترام سے بھی دامن ہوں گے اور اس کے لئے ہی سزا کافی ہے لیکن ان کے اوسے بھی خالی از نفع نہیں ہیں، اگرچہ ہر خانے دار رشوت دے دے کر صنعت کے نظام میں فساد پیدا کر دیں تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مہار صنعت و حرفت کا نظام ناقص و رتبہ سودہ ہے۔

آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ جن اسکولوں، کالجوں اور علمی اداروں کو حکومت نے قومی کر

اپنی تحویل میں لے لیا ہے ان کا کیا حشر ہوا؟ کیا وہ سابقہ معیار قمار و سکار کا پتہ نہیں لے سکتے؟ حکومت نے اپنی تحویل میں لیا کیا ان کی آمدنی و رپیڈ اور کار کا دارن قمار و سکار کا نتیجہ یہ ہوا کہ پیداوار میں خسارہ رہا اور حکومت مہجور ہو گئی ہے کہ نئے ٹیکس لگ کر اپنے مین انڈیا کو پورا کرنے کی تدبیر کرے، انا اللہ۔

کبھی کبھی یہ آواز سنائی دیتی ہے کہ دینی مدارس حکومت اپنی تحویل میں لینا چاہتی ہے کیا حکومت کو اپنے سابقہ تجربات سے یہ عبرت نہیں ملتی کہ ان پوریشنوں کو اپنی دولت پر چھوڑ دو اور ان کو نہ چھڑو ورنہ اس کے نتائج جہاں پاکستان کے حق میں تباہ کن ہوں گے وہ حکمرانوں کے حق میں بھی نہایت ہی مضر ثابت ہوں گے، فواحش منکرات کے روز منوں تباہ کن سیلاب کے راستہ میں اگر کچھ روٹے ہیں تو یہی ٹوٹے پھوٹے مدرستہ ہیں جن کے ذریعہ ملک کے اندر و باہر دینی وقار قائم ہے نہایت ہے کہ یہ پوریشنیں جن کی زندگیوں کی خدمت کے لئے وقف ہیں وہ ان دینی درسگاہوں کی حفاظت کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

حال ہی میں متان میں دیوبندی بریلوی، اہل حدیث برکتی فکر کے ارباب مدارس میں علم کا غنیمت اجتماع ہوا اور سب ہی نے یہ متفقہ فیصلہ کیا کہ ان دینی مدارس کی یہ قیمت پر حفاظت کی جائے گی ورنہ خواستہ بہاب حکومت نے ناقابل مذہب ایشیاء قدم اٹھایا تو اس کی مزاحمت کی جائے گی اگرچہ ہمیں اطمینان ہے کہ حکومت اپنی سیاسی بصیرت کے پیش نظر ایسا اقدام ہرگز نہ کرے گی۔ متفقہ قرار داد کا متن حسب ذیل ہے۔

۱۔ جس پورٹ و ٹوک کے ساتھ اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ اس غیر اسلامی و غیر جمہوری قدم کے نسل محرک سوشلسٹ عناصر ہیں جو یہ چاہتے ہیں کہ دینی مدارس کو اپنی تحویل میں لے کر دینی اقدار اور اسلامی روایات کو ختم کیا جائے۔
۲۔ خدا خواستہ ایسا قدم اٹھایا گیا تو ملت اسلامیہ کسی صورت میں مستکہ میاب نہیں ہونے دے گی اور دینی مدارس کے تقدس، آزادی، وقار اور شاندار روایات کو محفوظ رکھنے کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کرے گی۔ ملک کے تمام دینی اداروں

آیا و اس کا بجائے ویربادی کے سوا کچھ کچھ نہیں ہوا، صرف وزارت مور مذہبی و وزارت حج و اوقاف قائم کرنے سے یہ حکمت صحیح معنوں میں سدھی نکلت نہیں بن سکتی، یہی تک کہ اول سے آخر تک تمام نظام سدھی نہ ہوا اور حق تعالیٰ کی مامیت کا قدم قدم پر نہ ہو، مگر یہ عدویہ کا پور نظام کتاب و سنت پر مبنی نہ ہو، اس ملک کی قسمت پر سوئے سدھی کی قبائے اور کوئی چیز اس نہیں ہو سکتی، سوشلزم یا کمیونزم یا چینی زمر کے جو خوب حق ہمارے حکمران دیکھ رہے ہیں وہ سب بتائی ویربادی کے خطرناک راستے ہیں، دین سے پیٹے کتابیں دنیا کی بتائیں ہے، بار بار بینات کے صفحات میں جھگڑتے رہتے ہیں اور حق پر ممانعت ممانعت کہ دینا چاہتے ہیں کہ سدھی مدرسے کو ختم کر کے اس کے مدرسے کو مہیٹ دینی، یا سن میں تبدیلی کرنے کا شتر کی وقادینی منسوب ہے جو اس ملک کے لئے بتائی ویربادی کا موجب ہے، اس قدر حق اس ملک پر رحم فرمائے ورنہ ہمارے حکمرانوں کو صحیح فہم و عارفانہ و اس بتائیں زندگی سے تھیں نجات ملنا فرمائے، آمین۔

یہ سطوریں لکھ چکا تھا کہ اخبار جنگ مورخہ فروری ۱۹۵۵ء میں سدھی کی خبر شائع ہوئی کہ حکومت مذہبی اداروں کو توڑیں اس لئے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی، بندہ حکومت مذہبی اداروں کے حسابات کی پڑتال کرے گی۔

بہت اہم کوئی مسئلہ نہیں کہ حکومت اس مرنے والی ریاست کے لئے بھی خراب ہو رہی ہے یا نہیں تاہم اس سلسلہ میں یہ گزارشیں جواز ہوئی کہ اس ملک میں مدرسے عریضہ و محاسب کی جو بہ دہی کے قیام کے برابر رہتے ہیں، انہیں خود محاسب سے کہہ کر ان کے مابین سے دربار میں آمد و سرکار کا حساب رہنا ہوگا۔

یہ سطور لکھتے وقت کہ جب تک اس ملک کے لوگ اس حساب پر میدان ہونہ ریت دنیا کے دیکھ سکتے دیانت و امانت کا معیار بن کر رہنا ممکن ہے، آج کے مہنگے دن جن کے حساب کی پرتا حکومت کرتی ہے کہ ان میں نہیں بھی ہوتے ہیں، بددبائی بھی ہوتی ہے، کچھ بھی ہوتے ہیں ورنہ شہر و دیہاتوں کے لئے چھوڑوں کے لئے اسے اسے طریقے کیا درکار ہیں کہ قانون کی کسی برائی سے برائی طاقت و زور دین سے بھی ان کو نہیں دیکھا جاسکتا، کیا

بہ مدرسہ عربیہ میں اسی تجربہ کو دوبہرایا جائے گا : مدرسہ عربیہ کا حساب کوئی نہیں چیز نہیں ۔
ایک کھلی کتاب ہے جسے حکومت ہی نہیں بلکہ برادری و اعلیٰ مسلمان جیب بہت بعد شوق دیکھ سکتا ہے ۔
” آں کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ پاک “

لیکن مسلمانوں کے وہ اوقاف اور مساجد جو حکومت کے قبضہ میں آئے ہیں ان کے بارے
میں بھی حکومت نے کبھی قوم کو بتایا کہ ان کا کیا حشر ہے ؟ ان کی آمدن کی مصارف پر خرچہ ہو رہی
ہے ؟ صرف سندھ کے اوقاف کی قیمتیں لاکھ ساڑھے آٹھ لاکھ لیا جاتا ہے ؟ اور حکومت اسے
کس مصارف پر خرچ کر رہی ہے ؟ اصل مقصد پر کتنا صرف ہوتا ہے اور کتنا کچھ زبانی جمع خرچ اور
دفتری نظام کے دیوتا کی نذر ہوتا ہے ؟ ان مساجد کا کیا حال ہے جو آج کل حکومت کے نسل عانت
میں ہیں ، یہ حال اگر حکومت مدرسہ عربیہ کے حسابات کا جائزہ لینا چاہتی ہے تو جسہ شوق سنی
تسل فرمائے ، چہ مارو شن ۔ دل داشت دہر عام احساس یہ ہے کہ بعض ارباب روشن جن کے
نزدیک دین فرسودگی کا ماتم ہے وہ دینی مراکز کو حکومت کی لوندی بنا کر اس ملک سے دین و ایمان
کو ہمارے نکل دینا چاہتے ہیں خواہر ہے کہ یہ تاثر اس بے چین ملک کے لئے مزید بے چینی کا باعث
ہوگا ۔ مدرسہ عربیہ کسی حکومت کے لئے خطرہ نہیں ، البتہ دینی عناصر دہلیں میں سوشلسٹ اور
قادیانی شامل ہیں ، ان کے لئے ہر وقت خطرہ ہیں اور کسی خطرہ کو مانتے کے لئے یہ لوگ دینی مدرسہ
و قومیت کے لئے ہیں ۔

۵۔ طلبہ کو اخلاقی نگرانی بہت شدید ہونی چاہیے، سد می تعلیم و روحانی وضع میں کوئی مداخلت برداشت نہیں کی جاسکتی بلکہ غیبی معنوی کو برداشت کیا جائے اور ذہنی استعداد آزاد کو نہ رکھا جائے، مدرسہ میں قواعد و ضوابط ایسے ہوں کہ نماز کی پابندی اور لباس و پوشاک میں علمی وضع کی مخالفت ملحوظ نہ ہو۔

۶۔ مسابقت کے امتحانات مقرر ہوں، نیز ہر سہ ماہی ششماہی امتحانات میں طلبہ کی علمی کامیابی پر وظیفہ دینا چاہیے۔

۷۔ ہر سال امتحانات میں ایک پرچہ امتحان کا محض عام استعداد و قابلیت کا رکن پائے جس کا کسی خاص کتاب سے تعلق نہ ہو، اس میں درجہ کی بنیاد ضروری ہے۔

۸۔ عربی بولنے کی قابلیت مقاصد میں شامل کرنی چاہیے تین سال کے بعد تہریس کی زبان عربی ہونا چاہیے۔

۹۔ عربی ادب پر خاص معیار سے توجہ دینی ہوگی، تقریر و تحریر کی تربیت دی جائے، و رسائل کے لئے بہت تفصیل طلب اور ترجمہ تہذیبات کی حیثیت ہے جو بعد میں عرض کروں گا۔

۱۰۔ ہر زمانہ کا ایک فن ہوتا ہے اس زمانہ کا مخصوص فن تاریخ و ادب ہے اس پر توجہ زیادہ کرنی ہوگی۔

۱۱۔ قرآن کریم کا ترجمہ ابتدائے شروع کرنا چاہیے و تین چار سال میں ختم کرنا چاہیے، بغیر کسی تفسیر کے محض ترجمہ ابتداء زیر و کس ہونا چاہیے اور قابلیت بڑھانے کے لئے مخصوص جزر و سورتوں کا انتخاب کرنا چاہیے اور لغوی و ادبی تحقیق کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔

۱۲۔ صبر کے مرتبہ کے لئے ایک دار میں سے مخصوص ہو، ان کے لئے مفید کتابیں و عربی بیانات و جرائد رکھنے چاہئیں۔

۱۳۔ مدرسہ کے سامانہ بحث میں ایک قریب مستحسن سلسلہ صدوح نصاب اور تجدید کتب غیہ کرنا ضروری ہو، یہ اس لئے کہ نصاب کی مشکلات میں سب سے زیادہ مشکل مرحلہ ہمارے غریب و ارس کے لئے قلت سرمایہ کا ہے۔

۱۴۔ تین نصابوں کی ضرورت ہے۔

ن ایک سال نصاب میں فقہ، قرآن و حدیث، تاریخ، لغت و نحو، معانی، ادب،
مقامہ اور فرض شامل ہوں تاکہ ہوشیاری و توجہ و تامل سے علم بنانا چاہتا ہو
وہ علم حاصل کر سکے، تعلیم و تدریس کو پیشہ نہیں بنانا چاہتا ہو بلکہ تجارت وغیرہ میں زندگی
بسر کرنا چاہتا ہو۔

ب۔ مدرس عام ہفتہ کے لئے نصاب زیادہ سے زیادہ ہشت سال ہو۔

ج۔ ایسے نصاب درجہ تکمیل کا ہے ایک سال کا اور دو سال کا اس میں مفتی محدث، دیب
مورخ وغیرہ اسی قسم کے چند شعبے ہوں۔

د۔ اصل یہ ہے کہ نصاب مواد کوئی بھی ہو لیکن اگر تلمیذ کی حالت و احوال سے
چنے چل سکیں گے۔

حصہ میں تکیہ سواد و کوشش نہیں کرنی چاہیے بلکہ معیار انتخاب کے مطابق کوشش کرنی
چاہیے۔ چاہے جتنے بھی کم ہوں جو حصہ ذہین و توفیق اور مستعد ہوں، ان کی ترتیب و تدریس و ترقی
سے مختلف و جوہر و پیش قدمی ہوگا، مثلاً خصوصاً و فیض جاری کرنا درجہ تکمیل میں
جانے کی ترتیب دینا بلکہ درجہ تکمیل میں باتا غدا ایسا و تفسیر دیا جائے جو ضروریات زندگی کے
سے نکالت کرے۔ ایک نمونہ جو مدرسہ تعلیم میں ضروری ہے۔ ست کتب چھوٹی کتاب دہی جاسے،
بتدائی کتابیں قبل اساتذہ کے پاس ہوں، مثلاً ہر برس، استاد کو ایک چھوٹی کتاب دہی جاسے،
اس میں تین کا قندہ ہوگا، حدیث کو چار کا، سنا زست استفادہ کا موقع سے کا اور مدرس کا
ہر ہفتہ دو جات کا، بجائے ایک بڑی کتاب ہوگی جس میں اساتذہ و شاگرد
نہیں کرنی پڑے گی، درجہ مدرس نصاب ہوگا تو یہ سوں پیدا نہیں ہو سکتا۔ بڑی کتابیں پڑھتے
و۔ چھوٹی کتابیں پڑھنا اپنی توفیق سے۔

نصاب کے بارے میں ایک چیز قابل غور ہے کہ موجودہ نصاب میں سو سے چند کتابوں
کے کوئی ایسی کتاب نہیں جس سے بہتر قدماء کی عمدہ تالیفات نکل سکتی ہوں۔

نصاب کی ترمیم میں یہ بات پیش نظر کہ نصاب ضروری ہے کہ کتابیں سنی و نقل و کتب ہوں
جن میں کتاب کی مفتی پیشیں کم ہوں و درجہ تکمیل کے نصاب کے مت سب بیان کرنے میں وقت زیادہ

نہ ہونے پر مشورہ کرنا۔ یہ ہے کہ اندر کے خرچ کو بیرونی خرچ کہہ دیا جائے اور وقت کی
 زیادہ رہا۔ تمام وقت پر خرچ ہو کر زیادہ رہا۔ اور یہ کہ وہ وقت کے خرچ سے
 کبھی حاصل نہیں ہو سکتی، زیادہ تر خرچہ میں کہ ہونے پر بیرونی خرچہ مقصد و مسائل میں
 نثرات حاصل ہوں، اگرچہ جزئیات کا سہارا نہ ہو سکے۔ بعض مقبول و پسندیدہ خرچہ
 مسائل زیادہ بہ کمال ہیں۔ اس میں وقت اور وہ زیادہ تر وقت سے زیادہ شہوت و
 تقویت و بیادیت کا وہ اصل نصاب ہونا چاہیے جس میں مشغول نہیں رہتے کہ اس کی توجہ
 بھی نہیں کیونکہ اس کے لئے بہت مل جاتا ہے۔ یہاں پر رسول فی حدیث ہیں کہ
 رہنے کے علم، ذہنی و فنی مسائل میں تیار کرنے میں یہ چیزیں مسائل میں آسانی سے
 کی جا سکتی ہیں۔

یہ چند باتیں ہیں جن وقت کے خرچہ میں نہایت سے تجویز و رہنما کیے جاتے ہیں۔
 ہوں، امید ہے کہ ان کی بھی فہمیت ہو۔ وہ سید محمد خاں

نہ خرچہ

مدرس کی توجہ اور صلاحیت کے لئے اسے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو رباب مدرس کے لئے
وسیلہ عبرت و نصیحت اور توجہ بنائے آمین۔

مکتوب مبارک

مدرس کے روز افزوں نعمت طیبہ کی دین سے بے رغبتی و بے توجہی دروغیت میں شتمان کے
متعلق کئی سال سے میرے ذہن میں یہ ہے کہ مدرس میں ذکر اللہ کی بہت کمی ہوتی جا رہی ہے جبکہ قریباً سلسلہ
مدرس ہی ہو چکا ہے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ بعض میں تو اس زمانے سے تنفس کی صورت دیکھتا ہوں جو میرے
نزدیک بہت خطرناک ہے۔ ہندوستان کے مشہور مدارس دارالعلوم، مفتی برعلوم، شاہی مسجد، دارالافتاء
کی ابتداء جن کا برتن کی تختی و سلوک کے بھی امام زمانہ تھے۔ ان کی برکات سے یہ مدرس ساری فائز و ناز
کے باوجود اب تک چل رہے ہیں۔

اس مضمون کو کئی سال سے اہل مدرس، مفتیین اور اکابرین کی خدمت میں تقییر و تحریر کرتا رہا
کہتا رہا ہوں میرے خیال یہ ہے کہ آپ جیسے حضرات اس کی طرف توجہ فرمادیں تو زیادہ موثر و مرضیہ ہو گا۔ ہند
العلوم میں تو میں کسی درجہ میں اپنے ارادہ میں کامیاب ہوں اور دارالعلوم کے متعلق جناب الحاج مولانا
محمد طیب صاحب سے عرض کر چکا ہوں اور بھی پیش سے تعلق رکھنے والے اہل مدرسہ میں کثرت ہے ہوں
روز افزوں نعمتوں سے مدرس کے بچے کے لئے غم و غری ہے کہ مدرس میں ذکر اللہ کی افتادگی کم کی جاتی ہے۔ ضرور
نعمت و رتبا ہی دیر بادی سے حفاظت کی تہذیب و راستہ کی کثرت ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا نام سینہ و ادا کوئی ضربت
تو دنیا ختم ہو جانے کی جیسے صدقوں کے پاک نام میں اتنی قوت ہے کہ ساری دنیا کا وجود اس سے قائم ہے تو
مدرس کا وجود تو ساری دنیا کے مقابلہ میں دریا کے مقابلہ میں ایک قطرہ بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے پاک نام کو
کی بقا و تحفظ میں جتنی دخل ہو گا کافی ہے۔

کہہ کر کے زمانہ میں ہمارے ان جملہ مدارس میں صحابہ نسبت اور ذکرین کی جتنی کثرت رہی ہے وہ آپ
سے بھی معنی نہیں و راب اس میں جتنی کمی ہو گئی ہے وہ بھی غلط ہے جبکہ اگر یوں کہوں کہ اس پاک نام کے فائز
حیوں اور بہانوں سے مدرس میں دخل ہوتے جا رہے ہیں تو میرے تجربہ میں تو غلط نہیں اس لئے میری تمنا
ہے کہ ہر مدرسہ میں کچھ ذکرین کی قلمدانہ و رہبر کرے۔

طیبہ کے ذکر کرنے کے توجہ سے کہہ رہی ہوں کہ میں بھی موافق نہیں لیکن منتہی طیبہ

فروع تحصیل یا پشت یا پشت کا برین سے تعلق رکھنے والے ذکرین کی کچھ مقدار مدرسہ میں رہ کر اور مدرسہ ان کے قیام کا کوئی انتظام کر دیا کرے مدرسہ پر علم کا بار ڈالنا تو مجھے بھی گوارا نہیں، ہمارے قیام کا انتظام تو مدرسہ کے اکابر میں سے کوئی شخص ایک یا دو اپنے ذمہ لے لے یا ہر مرتبہ منسل دوستوں میں سے کسی کو متوجہ کر کے ایک ایک ذکر کرنے والے کا کھانا کسی کے حوالہ کر دیا جائے جیسا کہ ابتداء میں مدارس کے طلبہ کا انتظام سنی راج ہوتا تھا البتہ اہل مدارس ان کے قیام کی کوئی صورت اپنی ذمہ لے لیں جو مدرسہ ہی میں ہو اور ذکر کے سٹے کوئی ایسی مناسب جگہ تشکیل کریں کہ دوسرے طلبہ کا کوئی حرج نہ ہو نہ سوتے والوں کا نہ مطالعہ کرنے والوں کا۔ جب تک اس ناکارہ کا قیام سہارن پور میں رہا تو ایسے لوگ بکثرت رہتے تھے جو میرے مہمان ہو کر ان کے کھانے پینے کا انتظام تو میرے ذمہ تھا لیکن قیام اہل مدرسہ کی جانب سے مدرسہ کے مہمان خانہ میں ہوتا تھا درود بدلتے سہرتے رہتے تھے، صبح کی نماز کے بعد میسے مکان پر ان کے ذکر کا سلسلہ ایک گھنٹہ تک بغور رہتا تھا درمیری غیبت کے زمانہ میں بھی سنتا ہوں کہ عزیز بھائی کی کوشش سے ذکرین کی وہ مقدار اگرچہ نہ ہو مگر ۲۰-۳۵ کی مقدار روزانہ ہو جاتی ہے، میرے زمانہ میں تو سو، سو اسو تک پہنچ جاتی تھی اور جمعہ کے دن عصر کے بعد مدرسہ کی مسجد میں تو دو سو سے زیادہ کی مقدار ہو جاتی تھی اور غیبت کے زمانہ میں بھی سنتا ہوں کہ ۵۰-۱۰۰ کی تعداد عصر کے بعد ہو جاتی ہے، ان میں باہر کے مہمان جو ہوتے ہیں درودس بار و تک تو اکثر ہو ہی جاتے ہیں، عزیز موی نعیر الدین سلمہ اللہ تعالیٰ اس کو بہت جزائے خیر دے، ان لوگوں کے کمنے کا انتظام میرے کتب خانہ سے کرتے رہتے ہیں اسی طرح میری مناسب کہ ہر مدرسہ میں دو چار ذکرین ضرور مسلسل رہیں کہ داخل اور خارجی فتنوں سے بہت امن کی امید ہے ورنہ مدارس میں جو داخلی و خارجی فتنے بڑھتے جا رہے ہیں اکابر کے زمانہ سے جتنا بُرہ ہوتا جائے گا اس میں اضافہ ہی ہوگا۔

اس ناکارہ کو نہ تحریر کی عادت نہ تقریر کی آپ جیسے یا مفتی محمد شفیع صاحب جیسا کوئی شخص میرے اس مافی الخیر کو زیادہ و مناسحت سے لکھتا تو شاید اہل مدرسہ پر اس مضمون کی اہمیت زیادہ روشن ہوتی۔ اس ناکارہ کے رسالہ فضائل ذکر میں حافظ ابن قیم کی کتاب لوہی السیب سے ذکر کے سوسے قریب فوائد منسلک ہیں جن میں شیخین سے حفاظت کی بہت سی وجوہ ذکر کی گئی ہیں، شیخین نے بھی سارے فتنوں و فساد کی جڑیں فضائل ذکر سے یہ مضمون اگر جناب سن ہیں تو میرے مضمون بار کی تقویت ہو گی، اس کے بعد میرے مضمون تو اس قابل نہیں جو اہل مدرسہ پر یہ کچھ اثر انداز ہو سکے، آپ میری درخواست

جامعۃ العلوم الاسلامیہ میں التخصص فی الفقہ الاسلامی کا اجراء

علومِ شراہ شرعیہ ہوں یا عقلیہ، دینیہ ہوں یا دنیویہ، ان کی وسعت و بڑائی میں معلوم ہو سکتی ہے ایک طرف تو یہ صورتِ حال: دوسری طرف مباح کی آسانی پسندی اور جفاکشی و ممانعت کرنا۔ پھر جدید دنیا کے تمدن کی وجہ سے کیسوں کی خاطر ناممکن، اس لئے موجودہ صورتِ حال کے پیش نظر کسی شخص کا تمام علوم میں متبحر و وسیع النظر ہونا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ پھر اس پر مستزاد اذواق کا اختلاف، کسی کو حدیث سے مناسبت، کسی کو فقہ سے ذوق، کسی کو معنویت سے دل چسپی، کسی کو دینی علوم سے لگاؤ اور تفاوت عقول اور ادراک و فہم کے یہ ارک کا ختم نہ ہو ضروری ہے۔ قدامتِ امت میں بھی علوم کے متخصصین ہوتے تھے، سیویہ اگر بیت ہیں، بیتِ ترقی و اصول میں طفلِ مکتب، عبدالقادر جیلانی اگر جماعت کا امام بنے تو علومِ حدیث میں ممتاز۔ بہت کم افراد ایسے ملتے ہیں جو ہر علم میں امامت کے درجہ پر فائز ہوں، ان وجوہ کے پیش نظر ۶ حصہ سے یہ آرزو رکھتی تھی کہ ضروری علوم کے بعد یہ ضروری ہے کہ مختلف فنون میں تخصص کے درجات جاری کئے جائیں، چنانچہ دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈوالہار کے سابقہ مابینا مزدخوۃ تھی میں آج سے اٹھارہ سال قبل اس کی تفصیل و سن کی تھی، خوشی ہے کہ وہ صد البصوات ثابت نہیں ہوئی اور جامعہ اسلامیہ عباسیہ بہاول پور میں جو محکمہ اوقاف کی جامعہ ہے، ان تخصصات کے جاری کرنے کا اعلان کر دیا گیا تھا لیکن سائنس و صوبہ کے فقہاء انتہائی دھڑلے میں مصیبت کا قلم نہیں ہوسکا، چار سال سے مدرسہ عربیہ اسلامیہ میں التخصص فی الحدیث کا اجراء ہو چکا ہے اور الحمد للہ کہ توقع سے باہر اس کے ثمرات ظاہر ہو رہے ہیں، دو سال سے، تخصص فی فقہ الاسلامی کے اجراء کا ارادہ ہوتا رہا لیکن جس انداز سے کام کرنا پیش نظر تھا اس کے لئے کوئی متخصص فی الفقہ عالم فارغ نہ تھا جس کی نگرانی میں کام کیا جائے۔ اس سال سابق سائنس میں مورث مفتی ولی حسن صاحب نوکی کی نگرانی و تربیت میں اس شعبہ کے جرائد کا فیصلہ سائنس کے حیسبہ شوری میں ہو چکا تھا۔ اس کے بعد مابینا دارالعلوم کراچی، ابدیہ میں یہ خوشخبری بھی پڑھنی کہ حضرت مفتی مولانا محمد شعیب صاحب کی نگرانی میں دارالعلوم کراچی میں یہ شعبہ جاری ہو رہا۔

ہے، ہم زرد فرزند بہت اچھا ہوا، خدا کرے کہ بقیہ ارباب مدارس علیہ دینیہ کو بھی توجہ ہو اور وہ
 بھی اپنی استعداد کے مطابق یہ سلسلہ جاری کریں، التحفہ فی الفقہ کے لئے اسی معیار پر داخلہ
 ہوگا جس پر التحفہ فی الحدیث کے لئے ہوتا ہے مدت دو سال، وظیفہ ماہانہ ۶۰ روپے، کام
 مہندہ کرنا ضروری ہوگا کتب فقہ اصول فقہ اور اس کے متعلقات کا مطالعہ کرایا ملے گا جو کم نہ
 ہو جس بڑے صنعتی ہوگا، مقالات لکھوائے جائیں گے، فقہاء و افتاء کی مرہن کرنی چاہیے، بہت مستعد
 قریب یاد رکھائے جائیں گے اس کی تفسیرات و بیانات کے کسی آئندہ شمارے میں پیش کی جائیں
 گی، انشاء اللہ داخلہ، سوال سے ہوگا۔

رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ

و در میان مردمی که تا پیش واپس از او را در
 در میان مردمی که تا پیش واپس از او را در
 و در میان مردمی که تا پیش واپس از او را در
 و در میان مردمی که تا پیش واپس از او را در
 و در میان مردمی که تا پیش واپس از او را در
 و در میان مردمی که تا پیش واپس از او را در

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على من لا نبي بعده

تہذیب و تمدن کے ارتقاء پر نور و فضل ہو۔

دربار میں وکیل بن کر اس کو عدالت میں دلی سلیوب کی تھی۔
اس کی پہلی جہت میں وہ وکیل ہارکس دیو جی تھے۔

[illegible][illegible]

[illegible]

گذشتہ نصف صدی میں اس قسم کے متعدد تجربات نامہ ماثبات ہو چکے ہیں۔ سب سے پہلے
 شہلی مرحوم نے ندوۃ العلماء، مکتبہ نویں میں تجربہ کا آغاز کیا۔ اس کے بعد علامہ عبد اللہ فیاض نے مدرسہ
 الہیات کا پتہ میں اسی راہ کو اختیار کیا، جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن میں تمام دکن کی مہارتی میں
 اسی مقصد کے حصول کے لئے قائم ہوا۔ مردہ زین جامعہ ملت اسلامیہ دہلی میں کامیاب ہو کر
 شیخ الہند سے مدد کے مقصد میں ہاتھوں سے رکھا گیا تھا اسی مقصد کے لئے قائم ہو جو بعد میں
 میں یہی تجربہ کیا گیا لیکن یہ تمام تجزیہ نامہ ماثبات ہوئے اور ان درس گاہوں میں اس تجربہ کا
 نتیجہ سے نمایاں ایک جانب کے بھی تجربہ کا رپہ پیدائ ہو سکے۔

بندوبستوں و فاقہ میں العیب کا یہ جس میں کسی ایسے نصاب تعلیم کو منیہ نہیں ہوتا۔
 اس کی تائید کر سکتا ہے جو دونوں نصابوں کو ملحوظ کر کے مرتب کیا گیا ہو۔

البتہ وفاق المدارس محکمہ وقاف و رجوعہ مدبرہ ہواں پر کو یہ ضروری مشورہ دینا پڑتا ہے
 سمجھنا ہے کہ وہ وفاق المدارس کے زیر سرپرستی مذکورہ ذیل دو قسم کی درس گاہیں قائم کرے۔
 نمبر ۱۔ وہ شعبہ جس میں علوم عامہ یہ ورائے گریزی زبان کا سہ سالہ فذقہ نصاب پڑھایا جائے۔
 نمبر ۲۔ وہ شعبہ جس میں علوم دینیہ کا سہ سالہ مختصر نصاب پڑھایا جائے، آزاد عربی درس گاہوں کے
 فارغ التحصیل طلبہ بھی قسم کی درس گاہوں میں داخل ہو کر لبقہ ضرورت عامہ میں علوم عربیہ درس گاہوں
 کے فضاں کر سکیں (دوسری قسم کی درس گاہوں میں داخل ہو کر لبقہ ضرورت عربی اور دینی ضرورت
 پورہ اندوز ہوں۔

وفاق المدارس کے اس جس کی نظر میں اس طرح دونوں نصابوں کے فضاں کر سکتے ہیں
 حقیقی ضرورت کی تکمیل، ورتار و استقامت کا باعث بن سکیں گے۔ انشاء اللہ العزیز و سرمد
 یکم یادوی شائینہ رحمہم معاف۔

نچے میں ہے کہ حکمرانوں کے نام، علی ورجہاب حدیث صاحب وفاق مدارس کی اس قرار
 اور میری نذرشات پر خصوصی توجہ فرمائیں گے اور اپنی رائے سے عمل کریں گے۔

مدارس دینیہ اور مدارس عامہ کے نصاب تعلیم کا تقابل

چند دن ہونے کے بعد مقامی روزنامے میں ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں
نصاب تعلیم انہماک میں تھا کہ موجودہ مدارس اسلامیہ دینیہ کا نصاب تعلیم ناقص
ہے اور نصاب تعلیم عامہ کے مقابل کارآمد نہیں ہوتے۔ نہ درست ہے کہ مدارس میں جدید علوم اور انگریزی
زبان میں بہت کم توجہ ملے تاکہ وہ کاری دنیاوی میں یہ فارغ التحصیل نہ تیار ہو کر سکیں۔
ورنہ یہ بیکار کس کام کے ہیں۔

ہمیں نیت پر شبہ کرنے کی حاجت نہیں ہے۔ ہر خدشہ ہی سے یہ مشورہ دیا گیا ہو گا
اور دل سوزی ہے کہ مسلمانوں کو انہماک کیا ہو گا، لیکن یہ مضمون تاثر یہ ہوا کہ مدارس عربیہ دینیہ
کی تحقیر کی گئی ہے مضمون انکار کا مصلحتاً اپنے کمال کا انہماک ہوا یا ارباب مدارس کی توہین۔
لیکن مجبوری اعتبار سے مضمون غیر بنیادہ نہیں کیا۔

مجھے اس وقت تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں مدارس دینیہ کے نصاب تعلیم
کا مسئلہ نہ درازت موضوع بحث ہے اور ہر صاحب فکر و درویش میں ترمیم کرتا چلا آ رہا ہے
تاکہ اس کی افادیت و نفع ہو۔ ہاں اگر مضمون انکار ارباب مدارس دینیہ کو مشورہ دینے
کے بجائے ارباب مدارس دنیویہ کو مشورہ دیتے کہ ان کے مدارس اور حکومت
کے تعلیمی ادارے سے چونکہ قطعاً اس قیاس میں ہیں کہ مسلمان نسل کی صحیح تربیت کریں ان میں
صرف جدید علوم پر کفایت کی جاتی ہے اس لئے اگر نئی نسل کو مسلمان پرکشتہ تو ان کی
دینی تربیت اور ان کو صحیح مسلمان بنانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ نصاب تعلیم میں
ترمیم کریں اور دینیات اور عربی زبان کی مہارت و ریزی قرار دیں تاکہ جو جدید تعلیم یافتہ
کسی مذہبی ادارے میں پختہ ہو وہ نہ صرف مسلمان ہو بلکہ عالم بھی ہو، صرف علم
انگریزی دان نہ ہو، موجودہ مدارس حکومت کا نصاب تعلیم یکسر فرسودہ ہے، یہ نصاب
جو انگریزی دور کے آثار و عادات سے متعلق رکھتا ہے، اپنی افادیت قطعاً گنوا چکا ہے، اس کا ہم
چند سو دنہ ہر روز درمیان ہزار ہا انسان اور ملک تیار کر رہا ہے اور بس ملک و ملت

[illegible]

تقریریں کریں تو معلوم ہو کہ کیا کہا گیا، غلط بات کا جواب بھی دے سکیں، یہ انگریزی تو ان کے جہل پر نقاب ہے۔ بالکل سچ فرمایا اور ایک حقیقت کا اظہار عجیب انداز سے فرمایا۔

جس وقت وکالت کے لئے انگریزی زبان لازماً پیش کی گئی، ارباب علم تھے کہ بظہور نے اردو میں وکالت کا امتحان دیا جن کے سامنے یہ ایذا کیٹ پرست مردم بھی نہیں مار سکتے تھے۔ یہ تو ملک کی بد نفسی ہے کہ انگریز کے لیکن انگریزیت چھوڑ گئے، اب انگریزی کی محبت دلوں میں سرایت کر گئی اور انگریزی زبان کی محبت کے ساتھ تمام خدافرا مویشی زندگی اور تہذیب و تمدن کے ہیکل جو ایشیہ قوم کی زندگی میں ایسے پیوست ہو گئے کہ اب ان کا لگانا کا رے وارد ہل شہر یہ کہنا درست ہو گا کہ ہمارے عربیہ و ہندیہ کا رخ صرف آخرت کی طرف ہے اور سرکاری مدارس کا رخ دنیا کی طرف ہے لیکن اگر ملک دولت کی خدمت کے لئے اور سرکاری مناصب کے لئے کارکنوں کو تیار کرنے کی غرض سے یہ یہ علوم کی ضرورت ہے تو اس سے کہیں زیادہ آخرت کی نعمتوں کا مستحق ہونے کے لئے قیدہ و بند کی ضرورت ہے، قبل ازیں بینات کے کسی شمارے میں علامہ دین و دنیا کی تقریر پر ایک ایسی ست آموز تحریر آگئی ہے۔

حقیقی علم کیا ہیں؟

درحقیقت علم تو وہ ہیں جن کی بنیاد وحی الہی سے ظہور میں آئی ہے جو نقل و نبات کی پیداوار ہیں یہ سب منافع کے درجہ میں ہیں علم کہ جس کے مستحق ہیں انہیں الہیہ خدمت خالق کے جذبہ سے اگر ان کو اپنا یا جسے تو بائیس رہنا، انہیں ہیں و اس وقت دنیا و آخرت کی تفریق بھی ختم ہو جاتی ہے اگر کوئی شخص انگریزی زبان کو صرف اس لئے سیکھتا ہے کہ یورپ و مکیہ میں جا کر اس کی دعوت و تبلیغ کا کام کرے، تو بدترین، خدا و علم کی زبان علی ترین دین و علم کی خدمت اور رضا الہی کا ذریعہ بن جاتی ہے ورنہ نسل جو سراسر انگریزی زبان میں ماہر ہوتے ہیں اور چند ٹرنٹ فیک کے بھی سیکھ رہے ہیں ان کا ضرور کوہ آسمان سے باقی کر دینے

کتبہ چھتے تمام کتبہ کی ذات والی حالت میں جمع ہو گیا ہے اور
 بعد ازاں دین اور مدارس میں دینیہ کی تعمیر و ترمیم پر آمادہ ہو رہے ہیں، انہیں اس
 سے زیادہ نہیں کہ انہیں ہی غنوں کے پیش نظر مدارس دینیہ کا تناسب بہت ہی کم ہے،
 محتاج بہ رہاں، نتیجتاً زیادہ شدت کیونکہ مدرسے سے ان کا بڑا تعلق ہے، موری
 کے چارے اور انیسے موری ہو رہے ہیں تو مدرسہ دین کو پورے کراچی سے بہت دور ہے
 ہیں، دینی مدارس کے مشیہ غنوں سے کد ایش ہے کہ بعد دین پر تعلق ہیں، ان کے
 مدرسے میں مقیم مبارک ہوں، ہمارے لئے نہ کس اور اپنی نیہ منہ، ہمارے نیہ منہ اور اپنی
 عزت کی فکر کرو، تو ان میں سے بہت دور مدرسہ دینیہ کی تہ دین، ماست و خدمت
 کے فرائض، اس وقت و تبلیغ کی خدمات، فائدہ وار شاد اور محتاج و بہت کے لئے مناسب
 کو پڑ کرنا کیا سہولت کی تو می نہ ورت نہیں ہے، ان دینی مناسب سہولت کے ساتھ
 میں دفتر کے محکموں کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے؟ دینی مدارس کے لئے سہولتیں اس کے
 میں مبتد ہوں تو کیوں؟ دنیا میں تسمیہ کار کا ان سوال سب کو مستند ہے کہ تسمیہ کار کا
 ایک ہی ادارہ نہیں سنبھال سکتا، مثلاً سونہ مدرسے کے لئے ایک نوالت و قیون سے
 لئے ایک اور فوج کے لئے ایک رجال کار کی ضرورت ہوتی ہے، اس سوال کو یہاں ہی
 نظر انداز نہیں کرنا چاہیے، اگر دینی مدرسے کوئی اور کام نہ کریں، صرف دینی مناسب
 کو پڑ کر ہیں تو اس میں اعتراض کی کیا بات ہے، یہ حال ان تعلق کے پیش نظر ہے کہ
 دینی بات کہنا کہ موجودہ مدرسے دینیہ بائبل کے کار و سب مستند ہیں کہ انہیں دینی بات ہے
 جن کا مشاغل ہے کہ واقفیت و تسمیہ ہو یا پھر دینی مدارس سے تعلق و تسمیہ
 کہنے والے کے ذہن میں غالباً یہ ہے کہ انہیں مدرسے کا مقصد ہی دنیا ہے، انہیں وہ
 پتہ کہ دنیا کے مقصد کے حصول کی ہیست ہیں، انہیں تو یہ سب مقصد ہیں، انہیں
 کہہ بھی نہ سکتے سوچتے، سمجھتے کہ انہیں دینی تعلق ہے، انہیں دینی تعلق ہے۔

ایبوم

وفیات

ڈاکٹر شیخ مصطفیٰ سبانی رحمہ اللہ

میں قوموں نے جلیبی ڈائیوں میں شہید شہسنتوں اور پیہم ناکامیوں کے بعد یہ تہیہ کر دیا۔ سو
 کو دنیا سے منانے کے لئے بے مسلمانوں کے مکوں اور قوموں کے بے جانے قلوب و اذہن پر راست
 جملے کے جانیں اور ان اسدیم میں تحریرات کی نئی نئی شکلیں پیدا کی جائیں، گویا قرآن اور
 باطنیہ نے جو بیچ ڈالا تھا اس کی از سر نو آبیاری کر کے اس نرسہ پر لادنیہ کے جدید پودے بار آور گئے
 جانیں کہ مذہبی مخالفت و ردی اعتبار کا ان میں شائبہ تک نہ ہو سکے، اس لئے ضرورت تھی
 کہ عوام اسدیم و رقیم علمی ماخذوں سے واقفیت بہم پہنچا کر علمی تحقیق کے نام سے ان میں
 مقصد کے پیش نظر غیر مسموں طریق پر تشکیک و تلبیس کی جائے اور اس انداز سے کام لیا جائے کہ
 خود مسلمان بھی داد تحقیق دیں اور ان کی بہارت و قابلیت کا سکھ ان کے دلوں پر بیڑہ جائے اور
 علمی و تحقیقی اعتبار سے عرب، مغلوب، ہو جائیں، یہی مستشرقین ہیں اور یہ ان کا استشرقی سہ
 ان کی کوشش و کاوش یہ بھی ہوتی ہے زیر، شریکوں کے مسلمانوں کی جدید نسل کو مختلف دنیوی عز
 و مناصب کے لالچ سے کر ان کو اپنا شمار بنائیں اور اپنی مسموم یا دینی تربیت کے ذریعہ ان کے
 دل و دماغ کو متاثر بنا کر ابتداء تو سنی معتدات و فکر میں شبہات پیدا کریں اور رفتہ رفتہ
 ان کو بے نتیجہ اور بچہ بدعتیہ بنادیں اور اس طرح اسلام سے انتقام لے کر اپنے دلوں کی تسکین کا
 سامان پیدا کریں، اسی سلسلہ کی ایک کڑی سہ، ڈکریٹ، پی، ایک، ڈی، اور تحفہ کی وبا جو کالیوں اور
 یونیورسٹیوں کے پروردہ فتنہ دیو رہے و مریکہ جا کر یہ ذہنی اور فکری غلامی کا حقوق اپنی گردن میں
 ڈالتے ہیں چنانچہ ان کا شکر سہ کہ تمام ممالک سہل سہل سہل کے علماء و بائیں کو ان مکائد کا احساس ہو گیا ہے
 اور اس دجل و فریب کے تارچہ و بکیر سہ کے لئے انہوں نے کام شروع کر دیا ہے اپنی مصالح و دتوں
 میں سے دمشق رشام، کے ایک جیل، اندر عالم الشیخ مصطفیٰ سبانی ہیں جو انفسوس کہ ماہروں تریا،
 راہی و رہتا ہو سکے، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور اپنی خاص رحمت و رضوان سے ان کو
 نوزدے اور درجات عالیہ سے سرفراز فرمائے۔

مردم غلام دینیہ کے جمیع غلام بھی تھے اور دمشق یونیورسٹی میں دل پرو فیٹر تھے، پھر جاپان سفر میں
 گئے تھے، یہ مشن خطیب تھے، یہ تبلیغ ادیب تھے، یہ بابت کی پوری صلاحیتیں اللہ تعالیٰ نے ان کو دی
 تھیں۔ جس سے دل و دماغ کے ہر ایک گوشے، اس شراق و مستشرقین کے فتنوں کے گھٹنے میں متاثر تھے
 اور عمر کا کافی حصہ اس فتنہ کی بیخ کنی میں صرف کیا تھا، "سنہ و صدائے تہذیبی" "تشریح" "اسلامی"
 "ن" کا خصوصی شاہکار ہے، مصر، وریاک و ہند کے جدید تعلیم یافتہ تھے، ان کے پاس میں بھی
 مدرس ہیں بکروں تو یہ بات کچھ سنجیدگی سے نہیں کر رہے ہیں تو روز بروز بدست بہ ترقی ہو رہے ہیں
 ہیں، اس لئے وقت کے شدید دینی تھانے کے پیش نظر ان مکائد کو دلائل کثرت کے ساتھ
 ایک سلسلہ مضامین شروع کر رہے ہیں اور اس سلسلہ میں سب سے پہلے شیخ مسطفی سباعی مرحوم
 کے ایک مضمون کا ترجمہ اس اشاعت میں پیش کر رہے ہیں۔

تہذیبی لٹریچر

مولانا مفتی محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ افسوس کہ اس ماہ میں پاکستان کے ایک جلیل القدر عالم دین حضرت مولانا مفتی محمد صادق صاحب
 بہاولپور میں طویل عرصت کے بعد اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے ہیں "تذکرہ" "تذکرہ" "تذکرہ"
 مرحوم اس دور کے ممتاز علما و کرام میں سے تھے، جامعیت، متانت، سنجیدگی، اور کرامت نفس، تواضع
 اور علم میں ممتاز تھے، ریاست بہاولپور کے مفتی بھی رہے، علم و کرامت و دنیا و دینیت کا خاص
 ذوق تھا، جو علماء و مہرزمین بہاولپور میں پیدا ہوئے یا باہر سے بہاولپور میں آئے ان سب
 کے ساتھ ساتھ زندگی کو مرتب فرمایا تھا، فقہ اور علوم دینیہ کے ساتھ علوم تعلیمیہ کے بھی ماہر تھے اور ان
 علمی کمالات کے ساتھ نہایت تجربہ کار تھے، جن میں میعادت اور علوم دینیہ سدیر کے اوروں
 کے نظم و نسق و رموز کے قواعد و ضوابط میں خصوصاً بہارت رکھتے تھے، مہنت امام العصر مولانا
 محمد نور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے شانِ عقیدہ تھے اور مقدمہ بہاولپور کے تاریخی مقدمہ کے دوران
 حضرت امام العصر شاہ صاحب کے سترہ روزہ قیام بہاولپور میں بل و مبارک ساتھ رہے و وفات
 شاہ صاحب رحمہ اللہ کی کرامت و ارق و حالت نہایت اہل انداز سے بیان کر رہے تھے اور
 بسا اوقات خود بھی رونے لگتے و رشتے و سوانح کو بیان کرتے تھے، ایک دفعہ ملتان سے بہاولپور

ترین میں رقیقت خفیب ہوئی، اس شہید پر کیفیت نذر سے اس حال مناسبہ کیجئے۔ اتنی رات
 صبح ہوئی جس کا کیفیت آج تک نہ ہوا، نہیں، افسوس کہ اکابر ملت جہالت ہیں اور ان کی جگہ پر
 ہوس کی کوئی توقع نہیں، اللہم! انظر الیہم! ہمد اور حمد و تسبیح و تحفہ، دامن سے
 متقاہ و مشورہ۔

مولانا سید تھار الحق رحمہ اللہ تعالیٰ

۲۔ نیز اس ماہ میں مولانا سید تھار حق بھیل عباسی مدہی کا بھی انتقال ہو، مولانا تھار
 دیوبند سے، حضرت امام مودنا نور شاہ رحمہ اللہ کے مل مذہب میں تھے، وہی ذوق پرور تھے
 عربی و فارسی کے شاعر بھی تھے، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، در زات معاف فرمائے۔

—————

۳۔ ۲۲ کتب پر مشتمل سب سے شام الحاج خواجہ ناظم الدین مرحوم بھی، اس دنیا سے رحلت کر گئے
 ارچہ خواجہ صاحبِ ہوم ان تہذیب کے سیاست دان اور حکمرانوں میں سے تھے جن کی پوری زندگی
 قلم راعی کے عروج و زوال کی کشمکش میں گزری ہے مگر ہمارے لئے ان کی زندگی کی کشمکش
 اور ان کی وفات پر تأسف کا موجب صرف یہ ہے کہ وہ صوم و صدقہ کے پابند اور عاتقِ مسکین
 کے دوست بدوش نماز تہجد و اکرسمے کے عادی تھے ویسے بھی راسخ العقیدہ اور علمِ دین سے غنی تھے
 رکھنے والے مسکین تھے، اس حلقہ میں اتنی دیندار می جی منقذ تھے۔

اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، ورنہ کس پرماندگان کو صبرِ قلیل عینِ قربانیں۔

جہادی شاہ

نومبر ۱۹۶۶ء

غیب ہونی، دریائی عمر میں آیۃ من آیات اللہ امام العصر حضرت مورتا محمد نور شاہ کشمیری دیر ہند کی
متوفی ۱۲۳۵ھ کے آغوش تربیت میں پہنچے، دیوبند میں ان کے فیض اور انوار علوم و معارف سے
مستفین ہونے اور حضرت عارف باللہ مفتی مولانا عزیز الرحمن قدس سرہ نقشبندی المتوفی ۱۲۳۵ھ
سے شرف بیعت کی سعادت نصیب ہونی، غرضہ و راز تک ن کے انفس قدسیدہ اور شہادت سے
کے برکات سے مالا مال ہوتے رہنے، انہیں استقامت و استقلال کے ساتھ ذکر و شغلِ مشغول
کی مداومت نصیب ہونی، بالآخر حضرت مفتی صاحب کے خلیفہ اور شاہ حضرت مولانا قاری محمد تراق
صاحب میرٹھی رحمہ اللہ متوفی ۱۲۳۵ھ نے خلعتِ نبوت سے سرفراز فرمایا الغرض اس طرح علمی و
عرفی سرچشموں سے کما حقہ سیرانی کا موقع نصیب ہوا اور اپنے عہد کے ممتاز ترین کابر کرام
سے پورے طور پر فیض یاب اور ان کی شاہری و باطنی برکات کی سعادت سے بھرا رہا۔

حیاتِ حیدر کی آخری لمحات و انفس میں سید رہنما رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
مقدس میں قیام کی منہ پوری ہو گئی، چنانچہ ۱۲۳۵ھ میں مدینہ منورہ ہجرت کی خاک پاک مدینہ سے درج
رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے جوارِ مقدس سے بیعت میں شامل استقامت کی سعادت نصیب
اور چار سالہ طویل عدلت کے زمانہ میں صبر و شکر کے وہ قابل رشک منہ برد آثار شہر میں
کے عقل حیران بہ فیض الباری "شرح بخاری چار ضخیم جلدوں میں جو حضرت شیخ امام
تقریر و شرح بخاری کا مجموعہ ہے عربی و ترجمان اسناد و دو تین حدیث ہوتے
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ بے نظیر شاہکار ہیں جو رہتی دنیا تک ان کی زندگی کا یادگار اور ان کے
دین کے طبقہ میں منبع فیض بنے رہیں گے اللہ اعلم "جواب حکم کے نام سے یہ حدیث
نبویہ علی صاحبہا اذکی النعمات و انسنی المناسبات کا ایک مجموعہ جو فقہ حنفی کی غرضی صدق
خدمت کے حوالہ پر انتہائی دلنشین تشریحات کے ساتھ تالیف فرمایا ہے، تین حصوں میں شائع
ہو چکا ہے، یہ ان کی آخری تصنیف ہے اور ان کے شرعی صدر کا عمدہ نمونہ ہے۔

منہ بہ العزم بہارن پور سے فراغت تحصیل علوم کے بعد دیوبند پہنچے اور حضرت امام
مولانا محمد نور شاہ رحمہ اللہ کے تلمذ کی سعادت کے ساتھ ہی ساتھ در علوم دیوبند میں منہج
تبیین و تدریس پر فائز ہوئے اور سی زمانہ میں تبیین اور تقریر خصوصاً رد و دلائل میں جہی شہرت

حاصل کی اور نہایت کامیاب اور مقبول مقرر ثابت ہوئے۔ ششم جمہور اسلام مدینہ و اہل بیت میں حضرت
 امام، العصر مولانا ورثہ رحمہ اللہ کے قلم کے آہم رفیق بنے اور حدیث کے اساتذہ میں تقرر ہوا اسی دور
 میں دیوبند کے مہاجر اخبار کے قائل ترین مضمون نگار رہے۔ ذرا نہیں کے بعد بھول پور و بھول نگر
 آپ کے مرکز فنیں رہا اور آخر میں دارالعلوم مدینہ منورہ و شریعت مدینہ میں ستر حدیث و تائید
 ہفتہ کی منصب پر فائز ہوئے، چھ سو سے مدینہ منورہ کے رہائے اور اکیس سو کی سکونت کی آرزو دل میں ڈھونڈ
 تھی اور نہایت ہی دلہانہ انداز میں مدینہ کی ہجرت کا سودا داغ میں سہا ہوا تھا، چنانچہ سب سے
 باری تعالیٰ تعینات فیض بباری میں منتہائی و بہانہ در رقت انجیز انداز میں اس آرزو کا اظہار
 کیا جو رب عرش عظیمہ کی بارگاہ سے شرف قبولیت کے ساتھ سرفراز ہوئی اور نامہ طے سحری
 رقم لے کر ورجو ارحیب رب العالمین علی اللہ مدینہ و مکہ کی قنات تصور سے ہر طریقہ پر وقہ
 کی صورت اختیار کر لے عبادت و استقامت و سکون و ذکر و فکر کے ساتھ مسند نبوی کی حاضری
 نصیب ہوئی رہی یہاں تک کہ عدت نے صاحب فراموش بنادیا، پھر چار سال صاحب ذرا شہ
 اس دور میں سب و شکر و رضا بالقدم کے جو منازل چلے گئے وہ جو نعمتیں ان کو نصیب ہوئیں ان میں سے
 شکر میں بہت بڑی سعادت بزرگ ہوئی ہے کہ نہ بخشہ نہ انی بخشہ

۱۰ رجب الحرام کے مقدس مہینہ و جمعہ کے مبارک دن میں حبیب رب العالمین کے چہرے میں
 بہت لبتیج کی خاک مقدس میں جس کا ایک ایک ذرہ آفتاب عاتق ہے زیادہ باخبر ہے اس خادم
 علمین اس باغیرت و باحیرت شخصیت نے اپنی جان کو جان آفرین کے سپرد کیا، بہت مدد اخذ و
 صاعطی و کل شئی عندہ انی انجیل مسیعی

الغرض ذوق و وجدان، بصیرت و فہم و علم و وسوس و توفیق کی یہ پیکر نورانی تقریر و تحریر کے
 کمال حاصل و خیریت و شغل کا منظر پیش ہوا تو شخصیت کے ساتھ ساتھ جہاد و قربانیت
 ہمیشہ کے لئے پیدا ہو گیا، وہ سب سے زیادہ اس خادم علم و دین کو اپنی بیگم رقت سے نوازا

و رجت غاروس میں رخنوں میں سے سرفراز فرمائے، رحمہ اللہ رحمہ اللہ ابنا اہل بیت
 و الاخیار ملتقین و حسن اللہ علی خیر خلقہ سیدنا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین، حضرت علی
 تو پختہ صفحات پر نشا، استحقاق صحبت و رفیق و رفیق حسان و کرم سے سب سے بڑی مہربانی کے لئے
 واللہ الموفق و المعین۔ رجب ۱۳۸۵ھ، نومبر ۱۹۶۵ء

تھی۔ ایسی جامع کمالات شخصیت و مجمع فضائل ہستی کی ذات سے پاکستان کے دینی اور علمی حلقوں میں جو
 بزرگ دست خد پید ہوا ہے فوسل کہ اس کے پڑھنے کی توقع نہیں ہے۔
 حضرت مولانا موم نے غالباً ۱۳۳۵ھ میں منیہ بہ علوم سہارنپور سے تحصیل علوم و فنون سے
 فراغت حاصل کی اور حضرت مولانا خلیل احمد رحمہ اللہ سے حدیث میں فیض حاصل کیا، ان کے بعد وہ
 دوسرے اکابر علماء منہ بہ علوم سے فیضیاب ہوئے، ۱۳۳۵ھ میں دارالعلوم دیوبند پہنچے اور اہل مدرسہ
 حضرت مولانا نور شاہ صاحب شیخ الحدیث رحمہ اللہ سے دوبارہ دورہ حدیث پڑھا، اسی صرت یوبند
 اور سہارن پور کے دو اہم دین سے سیراب و سرشار ہوئے۔

حضرت مولانا خلیل احمد رحمہ اللہ در سہارن پور کے اکابر علم کی نظر انتخاب نے موصوف کو منہ بہ
 علوم کی خدمت تدریس کے لئے منتخب فرمایا، علوم دینیہ اسلام کی اس اہم درس گاہ میں آپ شروع
 میں مدرس اور اس کے بعد ایک عرصہ در تک صدر مدرس کی حیثیت سے علمی خدمات انجام دیتے
 رہے، آپ کے علمی کمالات و روہی شخصیات ہی کی وجہ تھی کہ منہ بہ علوم کے ایک سب علم
 کی حیثیت سے ترقی کر کے علمی مرکز میں آپ شیخ اکمل بن گئے، در اس طرح ایک سونے درخشاں
 کے ساتھ شب و روز تدریس علوم کی خدمت میں سرگت رہے کہ پھر اس پیکر زہد و قناعت و دغ
 و تقویٰ نے کسی دنیاوی مقصد کے لئے ہمیں کا رخ نہیں کیا اور جب تک پاکستان کی مسکت خداداد
 شہزاد نہیں آئی آپ منہ بہ علوم ہی میں قیام پذیر رہے۔

پاکستان بننے کے بعد اپنے مادر علمی منہ بہ علوم سہارن پور کو بدلنا نخواستہ خیر باد کہا در ممان
 کے شہرہ آفاق دینی و مرکزی درس گاہ خیر المدارس میں صدر مدرس ہوئے اور دارالعلوم اسلامیہ
 ٹنڈوالہار سندھ کے قیام کے بعد حضرت مولانا حشام الحق صاحب تھانوی کی علمی و حسن تدبر
 سے شیخ الحدیث در علوم کے منصب کو آپ نے قبول فرمایا اور کچھ عرصہ اس مرکز میں درس حدیث
 کی خدمات انجام دیں، اس کے بعد دارالعلوم اسلامیہ کی خدمت سے مستعفی ہو کر اپنے وطن
 بہبودی نفع کیس پور میں قیام فرمایا، کچھ عرصہ بعد جناب محترم مولانا سیدہ بادشاہ گل صاحب کے
 اصرار سے مجبور ہو کر جامعہ اسلامیہ کوٹہ خٹک میں منصب عہدہ ت قبول فرمایا، در چند سال علم کی خدمت
 انجام دی، آخر صبی صفت اور نیک کی کمزوری کی وجہ سے اس خدمت سے بھی مستعفی ہوئے اور

مستقل طور پر وہیں میں قیام پذیر ہو گئے، اور نہایت خاموشی کے ساتھ باہرینِ رویہ نیت کی تہذیبِ نفس و اخلاقی صلاح کی خدمت انجام دیتے رہے، مشتاقانِ دید و دل بانِ فیض اسی طرح خاموشی کے ساتھ فریضہ بپہوتے رہے۔

حضرت مولانا مرحوم کے وہی کمالات اور فطری محاسن کی وضاحت کے لئے اس وقفہ کا ذکر کافی ہے کہ جس زمانے میں آپ مفتاحِ علوم بہارن پور میں صدارتِ مدرسہ کے منصب پر فائز ہوئے، حضرت حکیم الامت مولانا رفیع علی گھاناوی قدس سرہ نے موصوف کو بیعت و رش و کاماں پر مجبور کر از خود مجاہدِ بیعت بنایا، حضرت کا پلپوری نے معذرت پیش کی کہ:

حضرت! میں نے تو اب تک بیعت نہیں کی تو خلافت کا کیا استحقاق ہے؟

حضرت حق تعالیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

میرے نزدیک اہمیت شرط ہے بیعت شرط نہیں۔

اس کے بعد حضرت مولانا عبدالرحمن مرحوم نے درخواست کی کہ اچھا اب مجھے بیعت بھی فرمائیے۔ یہ وقفہ شاید پہلی ہی ٹیڑھ ہے کہ کسی بزرگ نے بیعت سے پہلے ہی کسی بزرگ کو خلافت کی خدمت سے فراز فرمایا ہو اور جرات و خلافت کے بعد پھر بیعت کر کے سوکھنے لگا ہو۔

یہ واقفہ ایک حکیم امت اور شیخِ کامل کی طرف سے مولانا عبدالرحمن رحمہ اللہ کے فطری محاسن اور وہی فضائل کا اعتراف ہے، و حقیقت یہ ان کی فطری صلاحیت اور طبعی ہیئت ہی تھی جس کی وجہ سے ان میں ریاضت و مجاہدہ و اصلاح کے بغیر مشیخت کے اوصاف مجتمع ہو گئے تھے وہ از خود درویشی تصور پر شیخ وقت تھے۔

ان فطری فضائل و محاسن کے ساتھ ساتھ انہوں نے ظاہری حسن و جمال کی نعمتوں سے بھی بہرہ مند فرمایا تھا، اپنی قامت رعنا، نازک اور تراشیدہ نقوشِ درخشہ منور، و رعناقت و نفاقت کے ساتھ وہ چمن و گل کا ایک سیکر فوری محسوس ہوتے تھے۔

راقم الحروف کو دارِ علوم اسلامیہ میں ان کی صحبت و رفاقت کا شرف حاصل رہا اور مرحوم کے قریب سے فریبِ ترمیم کا موقع نصیب ہوا لیکن ان کے فطری کمالات و فضائل کی وجہ سے ان کے ساتھ میری گرویدگ میں حضافہ ہی ہوتا رہا۔

فوس کہ اسے نازک دور میں جبکہ امت کو عظیم دشمن کے ایسے کاہر کی سرپرستی کی یہ حد ضرورت تھی، اس نعمت کا چھین جانا بڑا خسارہ ایک بڑی مصیبت اور عظیم حادثہ ہے!

فما من قس شکہ صحت واحد و مکنہ منہن قوم تہلکوا

قیس ایسا نہیں تھی کہ اس کا ہرک ہونا کسی ایک شخص کی ہلاکت ہو سکیں اس کا ہلاک ہونا تو ایسا ہوا جیسے ایک قوم کی بنیاد منہدم ہو گئی ہے!

وہاں کہ اس پیکرِ صفت و صفات سے ایسا وقت و قدر و کمیت مجسمہ و رش و ستوی، مخزنِ علم و عمل، جامعِ کمالات بزرگ کی روح پاکیزہ ابرارِ رحمت کے فیضِ قدسی سے ہمیشہ سرشار اور شاداب رہے۔ اور ان کی قبرِ مبارک آفتابِ کرم کی صوفشانی سے ہمیشہ لبقو نور بنی رہے اور ان کا نورانی چہرہ سراپا نور ہو، *لہم اعزروا رحمہ و ارضہ و ارض عنہ و احشرہ*

معاذ اللہ و مقربین و صلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ و بارئہ وسلم.

رحمن مبارک ۱۹۹۷ھ

حضرت مولانا محمد شفیع سرگودھوی رحمہ اللہ

۲۶ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ ۱۶ جولائی ۱۹۹۷ء شب جمعہ بوقت سحر حضرت مولانا محمد شفیع صاحب سرگودھی

کی روح مبارک پر درگزر گئی، ان سے دینا اس سے رجوع، ان سے ما اُخذ لہما اعطی و کفی شیئہ عندہ ان اُجیب مسعی۔ موصوف اس غم کے متنازعہ، مشہور مفتی، مقرر و داعی و خلیفہ اور صاحبِ جرات و صاحبِ نسبت و صاحبِ فراست بزرگ تھے، وہ بچک وقت خاشاہ درس گاہ، منبر و اراد قناد کی زینت تھے، وہ جمعیت علماء سرگودھا کے صدر و جمعیت وفاق المدارس کے نائب صدر اور دینی درس گاہ سراجِ علوم سرگودھا کے بانی و صدر مدرس تھے، نہایت سنجیدہ با وقار و ذکی علم تھے، ملکی سیاست سے بچے و فرحانہ رکھتے تھے، حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی کے تلامذہ کے بعد امام العصر حضرت مولانا نور شاہ صاحب کشمیری و دیوبندی کے متنازعہ تلامذہ میں سے تھے، ہندوستان و پاکستان کی سرزمین میں وہ متنازعہ حافظِ قرآن تھے جنہوں نے صرف ۳۴ دن میں قرآن کریم کو حفظ کر لیا تھا، امام العصر حضرت شاہ صاحب رحمہ مد کو اس جودتِ حفظ و قوتِ حافظہ پر حیرت ہوئی تھی، مرمزم نہایت خوش لباس و

خوش خورک تھے، باس فی خر کے شائق تھے، نہایت لئاست پسند تھے، نہایت سمانت سے کھڑے رہتے تھے، اس قوم رجال کے دور میں ایسی جلیل القدر سبق کی موت امت کے لئے پیدا ہوئی تھی، انہوں نے علم و معرفت کے قمقمے خالی ہوتے پتے پر تھے، در آئندہ کوئی توقع نہیں کہ ان ہستیوں کو بہتر ہو سکے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس روح پاک کو اپنی رحمت و رضوان سے سرفراز فرمائیں و بہت سزا نصیب فرمائیں و ان کے صاحبزادگان کرام خصوصاً مولانا حافظ احمد سعید صاحب درمیانیت ربی عبد السمیع کو اپنے دام بزرگوار کا صحیح جانشین بنائے اور ان کے برکات سے ان سب کو رہائی دے۔

موت التقی حیدر لا تقطع لہا

کم مات قوم و ہم فی الناس اُحیاء

اللهم اغفر لہ و ارحمہ و اکرم نزلہ و احشرہ مع الابرار صدقین

و اسماء الربانیین بفضلک و کرمک یا رب العالمین۔

ریح شانی ۱۶ م م ۱۰ گشت ۱۹۶۶

حضرت مولانا عبدالحنان صاحب ہزاری

۳ جمادی الاول ۱۳۸۶ھ ۳۰ اگست ۱۹۶۶ء شام مولانا عبدالحنان صاحب ہزاری حویلی عدست کے بعد اس عالم فی فی سے رحلت فرما گئے، ان کے والدنا سید راجہ جیون بڑو درہو دیو بند کے علمی دور کے ممتاز فارغ التحصیل علماء میں سے تھے، حضرت امام اعظم ہونہی نور شاہ رحمہ اللہ سے شرف تلمذ حاصل تھا، طالب علمی کے دور سے ہی تقریر و خطابت سے بہت کچھ لکھی رکھتے تھے، فراغت کے بعد لاہور پہنچے اور حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمہ اللہ سے استفادہ کیا، ہر سہریلین بندہ نگ کی جامع مسجد کے ختیب مقرر ہوئے اور اسی زمانہ میں آپ کی خطابت کے جوہر کھلے، نہایت خوش بیان ختیب و سنجیدہ مقرر تھے، عرصہ رزنامہ غیر منقسمہ بند و ستان میں قیامت علی و ہند کے پیٹ فارم پر مولانا حفیظ الرحمن صاحب مرحوم کے رفیق کار رہے اور پھر جرگہ کے پیٹ فارم پر مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے ساتھی رہے، دینی سیاسی غرض ہر موضوع کے لحاظ سے بہترین ختیب تھے، ختم نبوت کی تقریب میں قید و بند کی تکلیف سے بھی دوچار رہے۔

آخر میں روپنڈی میں مدرسہ تنقیہ و تہذیب کے قائم ہوئے اور اس طرح مولانا قاری محمد امین صاحب
کی رفعت و معیت میں ایک علمی، رس کا، کی خدمت انجام دیتے رہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو
بہی رحمت بکریں اور رضوان بہی سے جنت الفردوس میں مقام عین فہمے اور بال بال
منفقت ہو۔ آمین۔

حریرین بادل خور دند و رفتند

تہی ثمن نوب گردند و رفتند

بروزی شنبہ ۲۶ ۱۳۹۶
کتوبر ۱۳۹۶

حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ

ربیع اور شعبان ۱۳۹۶ء ۱۵ نومبر و دسمبر ۱۹۷۷ء میں ناقابل تلافی حوادث و
صدمات پیش آئے۔ ۲۲ ربیع ۱۳۹۶ء مطابق ۲۶ نومبر ۱۹۷۷ء بروز دوشنبہ عتان کے مشہور
فیصل عالم حضرت مولانا عبدالحق صاحب واصل بحق ہوئے۔ ۱۵ ربیع ۱۳۹۶ء کے مشہور
مرحوم دارالعلوم کبیرہ وضع عتان کے بنی و بنی و صدر مدرس تھے، حضرت استاد
اہم العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری دیریندی رحمہ اللہ کے ان ممتاز تلامذہ میں سے تھے جن
کی پوری زندگی علوم فقہیہ و عقلیہ کی تدریس میں گزری، نہایت ذکی عالم تھے انداز بیان
نہایت سلیس و واضح، علمی مشکلات کو سادہ سے اور فقہی مسائل سے حل کرنے پر پوری پوری
قدرت رکھتے تھے۔

حضرت مولانا حسین احمد صاحب رحمہ اللہ کے عہدہ صدارت میں دارالعلوم دیرینہ
پہ جبکہ علیاء کے اساتذہ میں عہدہ تدریس پر فائز رہے، نہایت خوش پوشاک
خوش لباس تھے، بیوی و بچوں کی فہرست زیادہ درس و تدریس کے علمی مشاغل کے لئے یک نام
فرشتے تھے۔ قیام اربعوں کے دور میں ایسی بستیوں کا وجود تھا جہاں غریب ہر سے تینہ کا زندگی
سے دنیا ریس کا ہوں کی رونق، شریعتی ہے۔ کپڑا شرب عہد میں جبکہ علم و دینیہ کا
متنہ تھی وہی ہو گیا ہے جو علوم و بیویہ کے مابین کا ہے۔ وہی دنیویں آسائش و راحت

دنوی عزت و دجاہست، شکم پر درسی و تن آشنائی۔ ایسے محقق روزگار و فرما کا اثر ہوتا
 ناقابل برداشت صدمہ ہے۔ فی اللہ عز و جل، اللہ تعالیٰ بل بال مغفرت
 فرمائے، زلات و تقصیرات معاف فرمائے اور رحمت و رحمتوں کے علی درجات
 نصیب فرمائے، آمین۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی والدہ ماجدہ کی وفات کا حادثہ

نتہائی رنج و غم کے ساتھ یہ خبر سنی گئی کہ ہمارے محترم عام ربانی مونا، جو احسن علی میاں کی والدہ
 محترمہ ۶ جمادی الثانی ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۳ اگست ۱۹۸۰ء کو اس دنیا سے فانی ہو گئیں۔
 اللہ تعالیٰ انہیں راجعاً و ناجعاً عابدہ و زاہدہ، صالحہ و شایستہ خیر اور معنی تون بھیں جن کی سیر
 عصر حاضر میں کم متقی ہے۔ ان کے والد ماجد حضرت سید ضیاء الدین مرحوم بن سید سعید الدین مرحوم
 اپنے زمانہ میں عبادت و تقویٰ اور تعلق مع اللہ میں یکانہ روزگار تھے، مرحومہ کے کسوت کا اندازہ
 اسی سے کیا جاسکتا ہے کہ ان ہی کی آغوش تربیت میں حضرت مولانا ڈاکٹر عبد علی مرحوم و روضہ
 مونا ابوالحسن جیسے نادرہ روزگار حضرات سراپا خاص بنے، اپنی اور دوسروں کی وصیت مبارکہ
 تھی کہ دین کو حصول دنیا کا ذریعہ نہ بنائیں، اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں اس پاکیزہ روح و روح عقیقہ
 پر جس نے اس انداز و اس اخلاص سے تربیت کر کے امت کے سلسلے سراپائیں اور
 مرقع اخلاص اور دکا منوہ پیش فرمایا، مرحومہ نے ۴۳ سال کی عمر پائی گویا صحیح معنی میں خیر
 من حال عمود و طاب عملہ، تم میں بھید آدمی وہ ہے جس کی عمر لمبی اور عمل اچھا ہو، کی مصداق
 تھیں۔ آنے والے سب جانے کے لئے ہی آتے ہیں لیکن مولانا علی میاں صاحب کے لئے وہ
 محترمہ کی دعوات صالحہ و نالہائے نیم شبوں سے مہم ہونا بڑا صدمہ ہے، اللہ تعالیٰ مرحومہ کو
 رحمت و رحمتوں سے جنت الفردوس نصیب فرمائے اور ان کی روحانی توجہات سے ہمارے مونا
 علی میاں کو بعد الموت بھی مدد فرمائے، ورنہ کی وقت محترم مولانا علی میاں کے لئے حیات
 زیادہ باعث خیر و برکت ہو، آمین۔

مرحومہ اپنے آبائی وطن رہنے والی تھیں حضرت شاہ عظیم الدین رحمہ اللہ میں اپنے مرحوم شوہر
 حضرت مولانا حکیم سید عبدالحی صاحب ناظم دارالعلوم ندوۃ العلماء کے جوار میں، سورہ ناس پڑھیں۔

حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی

۲۔ رجب ۱۲۹۶ھ میں بمقامِ قاضی احسان احمد شجاع آبادی کے ہوتے ہوئے
 فرما کے۔ جو وقت کے بہترین قاضی اور ایک مہذب و شریف شخص تھے۔ ان کے
 خوب تھے ایک وقت میں وہ عرب و روم کی روایتوں کے ساتھ ساتھ
 تک صدر رہے۔ ۶۔ وہ درحقیقت مولانا شجاع آبادی کے بھائی تھے۔ ان کے
 کے رفیق تھے۔ ان کے شاہ صاحب بخاری کی تفسیر مولانا شجاع آبادی نے
 کے صحیح وارث تھے۔ عقیدہ شیعہ نبوت کے ساتھ ساتھ وہ ایک ایسے شخص تھے جو
 و عظمت و غور کے دلوں میں محبت پیدا کر دیتے تھے۔ ان کے دربار میں
 کے آگے بارہ وقت تھے۔ ایسے بکمال شمس فشاں خلیفہ کی رحمت بڑا سا کھنڈہ
 کی وقت سے تھے۔ ان کے دربار میں ایک ایسی بات پڑی کہ وہ ایک ایسی بات
 کی بزرگوار اس زمانہ میں خواجہ بھٹو کے لئے بنی ہوئی ہو گئی۔
 تھے ان کے قاضی صاحب کی خدمات کو غور سے دیکھو۔ ان کے دربار میں
 ورجات کا وسیع پیمانہ ہے۔ ان کے دربار میں جگہ جگہ پر ایک ایسی بات
 کر دی۔ جو کہ ان کے لئے ہیں۔ ان کے دربار میں ایک ایسی بات
 شریف ہوئے۔ ان کے دربار میں ایک ایسی بات ہے۔

حضرت مولانا جہانگیر محمد رحیم شجاع آبادی

۱۔ شعبان ۱۲۹۶ھ میں بمقامِ قاضی احسان احمد شجاع آبادی کے ہوتے ہوئے
 کے مشہور عالم مولانا جہانگیر محمد رحیم شجاع آبادی کے ہوتے ہوئے
 کہتے ہوئے۔ ان کے دربار میں ایک ایسی بات ہے۔

۲۔ جو ریاست ہوتے کے ان کے دربار میں ایک ایسی بات ہے۔ ان کے دربار میں
 کے دربار میں ایک ایسی بات ہے۔ ان کے دربار میں ایک ایسی بات ہے۔

باغہ بزرگ تھے، خشوع و خضوع سے نماز پڑھتے تھے، نماز پڑھنے کے بعد بھی وہ خود
 کو تہمتیں نہ دیتے تھے، ہمارے رفیق کار مولانا فضل محمد صاحب تافذہ میث مد سہ
 عربیہ سہ میہ کرچی کے وہ صاحب تھے، اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت سرور کس نسیم
 فرمائے اور پسماندگان کو اس جالکاء صمد میں صبر جمیل و شکیبائی نصیب فرمائے
 جو جمیل عنایت فرمائے۔

خدا کی شکر ہے کہ مرحوم کے دو فرزند مولانا فضل محمد صاحب اور قریب فیض محمد صاحب
 علم و عمل و رفق و موافق کے ساتھ دین کی خدمت کرتے ہیں، پٹ و لہجہ محمد کے جیسے جانشین ہیں
 صاحب کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے نقشب قدم پر چلنے کی مدد یہ توفیق مرحمت فرمائے۔

شعبہ ۱۳۸۶، ۱۴ ذی قعدہ ۱۳۹۷ھ

حضرت مولانا شبیر محمد رحمہ اللہ تعالیٰ

فہمیں کہ علمائے ربانی کے قافلے بڑی سرعت کے ساتھ عالم آغوش کی طرف جارہے
 ہیں، سبھی و دینی بساط بڑی تیزی سے سمت رقبہ ہے، دینی شمعیں بجتی جارہی ہیں درستی
 محضیں سونی ہوئی جارہی ہیں اور ایسے دور میں جب کہ آئندہ کوئی توقع نہیں کہ دوبارہ
 یہ محضیں راستہ ہو سکیں گی اور یہ چراغ روشن ہو سکیں گے۔

مغربی پاکستان کے علاقہ سندھ کے ایک مشہور اور معروف عالم دین مولانا شبیر محمد صاحب
 نے ۱۲ رمضان مبارک ۱۳۸۶ھ کی شب میں داعی اجل کو بسکے، موصوف سندھ کے
 مشتق عالم، متوفع درویش، ورمند سر مزج بزرگ تھے، باخدا شخصیت تھی، معرفت و نور
 کے ہارے، مسائل معرفت و رفق و اخوت سے شغف کیا، عشق تھی، غور و فکر میں ایک غماز
 کتاب کے مصنف تھے، اور سکھ میں ایک دینی درس گاہ کے موسس تھے، موت بھی ٹھیک
 واقع ہوئی ۱۲ رمضان کی صبح کو غمناک کیا، نئے کپڑے زیب تن کئے، گویا سفر کی تیاری
 سے، دن بھر روزہ رکھا، قبل فاسار زیادہ بیعت عرب ہو گئی، انہوں نے حضرت کے

تحت چہاں آ رہی تھی، کچھ دھیمیں فرمائی ہیں، ان کے وقت غنودگی بڑھنے لگی تھی جس کی وجہ سے روزہ، روزہ، روزہ ہو سکا، بارہ خزانہ شب ۲۵ رمضان کو روح القدس غنودگی سے شہادت کہہ کر پروں کر گئی۔ نہ تو وقت نہ راستہ۔

سہ ماہی موت کیا تھی کو یا زندگی کا رخ دنیا سے عالم آخرت کی طرف مڑ گیا اور طرفہ اعلیٰ میں عالم فانی سے کٹ کر عالم آخرت سے جڑا کٹا، راقم الحروف کے کرم فرما اور دعا کرتے، اللہ تعالیٰ سفر آخرت کے تمام مراحل آسانی سے طے کرانے اور جنت عابدہ نصیب فرمانے اور رحمت و رضوان کے گلدستے پتلا درہوں، منہ کا شکر ہے کہ ان کے خدمت رشید برادر مولانا محمد نور صاحب موجود ہیں، ان سے توقع ہے کہ وہ مرحوم باپ کی جانشینی کا حق ادا کر سکیں گے۔

مشہقی پاکستان کے دو مشہور عالم، دونوں چائے مہکے، ایک وہ حبیب اللہ اور ایک وہ رمضان رحمہ میں داخل بحق ہوئے۔

حضرت مولانا احمد حسن رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت مولانا احمد حسن صاحب جیری ضلع چائے مہکے کے نہایت فاضل، ہنرکش و ربان خدا نامہ تھے، مدرسہ ساریہ جیری کے بانی تھے، اپنی پوری زندگی مدرسہ کی ترقی اور خدمت میں گذری، ۵۶ سال فرائض انجام دی کی توفیق نصیب ہوئی، ان کا مدرسہ معین الہیہ دہلی کی قیہ ترین درس گاہ کے فارغ التحصیل تھے، مولانا قاضی محمد حسین صاحب ضیاء حضرت گنگوہی قدس اللہ سرہ سے مجاز تھے، ہنگامہ زبان میں نہایت خوش بیان و اعلم تھے، وعظ میں بہت شریعت، ان کے مدرسہ میں عارف باللہ شیخ ابند حضرت محمود حسن دیوبندی دوران کے صحیح جانشین حضرت مولانا حسین احمد مدنی اور مولانا صغیر حسین صاحب رحمہ اللہ سب ہی حضرات کے قدم پیچھے ہیں، راقم الحروف بھی مہجور کے صدارت پر وہاں کیا تھا، ورین بخاری شریف کا ایک درس بھی دیا تھا، طویل عرصت کے بعد ۲۳ رمضان ۱۴۱۶ھ کو ۹۷ سال کی عمر میں اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

تسلی کی پیش کیا، وہیں چند روز ان کی ایک مرتبہ رہی رہائش کی درمیان کے
افراد میں درمیان کی مادی کامز پر مشتمل ہو۔

افسوس کہ مونا کی وفات کے وقت میں مغرب میں تھا بدینہ نصیبہ میں انتقال کی خبر سنی
اور میں وقت پر ہی نہ جا سکا، ان کی وفات کی خوش رمت میں ان کی رفقوں نے ان سے
سفر میں درمیان کے افراد کو نصیب کیا، ان کے سفر میں ان کے رفقوں نے ان سے
نصیب کیا، ان کے سفر میں ان کے رفقوں نے ان سے

ابلیہ امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمہما اللہ
حضرت شیخ الحداد امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری کی ابلیہ محترمہ مولانا علیہ الرحمۃ
علی صاحب کی ہمیشہ مکرمہ اور عزیز مولانا ازہر شاہ و مولانا انور شاہ کی والدہ ماجدہ مرض
مریضی سے طویل و مدیدہ اور صبر آزما عدالت کے بعد ۱۴ ربيع الاول ۱۴۳۸ھ مطابق ۲۶ جون
۱۴۳۸ھ بروز جمعہ شنبہ دیوبند محلہ خالتہ میں رحلت فرماتے عالم آخرت ہوئے اور امام العصر
کے قریب ہی سپرد خاک ہوئے۔

مرحومہ گنہگار کے ایک مشہور سادات خانہ نے سے تھیں، حضرت شیخ ابی العباس کے وصال
کے بعد بہت سیقت سے بچوں کی تربیت کی اور ۳۵ سال کے عرصہ میں بڑے بڑے مناصب
کا نہایت عہدہ و استقلال سے مردانہ وار مقابلہ کیا، مرض وفات میں اکثر بے ہوشی کی حالت
میں رہتی، آب و دانہ سے تعلق نہ رہتا، لیکن نماز کے وقت ہوش آجاتا، و فریضہ نماز
دا کرتی تھیں، مرحومہ کے وصال کی اطلاع سننے ہی یہاں مدرسہ عربیہ اسلامیہ میں صبح کو تہنیتی
کردی گئی، تمام سادات و عہدہ اور درجہات غزفہ و تجوید کے بچوں نے نعت قرآن کریم
ایک نوبت کیا، اللہ تعالیٰ جنت الفردوس نصیب فرمائے، ان خوش رمت میں جگہ سے
اور رمت و رضوان سے سرفراز فرمائے، نسیم غفرلہ و رحمہا و عافیتہا و عاف
عہدہ و انوار قلب و وسع مدخل و رزقنا و رخصتہا و رخصتہا و رخصتہا
خیراً من جبارہا، بعد مہ سیدہ مریمین و فائزہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاوی رحمہ اللہ تعالیٰ

ماہ رمضان المبارک ۱۳۶۷ کی ۲۰ تاریخ چار شنبہ ۲۰ ستمبر ۱۹۴۶ء کو دارعلوم دیوبند کے مہنہ زحمتی معلم، یگانہ روزگار استاد و حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیاوی کے وصار کا بانٹا حادثہ پیش آیا، اننا السید راجعون، موصوف حضرت مولانا شیخ ابند محمد حسن رحمہ اللہ کے تلامذہ ہیں سستے، درسیات کی شکل ترین کتابوں کے اعلیٰ ترین مدرس و استاد تھے اپنی حیات طیبہ کا بہت بڑا حصہ علوم نقلیہ و عقلیہ کی تدریس و تعلیم میں ہی صرف کیا، پورے ساٹھ برس تدریس علوم دینیہ کی خدمت انجام دی، ابتدائی دور میں دہلی کے مدرسہ فقہ پوری میں تدریس کے فرائض انجام دیتے، پھر دارالعلوم دیوبند میں زندگی بھر میں تدریس سنی کار خیر میں گذرا، کچھ صد ہا خط ہزاری چارٹکام کو اور چند ماہ جامعہ اسلامیہ دہلی میں کو بھی آپ کے تدریسی عہد کا شرف حاصل رہا، پھر اپنے دارالعلوم میں ہی رہے، گئے اور زندگی کی آخری سانس تک فرائض تدریس انجام دیتے رہے، حضرت مولانا مدنی قدس اللہ روحہ کے وصال کے بعد دارالعلوم کے صدر اساتذہ کے عہدے پر فائز رہے، ذکاوت، قوتِ حافظہ اور حسنِ تعبیر میں خصوصاً معقول و منقول کی مشق کے حل کرنے میں یکتائے روزگار تھے اور درسِ نظامی کی آخری کتابوں کے بے نظیر استاذ تھے، ہندو پاک کے تقریباً تمام علماء کرام کے بلا واسطہ یا بالواسطہ استاذ تھے، شاید ہی علمی دنیا کا کوئی گوشہ ایسا ہو جہاں مرحوم کے تلامذہ نہ موجود ہوں، تصفِ صمدی سے زیادہ تدریس و تدریس ہی علومِ دینیہ کی خدمت انجام دی ہے، مرحوم اپنے علمی کمال اور جامعیت کے اعتبار سے قدامتِ سلف کی یادگار تھے جو کتاب پڑھتے تھے، ایسا محسوس ہوتا تھا کہ نہ صرف اس کے حافظ ہیں بلکہ اس کے مائدہ و مددِ علمیہ پر تصنف سے بھی زیادہ حاوی ہیں، مشکل سے مشکل مسائل میں ایسی عمدگی کے ساتھ دھیمی دھیمی آواز میں ایک عجیب تسلسل کے ساتھ تقریر فرمایا کرتے تھے اگر کوئی گوشہ بھی تشدد نہیں رہتا تھا، فسوس کہ علم و فضل کے آفتاب و ماہتاب یہ بھی کسے ساتھ غروب ہو رہے ہیں اور علمی گہستان اس طرح اُجڑتے جا رہے ہیں کہ

حضرت مولانا سید حمید الدین رحمہ اللہ تعالیٰ

نکاح من علیہ فتن و جہتی و حیرت و دہشت و زلزل و زلزل

سہ ماہی بات ہے کہ سالہا سالہ زمین کے تھکنے بڑی شہرت سے عام شہرت کی بات ہو رہی

اور رہے ہیں وریہ زمین صالحین کی برکات سے موزون ہو رہی ہے۔

۹۳۹ھ شعبان ۱۲۵۹ھ نو مہینہ دستار کے ایک جلیل قدمہ حضرت مولانا

سید حمید الدین بن بشیر الدین فیض آبادی نے کار کے حادثے میں اپنی جان ازیر جہان کرمان

پر دکن ہجرت کی۔ مگر بعد میں انہوں نے ارشد تہذیبی و علمی کے دربار میں رہتے

ہیں یہ سب رفیق ہم نفس تھے، ان کے ادیب تھے ورنہ، بھی، حضرت مدنی کے حاشیہ و

تہذیب مدنی سے بہت جہت تھے، بہت ہی تعلیم یافتہ تھے، ان کے منہ سے نکلنے والی باتیں

مصلحت کے بعد، درعلوم دیوبند میں انہیں کی وجہ توفیق حضرت مولانا محمد نور

شاہ رحمہ اللہ کے ساتھ دیوبند سے انہیں خلع سورت کیا تھا، اس کا رول میں شہر کی ہے۔

یہ بعد مدنیہ و جیل میں فرشت پانی ورنہ بعد توفیق حضرت مولانا محمد نور کے

جو کہ ان میں آپ کے فاضل کے بعد ابتدا کیا، بعد میں مدنیہ کے متعلق پڑھنے

میں سب جہاں حدیث، احادیث کے نام و نشان سے مستند و کازرین موقع نہیں ملتا تھا۔

پھر مدنیہ ورنہ مدنیہ میں مدرس رہے، اس کے بعد درعلوم ندوۃ العلماء کے

بشیر حدیث رہے، آخر میں مدنیہ مدنیہ میں شیخ حدیث کے سہ ماہی سے بہت حدیث

بنی حدیث رہے۔ درعلوم دیوبند سے درس حدیث کی تہذیب کے شہر کے تھے، ان کے

شاہد نہ تھے، درعلوم دیوبند کی شہر کی تہذیب کے تھے، انہوں نے بہت حدیث

دیوبند میں شہر کے بعد سب سے بہت حدیث کے تھے، ان کے تہذیب کے تھے، ان کے

شہید ہوئے، انہوں نے شہر کے تہذیب کے تھے، ان کے تہذیب کے تھے، ان کے

مولانا قاضی زین الدین مدنیہ میں تھے، ان کے تہذیب کے تھے، ان کے

سب سے بہت حدیث کے تھے، ان کے تہذیب کے تھے، ان کے

کراچی آنے کے لئے پاپہ رکاب تھے ۳۴ ذی القعدہ ۱۳۶۵ھ مطابق ۲۲ جنوری ۱۹۴۶ء کو مدینہ منورہ کی طرف
پرواز کر گئے، نہ تھے دینا الیہ راجعون۔

مرحوم حضرت مولانا حسین علی نقشبندی سے روحانی کمالات حاصل کر کے نیک فیض بن گئے تھے۔
عرصہ دراز تک علوم نبوت کا درس دیتے رہے، تقریباً چالیس سال سے زیادہ عرصہ تک
ہدایہ اخیرین، مشکاة کا درس دیا، علوم نبوت کو ذریعہ معاش نہیں بنایا، ہزار طبعات خدا کو
فیضیاب فرمایا، غالباً عمر مبارک سو سال سے متجاوز تھی، تمام عمر قیام اللہ وقت گزارنے کی عادت
سے معمور رہی اس پر فتن دور میں ایسے نفوس قدسیہ ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملیں گے جن
کی تمام عمر علم دین کی خدمت میں گزاری ہو، نہ راحت کی فکر، نہ تنخواہ و مشاہروں کا تصور، نہ
دولت اور عزت و وجاہت کی آرزو، فقیرانہ زندگی مسجد میں گذاری، وحقیقت سچے سچے پاک
طنیت نفوس مقدسہ ہیں جو علوم نبوت کے وارث اور مستند نبوت کے جانشین ہیں۔

إِنَّ لِلَّهِ عِبَادًا قَطَطَ طَلَقُوا الدُّنْيَا وَخَافُوا الْفِتْنَ

نظروا فِيهَا فَمَا عَظَمُوا أَنُهَا يَسْتَلْحِقِي وَفُتِن

جَعَلُوا هَاجَتَهُ وَاتَّخَذُوا صَالِحَ الْأَعْمَالِ نِيْلًا سَفَن

ترجمہ: (۱) اللہ تعالیٰ کے کچھ سچے دار بندے ایسے تھے جنہوں نے فتنوں سے ڈر کر دنیا کو
طلاق دے دی۔

(۲) دنیا میں غور کرنے سے وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ کسی بھی زندہ مخلوق کا مقام اور وطن نہیں ہے

(۳) اس لئے انہوں نے دنیا کو ایک غرقاب سمندر سمجھ کر نیک اعمال کے سفینوں سے اسے
عبور کیا ہے۔

فَاتَّبِعْ الْمَلَكُوتَ وَارْحَمَهُ وَأَكْرِمْ نَزْلَهُ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهُ، وَارْزُقْهُ وَارْخُفْ

مِنْ دَارِهِ وَجَارِ الْخَيْرِ مِنْ عَمَلِهِ وَأَمِنْ عَمَلِهِ شَابِيبَ رَمْتَانِ وَنَفَاقَتِهِ

إِحْسَانُكَ فَأَنْتَ الْمَنَانُ وَأَنْتَ الْحَيُّ وَأَنْتَ الْقَدِيمُ الْإِحْسَانُ وَأَنْتَ ذُو الْجَبَر

وَالْإِكْرَامِ، وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِ بَنِي خَدَّانَ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَإِمَامِ الْمُتَّقِينَ وَ

خَاتَمِ النَّبِيِّينَ إِمَامِ الْخَيْرِ وَتُحَدِّثُ الْخَيْرَ وَرَسُولِ رَحْمَةٍ وَغُل

آلہ و عترتہ و اہل بیتہ و صحبہ و من تبعہم اجمعین اذیوم لدین ۔

ذی الحجہ ۱۳۹۰ھ

محرم جناب حاجی محمد یعقوب کالیہ رحمہ اللہ تعالیٰ

انتقال پر مدلول حاجی محمد یعقوب صاحب کالیہ بتاریخ ۱۰ مارچ ۱۹۶۹ء مطابق ۹ ذی الحجہ

۱۳۸۹ھ روز شنبہ بوقت فجر خزاپٹی مدرسہ عربیہ اسلامیہ و مسجد نیوٹاؤن (

کل نفس ذالقتہ الموت

بہت افسوس و مصدقہ کے ساتھ یہ خبر سنی جائے گی کہ تبارست ہر دل عزیز نفس صاحب لطف

و کرم حاجی محمد یعقوب کالیہ دہلوی مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی کے خزاپٹی بتاریخ ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ مطابق

۱۰ مارچ ۱۹۶۹ء کو وفات پانگہ انارک و اہل البدر اجمعون، موصوفت ہے وہ شخص ہیں جن کے ابتدائی

مشورے سے مدرسہ عربیہ اسلامیہ کا افتتاح جامع مسجد نیوٹاؤن میں کیا گیا تھا اور تقریباً مدرسہ کے

۷۰ ماہ گزرنے کے بعد اقامت الحروف نے موصوفت کو مدرسہ عربیہ اسلامیہ کا خازن مقرر کیا تھا اور جو

رقم میرے پاس تھی موصوفت نے نہایت اخلاص و ہمدردی سے یہ فریضہ انجام دیا اور مدرسہ کی

موقوفات بھی کتے بہت رفتہ رفتہ مدرسہ اور مدرسہ والوں سے نسبت و اخلاص و تعلق انتہائی

پہنچ گیا ہے حق تعالیٰ کی ذات سے قومی امید ہے کہ مدرسہ سے یہ تعلق و ہمدردی موصوفت کے

سے آخرت میں رفتہ درجہات کا باعث ہوگی، و غایت کہ حق تعالیٰ موصوفت کی کوتاہیوں کو معاف

فرمائے اور بال بال مغفرت فرما کر بہت انفرادی و کس نصیب فرمائے۔ موصوفت کی وفات پر مدرسہ

عربیہ اسلامیہ کے ناظم دفتر جناب حافظ قاری شیخ الدین احمد مکنون نے قطعہ تاریخی کتاب جو درج

کیا جا ملے :-

خازن مدرسہ و مسجد جامع محبوب

کہ تمام اساتذہ مشیت کو جس سے اسلوب

پہنچنے صبر کرے صبری ہے غایت محبوب

اور کوثر سے غطا ہو انہیں جام مشرب

صاحب خیر بزرگ اور عزیز طلباء

دار فانی سے سوئے عالم جاوید کے

یہ تو ہونا تھا کہ محبوب ہے انسان معین

یہ دعا کہنے کے بخشش ہو خدا یا ان کی

سال رحلت میں یہ مکتور سے ملتے کہا

قصرِ حبیب میں بہ سلطان محمد یقوب

۱۳۹۸ ہجری
محرم الحرام ۱۳۹۸

حضرت مولانا سید احمد شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ

محرم الحرام ۱۳۹۸ ہجری ۲۰۱۷ء کو یومِ دو شنبہ مولانا سید احمد شاہ بخاری جناب کی وفات پیش آیا اللہ و اہل البیت راجعون۔ مولانا مرحوم قرآنِ کریم کے حافظ تھے معتدلت مزاج تھے مولانا غلام رسول صاحب اور ان کے خلیفہ ارشد سید مولانا ولی اللہ صاحب انہی واقعات سے بہت حاصل کی تھی۔ حضرت مولانا حسین صاحب مدنی کے عہدِ تشیخیت میں دارالعلوم دیوبند سے پیش نبوت حاصل کیا اور کلام و فلسفہ کی چند کتابیں حضرت مولانا ابراہیم صاحب بلیو دیوبند سے حضرت مولانا عبدالحق صاحب نافع کا کاجیل سے بھی پڑھیں تھیں۔ حضرت مولانا صاحب دیوبند پچیس سالے در حضرت مولانا شاہ نور شاہ رحمہ اللہ کے بنامہ میں بھی شرکت کی سعادت حاصل کی تھی نہایت ذکی تھے، طبیعت میں تحقیق کا مادہ تھا ہر اچانک بہت سادہ تھے، تکلف سے باز تھے زندگی تدریس و تالیف میں خاموشی کے ساتھ آزاری۔ چار سال جامعہ مجددیہ حبیب میں مدرس رہے اور سترہ سال مدرسہ دارالہدیٰ چوکہ (سرگودھا) میں تدریس تہذیبی تالیفی زندگی گذری اور دارالہدیٰ سے رشعیت میں ماہنامہ فاروق جاری کیا جو عرصہ ۱۹۷۶ء سے اب تک دشمنانِ اسلام کے حملوں کا تابڑاؤ و دغ کرتا رہا اور دراصل حقت سے بے تشیع کو مہبوت کر دیا۔ حضرت سرگودھا شہر میں مسجد فاروق اعظمہ اور دارالعلوم فاروق اعظمہ کی بنیاد ڈالی اور درافتش و شیعت کے متنازعہ لمبے مدت صحابہ میں کلمہ آفرین طبیعت پائی تھی، تحقیق یہ کہ ان کی حقانہ تالیف یاد یاد رہے گی۔ سید مدین محمد بلیو شیعہ عالم کی کتاب کی تردید میں مشغول تھے، فسوس کہ یہ کتاب نہ کارہ گئی اور داعیِ ہل کو لبیک کہہ کر واصلِ حق ہو گئے تھے اسے بسا آرزو کہ خاک شدہ تراشیہ سان ٹریڈی اور آبائی مسکن اہلخانہ میں مدفون ہوئے افسوس کہ اس طرز کے علماء جو سراپا خدس بن کر خاموشی کے ساتھ اونچی دینی و علمی خدمات انجام دیتے ہوں رخصت ہو رہے ہیں اور کوئی جانشین نہیں چھوڑتے۔

کے لئے مدینہ، رسول سے بلدا اللہ امین کو روکے ہوئے منی پہنچتے ہی طبیعت شراب ہو گئی، کسی نہ کسی طرح میدان عرفات میں پہنچ گئے، لیکن وہاں بے ہوشی کا ساء عام طاری رہا، غنائت میں سرکاری ہسپتال میں داخل کئے گئے، وہاں سے سرکاری ایسولنس کار میں مزدلفہ سے منی اور وہاں سے مکہ پہنچے، شبہ ہی پر طوائف زیارت و طواف و داع فرمایا اور وقوف مزدلفہ اور رقیہ نبوت کے لئے باوجود توکس کے وودم دے اور اسی حالت میں مدینہ طیبہ پہنچے، کچھ عرصہ کے بعد کراچی کے مخلصین کے اصرار پر بغرض غلج کراچی تشریف لے آئے لیکن جب معلوم ہوا کہ حاجت کوئی فائدہ نہیں ہو رہی ہے تو ایک ہفتہ کے بعد مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور مدینہ میں عمر میں جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔

مرحوم طبعاً انتہائی متواضع، باوفا اور مہمان نواز تھے، صدق و صفا اور خدائے پاک پر ترقوی و طہارت، استقامت اور بکثرت عبادت میں یکساں تھے، بیعت و ارشاد کے دہشتہ نے ان طبعی مکالم اخلاق کے لئے سونے پر سہاگر کا کام کیا، صلاحی مواظبت و بیان پر اچھی قدرت تھی، وعظ نہایت مؤثر ہوتا تھا، فرمایا کرتے تھے کہ میں تو توبہ و اصلاح کی بیعت کرتا ہوں نہ اپنے ان کی بیعت سے نہ صرف افراد بلکہ خانہ انوں کی اصلاح ہو سکی، سیرت میں در صورتیں بدل سکیں، ان کی صحبت و توجہ بھی نہایت مفید و مؤثر تھی بسلسلہ بیعت و ارشاد پاکستان و ہندوستان کے علاوہ مہر و شام اور ترکی تک پہنچ گیا تھا، سب سے بڑی کرامت اتباع سنت اور استقامت تھی جو فوق الکرامۃ تھی، انتہائی افسوس ہے کہ مدینہ طیبہ میں اپنے رنگ کے دونوں بزرگ تھے حضرت مولانا بدر عالم صاحب مہاجر مدنی اور حضرت مولانا عبد الغفور صاحب عباسی یہ بعد از مرگ اللہ کو پیار سے ہو گئے اور اس طرح مدینہ طیبہ میں سلوک و ارشاد کی یہ دونوں مسندیں خالی ہو گئیں، مدتوں مرحوم کو اپنی رحمت و رضوان کی آغوش میں درجات رفیعہ عالیہ نصیب فرمائے، فرحمہ اللہ رحمۃ ارباب الصالحین والعلماء، ربانیین والعباد المقربین۔

حضرت مولانا محمد مبین خطیب رحمہ اللہ تعالیٰ

افسوس کہ صالحین و علماء کے قافلہ بہت تیزی کے ساتھ عالم آخرت کی طرف جا رہے ہیں، ۲۲ محرم ۱۴۱۸ھ کو مولانا محمد مبین صاحب خطیب دیوبند کی رونا

محمد متین خلیل کے والد ماجد، انتقال فرما گئے، مرحوم سہنت مولانا شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس
 اللہ سرہ کے قافلہ کے رفقاء سفر میں سے تھے۔ نہایت صالح اور سن رسیدہ بزرگ تھے، عم مبارک
 نوٹ سال سے متجاوز تھے، متواضع، سنجیدہ اور با افاق شخصیت کے آدمی تھے، حق تعالیٰ ہاں ہاں
 مغفرت فرما کر ان کو درجات عالیہ نصیب فرمائے، صحیح بخاری میں حضرت مردس سلمیٰ کی روایت
 سے یہ حدیث مروی ہے کہ نبی کریم علی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مذہب الصالحون انہم ذرۃ
 و یبقی حفلة کحفلة الشعیر أو التمر لا یبکی اللہ بشہد بالذہب بین صالحین یکے بعد
 دیگرے طبقہ بہ طبقہ رخصت ہوتے جائیں گے اور آخر میں ایسے نیکے لوگ رہ جائیں گے جیسے
 جو یا کھجور کا ردی حصہ رہ جاتا ہے جن کی اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی قدر و قیمت نہیں ہوگی۔ جن
 صالحین کا وجود اس عالم کے لئے باعث رحمت و موجب خیر و برکت ہے فاجر ہے کہ ان کے
 اٹھ جانے سے خیر و برکت کا وہ حصہ بھی دنیا سے اٹھ جاتا ہے، ان لہ ما أخذ ولہ ما عصى و کل
 شیء عندہ الی اجل مسنی رب شہ اللہ کے لئے ہے جو کچھ وہ لیتا ہے اور جو کچھ دیتا ہے اللہ
 تعالیٰ کے ہاں برحقین کا وقت مقرر ہے)

ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ

حضرت مولانا محمد انوری رحمہ اللہ

افسوس ہے کہ اہل اللہ کے قافلے عالمہ حضرت کی طرف جا رہے ہیں اور دنیا ان کے انوار
 و برکات سے محروم ہوتی جا رہی ہے۔

مردی، القعدہ ۹۹، حصہ ۱، مطابق ۲۲ جنوری، ۱۹۸۰ء کو حضرت مولانا محمد انوری کا دل بولنے لگا، آباء
 میں تقریباً ۷۰ سال کی عمر میں وصال ہوا، مرحوم تار سے دور کے جمید عالم اور صاحب سلسلہ بزرگ
 تھے جس سے حضرت شیخ الہند کی ماٹھ سے واپسی ہوئی، اسی سال مرحوم دورہ حدیث کے لئے
 درعلوم دیوبند حاضر ہوئے، امام احمدیہ حضرت مولانا محمد درشاہ صاحب حضرت مولانا مفتی
 عزیز الرحمن صاحب حضرت مولانا سید صفر حسین صاحب و حضرت مولانا محمد احمد صاحب رشید
 حضرت مولانا قادیان رحمہ اللہ سے حدیث پڑھنی، حضرت شیخ الہند سے بیعت ہوئے، آپ کے

بعد حضرت قدس سرہ نے عجب نقادوں کے پاس پوری سے بیعت کی اور خلافت و اجازت سے مشرف
ہوئے۔ حضرت شاہ صاحب سے خاص شغف و تعلق تھا اس لئے بڑی اہمیت سے بڑی خوبیا
کے بزرگ تھے۔ بہت سے لوگ آپ کی تعلیم و تربیت سے مستفید ہوئے۔

وَبِحَمْدِ اللَّهِ رَحْمَةً وَنِعْمَةً. اللَّهُمَّ أَنْتَ مَنَزَلَهُ وَوَسَّعَ مَدْحَهُ ۝ بِدَعْوَةِ

وَرِاضَةٍ مِنْ دَرْدِ وَأَهْلٍ خَيْرٍ، مَنْ أَهْلَهُ وَتَقَبَّلَ حَسَنَاتِهِ وَرَفَعَ دَرَجَاتِهِ.

صاحبِ دہلیؒ نے فرمایا ہے کہ میں نے آپ کے جانشین ہیں، حق تعالیٰ سے دعا ہے کہ

وہ اس دعا سے قبول فرمائیے کہ جانشین بنائے۔

مولانا شاہ محمد یعقوب صاحب مجری

کربلا کی سرزمین تاریخی کے کس درمیں علی دہلیؒ اور اہل نفس و کمالات کا مرکز ہے
حضرت شاہ محمد یعقوب صاحب مجریؒ کی ہستی انہی ربابِ مقربوں میں سے ہے جن کا پیش
سرزمین میں باری و سرور محمد و رحیم کی بہت ک برکات سے قلوب مہر ہوتے تھے۔ سربراہ
برسیت کی بات ہے کہ رقم الحروف حضرت مولانا سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ کی دعوت پر بیرون
کیا تھا حضرت سید صاحب کی جہانِ ماضی میں شہرت شہب ہو۔ اس وقت سید صاحب تہذیب و ثقافت
نہیں، اس کا چوں کے مہر پرست کی جہت سے کہو پاں میں قیام فرماتے۔ سید صاحب نے اپنے
تھکا کہ رسی بھوپاں کو خواہش سے کہ بہ سرزمینِ دوہرا میں مرکز بنے۔ سید صاحب کا سرکار
جہان میں ان کی رفعت و تہذیب و کرم، غرض میں سید بھوپاں جو نامور تھے، جو کہ
سید صاحب کی ہستی میں درجہ ہے۔ شہرت درجہ ہے۔ بڑا بڑا بڑے ہوتے تھے کہیں در
کے مدد سے درجہ سید صاحب دہلیؒ سے بن کر تھے، بڑے دن فرما کر وہاں ایک صاحب دہلی
بزرگ ہندوئی طریقہ کے تھے، ان کے ذہن جہان کے۔ پھر پھر سید صاحب کی محبت و شفقت
میں حضرت مولانا کی زیرت کا مشرف حاصل ہوئے۔ سید صاحب نے رقم حروف کافی رقم کر دی۔
ان موش بزرگ کے کھٹ و غریب، کہ کوئی موش ہیں اور باقی شہیت و نورانی چہرہ، جسے سید

تسبیح بدست و پر گئے مومن ناشتہ نہ دیتے تھے مگر وہی بڑے ہی سائنس دان تھے جنہوں نے یہ سائنس
 کی دیکھ کر کوئی بات بے یقینی نہیں، غرض کہ اس کے بعد بڑے بڑے سائنس دانوں نے اس کے بارے میں تحقیق کر لی
 اور کہا کہ قمریہ جنوں ایک دو ساعیہ ہے اور اس کے دوران میں سائنس دانوں نے اس کے بارے میں تحقیق کر لی
 مومنوں کے لئے گھر سے گھر تک یہ دیکھ کر بڑے ہی حیران ہوئے کہ یہ سائنس دانوں نے اس کے بارے میں تحقیق کر لی
 شریف شریف مومنوں کے مومنوں کے مومنوں کے مومنوں کے مومنوں کے مومنوں کے مومنوں کے مومنوں کے
 واصل بحق ہونے اور اس طرح ہندوستان کی سرزمین پر ایک اور سائنس دانوں کے مومنوں کے مومنوں کے
 ہو گئے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ

انتہائی عمدہ سبب جو جہاں سب سے زیادہ سائنس دانوں کی طرف سے سائنس دانوں
 یاد آتا ہے اور عبادت اللہ اور اذکار اللہ سائنس دانوں کے لئے بہت ہی عمدہ سبب ہے اور سائنس دانوں کے لئے
 سے یاد آتا ہے جن کی صحبت سے سب سے زیادہ سائنس دانوں کی صحبت سے سائنس دانوں کی صحبت سے
 کا کہ سب سے زیادہ سائنس دانوں کے لئے سائنس دانوں کے لئے سائنس دانوں کے لئے سائنس دانوں کے لئے
 آخرت کی طرف تیزی سے چل رہے ہیں اور یہ سبب سائنس دانوں کے لئے سائنس دانوں کے لئے سائنس دانوں کے لئے
 سائنس دانوں کے لئے سائنس دانوں کے لئے سائنس دانوں کے لئے سائنس دانوں کے لئے سائنس دانوں کے لئے
 سائنس دانوں کے لئے سائنس دانوں کے لئے سائنس دانوں کے لئے سائنس دانوں کے لئے سائنس دانوں کے لئے
 سائنس دانوں کے لئے سائنس دانوں کے لئے سائنس دانوں کے لئے سائنس دانوں کے لئے سائنس دانوں کے لئے

مولانا عبد الشکور رحمہ اللہ

دوسرے بزرگ حضرت مولانا عبد الشکور صاحب موصوفی بہبودی نفع کیلئے پورے علاقہ پٹیچہ کے
 رستہ و سبب سے متعلق تمام بنیادیں ہیں و غرض کہ پانچویں و چھٹی و سبب سے متعلق بنیادیں
 مبراہین میں مذکور ہیں کہ ان کے نام ہیں مدرسہ اسلامیہ پٹیچہ پورے علاقہ پٹیچہ
 ہونے و فوت کے بعد وہیں مدرسہ ہونے و بنیادیں وہیں شیخ تفسیر کے عہد سے پر
 ن رہے۔ تمام زندگی یہ نہ و سبب میں گذری ہوگی، ربانیتیں اور رحمت کی بڑی نشانی
 ہے، جو صد و رستہ صحت خراب ہو چکی تھی، روپ مندی میں جو صد تک عورت ہار کی رہا آخر
 میں فی فیستے کتا کر عام آخرت کا رخ کیا و روپ مندی میں و نسل ہی ہوئے و اپنے
 مکان صلی بہبودی نفع کیلئے پورے علاقہ میں رہتے ہیں کو پٹیچہ ناک کیا گیا، حق تعالیٰ اپنی رحمت
 و مغفرت و صفوں سے ہمیں فرمائے آمین

قُلْ مَنْ حَيَّرَ بَيْنَ عَائِشَةٍ وَخَبْرَةٍ فَلْيَلْزِمْنَا الْوَجْهَ الْأَيْمَنَ
 مِنْهُمْ ذَاكَ الْمَذْهَبُ الْيَسِيرُ

حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری

الحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

خاتمة النبيين ورسيد المرسلين الأتقياء محمد وآله الأئمة وصحبه

الأذكياء، صدامي النعمان، وليي القلوب بالعلماء، وبعدي

۲ شعبان ۱۳۵۰ م مطابق ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۱ء بروز جمعرات بوقت ۱۲ بجے حضرت مولانا

خیر محمد صاحب جالندھری بنی خیر المدارس میں ممتان میں عالم فانی سے رحلت فرماتے ہوئے

توسلے۔ راقیہ وراثت الیہ راجعہ۔ بد شبہ موت و حیات اس عالم کون و لہ کون

سب سے پہلے ہو آیا وہ رہنے کے لئے نہیں بلکہ جانے کے لئے ہی آیا۔ آنا اور جانا سنت بنی

آدم ہے۔ ورنہ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ، حق تعالیٰ کا کھوئی امر ہے جس سے کون

مخلص نہیں، یہاں میر و منیر، تسلیہ و انتیاد اور رضا بالرضا کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔

لَا تَأْتِيهِمْ فِيهِمْ مَّا أُخِذَ وَلَئِنْ مَّا أُخِذَ وَ لَوْ شِئْنَا لَنُفِثَ بِهِمْ جُلُوسًا

تاہم بعض شخصیتیں قافہ بستی کے لئے مینار بن رہی ہیں، ان کے وجود مسعود سے

نہرو دانش، زبد و لؤلؤ کی اور یقین و معرفت کی بنیادیں ستور ہوئی ہیں اور ان کے دم

قد سے دم نبوت کا وقار قائم رہتا ہے، ان کے چہرے کے بعد ایسا رخ پیدا ہو جاتا ہے

کہ مستقبل میں ان کے پیر ہو سکیں کوئی صورت نظر نہیں آتی، حضرت مولانا مرحوم کا شمار بنی

جامع انکسارت میں ہوتا ہے، وہ نہ صرف اپنے دور کے بہتیدار و ممتاز عالم تھے بلکہ بڑے

عقل و متین اور بہرہ مند تھے، وہ وقار کا مجسمہ اور خدائے ربی و الہیت کا بہترین نمونہ تھے۔

ان کی موت عین دانش و وقار تھی و انتہا میں درکارم خدق کی موت ہے، ان کے

وجود سے علم اور غما کا وقار قائم رہتا، ان کا علمی غنیمت باقی تھی، ارشاد دو عالم کی شمعیں

روشن تھیں اور صرح در تہیہ کی شمعیں باد و بارق تھیں، پاکستان کے مرکزی و تاریخی

شہر ممتان میں ان کا مدرسہ "خیر المدارس" سمب باسمی تھا، جہاں تعلیم و تدریس کے ساتھ

ترکیب فنون صرح خرق و تربیت، قریب کی طرف بھی توجہ تھی، صورت کے ساتھ روح بھی

تھی۔ صفائی و طہارت میں خنہ جوی مہیا نہ تھا، یوں تو حضرت مرحوم کی شخصیت بھانہ بھون اور دیوبند سے تعلق و وجہ سے شہرہ آفاق تھی، آپ حضرت حکیم رحمت اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز و درجہ و دیوبند کی مجلس شوریٰ کے رکن رہتے تھے، لیکن حضرت مرحوم کو قریب سے دیکھنے اور سمجھنے کا موقع اس وقت ملا جب کہ دینی درس گاہوں کو تنظیم "وفاق المدارس" کی بنیاد پڑی اور وفاق المدارس کے اجتماعات میں ان سے مصاحبت و ہم نشینی کے مواقع میسر آئے، انہیں جذبات سے بہتر و حش و عفت سے پاک دیکھا، ان کے رگ و ریشہ میں عش و عش و رحم و تدبیر کوٹ کوٹ کر بھرا تھا، خشیت الہیہ و رطیف روح تھے، بڑی قابل قدر ہستی تھی، حق تعالیٰ ان کو عفو و مغفرت و رحمت و رضوان کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز فرمائے، صاحبزادگان گرامی مومن حضرت رشید احمد مومن حافظ محمد شریف اور مومنہ حافتہ عبدالحق کو حضرت مرحوم کا صلیح و جانشین بنائے اور ان کے آثار بقیہ برقاہ و دھار رکھے۔

یک حدیث میں ہے۔

بذهب الصالحون لا یر
ذلاؤن ویبقی صفالۃ
کصفالۃ الشمس
والتمر لا یبالیہ
اللہ بالہ

یک حدیث میں ہے۔

ان اللہ تعالیٰ لا یقبض
العلم الا من یتزجہ
من قلوب العباد ولکن
یقبضہ بقبض العلماء
حق ذالک یبقی عام

نیک لوگ یکے بعد دیگرے اُٹتے جائیں
گے اور انسانیت کی تہمت پیچھے رہ
جائے گی جیسا کہ روکی ہو اور کھجور رہ جائے
ہیں، حق تعالیٰ ان کی کوئی پرواہ
نہیں کرے گا۔

بے شک اللہ تعالیٰ اس علم کو اس طرح قبض
نہیں کرے گا کہ بندوں کے سینوں سے چین
سے بیکہ قبض علم کی صورت یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ
عماد کو اٹھا کر رہے گا، یہاں تک کہ جب
ایک عالم بھی باقی نہیں چھوڑے گا تو لوگ جانیں

تَقْضِیَ لَکَ سِرُّ رُؤْسا حُجَّیْکَ
 قَسْبُوا فَا فُتُو اِبْغِیْرِ عِلْمِ
 کو پیشوا بنا لیں گے، ن سے سورت ہوں گے
 وہ بغیر جانے بوجہ فتوے دینے کے خود بھی مرد
 ہوں گے اور دوسروں کو بھی مرد کریں گے۔

ن دونوں چیزوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بقائے سنیت کا ہر دو چیزوں پرستہ
 عدم صحیح اور عمل صحیح۔

یہ دونوں چیزیں سنیت کے بنیادی جوہر ہیں اور ان دونوں کی موت سنیت
 سنیت کی موت ہے جو حضرات علم و عمل کے جامع اور سنیت کے عین نمونہ ہیں۔ ان
 کے بتدریج کٹتے چلے جانے سے یہ دونوں چیزیں اٹھتی جا رہی ہیں اور سنیت بتدریج
 دستور ربی ہے، کسی زمانے میں کافروں سے جو خدائی نمونے دیکھنے میں آتے ہیں اب
 وہ مسلمانوں میں بھی مشکل نظر آتے ہیں، نصرت صدیقی پہلے کے فاسق و فاجر ہیں ہندی
 کر دیکھا نہ کرتے تھے، وہ آج کے بہت سے صاحبین ہیں مفتودست، ورکے غم
 پہلے کے می ورجابل خدا ترسی و دین شکاری کا جو نمونہ پیش کرتے تھے وہ آج کے بن
 علم و دانش کے یہاں عتقا ہے، جس طرح انہوں کی جہاں فی صحت نس بعد نسل مڑ رہی
 جا رہی ہے اسی طرح خدائی صحت بھی دن بدن رُوبزوال ہے، آج کل عام طور پر
 انسان انسان نہیں، ان سنیت کی جتنی پھرتی رہیں ہیں جو حیات مستقر کا ہر گز نقص
 پر اٹھاتے پھر رہی ہیں ورفضائے بسیہ کو اپنے تعفن سے مسموم کر رہی ہے۔

نستند آدم خدو آدم اند

یں بہب نہ در غلاف آدم اند

جس مسمی موت کا لایق سنیت کے دسترخوت سے قیمتی دواں کو ہستہ
 نجات جا رہا ہے و رب سنیت کے ڈھیر میں خاں خاں حضرت یہ نظر آتے ہیں
 جو سنیت کے اخدائی ہو کر کے، امن ہوں جن کے سیرت دکر دکر دیکھ کر انسانی سیرت
 کی نوک بہک درست کی جائے۔

ن کہہ کے ساخو رتھاں کا یک مناک پسو یہ ہے کہ مست ن فیوض و برکات

سے نور ہو جاتی ہے جن کا تعلق ن کی ذات سے ہوتا ہے، ن کی دعا سے نیم شبی،
بارگاہِ خروند کی میں ن کی گرہ و زریں پوری اُمت کے لئے ن کا سر پا سوز و گداز
صدرِ حُجرت کی فکر و تکیہ، یہ چیزیں ن کی ذات ہی کے ساتھ شخصیت ہو جاتی ہیں اور
اُمت کے لئے میں شخصیات کی کوئی ترقی نہ ممکن ہو جاتی ہے۔

حدودِ زین ہر بزرگ کے ساتھ تعلق مع اللہ کی ایک نسبت قائم ہوتی ہے جو اُمت
میں قبولِ باقی کی ایک خاص استعداد پیدا کرتی ہے، اس نسبت کے ختم ہو جانے کے
بعد قبولِ باقی کی استعداد کا رنگ وہ نہیں رہتا جو پہلے تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی ذات قدس کی محبت و معیت کی وجہ سے میانِ زمین و آسمان کا ہولناک فرق تھانے والی وحی
کے مشاہدہ سے جو کیفیت حاصل ہوتی تھی جبرئیل علیہ السلام کی مدد سے جو مہر و اثرات
قبول پر نازل ہوتے تھے اور اس کی وجہ سے تعلق مع اللہ کی جو نسبت قائم ہوتی تھی،
دورِ نبوت کے بعد اسے آخر کس طرح حاصل کیا جاسکتا ہے، اس حقیقت کی طرف اشارہ
کرتے ہوئے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

وَمَا لِفَضْلِنَا أُبْدِينَا ہم بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل سے
مِنَ الْقُرْبِ كَأَلْفُونَ فارغ بھی نہ ہو پائے تھے کہ ہمارے قلوب
قُوبِينَا کی وہ کیفیت باقی نہ رہی۔

خوب آفتاب کے بعد آپ روشنی کے بیروں و سامان جمع کریں، مگر وہ روشنی
برسرِ رت ہو و جو آفتاب سے حاصل ہوتی ہے کسی طرح حاصل نہیں ہو سکتی، اسی
رحِ خدایتِ رشہ کے چروں اور میں نسبت مع اللہ کا رنگ بدستار ہے، دورِ
نورِ نبوت کی برکات بھی وہیں نہ سکیں نہ دورِ نبوت کی نسبت کو واپس لیا جاسکا۔

فرض کیجئے ایک مکان میں بے شمار قمقمے روشن ہیں جو اپنی تابانی و مصیبا پاشی میں
مختلف ہیں مگر ان کو یکے بعد دیگرے کل کر دیا جائے، تو تیریں روشنی مدغم ہوتے
ہوتے یکے شمع ہو جائیں گی اور پورے ماحول پر تاریکی کے مہرِیب ساٹے منہ رہیں گے
کے، اسی طرح میں اللہ کا وجود میں کائنات کے لئے رشہ و برکت کی قندیل ہے،

جوں جوں اہل اللہ اس عالم سے روپوش ہوتے جا رہے ہیں ہدایت کا نور مدد تم
 بڑتا جا رہا ہے اور آہستہ آہستہ یہ کائنات کفر و منکارت کی تاریکیوں کی ہیبت میں آتی
 جا رہی ہے اور قلوب سے نورِ حقیقین مٹ جا رہا ہے اور حبِ رُشد و ہدایت کی
 ایک بھی شمع باقی نہیں رہے گی اور ہر چہاں جاں نیاں سے تاریکی چھا جائے گی تو اس
 عالم کی ہمارے کو پیٹ دیا جائے، رشتہ بنوی ہے۔

در لا تقوم الساعة
 حتی یقات فی کأس ص
 اللہ اللہ لا تقوم الساعة
 الا علی شرار الخلق

قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک
 زمین میں اللہ اللہ کہا جاتا ہے
 قیامت اس وقت قائم ہوں گی کہ
 صرف شریر لوگ باقی رہ جائیں گے۔

اوپر جو کچھ عرض کیا گیا ہے اس سے مقصود صرف یامن اور حسرت کے افسوس بھانا نہیں
 بلکہ اس بات کی طرف متوجہ کرنا ہے کہ جتنے یا خدا بزرگ موجود ہیں ان کے وجود کو
 غنیمت سمجھ کر زیادہ سے زیادہ استفادہ کی کوشش کی جائے، افسوس کے دُعا
 میں فتنوں پر فتنے بڑھتے جا رہے ہیں اور جن حضرات کا وجود ان فتنوں کے لئے
 سدا رہا تھا وہ بتدریج اُٹھتے جا رہے ہیں۔

حق تعالیٰ کے مقبول بندوں کو مرنے کا غم نہیں، وہ تو مرنے کی خوشی میں جیتے
 ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رشتہ ہے۔

در تحفة المؤمن موت
 مؤمن کا تحفہ موت ہے۔

دن کی زندگی کا ایک ایک دن موت کے انتظار میں گنتا ہے، موت کا دن دن
 کے لئے فرح و نیش اور خوشی اور مسرت کا دن ہوتا ہے، دن کے نزدیک موت
 ہی وہ ہیل ہے عبور کر کے وہ اپنے محبوب حقیقی تک پہنچ سکتے ہیں، وہ حق تعالیٰ
 کے لئے جیتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

نَفْسٍ مِنْ دَانِ نَفْسِهِ
وَعَسَىٰ مَا بَعْدَ الْمَوْتِ
وَالْفِجْرُ مِنْ تَنْبِيحِ
نَفْسِهِ لَمَّا وَفَّقَتِ
عَلَى اللَّهِ زُهْرَانِ

وَنَفْسٍ مِنْ دَانِ نَفْسِهِ
وَعَسَىٰ مَا بَعْدَ الْمَوْتِ
وَالْفِجْرُ مِنْ تَنْبِيحِ
نَفْسِهِ لَمَّا وَفَّقَتِ
عَلَى اللَّهِ زُهْرَانِ

وَحَسْبُ اللَّهِ حَقَّ حَقِّهِ
وَحَسْبُ اللَّهِ حَقَّ حَقِّهِ

نَفْسٍ مِنْ دَانِ نَفْسِهِ

حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ تعالیٰ

۲۴ ستمبر ۱۳۹۴ء پر ۱۱ بروز بدھ صبحی و دینی دنیا کو ایک عظیم سا خدائے
اس دن ان کے بعد چار سب فوج پر اس صبحی کہ حضرت مولانا محمد علی جالندھری ۲۲ کڑی سن منٹ پر
مکان میں وصل بحق ہوئے، ان کے بعد راجعون۔

حضرت مولانا جالندھری مرحوم دور حاضر کے علم وین میں بڑی خوبیوں کے دیئے۔
قل، مدبر، ذکی، بہادری، جنائش، متواضع، باوقار اور نکتہ جہد کرنا والے انسان تھے۔
علمی و دینی کمالات کے ساتھ نہایت منکر المزاج و رخصت موشل جمع کیونکہ رخصت موشل متحرک و پرجوش تھے۔
جب کسی جلسہ کا حکم کیٹیج پر تقریر شروع کرتے تو محدود ہو تاکہ موشل مندر کی موجود نہ ہو۔ ایک
بہ کا نام شروع ہو گیا، تقریر نہایت مدلل و مؤثر ہوتی، موضوعات پر بھی نہ جاتے تھے۔
سامعین کو سمجھانے کی فوق العادہ قوت حق تعالیٰ نے ان پر فرمائی تھی، انھوں نے علمی مسائل کی تشہیر و
مشاورت زمین نشین کرانے میں اپنے ہمسریں بے نظیر تھے، اسلام کے بنیادی عقیدہ و قوت
کے جائز، رذوق و یانیت کے امام، رفرنس و شیع اور بدعت و الحاد کی تردید کیا کرتے تھے۔
پیارے کتب خانے بستان پور تھے اور عوام و خواص میں یکساں مقبول تھے۔

مترجم نے نصف صدی سے زیادہ ہمیشہ جہاد دینی، علمی اور سیاسی خدمات انجام دیں۔
امام الخلیفہ حضرت سید علی، اللہ شاہ بخاری کے رفیق کار رہے اور اس سے پہلے صدر کتب خانہ
مولانا خیر علیہ جالندھری کے خیرامد رس میں دست راست رہے۔ مکان میں مرکزی دفتر قوت
کی ایک لاکھ کی شاندار عمارت یادگار چھوڑی جو دعوت و ارشاد کا مرکز و مسبقین قوت نبوت کی تربیت
ہے اس کے مدد و مغربی پاکستان میں قوت نبوت کے مرکزی مرکز اور ان میں دفتر مسبقین قوت
مسبقین کا دفتر مکیا۔

مولانا مرحوم دار حرم دیوبند کے مایہ ناز فارغ التحصیل امام العصر حضرت مولانا سید محمد خورشید
کے شاگرد تھے اور حضرت مولانا عبد ستار راہپوری سے بیعت کا شرف حاصل کیا تھا۔ یہ پڑتانا جبکہ
تیس سال قبل۔ بعد کی ایک کانفرنس میں جو ہناب نمودنوں نے کی کی کوشش سے ہو رہی تھی مولانا

مجموع کی تقریر پہلی باکستی در وہیں سمجھتے ہوئے تا بعد شکوہ کھنوی کی تقریر سنی تھی، پاکستان بننے کے
بعد مختلف مجالس میں وائس ختم نبوت کی شوری کے متعدد اجتماعات میں انہیں نہایت قریب سے
دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ بدشعبہ ن کی وقت، موجودہ وقت میں جبکہ سرپر قادیانیت و الحاد کی کھٹاک
چھائی ہوئی ہیں است سدمیہ اور مسلمانان پاکستان کے لئے بڑا دردناک سانحہ ہے۔

مصائب شتی جمعت فی مصیبة وہ یکنہ حتی ففتیہ مصائب
آپ کی موت کے حادثہ میں کئی مصیبتیں جمع ہو گئیں ہیں اور اس کے بعد تو کیا سکتا ہے مصائب پر مصائب
شروع ہو گئے۔

حق تعالیٰ کی مشیت بریں پر نہایت غمی و درینی دور ختم ہوتا جا رہا ہے اور یہاں وہ دینی کا دور
بڑی سرعت سے آرہا ہے ذی اللہ مشکلی، حق تعالیٰ کے جوہر کو اپنی رحمت و رضوان کے اس مقام پر فائز
فرما کر بہت لغز و وس نصیب فرمائے گی تا مہر زرت و سیئات معاف فرمائے اور مجدد نسل اور ان کے
امداد کو ان کی جانشینی کی توفیق عطا فرمائے آمین یہ شانی ۱۳۹۰ھ

حضرت مولانا خورشید بخش مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ

ماہ ربیع الثانی ۱۳۱۱ھ میں جناب مولانا خورشید بخش صاحب مدنی وصال پائی ہوئے۔ انہوں نے اپنی عمر میں جو کچھ حاصل کیا وہ سب سادہ مزاج کیونچہ وہ اپنے ہر لمحے میں
روزانہ تہجد پڑھتے مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے عشاق و عقیدت مندوں میں سے تھے جن کی
موت کو درجہات عالیہ سے عزت العزائم سے سرفراز فرماتے۔

حضرت مولانا سید محمود احمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ

ماہ ربیع الثانی ۱۳۱۱ھ میں جناب مولانا سید محمود احمد صاحب مدنی کا وصال ہوا۔
تفلیک حیات ۷۷ سال تک کی زندگی آباد ہوا۔ دستان سے مدینہ منورہ حریٹ کر کے پہنچا تھا۔ حضرت مولانا
حسین احمد صاحب رحمہ اللہ کے داماد بن اور بھائی ہیں۔ ہر وقت کا یہ آخری مسافر تھا جو غایت کے
پر روات ہوا۔ عقل و تدبر و مہارت و وقار و سنجیدگی میں بے نظیر تھے۔ سنہ ۱۳۱۱ھ میں وصال پائی۔
ہاگاموں کو درانت میں ملتا تھا۔ حضرت مدنی رحمہ اللہ، عشاق و مہاجرات میں سے تھے۔
میلاد کی شب کو ان کی وفات ہوئی۔ حضرت مولانا مدنی کے بڑے بھائی تھے۔ سب
احمد بانی المدارس شہ عتبہ لیتا تھا۔ یہ اپنے اپنی باپ کی نسبت و بزرگی ہیں۔ در توجہ ہیں۔ ممتاز
تھے۔ ان کے در حال کے یہ بزرگوار مولانا سید محمود احمد صاحب اپنی ذہانت و مہارت
نما سید تھے۔ وہ تماشائی تھے۔ مہارت و مہارت اور عربی کے ساتھ بھی تھے۔ تسمیں
مہارت مدینہ لیتا تھا۔ ان کے بزرگوار مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی وصال
پائی۔ مہارت کے یہ شیخ و بزرگوار مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی جو پست و سادہ
کے گھر تھے۔ ان کے بزرگوار مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی وصال پائی۔
حضرت در سنت و مہارت تھے۔ مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی وصال پائی۔
تھیں۔ مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی وصال پائی۔

اسے ہم نفسانِ محفل ما

رفیقہ و لے نہ از دل ما

حق تعالیٰ مرحوم کی بال بال مغفرت فرما کر رحمت و رضوان کے اعلیٰ مقامات نصیب فرمائے۔

شیخ محمد نصیف رحمہ اللہ تعالیٰ

اوائلِ رجب ۱۲۹۱ھ میں سرزمینِ حجاز کے ایک ممتاز و وجیہ عالم و ربانی نفس رئیس شیخ محمد نصیف کا جدہ میں انتقال ہوا۔ مرحوم جدہ کے قدیم ترین باشندے تھے ان کے آباؤ اجداد عہدِ عثمانی میں بہت معزز تھے۔ حبشہ سے جو سیاہ نام غنٹ غلام درآمد کئے جاتے تھے اور عہدِ عثمانی میں حرم سر کی خدمت یا حرمین شریفین کی خدمات کے لئے جن کو مقرب کیا جاتا تھا، جنہیں خواجہ سرا یا عانی کہتے تھے۔ ان کی جمعہ - کہا جاتا ہے، ان کی دینی تعلیم و تربیت اور آداب خدمت آموزی کا فریضہ سنی خاندان کے پر و تھا۔ اسی وجہ سے سین آل عثمان کے ہاں ان کے اسراف کی بڑی عزت تھی۔ سعودی حکومت کے پہلے فرمانروا ملک عبد العزیز مرحوم کے بھی ان سے بردارہ تعلقات تھے۔ جدہ میں جب تک سرکاری کمالات نہیں بنی تھیں شاہ عبد العزیز مرحوم انہی کے مہمان ہوتے تھے، شاہ سعود بن عبد العزیز سے بھی یہی تعلق رہا اور حجاز و نجد کے موجودہ حکمران شاہ فیصل سے بھی خوشگوار تعلقات تھے۔ مرحوم انتہائی کریم، بنفس در بخلاق ماسکتہ۔ جو دو سنا کا پیر، قنات و عزانت کا لجمہ اور نہ قامت، خوب رو، دو سرا بدن، باوقار شخصیت، جاذبِ نظر صورت، شلفہ مزاج، خوش خلاق اور خوش پوش۔

ایک عظیم الشان کتب خانہ کے مالک تھے جس میں سولہ ہزار کتابیں جمع تھیں، قیمتی نوادرات کا بھی بڑا ذخیرہ تھا، ملاحد سے شوق در کتابوں کی عمدہ سے عمدہ بندہ کی کاغذی نسخی ذوق تھا۔ ملاحد سے نہاد و میثاک کے اہل علم سے رو بہد و تعلقات تھے، ملاحد چچ میں ات کا دوست خانہ میں ملاحد کا بہن نماز بن جاتا تھا۔

اصل سے شافعی مذہب تھے لیکن حنفی، شافعی، مالکی جنہی سبھی قسم کے اساتذہ سے کتاب فیض کیا تھا ان لئے مذہبی تعصب سے بالترتیب حنفی، مالکی، شافعی، مالکی جنہی سبھی قسم کے اساتذہ سے کتاب فیض کیا تھا ان لئے مذہبی تعصب سے بالترتیب حنفی، مالکی، شافعی، مالکی جنہی سبھی قسم کے اساتذہ سے کتاب فیض کیا تھا

حضرت مولانا محمد رسول خاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

ماہ رمضان مبارک شہر میں حضرت مولانا محمد رسول خاں صاحب کائنات دست در
تدریس کی ایسی جامع ترین شخصیت کی بکرہ خاں جو کئی کئی صدیوں میں بھی مسکے پڑے ہوئے کی
توقع نہیں ہو سکتی تھی اور سب سے بڑی عالم تھے جن کی زندگی کے سب سے بڑے کام تھے
تدریس میں گذشتہ جن میں پورے پچاس سال تھے اور پورے پچاس سال تدریس میں ہر روز
اور بندے فرغت تھی علم کے بعد مدرسہ احمدیہ اسلام پورہ میں مدرسہ ہندوستان
کے بعد دارالعلوم دیوبند کے اکابر و ربوبیت کی خدمت میں پروردگار علوم میں ہیں اور حضرت
مولانا مفتی انور شاہ اور حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی اور حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب
دعوت مولانا مفتی احمد صاحب وغیرہ اکابر و ماسکین سب شریک ہوئے۔ مولانا نے کئی
دور میں دیا اور دارالعلوم میں ان کی شخصیت کی دھماکے کی گئی۔ مرحوم کو حدیث میں حضرت مولانا
شیخ الحدیث مولانا محمد رسول خاں صاحب رحمہ اللہ سے شرف تلمذ حاصل تھا اور عقولیت کی آخر تک تائید اپنے تئیں
حضرت مولانا محمد رسول خاں صاحب ہزاروں سے بڑی تھی اور ان کی کتابوں میں وہ اپنے سارے
کے تئیں بانشین ہوئے۔ دارالعلوم کے آخری علمی دور میں اصول فقہ معتول و فلسفہ کائنات کی تائید
قائم مبارک مدائے توحید و تلوین مسلمہ ثبوت بصرہ شمس باز فہم دو بزرگوں کے درمیان
دائرہ سائرتھیں اور وہ بہ سبیل تناوب انہیں پڑھایا کرتے تھے ان میں ایک حضرت مرحوم تھے اور
دوسری شخصیت حضرت مولانا شبیر احمد صاحب بیاد کی تھی جو بن علوم و فنون کے امام تھے آخری
زمانہ کتابوں میں دونوں بزرگوں سے راقم الحروف کو شرف تلمذ حاصل ہے مرحوم درسیات کے تئیں
عام فتنے معتول و معتول دونوں کے ہتھ میں مدرسے حسن تعبیر پر بڑی قدرت حاصل تھی لیکن
تعبیرت معتول طرز کی ہوتی تھیں بہت نامایتہ منتہی فرمایا کرتے تھے جو بہ صورت خوش و خوش
خوش اتفاقاً منع باوقار بزرگ تھے آخری زمانہ خصوصیات نامہ میں تقریر باہر میں
کا بہ مدرسہ میں گذشتہ سائنس اور طبیعات کا بنیادی پورے کئی کے شبہ عدم مشائی ہیں اور
فصل کی کتاب میں پڑھا میں آخر میں جامعہ شریفہ مدرسہ میں فیہ مدرسہ دور میں کوئی کام
نہیں ہوا جو باواسطہ یا باواسطہ آپ کا سا کردار ہو، شیخ بزرگ تھیں بندہ میں یک کلام

مولانا حکیم عبدالحمید لائل پوری رحمہ اللہ تعالیٰ

گزشتہ ماہ ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ کی ۲۶ اور فروری ۱۹۶۵ء کی ۱۲ تاریخ کو پاکستان ایک عالم ربانی سے خدوم ہوا۔ مولانا حافظ حکیم عبدالحمید صاحب لائل پوری نابینا کی وفات ہوئی،
 رحمۃ اللہ علیہ۔ مولانا نے باوجود بصرے کے نہ ہونے کے نہایت التزام
 کے ساتھ تمام درس نظامی کی کتابوں سے فراغت پائی اور ہمیشہ اپنے حلقہ درس میں ممتاز رہے،
 اور علمی مہر وں سے کامیاب ہوتے رہے۔ حق تعالیٰ نے بصارت کی نعمت کی جگہ تمام علوم اسلامیہ
 عربیہ میں بصیرت عطا فرمائی تھی، علوم اسلامیہ کے فیصل تھے، انگریزی کے گریجویٹ تھے،
 حاذق طبیب تھے، عمدہ خطیب اور کامیاب مناظر تھے، رد قادیانیت میں ممتاز تھے، علم و علم
 و علمی کتابوں کے محب صادق تھے، سنجیدہ، باوقار، قدیم و جدید کے مجمع البحرین تھے، ان سب
 کمالات کے ساتھ اخلاص کی نعمت سے سرفراز تھے، الغرض بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔
 بینائی کی معذورتی کی وجہ سے طبی علمی میں ایک معاون رفیق طالب علم کو ساتھ رکھتے تھے اور
 اس کے مصارف بھی برداشت کرتے تھے، ابتدائی کتابیں غالباً اپنے وطن میں پڑھیں، پھر
 دیوبند پہنچے اور دارالعلوم کے فنیس سے میراب ہوئے، ادب کی ایک کتاب میں ۴۰ سال قبل
 میرتہم درس بھی رہے اور اتفاق سے اس کتاب کے ایک امتحان میں اردو ۱۰ طلبہ میں ہم
 دونوں ممتاز ترین مہر وں سے ایک درجہ میں کامیاب ہوئے اور پورے مہر وں سے ۵ نمبر زائد
 ملے، یہ وہ دور تھا کہ ایک سال بعد امام العصر حضرت مولانا انور شاہ رحمہ اللہ دارالعلوم کے
 عہدہ صدارت سے مستعفی ہو گئے تھے اور ڈاکٹر اجمیل منٹو سورت میں جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین
 قائم ہوا اور وہاں نشر ایجنسی لگ گئی تھی، مجھ سے ایک سال بعد حضرت امام العصر رحمہ اللہ
 کی خدمت میں درس صحیح بخاری شریف کا فیض حاصل کیا اور حدیث کی بقیہ کتابیں وہیں
 ڈاکٹر اجمیل میں پڑھیں، ان کے منہ خرا کا ایک قبل ذکر واقعہ یہ ہے کہ حضرت شیخ امام العصر
 رحمہ اللہ کے درس میں یہ طریقہ تھا کہ دوری صورت عریض مدارس میں یہی طریقہ ہے کہ سب
 شخص پہلے سجدہ پڑھتے گا وہی استاد کے سامنے اس دن پڑھنے کا، ایک دن حافظ

حضرت مولانا فخر الدین رحمہ اللہ رائے

۲۰۔ حضرت مولانا فخر الدین رحمہ اللہ کو حضرت مولانا فخر الدین رحمہ اللہ کی ولادت کے بعد مراد آباد میں وقت پائے جانے والے تھے۔ ان کے والدین کے مسلمانان ہند و غنم و سہ ماہی کا ایک ایشیہ و تارہ ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا، آپ دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث تھے اور تہذیب منہ کے جلیل القدر محدث و توفیق عالم و ربانہ اہل کتب تھے۔ دارالعلوم دیوبند کے کابر مشائخ اور مسند صدارت کے ہمیشہ کے ممتاز افراد جن کا سلسلہ حضرت مولانا فخر الدین رحمہ اللہ کی ولادت سے شروع ہوا تھا وہ سلسلہ حضرت مولانا فخر الدین پر بنا بر ختم ہو گیا۔ کامل یک صدی میں علوم نبوت کے آفتاب و عاتق اب جن سے دارالعلوم کی چار دیواری میں یکہ تمام عالم اسلام میں علم کی شعاعیں پہنچ رہیں آپ اس سلسلہ کی آخری راہی تھے اور اب تک، کار دیوبند اور خاندان مسند مشیخت حدیث پر جو خدمات ممکن تھے علم و معرفت کے دونوں چشموں سے سیراب تھے اور نہ ہر دو باتن دونوں سمتوں کے حامل تھے، موصوف اس حلقہ کے آخری ذوق تھے، اب ایسی شخصیت جو اس مسند کو زینت دے ہماری نظروں میں نہیں۔

موصوف نے اپنے دارالعلوم دیوبند سے معرفت حاصل کی اور حضرت شیخ الہند مولانا حسن دلیہ بند کی ور نامہ مسند حضرت مولانا نور شاہ کشمیری دونوں سے فیض حاصل کیا اور دونوں چشموں سے سیرابی نصیب ہوئی، سہیہ کی، وقار و متانت و رزانت، جاہری و خفیہ سکون اور باطنی، انیس میں پیمائش و غرضش کی نعمتوں سے مالا مال تھے، خوش رو، خوش پوش، خفیف روح، لیسیت الہیہ تھے، ناچاچو بیس برس پہلے مدینہ منورہ میں پہلی مرتبہ حضرت مولانا عبدالحق مدنی مرحوم کے مکان پر شرف ملاقات نصیب ہوا تھا یہ ملاقات پہلی بھی تھی اور آخری بھی، چنانچہ موصوف کے منہ خرو و ماثر کا حال معلوم ہوتا رہا، اگلا برآمدہ شہین و ممتاز کا برمد رہیں کا نمونہ تھے جن کی زندگی کے پورے یا ستر سال درس و تدریس میں گذشتہ درس حدیث میں حافظہ بہر الدین تھی اور حافظہ ابن جریر شافعی کے علوم کا پتھر اپنی ستر میں پیش کرتے تھے، اور حضرت دیوبند کی اور حضرت کشمیر کی کئی شخصیات کی تجلیاں

نشر آتی تھیں ان کی تالیف "القبور الغصیح فی تصنیف ابواب النصیح" توفہ و فرار کا ایک عمدہ
 نمونہ ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قیامت کے قریب کے عداوت میں سے جہاں اور فتنائے
 فتنے سرعت سے ظاہر ہو رہے ہیں وہاں علمی اخطا کی رفتار ان سے بھی زیادہ سرعت سے
 ان اکابر کے قتلے نہایت تیزی سے سفر آخرت پر روانہ ہو رہے اور علمی مراکز ویران ہوتے
 جا رہے ہیں۔

نہ جانے آج تک یہ جانے والے ہیں کہاں جاتے
 کھلی ہیں جب سے آنکھیں دیکھتے ہیں کارواں جاتے

مغز اللہ و رحمہ رحمۃ الأبرار الصالحین وحشرہ فی زمرة العادی السرابین۔

وفات اہلبیت محترمہ حضرت مولانا بنوری رحمہما اللہ تعالیٰ

آج پانچواں دن ہے کہ یوم پہار شنبہ ۴ ربیع الاول ۱۳۹۲ھ ۱۹ اپریل ۱۳۹۲ء بوقت تین بجے
 شام بھارت و غیر کے خامہ فرسائی کرنے والے بنوری کی اہلیہ شہید عدالت کے بعد داغ مفارقت
 دیکھ کر سفر آخرت پر روانہ ہو گئی، انا اللہ و ان الیہ راجعون رات کے ۱۰ بجے عشاء سے قبل
 جمعیت پنجابی سوداگران کے قبرستان میں (مقام یوسف پورہ کراچی) سپرد خاک ہوئی، پیشور
 کے عزیزوں سے لے کر جنوبی افریقہ کے احباب و مخلصین کے تعزیتی پیغامات بذریعہ مونسول
 ہو رہے ہیں، سب کا شکر گزار ہوں جزاھم اللہ أحسن الجزاء و ربنا و ربکم کے توفیق
 کر مہر سے دعا، مغفرت اور بقہ فرست و بہمت ایصال ثواب کا میدوار ہوں، ان اللہ
 لا یضیع اجر المحسنین۔

درس سرائے بہار و خزاں بہم آغوش است

زمانہ جام بدست و جنازہ بردوش است

مہسوم کے حق میں ارحم الراحمین کی بارگاہِ رحمت میں رحمتہ معلین کی زبان میں دیں

نوائسٹ ہوں

اللَّهُمَّ هَذِهِ أُمَّتُكَ وَبِنْتَ أُمَّتِكَ وَعَبْدُكَ تَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ
 وَحَدَّثَكَ بِالشَّيْءِ بَيْنَكَ وَتَشْهَدُ أَنَّ مُحَقَّقَةَ عِبَادَتِكَ وَرُسُوكَ أَصْبَحْتَ فَتَيَّةً
 وَرَحْمَتَكَ وَصَلَّيْتَ وَأَنْتَ عَنِّيَا مِنْ مَعَالِيهَا تَخَلَّتْ عَنْ سَيِّئَاتِي وَأَهْلِي
 وَبَنَاتِي رُبِّيَّةً فَزَكَّيْتُ وَأَنْ كَانَتْ مُحَقَّقَةً فَاعْفُزْ بِهَا وَأَوْضَحْهَا بِجَنَّةٍ وَأَعِزِّهَا
 مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَسَدِّهَا بِأَنْتَ رُسُوكَ رَأَيْتَ مِنْ أَجْلِهَا وَلَا تَضِنَّ بَعْدَ ذَلِكَ
 حَتَّى تَهْدِي مَسْجُودَ الْبَرِّيَّةِ سَيِّدَ الشَّاكِرِينَ وَسَيِّدَ صَادِقِي الدِّينِ وَمَوْلَى الْمُتَّقِينَ
 وَفَاتِحِ الْبَابِ لِلنَّبِيِّينَ وَعَلَى آلِهِ وَارْوَاهُ وَذُرِّيَّتَهُ وَصَوْلَتَهُ جَمْعِينَ .
 رَيْتَ شَيْئًا سَمِعْتُ بِهِ جَوْشَنَ

حضرت مولانا حبیب اللہ کافی رحمہ اللہ تعالیٰ

افسوس کہ حضرت مولانا سید نواز الدین احمد اود آبادی رحمہ اللہ کی وفات کا صدمہ ابھی تازہ ہی تھا کہ حضرت مولانا حبیب اللہ کافی بہاول پوری کے صدمہ وفات سے انہوں کو از سر نو شکبار اور دل کو بے قرار دیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون ہندوستان کا ایک علمی ستارہ غروب ہوا ہے۔ تمنا کہ پاکستان کا ایک دانشمند کو کب بھی غروب ہو گیا۔ اور اس طرح علمی نوار کے غائب ہوجانے کی وجہ سے دونوں ملکوں میں تاریکی چھا جائے۔

حضرت مولانا حبیب اللہ کافی زہد و تقویٰ کے پیکر تھے، توشیح و قرآن مجید کے کلام سادہ مزاج، سادہ پیش اور سادہ نوشت یاخذا بزرگ تھے۔ ایک رابطہ ربانی کی جو نعمت سہاوت ہو سکتی ہیں ان کا بہترین مظہر تھے۔ دارالعلوم دیوبند کے یہ تازی نسل تھے۔ حضرت اساتذہ امام العبدہ محدث کشمیری مولانا محمد انور شاہ رحمہ اللہ کے ارشد تلامذہ ہیں۔ حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمہ اللہ میاں والی والی بانیان کے ارشد تلامذہ ہیں۔ حضرت اپنے فقہیہ کافی میں ایک دینی درس گاہ کی بنیاد ڈالی تھی اپنی حکمت و مہر کے لئے رونی سالن کیواسے اور بہانان رسول و کھدے تھے پھر درس گاہ کے بعد ہی دیوبند کو وہیں چھوڑ کر علمی درس گاہ مدرسہ انوریہ کے نام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر مقام بہاول پوری میں قائم کی تھی جو علمی و اخلاقی تربیت میں ممتاز تھی۔ راقم الحروف کو چند لمحوں کے لئے حضری کا اتفاق ہوا تھا۔ بارہ ماہ بیت اللہ حرام اور زیارت ترین شریفین کا مشرف حاصل کیا اور روضوں کی تجلیات، البیہ اور انکسار نبویہ سے سارے بدن کے راس و ہڈی و نیابتیں اور اعضاء پر آشوب زناہات بیت اسیت باخدا درویش حضرت بزرگ عالم کا وجود دیکھنے والے علم و عمل و دونوں کے لئے سایہ رحمت ہوتا ہے ان کا ہدف و وجود۔ مہر پا اخلاقی، زہد و تواضع کی مجموعہ مثال، انہوں کے سامنے پھر رہی ہے۔ حسبِ حال در حسبِ یہ کافی باخدا یہی ان کے دل پر نہ گذرتا ہوگا۔ وراہ باب قدوب کے لئے تو ان کی شہریت اور بالکلیات ہستی مقنا نہیں، شریعت ہی، راقم الحروف جب مدرسہ عربیہ اسلامیہ

کے پاس ابتدائی دور میں غیر آباد مسجد کے گوشے میں درس صحیح بخاری دیا کرتا تھا تو مرحوم بار بار آتے اور درس میں بیٹھا کرتے تھے۔ اس زمانہ میں سوء الفلق سے کوئی تعارف و تعلق نہ ہو سکا۔ درجہ دراز کے بعد ایک دن تعارف کرایا اور درس صحیح بخاری میں تشہد لیتے ہوئے کا ذکر فرمایا گویا اس طرح راقم کا امتحان لیا گیا اور الحمد للہ کہ اپنے شیخ محترم کی ہوتیوں کے بعد فی اللہ تعالیٰ نے رسوا نہیں فرمایا۔

افرنش دور میں منک عمامہ کے امراض سے بالکل مبرا تھے، درحقیقت امراض بیکثرت و جدال و مراد و ریاء سے بھی بالائے تھے، دو تین ماہ سے علیل تھے، مکان کے نشتر ہسپتال میں زیر علاج رہے اور اپنے آبائی وطن گمانی میں داخل ہوتے اور طاہر والی میں مدفون ہوئے۔ افسوس و صد افسوس کہ گلستانِ عجم و فضل کے یہ بار آور پودے اکھڑ رہے ہیں اور نئے پودے تک نہیں رہے ہیں اس طرح سفینۂ عجم کے یہ علاج تیزی سے سفر آخرت پر جا رہے ہیں، یہ گلستان اجڑ رہا ہے اور ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ "اتخذ الناس رؤسا جھالاً فانثوا" بغیر علم فتنو و أضلو، کا زمانہ تیزی سے آرہا ہے، انما الیہ راجعون۔

حضرت مولانا عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ

افسوس کہ اسی ماہ میں مولانا گمانی کے بعد مولانا عبدالعزیز صاحب ساہیوال والے انتقال فرما گئے۔ مرحوم حضرت مولانا احمد علی اہوری کے خلیفہ مجاز تھے، تبلیغی سرگرمیوں سے بھی تعلق تھا۔ حضرت مولانا ایس کی تبلیغی قافلوں میں ایک سال کا وقت گزرا اور اپنی قافلوں میں انٹلٹن کا سفر بھی کیا تھا۔ فی حمد اللہ رحمۃ واسعۃ و افاض علیہ من شاہیب رحمۃ و منونہ

حضرت مولانا عبدالجبار رحمہ اللہ تعالیٰ

اسی ماہ میں ایک اور شخص نام مولانا عبدالجبار بوبہر منڈی والے سفر آخرت پر چلے گئے۔ مرحوم کو تعلیم بنات اور تربیت نسوان سے شغف تھا اپنی پچھ چشتیاں ضلع بہاول نگر میں لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کی ایک باقاعدہ منظم درس کا وقت فراہم کرتی، سینکڑوں لڑکیاں زیر تعلیم تھیں اور

بعض رکیزوں درس نظامی کی کتابیں بھی پڑھتی تھیں۔ سن و راہِ حجاب، ان کو تعلیم دینی جاتی
 تھی۔ پھر اس درس کا وہ کی ایک شاخ متان شہر میں قلم کی جو بہت کامیابی سے چل رہی تھی
 اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں ان نفوسِ طہرہ پر جنہوں نے اپنی زندگیوں دینی تعلیم دینی
 تبلیغ دینی تربیت کے لئے وقف کیں۔

افسوس کہ غلطی بستیوں اُچڑ رہی ہیں اور ان کا ماقم کرنے والا بھی کوئی نہ رہا۔

انا لله وانہ یرجعون فرضتی اللہ عنہ وارضاه وجس الجنة متقنبہ ودمشوقہ
 جہاد کی روزِ شہداء جہاد فی اللہ

سید حبیب الرحمن رحمہ اللہ تعالیٰ

۲۰ ربیع الثانی ۱۲۹۲ھ ۳ جون ۱۸۷۵ء یوم شنبہ بوقت عصر حرکت قلب بند ہونے سے ہماری نفیس احباب کے ایک شخص رکن سید حبیب الرحمن ہم سے جدا ہو گئے۔ انانہ۔ موصوف و بلی کے مشہور سادات خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ شہ ذوق مطیع مجتہد و بلی کے مالک سید عبدالحق صاحب مرحوم کے پوتے تھے۔ اپنے اسد و کی طرح کریم النفس شریف الطبع باوقار، سنجیدہ، بہمان نواز تھے، خوش پیش پیش، خوش خوراک، خوش روئے۔ عبادت گزار، ذکر و شغل کے پابند، قابل رشک، شہو سے ناز پڑتے، دے دے تھے۔ حضرت حکیم الامت قدس سرہ سے بیعت اور براہ راست فیض یافتہ تھے۔ اس قسط الرجال کے دور میں ایسے بااخلاق کریم الخصال شخص کی جہانی سے جتنا بھی صدمہ ہو کہ ہے۔ مرحوم کی اہلیہ ہر ماہ قبل داغ مفارقت دے چکی تھیں جس سے باوجود صبر و استقامت کے ان کا دل ہل چکا تھا اور یہی قہری صدمہ جان لیوا ثابت ہوا۔ مرحوم کو دل کا دورہ ہوا تو اسی وقت راتہ عروق کو یاد کیا۔ چھوٹے صاحبزادے فوراً لینے کے لئے پہنچے، میں نماز عصر میں تھا۔ جب فارغ ہو کر وہیں پہنچا تو روح پرواز کر چکی تھی، حق تعالیٰ ان کی روح کو اپنی مغفرت و رحمت کی دولت سے مال مال فرمائے اور پس ماندگان اور احباب و اقربا کو صبر جمیل سے ڈالے۔

افسوس کہ دو تین ماہ سے مسلسل بھارت و غیر کے مصیبتات، مہم سرائی کے لئے وقف ہو گئے ہیں بلکہ سچا پوچھنے تو ایک عہد سے بینات کے بھارت و غیر مہم ہی مہم میں مشغول ہیں کبھی ملک و ملت کی فوج خوئی کی جارہی ہے کبھی ملک و ملت کے افراد کی جہانی کی مرثیہ خوانی ہو رہی ہے کبھی پاکستان کا مرثیہ، کبھی پاکستانیوں کا مرثیہ، گویا ایسا محسوس ہوتا ہے کہ سارا جہاں حزن و مراد کی داستان بن گیا ہے، باغ و بہار کا دوشیزہ ہوا، دراب خزاں کا موسم ہے، قلعہ پارینہ کے بجائے آج عہد نو سے سینے کے داغ تازہ ہیں، قلعہ کی ہو کہ سویرے۔

عراق بود یا شام، پاکستان ہو یا عربستان، ہر طرف ماتم ہی ماتم ہے، گویا جہاں تڑپ رہا ہے وہاں
بن گیا ہے، کسی نے خوب کہا ہے :

یہ سرائے دہر سافرو! بجز کسی کام کا نہیں
یہ سرائے دہر قیام ہے یہ روارومی کا مقام ہے
یہ مدام ہوم کل کہاں کرے کوئی کیا کلمہ خزاں
یہ ہر ایک قبر پہ کسی بزبان حال ہے کہہ رہی
جو مثال ٹوٹے خوش بیاں دم گفتگو تھے گہر فشاں
یہ جہاں خیل ہے بے بقا نہیں یاں بھر سہ حیات کا

سہو یہاں مقیم تھے گل کے دن کہہ آج ان کا نشان نہیں
جسے یہ سنیاں ہے غم ہے جو ثبات چاہو تو یاں نہیں
یہ تم ہے گردش آسمان بچے اس سے پرہیزوں نہیں
تمہیں آنکھ چاہیے غافلو! مجھے صبیح ہو یا شام
وہ پڑے ہیں ایسے خوشیاں کہ دہن میں گویا زباناں ہیں
وہ ہے کون باغ جہاں میں گل چلی جس پر ہرگز نہ نہیں

۔ اگست ۱۹۶۲ء، جمادی الثانیہ ۱۳۹۳ھ

حضرت مولانا قاضی عبدالرب رحمة اللہ تعالیٰ

افسوس کہ ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۲ھ اور آخر جون ۱۹۰۲ء میں ہمارے ایک مخلص صاحب عالم جناب قاضی عبدالرب صاحب کا انتقال ہوا، موصوفات زیارت کا صاحب علیہ الرحمۃ تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور کے باشندے تھے، کریم النفس، سنجیدہ، باوقار اور تعلق و نسبت میں نہایت قادر و بزرگ تھے، مزاج میں سادگی، مسکنت اور تواضع تھی، معمولات کے نہایت پابند تھے، زندگی میں قانع تھے، حقیق النفس کے مرض میں غرس سے مبتلا تھے، مرض سے پہلے باوجود معمر ہونے کے جواں بہمت تھے، غالباً ۷۰ برس کی عمر پائی، پشاور میں وفات ہوئی اور اپنے کبانی کادوں زیارت کا صاحب علیہ الرحمۃ میں حضرت کا صاحب کے جوار میں مدفون ہوئے حق تعالیٰ درجات عالیہ جنت الفردوس میں نصیب فرمائے آمین۔

حضرت مولانا حافظ حبیب اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ

ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۲ھ میں مولانا حافظ حبیب اللہ صاحب کی جو غارت باللہ حضرت مولانا احمد علی صاحب دہلوی کے بڑے صاحبزادے تھے مکہ مکرمہ میں وفات ہوئی، حرمین شریفین کے مہاجر تھے، رالندھ دیوبند سے فراغت حاصل کی اور حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے پشتر فیض سے سیراب ہوئے، ناب تیس سال حرمین میں مقیم تھے، زیادہ تر مدینہ طیبہ میں اقامت رہی، ابتداً مدرسہ علوم شریفہ میں تہیہ تدریس کی خدمت بھی انجام دیتے رہے، چند سال جامع ترمذی بھی پڑھائی، آخر میں مدرسہ مدینہ میں تفسیر ابن کثیر پڑھایا کرتے تھے، زندگی کے آخری چند سال مکہ مکرمہ میں بسر کئے، عابد و زاہد اور دنیا کی راحتوں سے بے نیاز تھے، نہایت خاموشی اور گمنامی کے ساتھ حرمین شریفین کی زندگی بسر کی اور حرمین شریفین کی برکات سے مالا مال ہوئے، جنت مدینہ کے پُرانوار مقبرہ میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی تدفین صرف کے پہلو میں سپرد خاک ہوئے، حق تعالیٰ کی ہزاروں ہزار نعمتیں ان کی قسب و اور حبیب مبارک برہم ہوں

حضرت مولانا عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ

نہایت رنج و افسوس کے ساتھ یہ خبر درج کی جاتی ہے کہ ہمارے قابل قدر بزرگ و
مفسر تھانوی رحمہ اللہ کے خلیفہ مولانا مفتی محمد حسن صاحب مرحوم کے نوجوان دلوں سے جزیرہ
مولانا عبدالرحیم صاحب لعلی قلب پر رسول پرور چہار شنبہ درجیب اللہ نسبت ہو
گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نہایت خوش مزاج بخوش اخلاق جوان سادہ
تھے۔ حق تعالیٰ بال بال مفسر ت فرمائے و رہبانندگان خوان کر کو سبہ بہیل در جزیرہ

سے نوازے۔ آمین۔
شبان معظہ ۱۳۹۲ھ، اکتوبر ۱۹۷۱ء

حاجی ابراہیم میاں سکرکی رحمہ اللہ تعالیٰ

ہمارے ایک محترم اور معزز بزرگ جناب حاجی ابراہیم میاں صاحب سکرکی ضلع سوات،
 ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۴۲ یرمہ شنبہ کو اس دار فانی سے رخصت ہو گئے۔ ان کے والدین رحمہم اللہ تعالیٰ
 مرحوم سکک وڈ ہیل کے ایک فخریہ و زاہد رسیدہ بزرگ تھے۔ حضرت ارشد
 محمد مومنا محمد نور شاہ رحمہ اللہ کے عشق اور سچے جاں نشت رہتے تھے۔ جب تک خدمت
 شاد و صائب زندہ تھے روزانہ بدنامی ان کی صحبت سے مستفید ہوتے رہے۔ بڑی قناعت کی زندگی
 بسر کی۔ ابتدائی دور میں سکک وڈ ہیل کا جوق فدا جنوبی فریقہ پہنچا تھا۔ موصوف پنے چند برادران
 حقیقی کے ساتھ اس قفہ کے ایک مسافر تھے کہ روبرو تجارت شراکت سے شروع کیا لیکن بہت
 جلد مرحوم و پس آئے۔ کچھ عرصہ بعد کمپنی کو فسخ ہوا اور مرحوم کا حصہ مرحوم کو بھیج دیا گیا مگر لینے سے
 نہ ہار گیا اور فریاد میرزا کمپنی سے خارج کر دیا جائے یہاں اپنی زمینداری کی معیشت کافی
 ہے۔ آخر عمر تک ہی پرگز رہا۔ مرحوم ہمارے کرم فرما غرض احباب جناب حافظ عبد الرحمن میاں
 اور مومنا عبد ق میاں و مومنا حافظہ شیعہ میاں کے والد محترم تھے۔ اور نہ کر جنوبی فریقہ میں
 قابل قدر دینی خدمات بنائے رہے ہیں اور میاں عبد ق صاحب تمام تجارتیں دینی مدار میں
 تعمیر مسجد اور دینی دروں کی قابل قدر خدمات میں نہ صرف مشغول ہیں بکہ منہمک ہیں۔ یہ سب
 کچھ حضرت حاجی صاحب مرحوم کی وجہات و حسن تربیت کا نتیجہ ہے، حافظ عبد الرحمن میاں
 تجارت میں مشغول تھے، ان کو کھار دے کر تجارت سے انکار دینی خدمت میں کا دیا، ان کے
 مبارک ہاتھوں سے ہندوستان چھے سچے ماسخیم پنے ہوئے۔ رقم الحروف کی قابل معارف معنی
 کی بیعت کا مہم اوصوف کے سرپرست فدا کا شکر کہ ان خانہ ہمد آفتاب است اسی خاندان
 کے ایک فرد مومنا محمد بن موی میاں نے ہمد سے ماسخیم کی بنیاد ڈالی ہے جس نے تیس پائیس
 سال کے عرصہ میں تادم و علوم فوت کی قابل قدر خدمات انجام دیں۔ غرض کہ یہ فی تحریک
 و دہشت الہیہ چار خیمہ جہوں میں درفیش بہاری شہر جہوں میں انارٹ چار خیمہ جہوں میں

مجلس علمی کا کارنامہ ہے اور حال ہی میں حدیث نبوی کی قدیم ترین اور علمی و سائنس ترین کتاب ہمارے
 حدیث عبد الرزاق بن ہمام صنعانی المتوفی ۲۰۱ھ کی کتاب مصنف کی بارہ جلدوں میں
 چار لاکھ روپیہ کے صرف سے بیروت میں طبع کرائی " ایں کار از تو آید و مردان چنین کنند " اس
 کتاب کے تعارف کے لئے ان شاء اللہ تعالیٰ مستقل مقالہ لکھا جائے گا، ہمارے حدیث عبد الرزاق
 ہمارے ابو یوسف کے شاگرد اور امام احمد بن حنبل کے سناذ اور ہمارے بخاری کے متاخر و متاخر ہیں۔
 رحمہم اللہ جمیعاً، یہ کتاب آج پہلی مرتبہ وفات مصنف کے تقریباً بارہ سو سال بعد یورپ میں
 آراستہ ہوئی، کاغذ اس کے لئے جس اعلیٰ ترین معیار کا چاہا بیروت میں نہیں مل سکا اس لئے یہ
 گیارہ جگہ تک اس معیاری طباعت و اعلیٰ ترین کاغذ پر حدیث و تفسیر کی کوئی کتاب منسوخ و بیرون
 یورپ میں طبع نہیں ہوئی۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

تاناہ بخشد خدائے بخشندہ

بہر حال اس باتو فیق خاندان نے دین کی بڑی قابل قدر خدمت کی اور ملک و سرحد میں جو
 کام انجام دے سکے اس خاندان کے افراد نے انجام دیئے بحق تعالیٰ ان خدمتوں کو قبول
 فرمائے اور ان کے لئے ذخیرہ آخرت فرمائے۔ حضرت حاجی ابراہیم میاں مرحوم اہل خاندان
 کے بزرگ تھے۔

غفرلہ و رحمہ و رضی عنہ دار صنادید و جود و الجنتہ و متبہ

و شواہد کمین یارب العالمین و رضی اللہ عنہ سید

خاتم النبیین محمد و آلہ و صحبہ و تبعہ

سفر منفر ۱۳۶۰ھ - ۱۴۰۳ھ

صدر المشائخ آغا عثمان جان مجددی رحمہ اللہ تعالیٰ

صدر المشائخ آغا عثمان جان مجددی واصل بحق ہوئے جو حضرت نور المشائخ مولانا فضل عمر مجددی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے تھے اور حضرت مولانا محمد صادق مجددی مدنی کے بھتیجے تھے اور جناب شیخ المشائخ مولانا محمد ابرہیم جان المجہدی العمری کابلی کے بڑے بھائی تھے، عرصہ دراز سے لاہور میں مقیم تھے یہاں انتقال ہوا۔

حضرت مولانا لال حسین اختر رحمہ اللہ تعالیٰ

۹۔ جہادی اردو سلسلہ کو جناب مولانا لال حسین اختر امیر مجلس تحفظ ختم نبوت کا انتقال ہوا، مرحوم نے نو عمری میں ہی مرزائیت سے تائب ہو کر اپنی تمام تر صدعتیں رد مرزائیت میں نہایت اخص و استعمل سے صرف کیں، انگریزی عربی اردو تینوں زبانوں میں نہ صرف پاکستان میں بلکہ یورپ اور آسٹریلیا میں بھی بے غیر خدمتیں انجام دیں اور مرزائیت اور عیسائیت کی پٹنکٹی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، اکابر کی دعاؤں نے ان کی خدمات میں مزید رتبہ قبولیت عطا فرمادیا تھا۔

حضرت مولانا خورشید احمد رحمہ اللہ تعالیٰ

۱۰۔ جہادی اردو سلسلہ کو مولانا پیر خورشید احمد رحمہ اللہ کا وصال ہوا مرحوم کی عمر سو سال سے متجاوز تھی جاتی تھی، حضرت شیخ المشائخ شیخ الہند مولانا محمود حسین دیوبندی امیر اٹارنہ رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کر چکے تھے، اجازت و خدمت جانشین شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی علیہ الرحمۃ سے حاصل تھی، مرحوم نہایت سادے متواضع صاحب استقامت بزرگ تھے جب کراچی تشریف لائے تو مدرسہ عربیہ اسلامیہ ہی کو شرف قیام نصیب ہوتا تھا۔

حاجی ابوالحسن پشاور کی رحمہ اللہ تعالیٰ

مکہ مکرمہ میں حافظ حاجی ابوالحسن پشاوری مہاجر کی جنہوں نے چالیس سال کا طویل عرصہ ہجرت نہایت اخلاص کے ساتھ عبادت اور تقویٰ میں گزارا جو کہ دن، رات، ہفتہ، سال، عشرہ میں وفات پائی۔

حاجی حبیب پاکولہ والے رحمہ اللہ تعالیٰ

کراچی میں ہمارے محسن و مخلص دوست حاجی حبیب صاحب پاکولہ والے جنہوں نے ریخت ہو گئے لندن بغرض علاج تشریف لے گئے تھے، واپسی پر عمرہ کا ارادہ کرتے تھے، احرام کی چادریں ساتھ لے گئے تھے لیکن وہیں بیمار ہوئے قلب وفات ہوئی نقش کر پڑی۔

جمادی الثانیہ ۱۳۹۳ھ ۱۰ اگست ۱۹۷۳ء

حضرت مولانا گل بادشاہ صاحب طوری رحمۃ اللہ علیہ

افسوس کہ صوبہ سرحد کے ممتاز جتہ عالمہ سیاسی مفکر مولانا گل بادشاہ صاحب طوری
 طویل علالت کے بعد سرشتِ نبیہ ۱۰ جولائی ۱۹۷۲ء کو داعی اجل کو لبیک
 کہہ گئے، اناتہ و انانیہ راجعون مرحوم سنجیدہ باوقار پختہ عالم تھے، پشتو زبان کے خلیفہ
 و مقرر تھے زندگی کا اکثر حصہ صوبہ سرحد کی سیاسی خدمات میں گزارا، برطانوی دور حکومت
 میں مسلسل سات برس ساریت کی زندگی گزاری اس طویل عرصہ میں گونا گوں مصائب و حوادث
 ان پر گزرے، ان کو صابو، محتجب برداشت کیا اور ان کے پائے استقامت میں ذرا بھی
 لغزش نہیں آئی، تمام زندگی ان کی ابتداء اور پریشانیوں میں گزاری کیا مجال ہے کہ کبھی حزب
 شکایت زبان پر آیا ہو، ہر ابتداء کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا، مرحوم دارالعلوم دیوبند
 کے عمدہ فاضل تھے، حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس اللہ سرہ کے اجل تلامذہ
 میں سے تھے اور ان سے ظاہر و باطن، قلباً و قالباً وابستہ تھے، ابتداء سے مزاج سیاسی پایا تھا
 لیکن علمی ذوق و شناسائی سے کافی بہرہ ور تھے، ابتداء سے جمعیت علمائے ہند سے وابستہ تھے
 پاکستان بننے کے بعد حضرت مدنی رحمہ اللہ سے استفسار کیا کہ اب جس کس انداز سے کام کرنا
 چاہیے فرمایا کہ پاکستان کے دنا دار رہ کر دینی و سیاسی خدمت جس طرح ملے مصالحت کا نسا نہ ہو
 کرنی چاہیے اسی نصیحت پر قائم رہے اور صدر جمعیت علماء ہند سرحد سے لے کر آخر تک امیر
 جمعیت علماء ہند سرحد رہے، اسلامک دنا دار سپاہی اور سیاسی مجاہد پاکستان کے سیاسی
 خار زندہ دماغ جس کس دل، مفکر مزاج، درد مند طبیعت، جنفا کش بے لوث خادم ہند عالم تھے،
 اردو کے اچھے متر و پشتو کے عمدہ ادیب تھے جنفا بت میں سنجیدگی معصومات پر مغز تھے۔
 افسوس کہ اس دور میں ایسے با خدا عالمہ شخص جوں شمار جنفا کش جری بہادر سپاہی بہت کم
 ہیں بلکہ کبریتِ اہمیت کم نہیں ہیں، مرحوم ۶۰ سال کی عمر میں رخصت ہو گئے اور دنیا کی راحتوں
 سے کوئی بھی حصہ حاصل نہیں کیا، مرحوم پر حق تعالیٰ کی ہزاروں ہزار رحمتیں ہوں، ان کی
 لغزشیں معاف ہوں ان کے درجات بلند ہوں جنت کی فراوان نعمتیں نصیب ہوں آمین۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنَّهُ وَكَرِهْ نَزْلَهُ
 وَوَسِّعْ مَدْفَنَهُ وَارْزُقْهُ دَارَ خَيْرٍ أَمِنْ دَارِهِ وَأَهْلَ خَيْرٍ مِنْ أَهْلِهِ
 وَبَارِ خَيْرٍ مِنْ بَارِهِ وَقَبْرَهُ عَذْبَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ وَدُخَانَهُ
 أَجْنَتَهُ مَعَ الْأَبْرَارِ . رَجَب و شَبان ۳۹۳ هـ ، مَمْتَر ، كَثِيرُ بَرَدٍ .

حضرت مولانا عبدالحق نافع رحمہ اللہ تعالیٰ

حق بن عیسیٰ بن ربیع و یسعی و ربیع ذر صاحب لسان و اکرامہ
 آہ۔ دور حاضر کے بگڑنے کے باعث حضرت مولانا عبدالحق نافع ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئے۔
 ان کے دینا بہرہ ریعون۔ علوم و عقیدہ کے ماہر ہی نہیں بلکہ تاقہ علوم و تقیید کے صاحب بصیرت و فنل
 صاحب حضرت ذکی ترین عالم کلمہ سخن کلمہ شناس، دقیقہ رس، شعر و ادب کے صاحب ذوق، ہیئت
 وریضی کے امام ہم سے جدا ہو گئے اناللہ۔ علمی مشکلات کے صاحب فہم و بصیرت، مسائل و رقیقہ
 علمیہ کی سہل تعبیر و برقعہ ترین فنل، یگانہ روزگار ہم سے رخصت ہو گئے اناللہ۔

بل شہر اسلام کے ہر دور میں علم و تحقیق کے آفتاب و مابتاب چمکتے رہے اور اسلام کی زرخیز
 زمین میں کیسی کیسی ہستیاں پیدا ہوئیں۔ علوم و معارف کے گلتوں میں کیسے کیسے پھول کھلے جن سے
 آج تک مشام عالم معطر ہے اور رہے گا، ملت محمدیہ کے اربابوں نے برس کر کے کیسے کیسے و گہر
 پیدا کئے اور اس امت مسلمہ میں کیسی کیسی باکمال شخصیتیں ظہور میں آئیں۔ ہر پانچ سو سالہ و تابعدا کا
 تو کیا کہنا محدثین و فقہاء میں کیسی کیسی ہستیاں ظہور پذیر ہوئیں، محققین و متکلمین میں کیسے کیسے بابرکت
 افراد نے دنیا و علم و تحقیق کو روشن کیا، ایک طرف اگر ابو حنیفہ، مالک، سفیان ثوری، اوزاعی، شافعی
 نظر آتے ہیں تو دوسری طرف احمد بن منبہ، اسحاق بن راہویہ، بن المہدی، دارق، بخاری، مسلم،
 ابو داؤد و زہد عالم کو خیرہ کئے ہوئے ہیں، اسی امت میں طحاوی، ابن جریر، ابن المنذر، جصاص
 جیسی باکمال ہستیاں نقد حدیث میں داخل تحقیق سے رہیں ہیں، بیسیوں نہیں سینکڑوں نہیں ہزاروں
 بل کہ لاکھ امت محمدیہ کا دامن بھرا ہوا ہے، بغدادی، غزالی، ابن رشد، ابن قریب، اور ازکی و شیرازی
 جیسے ماہرین علوم و عقیدہ و امام موجود ہیں۔

دور نہ جانیے متحدہ ہندوستان کی سرزمین نے شاہ ولی اللہ شاہ عبدالعزیز، اکبر العلوم جیسے
 جامع کرامت و موم عسل و نقل کے ماہر پیدا کر کے دنیا کو حیرت میں ڈال دیا تھا اس آخری دور میں
 دہلی، دہلی ہند، بہار، پور کنگرہ، اناوڑہ، تھانہ پور میں کیسی کیسی ہستیاں ظہور میں آئیں جن کی نظیر
 ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گی جن کے اندر حس و تقویٰ اور عزم و نبوت میں کمال کو دیکھ کر قرن اول کا
 شہر ہونے کا شبہ آج ان کے علوم و حقائق و علمی خصائص و کمالات کو صحیح سمجھنے والے بھی کوئی باقی نہیں

رہا، لیکن ان حضرات کے کچھ علوم ان کے سینوں سے سفینوں میں منتقل ہو گئے ہیں جن کے ذریعہ امت کو
ستفادہ اور انتفاع کا موقع مل گیا۔

حضرت مولانا عبدالحق صاحب نافع اس دور کے ان عمارت آئین میں سے ہیں کی امت نفع بخش ہیں۔
حسن ذوق کا بہت کم کسی کو علم ہوا۔ فسوس کہ ان کے اس کمال کا کوئی حصہ بھی سینہ سے سفینہ میں منتقل نہیں
ہوا، اس علمی و فکری کمالات کے ساتھ حق تعالیٰ نے جن فطری کمالات سے نوازا تھا اور جن کمالات میں ان کی
کمال انفرادی طور پر بھی بہت کم کسی کو سمجھتا ہے، وہ حیا کے خم پر پکڑتے تھے۔ ان کا سرخ و سفید نورانی چہرہ دیکھا
ہوتا تھا کہ جیسے عدل بدخشیاں چمک رہی ہیں۔ جس علم میں حیا کبھی گفتگو نہ تو انتہائی سفید کرب و
مناست و رزانت و وقار کے ساتھ خاموش بیٹھ رہتے تھے، جب ان کو فحش کیا جاتا تھا تب ان کی
حصر لیتے تھے۔ اس دور ان چہرے پر عالمی رعب ہمیشہ چھایا رہتا تھا، مجلس میں ان کے وجود سے
ردنق ہوتی تھی گویا میر مجس و ہی ہیں، لباس میں انتہائی سادگی کے باوجود ممتاز و شرف کے ایک کمر
پوشی کے باوجود دلکش حسن و جمال کے پیکر، صاحب جود و کرم، دقت و محنت میں یگانہ روزگار، عبودیت
میں بے نظیر، زلف و زلفیت میں مزاج میں بے مثل، مزاج میں بھی دقت و غمت کا ٹونڈو رکھتے تھے۔
آواز میں شیرینی، تعبیرات میں دل کشی، طبیعت میں انتہائی استغناء، رقت و کفایت میں جاذبیت، آواز
فصل و کمال کے قدرداں، محبت و مودت میں رقت طبع کے ساتھ سفیدگی و وقار کے ایک، فسوس کہ
ایسی جامع شخصیت مدت میں پیدا ہوتی ہے۔

فکر و دماغ کی حیثیت سے انتہائی فلسفی مزاج لیکن باوجود اس فلسفیت کے عقیدہ و اعتقاد میں
پختگی، دماغ میں عقل و برہان کے نور کے ساتھ قلب میں وجدانی سکون کا اجتماع حیرت انگیز تھا،
بیک وقت وہ فلسفی بھی اور مؤمن قانت بھی، حقائق یانی میں وہ منطقی برہان سے زیادہ وجدانی
ایقان و طہانت کے حامل تھے۔

ماہرین موسیقی و فنون سے ستارہ کے عاشق تھے جو شخصیت ہیں فن میں کمال رکھتی تھیں اس سے
فیض حاصل کرتے ہیں دریا نہیں کرتے تھے، دہلی، دیوبند، میرٹھ، لکھنؤ، رامپور، جہانگیر،
کوئی صاحب کمال دیکھا وہں تک پہنچے وہاں تک کہ پست دور میں رنجش و نفرت میں جب تاشی
مبارک کے درس کے سنے تو استاذ سے اس شرط پر درس قبول کیا کہ وہ قاضی مبارک کی تشریح کے دوران

مجلس منہجی کند یا نہ لفظ یوسف دراز چھ پانی کے عدد جو کچھ ہو اس پر گفت کریں، ان پانچ شروحات کوئی حرت نہ کہیں، دو تہیں میں کسی صاحب غم کی کیا یہ حیثیت کسی نے سنی ہے؟ زندگی کا بڑا حصہ درس و تہ کیس میں گزارا تو عام علوم و فنون کی کتابیں پڑھائیں، طبیعت سی پانی بھری کر دینا کھانا اور بد مقصد، بل ضرورت تعلیم سے گریز، اصل مشاغل میں بقتہ رہنے درست ہے کہ گفتا کرتے تھے اس لئے ذکیاء معیار کو بے مد غفلت ہوتا تھا اور غیبی محرم رہتے تھے، ہنگام اور ہندوستان میں مختلف مقامات پر مدرس رہتے، آخری دور دیوبند میں گزارا، اور علوم کے حلقہ عیاں کے مدرس تھے، شرح سائنہ صوبائی نیپالی، شرح حکمت، شرح شریعت، شرح چینی، بن کثیر زیادہ تر زیر درس رہیں۔

پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد دارالعلوم دیوبند سے، لکھنؤ شریک، کچھ عرصہ مظہر العلوم کھنڈہ کراچی میں شیخ الحدیث و صدر مدرس رہے، جب راقم الحوادث نے کراچی میں درس کاہ کی بنیاد ڈالی تو کچھ عرصہ میرے رفیق کا رہے، درس بخاری، صدر مدرس کا منصب ان کو حاصل تھا، صفت و خاکی ضروریات کی وجہ سے ہم ان کی رفقت کی نعمت سے محروم رہے۔

افسوس کہ ان کی فوق العادہ ذکاوت، جامعیت علوم، مہاکرم اخلاق، فطری ملکات و کمالات کے باوجود ناقدر شناس دنیا نے ان کی قدر نہیں کی جس قدر و منزلت کے یہ نادار روزگار مستحق تھے اتنی قدر و منزلت نہ ہو سکی۔

تو نظیری زلف تہہ بود می چو مسیح باز پس رفتی و کس قدر تو نشانت در پیغ
موجودات سے یہ تحقق تقریباً نصف صدی پہلے ہی ہو چکا تھا، تو ادارہ کی اس منزل پر پہنچنے جس کی نظیر
کھیت کی، میں نے اپنے مددگارین و مصنفہ جناب در اساتذہ میں باستیلا بعض حضرات ذکاوت طبع
وقت نظر، حسن ذوق، جامعیت مزاج میں ان کی نظیر نہیں دیکھی، میرے و مد محترم حضرت مولانا سید
نہ زکریا صاحب دہلوی ہمہ و دامت برکاتہم، فرماتے ہیں کہ مشکل سے مشکل مسائل کو آسان و سادہ
تعبیر میں مل کرنے و زمامہ ان جیسا نہیں دیکھا۔

افسوس کہ علم و فضل کا یہ گوہر آبدار دنیا سے رخصت ہو گیا، میرے خستہ قلم کا موضوع ان
کی ذات رہی ہے جو قلم ان کو مناسبت کر کے یہ کہتا تھا :-

اُنَا فِي مَنْكَ يَا فِرْدَوْسُ الزَّمَانِ

کتاب لفظہ عقد الجمان

یا یہ لکھتا تھا ۵ بلغت الغیة القصویٰ مراداً

وإن تطلب تجد مجداً سواها

آج وہ اشکبار آنکھوں سے، غمگساری میں یہ چند حرف پھر دِ قلم کر رہا ہے، مہجور کی دردت
۳۳ء میں ہوئی، ٹھیک انٹی برس کی عمر میں بتاریخ ۳ ذی الحجہ ۱۳۳۳ء مطابق جنوری ۱۹۱۵ء میں
داعی اجل کو لبیک کہا، عدلت کا سلسلہ یک سال سے جاری تھا، میرا ایک تار مسم کی حالت مدور کرنے
کے سلسلہ میں گیا، جب ان کو علم ہوا تو جاہلی شاعر کا یہ شعر پڑھا

سَمْتُ تَكْلِيفِ الْهَيْةِ وَمَنْ يَعِشْ

ثَمَانِينَ حَوْلًا لَا أَبْ لَكَ لِسَامُ

یعنی زندگی کی تکلیف سے تنگ آگیا ہوں اور جو انٹی سال زندہ رہے ضرور زندگی
سے اکتا جائے گا،

اور فرمایا کہ تسلی کا جواب دو۔

ادبی ذوق عجیب و غریب تھا ایک دفعہ غالب چار سال قبل میں مکہ مکرمہ میں تھا مکتوب در اس
وقت بعض احباب کے ساتھ موٹر میں میدان عرفات، وقوف عرفات سے دو دن قبل جا رہا تھا،
ڈاک راستہ میں ٹی، شطربستہ میں نہیں کھولا، جب جبل الرحمت پہنچے تو لٹا دکھوا، غریب میں رقت
انگیز مکتوب تھا، سرنامہ غزلی کا ایک شعر تھا۔

اَنَا مَحْيُوكُ يَا سَمِيْ وَنَحْيَتِيْنَا

وإذا سقيت كراحمي أنت من فاسقين

یہ شعر پڑھتے ہی سب پر لکاء کی کیفیت طاری ہو گئی اور اس رقت انگیز طرزِ تہیہ پر نہ صرف
مجھ پر بلکہ سب پر رقت طاری کر دی۔

افسوس کہ میری غیر موجودگی میں ان کا حادثہ و نات پیش آیا، میں نے مرزا بین مقدس صاحب ز
مکہ مکرمہ میں ۳۴ ذی الحجہ ۱۳۳۴ء ہجری کی نصف شب کو خواب دیکھا کہ مرحوم و نات بچکے خواب مریخ تھے

حضرت مولانا عبد المنان دہلوی نور اللہ مرقدہ

ان عشت تفجع بالرحمة كنهم وبقا، انفسك لا بانك تفجع

حضرت مولانا عبد المنان صاحب نافع ک وفات کی خبر سے دل کا زخم ابھی زخم تھا۔
محترم مولانا عبد المنان صاحب مہوتی دہوی کی وفات حسرت آیات کی خبر سن کر، مرد و عورتوں میں
۱۷ ذی الحجہ ۱۳۹۳ھ ۲۲ جنوری ۱۹۷۴ء کی شام کو دہلی میں وصال بحق ہوئے، نامہ انامیہ انجمن
مرد و عورتوں میں اپنا اندس و سر اپا سوز و گداز تھے، چہ عالم تھے، غریب و غنی، غریب و غنی، غریب و غنی
فطرتی شاعر تھے، غریب و غنی، غریب و غنی، غریب و غنی، غریب و غنی، غریب و غنی، غریب و غنی
میں روان زبان دانی سد م قیم دور کے شعر کی بات تازہ کرنی تھی، حافظ بے عدیل نہ تھے
قسمت کھا سالا ہا سال تک یاد رہتی تھی، سنانے کا طرز بھی بے عدیل تھا جس وقت شعر سننے
بیٹے ایک ایسا وجہ وہ خود شاعری ہوتی تھی کہ سر پا جذب و سر پا وجد بن جاتے تھے، روز
و گدز کے باور و بات و بہار تھے، ان کی مجلس عجیب برکت ہوتی تھی، بزرگوں سے ثابت
بزرگوں کی خدمت اور بزرگوں کی دعاؤں کی برکت نے ان کی ساخت کو عجیب بنا دیا تھا،
وہ بیک وقت شاعر بھی تھے، صاحب عالم بھی تھے اور با خدا بھی تھے، دلوں کو ٹپکاتے تھے
تھے، راتوں کو اٹھ کر رو یا کرتے تھے اور آخری عمر تک سلسلہ شقیہ کا ذکر بالجمہ، ہر تہذیب کا
ورد پابندی سے کیا کرتے تھے، ذکر کرتے وقت ان کی دردناک آواز اندرون سوز و گدز کی غازی
کیا کرتی تھی جب پاکستان آئے اور مدرسہ عربیہ اسلامیہ میں وارد ہوئے تو مدرسہ میں آپ
کی تشریف آوری سے عجیب رونق آجانی تھی، مکہ المکرمہ میں موسم حج میں کچھ دن ان کی محبت
و صحبت نصیب ہوئی، ان کے کمالات خوب کھلے۔

دہلی کے ایک شخص سے معلوم ہوا کہ وفات سے کچھ ماہ قبل اپنی وفات کا احساس ہو گیا تھا
گویا وہ ہر وقت منظر رہتے تھے دربار بار یہ غبار کیا کہ تین چار دعاؤں کو قبول ہو گئی۔
اب سفر آخرت قریب تھا، فوس کہ یہ مجلس خوشنوا جو ہر مجلس میں پہنچتی تھی، اب خاموش ہو
گئی و سوز و گدز کے وہ نغمے جو ہر مجلس کو گراتے تھے آج ختم ہو گئے، نسیم انصاریہ
و رحمہ، عافہ و اعف حسنہ و اکرم نزہ و وسع مدغمہ

الشیخ محمد ابو زمرہ رحمہ اللہ تعالیٰ

افسوس کہ مصنف کے یہاں نہایت ہی کم شیخ محمد ابو زمرہ گزشتہ شنبہ ۱۲ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ میں انتقال فرمایا۔
 شہداء کو دو عمل پہنچا دیئے، پہلا دعا اور دوسرا دعا اور دعا کے بعد نماز جنازہ پڑھائی گئی۔
 حیرت انگیز خصلت تھی، ائمہ اربعہ اور چاند فراد مت پر ان کی تصانیف کے مکمل میں شہداء کو پہنچائی
 صوبہ میں نقد و تحویل اور بحث و تحقیق کے باعث وہ مسک خفشی تھے لیکن بعض مسائل میں وہ اپنے
 خیال میں دلیل و حجت کے تابع تھے، موصوف سے بھی مرتبہ اس وقت حجت دہائی تھی جب وہ
 میں شہداء میں کوکبہ ہوئے تو وہ کہتی تھیں کہ، ہر سہ غریب سہ میوے بھی تشریف لے گئے۔
 پھر کوکبہ میں ان کی تقریروں کے سنت کا موقع ملا، غلام احمد پرویز اور عبد الباقی اور دستانہ
 برکت کی تشہید و تقریر قابل توجہ رہی بعد میں مجمع البحوث الاسلامیہ کی رکنوں نے موصوف
 کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا، موصوف کی علمی خصوصیات کے جوہر نکال دیئے وقت بہت کم رہا
 کاتب بھی تھے اور علمی ترین خطیب بھی۔ حافظہ بہ نشیہ تھی جو کہ سب یاد ہوتا تھا، مجمع البحوث
 الاسلامیہ میں جب بھی کسی موضوع پر سمینرز کی حاضرت کا وقت آیا تو کلمہ کو کرنا سنا
 تھے اکثر حاضرت سنا کرتے گویا تکرار کر رہے ہیں، تشہید کا سید تھا، مزار میں بنیادی درویشی رہا
 اپنے اس دور میں امام ازہر میں ممتاز حیثیت کے مالک تھے، صدر زنگ وہ کہتے، مرقی رہ گئے کے
 عمید پرنسپل تھے، ہمارے مورخ، عبد الرزاق صاحب ہمدرد سید سید میر ہیں ہمارے رفیق ہمارے
 "المجلس الاعلیٰ لשתون الاسلامیہ" کی دعوت پر ڈاکٹر بیٹ کے لئے ہمارے میں حضرت عبد الستار
 مسعود پر متاثر تیار کر رہے تھے، جامعہ تبارک کی تربیت مشرف سادات شیخ ابو زمرہ تھے، افسوس
 صد افسوس کہ اس قدر مہربان کے دور میں جس کا شخصیتیں مشکلات پیدا ہوتی ہیں ان کی ہر ہر
 مغفرت فرماتے، دربارتہ حامیہ نصیب فرماتے، دوران کی علمی و دینی خدمتوں کو بارگاہ ربوبیت میں شرف
 بقا دیتے تھے آمین

مولانا شمس الدین شہید رحمہ اللہ تعالیٰ

فسوس کہ چہرہ رسالت جہاں نوران غیور عالم مولانا شمس الدین تبارک و تعالیٰ

حضرت مولانا عبدالرحمن جالندھری نور اللہ مرقدہ

انسوس کہ میرے ایک قدیم ترین محب مولانا عبدالرحمن بن فیکر محمد جالندھری کی کل بروز شنبہ برکت
عصر مورخہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ بمطابق ۱۹۱۸ء کو راہی مکہ بقا ہوئے، مولانا اللہ و ابنا، بیدار و بیدار
مرحوم سے شناسائی اور تعلق ۱۳۴۲ھ میں دارالعلوم دیوبند میں پیدا ہوا، وہ ۱۳۶۰ھ میں دارالعلوم دیوبند میں
نئے اور اس وقت متوسط کتابیں پڑھتے تھے، ۱۳۶۰ھ میں دارالعلوم میں جب انقلاب آیا، جس میں مولانا
مولانا محمد انور شاہ رحمہ اللہ اور چند اہل بعد مولانا شبیر احمد عثمانی، عارف باللہ حضرت مولانا عزیز الرحمن
دیوبندی اور مولانا سراج احمد رشیدی وغیرہ حضرات علیحدہ ہوئے اور حبیب کی ایک بڑی جماعت متبعین
برپا ہوا، اس وقت مرحوم غالباً اپنے ماموں کے مشورے سے جو اس وقت پشاور میں تھے، اترے،
دارالعلوم سے چلے آئے اور اونٹنیل کالج لہور میں مولوی فاضل کھوس میں داخلہ لیا، چند سال بعد
رہے۔ مولوی فاضل اور منشی فاضل کیا، در دوبارہ ۱۳۵۵ھ میں اپنی کتابوں کی تکمیل کے لئے دارالعلوم چلے
۱۳۵۳ھ میں دارالعلوم سے سند فراغ حاصل کی جس کے الفاظ یہ تھے :-

رو شو عندنا سلیم الطبع، جید الفہم وہ ہمارے نزدیک سیر الطبع، سید و نجمہ پائیدار

مرصنی السیرۃ، محمود السیرۃ، بہت در قابل تعریف، دت کے شوقین تھے،

والہ من سبۃ بالعلوم تامۃ، انہیں علوم سے پوری مناسبت تھی اور وہ مدد

یقدر علی نشر العلوم و انادتها، کی نشر و اشاعت بہت قادر ہیں۔

۱۳۵۵ھ کے بعد معلوم ہوا کہ کسی کالج میں استاذ ہیں، بعد میں ریٹائر ہو گئے اور لہور
کسی مسجد میں خطیب مقرر ہوئے، اسی دور میں چند ماہ ایک خاص جماعت کی ابتدائی کتابوں کی تعلیم کے
لئے مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی میں بھی استاذ رہے، فریضہ حج غائب، ۱۳۵۵ھ میں ادا کیا، ایک بار غزوہ
زیارت کے لئے بھی سفر حرمین کی توفیق ہوئی، دوسری بار اب سے کوئی اڑھائی تین بیس بیس عمر و زیارت
کے لئے بڑے ذوق و شوق سے حرمین پہنچے، ایک ماہ مدینہ حبیبہ میں اور ایک ماہ سے زائد مکہ مکرمہ میں
قیام رہا، اس دوران وہ ہانہ و مجذوبانہ نماز میں طواف و عبادات اور مجاہدات میں مشغول رہے، صحبت
و ہیں بڑی کٹی کٹی لیکن آرام کا خیال نہ کیا، سفینہ حجاج سے واپسی ہوئی، کراچی پہنچنے سے ۳۰ گھنٹے قبل بخار
ہوا، بے ہوش ہو گئے، جہاز کے ہسپتال میں داخل کئے گئے مگر تشخیص نہ ہو سکی، بے ہوشی کے بعد

کراچی تارے کے اور مول میٹر کی ہپتوں پہنچا سکتے۔ معلوم ہو کہ گردن توڑ بخار کا مار نہایت
جس سے مریض شاہ ذوالقدر ہی جانبر ہوتا ہے۔ تاہم میری کئی کئی مرنا مار ہوئیں۔ بات آخر عمر کے کا یہ
مہ فرما مگر بکے سفر آخرت پر روانہ ہو گیا۔

طبیعت بتہ ای سے نیم مجذوبانہ تھی، دیوبند کی سب خیمی کے دور میں آدھی رات کو جھل میں
چلتے جاتے، کبھی سہارن پور جانے کے سلیشن پر پہنچے، ریل ٹکڑی تو پیا پیادہ سہارن پور چلے گئے
اور ۲۲ میل کا سفر چپہ کھٹوں پر چلے ہو جاتا، ۱۹۳۰ء میں لاہور میں مولوی فیض کی تیار می کے دوران
ایک خاص شکل میں ذکر و شغل کرنے کے جس کی وجہ سے یہ کیفیت جاری ہوئی کہ بہت سے لوگوں کی صورتیں
بند روئی کی نظر آئے ہیں اور بے حد پریشان ہوئے، بات خرمیہ سے انصر پر اس شکل کو ترک کیا تو
بکثرت صدمہ یہ کیفیت جاتی رہی مگر اس شخص کی وجہ سے اس وقت ستمنا میں کام ہوئے مگر جو نیم مجذوبانہ
کیفیت آخر عمر تک رہی نہ نہ وہ شبہ سے شبہ دور ہے، مشابہات سے جھٹک کر تھکتے۔ سنا ہے کہ
دورہ اندیش کے ختام پر حضرت مہ فی قدس سرہ رفت بیعت بھی ہوئے، پوری زندگی سادگی
درمجاہدے میں گذری، زبان پر کبھی کسی کی غیبت و بد نہ آئی نہ سبامہ۔ برس عمر ہوئی کہ سفر مبارک سے
سفر آخرت پر روانہ ہوئے، چہرے کی نورانیت قابل رشک تھی، مغزات کی عبادت مایوں و ترمین کے
نور و برکات مشاہدے، الحمد للہ بہت جلد تجزیہ و تکمین و تہذیب کے مراحل طے ہوئے و ریوسف پور
میں سودا کران دہلی کے قبرستان کراچی میں ان کی آخری آرام گاہ بنی، حق تعالیٰ کی بے انتہا رحمتیں اس مبارک
آخرت پر ہوں جس نے ماس زندگانی و وفات و رستوی و مجاہد کی منزل میں سے گزری۔
اللہم اغفرہ وارحمہ وارضہ وارضہ عندہ و دخلفہ در تعیہ بغضتہ کامک یا رحم بر خلقین۔
جہادی۔ دون۔ شہرہ جون ۱۹۹۰ء

ہے اس کی مُکد خدای ہو جاتی ہے، حق تعالیٰ کی ہزاروں ہزار رقتیں تیر ہوں درجہات عالیہ نصیب ہوں
 نہ کہ دین تہنی تہنی نہ مات بار کا دور بوہیت میں قہال ہوں اور اس کے ہر و ثویست یہ ہم محشر میں
 رہیں ہوں، آمین ۔

جمادی الثانی ۱۳۳۸ھ : جولائی ۱۹۱۵ء

مفتی اعظم سید محمد امین احمدی قاسم بن محمد اللہ تعالیٰ اور حضرت مولانا محمد اویس کاندھلوی

سالوں پہلے ایسا فیس جو ریاست کے علمی و فنی کے لئے ہر اس حوزہ ہے، بڑی بڑی جہیل تھے۔
ہستیاں درخت تھے۔ قدرتی طور پر روانہ ہوئے، انہی انہی جہری ششہ ماہ جہری روں تھے۔
میں مہر کے شہر فہم، سیاسی رہنما، تجربہ کار قلم سیاست دان، درفہ سدھی کے مفتی اعظم سید محمد
میں محسنی فہمی واصل بحق ہوئے، اخبارات کے صفحات پر مرحوم کے وفات پر نمبر شمارت
کے سہر کی روشنی بھی خشک نہ ہونے پائی تھی کہ دور ستر کے یک متحر عالم درجیل قدر محدث
حضرت مولانا محمد اویس کاندھلوی ہمیشہ کے لئے جہت رخصت ہوئے، ان شاء اللہ العالیہ راجعون۔
حضرت مرحوم کی وفات بدشہر اہل علم کے لئے ناقابل برداشت خبر رہے جس کی مکافات و تدبیر
کا کوئی مکان نہیں۔

حضرت مرحوم کی زندگی پوری نصف صدی تک درس و تصنیف و تالیف میں گزری۔
تعلیم اور فراغت مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور میں ہوئی، منہ ہر العلوم سے فراغت کے بعد دارالعلوم
دیوبند آکر حضرت مولانا محمد انور شاہ رحمہ اللہ کا شرف تلمذ حاصل کیا، مطالعہ کتب کا ابتداء ہی
سے ذوق تھے، درسیات سے متعلقہ شروع و خواتم کے علاوہ بھی مطالعہ کتب کا شوق رہا، حافظہ بہت ہی
تندرست اور قابل قدر تھا جس سے بھر و وسعت نظر میں اپنے معاصرین میں ممتاز و ممتاز تھا، ہی سے علمی شوق
کے ساتھ عبادت کا ذوق بھی تھا جس سے سونے پر سہار کا کام کیا، حضرت مولانا بہار عالم صاحب رحمہ اللہ جہد فی
ہکھنات سنا کرتے تھے حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب سے تلمذ کے بعد دارالعلوم دیوبند
ہی میں مدرس مقرر ہوئے، منصفہ کتب کے علاوہ روزانہ صبح کی نماز کے بعد درس ترجمہ قرآن کریم بہت شوق
و ذوق سے دیا کرتے تھے اور جمعہ کے روز بعد نماز جمعہ مولانا صاحب کے درس کا سلسلہ شروع کر رکھتے تھے، دارالعلوم
دیوبند ہی میں ابتدائی تدریسی عہد میں مقامات حریری کا مشیہ لکھا اور مشکاة المصابیح کی شریعت شروع کی تھی،
اسی وجہ سے ابتدائی تدریسی زمانہ کی میں مرحوم کو متوسط درجہ کی کتابوں سے آگے کی کتابیں پڑائے تدریس دی
نہیں تھیں، چنانچہ ابتدائی دور میں جہاں حضرت مولانا محمد براہیم صاحب بلی دی جیسے محقق روزگار کو مشکاة
المصابیح دی گئی تھی وہاں مرحوم کو بھی مشکاة المصابیح کی جماعت ثانیہ تو نہ کر دی گئی تھی بلکہ میں
دارالعلوم سے حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے استعفاء دیا، درفہ کے دور شروع ہوا، اس لئے حضرت

مرحوم کو یہ پسند نہ تھا کہ وہاں پتہ تدریسی شغل کو جاری رکھیں نیز حضرت مولانا حبیب الرحمن مرحوم سے
تحقیقات سے ان کو بھی ناراض کرنا مشکل تھا اس لئے مرحوم دارالعلوم کو خیر باد کہہ کر حیدرآباد دکن با رہ گئے
فیض مدین مرحوم کے ہاں قامت پذیر ہوئے، وکیل صاحب مرحوم کو بڑا اعلیٰ ذوق تھا۔ برائے شہر
کتب خانہ قیام کیا تھا، حضرت مرحوم کے قیام کو نسبت غیر مترقبہ سمجھ کر انہوں نے صحیح بخاری کا درس بنا کر
کیا اور یکصد ماہوار مشاہیر بھی مقرر کیا۔ حضرت مرحوم کو یہ فرصت کے لمحات بڑے مفید مل گئے، جو مدت
فتح اباری کا مفاد کرتے تھے اور جتنی فتح الباری مطالعہ کی اتنا ہی سبق پڑھا دیا کرتے تھے اور کچھ تصنیفات
کاموں کے لئے فرصت بھی مل گئی، اسی دوران حج بیت اللہ کا فریضہ بھی دیکھا اور وکیل فیض مدین کی
رفاقت میں یہ سفر کیا گیا۔ حج ادا کر کے پہلے حضرت امام العصر مولانا محمد انور شاہ کی خدمت میں بتسمہ
بیعت تشریف لائے، دیوبند پہنچ کر معلوم ہوا کہ حضرت امام العصر رحمہ اللہ تہ طیب وہاں مسکن ہیں
تشریف لائے ہیں، بہت بے چین سے بجنور پہنچے، حضرت امام العصر شاہ صاحب کا قیام مورخانہ شہر
بجنوری کے ہاں تھا اور رقم الحروف بنوری اس وقت چہی مرتبہ خادم خصوصاً کی حیثیت سے شرف خدمت
سے سرفراز تھا، یہ ماہ شوال کے اواخر ۱۳۴۲ھ کا واقعہ ہے، میری موجودگی میں شرف بیعت سے شرف خدمت
ور ذکار کی تمقین کی، اس وقت کی تمام کیفیات و محالہات احمد شاہ سب یاد ہیں، حضرت شاہ صاحب کی
وفات ۲ صفر ۱۳۴۲ھ کو ہوئی، سمیت شاہ کی وفات کے بعد مجاہد عصر و عارف باللہ شیخ وقت حضرت مولانا
حسین احمد صاحب مدنی رحمہ اللہ کے زمانہ صدارت میں دیوبند دوبارہ ترقی پایا، ورنہ اس دور میں
حکیم زامت تھوڑی سی استنادہ کا سلسلہ جاری ہوا اور آخر تک دارالعلوم ہی میں خدمت تدریس باقی رہا
رہا۔ یہاں تک کہ تقسیم ہندوستان کا تاریخی واقعہ پیش آیا اور ہجرت کر کے پاکستان تشریف لائے، کچھ عرصہ
جامعہ عباسیہ بہاولپور میں تعلیمی خدمات انجام دیں، بعد ازاں حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب خلیفہ بنوری
حضرت مفتی نوئی رحمہ اللہ کی دعوت پر لاہور تشریف لائے اور جامعہ اشرفیہ میں جس کی ابتدا ان کی منہبت
ہوئی شیخ الحدیث مقرر ہوئے اور نہایت سکون و اطمینان سے تدریسی و تصنیفی زندگی میں مصروف ترین وقت
گزارا، استیعاب تصنیف جو مشقہ المصابیح کی شرح ہے وہ موصوف کی ابتدائی تصنیفات میں سب سے پہلی
صیانت کے لئے شام کا سفر کیا اور دمشق میں قیام فرما کر جمع کرانی، آخری جزو وہاں جمع نہ ہو سکا کہ قلم ختم ہوئی۔
اس کے بعد کی تصانیف میں زیادہ اتقان ہے، تصانیف میں سیرۃ مصطفیٰ نہایت عمدہ نسخہ و رقابہ عمدہ

سیرت نبویؐ میں تالیف فرمائی۔ صحیح بخاری کی شرح کچھ آخری کتب کی شکل میں تھی۔ یہی قابل قدر سرمایہ
 ہے جس کے ابتدائی چند جلدیں طبع ہو گئے ہیں اور آخری جلد بھی طبع ہو چکا ہے جو نہایت محنت و انداز میں ہے بلکہ
 اجازت سے بتاؤں اپنے تحقیقی معیار میں ممتاز ہے۔ قرآن کریم کی تفسیر معارف قرآن کے نام سے تالیف فرمائی گئی
 ہیں جس کا بیحد طبع ہو گئی جو سورۃ تور پر مشتمل ہے بدشیر عمدہ قابل قدر تفسیر اور ان کی علمی بحث کی شاہکار ہے۔
 بعض غرضوں کا نہایت عمدہ انتخاب فرمایا ہے۔ کلام باری میں ان کا رسالہ کلام مخلوق فی تحقیق ان احقران
 کلام اللہ فی حقوق الہدایت عمدہ رسالہ ہے اور تقویٰ و ایمان میں ساری محنت و مطالعہ کا نتیجہ ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے
 تخریجی دور میں اس موضوع کا مطالعہ اور بحث نہ ہو سکتی تھی میری ناقص سائنس میں یہ کتاب تحقیقی معیار اور حسن
 ترتیب کے اعتبار سے تمام تالیفات میں ممتازی شان رکھتی ہے ابتداء حافظ ابن تیمیہ و حافظ ابن القیم
 سے متاثر تھے لیکن آخر میں امام ابو یوسف باقری کی انصاف سے متاثر ہوئے اور آخری تحقیقی جمہور متعلمین کے
 بائبل موافق ہوئی اور یہی شاہ کتاب میں داخل ہے۔ نہایت مرحوم کی قابل شک زندگی کا ایک پہلو یہ ہے
 کہ تمام محنت حیات علمی کدو کا دیش سے فارغ نہیں جیتے اور اس میں ایسا ستغریق رہا کہ دنیا کی خبر نہیں اور
 یہ بھی اللہ تعالیٰ کا نیک پر حسرت رہا کہ دنیاوی افکار و شغل سے فارغ نہ رہیں اور تمام افکار و شغل علمی ہو
 بیانی میں صرف ہوئے اور علمی جدوجہد کا سلسلہ اور قوت یافتہ تخریجی محنت حیات تک باقی رہی اور یہی شعر کا
 بہت قابل قدر ذوق تھا جسے تلف و درجہ شاعر کہتے تھے، ناری شعر بھی فرماتے تھے۔

بہر حال محنت مرحوم حدیث و تفسیر میں اپنے دل سے جس ممتازیت و وہ محدث تھا، مفسر تھے اور بہت سے
 شاعر تھے، مصوفی مزاج تھے، صوفیانہ سعادت و معارف بہت ذوق تھا، مرحوم اپنے فضل و کمال کے پیش نظر
 جس قدر دنیا کے مستحق تھے وہ نہ ہو سکی اور جس شہرت کے مستحق تھے وہ شہرت نہ ہو سکی۔ مرحوم صدق و سادگی
 تھے، سیدہ نو دریا مرحوب تھے، اپنی رائے پر پختہ تھے، کسی شخصیت سے کم مرحوب نہ ہوتے تھے، اپنی رائے
 پر زیادہ غما کر سکتے تھے، اہل علم کے قدموں سے ان کے بغیر جسم لطیف، لروحت تھے، مزاج میں انتہائی
 سادگی تھی، دنیا کے بکھڑوں سے بے نیام تھے، معارف و تصنیف میں ہمہ وقت مستغرق تھے، اہل علم کے
 وقت علم و دل و دریں وقتہ میں سے معمور تھے، کتابوں کے عاشق تھے نئی مکتوبہ کتاب جس قیمت سے
 بھی ملتی تھی خرید لیتے تھے، خوش مزاج تھے، مجلس سعادت و شرافت سے مایل ہوتی تھی، بہت لڑا کرتے تھے،
 تخریجی محنت و ذوق سے دوہٹتے پہلے ہوتی تھی، الحمد للہ کہ حسب معمول نہایت شفقت و مہربانی،

کے معلوم تھا کہ یہ علمی پیکر، معارف و فنون کا خزانہ، خدق کا مجسمہ، پادشاہ و شہنشاہانِ اقدس و
 دیب، یگانہ روزگار، مستی تھی جہدِ ہمت و نصرت، ہونے والی شہداء، ممد و دل لیدر، جہاد و حق و کرم
 اپنے فضل و کرم سے درجاتِ عالیہ نصیب فرماتے اور اپنی شہرہ و نامت و رشادت سے وہاں لگاتے۔
 زرات و سیئات کو حسرت میں تبدیل فرماتے، افسوس کہ جنازہ کی شرکت سے محروم رہا۔ وہ چہرہ کی شہادت
 پہنچی تھی، ہوائی جہاز کی سیٹ نہ تھی یہ سعادت نصیب نہ ہو سکی۔

شعبان ۱۴۲۵ھ - ۲۵ ستمبر ۱۹۰۴ء

تحقیقی ذوق کا معیار ہے، عجمی جوابدہات کی قدر شناسی وہی شخص کر سکتا ہے جس کی زندگی میں وہ
گذری ہو، دور دراز مواقع اور غیر متعارف سے جوابدہات زماں کر خوبصورتی سے تیار کر دینا یہ وہ
قابل قدر کارنامہ ہے جس پر جتنا رشک کیا جائے کم ہے، موصوف نے اس کتاب کے ذریعہ جہنوں نے
پر حسرت کیا ہے وہاں حنفی مذہب پر بھی احسان عظیم کیا ہے، علماء حنفیہ قیامت تک اس کی
منت رہیں گے، شہرہ اس بے نظیر کتاب میں نہایت حکیمانہ منت قدس نے لکھے، سناسی اس کی یہ درجہ
عیبہ در رشاد یہ کر می کا بہت کچھ دل سے لیکن حضرت مولانا طہار عثمانی کے ذریعہ ناظرین پر
ن کے مافیہ دیں ہے، شہرہ میں جب رقم الخروقات پر ہیں جس کی طرف سے ایک عظیم خدمت
پر مامور تھے اور میرے رفیق کار مولانا سید احمد رضا صاحب بخاری تھے اس وقت حضرت عظیم
قدس سرہ نے اعداء السنن کے طبع شدہ اجزاء بھیجے اور خواہش فرمائی کہ جیب تک تمہیں اس کی خدمت
ہو اپنے پاس رکھو اور ضرورت کے بعد حضرت شیخ محمد زہد کوثری کو بھیہ پیش کر دیں اور ان کے
ذریعہ قریہ میں عمدہ ٹائپ سے طبع ہو سکے تو بہت اچھا ہے اور بقیہ اجزاء غیر مطبوعہ بھی نقل کر کے
ارسال کر دوں گا، حضرت شیخ کوثری اس وقت دنیا کے اسلام کے شوق عالم اور نادر روزگار تھے
اور علماء احناف کے سرمایہ افتخار اور ربانیتحقق وسیع النظر متبحر عالم تھے، ترکیب و حسن تہنہ کا یہ
میں وطن سے ہجرت کر کے مصر میں مقیم تھے جب کتاب میں نے پیش کی تو حضرت نے منہ نہ کر کے فرمایا
کہ احادیث احکام میں حنفیہ کے نقطہ نگاہ سے اس کتاب کی نظیر نہیں دیکھی کہ یہ بے دیکھ رہی ہے
ہوئی ہے کہ قدامت کی کتابوں میں بھی اس استیعاب و استیفاؤ کے ساتھ اولہ حنفیہ کو جمع کر کے اس کی
تحقیق و تنقیح کی مثال مشکل سے ملے گی اور پھر وہ تقریباً خراب فرمائی جو کتاب کے ساتھ بھیجے ہوئے ہے۔
اعداء السنن کا مقدمہ انہماک السنن کے نام سے تالیف فرمایا یہ مقدمہ احوال حدیث کے ذریعہ
اور نفائس پر مشتمل ہے تمام کتب رجال اور کتب حدیث اور کتب احوال حدیث سے انتہائی
عرق ریزی کے ساتھ وہ نفائس جمع کر دیئے ہیں کہ نقل تیراں ہے بجا ہے خود ایک مستقل کتاب
کتاب ہے۔

عصب کے مایہ ناز عالم ربانی اور دنیا کے اسلام کے شوق فاضل اور ہر شخص کے خاص ذریعہ کریم فرما
ایشیخ ابو نعیم عبد الفتاح کو حق تعالیٰ شہداء جزا خیر عطا فرمائے کہ جنہوں نے مختلف سے جہالت

نے کہ کتاب کا نام قواعد وحدیث بتویز فرمایا اور اس پر قابل قدر تعقیقات و اضافات و ترمیم
 کیے رحمہ اللہ اور اہل علم پر احسان علیہم فرمایا اور نہایت آب و تاب کے ساتھ زیوریت سے آراستہ
 کیا کہ جسے دیکھتے ہی دستان دعا ملتی ہے کہ کتاب جس نہایت حق و حقیقت پر مشتمل ہے جو غور و فکر سے
 نے اس نہایت کو خوش سوئی ہے اس پر ایک کریمت سے اسے وہ نہیں نہ کہ حسان تہذیب کی
 میں بنایا ہے کہ اس میں شہید علم کی ہر ایک کتاب ہی کی آئینہ دار ہے اور تصنیف کا
 بھی بڑی قوت ہے ہر ایک کتاب میں کافی روشنی ملتی ہے کہ نہ کہ غور و فکر سے اسے جو بہت سے
 نثر میں اسے ہیں اس کی قابل رشک زندگی کا ماحول ہے کہ آخرت و حیات کا یہ نہایت ہمیشہ
 اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہے "عبد الرحمن بن ابیہم" جو بہت سے اس کی ہر ایک کتاب
 نامتوں ہو تی اور اس میں کچھ ایسی چیزیں ملتی ہیں جس سے کتاب کا حسن ماند پڑ گیا تھا اس میں وہ بہت
 دیکھ کر خدا کا حمد و ثناء کرتے ہیں کہ یہ تصنیف بنائی حق اقل کی ہر ایک چیزوں میں
 اس شہید علم پر اس نے آخری عمر کی کو خدمت علم میں خرچ کیا، مگر ہر حال میں وہ نور سے نہایت
 سوکھ سکھایا اس کی ہر ایک کتاب میں اس کی خدمت کا خیر ہے کہ یہ ہے جو اس کا وہ وقت
 رہا کہ وہ بہت سے کاموں میں رہا اور آخری زندگی کے آخری دنوں میں اس کا وہ وقت
 رہا کہ وہ بہت سے کاموں میں رہا اور آخری زندگی کے آخری دنوں میں اس کا وہ وقت
 اور اس کا وہ وقت کہ اس کی ہر ایک کتاب میں اس کی خدمت کا خیر ہے کہ یہ ہے جو اس کا وہ وقت
 بتوں کے سبب اس کے محبوب کو فوت کر دیا، مگر اس کی ہر ایک کتاب میں اس کی خدمت کا خیر ہے کہ یہ ہے جو اس کا وہ وقت
 کا وہ وقت کہ اس کے ہر ایک کتاب میں اس کی خدمت کا خیر ہے کہ یہ ہے جو اس کا وہ وقت
 کتابت کے وقت ہر ایک کتاب میں اس کی خدمت کا خیر ہے کہ یہ ہے جو اس کا وہ وقت
 حق تعالیٰ نے اس کے ہر ایک کتاب میں اس کی خدمت کا خیر ہے کہ یہ ہے جو اس کا وہ وقت
 ندرت و قبول فرمائی اور اس کے ہر ایک کتاب میں اس کی خدمت کا خیر ہے کہ یہ ہے جو اس کا وہ وقت
 در بدر فرمائی ہیں یہ ان کی خدمت کا خیر ہے کہ یہ ہے جو اس کا وہ وقت

حضرت مولانا محمد یوسف عباہی رحمۃ اللہ تعالیٰ

۱۲ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ کو مولانا محمد یوسف عباہی کا مردن ہوا۔ انھوں نے فیروز
 آباد کی دہشتہ سے بروقت منع نہ ہو سکا، مولانا مرحوم مردان کے قریب حوروں کی ہشت
 تہ، مندر بنڈ کی غنائت درمگاہوں میں پھیل گئے تھے۔ آخر میں حضرت مولانا بیکانہ کی
 کی خدمت میں پہنچے اور معاف فرما کر ان کا جنازہ پڑھیں۔ انھوں نے تعلق کی بنا پر حضرت مولانا
 کی قبر کا مشورہ کر کے پڑھ گئے اور انہیں بھی اپنے قبور سے انھوں نے غور سے دیکھا۔
 دورانہ پیشہ کے لئے ڈائجیس پہنچے تھے۔ ماہرے دورانہ پیشہ کا تھا، اس لئے یہ ایسا نہ کہ
 رفیقہ رسم، فتنہ کن اور رفیقہ معاشرہ نہ تھے۔ ہمارے دریاں فرما روز نہ صبا ہشت رمضان، پھر
 عقیدہ تھا کہ دورانہ کے سب سے بڑے زینت حق در جامع عالم غنیہ، انھوں نے دورانہ
 صاحب رحمۃ اللہ میں ہر چہ کا ذکر کیا تھا کہ اس شان کے لئے حضرت مولانا بیکانہ کی
 بحث کا فیصلہ اس دن مولانا صاحب صحیح بخاری کتاب، یہاں کی حدیث صرف تشریح اس کی جیسا کہ
 شیخ امام احمد کے اس دور کا اثر، قیاس تھا اس حدیث کی تشریح و تحقیق میں ساری باتیں
 کے شہر غنیمت شریعت تورات اور ملامت دین کے حوالے آئے اور اس کے علاوہ ہر عقیدہ اور
 دیرپے شمار بائبل پر میرا ۲۰ بحث ہوئی، اس دن مولانا عباس مرحوم کی جہت کی کون کر رہی
 درمست اراش کے بعد، پھر بد و کیف کا ایک خاص سا سا رخ اور نہایت سادہ و سادہ
 کرپہن تہ کا سہرا، دنوں میں ذی عبد علیہم باری تھا، بار بار اس کا تکرار کرتے تھے کہ
 ان کے بد و کیف کا وہ نفسہ آنسو کے ملتے سے گویا نہیں اس سادہ تعلق نہیں تھا، یہی
 میں آہنہ در زبان ہے۔ مجھے بہت دغوں کی تائید کا موقع ملا، گیا، جس نے پوچھا کہ اب کیا فرماتے
 کون ہیں؟ درود جواب دیا، میں ہی بہت سارے بہت سارے دیکھار کے بعد انہیں کہا کہ ان کی
 وضع ہو گئی کہ حضرت مولانا درمست اس دور کے سب سے بڑے جامع و محقق تھے۔
 مرحوم کی ذہانت و طباشی در علم شغف کا ایک واقعہ تھا جو لوگ تمہیں پتا گیا۔
 اس کی سبب سہمی کے زمانہ میں راقم الحروف دست رفاقت و رشیدیہ صق و مہبت کے باوجود
 میں علم سانس و نساہی کا مہذبہ بھی غلو کی حد تک تھا۔ دورانہ حدیث میں دل آئے تھے وہ ان

کی کہ باپ و شاید اس وقت مشہور تھا کہ یوسفین میں سے کوئی اول اسے کا تعلق تھا جب قریظہ
 نے لکھنؤ کے نام نہ لکھا آیا تو حرم کو قلبی تعلق اور صدمہ ہوا جو مدت تک رہا، فرغت کے بعد حضرت
 مولانا شبیر احمد عثمانی سے تعلق بڑھ گیا تھا، انہی کے ذریعہ مسند مدرس پر پہنچے، بنارس میں خدمت تدریس
 کے ساتھ تجارت کا چکر پڑ گیا اور اس میں خاصا انہماک بلکہ غلو ہوا، مرحوم ازراہ ہمدردی اپنے ہر
 نامزد دوست کو تجارت کی ترتیب دیا کرتے تاکہ عوام میں ذلیل نہ ہو، بہر حال یہ ممتاز و سب علم
 ممتاز عالم و ریختہ تاجر بن گئے، مردن کے بوقت بازار میں تجارت تھی لیکن علمیت تعلق آخر تک رہا، کبھی
 درس قرآن، کبھی درس حدیث، کبھی محاضرات کی شکل میں فینش رسانی کرتے رہے، یہاں تک کہ دعویٰ
 جس کو بیک کہا، اللہ و زنا لید۔ جمعیت، حق تعالیٰ بال بال مغفرت فرمائے اور درجات
 عہد سے رفراز فرمائے، آمین۔

مولانا شبیر احمد عثمانی

مولانا محمد زکی کسفی رحمہ اللہ تعالیٰ

افسوس کہ ہمارے خرم جناب مولوی محمد زکی صاحب حضرت مولانا محمد شفیع صاحب مدظلہ
 رحمہ پاکستان کے بڑے صاحبزادے یوم شنبہ ۱۳۴۵ھ ۲۵ جنوری ۱۹۲۷ء کو مدظلہ کو مدینہ
 مکہ مکرمہ وانا بیہرہ چون مرحوم انجی بھی تازہ تازہ دیار قدس حرمین شریفین کی فانی
 سے واپس آئے تھے، فریضہ حج بیت اللہ کے ارکان و الہانہ اندازتہ ادا کئے آستانہ برکات
 مدینہ حبیبہ کی عائدی جی نصیب ہوئی ہفرجی میں بیک بیک کو ایسی قیامت نصیب ہوئی
 کہ مفر آخرت کے لئے بیک بہرہ کرنا آخرت کا سفر اختیار کیا، کہ یا حرمین شریفین میں قیامت
 کے شرف سے متاع کرنا یہ کو غفلت کے پڑ آشوب دنیا سے موت نہیں کر یا کیا اور جہد ہی بات
 و صاف کر کے اپنا پاس بیا یا بہ شبہ ایسی موت ہر عاقل کے لئے قابل رشک ہے و
 ہر شبہ پسندہ اکابر و اصحاب کے لئے س قسم کی موت اور اس کا حصہ قابل تسلی ہے، و
 ہدایت ذکی بنیدہ باوقار مہمان نواز طبیعت کے ماکستھے، نہایت خلیق و صلیق تھے، شعر و
 سیمہ بہرہ و ریختہ، کیفی تخلص رکھتے تھے، حضرت مفتی صاحب کو بڑا چاہے ہیں ورنہ مرنے کے
 پیڑھے میں یہ حصہ بد شبہ غنیہ حصہ مہر ہے، لیکن ترقی درجات کے لئے رحمہ ارجمین کے شہون
 ورا اور اہل حق تعالیٰ مرحومہ کو رحمت و رضوان سے مالا مال کر کے بہشت الفردوس نصیب فرمے
 آمین و رہبانگان کو ہر ہر ذیل و صیر جمیل نصیب فرمائے آمین، اللہ تعالیٰ مدد عظیمہ مدد
 میں تمام نصیب زخمہ قرآن سے ایصال ثواب کیا اور اس طرح ایک ادنیٰ حق ادا کرنے کی توفیق
 نصیب ہوئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

سید مظفر حسین صاحب مدظلہ

بائنا عبادت کرنا بارہ سال کے سن میں بشارت کے زوال کے بعد حفظِ قرآن کی نعمت سے محروم ہوئی، تمارت کو مدتِ ذکر شدہ میں گذرنا، کھنڈوں سجدوں میں خشیتِ الہی سے توجہ کرنا، مسائب پر آہ نہ کرنا خوفِ خدا سے کھنڈوں آہ دیکر کرنا کیا کیا جائے اور کہاں تک کھانا کھانا جائے، اس طولِ صائب و عودت کی زندگی میں الحمد للہ کہ دو سال حرمین شریفین کا قیام و عودوں میں نصیب ہوا، تین چار نصیب ہوئے، مہینہ شمار نمودن کی دولت تھی، پانچ سال کی عمر میں زہرِ حرمین شریفین درج بیت اللہ کی پہلی مرتبہ سعادت نصیب ہوئی تھی، رتوں کو جاننا و رتوں کرنا اور آہ دیکر ان کی توفیق نصیب ہوئی۔

۳۱۔ ایں سعادت بزورِ بار و نیست

۲۹ سال کی عمر میں ازدواجی زندگی میں قدم رکھا، یہ سنت بھی پوری ہو گئی، ایک بی بی سیدہ ناصحہ کی ولدہ ہوئے، کاشف بھی حاصل ہوا، جو وندہ کی وفات سے چند ہی روز قبل زندہ ہوئے، آخرت میں غم نہ تو بے سکون ہوا کہ مہوم کی پرآلہ مہیات کا خاتمہ ہو کر حیات جاودانی کی سعادت تھی اور حق تعالیٰ کی رحمت بے پناہ کی توقع پر انتہائی سکون کے لمحات میں کئے لیکن جب ناصحہ کی حالت کی مندرقت کو دیکھتا ہوں اور اس کی طویل مظلومی و مسکینی و محرومی کی داستان سے آتی ہے تو طبعِ انتہائی صدمہ ہوتا ہے، زندگی میں عقل و طبع کے اس تجاذب و کش مکش کا ایسا تجربہ کبھی پیش نہیں آیا، ان ہی بدلت و ریاضات میں حق تعالیٰ نے قرآن کریم کا عجیب و غریب ذوق مہوم کو عطا فرمایا تھا، ایسا شریعتِ صدر ہوا کہ آیات کریمہ کے ایسے خواص کا انکشاف ہوا کہ اس دنگ رہ جاتی ہے جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں، صبر و شکر کا یہ پیکر، رضا بالقضا کی یہ تصویر، نہ وہ فریاد کا یہ مڑنا سحری ہم سے کیا پیدا ہوا کہ قسب کا انس و سکون ختم ہوا، دل و دماغ پر عمر کے در و دیور پر پر وشت طاری ہوئی، گویا ایک نور کا وجود تھا جس کے غروب سے نعمت پر گئی، چھ سال کی عمر سے نو سال کی عمر تک تین سال میں ٹنڈو اللہ یار میں لڑکیوں کے سکون میں جو کھڑے متصل تھا پانچ جماعتیں پڑھیں، اس معمولِ تعلیم کی وجہ حساب میں وہ مہارت کہ حیرت ہوتی تھی ان تمام مراسم و تکالیف میں حافظہ کی قوت اور دماغ کا استخسار قابلِ حیرت تھا، مرضِ موت میں اپنے شوہر مولانا محمد انور بدینشانی سے جو یہ وقرات میں مقدمہ جزریہ پڑھا،

الفیہ الراحل جلالہ الملک شاہ فیصل شہید نور اللہ مرقدہ

فما کان قیسٌ حدیث واحد

وکنتہ بنیان قوم قیس

بصار و سب ک کنایت جو چکی تھی کہ یہ دردناک و حسرت ناک خبر آت ۱۵ مارچ ۱۹۷۴ء
 ۱۴ ریت اول ۱۹۷۴ء کو حبیب شاہ پاکستانی ریڈیو نے نشر کی کہ شاہ فیصل کو ن کے فی مہینے
 کے اولی کا نشانہ بنادیا۔ اس سے پہلے جعفر بن مکت سعودی عرب کا یہ فرمانروا تھا کہ
 کا سیاسی منکر اسد بن اتحاد کما د فی بہاد فلسطین و قدس کا غلبہ دار، شعار اسد کی مخالفت
 میں بے مثال غیور فرما رہا تھا، ان کی شہادت پر جتنا ماتم و فوجہ کیا جلتا ہے اسے اس نازک ترین
 دور میں عرب و اسد کی دنیا کو ان کی بڑی ضرورت تھی اس وقت یہ پاسبان حرم و خدایہ
 الشرائعین صرف حرمین و حجاز اور ریاض کا پاسبان نہ تھا بلکہ یہ سب کہ تمام عالم اسد میں
 تمام ممالک عربیہ کا پاسبان تھا، غرض کہ ایہ مسلمان و عرب مسلمان ہیں ایسا مصلحت مندانہ
 فرمانروا پیدا ہو گیا تھا جس کے تدبیر و سیاست نے برطانیہ و امریکہ کو پریشان کر رکھا تھا
 کے جو دو کرم، نوال و عن اور جو دو سخاے تمام پارینہ و استن کو بارہ بارہ کر دیا جس کے حسن
 اخلاق اور بردباری نے دشمنوں کو دوست بنایا تھا جس نے مصری سادت حکومت پر دو کرم
 کے خزانے کھول دیئے تھے، اسے دہ میں ن پڑوا دیا، سقوطِ بزمِ سوز کا بے منت انتہا
 جتنا حسنا رہ ہوا وہ سب پورا کر دیا، خبر سوز کے شہر پورٹ تو فینق کو جو سرابیل کی بہاری
 سے تباہ و برباد ہو گیا تھا، ممکن ہو پر دوبارہ آباد کرنے کا تمکل کیا، جس نے مصری حکومت کی
 اعانت کے لئے بہاد فلسطین و قدس کے واسطے مصر میں دو بینک کھول دیئے اور یہ سب کیا
 کہ اس مقصد کے لئے جتنی مدد ضرورت ہو وصول کر لیا کریں جس نے شاہ کی حکومت کو ۲۵
 کروڑ ڈالر بطور قرض، ۱۵ کروڑ ڈالر کی امداد اور بیس کروڑ ڈالر ترقیاتی کاموں کے لئے دینے شروع
 کئے جس نے عمان کی حکومت کو ایک کروڑ پچاس لاکھ ڈالر مابذ و دیگر کروڑ ڈالر اپنی آمد
 کے موقع پر لہور خاص دینے کا اعلان کیا تھا جس نے تنظیم آزادی فلسطین کو پچاس لاکھ ڈالر

سہ ماہیہ رویت کا حال کیا تھا جس نے پاکستان کے زلزلے میں ایک کروڑ ڈالر کا عطیہ دیا تھا۔
 سربراہان فرانس میں تیس کروڑ کا عطیہ دیا۔ جس نے پاکستان کی مدد میں کوئی کسر
 باقی نہیں چھوڑی۔ یہ تو مرحوم کے دریا کے سخا کے چند قطرے ہیں ورنہ ہم سعد میں ان کی
 سن و ست و ہر دین کے خیر میں یہ رہی ہیں۔ بقیہ زندہ سالہ حکومت میں عرب و مسلمانوں پر وہ بڑے
 حسانات کے جو قیامت تک دنیا یاد رکھے گی۔ بد شہرتی کے لئے ان کے لئے زمین کے تراز
 کموں دینے سے ۲۹ ارب ڈالر سے انہیں کی آمدنی پہنچ گئی تھی، لیکن اہل مکر اس مرد حق سے
 بھی خوب شکر دیا۔ مسلمانوں کی آمد دینے سے پتہ خزانوں کے درد کموں دینے سے۔
 ان کی موت بد شہرت کا نام غلام، سعد میں سے دور حاضر کا سب سے بڑا امیر ہے۔ عرب سیاست
 میں ان کی درست سے جو غلط پیر ہو گیا، بشل بر ہو گا۔ ان کے بھتیجے فیصل بن سعود کے ہاتھ
 سے یہ بد شہرتیں پیش آئیں۔ ان کے بعد رجب بن سعود، خدا کا شکر ہے کہ مرحوم کے آخری
 مراحل میں نہ جانے کبھی کے مدعی ہو گئے، غارت کے پابندت میں تو وضع و مسکن کی نہا
 تھی۔ راقم الحروف کو دوم تیسہ خصوصیتیں ملتی ہیں قریب قریب تر ہو کر ان کی شہرت کو
 بڑھنے اور دینے کا موقع ملتی اور ان کے وقار و مقامات اور اسلامی ہمدردی کے بہتے فوارے
 قلب پر مستر ہوئے تھے۔ حق تعالیٰ ان کے زہد کو معاف فرمائے اور ان کو دوسرے کے
 خزانے ان کی زندہ کی ہیں ان کے لئے کموں دینے سے اسی طرح ان کے لئے کہ بد شہرتی مسود
 معذرت اور رست بیکراں کے دروازے ان پر کموں دے، دوست و شریعت کی زوہا پر
 مسکن کے لئے فضل پہنچائے و کرم سے رست و رعد ان کی زوہا مسکن سے نہیں انہیں
 فرمائیں آمین، ورنہ ان کے بانشین محمد بن عبد العزیز کو ان کا صحیح بانشین بنانے اور ان
 کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائیں آمین۔

رجب بن سعود کے بانشین

حضرت مولانا ابوالوفاء قندھاری رحمہ اللہ تھامس

انشاء در ظلم با قمر حبیہ کا مرزا چراغ تیرہ شبہ با سحر حبیہ کا مرزا

آہ حضرت ابوالوفاء قندھاری افغانی کی روح مبارک ملّا اعلیٰ کی طرف پرواز کر گئی، انا اللہ

وانا الیہ راجعون۔ اذاجاء نجہ لایستأخرون ساعة ولا یبندھون۔

آج ۲۶ جولائی ۱۳۸۵ھ کی درمیانی رات شنبہ۔ رجب المرجب ۱۳۸۵ھ حیدرآباد دکن سے ایک تاریہ دردناک خبر ملے کہ آیا کہ حضرت مولانا ابوالوفاء قندھاری پانگے، ٹیلیگرام ۲۳ جولائی کا ہے کہ مسموم وصال کب ہوا۔ افسوس کہ ان چند ماہ میں آسمانِ علم کے کیسے کیسے آفتاب و مانتاب اور درخشاں ستارے بکے بہرہ ریز غروب ہوتے گئے، بسائر و عبر کے مرثیہ خوان کی قدمہ کی روشنائی خشک مونس پہلے نورہ نو مصیبت کی مرثیہ خوانی کرنی پڑ رہی ہے۔ حضرت مولانا سید محمد زکریا رحمہ اللہ کی وفات حسرت آیات کی جان کاہ مصیبت کا پہاڑ سر پر ٹوٹا جس نے دماغ کو پاش پاش کر دیا۔ ان ٹکڑوں کو سمیٹنے سے فرصت نہیں ملتی تھی کہ ایک با خدا عالم، مکنام و روش، دورِ حاضر کے ولی اللہ پارسا، متقی، زاہد، فقیہ حنفی کے محقق، حنفیہ کے محسن، اعظم فاضل قندھاری کی وفات نے جو اس باغۂ کر دیا، انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ افغان نشان قندھاری کا یہ مایہ ناز عالم جس نے حیدرآباد دکن کو اپنا کہوارہ علم بنایا تھا ان کے کمالات و سنات کے بیان کے لئے ایک دفتر چاہیے۔ وہ فقہ حنفی کے امام تھے۔ فہماد حنفیہ کی کتابوں کے راہِ فطرت تھے۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام محمد بن حسن کی کتابوں کے عاشق تھے جس دیدہ ریزی سے ان ائمہ کی کتابوں کو دنیا کے گوشہ گوشہ سے جمع کر کے اس کی شناخت کرتے تھے درجہ ان کی اشاعت کے تھا۔ ان کے لئے سب سے بڑا کام اس کا تذکرہ تھا کہ جس کا نصرت و دوستی کا یہ سیکرٹریہ جس مقام پر تھا ان کا یہ عین برست دنیا اس کا سورج بھی نہیں لگتی۔ درخت و خشیت کا جو ریزہ ان کو سبب بنی مسرورہ سرگمان بھی وہاں سے تھیں۔

حیدرآباد دکن جیسے شہر میں جس میں پیشہ پرستی کے سلسلے میں ہر گز دیر نہ ملے بڑوں کے قدموں پر چلنے کے لئے اس میں مریدانہ کے ہاتھ مستقامت کو بہ محض زور و زحمت ہی نہیں پیدا ہو سکتا تھا جس میں ہر گز نہ ملے۔ ان کے لئے یہ تھے۔ غمناک و غمناک کے لئے

تھے، بخوبی واقف تھے کہ دو کتابوں کے معنی نے رات کو جب ٹھٹھکتے تو جب تک دھنوں
 کرتے تھے اور نماز کی تیاری کرنے تھے اور دناک نارتی شعاں پڑھتے تھے اور خوب رویا کرتے
 تھے، پھر تہہ میں ٹوٹا ہوا نما کرتے تھے اور دردناک جے ہیں اس والہانہ انداز میں قرآن پڑھ
 تی و رتے کرتے تھے، لوگوں کو ترہا دیا کرتے تھے اور بسا اوقات آدھو بکا کی ہفتہ کی رات
 سوئی تھی بٹھ کی نماز خود پڑھ لیا کرتے، طوں منسل کی ہر می سورتیں پڑھتے تھے اور کبھی کبھی نماز
 میں منسل کے قرآن کے بعد وہ بقیہ قرآن سب سے کوئی قرآن پڑھ لیا کرتے تھے، مگر ہر نماز
 بعد آرام دیکھیں، سہ و رات تک ہر رات اور اس قدر جتے، بعد میں مہموں کی پیشکش ہوئی
 تھی پس ان سبھی کی پیشکش سے قوت رہوٹ کی زندگی بسر کرتے تھے، کسی نہیں جاہ و دولت
 میں نہ تھے نہ کسی جہد و آمادگی میں نہ تھے، وہاں کی دعوت قبول کرتے تھے وہ جاہ و دولت میں نہ تھے
 شہر میں نہ تھے، یہی نہ تھے یہاں بھی پائے، ایک لمحہ نہ تھے یہاں بھی نہ تھے، ہر وقت کے ساتھ
 حضرت رسول و جاہ و دولت سے ہیں تہیت رکھتے، ورنہ کا یہاں تہیت کرتے کہ قتل جون
 جہاں یہ تہیت کہ ہیں تہیت کے یہاں تہیت کیا کرتے ہیں نہ چاہتے ہیں،
 مگر ہر جاہ و دولت، نہ ہو یا فقیر، کس کا یہ قبول نہیں کیا کرتے، خیریت و صدقات کو کیا قبول
 لیا، نہ ہر جاہ و دولت کے جو وہ بھی قبول نہیں کیا، یہ ان کا ایک خاص انداز و ذوق تھا۔
 کسی کی نعمت و ریس نہیں سنے تھے، اس سلسلہ کے بڑے دلچسپ واقعات ہیں۔

مگر یہاں ایک واقعہ کا ذکر کرنے کو ہے، فقیر رجب چاہتا ہے جو خود حضرت بنوری مدظلہ کو ہمیشہ یہ وہ نعمت ہی کے ساتھ
 میں یہاں نقل یہاں تک ایک زمانہ میں مودعہ معلوم پر تھکی، یہاں دور تھی کہ کسی کی دن کا نہ ہوتا ہے، حضرت بنوری کو
 مرحوم ہر حال معلوم تھی کہ وہ کسی کا بہرہ قبول نہیں فرما کرتے، میں نے مودعہ نامہ موسیٰ میں فرمائی کہ مودعہ کے بارے
 میں کھانا، بنوری نے مرحوم کے نام سے کسی کی رات کے کچھ فقیر بھی، مرحوم نے نے ڈھیلے کھانے کی یہ فرماتے
 ہیں کہ کون صاحب میں نہ ہونے لگے فقیر بھی ہے، درمیان پتہ ان کو کس نے بتایا، درمیان میں اس رقم کو دیا گیا
 چاہتا ہوں اس کی و بیک کی صورت کیا ہو سکتی ہے، یہاں تک کہ ہر ایک فقیر میں میں کر کے مودعہ بہرہ
 رہتے ہیں ان کو یہ کہ نام سے و نسبت بنوری کے لئے بنوری نے یہ کو بھی بدھ چھو دیا ہوگا، اب سے
 وہ بنوری نے کچھ قبول فرمایا، اب کو وہ حدیث معلوم ہے کہ کب مودعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہرہ
 بعد کے فقیر

مجموعہ

حضرت مولانا نے خود کی زندگی گزار کر اور اس زندگی علمی خدمات کی نذر کی اور تقریباً پچیس برس تک حیا، معارف کی جہیل، لشکر قابل رشک خدمات انجام دیں، مرحوم کی برکت سے کتب ستہ میں پہلی مرتبہ الجامع، کبیر مصنفہ، مسند بن الحسن، عمدہ تعلیمات و منہ مر کے ساتھ مذہب و بیعت سے آراستہ ہو گئی اور اس ابو یوسف کی کتاب شمار کا پہلی مرتبہ دنیا کے علم کو غنم ہو کہ وہ ابو یوسف کی بھی کتاب شمار ہے۔ مرحوم کی دوسرے حکومت کے بعد درقا مدرف سے ان کے نام سے کتاب مہسود شاخ مونی شروع ہوئی، اس شہید علم پر اللہ تعالیٰ کی تعزیت تازہ ہوں نہیں نے اس پر شوبہ دور میں سلف صالحین کی یاد تازہ کر دی، یہ انہماکی ضرر رہا کہ ادارے کو پاکستان کرچی منتقل فرمادیں میری طرف سے برائے مدت درپڑا نہ ہو گا، چونکہ مجھے یہ سون ہو رہا تھا آپ کے بعد ادارے کا مستقبل تاریک ہے اور اس شمع فووز کے بعد اندھیرا ہی نہ ہو گا، میرے سر پر بات سمجھ میں آگئی تھی ورنہ فرما دیا کہ گرا کر کانٹھیں بنی ہوں تو میں اس سلسلہ میں علی قدم اٹھاؤں گا کہیں فوسٹ کر بہ خوب شہید فوجی رہے ہو سکتا ہوں کہ وہ سزا میری ہے صاحب بہر باد میں ہوتے تو شاید دوسرے جہت کی صورت باقی رہتی ہوتی ہاں کیا جہاد ہمارا کیا جائے، تنہا دیت تو محض نہیں ہیں جو رہا رہے نہ کرے کہ اس شب دیگور میں کوئی امید کی رہا پھرا ہو، مولانا ابو یوسف نے اس کی مناسبت و رز و زہد کا ایک پیڑ، اندھا کی وحشیت اب کی فوس روت، جہاد و سعی کا ایک جہز، ان کے مقررہ امور و عہدہ کی عیب بادکار، بوس و مول کی حیثیت سے ہو یا قناعت و زہد کی جہت سے ہو ایک بہترین شخصیت دنیا کی نعمت ہو گئی، بس اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت سے کہ ایک ضعیف و نحیف جسم میں قدیم ترین کی روت جو وہ گم ہو گئی تھی، عصر حاضر میں اس کا تصور بھی نہیں ہو سکتا، علم و عمل، شب و نیند اور نا اہلیت سحر کا یہ ہیں ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گیا، یہاں دنیا میں جو روز و فرزوں خزاں کی ہوا میں چل رہی ہیں بجز قدرت خداوندی کوئی توقع نہیں کہ اس چمنستان و بہار میں ایسا گہرے مقرر ہو کر جس کی خوشبو سے دماغ علم و فطرت ہو، وہی اللہ عز و جل من کل فی ثنت حق تعالیٰ ان کے رواج پر فوج پر جنت الفردوس کے دروازے کھول دے اور فیہ جنت

کے رمت و رضوان کے وہ مقامات عالیہ نسیب فرمائے جو ائمہ اربعین کی رمت زبیر
 کے شایان شان ہوں اللہم اغفر لہم اللہم اغفر لہم اللہم اغفر لہم اللہم اغفر لہم
 عندک فی مقعد صدق یارب العالمین ۔

فارسی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ

فسوس کہ ہمارے محترم قاری محمد حسن صاحب مروتوں نے جمعرات ۵ جمادی الثانی
 ۱۴۰۰ھ میں شہداء صحیح کو داعی اجل کو لبیک کہا، مرحوم قاری محمد صدیق بنتی استاذ
 مدرسہ فرقانیہ ٹھٹھو کے شاگرد رشید تھے لیکن اپنی خداداد قابلیت اور روز و نیت نبوت حسن
 بتو بہ حسن قرأت اور حسن تدوین کے اس مقام پر پہنچے تھے کہ متحدہ ہندوستان میں ان
 کی کوئی ہمسایہ نہیں کر سکتا تھی میں نے اپنی زندگی میں اتنا موثر پڑھنے والے قاری کو کبھی نہیں
 دیکھا۔ نہایت وقار و خشوع کے ساتھ ورنہ ان کی اس انداز میں تدوین فرماتے تھے کہ
 معذور ہوتا تھا کہ یہ قرآن آج نازل ہو رہا ہے۔ خصوصاً فجر کی نماز میں سننے والوں پر ایسی
 کیفیت طاری ہو جاتی تھی کہ وہ دنیا و مافیہا سے غائب ہو جاتے تھے، رنگوں سے اندیز ہوتے
 ریاست قدرت میں زندگی گذاری، آخری زندگی کراچی میں گذری، فسون کہ کوئی پناہ نہ
 رہیہ اب نہیں چھوڑا تھیں۔ ان کی یاد تازہ ہو۔ طبیعت میں انتہائی نرافت تھی خوش مزاج
 مریخ مرعوب نہ تھے۔ ان میں نکات کا بار بار غنیمت کا حق جب کسی کی اس امانت تو ان سے
 یہ نقل ہو جاتی تھی۔ کبھی کبھی مدرسہ عربیہ اسلامیہ میں بعد عشر شریف لیا کرتے تھے۔ ان کی
 آمد سے اچھی خاصی خوش قرأت آرسہ ہو جاتی تھی۔ طبیعت قرآن سننے اور خود بھی سننے
 پیچھے پڑھنے والوں کے برے قدردان تھے ورنہ ان کی قرأت سے بے حد فائدہ ہوتا۔
 افسوس کہ اقم الحروف اپنی عدالت کی وجہ سے نماز جنازہ میں شرکت سے محروم رہے۔
 رحمہ اللہ رحمۃ واسعة و رفع درجہ تہ فی مقعد صدق عند رب العالمین ۔

اگر ہم سدا کے ذمہ دار افراد کا رخ اسلم کی طرف پھر جائے اور وہ اسلم کو یک نہ بنے
 حیات اور یک نہ عمل یقین کر کے صدق دل سے اس پر عمل پیرا ہوں تو مسلمان تاج ہیں اور
 عالم سے ایک نسل سکتے ہیں اس پیغام کو متعلقہ حضرات تک پہنچانے کے لئے موصوف نے یک
 درہ تصنیف و تالیف قائم کیا تھا جس کے زیرِ ہتمام متعدد کتابیں خود مرتب کر کے دنیا
 کی آمد دیں شائع کیں اور اعلیٰ حکام و سربراہان عالم سدا کے نام رسالہ میں بھی عالی
 شانہ مہجوم کو پتی رمت و رضوان سے نوازے اور ان کے گرمی قدر معجز و کائنات میں
 عبد الواسع، مولانا محمد اسماعیل، مولانا حافظ محمد علی، اور مولانا محمد احمد کو ان کامیاب ہاشمیں

بنائے۔
 شعبان المعظم ۱۳۹۵ھ بمطابق ۱۹۷۴ء

حضرت مولانا فاروق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ

ست ذوالعدہ، حضرت مولانا فاروق احمد رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حضرت آیات سے بہاول پور کے ن ہیل اللہ صا کرام کی یاد تازہ ہو گئی جن میں شیخ الجامعۃ العباسیہ مولانا غلام محمد کھوسو، مولانا امجد علی، مولانا محمد صادق، مولانا جہد اللہ، مولانا محمد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی جیسی، دڑوڑکا شخصیتیں شامل ہیں۔ مولانا سہارنپور کے عثمی خانہ کی یادگاہ تھے اور برصغیر کے مشہور نامہ دین مولانا خلیل احمد سہارن پور می کے تحقیقی بھتیجے۔ بہاول پور میں نصف صدی تک دھم کا مدرسہ قول اللہ و قال ام رسول اور درس و تدریس میں گزارا۔ باوجود پیرائے سالی اور کمزوری کے ابھی تک مرحوم کے فیوض کا سلسلہ جاری تھا جس سے اہلبیان بہاول پور محروم ہو گئے۔ مرحوم کی قیام گاہ مرجع الناس و عامہ بنی ہوئی تھی۔ صبح اور شام کے وفات میں بے شمار مخلوق آپ کے فیوض و برکات سے فی سبیل اللہ مستفیض ہوتی تھی۔ اس قدر ارجحال کے دور میں حضرت کا وجود کسی نعمت عظمیٰ سے کم نہ تھا جس سے اہلبیان بہاول پور محروم ہو گئے۔ مولانا ۲۰ رمضان مبارک کو دوپہر ۱ بجے کو بیگ کہا اور ۲۰ رمضان مبارک کی درمیان پر برکت شب کو علماء و صلحاء، جفائے اور غوام و خواص کے اجتماع ہند نے آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کی۔ جس کے بعد ایک شب بارجم غنیر کی موجودگی میں انہیں بہرہ فناک کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائیں۔ ورا علی علیہین میں جگہ دیں۔ آمین۔ اِنَّا لِلّٰہِ اِنَّا رَاجِعُونَ۔

ذوالقعدہ ۱۴۳۸ھ، دسمبر ۲۰۱۷ء

حضرت مولانا گل محمد رحمہ اللہ تعالیٰ

یوم الجمعہ ۲ ذوالحجہ ۱۳۳۵ھ ۲۶ دسمبر ۱۹۱۷ء کو میری دوسری بیوی کے دربارہ مولانا گل محمد صاحب کوہاٹ
 واصل ہوئے، انا، اللہ واپار، لیاہ راجپوت، مرحوم کے اندر، کرم نفس جو دوستی، ہمت و مردانہ، جانشین
 غیرت و اپنی مساعی، انصاف کا بٹھکا پہلے سے علم ہو چکا تھا، دوسرا عشق کے غم میں ان کے اوصاف تیار ہو گئے
 مشاہدہ بھی ہوتا رہا، طویل ترین عدالت کے دوران کی مستقامت و صبر کو دیکھ کر حیرت مونی، آخر میں ان
 وصال جیسے موزی مرض میں مبتلا ہوئے لیکن کیا بھال کر ان کی خوش خلقی اور صبر و تحمل میں ذرا بھی فرق آیا ہو گا
 اپنی تشییت کی کسی شہادت نہیں کی، حکایت حال کے طور پر زبان پر کبھی آیا تو اس میں کراہت
 کرات ہوں تو زیادہ تعجب نہیں ہوتا لیکن غوام است میں ایسے قابل رشک صفات جیسا بامثل تعجب ہیں۔
 حق آہوں کی اس مخلوق کے مٹا ہونے میں نامعلوم کتنے ولی، سدا ہیں جن کا کسی کو علم نہیں کہ مشاہدہ کیا کیا
 دماغ میں موجود ہوں جب بھی قابل قدر ہیں لیکن غیر مشہور کمال شخصیتوں میں اس قسم کے کمال حیرت فرما
 فی کا شکر ہے کہ مرحوم کا تمام خاندان صالحین و اہل علم کا ہے، ان کے دربارہ حضرت مولانا شیخ محمد صاحب
 مستند عالم اور با خدا شخصیت تھی صرف و نحو کے تو مام تھے، حضرت عارف سندھی مولانا حماد اللہ باقی سے بہت
 اندر، حقائق تمام بار میں قات ہونی ان کی بزرگوار شہادت و خدمت کا فنون و معارف ہوں، مرحوم ہر صبر
 نور و سکھ کے روح رہیں تھے اس کی رقی کے لئے ہمیشہ کوشاں تھے، ان کی جید خدمت کے لئے سکھ کی
 گرمی میں سہل اور روٹی پختہ ہوتے، تیار کیا کرتی تھیں اور صبح و شام کھٹوں میں عید گزما خدمت بن کر
 کرتی تھیں اور اب بھی کرتی ہیں۔ بیماری و غارت میں بھی کوئی ناز و نفرت نہیں ہونی جس رات سب کو دوزخ
 منہ رقی اشارے سے تہجد پڑھی اور سورہ یسین و سورہ یسین کی تلاوت کی و تہجد کیا، تہجد و روض
 کو اور عکس کو سب کو سب کی تہجد کی، جزع و فزع و رجا و بکا و رگت کی وصیت کی، جمعہ کی صبح ذرا کے
 بعد بیٹوں و بیٹیوں کو نماز کے لئے جانے کا حکم دیا و اس دوران ان کی روح مدد کی طرف پرواز
 کر گئی، نہ سدا و نہ سید، جوعون، حق تعالیٰ جنت اعلیٰ میں درج ہوئے، یہ نصیب فرمائے اور رحمت و
 رضوان و مغفرت کے مقامات عالیہ سے ہم فرما رہے ہیں، آمین، میری بیوی کو سب جمعہ کی رات دینی و دنیوی

چندے ہیں خواب میں زیارت ہوئی صبر و استقامت کی تائید کی، دنیا سے نفرت کا حال سنایا اور پناہ دینے
 کو بصورت و ردال گردیز کھر جنت میں دکھایا اور بہانہ انداز سے اطمینان سے مکان میں رہنے کا شتہاں
 کی ہر کیہ تو فرمایا کہ تمہیں بھی یہاں آنا ہے مگر جی وقت نہیں آیا اور فرمایا تخت کرو تمہارا کھر بھی تیار ہو گا۔
 یہ کھر تیار ہو گیا، حسبِ وقت راقم الحروف کی خدمت و رہا ہوئی و وصیت فرمائی۔

ع۔ خدا رحمت کند میں عاشقان پاک تہمت را

انسوں کہ باوجود کوشش جنازے پر نہ پہنچ سکے تھے فین کے بعد زریں پر فاقہ خوئی نصیب ہوئی۔

ہات سہ ما افسد اولہ ما اعلیٰ و کل شیء عندہ باجن مسیحی فی لمحہ سہ رب العالمین محمد مصطفیٰ بن بادشاہ
 محمد الحرام شہداء، فدوی شہداء

حضرت مولانا عبدالباری انصاری مکنوی رحمۃ اللہ علیہ

جمعہ کے مبارک دن ۲۰ محرم ۱۳۹۶ھ (۳ جنوری ۱۹۷۶ء) دورِ مہنگ اسلمی منکرِ جہان کے
 متکلم و فیلسوف حضرت مولانا عبدالباری انصاری مکنوی ہمیشہ کے ستم سے رنجست ہوئے دن
 کی روح پاک عالمِ غیب کی طرف پرواز کر کے وصلِ حق ہو گئی۔ رشتہ دارانِ لہ راہجون۔ دوسرے
 و دعارت تھے وہ صوفی باصفائے سراپا اندھ تھے، ورث و تقویٰ کے پیکر تھے، علمِ برکتِ عجب
 ربانین کے ایک ممتاز فرد تھے، حیدر آباد دکن کی سرزمین میں دنیا سے گم ہو کر اپنی دنیا ہنسنا سے
 ایک ہی شخص نظر آئے، مرحوم کا ابتدائی تعارف حضرت مولانا سید سلیمان صاحب ندوی کی سیاق و سباق
 کے جز و سوم سے ہوا جس میں معجزات پر ان کا ناعدنہ مضمون ہے، پھر غالباً ۱۳۸۵ھ میں حیدر آباد
 دکن میں پہلی ملاقات کا ثروت بعینت حضرت مولانا مناظر احسن گیلانی مرحوم حاصل ہو، دوسری ملاقات
 کا شرف اس وقت نصیب ہوا جب میں دارالعلوم اسلامیہ ٹنڈو الہ یار میں ۱۳۸۵ھ میں تاسست
 پذیر تھا اور مہمان کی سعادت بھی نصیب ہوئی اور دو ایک علمی مجالس بھی رہیں جس میں ہم دونوں ایک
 دوسرے کے بہت قریب ہوئے اور صدقِ جہیز میں مرحوم نے اپنے سفرنامے میں اس کا ذکر بھی
 فرمایا، پھر تیسری ملاقات کی سعادت کراچی میں حاصل ہوئی جبکہ مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی کی بنیاد
 پڑ چکی تھی، اس مرتبہ الحمد للہ قریب سے قریب ترددینے کا موقع ملا اور مجالس میں ان کو اچھی طرح
 پایا اور عقیدت ان سے بڑھ گئی، فکر کی گہرائی میں قرآنی حقائق کے ذوق میں بے مشغول تھے، نفس
 کی تربیت و اصلاح پر غور کرنے میں بے نظیر تھے، جدید فلسفے اور جدید ہیات پر ان کی نظر اور ہمہ
 گیری حیرت انگیز تھی، ان جدید فہم کے نظریات پر اتنی وسیع نظر تھی کہ حیرت ہوتی تھی، گویا ان
 کے سر پر جوتے مارے ہیں، ان کی نظر نہیں مٹی ان کے فکر کو جس جستجو اور عرق ریزی سے پہنچ
 کر کے ان سے استنباط کرتے تھے اپنی کا حصہ تھا۔ حضرت حکیم الامت کے دامن سے وابستگی سے تو
 ان کی دنیا ہی بدل گئی، اپنی جائداد اور وسائل معاش کو خدمتِ دین کے لئے وقف کر کے حضرت
 تھانوی قدس سرہ کے علوم اور حقائق و معارف کو جدید نسل کی رہنمائی کے لئے مفید سے مفید و
 مؤثر بنانے کے لئے تمام قہمی و فکری صد بیتیں ختم کر دیں اور یہ ان کی زندگی کا اہم ترین کام رہا
 ہے، حضرت تھانوی قدس سرہ کی تمام مختلف، نوازش تصانیف سے متفرق موضوعات سے منتشر

طافونی سے موانع حکیمہ سے ایک ایک چیز موقوف کے تحت یکجا کر کے دینے والی اس کی
مؤثر مہیبت اور منقہ تشریحات سے چار چاند لگا دینے و تحقیق تمام امت پر و خصوصاً حق نوری
بارگاہ کے خوشہ چینوں پر ناقابل فراموش احسان کیا ہے۔

نورِ علم و عمل کے نام سے سورۃ العصر کی تفسیر لکھ کر تمام علماء و علماء دین کو بوقت آموز
سبق دیا، سائنس و رنہ ہیب جیسی نافع و عظیم تصنیف سے تمام فہم مند و مدد دہکتے سر پر جوئے
لکھانے و رنہ نقائے کی جیت پوری کر دی، زہد و قناعت کی تہل رشک زندگی بسر کی، تمام غوبات و
لذائذ کو یک قدم ترک کے زاہدین کے لئے نفع دہکے، بدشعبہ دور و زمانہ کے فہم ترین پادشہ شخصیت
نہی افسوس کہ ان کے مہارت و خصائص ان کے ساتھ دفن ہو گئے، علماء و رہبانیہ میں اس ذوق
اور خصوصیات کی کوئی ہمتی نظر نہیں آتی۔ ان سے و ان سے راجعون۔

۴ خدا رحمت کند این عاشقان پاک حلیت را

اللہ تعالیٰ کی ہزار ہزار رحمتیں ہوں اس مشت استخوان پر اور ہزار ہزار رحمتیں ہوں ان
کی روح پر نفوت پر بہشت الفردوس میں اپنے حضرت شیخ قاسمی کے جوار رحمت میں تمام اعلیٰ نصیب
ہوں ورنہ ان فہم مند و متقانا تصانیف کے ثمرات سے اور فقیہانہ زندگی کی برکات سے
حال ہزار آئین آئین یا رب العالمین و علیٰ مدعی صفوة السعادات و توفیقہ بین مسیبتہ
و کمالہ و سحابہ جبرین۔

لوطیہ در چند مسورت مرہم سے جو غیبت آتی، اس کا حق و انہیں ہو سکا، اس لئے اپنے
بھائی و غریبوں میں اس بھائی تعارف کے بعد میں برادر مرہم مورخانہ مرہم صاحب حیدر آبادی کا
مستورین جو مرہم کی سوانح حیات پر مشتمل ہے شائع کیا جاتا ہے۔

در رسوم ندوۃ العلماء، گمنوں کو دار شہوری تربیت سے جو صاحب خیر و نفع اور اہل
تسلیق و کمال علماء کے، ان میں کی ایک تیار فی شہریت حضرت مولانا عبدالباقی ندوی کی ہے اور
وہ پتہ شان امتیازی میں کسی تصدیق غیری کے محتاج ہی نہیں، ان کی تصانیف ان کے مقدمات
ورنہ کے کرائے و تراجم ان کے تعین متیار کے لئے کافی ہیں۔

۵ حاجت مشائخ نیست روئے دہرام را

خاندان اور ولادت :

مولانا کے خاندان میں علم و دین اور طبابت کا چرچہ رہا اور نہ بد و تقویٰ کا دور دورہ بھی مولانا کا خاندان
نسب حضرت عبد اللہ انصاری سے ملتا ہے مگر چونکہ شجرہ نسب محفوظ نہیں اور مبنہ و ستان میں اپنی اپنی نسبتیں
کو غلط نسبت بہت پامال کر دیا گیا ہے اس لئے قوی قرآن اور تصدیقات کے ہر وہ دورہ نے اپنے
نام کے ساتھ انصاری کبھی نہیں کیا مگر درخویش و برادر برابر کہتے ہیں۔

مولانا کا بدی وطن سترکہ شمع بارہ بٹی تھا مگر مولانا کے والد ماجد آخر میں کھنکھانے سے در
اپنے شیخ کرامی حضرت مولانا محمد نعیم فریقی محلی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت میں کھنکو پناہ وطن ثانی بنا دیا تھا۔
کی وراثت اپنے نانا ہالی وطن قصہ کرتی ہیں ہوئی، جمعہ کا دن ورہ ذی الحجہ تارکین تہن سے
ہے البتہ سنہ غالباً ۳۰۶ھ بم کماکت ۱۹۸۷ھ تھا۔ والد ماجد نے اپنے اس نور جمال کا نام کماکت فریق
کی درخواست حضرت فریقی محلی کی خدمت میں کیا تو جواب ملا خالق باری پوری کر دو الحمد للہ اور
کانام چونکہ عبدالحی لقی تھا۔ فرزند کا نام عبد الباری رتبہ چنانچہ رکھ دیا گیا۔

تعلیم :

بسم اللہ تو خود حضرت مولانا فریقی محلی سے کرائی۔ ابتداً فی تعلیم مولوی توکل حسین مدنی سے
سے تعلیم سترکہ ہی میں ہوئی، عربی کی ابتدا پدر بزرگوار سے ہوئی، کچھ دن اپنے بڑے بھائی
امجد علی مرحوم سے ہوئی تو حضرت مولانا عبدالحی فریقی محلی کے شاگرد اور معصوم صفت بزرگ سے اس
کے بعد مشوال فسطحہ کو دارالعلوم مذوقہ کھنکو میں داخلہ لیا۔ یہ وقت تھا کہ ابھی دارالعلوم حرم
شہلی لکھنؤ کے ہاتھ میں نہیں آیا تھا اور یہاں تعلیم ٹھیک بھٹی نہ تربیت، سال چار تک رہنے کے
کہ وادہ بزرگوار نے مولانا کو یہاں سے ہٹا کر مولانا محمد ادریس کے پاس حرم شہلی کھنکو لے گیا۔
مولانا گرامی کی مختصر صحبت نے شاگرد میں عمی ذوق اور دینی مذاق یہ بیک وقت پیدا کر دیا مگر چنانچہ
ہی جیسے یہاں رہنے پانے کے کہ نہ وہ کی زبان کا رہا مگر شہلی کے ہاتھ میں لکھی اور مولانا دربارہ مذوقہ
پہنچنے کے دراب ایک ہی ریس میں مولانا کا شاگرد طلبہ میں ہونے کا چنانچہ سالہ مختصر
اہل آئے اور مدرسہ کے مستم و صدر مدرس مولانا حنیف صاحب نے جوابت کا پرچہ دیکھ کر حیرت و
عجب سے سب باتیں مولانا کے اپنے مختصرہ نوشتہ حالت اسباق زندگی میں لکھی ہیں جس کی کمال شہرت و رسالت

حضرت مولانا کو صلب و مار چٹائی یا نشینی و رسیہ قہر کی شکل و رسمیت فرمائی تو حضرت مولانا نے کہا کہ
تعلق ایک نکتہ ختم فرما دیا تھا یہ جگہ کہ تو پرستے کو مولانا میرا برائی ستہ پر رکنی میرا ہوا کہ
مولانا و فلسفہ کے تعلق میں وہ کہ موقع سے زیادہ اور بہت تار تار ہے فلسفہ کے رکنوں کے ساتھ ساتھ
تو رتیا بیت سے اوپر کر آیا کیوں ساتھ ہی ساتھ کہ مولانا نے فلسفہ کے رکنوں کے ساتھ ساتھ
یو آئن کے لاس کی اس کتابوں کو مولانا نے یہ کہ پرستے پر آئے ہیں کہ مولانا نے
یہ کہ مولانا نے فلسفہ کے رکنوں کے ساتھ ساتھ کہ مولانا نے فلسفہ کے رکنوں کے ساتھ ساتھ
سب اور میں کے فلسفہ نے مادیت کی بنیاد میں تو اس دنیوی جگہ پر فلسفہ میں چھو گیا ہے
نہ اس کی جگہ اس کے بعد فلسفہ کی تاریخ بننا چاہیے کہ مولانا نے فلسفہ کے رکنوں کے ساتھ ساتھ
یہ کہ مولانا نے فلسفہ کے رکنوں کے ساتھ ساتھ کہ مولانا نے فلسفہ کے رکنوں کے ساتھ ساتھ

گزشتہ کا نکتہ سے تعلق اور

میری زندگی کی درست کے تعلق سے اس کے لئے جو کہ فلسفہ کے رکنوں کے ساتھ ساتھ
مولانا نے کہا کہ یہ سب اشیا میں سورت میں کہ مولانا نے فلسفہ کے رکنوں کے ساتھ ساتھ
عجیب مزمن خان شہر کے اس پر مولانا نے کہا کہ مولانا نے فلسفہ کے رکنوں کے ساتھ ساتھ
میں نے سب و تعلیمات کے نام سے چاہے کہ مولانا نے فلسفہ کے رکنوں کے ساتھ ساتھ
رست حضرت مولانا نے غل غل کی تو سب سے کہ مولانا نے فلسفہ کے رکنوں کے ساتھ ساتھ
نہ کہ مولانا نے فلسفہ کے رکنوں کے ساتھ ساتھ کہ مولانا نے فلسفہ کے رکنوں کے ساتھ ساتھ
نہ کہ مولانا نے فلسفہ کے رکنوں کے ساتھ ساتھ کہ مولانا نے فلسفہ کے رکنوں کے ساتھ ساتھ
یہ کہ مولانا نے فلسفہ کے رکنوں کے ساتھ ساتھ کہ مولانا نے فلسفہ کے رکنوں کے ساتھ ساتھ

یہ کہ آباد آمد اور حضرت مولانا نے فلسفہ کے رکنوں کے ساتھ ساتھ

ہر چنانچہ کو بورت کے ساتھ ساتھ کہ مولانا نے فلسفہ کے رکنوں کے ساتھ ساتھ
میر پر مولانا کے ہر وہ جگہ کہ آباد اس کے ساتھ ساتھ کہ مولانا نے فلسفہ کے رکنوں کے ساتھ ساتھ
نہ کہ مولانا نے فلسفہ کے رکنوں کے ساتھ ساتھ کہ مولانا نے فلسفہ کے رکنوں کے ساتھ ساتھ

فلسفہ سے کمال تو پاتی اور جو دیت کا تصور نہایت نفی فلسفہ انسانیت کے روبرو
 میں فلسفہ ہی نہ صرف تیار بلکہ تسلسل و تکرار رہا جس میں راجہ کی نشان دہی کرتی رہی وہ فاضل ریاضی سے لے کر
 تصدیقیت تک پہنچ کر اور خوب تحقیق ہو گیا کہ نہ شہادت میں رستہ ہونے سے نہ سبب کے قیام سے
 جو رسوں کو حق نہ سمجھ سکتا تھا انسانی نسبت سے ہمارے نہیں تو مایہ سببمانی ثبوت یہ کہ
 سبب میں فلسفیانہ یا عقلی کہ وہ اس کی حقیقت بل بیکار و بیک فلسفہ سے زیادہ ہر جہاں سبب
 اس سے پہلے ہے کہ محقق کو تو عقل و فلسفہ کی سبب چاہی کہ اس نے یہ بتایا کہ جس سے سببوں کا رشتہ
 بغیر اس کے کہ اس کی عقل و عقیدہ یا منت بھی ناممکن ہے اس قدر پر یہ ان سببوں کی عقلیت سبب چاہی کہ
 عقلی سبب مایہ اسطرح کہ اس سے ہر جہاں فلسفہ کا علم نہ ہوتا تھا رسوں کے سببوں میں
 ہونے اور نہایت پر موقوفات بنے۔

حضرت چچا اہل بیت علیہم السلام سے تعلق تھا اسی سے فلسفہ دنیا نہ سمجھنے کے بجائے ناموس تباہ سنتوں میں
 رسالت سے موندنے کے بجائے کہ تو اور سببیاں یعنی حضرت مومننا حسین امیر مومنین اور خیمہ رسالت شہداء
 شریف علی نقی و علی نقی ایسی فلسفہ آئیں کہ ان کو مقتدا بنا کر دل کو سکون میں لگتا تھا پناہ پناہ نہ ہونے پر
 دیوبند کا فلسفہ فاضل اسی ناموس سے کیا اور دونوں ہی جہاد شفی پانی لڑا تھا تو ہی رنگ میں خود و اس
 دونوں کے اعتبار سے کہ ان میں و تمام نسبت و سلسلہ کے پناہ یہ اس کی تیری مدد و شان ساز
 و متوازن سرمیت کہ انہما را نصیب ہوا ان کی جامعیت و رجبو بیت تو ایسی تھی کہ خود اپنی شہداء
 دیکھ کر ہی ہوتی تو نہ کسی زبان و قلم کے بیان میں آسکتی نہ اپنی نگاہ میں بلکہ پھر یہ ہو کر کہ سببوں سے
 خود حضرت مومننا حسین امیر مومنین ہمارے مایہ عالمید و ریابادی مدخل کو لے کر ان کے مومن شہداء
 نے و اس سے ان کے یہ ہونے کی جس کو ان دونوں سبب کو حضرت چچا رسالت کی خدمت میں تعلق
 کیا کہ بیت فرماتے تھے کہ اس سے فرمایا خدمت سے ان کے رشتہ کا نہایت آپ ہی فرماتے۔
 پناہ پناہت ہم مومننا صاحب بیاری صاحب نے اس سفر کے بعد حضرت مدنی رشتہ سبب سے ہوتے کہ
 فی سرحدوں کا عقل و درجہ عقل و دل کا جذب سبب سے نہایت تھا تو ہی قسلس سبب سے نہایت۔

سبب سے نہایت سبب سے نہایت۔

تسلسلہ کے لئے سبب سے نہایت سبب سے نہایت مومننا و ریابادی۔

مومن ارمان کی ہر چہش میں عید آبادت تھی نہ بھون پڑنے پر فیضانِ شریف سے ماحال دوست رہتا۔ انجذاب
اس ورنہ بڑھ کر قبل از وقت یا بعد از شام سے پیش کش کرتا نہ بھون میں جا رہے کا عزم فرمایا اور
اس کے لئے درخواست بھی دے دی مگر ہامہ کی اشتیاق سے اس وقت تک روکے رکھا جب تک
کہ وہ چھوڑنے پر قنوناً مجبور ہی نہیں ہوئی، پھر بھی پندرہ برس کا تعلق کتابِ جناح و اعتبار و وقت
سفا دہ کی بدولت مورانا محبت کی منزل سے گذر کر محبوبیت کے اوج پر پہنچنے اور نہایت شین کے
نیدہ مجاز قرار پائے۔

تعلیمات شریفیہ کا نشر و درمیں رکھنے کی نو، کردہ جہاں ہیں نشر نو

شمعیں تو مل رہی ہیں سو، بڑے میں روشنی نہیں

یہ مزیں تو کیم۔ مت کہ سس رفائے ہر تعلیم مجاز کے اس میں خدمت کے اصول پر موجود تھی
مرتضیات شریفیہ کی سب سے زیادہ ششویں پانیہ رنوترا اور معتبر و موقر شامت و فائز خدمت مورانا
عبد الباقی رحمۃ اللہ علیہ کے حصہ میں آئی، مورانا نے بعد و چہار دہم صدی کی تبدیلی کی مساعی کو ہی قوت
درست سے سامان کیا وہ اپنی کا حصہ تھا اپنے سارے علمی کاموں و قومی قوت کو صرف زبردستی
کے سینکڑوں مؤلفین و مباحث اور بیسیوں تصانیف میں تفریق فرمائی کہ تعلیمات شریفیہ
کے پیار محبتات، تعلیمات کامل رحیم کا پہلا نام جامع الحجۃ دین تھا، ۲۰۰۰ جلدیں تصانیف اس کے بعد
معاشیات اور ۱۲ جلدیں تعلیم و تہذیب میں نہایت خوبی سے تیار فرمادیا اور ان کے سبب خدمت
کے فائدہ بہت زیادہ ہوئی وقت بہ سرور شرف و فائز، اللہ تعالیٰ نے ان تالیفات کو
بڑی قبولیت بخشی، بعد یہ تصانیف کا ترجمہ کی و ترکیبوں میں بھی ترجمہ ہوا و مشرق و مغرب میں تعلیمات
شریفیہ پھیل رہی ہیں مسود کی و خدمات کا ایک وسیع خیال کہ مورانا کے پیش نظر تھا جو اب

”رزدے خاک شدہ بن کر رہ گیا“

بکثرت شین غاروت

راقم الحروف کو مورانا سے نیاز مندی کی سعادت نصیب تھی اس وقت خدمت
مورانا سے مناظر اتنی کثرت سے مسلسل محبت و فدائیت کا تعلق تھا اور حضرت مورانا بعد الباقی صاحب
سے محسن مورانا شین کے اکابر صادق و عزم رفیق کی حیثیت سے جانتا تھا مگر کوئی بارہ برس بعد

جب حضرت مولانا عبدالباری کراچی تشریف لائے اور سیہ می وسیہ ملت ملت ہو رہا تھا سب سے بڑی سہ
 عجمان رہے تو ب شرفی نسبت سے مولانا کو دیکھ کر بڑا خوش محسوس ہوا تاہم پھر شدت قہر کی رحمت سے وہ
 جب اپنی بقیہ کے کارکنان کی تسلی حضرت موصوف سے قائم ہو کر قریب باقی میں گیا تو دیکھ کر وہ ایک
 زاہد و عابد، قانع و متوکل، فانی فی اللہ اپنے شیخ کے، مدلول کے سختی سے پائندہ و راہب فاضل و فانی
 آخرت ہی نہیں بلکہ حضرت پرہیزگار، ب کی تہی کا فاضل تھوڑا اور اس نسبت ہی کا خاتمہ فیہ نہایت
 اور ربوبیت باری تعالیٰ حضرت پرہیزگار کے مشفق سے، وہی سب سے بڑا کردہ ہر بات میں رہا رہا رہا رہا رہا
 نظر رکھنے کی تاکید فرماتے اور مراقبہ ربوبیت میں رسوخ کو بروہ کی درمانی قرار دیتے تھے اس لیے اس
 اشارہ کی تفصیل سے مجھ عاجز کی زبان قاصر ہے، مستند اس اشارہ کو دیکھنے سے یہ دیکھ کر کہ
 ہمارے مہوت میں موت و میاں کے ساتھ ساتھ آئے وہ انفرادیت کا قیود نہیں، مگر وہ
 نادر ت سے ہے

شاہد آں نیست کہ موت و میاں دارو بہ دعوت آں دانش گاہ
 رب رمن و رحیم اپنے اس بیت کی قیر کو پُر نور رکھے اور اس کے سر حضرت کو کس قدر
 و شرف سے فرمائے، بجز مت سید عالمین قاتل الجبابرین علیہ السلام و تسلیہ

یہ اس قیام کریں کے زمانے میں یہ کہہ رہا تھا وہاں شہیدان حضرت مولانا، باری، شہید قہر
 رہتے تھے مولانا کی تشریف آوری سے وہ سب مایوس نہ ہوئے تھے بلکہ ان کے دل میں ایک نور
 حضرت مولانا کی کو دیکھا کہ کراچی شہر کے ایک سرسبز کوں بڑے نور سے نور سے نور سے
 جب میں نے مولانا کی آمد کی حدیث اُن کو زبان سے فرماتے ہوئے دیکھا تو ان کے دل میں
 پھٹ کر اس قدر چوٹ پھوٹ کر رہے کہ انہوں نے کہہ دیا کہ مولانا کے دل میں نور ہے
 کہ وہ مولانا ہی سے کہہ کر پیارے ہو گئے جو خدا سے خوف مند نہ ہو بلکہ ان کی نسبت
 سے حضرت کے نام کی نسبت ناموں میں اس کا تحقیق ہے کہ یہ سب حضرت سے ہی ہے کہ ان کے
 فراموش میں بھی آخری وصیت رہی ہے کہ یہ سب کے لئے اس شاندار کائنات میں جو حق ہے
 کیا کہ اس زمانہ کے یہ دونوں جو حق ہیں ان میں سے ایک ہے غرض

یہ دونوں شہیدان ہیں

دین میں کسی کو بھی نہیں چھوڑا کہ تردید نہ کی ہو اگرچہ زیادہ تر حضرت امام غفرلہ کا نام ہے اور دور میں
امت نے ابن ترمذی کے جوابات دیے اور استدح المعنی فی رد المحتل کے نام سے جنس کا بڑے مستعمل کیا
یہی کتب بہ حال محدث شاہجہان پوری کے قلم سے اس وقت بھی ایک ہم تصنیف کی جا رہی تھی حسین علی
فی الرد علی المحتل کے نام سے دو ایک چھوٹے چھوٹے جزاء طبع بھی ہو گئے تھے اور انجوائے کے بارے
میں لکھے تھے ایسی عدالت کی دست میں جس میں تالیف میں مشغول ہوں، لوگوں کے لئے موجب تہلیل ہوگا۔
مگر جس کی زندگی میں کام میں ہوں، فناء کا مقام حاصل کر رہی ہے اس کی یہ شان ہوئی ہے، انہوں نے سب
محدث شاہجہان پوری کی مرثیہ نگاری کے لئے قلم اس وقت لگادیا تھا کہ اب ڈاکٹریں اور بیہوشی
قلبی و جسمی کی وجہ سے دماغی کاموں سے منہ کر دیا ہے اور حست کی تائید کے لئے بہت کوشش
کے ساتھ بیمار و غیر کا نامہ نگار اپنی معذوری کی وجہ سے مرثیہ نگاری سے قیامت اس لئے براہِ راست
مورانا محمد یوسف لدھیانوی سے خواہش کی کہ ہر حصہ دس بارہ سال پہلے حضرت مرحوم کی کتاب تہذیب
تعلیمات کی وجہ سے مرحوم کا جو علمی ترجمہ پہرہ قلم کیا تھا اور تیسرا بار دکن کے رہتا تھا، معارف میں
ہو گیا تھا اس کا ترجمہ شامل کر دیا جائے نیز شامل ہیں جب رانہ ٹوٹ کر چلی آئی اور مرحوم سورت میں
تھے اس وقت ایک مکتوب کراچی سے تھا کہ یا قیاس میں ایک غنیمت و نعمہ کا ذکر یہ تھا اور چند ہی شمار
مجھے لگے تھے اس وقت ارجحہ چند غنیمت و نعمتیں تھیں کہ فیہ و بحر ہر فور و کثرت ہر کثرت تھے
وہ بھی شامل کر دیے جائیں تاکہ کسی وجہ میں حق ادا ہو سکے اور کسی قدر ان کی قدر و منزلت کی طرف اشارہ
ہو سکے۔

قد ر کشت پیوستہ و سخن خاموش و گرچہ کہ نہ کسی کلمہ میں این لب دگوش

استم اغفرلہ مغفورہ لا تغد و ر ذنب و رحمہ رحمۃ کامۃ تخص بہ عبدک انقرضین و اذخ
فی جنت انعم و رضہ و رض عنہ مازید و زید منزلة و لا انعم و رضی سہ علی صفیہ عبدک
خاتمہ منہین سیدنا محمد و آلہ و صحبہ و تبعہ و عار و نہینے۔ شعبان ۱۳۸۵ھ

حیاتِ محدث شاہجہان پوری

جو دیہہ میں کتاب لکھ کے مقدمہ کے لئے لکھے۔

کتاب الجہت کے شارح اور شاہجہان محدث عبدالمفتی مہدی حسن کا سلسلہ نسب یہ ہے۔

مہدی حسن بن سید کاظم حسن بن سید فضل بن سید شمس الدین سید قطب الدین
 مدین قتب الدین بن سید درویش بن شیخ سید شہاب الدین مد شاہ باری بن شیخ کامل سید برحق
 براتیہ بن شیخ فضل سید شہاب الدین مد شاہ باری بن شیخ کامل سید برحق

رجن کا سلسلہ نسب یہیں و سبوں سے اور ربانی شیخ الدین سید محمد بن شیخ الدین سید محمد بن شیخ الدین
 سید مفتی صاحب کے جد اجداد ہیں جو اہل حق برامیدہ شاہ جہان کے عہد سلطنت میں بغداد سے دہلی تشریف لائے
 درویش سال بعد بغداد کی طرف مراجعت فرما دیے اور بارہ پھر مجدد دستار کے سرور ملک ہندوستان میں
 وفات پائی، پھر ان کے صاحبزادہ سید محمد بن شیخ الدین سید محمد بن شیخ الدین سید محمد بن شیخ الدین
 سکونت اختیار کی وہیں انتقال ہوا اور پھر ان کے دو بیٹے ہوئے اور ان کی قبر زیارت گاہ خاص و عام ہے۔
 مفتی صاحب دہلی میں شاہ جہان پور کے محلہ چیل میں پیدا ہوئے پھر نام خواجہ حسن بن سید محمد بن
 ایک عارف کے اشارہ سے نام بدل کر مہدی حسن کر دیا گیا یہ اس بزرگ کی فراست تھی کہ مہدی حسن کے نام
 میں ان کے ہدایت یافتہ ہونے کی نیک نال تھی۔

قرآن کریم دہلی میں پڑھا، ان سے پندرہ سال قبل آیا۔ تیس سال بعد بارہ سال کی عمر میں دیگر اساتذہ
 سے پڑھ کر کیا، ان کی نگرانی کی ابتدا کی تھی وہ دہلی میں درویش بن شیخ الدین سید محمد بن شیخ الدین
 قلمند کی مسجد میں پڑھ کر ایک میں مفتی بنایا، پھر اپنی شہرت کے مدرسہ میں تعلیم کے واسطے دہلی و مدین
 و نیکو کتابیں مدرسہ کے اساتذہ سے پڑھیں جن میں سب سے مشہور ربانی مدرسہ مولانا شیخ عبدالحی خلیل خان
 حضرت مولانا رشید گنگوہی تھے، نیز نیکو و رفیعہ کی چھ کتابیں حضرت مولانا مفتی کنایت اللہ دہلوی سے
 پڑھیں درتیب مفتی کنایت اللہ صاحب مدرسہ مینیہ دہلی میں منتقل ہوئے تو آپ کے والد ماجد نے آپ کو
 دہلی و مدینہ میں دیا، پھر ادب و فرائض، عربی علوم، فقہ، منطق و فلسفہ مدافعت، حوالہ فقہ در علم حدیث
 و غیرہ تمام علوم و فنون کی کتابیں حضرت مفتی کنایت اللہ درویش اساتذہ مدرسہ سے پڑھیں ۱۲۶۶ھ
 میں سند فراغت حاصل کی اور مدرسہ مینیہ میں تین برس بن سید برحق بناری در جامعہ ترمذی کے طرائف
 کر شیخ العصر حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمہ اللہ سے حدیث کی جہازت حاصل کی در ۱۲۶۷ھ
 میں در علوم دیوبند سے سند نسبت حاصل کی، نقیب علیہ حضرت مولانا رشید گنگوہی سے بیعت
 ہوئے، در حضرت گنگوہی کے خلیفہ حضرت مولانا شمس الدین صاحب مہاجر کی سے فرقہ و خلافت حاصل کیا۔

آیۃ من آیات اللہ تھے، حبیب یہ مقام شائع ہوا تو حضرت مولانا نور شاہ صاحب رحمۃ اللہ کو اس کی فکر ہونے لگا اور اپنے حلقہ تلامذہ میں سے حضرت مفتی صاحب کو بلایا، دریافت کیا کہ اس کا جو بکچھ ہے، چنانچہ حضرت مفتی صاحب نے ان کی علمی راہنمائی میں القاسم راہنما مراد العود دیوبند میں اس پر ایک مفصل علمی تحقیقی مضمون لکھا جو بعد میں التصوییر اسکالر التصوییر کے نام سے متنزل رسالہ کی شکل میں شائع ہوا حضرت شاہ صاحب کی راہنمائی میں آیت خاتم النبیین کی شرح تفسیر غمدہ ادربانہ اندازت عرب میں تالیف فرمائی جو تصدیقۃ المہدیین کے نام سے شائع ہوئی اس پر حضرت امام العصر رحمۃ اللہ کی تامل تک غراندہ ست اس کے چند جہت ملخصہ ہوں :

بعد : ذناب جناب اذہو ذی املوی محمد
 شفیع اللہ دیوبندی و فقہ اللہ لما یحب و یرضہ
 جمع بامستعد ذر بامتہ تصدیقۃ المہدیین
 فی آیۃ خاتم النبیین جزوہ سہ عنی وعن
 سائر المسلمین خیر العباد و رحمۃ سر دنیہ
 نحو مائۃ و خمسۃ و ستین حدیثانی مستخرج
 ابتورۃ بعد ما بعث اللہ نبیہ محمد امصطفی
 ذی قولہ، و سائر رسالۃ تفسیریۃ حدیثیۃ
 کلامیۃ فقہیۃ و بعد ذلک کہ ادبیۃ
 یسری انفاہی کسریۃ انروح فی بدن و
 یقع فی کتب مؤمن کحلۃ الایمان و عجوبی
 فی العروق کحفل السبن .

بہت سے رفیق دانشمند مولوی شفیق دیوبندی نے، تصدیق
 انہیں اپنی مصنیات کی توفیق میں فرمائی فرمائش پر
 رسالہ حدیثۃ المہدیین فی آیۃ خاتم النبیین
 جو کہ یہ ہے اللہ تعالیٰ انہیں میری طرف سے درگت
 مسافروں کی جانب سے جزائے خیر عطا فرمائیں اس میں
 اس مضمون کی قرینہ ۱۹۱ حدیثیں ذکر کی ہیں کہ بہشت
 محمدیہ کے بعد نبوت ختم ہو چکی ہے یہ رسالہ تفسیری بھی
 ہے، ورحمدیش بھی، کلمہ بھی اور فقہ بھی دوران تامل و
 کے ساتھ ساتھ ادبی بھی ہیں اسے سناٹا دوت کی طرح بدن
 شہ ساریت کرتے ہیں صلاوت یہاں کی طرح قلب مومن
 میں جو گزیریں ہوتے ہیں، ورنہ اس دورہ کی طاعت رک پنے
 میں گردش کرتے ہیں اسے رفیق، اس مجلس کی سرکردہ

لہذا یہ ہیں، ورحمدیش، کہ ایک مجلس میں رہا ہوں نے حضرت شیخ محمد زہد کوشنی سے عرض کیا کہ آپ نے کتبات کے بین
 میں تاخیر فرماتے ہیں کہ اختصار مذہب فرمیں کہ کوئی حدیث یا آیت شہادت ہے کہ کونسا حدیث مسائل و دوا
 میں کہ فقہی مسئلے بہت کمزور ہے اس پر شیخ کوشنی نے فرمایا، ہر قسم کے غیر موقوف فی السنو ان میں جملہ اہل اہد یہ
 مسائل و دوا میں مایب راستے نہیں دیتے :

ہے یا صاحب فی روحہ و محبوبہا فی صدقہ و جس سے کہ غمزدہ شخص اپنے ہموار و فخرانہ اور
 نصیب یحیثونی فی لیسہ و زخمی یحیثونی فی کتہ کہتے ہیں کہ ہاں صاحب اس کے دامن سے نصیب یحیثونی
 ہے اور اس کے کتب اس کے اس میں مسکرا

تین

نہایت سے سب سے بڑے شہ کے رسالہ مخصوص ہے بھالواتر فی نزول ایسے کوئی ہے کہ
 صاحب سے مرتب فرمایا اور اس پر ایک بہترین ریبہ اور فی ظاہر مقدمہ کہ جو بہت نادر ایک شکل
 رسالہ ہے لہذا اس طرح سے شہ کے رسالہ کی خوب بات سے کہ علمی قیامت اور رزق دینیت کے سلسلہ
 میں نہایت ترقی ہوئی تھی اور حضرت شیخ رحمہ اللہ سے نسبت میں قوت بہر
 ہوئی چلی گئی۔

جس وقت میں نے ہمارے بیچہ کے ریبہ فی احکام التبتہ والی ریبہ مرتب کیا اور بعض مائتہ
 و مراجع دیکھنے کے لئے اپنے دست سے منبر کے دیوبند میں فرمایا اور چند خیال موافقہ کا برہنہ کیا کہ
 تقریباً نہیں ہی ترک کے لئے گواہوں اس وقت تھے کہ مولانا محمد شافع صاحب درہم دیوبند کے
 منصب پر فائز تھے۔ جب رسالہ دیکھا کہ یہاں تو خوش ہوئے اور بے حد متاثر ہوئے اور فرمایا کہ
 اس پر ایسی تقریر لکھنے کو ہی پامنت ہے کہ اس نے بہت شہ صاحب رحمہ اللہ کے رسالہ ہدیۃ المہدیین
 فی سیاق تہذیب النبیین پر تقریر لکھی تھی اس رسالہ (ہدیۃ المہدیین) کے متن سے آگاہ
 تھے البتہ فی القرآن ختم النبوة فی لہادیت اور ختم النبوة فی لہادیت رسالے بطور شہ
 مرتب ہوئے۔

مقدمہ بھاول پور میں تحریر ہوا ہے کہ صاحب کے دست راست رہے اور آپ کے

یہ سارا سہ پہلے ہاں فرمایا کہ میں نے اس وقت جبکہ میں نے اس سے ایک ور رسالہ لکھا تھا
 میں حضرت علی علیہ السلام کی کتاب کو جو قرآن و حدیث میں و رد میں مرتب رکھا تھا کہ قادیان کے نامہ نگارین
 میں نے قادیان میں اس سے کہ رسالہ میں نہیں پناہ پائی ہے جس سے ہر ادنیٰ قسم کا آدمی کا کلمہ یا نتیجہ نہایت
 سب کو مرز کے قادیان کا رسول مسیت و نہایت کتب و فراموشی سے رسالہ بھاول پور چپ چکا ہے۔

بچے اس کا صدمہ ہے کہ جنارے کی شرکت سے محروم رہا، حضرت کے وصال سے ۳۱ گھنٹہ قبل میں ایک مزدوری کام سے کھڑ پینچ گیا تھا وصال کی صبح کو اطلاع تو بہت کوشش کی کہ کسی طرح ہزارے میں شامل ہو سکوں، مومن جو دھڑ کے ایئر پورٹ تک ۹ میل بذریعہ ٹیکسی سفر کیا کہ شاید کوئی جہاز میں کوئی سیٹ مل جائے اور اس طرح یہ آرزو پوری ہو جائے لیکن افسوس کہ بے نیل مراد و پس پاد۔ د گھنٹہ کی تک و دور سے ایک لڑکے شکستہ بدن اور دوسری طرف مقدمہ میں ناکامی سے شکستہ و سر توں کو دل میں لے کر واپس آیا، حق تعالیٰ اس نحیف البدن نحیف الروح عالم باعمل کے سبب بلند فرمائے اور تمام زلات و سیئات معاف فرما کر رضوان و رحمت کے عال مقامات پر پہنچائے۔ جنت الفردوس میں مقام نصیب فرمائے، آمین اور ان کی صالح ذریت کو ان کا صحیح جانشین بنائے۔ مولانا محمد احمد قانوی صاحب نے تاریخ وفات میں متعدد مواد لکائے ہیں ایک ان میں سے امت احلہ الصالح موت العاصم ہے۔

حضرت مولانا اظہر علی رحمہ اللہ تعالیٰ

یہ معلوم ہو کر مزید صدمہ ہوا کہ اسی رات اسی تاریخ کو حضرت مولانا اظہر علی صاحب مدینہ مبارک حضرت قانوی کا ڈھکے میں طویل عدالت کے بعد انتقال ہوا، انا تہ وانا الیہ راجعون، مریض کے ممتاز ترین عالم تھے، علمی و سیاسی خدمات میں مشہور بزرگ تھے جس وقت بنگلہ دیش مشرقی پاکستان تھا اس وقت مرکزی قومی اسمبلی کے ممبر بھی رہ چکے تھے، کچھ عرصہ نظام سدومی پارٹی کے صدر رہیں، رب اسی دوران ایک دفعہ سائنس غنیمت اجتماع میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحب اور راقم الحروف کو دعوت تھی، ایک جلسہ کی صدارت راقم الحروف کے ذمہ تھی، خلیفہ صدارت اور بنگلہ دیش شائع کیا گیا تھا۔ در ایک جلسہ کے صدر حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تھے، جامعہ امدادیہ کے نام سے کنوینشن میں ایک عظیم درس گاہ کے بانی تھے، یہ مدرسہ جو اپنی تعمیر میں خصوصیات میں سب سے ممتاز تھا، کچھ عرصہ راقم الحروف اس کی مجلس شوریٰ کارکن بھی رہا، بنگلہ دیش میں بھی، مرحوم بنگلہ دیش سابق مشرقی پاکستان کے صدر رشید میں جامع شخصیت تھے، وہ عالم بھی تھے، صوفی بھی، دیوبند کے فاضل تھے، تہی نہ بھون کے فیض یافتہ بھی تھے، حضرت حکیم ارمیت کے خلیفہ تھے، سیاسی خدمات میں بھی ستمہ لیتے تھے، بنگلہ دیش میں سیاست میں ستمہ لیتے مدرسہ کی علمی حیثیت کو نقصان پہنچتا رہا اور لمبا اوقات وقتی مصالح کے پیش نظر اس

کا فائدہ اٹھا گیا لیکن مستقل طور پر مدرسہ کی حیثیت مجروح ہوتی تھی، جدید القاب میں فساد کہ
بہت شدید ابتداء کے دوست گذرے ہیں میں بھی رستہ آخر بہت سے ناقابل برداشت صدمہ
سے دوچار ہو کر اس دنیا فانی سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہوئے حق تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس
غیب فرمائے اور ان کی عقیقتات کو قبول فرمائے اور ان کے زلات کو عفو فرما کر درجات عالیہ
سے سرفراز فرمائے آمین ذی قعدہ ۱۳۶۶ھ ۱۹۴۶ء

جنتاب نواب محمد مسعود علی رحمہ اللہ تعالیٰ

افسوس کہ ہمارے محترم کرم فرما بناب شہرت علی قبیلہ کے والد محترم بناب مسعود علی صاحب حویلی
مدت کے بعد پنجشنبہ، شوال ۱۳۶۶ھ کو واسطی ہوئے، انا مسعود وانا ربیعہ بنون، مرحوم کی بعض مناسبات
و کرامت دیکھ کر شک آتا تھا کہ اس پر آشوب دور میں قوت ایمان کے ایسے دانش منوں موجود نہ۔
مدیث بخاری شریف میں جن سات اشخاص کے بارے میں سات نبوت سے یہ بشارت سنی تھی اور
پڑھی تھی کہ سات، شناس قیامت کے روز میدان تشریف میں ہر شخص غنیمہ کے سایہ میں ہوں گے، ان
میں ایک شخص کے بارے میں یہ الفاظ ہیں: "و رجل قلبہ معلق فی المساجد" کہ ایک شخص وہ
ہے جس کا دل ہر وقت مسجد میں رہتا ہے، پہلی مرتبہ اس کا مقصد اہل مرحوم کو دیکھا کہ ہر وقت مسجد کی
حاضری کی فکر و منکر رہتی تھی، نماز پڑھ کر آتے ہی دوبارہ دوسری نماز کی فکر کا شہید تھا، شروع
موجبات بیماری اور بے ہوشی کے عالم میں بھی مسجد جانے کی فکر اور تہننا رہا، اس آخر عمر میں مسجد بہت
پہلے پہنچتے تھے، خور و زان قیامت کی خدمت بخیر دیتے تھے، دوسری قابل غلط بات یہ دیکھی کہ ہر وقت
زبان پر ذکر اللہ جاری رہتا، حدیث نبوی میں ہے: "لا تزل سمعت رجلاً من ذکر اللہ" کہ
میری زبان اللہ کی یاد سے ہر وقت تروتازہ رہے، اس حدیث کا مقصد اہل آپ کی ذات گرامی
کو دیکھا، حق تعالیٰ درجات عالیہ جنت الفردوس میں غیب فرمائے، دربال بال مغفرت فرمائے اور
اس جاناہ وارث میں ہمارے کرم فرما قبیلہ صاحب کو اور ان کی بقیہ واد کو صبر جمیل اور اجر جمیل
غیب فرمائے اور تمام بھانڈا کو، جبرائیل علیہ السلام فرمائے، آمین

خاص طرزِ انشاء کے ممتاز ترین ادیب تھے اور متعدد ہندوستان میں جو ممتاز اربابِ قلم گزرے ہیں ان میں سے ایک ممتاز فرد تھے۔ احادیث اور قرآنی آیات سے اصلاحی نکات کے استنباط کا اچھا سلیقہ اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمایا تھا، مرحوم رسمی عالم نہ تھے لیکن باوجود اس کے اپنی علمی صلاحیت سے بڑا کام کیا، قرآنِ کریم کی تفسیر تین جلدوں میں لکھی اور عربی زبان طلبہ پر بڑا احسان کیا کہ عربی تفسیر کی اصلی عبارتیں سب نقل کر دیں، رسمی عالم نہ ہونے کی وجہ سے اور اربابِ کمال اور اربابِ علوم نبوت سے راسخ صحبت کے نہ ہونے سے عقیدے میں ٹٹگی نہ آ سکی۔ بہر حال اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی مغفرت و رحمت سے نوازے اور سیئات و زلات سے درگزر فرما کر غارِ امانِ دین کی صفت میں جگہ نصیب فرمائے۔ آمین

صفر المظفر ۱۳۹۷ھ . فروری ۱۹۷۷ء

حکیم عبدالسلام رحمہ اللہ تعالیٰ

افسوس کہ مورخہ ۲ صفر ۱۳۹۷ھ ۲۲ جنوری ۱۹۷۷ء ہمارے کرم فرما مخلص دوست جناب حکیم عبدالسلام صاحب ہزاروی مختصر علالت کے بعد ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئے، انا اللہ وانا الیہ راجعون مرحوم سے میری پہلی ملاقات ۱۹۳۲ء میں ہری پور میں ہوئی جبکہ مرحوم میر پور میں سکونت پذیر تھے (ہری پور کے مصنفات میں ایک چھوٹی سی بستی تھی) اس وقت مرحوم "پیغام سرحد" ایک ہفتہ وار اخبار میں طبع آزمائی کرتے تھے، مرحوم نہایت با وقار سنجیدہ با اخلاق صحیح العقیدہ صحیح المسک تھے، اکابر دیوبند و دہلی سے وابستہ تھے، سیاسی ذہن حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی اور حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب کا تھا۔ اسی پلیٹ فارم پر سیاسی خدمات انجام دیا کرتے تھے اور متعدد بار قید و بند کا نشانہ بنے لیکن پائے استقامت کو کبھی لغزش نہیں ہوئی، علماء اور فضلاء سے ملاقات میں بہت مسرت اور روحانی کیف محسوس کرتے تھے اور ان کا مکان انہی علماء و فضلاء کا مہمان خانہ تھا، اچھے خاصے طبیب تھے، مرحوم مولانا حکیم اجل خان صاحب سے طبی استفادہ بھی کر چکے تھے اور ان سے شرف تلمذ بھی حاصل تھا، آخری حیات میں بھی طب یونانی معاشی ذریعہ تھا لیکن چونکہ دماغ سیاسی تھا باوجود طبی مشاغل کے سیاسی افکار سے کبھی فارغ نہیں رہے، پاکستان میں جب یونانی طب کو باقاعدہ بنانے کے لئے نیم سرکاری ادارہ آل پاکستان طبی بورڈ قائم ہوا مرحوم اس کے چیئرمین مقرر ہوئے اور ملک کے طول و عرض میں دورے کرنے پڑے اور طبی امتحانات دیتے رہے اور سرٹیفکیٹ جاری کرانے میں نیک نیتی اور حسن اخلاق کا ثبوت دیتے رہے، مرحوم خوش روح، ہنس مکھ، خوش مزاج تھے اور بہت سے خوبیوں کے مالک تھے عذرِ خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را اللہ تعالیٰ بال بال مغفرت فرمائے اور حسنِ عقیدہ اور حسنِ کردار کی برکات سے مالا مال فرمائے، امید ہے کہ مرحوم کے صاحبزادے مولوی عبدالرشید ان کے صحیح جانشین ثابت ہوں گے اور جناب طارق صاحب بھی ان کے نام کو روشن کریں گے۔

ربیع الاول ۱۳۹۷ھ، مارچ ۱۹۷۷ء



